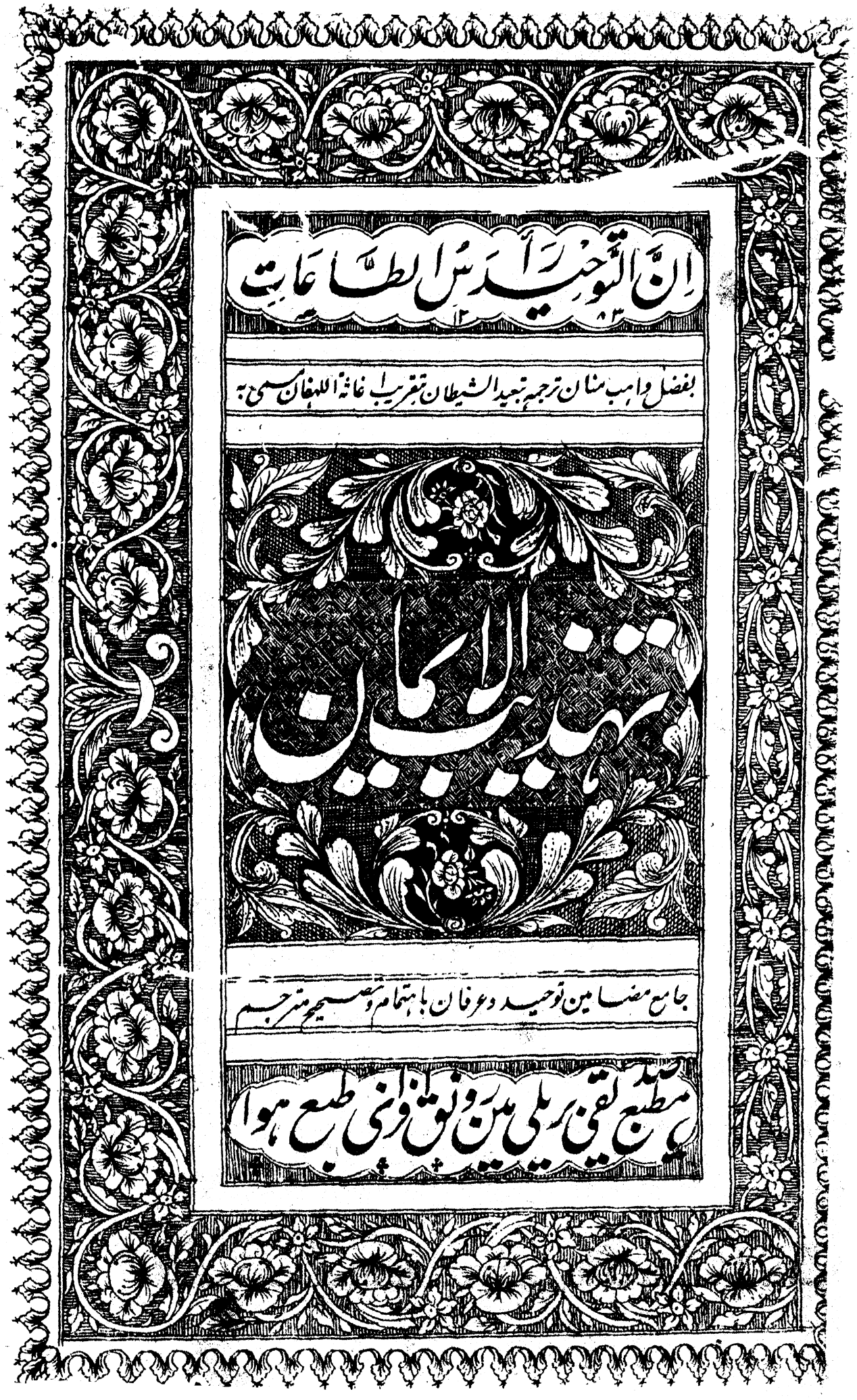
UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232760
UNIVERSAL
LIBRARY



اِنَّ التَّوحِیدَ اَسُّ الطَّاعَاتِ

۱۲ ۸۳

بفضل واہب منان ترجمہ تبعید الشیطان بتقریب اغاثۃ اللہفان مسمی بہ

تہذیب الاذہان

جامع مضامین توحید و عرفان باہتمام و تصحیح مترجم

مطبع لقمی بریلی میں رونق افزائی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی حلمہ بعد علمہ وعلی عفوہ بعد قدرتہ اللھم انی اعوذ بک من الفقر الا
الیک ومن الذل الا لک ومن الخوف الا منک واعوذ بک ان اقول زورا او اغشی فجورا او
اکون بک مغرورا واعوذ بک من شماتۃ الاعداء وعضال الداء وخیبۃ الرجاء وزوال النعمۃ وفجاۃ
النقمۃ وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا طیبا مبارکا کما تحب ویرضی

بعد حمد وصلوۃ کے احقر زمن محمد احسن صدیقی نانوتوی خدمت مین برادران دینی کی عرض
کرتا ہی کہ حسب فرمایش جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین صاحب بہادر ارالمہام
ریاست بھوپال کی مینے کتاب تبعید الشیطان تقریب اغاثۃ اللہفان کا ترجمہ زبان اردو سلیس مین کیا امید
جناب احدیت سی یہہ ہی کہ اس سی لوگونکو نفع پونہچا دی اور اس بندہ ناچیز اور منشی صاحب کے لئی اسکو باقیات
صالحات مین سی کری نام اس ترجمہ کا تہذیب الایمان ہی ناظرین سی توقع ہی کہ دعاء خیر سی محروم
نفرماوین کہ مقصد اصلی یہی ہی اب چند باتین متعلق اس ترجمہ کی عرض کیجاتی ہین اول یہہ کہ ترجمہ اس کتاب
کا تلفظی نہین بلکہ محاورہ اردو کی موافق کیا گیا ہی اسی جہت سی ترجمہ اردو مین تقدیم وتاخیر الفاظ کی متن
عربی کی نسبت کرنا اور کسیطرح کا تبدل وتغیر بضرورت کرنا پڑا ہی دوم یہہ کہ کتاب عربی صرف ایک نسخہ تھا
دوسرا باوجود تلاش کے نملا اور چونکہ نسخہ مذکور مین غلطیان اکثر جگہہ تہین تو اگر آیات قرانی اور احادیث مین
پائی گئین وہ تو قران مجید اور تطابق کتب حدیث سی درست کردی گئین اور جو اغلاط کہ اور طرح کی تہین انمین اگر
قرائن سی کوئی غلطی معلوم ہوگئی تو درست کردی ورنہ جس جگہہ میری سمجہہ مین عبارت نہین آئی وہان مین نقطے
شک کے حاشیہ پر لکہدئی ہین اور ایسا بہت کمتر ہوا ہی سوم یہہ کہ اصل کتاب مین بعض جا سفیدی چہوڑدی
تھی وہان جس طرح کا جملہ یا لفظ مناسب مقام دیکہا بڑہا کر پورا کردیا یا اسمقام کے مضمون کو دوسری کتاب مثل
مدارج النبوت وشرح مشکوۃ وغیرہم مین دیکہکر تمام کردیا ہی چہارم یہہ کہ جس سالمین فقیر ترجمہ احیاء العلوم

امام غزالی سے کرتا تھا اور دو جلدین [illegible] اسی سال یہہ ترجمہ کرنا پڑا علاوہ اسکی ترجمہ کے
ساتھہ ہی اس کتاب کا چھپنا بھی شروع ہوگیا اور چھپنے مین کمال جلدی تھی کہ عرصہ سات مہینے مین ترجمہ اور طبع
دونو ختم ہوگئی اسبجہت سے مجکو مہلت نظر ثانی اور تصحیح کامل کی نہین پونہچی جو غلطیان طبع مین بنظر سرسری
معلوم ہوئین اونکو آخر مین لکھدیا اور چونکہ اسی سال مین قصد فقیر کا جانب حجاز ہوگیا اسنظر سے بھی کچھہ ایک
جلدی ہوئی اور ہجوم کاروبار مین زیادہ فرصت نملی بہرحال حتے الوسع مینے کمال جانفشانی اور دردسری اس
ترجمہ مین اٹھائی اور رعایت الفاظ اصل اور درستی محاورہ اور چستی مضمون کو ملحوظ رکھا اور ترجمہ نظم کا نظم مین کیا
مگر ایک دو جگہہ کہ اشعار عربی صرف الفاظ کی سند کیواسطے مذکور ہین اونکا ترجمہ زائد از حاجت جانا پانچوین یہ
کہ اس ترجمہ کی عبارت کا مینے ایسا ڈھنگ الاہی کہ اگر کوئی چاہی تو عربی عبارت سے علیحدہ کرکے کتاب جداگانہ
بنالے اسی جہت سے جملونکی تعلق اور فہم معانی کے لئے اکثر جگہہ کچھہ الفاظ زائد کئے اور بعض جا فصل کو مخل
مطلب جانکر وصل سے بدلدیا چھٹی یہہ کہ مضامین اس کتاب کے جیسے تھے مینے بدستور ویسے رہنے دئے مولف کتاب نے
اصحاب ظواہر کی راہ اکثر جا اختیار کی ہے پس مقلدون کے لئے مسائل خلافیہ مین اتباع اپنے امام کا چاہیے مینے
بنظر کم فرصتی و جلدی کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے تحقیق مذاہب اور دلیلون سے تعرض نہین کیا بعض جا
جو کچھہ ضرورت داعی دیکھی کچھہ لکھدیا ہے ساتوین یہہ کہ مطالب اس کتاب کی فی زمانا کہ رواج بدعت کا زیادہ
ہے بہیئت مجموعی بہت کارآمد ہین ہرچند مولف نے بعض جا تقریر آزادانہ و بیباکانہ کی ہے تاہم اگر ناظرین انصاف
گزین بنظر استفادہ ملاحظہ کرینگے اور احقاق حق کی مراعات فرمادینگے تو البتہ کیفیت اور حظ اوٹھادینگے آٹھوین یہہ
کہ اس کتاب مین اگر کوئی لفظ مشکل یا اصطلاحی آیا ہے جیسے بیع عینہ اور مساقات اور مضاربت وغیرہ کہ فقہ کی
اصطلاحین ہین تو وہ اول جگہہ کتاب مین جہان کہین وارد ہوا ہے وہان اوسکی معنی حاشیہ پر لکھدئے ہین مگر اصطلاح
اہل حدیث کو کہین نہین لکھا اوسکی الفاظ سب جو اس کتاب مین وارد ہین ذیلمین اونکی معنی اصطلاحی لکھدئے جاتے ہین +

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

صحیح وہ حدیث ہے جسکی سند راوی سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کوئی چھوٹا نگیا ہو اور اوسکی سب راوی
سچے اور یاد کے پکے ہون اور معلل وہ ہے جسمین شبہ و ذلیتی لوگونکی روایت کا خلاف اور علت یعنی پوشیدہ اسباب طعن کے ہون +

ضعیف	وہ حدیث ہی جسکے راویونمین سے کوئی دروغگو یا فاسق یا اور کسیطرحسے مطعون ہو +
حسن	وہ حدیث ہی جسکے راویونمین کسی پر تہمت جہوٹ کی نہوئی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرحسے بھی مروی ہون اسکا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کم ہے +
مرفوع	وہ ہی جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا مقرر کہنا ہو +
متصل	وہ حدیث ہی جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چہوٹا نہو +
مسند	وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون +
مشہور	وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کی نزدیک شائع ہو یعنی اسکو بہت سی راویونے ہر زمانہ مین روایت کیا ہو +
متواتر	وہ حدیث ہی کہ اوسکے راوی اس کثرت سی ہون کہ اُنکا اتفاق جہوٹ پر عادۃً محال ہو +
موقوف	وہ قول و فعل ہی جو کسی صحابی سی روایت کیا جاوی خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی چہوٹ گیا ہو +
مرسل	وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کری کہ آپنے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکری +
منقطع	وہ حدیث ہی جسکی اسناد برابر نہو شروع مین سی خواہ بیچمین سی خواہ اوپر سی کوئی راوی چہوٹ گیا ہو مگر اکثر اوس حدیث کو کہتے ہین جو تبع تابعی صحابی سی روایت کری +
غریب	وہ حدیث صحیح ہی جسکا راوی کسی جگہہ روایت مین اکیلا ہو اور اگر ہر زمانہ مین ایک ہی ہوگا تو وہ فرد کہلاتی ہی +
عزیز	وہ حدیث ہی جسکے راوی ہر جگہہ دو ہون +
شاذ اور منکر	وہ حدیث ہی جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگونکی روایت کے خلاف بیان کری +
تعلیق	اُس فعل کو کہتے ہین کہ جسکی اسناد کی شروع مین ایک یا زیادہ راویونکو چہوڑ دیا جاوے +
تدلیس	حدیث مین اس فعل کو کہتے ہین کہ راوی جس شخص سی روایت کری اُس سی ملاقات کی ہو یا وہ اُسکا ہمعصر ہو مگر اوس سی اوس روایت کو سُنا نہو اور ایسے لفظونسی بیان کری جس سی یہہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہی +
معلل	وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سی پاک معلوم ہوتی ہو مگر اوسمین پوشیدہ سبب طعن کی پائے جاتے ہون +
موضوع	وہ حدیث ہی جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ کیطرف منسوب کردی ہو +

اب ترجمہ شروع ہوتا ہی وباللہ التوفیق

هو

بسم الله الرحمن الرحيم

خدایا حمد تجھی کو سزاوار ہی کہ شیطانکی شکارگاہ مین فریاد یکا کوئی دادخواہ تیری توفیق اور بچاؤ کی سوا نہین اور بجز تیری ہدایت اور رحمت کی بیمار دلونکی کوئی دوا نہین جب بندہ تیرا طریق تقرب کرتا ہی تو اوسکی طرف تو تقرب کرتا ہی اور وہ تیرے پاس کی چیز کی جستجو سی اعراض بھی کری تو تو اپنی الطاف کی زنجیرون سی اسکو اپنی طرف پھیر لیتا ہی اسکی توبہ سی تو ایسا خوش ہوتا ہے جیسی کسیکو اپنی سواری مع اسباب مہلک جنگل مین کھوئی ہوئی کے ملجانے سے خوشی ہوتی ہی تو ہی ہمیشہ اسکو اپنی رحمت سی ہر ایک حالمین سنبھالے بشرطیکہ وہ ہلاکت مین خود اپنا ہاتھ نہ ڈالے مین گواہی دیتا ہون کہ تو معبود واحد ویکتا ہی اور کمال کی صفتونمین بزرگ انقصانون اور مثلون سی مبرا اور یہہ بھی

فی مصائب الشیطان الا توفیقك

وعصمتك ولا دواء للقلوب العلیلة الا

بموالاة هدایتك ورحمتك ولا تقرب بحضرتك

الی العبد اذا تقرب الیك وترده الجنابك

بسلاسل الالطاف وقد اعرض عن طلب

الدنیا وتفرح بتوبته ففرحك العاقل

براحلته ومتاعه فی البریة

الملائکة ولا تزال متداركا

له برحمتك فی کل حالة الان

یلیق بیدك الی الهالکة اشهد ان

الا الله الواحد الاحد الصمد

بصفات الکمال المتعالی عن النقائص

والامثال واشهد ان

گواہی دیتا ہون کہ سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندہ اور
رسول معتبر ہین انکو تو نے خلق پر رحمت کی لئے اُٹھایا اور اپنی کتاب روشن اور
مقرب شتونکی مدد سے انکو مشرف فرمایا **بعد** اسکی معلوم کرنا چاہیئے کہ کتاب
اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان شیخ امام ابو عبد اللہ
محمد بن ابی بکر عرف ابن قیم کی (اللہ تعالے) انکی روح کو پاک کرے اور جنت
مین مدام انکو آسودہ رکھے) ازانجاکہ ایسے فوائد سے پر ہے کہ جنسے عمدہ
کتابین خالی ہین اور اُن نا دربا تون پر متضمن ہے کہ جنکی طلب مین منزلون پہرنا اور
دوڑ دھوپ کرنا پڑے اور بانہمہ اس امر کی محتاج ہے کہ قریب الفہم اور مختصر
ہو جاوے اسلئے مینے اُسکی قریب الفہم اور مختصر کرنیکو مناسب جانا اور مضامین
سبکے سب اور عبارات اکثر اوسکی رہنے دی اور اُسکی ترتیب بھی مجکو مرغوب
ہوئی پس اس غرض کی لئے اکثر مجکو اوسکی مکررات ہی حذف کرنے پڑی
ہین اور نام اس کتاب کا **تبعید الشیطان تقریب اغاثۃ اللہفان**
رکھا اور اللہ تعالی سے یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو اُن چیزون اور وسیلون مین سے
کردے جو مجکو اُسکی خوشنودی سے نزدیک کرین اور اُسکی مغفرت تک پہنچاوین
امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہین

کہ بعد حمد و نعت واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنی خلق کو بیکار اور نخما
نہین بنایا بلکہ اُسکو اپنے امر و نہی اور تکلیفات شرعی کا محل ٹھہرایا اور لوگونپر
وہ بات لازم کی جسکی راہ اُنکو مجمل اور مفصل طور پر بتا دی اور اُنکے دو
فریق کئے نیکبخت اور بدبخت اور اُن دونمین ہر ایک کا ایک ٹھکانا مقرر
کر دیا اور اپنی نعمت اور فضل سے اُنکو علم و عمل کے اسباب یعنی دل اور
کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤ عنایت فرمائے پس جسنے کہ اِن اسباب کو
اللہ تعالیٰ کی طاعت مین لگایا اور جیسی اُسنے ہدایت کی ہے اُسی طرح اُون سے
معرفت کا رستہ طے کیا اور انحراف کا خواہان نہوا تو اُسنے خدا تعالےٰ
کے انعام کا شکر ادا کیا اور اُسکی رضامندی کی راہ پر چلا اور جسنے اُنکو اپنے
ارادہ اور شہوتونمین برتا اور اپنے خالق کے حق کا پاس نہ کیا تو اوس سے
جب سوال ہوگا وہ بہت حسرت و اندوہ کریگا اور اسمین شک نہین کہ اِن
اعضا کے حقوق پر حساب ضرور ہوگا خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

بیشک کان اور آنکھ اور دل اِن سب کی اُس سے جو جیسے ہے

اور از انجاکہ دل اِن اعضا مین بمنزلہ ایک بادشاہ کی ہے جو اپنے لشکرون مین
تصرف کیا کرتا ہے کہ کل اُسکے حکم سے بھرتی ہوتے ہین اور جس چیز مین چاہے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْ خَلْقَهُ عَبَثًا وَلَمْ يَتْرُكْهُمْ سُدًى بَلْ جَعَلَهُمْ مَوْرِدًا لِلتَّكْلِيفِ وَجَعَلَ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ وَالزَّجْرَ وَالْإِيجَابَ مَحَالًّا لَهُ وَقَسَّمَهُمْ إِلَى شَقِيٍّ وَسَعِيدٍ وَجَعَلَ لِكُلٍّ مِنْ الْفَرِيقَيْنِ مَنْزِلًا وَأَعَدَّ لَهُمْ مَوْرِدًا وَالْعَمَلَ مِنْ الْقَلْبِ وَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْفُؤَادِ وَالْجَوَارِحِ فَمَنْ تَفَضَّلَ عَلَيْهِ بِنِعْمَةٍ وَتَفَضَّلَ عَلَيْهِ بِالْعِلْمِ وَسَلَكَ بِهِ طَرِيقَ مَعْرِفَتِهِ وَأَلْهَمَهُ طَرِيقَ مَرْضَاتِهِ وَوَفَّقَهُ لِلشُّكْرِ وَالْعَمَلِ بِمَا أَرْشَدَهُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَمِلْ بِهِ إِلَى مَا يَسْخَطُهُ وَلَمْ يَسْلُكْ بِهِ سَبِيلَ مَنْ اسْتَعْمَلَهُ فِي إِرَادَتِهِ وَشَهَوَاتِهِ وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِسَخَطِ خَالِقِهِ فِيهِ خَشْيَةَ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ ذَلِكَ وَيُحَاسَبَ عَلَى حَقِّ هَذِهِ الْأَعْضَاءِ لِأَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ الْحِسَابِ عَلَى حَقِّ هَذِهِ الْأَعْضَاءِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا وَلِأَنَّ الْقَلْبَ كَانَ لِهَذِهِ الْأَعْضَاءِ كَالْمَلِكِ الْمُتَصَرِّفِ فِي جُنُودِهِ الَّتِي تَحْتَ يَدَيْهِ فَإِذَا

انکو لگا دیتا ہی سبکے سب اُسکی غلامی اور حکم مین رہتے ہین کوچ مقام مین اُسکے
پیرو اور بند و بست مین اُسکی تابع اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کہ آگاہ رہو کہ بدن مین ایک گوشت کی بوٹی ہی جب وہ سنور جاتی
ہی تو تمام بدن سنور جاتا ہے۔ پس دل اعضا کا بادشاہ ہی اور اعضا اُسکے امر کی
تعمیل کرنیوالے اور اُسکی ہدایت کے ماننے والے ہین اونکا کوئی کام ٹھیک نہین ہوتا
یہانتک کہ دل کی قصد اور نیت سے سرزد نہو اور سب اعضا کی پوچھ بھی دل ہی
سے ہوگی اسلئے کہ رعیت کا حال اُسکے حاکم سے پوچھا جاتا ہی اس لحاظ سے دل کے
سنوارنے اور درست کرنے مین ہمت لگانی اُن سب امور سے بہتر ہی جنپر سالک
اعتماد کرین اور عابدون کے لئے اُسکے مقدمہ مین غور کرنا اور اُسکے علاج کی
تدبیر کرنی سب سے زیادہ اہم ہی۔ اور جبکہ خدا کے دشمن ابلیس نے جانا کہ سب کاموں کا
مدار اور اعتماد دل پر ہی تو اُسنے دل پر وسوسے لانے اور طرح طرح کی شہوتین اُسکے سامنے
کرین اور اُسکی نظر و نمین وہ اقوال اور اعمال اچھے کردئے جو اُسکو راہ سے روکدین اور
اُسکے لئے گمراہی کے سامان وہ اکٹھے کئے جو اوسکو توفیق کے اسباب سے علیحدہ
کردین اور ایسے جال اور پھندے ڈالے کہ اگر آدمی اُن سے بچا رہی تو اعمال خیر
مین سستی کرنیسے نہ بچے پس شیطان کی شکار اور مکر سے بچاؤ کی کوئی صورت

نہین بجز اسکے کہ ہمیشہ اللہ تعالے سے فریاد کیا کرے اور اسکی خوشنودی
کے لوازم بجا لایا کرے اور تہ دل سے اسکی طرف التجا کرے اور اپنی حرکات و
سکنات مین اسکی طرف متوجہ ہو اور بندگی کی ذلت کو جو عمدہ شعار انسان ہے
اپنے اوپر ثابت کرے تاکہ آیت کریمہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ
کے حصار مین داخل ہونا نصیب ہو۔ تو یہی نسبت ہے کہ بندہ کو شیاطین سے علحدہ
کرتی ہے اور یہ اسقدر حاصل ہوتی ہے جسقدر پروردگار کی بندگی اسکو حاصل ہو
اور دل اخلاص عمل اور یقین دائمی پر یاری ہے پس جبکہ دل جامع عبودیت اور
اخلاص بنتا ہے تو اللہ تعالے کے نزدیک مقربون مین داخل ہو جاتا ہے اور
اس خصوصیت مین شامل اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ اور چونکہ اللہ تعالے نے
مجھپر احسان کیا کہ اپنی مہربانی سے جن باتون سے مین اب واقف ہون انپر مجکو
آگاہ کیا اور وہ یہ ہین کہ دلکی بیماریان اور اسکے روگ اور جو کچھہ اسکے دشمنون
یعنی شیطانونکی طرف سے اسکو وسوسے پیش ہوتے ہین اور ان وسوسون سے جو اعمال
پیدا ہوتے ہین اور اعمال سے جو وہ حالات حاصل کرتا ہے اسلئے کہ عمل بد دل کے ارادہ
کے بگاڑ سے سرزد ہوتا ہے اور عمل کے فساد سے دلپر سختی آجاتی ہے تو اور روگ
پر روگ بڑھجاتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور بیجان اور مے نور رہجاتا ہے اور

ان عبادی لیس لک علیهم سلطان
الاضافة هی للملابسة بین العبد و ربه
وحصوله بحسب تحقیق مقام العبودیة
ارباحها بین وارسعاد القلب باخلاص العمل و
دوام الیقین فاذا اشرب القلب العبودیة
وشمله استثناء الا عبادک منهم المخلصین
الذین هم اخلصوا قلوبهم و کل من الله
الکریم بلطفه الاطلاع علی ما اظلم علیه
من امراض القلوب وادوائها فابرض لها
من وساوس الشیاطین عن اعمالها
فانتج ذلک امراضا اخر من
الاعمال وبالکسب القلب بعد هامر
الاحوال فان العمل السیئ یصدر
عن فساد القلب ثم یؤثر فیه
من فساد العمل فتزداد
حتی یموت وبقی
الجحیم فیه والنار

سب امور شیطانکے وسوسے کو مانے اور اپنے ایسے دشمن کیطرف مائل ہوتے ہین کہ اُس سے وہ ہی بچتا ہے جو اُسکا کہا نہ مانے اور اُس سے لڑتا رہے اسلئے مینے ارادہ کیا کہ ان امور کو اس کتاب مین لکھکر یادگار بناؤن تاکہ جو کوئی اُسکو دیکھے نفع اُٹھاوے اور مولف کے حق مین دعا مغفرت اور خوشنودی پروردگار کی کرے اور اسباب مین اللہ تعالی کے فضل و احسان کا مقر ہون اور اس کتاب کا نام اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان رکھا اور تیرہ باب پر اسکو مرتب کیا اسطرح کہ **باب ۱** دل کی تین قسمون صحیح اور مریض اور مردہ کے ذکر مین **باب ۲** مرض دل کی حقیقت کے بیان مین **باب ۳** اس امر مین کہ دلکے مرضونکی دوائین دو طرحکی ہوتی ہین ایک طبعی دوم شرعی **باب ۴** اس بیان مین کہ دل کا زندہ اور نورانی ہونا ہر نیکی کی اصل ہے اور اوسکا مرجانا اور تاریک ہونا ہر ایک بدی کی جڑ ہے **باب ۵** اس امر مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ خدا تعالی کو پہچانے اور اسکو اپنا مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے **باب ۶** اس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسائش اور درستی اسمین ہے کہ اوسکا معبود اور غایت مقصود صرف اللہ جلشانہ اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سے اُسکو محبوب تر ہو

باب ۸ اسمین کہ کلام مجید مین دلکے سب مرضونکی دوا اور علاج ہے **باب** ۹ دل کی زکوۃ مین **باب** ۱۰ دلکو اسکی کثافتون اور نجاستونسے پاک کرنیمین **باب** ۱۱ دلکے مرض اور صحت کی علامات مین **باب** ۱۲ دلپر غلبہ نفس سے جو مرض ہوتا ہی اوسکی علاج مین **باب** ۱۳ شیطانکے باعث جو روگ دلمین ہوتا ہے اسکے علاج مین **باب** ۱۴ شیطان کے اُن مکرونمین جنسے وہ آدمی کو فریب دیتا ہے اور اسی بات کی لئی یہہ کتاب بنی ہی اسبابمین چند فصلین ہین جنمین بہت سی فوائد اور عمدہ مضامین ہین

باب اوّل اسمین کہ دل تین قسم پر منقسم ہین ایک صحیح دوم بیمار سوم مردہ ازانجاکہ دل زندگی اور موت سے موصوف ہوتا ہی اسیوجہ سے اسکی تین قسمین مذکور ہوتی ہین پس قلب صحیح قلب سلیم کا نام ہی کہ قیامت کے روز اُسی شخص کو نجات ملیگی جو خدا تعالی کے سامنے قلب سلیم لاویگا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ پس قلب سلیم اُس سلامت دل کو کہتے ہین کہ سلامتی اسکی لئی ایک پکی صفت ہوگئی ہو جیسے (جسدن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس ساتھ لیکر دل چنگا)
علیم و قدیر اسکو کہتے ہین جسمین صفت علم و قدرت پکی ہو اور اُس دل کا مقابل دل مریض اور بیمار اور روگی ہی اور لوگونکی اقوال قلب سلیم کی تعریف مین مختلف

الباب الاول فی انقسام القلب الی صحیح وسقیم ومیت وما کان لقلب صحیح
وھذہ الاحوال الثلثۃ فالقلب الصحیح ھو القلب
السلیم الذی یجوز یوم القیمۃ الامن
ان اللہ بہ کما قال تعالی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم
ولا یبقی ان الامن کان سلیما فصفۃ الثانیۃ
ھو السلم الذی صار السلامۃ صفۃ لہ
کالعلم والقدر وضد السلیم المریض والسقیم
والعلیل وقد اختلف عبارات
المتاخرین فی معنی القلب السلیم

الباب الثانی فی ان القرآن
شفاء لما فی الصدور وھو کتاب
مشتمل علی جمیع امراض القلوب
وعلاجہ من جمیع امراضہ
الباب الثالث فی زکوۃ القلب
وطہارتہ والبحث عن العلامات التی
یستدل بہا علی مرض القلب وصحتہ
الباب الرابع فی علاج مرض القلب
الباب الخامس فی مکائد الشیطان التی یکید بہا ابن
آدم وھو کتاب الذی لا یجاوزہ وضع الکتاب

ہین اور پوری بات یہ ہی کہ دل سلیم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے
مخالف شہوتون اور اپنی بہتری کے مزاحم شبہون سے سلامت ہو کر غیر اللہ
کی بندگی اور غیر رسول مقبول کی اطاعت سے محفوظ رہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور
اُس سے امید و بیم رکھنی اور اُسپر بھروسا کرنا اور اُسکی طرف رجوع کرنا اور اُسکے سامنے
ذلیل رہنا اور ہر ایک حالمین اُسکی رضا اختیار کرنے اور سب طرح سے اُسکی غضب سے
دور رہنے مین خالص اللہ ہی کا ہو جاوے واقع مین بندگی یہی ہی جو سوائے خدا کے
کے اور کسیکے لئے زیبا نہین غرضکہ اگر کسیکو دوست رکھے تو اللہ کیواسطے اور بغض
رکھے تو اُسکے لئے اور دے تو اُسکے لئے اور نہ دے تو اُسکے لئے اور اپنے اقوال اور اعمال اور
عقیدون اور ارادون اور محبت اور نفرت سب باتونمین غیر اللہ سے روگردانی کرے
اور ان سب باتونمین اُسکا دستور العمل وہ ہو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
لائے ہین یعنی رسول اللہ کے سامنے کسی قول و عمل اور عقیدہ مین نہ بڑہے جیسے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
یعنی جبتک وہ کچھہ کہے تم کچھہ نکہو اور جبتک وہ حکم نکرے تو تم کچھہ مت کرو۔ بعض
اکابر سلف کا قول ہی کہ ہر ایک کام کے لئے کوچھوٹا ہی ہو دو لکھی ہوئے
سوال آدیگا ملینگی اول یہہ ہوگا کہ کیون کیا دوم یہہ کہ کسطرح کیا یعنی سوال

اول یہہ ہوگا کہ اس فعل کا باعث اور سبب اور موجب کوئی لذت سرو ست اور
غرض دنیاوی ہی جیسے لوگونکی تعریف کی محبت اور اُنسے خوف کرنا اور جو چیز بالفعل
محبوب ہے اُسکا حاصل کرنا خواہ جو چیز اوسیوقت بُری معلوم ہوتی ہی اُسکا دور
کرنا یا اُسکا باعث حق بندگی بجالانا اور پروردگار کیطرف نزدیک ہونا اور
اُسکی طرف ذریعہ ڈہونڈہنا ہی اور اس سوال کا محل یہہ ہے کہ اس کام کا کرنا اپنے
مالک کے لئے خواہ اپنی لذت اور خواہش کے لئے کیا تجہپر لازم تھا —
اور دوسرا سوال یہہ ہوگا کہ اس فعل کو عبادت جانے مین متابعت رسول مقبول
کی کی یا نہین یعنی یہہ عمل اُن کا مومنین سے ہی جنکو ہمنے اپنے رسول کی زبانی تیرے
لئے مشروع کیا یا ایسا کام ہی کہ ہمنے جائز نہین فرمایا اور ہم اُس سے خوش نہین
غرضکہ پہلا سوال اخلاص سے ہی اور دوسرا پیروی سے اور اول سوال سے بچنے
کی صورت اخلاص کا خالص کرنا ہی اور دوسرے سے بچنے کا طریق پیروی کا ٹہیک
کرنا اور دل کا سلامت رکہنا ہی اُس راہ سے جو مزاحم اخلاص کا ہو اور اُس
خواہش سے جو مخالف اتباع سنت ہو **دوسرا دل** جو قلب سلیم کی صفت ہے
وہ دل مُردہ ہی جسمین جان نہین وہ اپنے رب کو نہین پہچانتا اور نہ اُسکی عبادت
اُسکے حکم سے کرے وہ اپنی شہوتون پر اڑا رہتا ہی گو انمین خدا تعالی کی ناراضی

السؤال الثاني هل ذلك الفعل مما امر به الشارع وهو ارضه فالاول سؤال عن الاخلاص والثاني عن المتابعة فطريق التخلص من السؤال الاول بتحقيق الاخلاص وطريق التخلص من الثاني تحقيق المتابعة وسلامة القلب من ارادة تعارض الاخلاص او هوى يعارض

فصل

القلب الثاني ضد هذا وهو القلب الميت الذي لا حياة فيه وهو القلب الذي ليس فيه شيء من محبة الله وخشيته والانابة اليه والاخلاص له والتوكل عليه والرضا عنه بل قد آثر محبة المخلوق على محبة الخالق وخشيته ورجاءه والانابة اليه والتوكل عليه والرضا عنه وعمل لغير الله وابتغى رضا المخلوق بسخط الخالق فهذا القلب قد ران عليه ما كسب فحجبه عن ربه عز وجل فهو واقف مع شهواته ولو كان فيها سخط ربه

ہو جب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پونچگیا تو اب کچھہ پروا نہین چاہے
اللہ تعالیٰ راضی ہو یا ناراض پس ایسا دل غیر اللہ ہی کی محبت اور اسی
سے خوف و رجا اور اسکی خفگی اور تعظیم اور اسکے سامنے ذلیل ہونیکو عبادت
سمجھتا ہی اگر کسی سے محبت کرتا ہی تو اپنی خواہش کے باعث اور نفرت کرتا ہی تو
اپنی خواہش کی مار ہی اور دیتا ہی تو اپنی خواہش کی لئے اور نہین دیتا تو اپنی خواہش کیواسطے غرضکہ
اوسکی خواہش نفسانی اُسکو نزدیک اُسکی مالک کی خوشی کی نسبت کرتہ ہر محبوب تر
ہی پس اُسکا حال دنیا مین ایسا ہی جیسا کسینے لیلی کی بابت کہا ہی ؎ عدو ہون اوسکے
دشمن کا موافق اوسکی اپنونکا + بٹہا دی جسکو اپنی پاس لیلے اوسکو شپید ایہون +
تیسرا اول وہ ہی کہ اسمین جان بھی ہی اور روگ بھی رکہتا ہی تو اسمین دو مادے
ہین کبہی اوسپر یہہ زور کر جاتا ہی اور کبہی وہ اور جو نسا ان دونونمین سے
غالب ہوتا ہی وہ اُسیکا ہو جاتا ہی یعنی اسمین جو محبت اللہ تعالیٰ کی اور اُسپر
ایمان و توکل اور اُسکی ساتہہ اخلاص ہی تو یہ اُسکی زندگی کا مادہ ہے اور جو محبت
شہوات کی اور اُنکا اختیار کرنا اور اونکے حاصل کرنیکا حریص ہونا اور حسد
اور تکبر اور شیخی اور ریاست سے زمین مین فساد کرنیکی محبت ہی وہ اسکی ہلاک کا
مادہ ہی اور وہ ان دونو سببون مین مبتلا ہی ایک سبب تو اُسکو اللہ تعالیٰ

کیا بی اذا ذاقت شہوتہ و لذتہ
رضی ربہ ام سخط فہو مبتعد و
غیر اللہ خوفا و رجاء و
سخطا و تعظیما و ذلا ان احب
احب لہوا و ان ابغض ابغض
ان صنم صنم لہواہ فہواہ اعبد
واجب الیہ من مولاہ فہو فی الدنیا کی
قبل فی بنی شعوب و قبائل و
ومن قربت بیلی حب و قربہ
الغلب الثالث قلب لہ حبان محمد و صلی
علہ فلہ ما ذان محمد و صلی

فصل ۱۰

وہی ما فقہ فیہ من محبۃ اللہ و الایمان بہ و
الاخلاص لہ و التوکل علیہ و ما معہ و تابع
صحبتہ و فیہ من محبۃ الشہوات و اتباعہا و
الحرص علی تحصیلہا و الحسد و
الکبر و العجب و
حب الفساد فی الارض و ہلاک
ما فیہا و ہذا ہلاکہ
و فیہما مبتلی بہذین
السببین و ہذا
سبب تعلق اللہ

اور اُسکے رسول اور دار آخرت کیطرف بُلاتا ہے اور دوسرا اُسکو
دنیا کیطرف بُلاتا ہی اور وہ ان دونو مین سے اُسکی مانتا ہی جسکا دروازہ
اُس سے قریب تر اور جواب سہل تر ہو۔ پس اول دل توزندہ اور متواضع
اور نرم اور یاد رکھنے والا ہی اور دوسرا خشک مُردہ اور تیسرا مریض ہی وہ یا
سلامتی کیطرف نزدیک ہی یا ہلاک ہونیکے اور ان تینون دلون کو اللہ جلشانہ نے
اپنی کلام پاک مین جمع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وما ارسلنا من قبلک
من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ
مائلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطان
فتنۃ للذین فی قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم وان الظالمین لفی
شقاق بعید ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک
فیؤمنوا بہ فتخبت لہ قلوبہم وان اللہ لہاد الذین امنوا الی صراط
مستقیم
اِس آیت مین اللہ تعالے نے تین دل ٹھہرائے دو مبتلاء فتنہ اور ایک
نجات پانیوالا پس فتنہ کے گرفتار دو دل ہین جنمین رگ اور سختی ہی
اور نجات والا دل ایماندار اور اپنے رب کیطرف مائل ہی یہی ال اللہ تعالے
سے چین پکڑتا ہی اور اُسکی سامنے دبتا ہی اور اُسکا تابع اور فرمانبردار رہتا ہے

وترسل لہ رسولہ الی دار الآخرۃ
ودعاہ عبدہ الی دار الفناء
وھو مجیب فیہما ولکن احداھما
واذناھا الیہ واجوبا بالقلب
والثانی یابس میت لا یجیب
مریض فاما الی التقلب
واما الی السلامۃ
ارادنی وامنا الی السلامۃ
منہ فی قلب وما ارسلنا من قبلک
من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ
فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطان
فتنۃ للذین فی قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم وان الظالمین لفی شقاق بعید
ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک فیؤمنوا بہ فتخبت لہ قلوبہم وان اللہ لہاد الذین امنوا الی صراط مستقیم
القلب ثلثۃ قلب اجرد فیہ سراج یزہر فیہ نور الایمان وقلب
مجخا فالمفتوحان قلب الکافر
فیہ مرض والقلب القاسی
والقلب الممتحن
کالکرۃ وھو المطمئن
المنکوس

اور دل کے اِس تقسیم کی یہہ وجہ ہی کہ دل اور اُسکے سوا اور عضا سی یہہ مقصود
ہے کہ وہ تندرست ہون انمین کوئی ایسی آفت نہو جو مخالف اُس غرض
کے ہو جسکے لیے وہ پیدا ہوئے ہین اب جو وہ اِس اعتدال سی تجاوز کرینگے تو یا اپنی
نرمی اور سختی کے باعث یا کسی مرض اور آفت کی سبب سے پس جو دل کہ
تندرست ہی اسمین اور حق کی قبول کرنے اور محبت کرنیمین بجز ادراک کے
اور کوئی حائل نہین اور ہر حق کو سمجھا اور ہرمانا اور دل مردہ اُسکو قبول نہین کرتا
نہ حق کا فرمانبردار ہوتا ہی اور دل مریض کا اگر مرض بڑھجاتا ہی تو سخت ویسی ملجاتا ہے
اور اگر تندرستی غالب ہوئی تو قلب سلیم سی ملجاتا ہی اور شیطان جو الفاظ کہ کانونمین اور
شُبہات لونمین ڈالتا ہی وہ سب اِن دونون دلونکی لیے فتنہ ہوتی ہین اور سلیم دلکی لیے وقت
اِسلیے کہ قلب سلیم شیطانکی ڈالی ہوئی باتکو باطل اور بُرا سمجھتا ہی اور جانتا ہی کہ اِسکے
حق اِسکی خلاف مین ہی پس حق کیطرف مائل ہوکر ایمانمین زیادہ ہوجاتا ہی اور دل گرفتار
فتنہ ہمیشہ شک مین رہتا ہی حضرت حذیفہ بن الیمان رض فرماتے ہین کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دلونپر ایسی پیش ہوتے ہین
جیسے چٹائی کا بُننا کہ ایک کی بعد دوسرا بچھا آتا جاتا ہی پس جس دل مین فتنہ
رچجاتا ہی اسمین ایک کالا نکتہ بیٹھجاتا ہی اور جو نسا دل فتنہ سی انکار کرتا ہی اسمین

وذلك ان القلب وغيره من الاعضاء يراد منه ان يكون صحيحا لا آفة به تنافي فاخوه
لجلبه وخروجه عن الاستقامة لمرضه او لقساوته واما القلب السليم
وافية فالقلب الصحيح السليم بينه وبين قبول الحق ومحبته
سوى ادراكه والقلب المريض لميت لا يقبله و
ينقاد له والقلب المريض ان غلب مرضه
الحق والقلب القاسي وان غلبت صحته
الحق بالسليم وما يلقيه الشيطان
من الاوهام من الالفاظ وغير الحق

فتنة لهذا بعلم بطلان ما القاه الشيطان وبغضه
لانه يعلم ان الحق في خلافه فيجنح الى الحق
ويزداد ايمانا فلا يزال القلب المفتون
في مرية قال حذيفة بن اليمان
قال رسول الله صلى الله
تعرض الفتن على
القلوب كالحصير
عودا عودا فاي
قلب اشربها نكتت فيه
نكتة سوداء واي
قلب انكرها نكتت فيه

ایک سفید نکتہ پڑجاتا ہی یہانتک کہ دل دو طرحکے ہوجاتے ہین ایک تو دل
سیاہ مٹیالا جیسے اولٹا کوزہ کہ نیکی کو جانے نہ بدی سی انکار کری بجز اوسکی
جو اسمین رچی ہی خواہش نفس اور ایک دل سفید ہی کہ اسکو فتنہ نقصان نہین کرتا
جبتک کہ آسمان و زمین موجود ہین انتہی اس حدیث مین دونو پر فتنون کے
ایک دوسرے کے بعد آنیکو تشبیہ چٹائی کی کہا چونسی ہی کہ وہ بھی بنتے وقت
ایسی ہی آتی ہین اور فتنہ کے پیش ہونے پر دلونکو دو قسمونپر تقسیم فرمایا
ایک وہ دل کہ جب اُسپر فتنہ پیش ہو تو اوسکو پیجاوی اور اسمین ایک نکتہ سیاہ
بنجاوی اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جاوی اُسکو پیتا جاوی یہانتک کہ سب سیاہ ہوکر
اوندہا ہوجاوے اور یہی مراد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کالکوز
مُجَخِّیًا سی یعنی اولٹا اور سرنگون ہو پس جب سیاہ اور اوندھا ہوجاتا ہی
تو ان دونو آفتونسے اُسکو دو بڑی روگ لگجاتے ہین اول نیکی کا بلاؤ
بدی سی کہ نیکی کو پہچانے نہ بدی سی انکار کری اور یہہ روگ کبھی ایسا جم جاتا ہے
کہ نیکی کو بدی اعتقاد کرلیتا ہی اور بدی کو نیکی اور سنت کو بدعت اور بدعت
کو سنت اور حق کو باطل اور باطل کو حق دوسرا روگ اپنی خواہش نفسانی
کو شریعت محمدی پر غالب کرنا ہی اور ایک سفید دل فرمایا جسمین نور ایمان

نکتہ بیض ۔ اُشربَ قلبٌ نقی الخ

علی قلبین قلب اسود مرباد

کالکوز مجخیا لا یعرف معروفا

ولا ینکر منکرا الا ما اشرب

من ھواہ وقلب ابیض لا

تضرہ فتنۃ ما دامت السموٰت

والارض فاشربہ عرض الفتن

علی القلوب بشتا فشیئا یعرض حصیر

حصیرا وای قلب اشربہا نکت

فیہ نکتۃ سوداء فاذا اشرب الخیر

فتنۃ تعرض علیہ حتی یسود

وھو معنی قولہ کالکوز مجخیا

منکوسا فاذا اشرب الشر

ھابن آدم اعرضت مرضان خطیران

اشربہ الحق علیہ بالمنکر فلا یعرف

وکان منکرا وزاحمہ

الحق حتی یعتقد المعروف منکرا

والمنکر معروفا والسنۃ بدعۃ

والبدعۃ سنۃ والحق باطلا والباطل حقا

الثانی تحکیمہ ہواہ علی ما جاء

بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقد یکون

ابیض فلا تضرہ فتنۃ ما دامت السموٰت والارض

تابان اور چراغ ہدایت روشن ہو جب اوسپر کوئی فتنہ پیش ہوتا ہی تو
وہ اسکو انکار کرتا ہی اور مٹا دیتا ہی تو اسکا نور اور زور اور زیادہ ہو جاتا ہے
اور فتنے جو دلونپر پیش ہوتے ہین وہ شہوات کی فتنے ہین اور شبہات کی یعنی
گمراہی اور بہکنی اور گناہون اور بدعتون اور ظلم اور جہالت کے پس شہوات
کے فتنے موجب قصد اور ارادہ کے بگڑنیکے ہوتے ہین اور شبہات کی فتنی
علم و اعتقاد کے فاسد ہونیکے سبب ہین اور صحابہؓ نے دلونکی چار قسمین فرمائی
ہین اول دل صاف جسمین چراغ روشن ہو یہہ دل مومن کا ہی دوسرا دل غلاف والا
یہہ دل کافر کا ہی تیسرا دل اوندھا یہہ منافق کا دل ہی کہ پہچانکر نمانا اور دیکھکر
اندھا ہو گیا چوتھا وہ دل ہی کہ دو مادے اسکی یاری کرین ایک ایمان کا دوسرا
نفاق کا اور وہ اون دونمین سی اوسیکا ہو گا جو غالب ہو۔ اور دل صاف
وہ ہی جو ماسوای خدا اور رسول سی خالی ہو یعنی غیر حق سی پاک اور سالم ہے
اور اسمین چراغ روشن سی مراد ایمان ہی غرضکہ اوسکی صفائی یہہ ہی کہ جہوٹے
شبہات اور گمراہی کی شہوات سی پاک ہو اور اسمین چراغ کا ہونا یہہ ہی کہ
اسکی چمک اور روشنی علم و ایمان کے نور سی ہو اور غلاف والا دل کافر کا ہی
اسکی یہہ معنی ہین کہ کافر کے پردہ اور غلاف کے اندر ہی اسلئے اوتک علم و

ایمان کا نور نہین پونہچتا اور یہہ پردے وہ ہین جو اللہ تعالے نے اُن
لوگونکے دلون پر ڈال رکہے ہین جو حق کے منکر اور اوسکے قبول کرنیسے
متکبر ہین اور انہین پردون کی مثل کانون کا بوجھ اور آنکہونکی نابینائی اور
چھپا ہوا پردہ ہے اِس آیت کریمہ مین۔ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
کردیتے ہم بیچ مین تیرے اور اُن لوگون کے جو نہین
بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ
مانتے پچھلا جیسا ایک پردہ ڈہانکا اور رکہی ہین اونکے دلون پر اوٹ اکہ اوسکو نہ سمجھین
وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا اور اونکے کانون مین بوجھ ۱۲
فرماتا ہے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا یعنی اونکو اوندہا کرکے جس کام
اور اللہ نے اوندہا ڈالدیا اونکے کامونپر ۱۲
باطل مین تھے اُنکی کردار اور بُری اعمال کی جہت سے اوسمین مٹا دیا اور یہہ دل
سب دلونسے بُرا اور ناپاک ہے اسلئے کہ یہہ باطل کو حق جانتا ہے اور ارباب
باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجھتا ہے اور اہل حق سے عداوت رکہتا ہے
اور جس دلکے دو پارے ہین وہ ایسا دل ہے جسمین ایمان جما نہین اور نہ چراغ ایمان
اوسمین ظاہر ہوا اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا بلکہ حق کا ایک مادہ
اوسمین ہے اور ایک مادہ اُسکے خلاف کا ہے تو جونسا مادہ اُن دونومین سے غالب
ہوگا حکم اوسیکا ہوگا

دوسرا باب دل کے مرض کی حقیقت مین

ف

وَاعْلَمْ أَنَّ الْقَلْبَ الَّذِي هُوَ مَحَلُّ الْعَقْلِ وَالْخَيْرِ فَإِنَّهُ يَعْتَقِدُ
الْبَاطِلَ حَقًّا وَيَتَوَالَى أَصْحَابَهُ وَالْقَلْبُ الَّذِي هُوَ مَحَلُّ الْجَهْلِ
بَاطِلًا وَيُعَادِي أَهْلَهُ وَالْقَلْبُ الَّذِي هُوَ مَحَلُّ الْعَقْلِ وَالْخَيْرِ
لَهُ مَادَّتَانِ الْقَلْبُ الَّذِي فِيهِ الْإِيمَانُ وَيَظْهَرُ فِيهِ سِرَاجُهُ وَنُورُهُ
يَتَحَسَّرُ وَيَتَأَلَّمُ لِمَا فِيهِ مِنْ خِلَافِهِ

حقیقت مرض نفاق اخبار و آثار

اللہ تعالی منافقونکے حالمین ارشاد فرماتا ہی فی قلوبہم مرض فزادہم
اللہ مرضا اور فرمایا لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی
قلوبہم مرض اسمین اشارہ ہی شک کی مرض کیطرف اور فرمایا یا نساء النبی
لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی
فی قلبہ مرض اشارہ ہی مرض شہوت کیطرف اور فرمایا لئن لم ینتہ المنافقون
والذین فی قلوبہم مرض اور فرمایا وما جعلنا اصحاب النار الا ملائکۃ
وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب
ویزداد الذین آمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتاب والمومنون
ولیقول الذین فی قلوبہم مرض والکافرون ماذا اراد اللہ بہذا مثلا
اسمین کئی حکمتونکی طرف اشارہ فرمایا مثلاً جو فرشتے آگ پر مقرر ہین اونکی
انیس ۱۹ کی تعداد سے کافرونکی تو جانچ ہوتی ہے اسوجہ سے کہ انکا کفر اور گمراہی
بڑہتی ہی اور اہل کتاب اور ایمان والونکی یقین کو قوت ہوتی ہی کیونکہ یہ مضمون کتابونکی موافق ہے
اور ایمان والونکی تصدیق اس سے پوری ہوتی ہی اور کفار اور ان لوگونکو جنکے دلونمین روگ اور
نابینائی ہی اسکی غرض سے حیرت ہوتی ہی۔ تو یہہ دونکا حال ہی کہ جسوقت امر حق انپر
اوترتا ہی تو ایک دل اس سے کفر و انکار مین مبتلا ہو جاتا ہی اور ایک کا اس سے

۱۰

ایمان اور یقین بڑہجاتا ہے اور نیز مرض جہل کیطرف اشارہ کرکے خدا تعالے
فرماتا ہی یا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ
اے لوگو تمکو آئی ہے نصیحت تمہارے رب کیطرف سے اور چنگی کرنیکو جیو کی روگ اور
وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ پس جہل ایک بیماری ہی جسکی شفا علم اور ہدایت ہی اور
(ربجہالت اور مہربانی یقین لانیوالونکو ۱۲)
گمراہی ایک روگ ہی اوسکی شفا راہ پر چلنا ہے اللہ تعالی ان دونو مرضون
سے اپنے نبی کو پاک کرکے فرماتا ہی وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی
(قسم ہے تارے کی جب گری ہے بھکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ راہ سے)
اور اللہ جلشانہ کا کلام عام کی تو نصیحت ہی اور جو اُسپر ایمان لاوے اُسکے
لئے خاصکر ہدایت اور رحمت ہی اور جیون کے روگ کی راہ بتاتی ہی اور شفا ہی تو
جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے اچھا ہو ویگا اور جو
اُس سے شفا کا طالب نہو گا اُسکا حال اس شعر کے مطابق ہو گا ؎ جب درد اچھا
ہوا دکھ سے تو جانا بچگیا + اور اُسی موجود ہے احسن بھی قاتل مرض + اللہ تعالے
فرماتا ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ
(اور ہم اوتارتے ہین قرآن مین سے جس سے روگ جنکے ہون اور رحمت ایمان والون کو اور کچھ نہین بڑہتا ہے کافرونکو
اِلَّا خَسَارًا فصل جسطرح کہ بدن کا روگ یہہ ہی کہ اپنے اعتدال سے
(بڑہتا ہے نقصان ۱۲)
سے کسی بگاڑ سے لگاوسے باہر ہو جاتا ہی اور اُس بگاڑ سے اوسکی سمجھہ اور حرکت
اصلی خراب ہو جاتی ہی تو اسکی تین صورتین ہین یا تو بگاڑ سے ادراک بالکل
نہین رہتا جیسے اندہا ہونا اور گونگا ہونا اور لنجا ہونا یا ادراک کم ہو جاتا ہے

یا چیزونکو جیسی واقع مین ہین اوسکے خلاف سمجھتا ہی مثلاً شیرین کو تلخ
اور بُری کو اچھا اور اُنکے برعکس اور علی ہذا القیاس تو ان سب صورتون مین
علاج کا محتاج ہوتا ہی اور اسکی تندرستی تین باتونپر موقوف ہی ایک قوت
کی حفاظت دوسرے ضرر کی چیزونسے پرہیز کرنا تیسرے بگڑی ہوئی مادون
کا نکالنا اور طبیب کی نظر پہر پہر اِنہین تین باتونکی طرف ہوتی ہی اور
قرآن مجید مین یہ تینون باتین موجود ہین اور اُنکو اُس شخص نے سوجھایا ہی
کہ جسنے اپنی کلام پاک کو شفا اور رحمت کی لئی اُتارا ہی دیکھو قوت کی حفاظت کے
لئی تو خدا پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف مین افطار کا حکم دیا ہی
اور یہہ کہ مسافر سفر سی آکر اور بیمار شفا پاکر قضا کرے یہہ اسلیئے ہی کہ اُنکی قوت
جون کی تون بنی رہی اور مضر چیز سی پرہیز اسطرح بتایا کہ مریض کو وضو اور
غسل مین اگر پانی ضرر کرتا ہو تو اوسکے استعمال سی بچاکر تیمم کیطرف میل کرنیکا
حکم فرمایا اور مادہ فاسد نکالنا یہہ کہ جس احرام والیکے سر مین دُکھہ ہو اوسکے
لئے سر منڈانے کی اجازت دی کہ مونڈنے سی بخارات دُکھہ دینے والے
رسے نکلجاوین اور یہہ بیمار مادہ کے نکالنے کی نہایت سہل ہی اس ارشاد سی
جس چیز کی زیادہ تر حاجت تھی اُسپر خبردار فرمایا۔ اور جب ہمنے یہہ قائم

سرمنڈانیکا مصر کے ایک بڑے طبیب سے کہا تو اوسنے کہا کہ بخدا اگر مین مغرب
تک اس فائدہ کے معلوم کرنیکے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تھوڑا ہی ہوتا
اسیطرح دل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہی اوسکی قوت کی حفاظت
تو ایمان اور طاعات کے وظیفونسے چاہیے اور منغصہ چیزونسے پرہیز یعنی ان
گناہون اور اقسام مخالفات شرعی سے بچے اور مادہ کا نکالنا اسطرح کہ توبہ
خالص کرے اور خطا کے بخشنے والے سے درخواست آمرزش کی کرے خواہ دل
کا روگ ادراک کے بگاڑ سے ہو یعنی حق کو حق نجانتا ہو یا امر حق کو جیسا
واقع مین ہی اوسکے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو کہ اُس سے اوسکا
ارادہ بگڑ گیا ہو اور بہمین وجہ امر حق مفید سے نفرت کرتا ہو اور باطل مات مضر سے
محبت خواہ ادراک اور ارادہ دونونکا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہے
اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز سے کیجاتی ہے اور مرض کو مخالف اور ضد
سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کی سبب کے موافق دوا ہو تو اوسکو زور ہو جاتا
ہے اور اسکی ضد سے ہو تو دور ہو جاتا ہے اور صحت کے سبب کی مناسب تدبیر
ہو گی تو صحت بنی رہیگی اور مخالف سے ہو گی تو کم ہو جاویگی خواہ جاتی رہیگی
اور جیسے مریض کے بدنکو تھوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ مین

وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہین ہوتی اِسیطرح جب دلمین مرض ہوتا ہے
تو اسکو بھی ادنے شبہہ اور شہوت ضرر پونہچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم اور چاق
پر اگر اوسطرحکی بیسیون آوین تو وہ اپنی قوت اور صحت کی باعث انکو ٹالدیتا ہی

تیسرا باب

اِس ذکر مین کہ دلونکی بیماریکی دوائین دو طرحکی ہین ایک طبعی دوم شرعی

واضح ہو کہ دلکی بیماری دو طرحپر ہی ایک وہ کہ مریض کو سردست اُس سی تکلیف نہو
اور یہہ قسم اول ہوا کرتی ہی جیسی جہالت اور شبہہ اور شک اور شہوات کا مرض
اور باوجودیکہ دونون قسمونمین سی اسمین تکلیف زیادہ ہوتی ہے مگر دلکو اسکی تکلیف
معلوم نہین ہوتی اِسوجہ سی کہ دل بگڑ جاتا ہی اور اِسلئے بھی کہ جہالت اور خواہش
نفس کا نشہ دلکو تکلیف معلوم ہونے مین آڑ بنجاتا ہی یعنی معلوم نہین ہونے
دیتا اور یہہ تکلیف دونو قسمونکی تکلیف سی سخت تر ہی اور اُسکا علاج پیغمبرون اور
اُنکے تابعین کے پاس ہی کیونکہ اس مرض کی طبیب وہی ہین — دوسری
قسم وہ ہے جو بالفعل مریض کو ایذا دی جیسی رنج اور غم اور اندوہ اور غصہ
یہہ قسم کبھی سرشتی دواؤن سی دور ہوجاتی ہی مثلاً مرض کے سببونکو دور
کرنے اور ایسی چیزونسی علاج کرنیسے جو اُن اسباب کی ضد ہون اِس لئے

کہ یہہ مرض بدنکے امراض کی قسم سی ہی پس جو اپنی غصہ کو حق طور پر نکالیگا
وہ اوسکے مرض سی اچھا ہوجاویگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی وَيَشْفِ
صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ اور جو کوئی اپنا غصہ ظلم سی
کرے دل کتنے مسلمان لوگون کے اور نکالذالے انکے دل کی جلن ۱۲
باطل طور پر نکالیگا اوسکا مرض اور زیادہ ہوجاویگا باین لحاظ کہ اوسنے
اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجکو اچھا کردیگی تو اوسکا حال ایسا ہوگا کہ کوئی
شخص اپنی عشق کے مرض سی معشوق کے ساتھہ بدکاری کرنیسے اچھا
ہوا چاہی کیونکہ بدکاری تو اور مرض بڑہاویگی اور ایسی روگ پیدا کریگی
جو عشق کے روگ سی بھی سخت ہون اور اسطرح رنج اور غم اور اندوہ
اپنی ضدون سی یعنی فرحت اور خوشی سی دور ہوجاتے ہین بشرطیکہ حق پر ہون
اور اگر باطل پر ہون تو اونکی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہی اور بعد کو ایسی
امراض پیدا کرتی ہی جو اُنسے بھی سخت اور خوفناک تر ہون یہی حال جہالت
کے علاج کا ہی ایسی علم سی جو مفید نہو تو اسطرح کے علاج سی مرض دوبالا
ہوجاتا ہی اور انہین تدابیر کی جہت سی دلکو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہین
ہوتا۔ اور یہہ قسم مرض کی تنہا مریض کو کبھی بعض اوقات موجب بدبختی
اور عذاب بعد مرگ کی نہین ہوتی مگر قسم اول کا علاج اگر ایمانی اور

من جنس امراض البدن
فمن یشف غیظه یحق الشفی
کما قال تعالی ویشف صدور
قوم مؤمنین ویذهب غیظ
قلوبهم ومن شفاه بالظلم والباطل
زاده مرضا من حیث ظن
انه یشفیه فهو کمن یشفی مرض
العشق بالفجور بمعشوقه فان ذالک
یزید فی مرضه ویوجب له آلاما
من مرض العشق وکذالک الظالم
یزول باضعاف آلامه من الفقر والمرض والخوف
ما کان یحق وامان ان کانت باطلا فانها تزول
بالالم وبستر فتعقب امراضا اصعب
منها واخطر وکذالک مداواة الجهل بعلم
ینفع فهذا النوع من العلاجات انما یضاعف المرض
وهذا النوع قد یوجب فساد القلب بالکلیة
الشقاء والعذاب بعد الموت
وامّا النوع الاول فهو الموجب للشقا
والعذاب بعد الموت

نبوی دواروں سے نکیا جاوی تو وہ موجب بدبختی اور عذاب دائمی کی ہے

چوتھا باب

اِس امر مین کہ دلکی زندگی اور چمک اُسمین ہر ایک چیز کی اصل ہے اور اُسکی موت و تاریکی سب بدیونکی جڑ ہے

ہر بہتری کی اصل ہر ایک زندہ کے لئے زندگی کا کامل ہونا اور نور عقل کا پورا ہونا ہی یہی دونو چیزین تمام نیر کی اصل ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا - پس زندگی سے دل کی قوت اور اوسکا سننا اور دیکھنا اور اُسکی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر اور اچھی کی محبت اور بری سے نفرت ہوتی ہی اور ان صفتونکے کمزور ہونیسے دلکی حیات کمزور ہو جاتی ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہلاک ہوا وہ شخص جسکا دل ایسا نہین کہ نیک و بد باتکو پہچانے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ پس دل تندرست کے سامنے جب بُرائیان آتی ہین تو اُنسے متغیر ہوتا ہی اور خود بخود اُنسے نفرت کرتا ہی اور دل مُردہ اچھی اور بری مین تمیز ہی نہین کرتا اِسیطرح وہ دل جو شہوت

ب

کا بروگی ہے کہ وہ اپنی ضعف کے ماری جو برائی اُسکی سامنے آتی ہے اُسکی
طرف اُسقدر جھکتا ہے جتنا مرض مین زور یا کمزوری ہوتی ہی اسیطرح
نور جب قوی ہوتا ہی تو دلپر معلومات کی صورتین کھلجاتی ہین پس خوب
کی خوبی اور بد کی بُرائی عیان ہو جاتی ہے اور خداوند کریم نے اِن
دونو باتونکو کلام مجید من ذکر فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
اور اسیطرح بھیجا ہمنے تیری طرف ایک
رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا
فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تہا کہ کیا ہے کتاب نہ ایمان پر تہے رکہی ہے یہہ روشنی
نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا اِس آیت مین روح اور نور کو جمع فرمایا
اس کو راہ دیتے ہین جسکو چاہین اپنے بندون مین
روح سی زندگی حاصل ہوتی ہے اور نور سی چمک اور بتایا کہ ہماری کتاب
اِن دونو باتونکو شامل ہی چنانچہ فرمایا اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ
بھلا ایک شخص کہ مردہ تہا پھر جیتا کیا اوسکو زندہ کیا اور دی
نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ یعنی بھلا جو شخص کہ کافر مردہ دل ظلمت جہل مین
اوسکو روشنی لائی پھرتا ہے لوگون مین
چھپا ہوا تہا اور اوسکو ہمنے سنور نے کی راہ بتائی اور ایمانکی توفیق دی
اور اسکے دلکو مرنیکے بعد زندہ کیا اور تاریکی سی روشنی عنایت کی پس
اللہ جلشانہ نے کافر کو اِسوجہ سی کہ اوسکی طاعت سی روگردان اور اعمال
سعادت سی بہرہ ور ہونیکا تارک تہا بمنزلہ مردہ کے قرار دیا جو اپنے نفس کو کسی
فائدہ کی چیز سی نفع نہین دیتا اور نہ اُس سی کوئی برائی دور کری پھر اسلام

ہدایت سی اُسنے وہی نفع اور ضرر کی چیزین معلوم کین اور خدا تعالے کی
خفگی اور عذاب سی نفس کے رہا کرنے مین محنت کی تو اوسنے حق کو دیکہا
بعد اسکے کہ اندہا تہا اور اوسکو ایک نور ملا جسکو لوگونمین لئی پہرتا ہے
اور وہ گہری اندہیرین مین ہین **قطعہ** میری رات چہرہ سی تیری ہی روشن +
اور اوسکا اندہیرا ہے لوگونمین چہایا + تو اب خلق تو ہی اندہیرین مین یکسر +
ولے دہوپ مین ہمنے نقشہ جمایا + اور اسی لئی خدا تعالی نے اپنی وحی
اور اپنی بندونکی دو مثلین ایک پانی اور ایک آتشی بیان فرمائی یعنی سورہ
رعد مین وحی کی دونو مثلونکے لئی ارشاد فرمایا اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
(اتارا آسمان سے پانی)
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ
(پہرنے نالے اپنی اپنی موافق پہر اوپر لایا وہ نالہ جبانگ پہولا ہوا اور جس چیز کو دہونکتے ہین
فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ
آگ مین واسطے زیور کے یا اسباب کے اوسمین بہی جہاگ ہی سا ہوتا ہے یون مثل بیان کرتا ہے اللہ سچ اور غلط
فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ كَذٰلِكَ
سو وہ جو جہاگ ہی سو جاتا ہی سو کہکار اور وہ جو کام آتا ہے لوگونکی سو رہتا ہی زمین مین یون
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ پس اپنی وحی کی مثال پانی سی دی اِسوجہ سے
(بتاتا ہے اللہ کہا دین)
کہ اُس سی زندگی حاصل ہوتی ہی اور آگ سی اِسلئی کہ اُس سی روشنی اور چمک
پیدا ہوتی ہی اور نالونکو جو اپنے اپنے موافق بہتے ہین مثل دلونکے فرمایا یعنی
جیسے کسی نالہ مین بہت پانی کی گنجایش ہوتی ہی اور کسی مین کم اِسیطرح

بخصلیۃ الاسلام وعرف مضارہ
نفسہ ومنافعہا وعمل فیخلص
من سخط اللہ وعقابہ فابصر
الحق بعد عماہ وحصل النور
فمشی بہ بین الناس وہم فی
مشرق وظلمۃ فی الناس سری + و
الناس فی سبل الظلام وسخن فی ضوء النہار
ولہن ضرب اللہ المثلین للمائی والناری
لوحیہ وعبادہ فقال فی سورۃ الرعد انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فاحتمل
السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیہ فی النار
ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذلک
یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد
جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض
کذلک یضرب اللہ الامثال فشبہ
لوحیہ بالماء بما یحصل بہ
من الطبع وبالنار
بما یحصل
اوراثبت
تشبیہ
تشبیہ

کسی دلمین بہت سی علم کی گنجایش ہوتی ہی اور کسی مین کم اور جو شبہات
اور شہوات کہ اُنکو دل بباعث ملنے وحی کے اور دلونمین سی اُنکو اُکسانیکے
اُٹھاتے ہین انکو اُس جھاگ سی تشبیہ دی جو بہتا پانی اُٹھایا کرتا ہی اور علم
نافع سی جو یہہ شبہات جاتے رہتے ہین اوسکو اُس جھاگ کی جاتی رہنی اور نالہ کے
پھینک دینے اور صرف پانی جس سی نفع ہوتا ہی اُسمین رہجانیسے تشبیہ دی
اسیطرح دوسری مثال مین جو اسکے بعد ہی وہ میل جو اس جوہر مین ہوتا ہی
جاتا رہتا ہی اور خالص رہجاتا ہی اور بندونکے لیے دونو مثلین سورہ بقر مین
اسطرح فرمائین مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ
ذہب اللہ بنورہم وترکہم فی ظلمات لا یبصرون صم بکم عمی فہم لا یرجعون
اللہ اونکی روشنی اور چھوڑا اونکو اندھیرے مین نظر نہین آتا بہرے ہین سنتے نہین گونگے ہین اندھے ہین سو وہ نہین
یہہ تو مثال آتشی ہی پھر فرمایا او کصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد و
یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سی اوسمین ہین اندھیرے اور گرج اور
برق الخ اسمین اشارہ مثل آبی کیطرف ہی اور پہلی ان دونون مثلونکی سراسر
کیطرف کتاب معالم وغیرہ مین اشارہ کیا ہی غرضکہ دلکی درستی انہین دونون
پر موقوف ہی اللہ تعالے فرماتا ہی لینذر من کان حیا اور فرمایا
استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم اور جو شخص حکم نمانے اوسکو
اے ایمان والو مانو اللہ کا اور رسول کا جسوقت بلاوے تمکو ایسے کام پر جسمین تمہاری زندگی ہی
قبر والون سی تشبیہ دی ہی اور یہہ بڑی عمدہ مشابہت ہی اسلیے کہ اونکے

بدن اونکے دلونکی قبرین ہین یعنی جب دل مرگئی تو بدن نمین گاڑدی گئے اور
اِسلیئے کسیکا قول ہی ؎ جہل مین ہے جاہلونکی موت پہلی موت سی ٭ جسم
اونکی دفن سی پہلے ہین جانونکی قبور ٭ روحین گہبراتی ہین اور بیتاب ہین
اجسام مین ٭ حشر سی پہلی مگر ہووی کہان اونکا نشور ٭ اور خداوند پاک
نے وحی کو ایک روح ٹھہرایا ہی ان آیتونمین یُلقِی الرُّوحَ مِن اَمرِہٖ عَلٰی
مَن یَّشَآءُ اور فرمایا وَکَذٰلِکَ اَوحَینَآ اِلَیکَ رُوحًا اسکی وجہ یہہ ہے کہ روحون
اور دلونکی زندگی اِسی سی ہی اور حیات پاکیزہ یہی ہی جسکو اللہ جلشانہ نے
اُس شخص کے لئی بنایا ہی جو وحی کو مانے اور اُوس پر عمل کرے
چنانچہ ارشاد ہی مَن عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَھُوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً
طَیِّبَۃً اور اسکے موافق یہہ ہی یُمَتِّعکُم مَّتَاعًا حَسَنًا اور اِس آیت مین
لِلَّذِینَ اَحسَنُوا فِی ھٰذِہِ الدُّنیَا حَسَنَۃٌ وَلَدَارُ الاٰخِرَۃِ خَیرٌ وَلَنِعمَ
دَارُ المُتَّقِینَ اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ بہلائی کرنیوالا اپنی بہلائی
کی بدولت دونو جہانمین نیکبخت ہوجاتا ہی اور بدی کرنیوالا اپنی بدی کے
مارے دونون جہانمین بدبخت ہوجاتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
وَمَن اَعرَضَ عَن ذِکرِی فَاِنَّ لَہٗ مَعِیشَۃً ضَنکًا وَّنَحشُرُہٗ یَومَ القِیَامَۃِ اَعمٰی

اور فرمایا فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون اس آیت مین دو قسمونکو اکہٹا کردیا

تو اہل ہدایت اور ایمان کے لئے سینہ کا کہلنا اور اُسکا پہیلاؤ ہی اور

گمراہی والونکی لئے سینہ کی تنگی اور اُسکا سکڑنا ہی اور فرمایا افمن شرح اللہ

صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان والے نور

اور سینہ کی کشادگی مین ہین اور گمراہی والے تاریکی اور تنگی مین اور نورین

باب مین اس امر کی زیادہ تقریر انشاء اللہ آنیوالی ہی

پانچوان باب

اس بات مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ حق کو پہچانے

اور اُسکو اپنا مطلوب کری اور غیر پر ترجیح دے

ازانجاکہ دلمین دو قوتین ہین ایک قوت علم و تمیز دوسری قوت ارادہ و محبت

اسلیئے دل کا کمال اور اوسکی درستی اسمین ہی کہ ان دونو قوتونکو اس چیز

مین برتے جو اوسکو مفید ہو مثلاً قوت علم کو حق مین اور حق اور باطل کو جداکرنی

مین استعمال کری اور قوت ارادہ اور محبت کو حق کی طلب اور اوسکی محبت

وقال تعالی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فاھل الایمان

فی النور والشرح الصدر وفی الضلال فی الظلمۃ والضیق وسیاتی

باطلاعۃ القلب علی ان شاء اللہ تعالی

الباب الخامس فی ان حیوۃ القلب وصحتہ لا

تحصل الا بان یکون عمل کالحق محبوبا الیہ مرادا لہ

غیر ما کان کذلک فقوتا القلب قوۃ العلم والتمیز

وقوۃ الارادۃ والحب کمالھما وصلاحھما

باستعمال ھاتین القوتین فیما

بنفعہ فیستعمل قوۃ العلم فی معرفۃ

الحق والتمییز بینہ وبین الباطل

وقوۃ الارادۃ والمحبۃ

فی طلب الحق ومحبتہ

اور باطل پر اوسکو ترجیح دینے مین صرف کریگا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہے اور جو پہچانے اور دوسرے کو اُسپر ترجیح دے
اور پسند کرے وہ گرفتار غضب الٰہی ہے اور جو جانے اور اسکا اتباع کرے
وہ وہ شخص ہے جسپر انعام الٰہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا ہے
کہ ہم اُس سے اپنی نماز وغیرہ مین اس امر کی درخواست کیا کرین کہ ہمکو اُن لوگونکا
راستہ بتائے جنپر اوسنے فضل کیا ہے نہ اونکا جنپر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والونکا
اسلئے کہ نصاریٰ بہکنے کے لئے مخصوص ہین اسوجہ سے کہ وہ جہل کی امت
ہین اور یہود غضب کے لئے کیونکہ وہ امت ہین دشمنی کی اور یہہ امت محمدیہ وہ
ہے جنپر فضل ہوا اور اسیوجہ سے سفیان بن عیینہؒ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے
عابد وغیرہ سے بگڑتا ہے تو اوسمین کچھہ مشابہت نصاریٰ کی پائی جاتی ہے
اور اگر علما مین سے بگڑتا ہے تو مشابہت یہود کی اسلئے کہ نصاریٰ نے
نادانستہ عبادت کی اور یہود نے حق کو پہچانا اور اُس سے انحراف کیا اور
مسند اور ترمذی مین عدیؓ بن حاتم کی حدیث سے ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ یہود وہ ہین جنپر غصہ ہوا اور نصاریٰ بہکنے والے ہین اور
اللہ تعالیٰ نے کلام مجید مین ان دونو قونکو ایکجا بہت جگہہ ارشاد فرمایا ہے

ولیس کل من عرف الحق
فمن لم یعرف الحق
عرفه وانکره
فهو ضال ومن
غیره فهو مغضوب علیه
ومن عرفه واتبعه فهو
عنعم علیه وقد امر نا بسبحانه
ان نسأله فی صلوتنا ان یهدینا صراط الذین انعم
علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین وکان
النصاری ضلالا لانهم امة
جهل والیهود امة
عناد وهذه امة
المنعم علیهم قال
قال سفیان بن عیینة من فسد من علمائنا ففیه شبه من الیهود ومن فسد من
عبادنا ففیه شبه من النصاری رواه البیهقی فی المدخل و
عن ابن عباس علم والبیهقی عن ابی ذر الخشنی و
عمل لم یعمل به وفی المسند والترمذی
من حدیث عدی بن حاتم
ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال الیهود مغضوب علیهم
والنصاری ضالون
وقد جمع سبحانه
بینهما فی
غیر موضع من کتابه

مثلاً ارشاد ہی وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اور جب تجھ سے پوچھین بندے میرے مجھکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارنے کی پکارنے
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اسمین اپنی حکم ما
کو جس وقت وہ مجھکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانین میرا اور یقین لاوین مجھپر شاید نیک راہ پر آوین ۱۲
اور یقین لانے کو کہا فرمایا اور فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
سو جو اوس پر یقین لائے اور اوسکی رفاقت
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اور فرمایا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اور دکھی اور تابع ہوے اوس نور کے جو اوسکی ساتھ اترا ہی ۱۲ لیکن نیکی وہ ہی جو کوی ایمان لاوی اللہ پر اور پچھلے
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
دن پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر اور دیوی مال اوسکی محبت پر رشتے والون کو اور یتیمون کو
وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
اور محتاجون کو اور راہ کے مسافرون کو اور مانگنے والون کو اور گردنین چھڑانے مین اور کھڑی رکھی نماز
وَاٰتَی الزَّكٰوةَ اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اور دیا کر زکوٰۃ ۱۲ قسم ہی زمانے کی کہ آدمی کے مقدر انسان پر ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس مین خدا تعالے
اور کئی بھلے کام اور آپسمین نصیحت کیا سچے دین کا اور آپسمین نصیحت کیا سہارنے کا ۱۲
نے زمانہ کی قسم کھائی جو وقت نفع اور نقصان کے کا مونکا ہی اس امر پر کہ
ہر ایک شخص تو تے مین ہی بجز اُس شخص کے جسکی قوت علمیہ خدا تعالی پر یقین
لانے مین اور قوت عملی اوسکی طاعت پر عمل کرنے مین کامل ہوا ور دوسرے کو
اوسکی تصدیق کری اور ان سبکی جڑ صبر ہی اسلیئے حضرت امام شافعیؒ فرماتے
ہین کہ اگر آدمی سورہ عصر مین غور کرین تو اُنکو کافی ہوا ور یہہ دو نو قوتین
بیکار نہین رہتین بلکہ آدمی اپنی قوت علمیہ کو یا تو حق کی معرفت مین صرف
کرتا ہی نہین تو کسی امر باطل نا زیبا کی معرفت مین استعمال کرتا ہی یا اوسکو برعکس

فقال وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ
عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا
لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ
فجمع بین الاستجابة والایمان
به وقال قالذین اٰمنوا به
وعزروه ونصروه واتبعوا النور
الذی انزل معه وقال ولکن البر من اٰمن
بالله والیوم الاٰخر والملٰئکة والکتٰب
والنبیین واٰتی المال علی حبه
ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین
وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب
واقام الصلوٰة واٰتی الزکوٰة
وقال والعصر ان الانسان لفی خسر
الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت
وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر فاقسم
بالدهر الذی هو من الاعمال الجلیلة
والخاسرة ان کل احد فی خسر الا
من کمل قوته العلمیة بالایمان بالله
وقوته العملیة بالعمل بطاعته وحق
فیه بذلک ولذا قال الشافعی لو فکر الناس
فی سورة العصر لکفتهم وهاتان
القوتان لا تخلوان
بل ان استعمل قوته
العلمیة فی معرفة الحق
والا استعملها فی معرفة
ما لا یلیق به من الباطل وان

اسیطرح قوت ارادی عملی کو یا عمل صالح مین استعمال کرتا ہی یا اُسکی برعکس مین اسلئے کہ
نفس ارادہ ہی حرکت کرتا ہی اور اُسکی حرکت ارادی اُسکی ذات کی لوازم سے ہی اور ارادہ کو مراد
ضرور چاہئے اسصورت مین اگر نفس حق کا تصور اور ارادہ اور طلب کریگا تو باطل کا تصور اور
ارادہ ضرور کریگا اور یہہ باب آیندہ سے معلوم ہوگی جسکو اب شروع کرتے ہین +

چھٹا باب

اس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسایش اور درستی اسمین
ہی کہ اسکا معبود اور غایت مقصود صرف اللہ تعالی اُسکا پیدا کرنیوالا
ہو اور وہی تمام ماسوا سے محبوب تر ہو

اور یہہ بات کئی وجہون سے ثابت ہی **وجہ اول** محتاج ہونا بندہ کا خدا تعالے
کیطرف حصول نفع اور دفع ضرر مین اور ظاہر ہی کہ جتنی چیزین خدا تعالے
کے سوا ہین خواہ فرشتہ ہو یا انسان یا جن یا حیوان وہ سب محتاج ہین
نفع کے حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنیکے ہین اور یہہ بات بدون
تصور مفید اور مضر کے پوری نہین اور نفع آسایش اور لذت کی قسم سے ہی
اور ضرر رنج و عذاب کی جنس سے اور یہان چار باتین ہین ایک وہ محبوب چیز
جسکا حصول منظور ہی دوم وہ مددگار جو اُس مطلوب تک پونہچا دے سوم

مکروہ جسکا نہونا مطلوب ہو چہارم مددگار جو اُسکو دفع کرے تو کوئی بندہ
ان چارون باتون سے خالی نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ بندہ کا مطلوب اور
مقصود خدا تعالیٰ ہی ہو اور وہی اس امر کے حاصل ہونیکے لئے مددگار ہے اور
اوسکی غیر کی بندگی اور غیر کیطرف توجہہ کرنی امر مکروہ اور مضر ہے اور اسکے
دفع کا بھی مددگار وہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ہی معبود و محبوب ہے
اور وہی بندہ کے پونہچنے کا اپنے آپ تک معین و مددگار ہے اور وہی اُس سے
ہر ایک مکروہ چیز کا دور کرنیوالا ہے اسلیئے بندہ کی سعادت اسمین ہوئی کہ
مقام اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مین ثابت قدم رہے اور اس امر کیطرف
(تجھی کو بندگی کرین اور تجھی سے مدد چاہین ۱۲)
اللہ تعالیٰ کا یہ قول اشارہ فرماتا ہے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور یہہ آیت حضرت
(بندگی کر اور اسپر بھروسا رکھہ ۱۲)
شعیبؑ کے بابمین وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور یہہ
(اور مین پرتا ہی اللہ کیطرف اسی پر بھروسا کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہوا ۱۲)
قول وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ اور انکے سوا اور بہت سی
(اور بھروسا کر اس زندہ پر جو نہ مرے اور یاد کر اوسکی خوبیان ۱۲)
آیتین ہین دوسری وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت
کے لئے پیدا کیا ہے جو متضمن ہے اوسکی معرفت اور اوسکی طرف رجوع کرنے
اور اوسکی ساتھہ محبت اور اخلاص کرنی کو تو اسیکے ذکر سے اونکے دلونکو
چین اور نفسونکو آرام ہوتا ہے اسلیئے کوئی چیز اُنکی نزدیک محبوب تر اور

فان الالتفات عن هذه
الا لمن هو مطلوبه ومقصوده هو الله
بحيث لا يحصل
ادراك وعبوديته
الالتفات اليه هي المكروه
فهو المعبود المحبوب والمعين على دفعه
وصول العبد اليه والمانع له عن
سعادة العبد في التحقق بمقام اياك
نعبد واياك نستعين وقال
ف
الى ذلك فقال تعالى فاعبده و
توكل عليه وقال على لسان
نبيه شعيب عليه السلام وما توفيقي
عليه توكلت واليه انيب
وقوله وتوكل على الحي الذي
لا يموت وسبح بحمده
الوجه الثاني
من الآيات
بحكمة خلق الخلق لعبادته تعالى
الاخلاص له فيكون
نفوسهم فالجزء اليهم

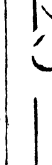
زیادہ آنکھہ کو طراوت دینے والی نسبت اُسپر یقین لانے اور اُسکے ساتھہ محبت
کرنی اور اُسکے دیدار کے مشتاق ہونے اور اُسکے ذکر سے راحت پانیکے نہین اِس سے
معلوم ہوا کہ بندونکی حاجت خدا کیطرف اُسکی عبادت کرنے اور بندہ
ہونے مین ایسی ہی ہے جیسے اپنی مخلوق ہونے اور روزی دینے جانیمین اوسکے
محتاج ہین بلکہ حاجت اول بڑھکر ہے اِسلئے کہ وہ غایت مقصود ہے اور اِسیوجہ
سے لا آلہ الا اللہ کہنا سب حسنات سے بہتر ہے اور خدا تعالی کو براہ معبود ہونیکے
ایک جاننا اصل دین کی ہے اور براہ پرورش ایک کہنا جسکے قائل مسلمان
اور کافر دونو ہین اور کلام والون نے اوسکو اپنی کتابونمین لکھا ہے صرف
اِتنا کافی نہین بلکہ وہ تو اُنپر الزام ہے اور اِسی جہت سے اللہ تعالی کا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اُسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو اُسکا شریک نکرین چنانچہ
حدیث شریف صحیح مین جسکو حضرت معاذ رض روایت کرتے ہین موجود ہے
کہ آپنے مجھکو فرمایا کہ تمہین معلوم ہے کہ خدا تعالی کا حق بندونپر کیا ہے مینے
عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول زیادہ جانتے ہین آپنے فرمایا کہ اوسکا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو شریک اُسکا نکرین
اور تمہین معلوم ہے کہ بندونکا حق خدا تعالی پر کیا ہے جب ایسا کرین مینے عرض کیا

واقیموا بینهم من الایمان به
وشعبته والشوق الی لقائه
والتنعم بذکره فخاجة العباد
الیهم فی عبادتهم ایاه و
تالههم له کی یحبهم الیه فی
خلقه لهم ورزقه ایاهم و
اعظم لان ذلک هو الغایة
المقصوف ولن کانت لا الله الا الله احسن
الحسنات وکانت توحید الالهیة اس
الامر واما توحید الربوبیة الذی اقر
به المسلم والکافر وقر به اهل الکلام فی
کتبهم فلا یکفی وحده بل هو الحجة
علیهم وعلیهن الکان حق الله علی
عباده ان یعبدوه ولا یشرکوا به
شیئا کما فی الحدیث الذی رواه معاذ رض
ان علی عباده قلت الله ورسوله
اعلم قال حقه علی
ان یعبدوه
ولا یشرکوا به
شیئا کما فی الحدیث الذی رواه معاذ رض
ان علی عباده
حق العباد
علی الله اذا فعلوا
ذلک قلت

که خدا اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہین آپنے فرمایا کہ بندونکا حق اللہ تعالے
پر یہہ ہے کہ اُنکو آگ سی عذاب نہ دے اور اِسی جہت سی وہ اپنے بندون ایماندارون
خداکو ایک کہنے والونکو محبوب جانتا ہی اور اُنکی توبہ سی خوش ہوتا ہی اسصورتمین جو
کوئی اوسکے غیر کی عبادت کریگا اور اُسکو کسیطرحکی لذت اور منفعت حاصل ہو
تو اوسکو فائدہ کی نسبت کرنقصان صدچند ہوگا اور اُسکی مثال ایسی ہوگی جیسی
کوئی شخص غذا لذیذ زہر پڑی ہوئی کہاوی اور جسطرح کہ آسمان و زمین مین
اگر بالفرض بہت سے خدا سوائے اللہ پاک کے ہون تو وہ بگڑ جاوین اسیطرح آدمی مین بھی اگر سوائے
خدا تعالی کے کوئی معبود ہوگا تو ایسا بگڑیگا جسکے سنورنیکی توقع بجز اسکے
نہین کہ وہ معبود اوسکے دل سی نکلجاوی اور صرف خداوند کریم اوسکا خدا
اور معبود اور محبوب اور امیدگاہ رہجاوی اُسی سی خوف کریگا اور اوسی پر
بھروسا اور اُسیکی طرف رجوع **تیسری وجہ** یہہ ہی کہ بندہ جو عبادت
اور توحید کا محتاج ہی اوسکی کوئی مثال نہین جسپر اس امر کو قیاس کرلیا جاوے
مگر بعض باتونمین البتہ مشابہ جسم کی حاجت کی ہی کہانے پینے اور سانس
لینے کیطرف اگرچہ اور فرقونمین بہت ہین اور وجہ مشابہت یہہ ہے
کہ بندہ کی حقیقت اوسکا دل اور روح ہے اور اوسکی درستی بدون اوسکی معبود

اللہ ورسولہ اعلم قال حضرہ
علیہ ان اللہ تعالی لہم بالنار
ولکن لا یحب عبادہ
المؤمنین الموحدین ویغفر
یتوبہم فمن عبد غیر
یحب عبادہ وحصل لہ نوع منفعۃ
ومن نقصہ اضعاف منفعتہ
وھو یزیلہ من یاکل الطعام المسموم الذی
غیرہ یحب لنفسہ فان فیہما المضرۃ
فیہ معبود غیر اللہ فسد فساد لا یرجی
وکما ان السماء والارض لو کان فیہما آلہۃ
وکیف ان اللہ وحدہ الہہ ومعبودہم
ومرجعہم ومحبوبہم والذی یتوکل علیہ والیہ
ینیب **الوجہ الثالث** ان
العبد الی العباد ہ والتوحید لیس
لہ نظیر فیقاس بہ ولکن یشبہ من
بعض الوجوہ حاجۃ الجسد
الی الغذاء من الطعام
والشراب والنفس و
ان کان بینہما فروق
فان حقیقۃ العبد
قلبہ وروحہ و
اصلاحہ لا یکون الا بالہہ

کے نہین اور نہ بدون اُسکی ذکر کے چین اور نہ بدون اُسکی معرفت اور
محبت کے ارام بلکہ اُسکا دیدار اوسکے لئی ضروری ہی اگر کسیقدر لذت
دلکو غیر سی ہوتی بھی ہے تو یہہ ہمیشہ نہین ٹھہرتی بلکہ ایک قسم سی دوسری
قسم کیطرف اور ایک شخص سی دوسرے شخص کیطرف بدلتی رہتی ہی کبھی کسی سے
راحت پاتا ہی کبھی کسی سی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ یہی لذت اُسکی اسباب ضرر
مین سب سے بڑی ہو جاتی ہی مگر معبود برحق کی ضرورت اوسکو ہر وقت ہر حال مین ہے
اس سی ثابت ہوا کہ وہی دل کی غذا اور قوت اور درستی اور موجب قیام ہے
چنانچہ اہل ایمان کا عقیدہ یہی ہی اور قران و حدیث بھی اسی پر دال ہین ایسا
نہین جیسی بعض لوگ جنکو تحقیق اور معرفت مین مایہ کم اور حقائق ایمان کے
سمجھنے مین بہرۂ ناقص اور اپنی خیال خام اور ذہن ناقص پر نازان کہتی ہین کہ
اوسکی عبادت اور ذکر اور شکر صرف پہنسانے اور جانچنے کے لئی تکلیف
اور مشقت ہی یا محض اوسکی عوض ثواب دنیا ہی یا نیز انفس انسانی کا آرام پہنچانا
کرنا ہی تاکہ اور حیوانات کے نفسون سی اونچا ہو جاوے اسوجہ سی کہ خدا تعالی
کی عبادت اور توحید انسان کی آنکھ کی ٹھنڈک اور عمدہ لذت روح اور دل
کی ہی اور عبادات اور احکام الہی سی پہلی پہل مقصود تکلیف و ایذا رسانی



تہین گو بعضی امور مین چند اسباب کی باعث جو مقتضی تکلیف ہوتے ہین
تبعاً اور ضمناً تکلیف ہو جاتی ہے اسلیے کہ یہہ مشقت تو اس گہر کے لوازم مین
سی ہی ورنہ خدا تعالی کی شریعتین آنکہونکی ٹھنڈک اور دلونکی لذت اور
روحونکی راحت ہین اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ
اے لوگو تمکو آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے
من ربکم وشفاء لما فی الصدور وہدی ورحمۃ للمومنین ۞ قل بفضل اللہ
جنگے کرنے جیوان کی روگ اور راہ بھلانے اور مہربانی یقین لانے والون کو ۱۲ کہ اللہ کے فضل سی
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی
اور اسکے مہر سی سو اسی پر چاہی خوشی کرین یہہ بہتر ہی اس سی جو جوڑتے ہین ۱۲
اسکی تفسیر مین فرمایا کہ فضل اللہ کا قران ہی اور اسکی رحمت یہہ ہی کہ تمکو اوسکا
اہل بنایا اور ہلال بن یساف ؒ فرماتے ہین کہ بفضل اللہ و برحمتہ سی یہہ غرض
ہی کہ اوس اسلام سی جسکی راہ بتائی اور اس قران سی جسی تمکو سکہایا خوش ہو
کہ وہ بہتر ہی اس چیز سی جو تم سونا اور چاندی جوڑتے ہو ۞ چوتھی وجہ
یہہ ہی کہ بندہ کو مخلوق کے پاس کچھہ نفع ہی نہ ضرر نہ دینا نہ روکنا نہ ابتدا
نہ گمراہی نہ مدد کرنا نہ رسوا کرنا نہ پست کرنا نہ بلند کرنا بلکہ صرف خدا تعالے
ان سب چیزونکا مالک ہی چنانچہ اوسنے فرمایا ہی ما یفتح اللہ للناس
جو کہولدی اللہ لوگون پر کچھہ مہر تو کوئی
من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وہو العزیز الحکیم
نہین اوسکو روکنے والا اور جو روک رکہے تو کوئی نہین اوسکو بہیجنے والا اوسکی سوا اور وہی ہی زبردست
اور فرمایا وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد
اور اگر پہونچا دے اللہ تجکو کچھہ تکلیف تو کوئی نہین اوسکو کہولنے والا اوسکے سوا اور اگر چاہی تجہپر کچھہ بہلائی

بفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم اور فرمايا
اسکے فضل کو پونہچا دیگا جسپر چاہیگا اپنے بندہ مین اور وہی ہے بخشنے والا مہربان ١٢

ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده
اگر اللہ تمکو مدد کریگا تو کوئی تمپر غالب نہوگا اور جو اللہ تمکو چھوڑ دیگا پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کریگا اوسکے بعد

وعلى الله فليتوكل المؤمنون اور یس والے نے قصہ مین فرمایا
اور اللہ پر بھروسا چاہیے مسلمانون کو ١٢

أأتخذ من دونه آلهة ان يردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا
بھلا مین پکڑون اوسکے سوا اور دیونکو جو نہ کہ اگر مجھپر چاہے رحمن تکلیف کچھ کام نہ آوے مجھکو انکی سفارش

ولا ينقذون اور فرمایا یا ایتها الناس اذكروا نعمت الله عليكم هل من خالق
اور نہ وہ مجھکو چھڑاوین ١٢ لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنی اوپر کوئی ہے بنانیوالا اللہ کے سوا

غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فاني تؤفكون اور بندہ کی
روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہین مگر وہ پھر کہان سے اوندھی جاتی ہو ١٢

کمال ہوشیاری اسمین ہی کہ یہہ جانی کہ خدا تعالے اوسکو کوئی تکلیف اگر
پونہچا دی تو سوا اوسکے اور کوئی اوسکو دور نہین کریگا اور جب اوسکو کوئی
نعمت دیوے تو بجز خداوند کریم کے اور کوئی نہین دیگا۔ اللہ تعالی اپنی
کسی پیغمبر پر وحی بھیجی کہ میرے لئی لطیف ہوشیاری اور چھپی مہر پیدا
کر کہ مین ان دونو کو پسند کرتا ہون پیغمبر نے عرض کیا کہ الہی لطیف ہوشیاری
کیا ہی حکم ہوا کہ وہ یہہ ہی کہ اگر مین تجھپر ایک مکھی گراون تو تو یہہ جان کہ
مین نے اوسکو گرایا ہی اور مجھہ سی درخواست کر کہ اوسکو اٹھالون عرض کیا
کہ چھپی مہر کیا ہی حکم ہوا کہ جب تیری پاس کوئی دانہ آوی تو یہ سمجھہ کہ مین نے
تجکو اوس سی یاد کیا ہی۔ حضرت امام احمد فرماتے ہین کہ مجھہ سی عبد الرزاق

العبد ان يعلم انه اذا اصابه لم يكن ليخطئه وما اخطأه لم يكن ليصيبه
عليه وانه اذا اراد الله بعبد خيرا هيأ له اسباب الخير وقال بعض الحكماء
اوحى الله الى بعض انبيائه ان اتخذ لي طيفا وخاتما فقال يا رب وما الطيف
وما الخاتم فقال الطيف الريح التي اذا وقعت عليك ذبابة
فيما علمت ان رفعها قال
وما الخاتم قال اذا اتاك سائل فضع
يدك في يده فانه يقع
بها قال الامام
احمد حدثنا عبد الرزاق

نے حدیث بیان کی اور انکو عمران نے خبر دی اور عمران کہتے ہین کہ
مین نے وہب بن منبہ سے سنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنی کسی
کتاب مین ارشاد فرمایا ہی کہ قسم ہی مجکو اپنی عزت کی جو شخص مجھپر بھروسا کرتا
ہی تو پھر اگر سارے آسمان اور انکی درمیانکے لوگ اور تمام زمینین اور
انکے لوگ اُسکو فریب دین تو مین اوسکے لئے اُنکے فریب سے نکلنے کیصورت
کردونگا اور جو مجھپر بھروسا نہین کریگا تو مین اوسکے ہاتھ آسمانکی رسّیون سے
علٰحدہ کردونگا اور اوسکے پانوکے نیچے کی زمین مین اوسکو دھسا دونگا
یعنی اوسکو خواہش نفس مین ڈالدونگا پھر اُسکو اُسکے نفس کے حوالہ
کردونگا مین اپنے بندہ کو مال کے بدلے بس ہون اگر وہ میری طاعت مین
ہوتا ہی تو مین اوسکو سوال سے پہلے دیتا ہون اور دعا سے پہلے اُسکی مراد
قبول کرتا ہون اسلئے کہ مین اوسکی نسبت کرا وسکی حاجت کو زیادہ جانتا
ہون جو اوسکے لائق ہی۔ اور حضرت امام احمدؒ نے اس حدیث قدسی
کو اور طرح پر بھی روایت کیا ہی فرمایا کہ مجھہ سے ہاشم بن قاسم نے حدیث
بیان کی اور اُنسے ابو سعید مؤذن نے اور اُنسے اُس شخص نے جسنے
عطار خراسانی سے سنی ہی اور عطار خراسانی کہتے ہین کہ مینے وہب بن منبہؒ

ما عمران قال سمعت وهبا
يقول قال الله عز وجل
في بعض كتبه بعزتي اقسم
من اعتصم بي فان كادت
السموات بمن فيهن ا
والارضون بمن فيهن ا
جعل له من ذلك مخرجا
ومن لم يعتصم بي فاسبب
له اسباب السماء والارض
فاخسف
به من تحت قدميه
فاجعله في الهواء
ثم اكله الى نفسه
ا
ب
بعبدي ما
اذا كان
يرضا
ان يسئل
ان يعطيه قبل
ان يسئل
ان يدعو
ان يدعوني فانا اعلم
بحاجته
منه قال احمد
حدثنا هاشم بن
القاسم حدثنا
ابو سعيد المؤذن
حدثنا من سمع عطاء
الخراساني قال لقيت وهبا
بن منبه وهو يطوف بالبيت

سی جب وہ طواف کعبہ معظمہ کرتے تھے ملاقات کی اور کہا کہ مجھہ سے
کوئی ایسی حدیث مختصر بیان کیجئی کہ مین آپسے اسجگہہ یاد کرلون اُنہون نے
فرمایا بہتر اللہ جلشانہ نے حضرت داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ یاد رکھہ قسم ہی
اپنی عزت اور عظمت کی کہ جو شخص میرا دامن تھامتا ہی نہ میری خلق کا اور
مین یہہ بات اوسکی ارادہ سے معلوم کرلیتا ہون تو پھر اگر ساتون آسمان
اور اُنکی درمیانی لوگ اور ساتون زمین اور اونکے بیچ کے آدمی اُس سے
فریب کرتے ہین تو مین اوسکے لئے اونکے درمیان سے نکلنے کی راہ
کردیتا ہون یاد رکھہ قسم ہے اپنی عزت و عظمت کی کہ اگر کوئی شخص میری
مخلوق کا دامن تھامتا ہی نہ میرا اور مجکو یہہ بات اوسکی نیت سی معلوم ہوجاتی ہے
تو مین آسمانکی رسیان اوسکی ہاتھہ سی چھڑا لیتا ہون اور زمین کو اوسکے پانو
تلے سے کھینچ لیتا ہون پھر پروا نہین کرتا کہ کونسے جنگل مین تباہ ہوگا

پانچوین وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا تعلق ماسوی اللہ سی اوسکا مضر ہی بشرطیکہ
اوسمین سی مقدار حاجت سی زیادہ لیوی اور طاعت الٰہی پر اُس سی مدد
نچاہی تو جب کھانا اور پینا اور نکاح اور لباس سی مقدار حاجت سی زیادہ
لیگا تو اوسکو ضرر کریگا اور اگر سوای خدا تعالیٰ کے اور کسی چیز سے

فقلت له حدثني حديثا
احفظه عنك في مقامي هذا
وقال لي داود وقال الله تبارك
وتعالى لداود وعزتي
وعظمتي لا يعتصم
عبد من عبادي بخلق من
خلقي دون ذلك من نيته
فتكيده
السموات السبع ومن فيهن
والارضون السبع ومن فيهن
من ورائهن عنه حتى
لا يعتصم عبد من عبادي بخلق من
خلقي دون ذلك من نيته
الا
فطعت اسبابا لسماء من يديه
وسخرت له الارض من تحت قدميه
ثم لا ارى
فيما كان من صنعه
ان تخلق العباد بما سعى الله
فيه من ذلك
الزائل عن حاجته
مستعينا به على طاعته
الله فاذا نال منه ما يطغيه
والشراب والنكاح واللباس
فوق حاجته ضر ذلك
فيما حبب الله اليه
فابان له ان يسلبه ويفارقه

محبت کریگا تو وہ اُس سے چھن جاویگی اور اوسکو ترک کرنا پڑیگا پھر اگر اُس
شے کو غیر اللہ کی خاطر محبوب جانا ہوگا تو ضرور ہے کہ اُسکی محبت ضرر بھی کرے
اور اپنے محبوب کے ماری دنیا و آخرت مین عذاب بھی دیا جاوے اور غالباً دونون
جہانمین عذاب پاویگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ
اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور روپا
وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ
اور خرچ نہین کرتے اللہ کی راہ مین سو انکو خوشخبری سناؤ کہ دالی مار کی جاویگی اُن کے اوپر جہنم کی آگ دہکائی جاویگی
جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ
اوسپر دوزخ کی بھبھر داغین گے اور اس سے انکی ماتھے اور کروٹین اور پیٹھین یہہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے سو اب چکھو
تَکْنِزُوْنَ اور فرمایا فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا
مزا اپنی گاڑ رکھا سو تو تعجب نکر اونکے مال اور اولاد سے بھی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو اُن
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ وَھُمْ کٰفِرُوْنَ اور جن لوگون نے کہا ہے
چیز دنیے دنیا کی جیتے اور نکلے انکی جان جب تک وہ کافر ہی رہا ہین
کہ یہہ آیت آگے پیچھے ہے انکا قول درست نہین اونکے قول کی وجہ یہہ ہے کہ
مال و اولاد سے دنیا مین عذاب دیے جانیکے معنی نہ سمجھے اور ہماری دانست
مین والله اعلم مال و اولاد کے باعث دنیا مین عذاب دیے جانیسے یہہ مراد ہے کہ
وہ لوگ دنیا کی طلب اور اُسکی محبت اور آخرت پر ترجیح دینے مین اور اوسکی
حاصل کرنے پر حریص ہونے اور اوسکے جوڑنیکے لئے محنت بھرنے مین
طرح طرح کی مشقتین اوٹھاتے اور بڑی دُکھ پاتے ہین پس عذاب کے
معنی یہان مشقت اور رنج کے ہین جیسے اس حدیث مین کہ سفر ایک ٹکڑا ہے

فان احبه لغير الله فانه
ان نظر من محبته فانه
يحبه في امر ما فان الله يبغي ذلك
الاخر والعذاب لا يعذب
والله الرحمن فان تعالى
الله هب والفضة ولا
يتفقون ها في سبيل الله فبشرهم
جهنم فتكوى بها جباههم وظهورهم هذا ما كنزتم
فذوقوا ما كنتم
فان يعجبك اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها
وهم كافرون ولم يصب من قال ان الآية
على التقديم والتاخير ما استكل
عليه تعذيبهم في الدنيا والله اعلم
من تعذيبهم بها في الدنيا
الدنيا وحبها وايثارها على الاخرة
وانه حرص على تحصيلها في التعب العظيم
فتحملها فاسون انواع المشاق
ويصلون اعظم العذاب والعذاب
هنا هو المشقة قال الا كفوف
صلى الله عليه وسلم السفر قطعة

عذاب کا اور اس حدیث مین کہ میت کو اوسکے گھر والونکے رونیسے
عذاب ہوتا ہی اور اسیطرح ہر ایک شخص ہی جسکا بڑا مطلب دنیا ہو جیسی ترمذی
مین حضرت انس رض کی حدیث آنحضرت ص سی مروی ہی کہ جسکا مطلب آخرت ہو
اللہ تعالے اُسکی تو انگری اوسکے دل مین کر دیتا ہی اور اُسکی جمعیت خاطر کو ایک جا
کر دیتا ہی اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہی اور جس کسیکا مطلب دنیا ہو
اللہ تعالی اوسکی مفلسی اوسکی دونو آنکھونکے سامنے کر دیتا ہی اور اوسکی جمعیت
کو پریشان کر دیتا ہی اور اوسکے پاس صرف اُسی قدر آتا ہی جو مقدر ہے انتہی
اور دنیا مین سی سب سی زیادہ عذاب جمعیت کا ابتر ہونا اور دل کا پریشان ہونا
اور مفلسی کا بندہ کی آنکھونکے سامنے کھڑا رہنا ہی اور اگر دنیا کے عاشق اوسکی
محبت کے نشہ مین چور نہوتے تو اس عذاب سی فریاد کیا کرتے اور مہذا
انمین سی بہت ہمیشہ چیختے چلاتے ہین — اور جن حدیثونکو ترمذی نے
روایت کیا ہی اُنمین سی ابوہریرہ رض کی حدیث یہی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سی کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ اے آدم کے بیٹے میری
عبادت کی لئی فارغ ہو رہ مین تیری سینہ کو تو انگری سی بھر دونگا اور تیری
مفلسی کو روک دونگا اور اگر ایسا نہین کریگا تو مین تیرے دونو ہاتھ کام سے

بہروںگا اور تیری محتاجی کو نروکونگا۔ اور عذاب کی قسمون مین سے ہی کہ
دل اور بدن دنیا کے رنج اوٹھانے اور دنیا والونکی کشاکش اور اُنکی
دشمنی بھگتنے مین اُلجھے رہین بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص دنیا سے
محبت کریگا وہ مصیبتونکے اُٹھانیکو دلمین ٹھان لے اور یہہ اسلئے فرمایا
کہ دنیا کا عاشق جب اُسمین سے کوئی چیز پاتا ہی تو اُسکا نفس اُس سے زیادہ کا
خواہان ہوتا ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل مال
کے ہون تو تیسرے کا خواہان ہوتا ہی منقول ہی کہ حضرت عیسیٰؑ نے
دنیا کے دوستدار کی مثال شرابخوار سے دی کہ جتنا زیادہ پیگا اُتنا ہی زیادہ
پیاسا ہوگا اور ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہی کہ حضرت حسنؒ نے حضرت
عمر بن عبد العزیزؒ کو لکھا کہ بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ دنیا کوچ کی جگہہ
ہی ٹھہرنیکی جگہہ نہین حضرت آدمؑ کو صرف سزا کے لئے اسمین اُتار دیا تھا
پس اے امیر المومنین اُس سے بچو کہ اُس سے توشہ لینا اُسکا چھوڑ دینا ہی اور اسمین
تو انگری محتاجی ہے ہر وقت مین اُسکا ایک قتیل ہے (یعنی لوگونکو
برابر مارتی رہتی ہے) جو اِسکی عزت کریگا اوسکو ذلیل کرتی ہے
اور جو اوسکو جوڑیگا اوسکو محتاج کرتی ہی وہ ایسی ہی جیسا زہر کہ اوسکو

شغلا ولم انس فقرك و
من انواع العذاب بشتغال
القلب والبدن بتحمل انكاد
الدنيا وهمومها ومعاداة اهلها و
مقاساة معاداتهم وقال
بعض السلف من احب الدنيا
فليوطن نفسه على تحمل
المصائب وذلك ان محب الدنيا
منها شيئا الا طمحت نفسه الى ما
فوقه كما في الحديث لو كان لابن ادم واديان من مال لابتغى
لهما ثالثا قيل مثل عيسى عليه السلام

ب

مثل الذي يشارب الخمر
كلما ازداد منها ازداد
عطشا وذكر ابن ابي الدنيا ان
الحسن كتب الى عمر بن
عبد العزيز اما بعد فان
الدنيا دار ظعن ليست
بدار اقامة انما انزل
بها ادم عقوبة فاحذرها
يا امير المؤمنين فان
الزاد منها التقوى
فمن اخذ منها التقوى
من اخذها وقوى

وہی کھاتا ہے جو نہین جانتا حالانکہ وہ اوسکی موت ہی پس ای امیرالمومنین
تم اُسمین ایسی طرح رہو جیسے کوئی زخم کا علاج کرنیوالا کہ تھوڑی دنون پرہیز
کرتا ہی اِس خوف سی کہ کہین بہت دنون مصیبت بھگتنی نہ پڑی اور دوا کی
تلخی پر صبر کرتا ہی اِس ڈر سی کہ مرض زیادہ نہ بڑہجاوی پس اس خانہ غدار مکار
فریب دہندہ سی بچو جو دہوکے ٹٹی ہے اور اپنی فریب مین پہنساتی ہے
اور آرزون سی لبھاتی ہے اور اپنے طالبونکو شوق دلاتی ہے تو اُسکا
حال ایسا ہو گیا ہی جیسے جلوہ کیوقت دُلہن کہ آنکھین اُسکی طرف نگران اور
دل اُسپر حیران اور نفس اُسکی عاشق ہین اور وہ اپنے سب خاوندونکی قاتل ہے
پہر اگر کسی اوسکے عاشق کو اُس سی حاجت ملگئی تو مغالطہ کہایا اور سرکشی
کی اور آخرت کو بہولا اور اُسمین اسکی عقل ایسی مشغول ہوئی کہ اُسکا پانو
پھسل گیا اور اوسکو نہایت ندامت اور بڑی حسرت ہوئی اور اوسپر موت
کی سختیان لوٹ پڑین اور دنیا کے جاتے رہنے کی حسرتون نے ایذا دی
اور جس عاشق کو اُس سی اُسکی تمنا نملی تو وہ غصہ مین جیا اور رنج لیگیا اور
اُس سی اپنا مطلب نپایا نہ مشقت سی اُسکی نفس نے راحت پائی ایسا شخص دنیا
سی نے توشہ نکلا اور آخرت مین نے سامانی سی آیا تو جو حالت کہ تمکو اسمین

زیادہ خوشی کی ہوا وسمین اُس سی زیادہ خوف کرو اسلئے کہ دنیا دار جب
دنیا سی کسی خوشی پر مطمئن ہوتا ہی تو وہ اُسکو کسی بُرائی مین پھینکدیتی ہے
دنیا کی امید بلا مین ملی ہوئی ہے اور اُسکی بقا یون مقرر ہی کہ انجام کو فنا ہو
اُسکی خوشی غم آمیز ہے اور اُسکی آرزوئین جھوٹی اور توقعین بیکار صفائی
پر کدورت اور عیش تلخ اگر بالفرض ہمارا رب اُسکی حال کی ہمکو خبر نہ دیتا اور
اوسکی کہاوت بیان نہ فرماتا تب بھی یہہ سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو چوکنا کردیتی
اور جس صورتمین کہ خود اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُسکے بارہمین نصیحت کرنیوالا
اور اُس سی جھڑکنے والا آیا ہو تو پھر کیسے تنبیہہ نہوگی نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہ جب سی کہ اُسکو بنایا اوسکی طرف دیکھا اور اُسکی کنجیان
اور خزانے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کئی گئی گو آپکی قدر خدا کے نزدیک
مچھر کے پَر کی برابر بھی کم نہوتی مگر اوسکو قبول فرمانیسے انکار کیا اور بُرا
جانا کہ جس چیز سے خالق نے نفرت کی اُس سی محبت کرین اور جسکو مالک
نے پست کیا ہوا وسکی قدر بڑہاوین اللہ تعالیٰ نے جو اُسکو نیکبختون سے
علیحدہ رکہا تو اونکی امتحان کے لئے اور اپنی دشمنو نپر جو اُسکا پھیلاوا کیا تو
اُنکے مغالطہ مین پڑنیکے لئے تو جو شخص دنیا کے باعث اینٹھا ہی اور اپنے

مما تکلم فیہا فان حبہا
راس کل خطیئۃ واطاعۃ
راس کل حسنۃ وعمل
منہا بالکبائر وعمل
البقاء فیہا ینہی
وما لہا مشغوف بالخزی
فالکل زائل والکائنۃ
مثال الکائنۃ قد یقظت
فاعتبروا یا اولی
واعظ وعبرا مما
وقفان وما
ولقد عرضت
فاخرتہا
الله جل
ان یقبلہا
ان یحب مما
خالقہا
فیظن
وبسطہا
لن الصالحین
ملیء
فزواہا
فرفعہا
وبہا

قادر ہوتا ہی یہہ گمان کرتا ہے کہ اُسکی سبب سی مجھپر اکرام ہوا ہی اور اُس
معاملہ کو بھولجاتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ سی کیا جبکہ آپ نے
اپنی پیٹ پر بھوک کے ماری پتھر باندھا انتہی **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ یہی
مکتوب حضرت حسن بصریؒ کا بنام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے جلد
ثالث احیاء العلوم مین مذمت دنیا کی ذیل مین مذکور ہی مگر وہان چند فقرے
اور بھی مذکور ہین اور کچھہ الفاظ مین فرق ہی جسکو شوق ہو وہان دیکھہ لے
— غرضکہ جو شخص سوا خدا تعالےٰ کے اور کسی سی محبت کرتا ہی تو اوسکو اپنے
محبوب سے گو ملے یا نملے ضرر حاصل ہوتا ہی اسلئے کہ اگر نپاویگا تو نہ ملنے کا عذاب
ہوگا اور جسقدر دلکو لگاؤ اوس سی ہوگا اوسیقدر تکلیف اوٹھاویگا اور اگر پاویگا
تو پہلے ملنے سی جو رنج ہوا ہی اور وقت حاصل ہونیکے جو مشقت اُٹھائی
ہی اور جاتے رہنے کے بعد جو حسرت ہوگی وہ اُس لذت سی بہت زیادہ ہوگی
جو ملنی مین تھے چنانچہ یہہ قطعہ اِس مضمون پر دال ہی ؎ عاشق سی زیادہ
نہین بدبخت زمین پر + گو عشق کو پاتا ہی وہ شکر سی بھی میٹھا + عمر اوسکی
ہر اک حالمین روتے ہی کٹی ہی + یا ہجر رولا دی اُسی یا یار کا ملنا + گر دور ہے
معشوق تو ہی شوق سی گریان + اور وصل مین روتا ہی کہ ہی ہجر کا کھٹکا + القصہ

نہین آنکھہ کو اوسکے ہی کبھی چین + نزدیکی و دور یمین لگا رہتا ہی ٹیکا +

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا اعتماد کرنا مخلوق پر اور اسپر توکل کرنا ایک تو خود اوسکی طرف سے اوسکے نقصان کا سبب ہی دوم اس جہت سی کہ مان لیا کہ مخلوق سی مدد ملیگی رسوا ہوتا ہی سوم بایں جہت کہ تصور اپنی تعریف کا کیا برا کہا جاتا ہی اور یہہ بات جیسی کہ قران اور حدیث سی ثابت ہی ویسی ہی تجربہ اور تلاش سی بھی معلوم ہی اللہ تعالے فرماتا ہے

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ
اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اور دیکا پوجنا کہ وہ ہون انکی مدد دیون نہین ہونگے انکی بندگی سی اور
وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا اور فرمایا وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ
ہو جاوینگے اونکی مخالف ۱۲ اور پکڑی ہین اللہ کی سوا اور حاکم کہ کہ شاید اونکو مدد پونچے
لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ اور فرمایا وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن ظَلَمُوا
نہین سکتے اونکی مدد کرنی اور یہہ اونکی فوج ہو کر پکڑی آوینگے ۱۲ اور ہمنے اون پر ظلم نہین کیا لیکن ظلم کرتے
أَنفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ
اپنی جان پر یہہ کچھہ کام نہ آیا اونکے وہ حاکم جنکو پکارتے تھے اللہ کے سوا کسی چیز مین جب پونچا
أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ اور اسکی سوا اور بہت آیتین ہین اس سی
حکم تیرے رب کا اور نہ بڑہایا اونکو جو تین سوا تباہی کی ۱۲
معلوم ہوا کہ دلکی درستی اور سعادت اور فلاح خدا کی عبادت اور اُس سی مدد چاہنے مین ہی اور اُسکی بدبختی اور ہلاک و حال اور مآل کا نقصان مخلوق کی پرستش اور اُس سی مدد چاہنے مین ہی **ساتوین وجہ** یہہ ہے کہ اللہ تعالے غنی اور کریم اور عزت والا اور مہربان ہی تو وہ اپنی بندہ پر احسان کرتا ہی اور

اُسکی کچھہ پروا نہین رکھتا اوسکی بھلائی چاہتا ہے اور نقصان کو اُس سے
دور کرتا ہی نہ اسوجہ سے کہ بندہ سے کچھہ نفع لے یا نقصان دور کراوے بلکہ
صرف اپنی رحمت اور احسان ہی کے باعث اُسپر احسان کرتا ہی اور کچھہ غرض
نہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے اپنی خلق کو اسلیے نہین پیدا کیا کہ پہلے کم تہا اُنکی بات زیادہ ہوجاوے یا اونکے
سبب سے کسی دولت مین مدد دے ارشاد فرماتا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
اور مینے جو بنائی جن اور آدمی سو
لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
اپنی بندگی کو مین نہین چاہتا ہون اُن سے روزینہ اور نہین چاہتا کہ مجکو کہلاوین اللہ جو ہی وہی ہی روزی
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ اور فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ
دینے والا زور اور مضبوط ۱۲ سزا ہے اللہ کو جسنے نہین کیہی اولاد نہ کوئی نہ اُسکو ہی امنکا ساجھی
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ اور بندی بہ فحوای ارشاد خداوندی
سلطنت مین اور نہ کوئی اوسکا مددگار ذلت کیوقت پر ۱۲
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ایکدوسری پر اپنی حاجت اور حال اور مآل کے
اور اللہ بیپرواہ ہے اور تم محتاج ہو ۱۲ ج
فائدہ کے واسطے احسان کرتے ہین اگر نفع کا خیال نہو تو کوئی بھی دوسرے
پر احسان نکرتے تو حقیقت مین آدمی احسان اپنے نفس ہی پر کرتا ہی اور دوسرے پر احسان
کرنیکو اپنے لیے فائدہ حاصل ہونیکا ذریعہ اور اُس احسان کے اپنے ہی طرف پہنچنے کا
وسیلہ بناتا ہی بانیطور کہ یا توقع عوض کی کرتا ہی یا اوسکی تعریف کرنے اور
مشکور ہونیکا امیدوار ہوتا ہی یا اُس احسانپر خدا تعالی سے ثواب اخروی کی
رجا رکہتا ہی اوس دن مین کہ وہ فقیر اور شدت سے محتاج ہوگا۔ اور اس ارادہ

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إنما يحسن بعضهم الى بعض لحاجته وانتفاعه به عاجلا او آجلا
وهل تصوّر النفع بالاحسان الا لهذه الجهة وسيلة الى الحصول النفع
انما اراد الاحسان لينفعه جزاءه او لتقرب
اليه وشكره او لرجاء الجزاء
من الله تعالى على ذلك
الاحسان في معنى القرض
وحاجته وفقره

مین بندہ پر کچھہ الاہنا نہین اِسلئے کہ بندہ فقیر اور محتاج ہی بلکہ اوسکی احتیاج
اوسکی ذات کے لوازم مین سے ہی تو بندہ کا اپنے نفع کی چیز پر حریص ہونا
اوسکا کمال ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اور
اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا ۱۲
فرمایا وَمَا تُقَدِّمُوْا مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ اے
اور جو تم بھلائی کرو گے وہ پوری (بیجا) پاؤگے تمکو ۱۲
میرے بندو تم نہین پہونچنے کے میرے فائدہ کو کہ میری کام آوے میرے
نقصان کو کہ کچھہ میرا ضرر کرو اے میری بندو یہہ تمہاری کام ہین جنکو مین تمہارے
ہی لئے گن گن رکھتا ہون پس جو شخص اپنے اعمال مین بہتری پاوے وہ خدا تعالے
کا شکر کرے اور جو اعمال خیر کے سوا پاوے وہ ملامت نکرے مگر اپنے آپکو
حاصل یہہ کہ خلق کو تمہارے نفع پہنچانے سے بجز تم ہی فائدہ اُٹھانے کے اور
کچھہ مطلب نہین اور خدا تعالیٰ جو تمکو نفع دیا چاہتا ہی اُس سے کچھہ اوسکا
مطلب نہین علاوہ ازین اوسکا نفع ضرر سے خالص ہی بخلاف خلق کی نفع
کے کہ اوسمین کبھی تمپر ضرر بھی ہو جاتا ہی مثلاً خلق کی منت ہی اُٹھانی پڑے
اِسلئے تمکو سوچ لو کیونکہ اسکو سوچنا اور اسکا لحاظ رکھنا تمکو اس امر کا مانع
ہوگا کہ خلق سے کچھہ توقع کرو یا خدا تعالیٰ کے سوا اُس سے کچھہ معاملہ کرو یا
اُس سے کوئی فائدہ یا نقصان کو دفع کرنا چاہو یا اپنے دلکو اوسمین لگاؤ اور

وهو غير خالص في نفسه فلا يصلح ان يكون مقصودا لذاته
الا لقصد فاعله فقط وهو الله تعالى
بل فقد يترتب عليه ضرر ما
فيصير مقصودا على ما ينفعه كمال
الله تعالى انا احسنتم
احسنتم لانفسكم وقوله
تنفعون الخلق فانفسكم وقوله
وفي الكلام الفعلي فتنفعون
ضري فتضرون فلن تبلغوا
احصيه لكم وقوله يا عبادي انما هي اعمالكم
فمن وجد خيرا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك

فلا يلومن الا نفسه فالخلق لا يقصد
بنفعه لك في الحقيقة الا انتفاعه
بك وقد يتعالى امامه بين نفعك
نفعا لا يجعل اليه منة شيء ونفعه
لك خالص عن المضرة بخلاف نفع
الخلق فانه قد يكون فيه
مضرة عليك وهو يستلزم
منة فتدبر فان ما لاحظه
ذلك وتدبر ممنع ان يجعل
الخلق او تعاملهم من دون
الله او تطلب منهم نفعا او
دفعا او تعلق قلبك بهم

یہہ حال ساری مخلوق کا ہے حتے کہ بیٹے کا باپکے ساتھہ اور بی بی کا خاوند
کے ساتھہ اور غلام کا آقا کے ساتھہ۔ پس نیکبخت وہ ہے جو اُنسے خدا کیواسطے
معاملہ رکھے اونکے واسطے اور اُنکے باب مین خدا تعالی کا خوف کرے
اور اُنسے خوف نکرے اور اُنپر احسان کرنیمین خدا تعالی سے توقع ثواب کی کرے اور اللہ تعالی کے
ہوتے ہوئے اُنکی توقع نکرے اور اُنسے محبت خدا تعالی کی محبت کی وجہ سے کرے نہ یہہ
کہ خدا تعالے کی محبت مین اُنکو شریک کرے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا **آٹھوین وجہ** یہہ ہے کہ
ہم جو تمکو کھلاتے ہین نہ تمسے اللہ کی رضا چاہتے کو نہ تمسے ہم چاہتے ہین بدلہ نہ شکر گذاری
بندہ کو دوسری کی بہتری معلوم نہین ہوتی جبتک وہ خود اُسکو نہ بتادے
اور نہ دوسریکی بہتری کرسکتا ہے جبتک کہ خدا تعالے اوسکو قدرت نہ دے
اِسصورتمین سب معاملہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اور اوسیکے قبضہ مین ہے اور معاملہ
کُل کا کُل اوسیکی طرف آرہتا ہے پس دل کا لگاؤ خدا تعالی کے سوا سے
براہ رجا اور خوف اور توکل اور بندگی کے بڑا نقصان ہے کہ جسمین کچھہ فایدہ
نہین اور جو نفع دوسرے سے ہوتا بھی ہے تو خدا تعالی ہی اوسکو مقدر اور میسر فرماتا
ہے **نویں وجہ** یہہ ہے کہ اکثر لوگ دوسریکے ساتھہ سلوک کرنیسے اپنا مطلب
پورا کرنا چاہا کرتے ہین گو اُس سے دوسریکا نقصان دین اور دنیا مین ہوجاوے

اور خدا تعالے جو بندہ پر ارادہ کرتا ہے تو صرف اوسکے لیے اور
اُسپر احسان جو فرماتا ہے تو خاص اوسکے نفع کے لیے نہ اپنی نفع کیواسطے
اور ضرر کو اُس سے دور کرنا بھی بلا غرض چاہتا ہی تو اسصورتمین تمہاری تو تم
اور بیم و رجا دوسرے کیسے متعلق ہوسکتی ہی حالانکہ تمکو معلوم ہی کہ اگر
تمام مخلوق اِسبات پر متفق ہون کہ تمکو کچھہ نفع پونہچاوین تو نہ پونہچاوینگے
مگر اوسیقدر جو اللہ تعالے نے تمہارے لئے لکھدیا ہی اور اگر سبکے سب
تمکو ضرر دینے پر اکٹھے ہون تو ضرر بھی اوسیقدر دینگے جو اللہ تعالی نے تمپر
لکھدیا ہی خدا تعالی فرماتا ہے قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَ
(تو کہہ ہمکو نہ پونہچیگا مگر وہی جو لکھدیا اللہ نے ہمکو وہی ہے حامی ہمارا)
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ **دوسری وجہ** یہہ ہی کہ ہر جاندار کی سرشت
(اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کرین مسلمان ۱۲)
اِسبات پر ہی کہ کسی چیز کا ارادہ اور قصد کرے اور کسی چیز سے مدد چاہے
اور اوسپر اعتماد کرے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہی یعنی مراد کی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود بالذات مراد ہو دوم وہ کہ غیر کیواسطے ہو یعنی مراد بالذات
کا وسیلہ ہو اور جس چیز سے مدد چاہتا ہے یعنی مددگار اوسکی بھی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود اپنے آپ مددگار ہو ایک وہ کہ مددگار بالذات کا تابع
اور آلہ ہو تو یہان چار باتین ہین مراد بالذات اور مراد بوجہ غیر اور

مراد لنفسہ ومراد لغیرہ
واللہ اولیٰ بالصواب

مددگار بالذات اور مددگار اسجہت سی کہ مددگار بالذات کا تابع ہی
پس ان چارون مین سی اول اور سوم خداوند تعالی ہے یعنی مراد اور
مقصود اور محبوب بالذات اور مددکار بالذات اوسیکی ذات ہی اور جتنی
چیزین اوسکی سوا ہین چاہیئے کہ اُنکی محبت تابع اُسکی محبت کے ہو اور اُن سی
مدد اسوجہ سی لیجاوی کہ وہ آلہ اور ذریعہ خدا تعالی کی مدد کے ہین تو اِس سے
ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی محبت اور استعانت اگر وسیلہ اوسکی محبت اور استعانت
کا نہوگی تو اُسکا ضرر نسبت فائدہ کے زیادہ ہوگا

ساتوان باب

اِس امر مین کہ قران مجید مین دلکی دوائین اور اوسکے سب مرضون کا
علاج موجود ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا
فِي الصُّدُوْرِ اور فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور
(اے لوگو ہمنے تمکو نصیحت تمہارے رب سی اور دلون کی جو بیماری ہے اوسکی شفا اور ایمان والون کو رحمت
(اور ہم اوتارتے ہین قران مین سو وہ جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمانوالونکو)
یہہ اوپر گذر چکا ہے کہ دلکے مرض شبہات اور شہوات کی روگ ہین
اور قران مین وہ کہلی باتین اور پکی دلیلین ہین جو حق کو باطل سی علیحدہ
کردیتی ہین اور جن شبہون سی کہ علم اور تصور اور فہم مین خرابی پڑتی ہے

القلب عالجه من جميع امراضه فقال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وقال وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين وقد تقدم ان امراض القلب هي امراض الشبهات والشهوات وفي القرآن من البينات والبراهين القاطعة ما يميز الحق من الباطل ويزيل مرض الشبهة الفاسدة العلمية والتصور والادراك

اونکا روگ مٹا دیتی ہین ایسی طرح کہ چیزین جون کی تون معلوم ہونے
لگتی ہین اور قران مجید کی مثل کوئی کتاب مین کے پردہ پر نہین جسمین بڑی
بڑی مطالب یعنی توحید و ثبوت صفات اور ثبوت آخرت اور نبوت اور
جھوٹے دینونکے باطل ہونے اور خراب تجویزونکے رد کرنے پر دلیلین اور
آیتین موجود ہون اور قران مجید مین یہہ سب کچھہ موجود ہی ساری کا سارا
ان امور پر اچھی کامل طور سی شامل ہے مگر ان باتونکا سمجھنا قران مجید کے
سمجھنے پر اور اوسکے مقصود کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پس جس شخص
کو خداوند کریم اسکی سمجھہ عنایت فرماتا ہی وہ حق اور باطل کو اپنے دل سے
صاف دیکھہ لیتا ہی جیسے دن اور رات کو دیکھتا ہی اور جان لو کہ قران
مجید کے سوا جو لوگونکی کتابین اور انکی تجویزین اور معقولات ہین جنمین وہ
علوم ہین کہ جنپر اعتماد نہین خواہ جھوٹے توہمات ہین کہ امر حق سی کچھہ بھی انکو
مس نہین خواہ درست باتین ہین مگر دلکو انسی کچھہ فائدہ نہین بلکہ صرف
تجویزین اور تقلیدین ہین خواہ ایسی درست باتین ہین جنکے حاصل کرنیمین بڑی
دقتین اٹھائی ہین اور اونکے ثابت کرنیمین باوجود کم فائدہ کے بہت
گفتگو بڑھائی ہے تو اس قسم کی کتابین وغیرہ ایسی ہین جیسی بلا اونٹ کا

کوشش سخت پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ جگہہ آسان ہی کہ کوئی اوپر چڑہکر
لیوی اور نہ موٹا ہی کہ کوئی نقل بنا وی اور جو کچہہ متکلمین وغیرہم نے لکھا ہی وہ
قران مجید مین بہت صحیح تقریر اور عمدہ تفسیر سی موجود ہی پس اونکی بیان بجز
کلام کی طوالت اور بناوٹ اور دقت کے اور کچہہ نہین جیسا کسی نے
کہا ہی قطعہ حرص آپکی نہوتی تو کبہی دنیا مین + نہ تناظر کوئی لکھتا
علم مناظرہ
نہ معانی نہ کلام + اپنی دانست مین کہولین ہین مصنف عقدی + لیک
تصنیف سی بڑہتی گئی وہ نے انجام + اور جو شخص کہ ان لوگونکی نہایت
رتبہ سے واقف ہی وہ یون کہتا ہی ع قید ہی انجام معقولات کا + کوشش
اکثر عالمونکی ہے ضلال + ہی ہماری روحکو تن سی گریز + حاصل اس
گراہی
دنیا کا ہے ہمکو وبال + عمر بہر کی بحث سی بس یہہ ملا + لکہہ لیا ہمنے
جو تہا کچہہ قیل و قال + ہمنے جو علم کلام کے طریقون اور حکمت کے
دستورونکو دیکہا تو ایسا نپایا جس سی کوئی روگ اچہا ہو یا پیاس بجہے
ہان طریقہ قران مجید کا نہایت قریب راہ ہی چنانچہ اثبات مین ان دونو
آیتون کو پڑہے الرحمن علی العرش استوی اور الیہ یصعد الکلم الطیب
وہ بڑی تہہ والا تخت کہ اوپر قائم ہوا اور اوسی کیطرف چڑہتا ہی کلام پاکیزہ
اور نفی مین ان دو کو پڑہے لیس کمثلہ شیء اور ولا یحیطون بہ علما
نہین اسکی طرح کا کوئی بہہ خیال مین نہین لاتی اوسکو

ھو الکاشف لہم بفضلہ عن نہایۃ اقدامہم فی العقول عقال + والکاشف لہم بحقہ عن جہۃ
وارواحہم فی وثاق + ولم ینتفعوا من علومہم بما انتہی الیہ علمہم + وحاصل
دنیا انہ اذی وقیل وقال + وقد تحیرت فیہ قیول الفلسفیۃ فضلا عن غیرہا
الکلابیۃ وامثالہم + ولقد تاملت الطرق
تشفی علیلا او تروی غلیلا و
رایت اقرب الطرق لطرق القرآن
وقرأت فی اثبات الرحمن علی
الرحمن استوی الیہ یصعد
الکلم الطیب وقرأت فی النفی
لیس کمثلہ شیء ولا یحیطون بہ علما

اور قران مجید جو شہوتون کے روگ سی شفا دیتا ہی تو اوسکی وجہ
یہہ ہے کہ اُسمین حکمت اور عمدہ نصیحت رغبت اور خوف دلانیکے ساتھہ
اور دنیا مین زہد کرنا اور آخرت کی خواہش کرنی اور کہاوتین اور قصے
جنمین طرح طرحکی عبرتین اور سوجھہ ہین موجود ہین غرضکہ قران مجید اُن
امراض کو دور کرتا ہے جو موجب فاسد ارادونکے ہوتے ہین پس
قران مجید سی آدمی کا ارادہ درست ہوکر اپنی اصل پیدائش کیطرف
پہر آتا ہی جسپر کہ خدا تعالے نے اسکو پیدا فرمایا ہی اسکے بعد اوسکے
افعال درست ہوجاتے ہین جیسا بدن صحت اور تندرستی کے بعد اپنی
حالت طبیعی پر ہوجاتا ہی اسکے بعد دل سوا امر حق کے اور کسی چیز کو نہین
مانتا جیسے لڑکا بجز دودھہ کے اور کسی شی کو قبول نہین کرتا
جون طفل نہین مانتا وہ حق کے سوا کو + اور اوسکی ملامت گراب آرام
سے بیٹھے + اسحالت مین دل ایمان اور قران سی وہی غذا حاصل کرتا ہی
جو اوسکو پاک کرہی اور قوت و مدد دے اور فرحت و سرور بخشی جسطرح کہ بدن
اپنی بڑہانیوالی اور قوت دینے والی چیز سی غذا حاصل کیا کرتا ہی اور جو چیز
دل اور بدن مین ہی وہ اسباکی محتاج ہی کہ ترقی کرکے بڑہے اور زیادہ ہو

وَهُمَا شِفَاءٌ لِمَرَضِ الشَّهَوَاتِ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيهِ مِنَ الْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
بِالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ
فِي الْآخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَالتَّرْغِيبِ
بِالْقَصَصِ وَالْأَمْثَالِ وَ
الْعِبَرِ وَالْأَمْرَاضِ الَّتِي تَعْرِضُ لِلْإِرَادَاتِ
الْفَاسِدَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ عَلَيْهَا فَصَلَاحُ
الْإِرَادَةِ
فَصَلَاحُ الْإِرَادَةِ
بِصِحَّةِ وَصَلَاحُهَا إِلَى الْحَالِ
الطَّبِيعِيَّةِ فَيَصِيرُ يُحِبُّ
الْحَقَّ لَا يَقْبَلُ
الطِّفْلُ لَا يَقْبَلُ إِلَّا اللَّبَنَ
وَفَاسِدُ الْغِذَاءِ
لَيْسَ يَقْبَلُ شَيْئًا
أَشَدَّ احْتِيَاجًا إِلَى
الْقَلْبِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْقُرْآنِ
وَيَقْوَى وَيَتَزَايَدُ وَيَفْرَحُ وَيُسَرُّ كَمَا
يَحْتَاجُ الْبَدَنُ إِلَى الْغِذَاءِ
مَا فِي الْقَلْبِ أَلْبَدَنُ
إِلَى أَنْ يَتَرَقَّى فَيَنْمُو وَيَزِيدُ

یہانتک کہ درست ہو جاوی اور ازانجاکہ دلکی زندگی اور آسایش بدون
اوسکی زکوۃ اور طہارت کی ممکن نہین اِسلئے ہمکو اُسکا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا

اٹھوان باب

دل کی زکوۃ مین

دلکی زکوۃ کے معنی لغت کی رو سے درستی مین زیادتی و ترقی کی ہین کہتے ہین
زکی الشی جب چیز بڑھجاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ
لی اونکے مال سے تو لے
صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا اِس آیت مین دونو باتین طہارت اور زکوۃ
زکات کر اونکو پاک کرے اسسے اور بڑہا دے
جمع فرمائین اسواسطے کہ دونو ایکدوسرے کے ساتھہ رہتی ہین کیونکہ بُرائیون
اور گناہونکی ناپاکی دلمین ایسی ہے جیسے نکمی اخلاط بدنمین یا گہاس کھیتی مین
یا میل سونے چاندی وغیرہ مین تو جیسے بدن بُری خلطونسے جب خالی ہوجاتا ہے
تو قوت طبیعی صاف ہوجاتی ہے اور ارام پاکر نئے رونگٹے اپنا کام کرنے لگتی
ہے اور بدن بڑہنا شروع کرتا ہے اسیطرح جب دل توبہ کے باعث گناہون سے
صاف ہوتا ہے اور گناہ کی ملاوسے خالص بنجاتا ہے تو دل کا ارادہ اُن کشاکش
اور خرابیون سے علیحدہ ہوکر محض خیر کے لئے ہو جاتا ہے اور دل بڑہتا ہے
اور زور پکڑتا ہے اور اپنے تخت سلطنت پر بیٹھکر اپنی رعیت مین حکم جاری کرتا ہے

وبمنزلة الملك في الزرع واخبث فالزرع والبدن اذا
والفضة وغيرها فكما ان البدن اذا
استقر عن الاخلاط الرديئة فاستعد لقبول
الطبيعية منها فاستحق عندها
بالمعروف ولامانه في البدن فكذلك
القلب اذا اخلص من
الذنوب بالتوبة فصفا
ارادة القلب بالخير من تلك
ربحت تجارة المؤمن الذي
وفعاى واسمن عليه من
ملكه وتوفر حكمه ورعيته

اُسوقت رعیت اُسکا حکم سُنتی اور مانتی ہے غرضکہ دلکی زکوۃ کی
کوئی سبیل بدون اُسکی طہارت کے نہین اللہ تعالے فرماتا ہے
قُل لِّلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِہِم وَیَحفَظُوا فُرُوجَہُم ذٰلِکَ اَزکٰی لَہُم اِنَّ اللّٰہَ
کہدو ایمان والونکو نیچی رکھین اپنی آنکھین اور تھامے رہین اپنی شرمگاہین جو بہتر ہے اُنکی اللہ
خَبِیرٌ بِمَا یَصنَعُونَ اِس آیت مین زکوۃ کو موقوف آنکھہ کے بند کرنے اور
شرمگاہ کے نگاہ رکھنے پر فرمایا اور یہین وجہ محارم سی آنکھہ نیچی رکھنا
موجب تین بڑی فائدونکا ہی اول ایمان کی حلاوت اور اوسکی وہ لذت
کہ جس چیز سے اپنی آنکھہ پھیر لی ہے اور اُسکو خدا کے لئی چھوڑ دیا ہی
اوسکی نسبت کرزیادہ مزہ دار ہی اِسلئی کہ جو شخص کسی چیز کو خدا تعالی کے
لئی چھوڑتا ہی اللہ تعالے اوسکے عوض مین اُسکو بہتر عنایت فرمایا کرتا ہی
اور نفس اچھی صورتونکے دیکھنے پر مرتا ہے اور آنکھہ دلکی لئی اگوا ہی دل
اوسکو دیکھنے لئی بھیجتا ہی پس جب خوبصورت چیز کی خبر دلکو دیتی ہے تو
دلمین حرکت اور اشتیاق پیدا ہوتا ہی اور اگر آنکھہ کھلنے سی باز رہی تو دل
آرام سی رہی اور طلب کی مشقت نہ اُٹھاوی اِس سی معلوم ہوا کہ جو شخص
اپنی نگاہ کو مطلق العنان رکھتا ہی وہ ہمیشہ حسرتین کرتا ہی اور دیکھنی
سی محبت اور دل کا لگاؤ پیدا ہوتا ہے پھر زور پاکر یہی علاقہ میلان بنجاتا ہی

فصمت له واطاعت
فالسبیل الی ازکائهم
بعد طهارته قال تعالی
قل للمؤمنین یغضوا
ابصارهم ویحفظوا فروجهم
ذلک ازکی لهم ان الله
خبیر بما یصنعون
ازکی لهم ای اطهر
وانما جمع الابصار
وافرد الفروج
لان الفروج
لا یطلع علیها
الا بالابصار
فقصیر
بالقلب ثم یقوی
بعد الحجبة والعلاقة
دامت حسرته والنظر
الطلب فمن اطلق
القلب من
عن الکف شقی
فاستراح

من ترک شیئا لله عوضه الله خیرا منه
والنفس مولعة بالنظر الی الجمیل من
الصور والعین رائد القلب فیبعثه
لینظر فاذا اخبر بحسن المنظور تحرک
واشتاق الیه فاذا کف الرائد

یعنی دل ہمہ تن اُس چیز کیطرف جھکا پڑتا ہی پہر اور قوت پکڑکر غرام یعنی
اشفتگی ہو جاتی ہی جو ہر وقت دلکے ساتھ رہتی ہی جیسی غریم یعنی قرضخواہ
قرضدار کے ساتھ رہتا ہی پہر اور زور پکڑکر عشق ہو جاتا ہی جو حد سے
زیادہ محبت کا نام ہی پہر اور غلبہ پاکر تیتیم یعنی بندگی کی درجہ کو پونہچ جاتا ہے اسطرح کہ دل محبوب
چیز کا بندہ ہو جاتا ہی اور یہہ سب خرابیان گاہ ہی ہوئین اسصورتمین دل
پہلے تو بادشاہ تھا اب گرفتار ہو جاتا ہی اور پہلے چھوٹا ہوا تہا اب محبوس
ہو جاتا ہی اور آنکھہ سے شکایت ظلم کی کرتا ہی اور آنکہہ کہتی ہے کہ مجکو یہی
بہیجا تہا ع ای باد صبا اینہمہ آوردہ تست + اور ان امورمین ہی دل
پھنستے ہین جو خدا تعالی کی محبت اور اخلاص سے خالی ہون اسلیے کہ دل کے
لئے کوئی نہ کوئی محبوب ضرور ہی تو جسکا محبوب خدا یکتا نہوگا اوسکا دل ضرور
ہی کہ دام محبت غیر اللہ مین پہنسے ورنہ اللہ تعالی کی محبت کی ہوتے ہوئے
غیر کی محبت دلکے گرد نہین پھٹکتی اللہ تعالی فرماتا ہے کذلک لنصرف عنہ
یون ہی ہوا اسوا اسطرکہ
السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین **دوسرا فائدہ** دلکی روشنی
ہٹا دین اوس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہمارے چنیدہ بندہ نہین ۱۲
اور دانائی کا درست ہونا ہی۔ ابو شجاع کرمانی کہتے ہین کہ جو شخص اپنے ظاہر کو
اتباع سنت اور باطن کو ہمیشہ مراقبہ رکھنے سے آباد کریگا اور اپنے نفس کو

الفائدۃ الثانیۃ صحۃ الفراسۃ
قال ابو شجاع الکرمانی من
عمر ظاہرہ بالاتباع وباطنہ
بالمراقبۃ وکف نفسہ

شہوات سے روکے اور اپنی آنکھہ حرام چیزونسے نیچی کریگا اور خدا کے
حلال کا عادی ہو تو اُسکی سمجھہ کبھی غلطی نکریگی اللہ تعالی نے اول مومنون
کو حکم نگاہ کے تلے رکھنے اور سترکے رکھنے کا فرمایا بعدہٗ ارشاد
فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسکا بھید یہہ ہے کہ بدلا عمل کی جنس
اللہ ہے روشنی آسمانون اور زمین کی ۱۲
سے ہوا کرتا ہے تو جو شخص اپنی آنکھہ کو نیچی رکھیگا اللہ تعالی اوسکے عوض مین
ویسی ہی چیز اُس سے بہتر عنایت فرماویگا مثلاً اگر اوسنے اپنی آنکھہ کا
نور حرام چیزون پر نجانے دیا تو اللہ تعالی نے اُسکے عوض مین اُسکا
نور باطن چھوڑ دیا تو اوسکو وہ چیزین معلوم ہونے لگین جو نگاہ کی چھوڑنے
والے اور آنکھہ کو تلے نرکھنے والیکو نہین سوجھتین حاصل یہہ کہ دل مثل
آئینہ کے ہے اور ہوای نفسانی اُسکی لئے بمنزلہ زنگ کے ہے جسکے باعث
حقیقتو نکی صورتین اوسمین منقش نہین ہوتین **تیسرا فائدہ** دل کا زور
پکڑنا اور ثابت اور جما ہوا رہنا تو اللہ تعالی دلکو اوسکی قوت کی باعث
فتح کا غلبہ عنایت فرماتا ہے جیسے نور کے سبب سے حجت کا مرحمت کرتا ہے تو آپ
دونو غلبے اللہ تعالے جمع کردیتا ہے اور اِسیواسطے اثر مین آیا ہے کہ جو
شخص اپنی خواہش کی خلاف کرتا ہے تو شیطان اوسکی سایہ سے بھاگتا ہے

عن الشہوات وغض بصرہ
عن النظر الحرام واعتاد اکل
الحلال لم یخطر لہ فراسۃ
فان اللہ عز وجل یعطیہ بنور
بصیرتہ وحفظ
وفی الاثر ومن ترک شیئا
من جنس العمل فمن جنسہ ما ھو
خیر منہ وفی الحدیث عن ابی امامۃ
ما اطلق احد بصرہ
الا نفع بصیرۃ فرای ما لم
یر
۱۰
من اطلق بصرہ ولم یغضہ
اکثر الفکر
والھوی
فانہ یطلب من الاشیاء ما لا
یلیق
فانہ یورث القساوۃ فی القلب
وضعف البصیرۃ
فمن ترک شیئا
لله عوضه الله خيرا منه
فمن ترک شیئا
لله عوضه الله خيرا منه
فمن ترک شیئا
لله عوضه الله خيرا منه

اسیطرح جو شخص اپنی خواہش کا پیرو ہوا وسمین نفس کی ذلت اور مغلوب ہونا وہ ہوتا ہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانوں کے لئے مقرر فرمایا ہے اس سی معلوم ہوا کہ عزت اوسی شخص کو ہی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کری اور ذلت اور رسوائی اوسکو ہی جو اوسکی نافرمانی کری چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا۔ بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ لوگ بادشاہونکے دروازی پر عزت ڈہونڈہتی ہین مگر عزت اونکو صرف خدا تعالیٰ کی طاعت ہی مین ملیگی۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ گو گنہگارونکے گہوڑونکی قدم بھی اچھی ہون اور خچر بھی اونکے نیچی کٹھا کھٹ چلتے ہون مگر گنا ہونکی ذلت اُنکی دلمین ہی خدا تعالیٰ اپنے نافرمان کی رسوائی کے سوا اور کچھہ نہین مانتا۔ اور دعاء قنوت مین ہی کہ الٰہی جسکا تو والی ہو وہ رسوا نہین ہوتا اور جسسی تو دشمنی کری وہ عزت نہین پاتا ؛

اب اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کا ترقی کرنا اوسکی طہارت پر منحصر ہی جیسے بدن کی زیادتی بدون نکمی خلطونکے نکالے نہین ہوا کرتی اللہ تعالیٰ بعد حرام کرنے زنا اور تہمت اور فاحشہ کے

نکاح کے فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ
کبھی نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اسکی مہربانی سنورتا تم مین ایک شخص کبھی ولیکن
اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یہہ آیت اِسبات پر دال ہی کہ تزکیہ
اللہ سنوارتا ہی جسکو چاہی اور اللہ سب سنتا جانتا ہے ۱۲
یعنی دلکا بڑہنا حرام سی بچنے سے ہوتا ہی اور گہر والونسی اجازت لینے کے باب
مین فرمایا وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ہُوَ اَزْکٰی لَکُمْ
اور اگر کوئی تمکو کہی کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسمین خوب ستھرائی ہی تمہاری

نوان باب

دل کے پاک کرنے مین اُسکی میل کچیل سے

ہرچند یہہ باب اوپر کے بیانمین داخل ہے مگر یہان صرف اِسلیے علیحدہ
لکہا گیا کہ دلکی طہارت کے معنی بیان کیے جاوین اللہ تعالے فرماتا ہی
یٰٓاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ اور فرماتا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ
اے لحاف مین لپٹی کپڑا اوڑہنے والے اٹہہ اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکہہ ۱۲ وہی لوگ ہین جنکو
لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ اور اکثر مفسر متفق ہین اِسپر کہ پہلی آیت مین
اللہ نے چاہا کہ دل پاک کرے ۱۲
ثیاب سی مراد دل اور طہارت سی غرض اعمال اور عادتونکی اصلاح ہے
واحدی کا قول ہی کہ ثیابک فطہر کے معنونمین مفسرونکو اختلاف ہی
عطا کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سی ہی اُس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گناہون
سی اور اُن امور سی جو حالت کفر مین جائز سمجہتے تھے پاک کرنا مراد ہی اور
یہی قول مجاہدؒ کا ہے ان دونو کے قول کی غرض یہہ ہوی کہ اپنے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ
اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ عَلٰی اَنَّ التَّزْکِیَۃَ
فِی الْاٰیَتَیْنِ بِاجْتِنَابِ مَا مُنِعُوْا عَنْہُ وَقَالَ
وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ہُوَ اَزْکٰی لَکُمْ
فِیْ ظَہَارَۃِ الْبَابِ مِنْ اَدْنَاسِہٖ وَقَالَ خَلِّ

باب ۹

بَابُ الدَّلِّ الْکَبِیْرِ مَعْنٰی طَہَارَۃِ الْقَلْبِ قَالَ
تَعَالٰی یٰٓاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ
وَقَالَ تَعَالٰی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ وَیَجُوْزُ الْمُفَسِّرُوْنَ
عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِالثِّیَابِ ہُنَا الْقَلْبُ وَالْمُرَادُ بِالطَّہَارَۃِ
اَصْلَاحُ الْاَعْمَالِ وَالْاِخْلَاصُ
قَالَ الْوَاحِدِیُّ اخْتَلَفُوْا فِیْ مَعْنَاہُ فَرُوِیَ عَنْ عَطَاءٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یَعْنِیْ اِنَّ
الْاِثْمَ وَمَا کَانَتْ بِہٖ الْعَرَبُ
بَخِیْنَۃً وَقَدْ قِیْلَ بِخِلَافِ ذٰلِکَ

نفسک فطهر من الذنب ومثله عن الشعبی وابراهیم والضحاک والثیاب کنایة عن النفس قال الشماخ ؎ وانی بحمد الله لا ثوب غادر ولا ناهض فی غیر دین رموها بثوب فارغ ؎ یعنی الزکایا لم یلزم وقال کما شبها الا الفتی واللمة الاحم ؎ عنترة ؎ فشککت بالرمح جیب قمیصه فبدت لی عرصاته وبناته ؎ لیس الکریم علی القنا بمحرم ؎ یعنی نفسه وقال فی روایة الکلبی لا تغدر ولا تلبس ثوبک علی معصیة ؎ فتکون غادرا دنس الثیاب وقال الاعلم فجئت روی ذلک عن ابن عباس وانجد الله ثیابک ؎ لغة بعض العرب وقال بعضهم انقه ؎ وقال بعضهم لبست وامین حسن الثیاب ؎ وقال بعضهم لبست وعملت فاصلحت وقال السدی یقال للرجل اذا کان صالحا انه لطاهر الثیاب واذا کان فاجرا انه لخبیث الثیاب ؎ ثیابک فاقصر ؎ الغادر الفاجر ؎ دنس الثیاب ؎ وثیابک فطهر ؎ الثوب فی هذا البیت النفس ؎ وقال ابن عباس وثیابک فطهر ؎ یعنی نفسک ؎ وقال امرء القیس ثیابی بنی عوف طهارة نقیة ؎

نفس کو گناہ سے پاک کر اور ایسا ہی کچھ شعبی اور ابراہیم اور ضحاک سے مروی ہے اور عرب والے لفظ ثیاب کو کنایۃً نفس پر بولا کرتے ہیں چنانچہ شماخ اور عنترہ کے اشعار میں جو متن میں مذکور ہیں یہہ امر موجود ہے اور کلبی کی روایت میں اس آیت کے یہہ معنی کہے ہیں کہ بیوفائی نکر ورنہ تو بیوفا میلے کپڑوں والا ہو جاویگا اور حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ اسکے یہہ معنی ہیں کہ گناہ اور بدکاری پر اپنے کپڑے مت پہن اور عکرمہؓ نے اسکو حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اپنی حجت کے لئے کسی شاعر کا شعر نقل کیا ہے اور ابو رزین نے اس آیت کے یہہ معنی کہے ہیں کہ اپنے عمل کو درست کر اور سدی نے کہا ہے کہ جب کوئی آدمی نیکبخت ہوتا ہے تو اسکو عرب والے طاہر الثیاب یعنی پاک کپڑوں والا بولا کرتے ہیں اور جب بدکار ہوتا ہے تو خبیث الثیاب یعنی ناپاک کپڑوں والا کہا کرتے ہیں (جیسے فارسی میں اول کو پاکدامن اور دوسری کو تردامن کہتے ہیں) جسطرح کہ بیوفا اور بدکار کا وصف کپڑے کے میل سے اور نیکبخت کا وصف کپڑے کی پاکی سے کرتے ہیں چنانچہ امرء القیس شاعر کا مصرع ہے ع ثیابی بنی عوف طہارۃ نقیۃ

اِس سے مراد اوسکی یہی ہے کہ بنی عوف کے لوگ بیوفا نہین اور
حضرت حسنؒ اس آیت کی معنی یہہ فرماتے ہین کہ اپنی خلق کو اچھا کر
اور یہی قول قرطبی کا ہی اور عوفی ابن عباسؓ سے راوی ہین کہ اسکے یہہ معنی
ہین کہ جو کپڑے تو پہنتا ہی وہ حرام کمائی سے نہونی چاہئین اور سعید بن
جبیر فرماتے ہین کہ اس سے یہہ مراد ہی کہ اپنی نیت کو پاک کر اور بعض مفسر
صرف ظاہر کے معنونکو لیتے ہین یعنی آیت مین حکم کپڑونکے پاک کرنیکا
نجاست سے ہی کہ جسکے ہونے سے نماز نہین ہوتی اور یہی قول ابن سیرین
اور ابن زید کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ غرض چھوٹا کرنے سے ہی اسلئے کہ کپڑونکو
چھوٹا کرنا نجاست سے دور تر ہی اور آیت سے یہہ سب معنی بطریق اشارہ
اور ازوم کے نکل سکتے ہین اِسلئے کہ اگر حکم دلکی پاکی کا ہی تو کپڑے کی پاکی
اور اسکا وجہ حلال سے ہونا دلکی طہارت کی تحمیل ہی اسواسطے کہ لباس کی
نجاست سے دلکی ایک ناپاک صورت بنجاتی ہی اور اسیوجہ سے پہننا چیتون
اور درندونکی کہال کا آنحضرتؐ نے ناجائز فرمایا کیونکہ دل صورت ان
حیوانات کی حاصل کرتا ہی اسلئے کہ ظاہر کا تعلق باطن مین اثر کر جاتا ہی ہی
دوسری آیت اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ الخ بعد اس آیت کے
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے چنا ہا کہ دل پاک کرے

سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ
جاسوسی کرتے ہین جھوٹ بولنیکو اور جاسوس ہین دوسری جماعت کیواسطے جو تجھ تک نہین آئی ہے اسلوب کرتی ہین بات کو
اِسبات پر دلیل ہے کہ دلونمین سچی جو نا پاک ہوتا ہی اُسپر اگر باطل پیش ہو
تو اُسکو پسند کرتا ہی اور مان لیتا ہی پھر اگر امر حق اوسکے خلاف پر آتا ہی
تو اگر اُس سچی بن سکتا ہی تو حق کو رد کر دیتا ہی اور جُھٹلاتا ہی ورنہ معنی بدلکر
اور سچی اور کر دیتا ہی اور اگر وہ دل پاک ہوتے تو کلام خدا کی عوض مین
باطل کو نہ لیتے اور آیت اِسباتکی بھی دلیل ہی کہ جو شخص اپنے دلکو پاک نکریگا اوسکو
ضرور ہے کہ دنیا مین سوائی اور آخرت مین عذاب ہو اور اسلیئے خدا تعالے
نے جنت کو اُس شخص پر حرام فرمایا کہ جسکے دلمین نجاست اور میل ہو اور
وہ جنت مین نجاویگا جبتک کہ پاک و صاف نہوے اِسلیئے کہ جنت تو پاک لوگونکا
مقام ہی اور یہین جہت اونسے کہا جاویگا طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ اور
تم لوگ پاکیزہ ہو سو پیٹھو اسمین سدا رہنیکو ۱۲
موت کیوقت خبر خوش بھی اُنہین لوگونسے مخصوص ہوئی اور اونسے نہوئی
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ
جنکی جان لیتے ہین فرشتے اچھی حالت مین کہتے ہین اونکو
سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ پس جو شخص دنیا مین ستھرا
سلامتی ہی تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اوسکا جو تم کرتے تھے ۱۲
رہیگا اور خدا تعالے سے صاف و شستہ ملیگا وہ جنت مین بیدھڑک
روک ٹوک کے چلا جاویگا اور جو شخص دنیا مین پاک نہوگا تو اگر اوسکی

نجاست ذاتی ہوگی جیسے کافر تو وہ کسی صورت سی جنت مین داخل نہوگا
اور اگر اُسکی نجاست عارضی اور عمل کے باعث سی ہوگی تو بعد اِس
نجاست کے پاک ہوجانیکے جنت مین جاویگا یہانتک کہ اہل ایمان جب
پل صراط سی اوترینگے تو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دی جاوینگے کہ
جو کچھہ اُنپر میل کچیل رہگیا ہو اُس سی پاک و صاف ہوجاوین پھر اُنکو اجازت
جنت مین داخل ہونے کی ملیگی اور اِسیوجہ سی نماز مین طہارت مشروع
ہوئی کیونکہ نماز مین بھی خدا تعالیٰ کے حضور مین داخل ہونا ہی اور وضو
کرنیکے بعد وضو والیکو یہہ کہنا مشروع ہوا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ
التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اِس دعا کا حاصل یہہ کہ دلکی طہارت توبہ
سی ہوجاوی اور بدن کی طہارت پانی سی اور یہہ دونو پاکیان جب
اکٹھی ہوجائین تب لیاقت خدا تعالیٰ کے حضور مین جانے اور اُسکے
سامنے کھڑا ہوکر راز و نیاز کرنیکے ہو اور مینے شیخ الاسلام سی پوچھا کہ حدیث
شریف مین جو وارد ہی کہ الٰہی مجکو میری خطاؤنسے پاک کردی پانی اور
برف اور اولے سی اور ایک روایت مین ٹھنڈی پانی سی وارد ہی تو اسمین

وضو

فرض ہونا اور شروع للصلوٰۃ کے فضیلت اور ثواب اور نفل وضو کے فضیلت
فرض وضو کے بیان مین اور اسکے فرائض اور سنن اور مستحبات اور مکروہات
اور مفسدات کے اور اسکے متعلق مسائل کے

سرد کی خصوصیت سی کیا فائدہ ہے حالانکہ گرم پانی صاف کرنیمین
زیادہ تاثیر رکھتا ہی تو اونہون نے فرمایا کہ خطاؤنسے دلمین گرمی
اور ناپاکی اور سستی ہو جاتی ہے تو دل ڈہیلا ہو جاتا ہے اور اسمین
آتش شہوت بہڑکتی ہی اور اُسکو ناپاک کردیتی ہی اور پانی میل کو دہوتا
ہی اور آگ کو بجہا دیتا ہی پس اگر ٹھنڈا ہوتا ہے تو جسم مین سختی اور قوت
بھی پیدا کرتا ہی اور اگر اوسکے ساتھہ برف بھی ہو تو سردیمین اور جسم
کے سخت کرنے مین قوی تر ہوگا تو اِسیوجہ سی خطاؤنکے اثر کو زیادہ
تر کھودیگا **فصل** اور خداوند کریم نے شرک اور زنا اور اغلام کو
اپنی کتاب مین نجاست اور میل سی نامزد فرمایا ہی اور گناہونکو نہین فرمایا
گو نجاست اور میل اور دونمین بھی پایا جاتا ہی شرک کے بابمین فرمایا
کہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ اور اغلام کے بابمین فرمایا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ
مشرک جو من سو پلید ہین ۱۲ اور بچا لیتھا لاوسکو اوس
الْقَرْيَةِ الَّتِيْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ اور زنا کے بابمین فرمایا اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
شہر سی جو کرتے تھے کن ہی کام ۱۲ گندیان ہین گندیان کی واسطے
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ اور کبھی روح اور دل پر میل اور نجاست اِسقدر
اور گندی واسطے گندیان کے ۱۲
بڑہجاتی ہے کہ زندہ دل والا اوس روح اور دلمین سی بدبو سونگہتا ہی
اور اُس سی ایسی ہی تکلیف اُٹہاتا ہی جیسی ظاہری بدبو سی اُٹہاتا ہی

اور یہہ بات اکثر پسینے مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسکے پسینے مین سے
سڑی بدبو زندہ دلکو آتی ہے اِسلیے کہ دل اور روح کی سُراہند
ظاہر بدن کی نسبت کر باطن سی بہت ملی ہے اور پسینا اندر ہی بہا کرتا ہی
اور اِسیوجہ سی جو شخص نیکبخت ہوتا ہی اُسکے پسینے کو دیکھتے ہو کہ خوشبو ہوتا
ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پسینا سب لوگونسے زیادہ
خوشبودار تھا حضرت ام سلیمؓ آپکا عرق جمع کرتی تہین آپ نے اُنسے
اُسکا حال دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کیا کہ وہ سب خوشبوون
سی زیادہ خوشبودار ہی غرضکہ نفس نجس اور خبیث کی نجاست وخباثت
اِتنی قوی ہو جاتی ہے کہ جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے اور نفس پاک
اوسکے برعکس ہی اور جب ان دونو نفسونمین سی ہر ایک اپنی بدنسے
علیحدہ ہوتا ہی تو نفس پاک مین سی تو ایسی عمدہ خوشبو آتی ہی جیسی تمام
زمین کی عمدہ مشک مین سی آتی ہو اور نفس خبیث مین سی بدبو ایسی پائی
جاتی ہی جیسی زمین پر سب سی زیادہ بدبودار مُردار مین سی آتی ہو —
اور ازانجاکہ شرک سب ظلمونسی بڑھکر اور سب بُری چیزون سی بدتر ہے
اِسلیئے خدا تعالی کے نزدیک سب چیزونسے زیادہ بُرا اور نفرت مین

وَيَظْهَرُ ذٰلِكَ كَثِيرًا فِي عَرَقِ مَنْ يَجِبُ لَهُ الْعَرَقُ وَالنَّتْنُ فَإِنَّ نَتْنَ الْقَلْبِ وَالرُّوحِ يَتَّصِلُ بِالْبَاطِنِ أَكْثَرَ مِنَ اتِّصَالِهِ بِالظَّاهِرِ وَالْعَرَقُ يَفِيضُ مِنَ الْبَاطِنِ

وَلِذَا يَجِدُ الْعَرَقَ وَطِيبَ الْعَرَقِ مَنْ يَجِدُ رِيحَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَ أَطْيَبَ النَّاسِ عَرَقًا كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ تَلْتَقِطُهُ وَهِيَ نَائِمَةٌ فَتَجْعَلُهُ فِي قَارُورَةٍ وَتَجْمَعُهُ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ

فَالنَّفْسُ الْخَبِيثَةُ الْخَبِيثَةُ تَفُوحُ مِنْهَا رَائِحَةُ الْخُبْثِ وَالنَّفْسُ الطَّيِّبَةُ تَفُوحُ مِنْهَا رَائِحَةُ الطِّيبِ

وَإِذَا كَانَ كُلُّ مِنْهُمَا يَتَمَيَّزُ عَنِ الْبَدَنِ وَيَظْهَرُ عَلَى الْبَدَنِ كَطِيبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وَجِيفَةِ مَيْتَةٍ مُنْتِنَةٍ فَإِنَّ الْأَرْضَ وَمَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَمَا كَانَ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ كُلُّ ذٰلِكَ

كَانَ بَيْنَ نَفْحَةِ مِسْكٍ وَجِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ وَمَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَمَا كَانَ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ كُلُّ ذٰلِكَ

أَفْحَشُ الْقَبَائِحِ وَكَانَ أَبْغَضَ الْأَشْيَاءِ إِلَى اللّٰهِ وَأَشَدَّهَا

سخت ترہے اور اُسپر دنیا و آخرت کے وہ عذاب مقرر فرمائی ہین
جو اوسکے سوا اور کسی گناہ پر نہین فرمائی اور خبر دی کہ ہم مشرک کی
مغفرت نکرینگے اور یہہ کہ اہل شرک ناپاک ہین اور اُنکو اپنے حرم محترم کے
پاس آنے سے منع فرمایا اور اونکے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور اور
انسے آپسمین نکاح کرنا حرام فرمایا اور انمین اور مسلمانونمین دوستی
کو منقطع کر دیا اور اُنکو اپنا اور اپنے فرشتونکا دشمن فرمایا اور اہل توحید
کو لئے اُنکے مال اور زن و فرزند مباح کئے کہ انکو غلام بنالین اور اُسکی وجہ
یہہ ہے کہ شرک حقیقت مین پروردگار ہونیکے حق کو توڑتا ہے اور معبود
ہونیکی عظمت گھٹاتا ہے اور رب العلمین سے بدگمانی پیدا کرتا ہے اللہ تعالی
فرماتا ہے وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ
اور تا عذاب کرے دغا باز مردونکو اور عورتونکو اور شرک والے مردونکو اور عورتونکو جو
الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ
اللہ پر بری اٹکلین اونہین پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ اونپر اور اونکو پھٹکارا
أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور شرکین کا حال خداوند پاک نے تین
اور کہی اُنکے لئے دوزخ اور بری جگہہ پہنچنی ۱۲
جگہہ اپنی کتاب مین اسطرح فرمایا کہ مشرکون نے خدا تعالی کو اُتنا
نہ سمجھا جو حق اُسکے سمجھنے کا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کا شریک اور
برابر ٹھہراتا ہو اور اُس سے محبت اور خوف و رجا رکھتا ہو اور اُسکے لئے

حق مرتبہ عبادیہ و نفوس عظمت
و ہیبت و سوء ظن بر رب العالمین
قال تعالی ویعذب المنافقین والمنافقات
والمشرکین والمشرکات الظانین باللہ ظن
السوء علیہم دائرۃ السوء وغضب اللہ
علیہم ولعنہم واعد لہم جہنم
وساءت مصیرا و اخبر عنہم
بسبئہ ونقائصہم ما فاقہ
حق قدرہ وثلثہ موضعہ من
کتابہ وکیف یقدر حق قدرہ
من جعل لہ عدلا او
ندا یحبہ ویخافہ ویرجی

عاجزی کرتا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کو کیونکر اتنا سمجھیگا جو حق اوسکی سمجھنی
کا ہی اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
سب تعریف اللہ کو جسنے بنائے آسمان اور زمین اور ٹھہرایا
الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ اور یہہ وہ برابری
اندھیرا اور اُجالا پھر یہہ منکر اپنے رب کے ساتھہ کسیکو برابر کرتے ہین ۱۲
ہے کہ مشرکون نے خدا تعالیٰ اور اپنے معبودون کے درمیان
ٹھہرائی اور دوزخ مین جاکر مقرر ہوئے کہ یہہ بات گمراہی کی تھی یہانتک
کہ اپنے معبودونسے کہ وہ بھی اُنکے ساتھہ آگ مین ہونگے کہینگے
تَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور شرکون نے
قسم اللہ کی ہم تھی صریح غلطی مین جب تمکو برابر کرتے تھی جہانکے صاحب کی ۱۲
اپنے معبودونکو خدا تعالےٰ سی ذات اور افعال مین برابر نہین کیا
نہ یہہ کہا کہ ہمارے معبودونے آسمانون اور زمینونکو پیدا کیا ہی یا زندہ
کرتے ہین اور مارتے ہین بلکہ اونکو خدا تعالیٰ سے محبت اور تعظیم اور
عبادت مین برابر کرتے ہین جیسی کہ اُن شرکونکو دیکھتے ہو جو اسلام کیطرف
منسوب ہین اور عجیب بات یہہ ہے کہ اِس قسم کے شرک توحید والون کو
منسوب کرتے ہین کہ یہہ لوگ مشائخ اور انبیا اور صلحا مین نقصان نکالتی
ہین حالانکہ اُن بیچارونکی کچھہ خطا نہین بجز اسکی کہ یہہ کہتے ہین کہ انبیا
اور اولیا خدا تعالیٰ کے بندے ہین اپنے اور غیر کے لئے نفع اور ضرر اور

موت اور زندگی اور دوبارہ جی اُٹھنے کے مالک نہین اور وہ اپنے پرستش
کرنیوالونکی کبھی سفارش نفرماوینگے بلکہ خدا تعالی نے اُنکی سفارش
اُنکے حق مین تو حرام فرمادی اور اہل توحید کی جو سفارش کرینگے تو جب
خداوند کریم اُنکی سفارش کی اُنکو اجازت دیگا تب کرینگے اور اُنکو کسی امر
کا اختیار کچھہ نہین اختیار سب اللہ تعالی کو ہے اور سفارش اور دوستی
سب اُسیکو ہے پس اُسکی سوا مخلوق کا نہ کوئی ولی ہی نہ سفارشی —
اور شرک جو اللہ جلشانہ پر بدگمانی رکھتا ہی اور قائل اپنے معبودونکے
اختیار کا خدا تعالی کے کارخانہ مین ہی تو اوسکو یا یہہ گمان ہی کہ خدا تعالے
ایسے شخص کا محتاج ہی جو انتظام عالم کا اوسکے ساتھہ ہوکر کری اور ظاہر ہے
کہ جو شخص اپنی ذات سی غنی ہی اُسکے حق مین ایسا گمان بڑا ہی نقصان ہے
حالانکہ جتنے اشیا اُسکے سوا ہین وہ سب اپنی ذات سی اوسکی محتاج
ہین یا یہہ گمان ہی کہ خدا تعالی کو حال نہین معلوم ہوتا جبتک کہ کوئی واسطہ
اُسکو نہ بتاوی یا وہ رحم نہین کرتا جبتک کہ کوئی بیچ کا ذریعہ اوسکی یہان
سفارش نکری جیسی مخلوق آپسمین ایکدوسرے کیلئی سفارش کرتے ہین
یا وہ بندونکی عرضداشت کا جواب نہین دیتا جبتک کہ درمیانی اُنکی

جاجا کو اُسکی سنائی پیش کرین جیسے دنیا کے بادشاہونکا حال ہے یا یہ گمان ہی کہ خدا بے سبب دو
ہونیکی لوگونکی دعا نہین سنتا جب تک کہ درمیانی لوگ دعا کو اُس تک پونہچاوین یا یہ گمان
ہی کہ مخلوق کا خدا پر کچھہ حق ہی جسکی مشرک اُسپر قسم دیتا ہی اور اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہی
جیسے بڑے بادشاہونکے یہان جسکی عزت زیادہ ہوتی ہی اور بادشاہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے
اوسکو وسیلہ کیا کرتے ہین اور یہہ کمال درجہ کو ربوبیت کا گھٹانا ہی
ان وجوہات کے لحاظ سے خداوند کریم کی حکمت اس امر کی خواہان
ہوئی کہ مشرک کی مغفرت نفرماوے اور شرک والیکو ہمیشہ عذابمین رکھے

فصل لیکن گناہون اور نافرمانیونکی نجاست اور طرح پر ہی اُسکو شرک
کی نسبت ایسا سمجھو جیسے نجاست غلیظہ کے سامنے نجاست خفیفہ ہوتی
ہی مثلاً ڈھیلا لینے کے بعد جو استنجا کے مقام پر نجاست ہوتی ہی اور مٹی
اور جوتی کی نیچی کیطرف کی نجاست اور شیر خوار بچہ کا پیشاب یہہ سب
خفیفہ ہین اور ایسا ہی چھوٹے گناہ کبیرہ گناہونکی نسبت کرین اسلیئے
گناہ اور نافرمانیان نرے توحید والونکی معاف کردی جاوینگے یعنی
اگر وہ موحد جسنے خدا تعالی کا کسی چیز کو یقینا شریک نہین کیا زمین بھر
خطائین لیکر اپنے رب کے پاس آویگا تو اللہ جلشانہ زمین بھر مغفرت سے

اوسکے پاس آویگا اور یہہ بات اوسیکو حاصل ہوگی جسکی توحید
پوری ہو اِسلئے کہ خالص توحید کے ساتھہ کوئی گناہ باقی نہین رہتا
کیونکہ توحید مین خدا تعالی کی محبت اور رجا اور خوف و تعظیم اتنی ہی
جو موجب گناہونکے دلجانیکی ہو اگرچہ گناہ زمین بھر کر ہون کیونکہ یہہ نجاست
عارضی ہی اور نجاست کی دور کرنیوالی ایسی زبردست ہی جسکے سامنے
نجاست نہین ٹہر سکتی لیکن زنا اور اغلام کی نجاست نہایت غلیظ ہی
اِسلئے کہ وہ دلکو بگاڑ دیتی ہی اور توحید کو بہت کمزور کردیتی ہی اور
بہین لحاظ جو شخص اِس نجاست سی لوگونکی نسبت کرزیادہ تر بہرہ ور ہوگا
وہ شرک مین بھی اوسی پڑ بکر ہوگا پس جسقدر بندہ مین شرک غالب تر ہوگا
تو یہہ نجاست بھی اوسمین غالب تر اور اکثر ہوگی اور جتنی اوسمین اخلاص
زیادہ ہوگی اتنا ہی اُس نجاست سی دور تر رہیگا جیسا کہ اللہ تعالی حضرت
یوسف ؑ کے حق مین ارشاد فرماتا ہی كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ
یون ہی ہوا اِسواسطے کہ ہٹا دین ہم اوس سی بُرائی
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ اور حرام صورتونکا عاشق ہونا ایکطرح کا بندہ پن
اور بیحیائی البتہ وہ ہمارے چنے ہوئے بندونمین سے ہی
ہے بلکہ بندہ پن کے اقسام مین سے بڑبکر ہے خصوصاً ایسے حالمین کہ
عشق کا غلبہ دلپر ہوتے ہوتے تتیم یعنی بندہ پن کو پونہچگیا ہو یہانتک کہ

والحاصل من الآیتین
کل قبیح فان التوحید
الخالص لایبقی معہ ذنب
تقتضیہ من محبۃ اللہ و
اجلالہ و خوفہ و رجائہ
کحدۃ ما یوجب غسل
الذنوب ولو کانت قراب
الارض لعرض النجاسۃ وکون
الماء قلیلا یتنجس معہ لکن
نجاسۃ الزنا واللواط اغلظ لانہا
تفسد القلب وتضعف توحیدہ
جدا ولذلک کان اخفی الناس
ابلس الشیطان
اکبر من شرک کان فکلما کان الشرک فی العبد اغلب
اغلب کانت ھذہ النجاسۃ فیہ اغلب
واکثر وکلما کان اکثر اخلاصا کان منہا
ابعد کما قال فی یوسف کذلک لنصرف
عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا
المخلصین وعشق صور
بل ھو من اعلی انواع
التعبد و لیست
اذ انہ
علی القلب
وصار تنجیسہ

محبوب چیز کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت پر اور اوسکا ذکر خدا تعالیٰ کے
ذکر پر بڑہا دی پس اوسکی طرف تقرب ایسی چیز سے کری جس سے
خدا تعالیٰ کیطرف نکری اور اوسکی رضا مین جو خرچ کری وہ خدا تعالیٰ کی رضا
مین خرچ کری خدا تعالیٰ کی نسبت کر محبت اور خضوع اور فرمان پذیری
مین ترجیح اوسیکو دینی لگے غرضکہ دلکی زیادہ بگاڑنیوالی زنا اور غلام
سے بڑہکر کوئی برائی نہین اور ان دونو مین ایک خاصیت ہی جو دلکو اللہ تعالیٰ
سے دور کرتی ہے اسلئے کہ یہہ دونو بڑی ناپاک چیزونمین سی ہین جب
دل انسے رنگا جاتا ہی تو ایسے شخص سے دور ہو جاتا ہی جو پاکیزہ ہی اور
جسکی طرف بدون طیب پاکی ۱۲ کی اور کوئی چیز نہین جاتی اور جتنی ناپاکی زیادہ
ہوتی جائیگی اتنی ہی دوری خدا تعالیٰ سے زیادہ ہوگی اور اسی ناپاکی کی
جہت سے زنا خدا تعالیٰ کی کتاب مین شرک کی ساتہہ مذکور ہوا ہی چنانچہ ارشاد ہے
اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُہَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ
بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا ۱۲
اور یہہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہی اور اکثر لوگونپر یہہ آیت مشکل
ہوئی ہے اسطرح کہ لا ینکح اگر جملہ خبریہ ہی یعنی نہین بیاہا کرتا تو اکثر زانیونکو
دیکہتے ہین کہ پارسا عورتونکو بیاہا کرتے ہین اور اگر جملہ انشائیہ ہے کہ

بعد فاذا انصبغ القلب بهما
بعد من هو طيب لا يضع
الى الا الطيب وكما
ازداد خبثا ازداد منه بعدا
وان كان الزنا قرينا للشرك وكان الله
قال فما الزانية لا ينكحها الا زان او مشركة
والزانية لا ينكحها الا زان او مشرك
وهذه الاية محكمة غير
منسوخة وقد اشكل معناها على كثير
من الناس سواء كان
هذا خبرا فقط او
عفيفة وان كان نهيا

خاصية تبعد القلب عن الله
فانهما من اعظم الخبائث

وسعيا وطاعة فلا اراقس للقلب
من هذين الامرين الفا حجة وخضوعا
اثر من ربح حبا وتعظيما
ورضاه ويصبر عن
ما لا يحب فيه
ويتقرب اليه بما لا يحب
الى الله وينفق فيه
ورضاه ما لا ينفق فيه
الله وذكره على حب
يغلب حبه على حب

نہ بیاہ کرے تو اس سے زانی کو حکم پایا جاتا ہے کہ فاحشہ عورتون اور
شرک والیونسے بیاہ کرے ایماندار ونسے نکرے حالانکہ یہہ غرض ہرگز نہین
اس اشکال کے دفع کے لئے بعض لوگون نے تو یون معنی بنائے کہ نکاح سے
مراد صحبت اور زنا ہے تو گویا یون ارشاد ہے کہ زانی بجز زانیہ کے اور سے زنا
نہین کیا کرتا اور یہہ تاویل نہایت نکمی ہے اور بعضون نے یہہ تاویل کی ہے کہ
آیت کے لفظ عام ہین اور معنی خاص یعنی اس آیت سے مراد عناق فاحشہ
اور اوسکا خاوند ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت صلعم سے اسکے نکاح کی اجازت
چاہی اور یہہ تاویل بھی خراب ہے عام آیتونکے اسباب پر ہی اکتفا نہین کیا
کرتے اور جو لوگ اس آیت کو منسوخ کہتے ہین اس آیت سے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى
مِنْكُمْ اوپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان دونو آیتونمین کچھہ مخالفت نہین
بلکہ ایک مین خدا تعالی نے رانڈونکے نکاح کر دینے کا حکم کیا ہے اور دوسری
مین زانیہ کا نکاح حرام فرمایا جیسے عدت والی اور احرام والی عورت
اور محرم عورتونکا نکاح حرام کیا ہے اور صحیح تقریر واللہ اعلم یہہ ہے کہ بیاہنے والے
کو حکم ہے کہ پارسا بی بی سے نکاح کرے اور اوسکو لونڈیونکا نکاح بھی اسی شرط
سے مباح کیا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے سورہ نساء اور مائدہ مین اس شرط کو

اور بیاہ دو رانڈونکو اپنی اندر ۱۲

وَالْمُحْصَنٰتُ الْعَفِيْفٰتُ بِالْاِسْلَامِ وَالْحُرِّيَّةِ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ
عَلَيْهِ اَنَّهُ لَا فَارِقَ بَيْنَ الْاَيَامٰى وَغَيْرِهِنَّ فِي النِّكَاحِ
وَذَوَاتُ الْمَحَارِمِ وَالْمُعْتَدَّةُ وَالْمُحْرِمَةُ
الصَّحِيْحُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ
الْعَفِيْفَةَ وَاِنَّمَا اَرَادَ بِهٖ نِكَاحَ
الْاِمَاءِ بِهٰذَا الشَّرْطِ كَمَا
ذَكَرَ تَعَالٰى فِي
سُوْرَتَيِ النِّسَاءِ وَالْمَائِدَةِ

مذکور فرمایا ہی ان لفظونسی محصنین غیر مسافحین اور قاعدہ اصول کا ہی کہ جو حکم کسی شرط
پر لگا ہوتا ہی وہ شرط کی نہونے پر جاتا رہتا ہی اور یہاں مسافح کرنا احصان کی شرط پر موقوف تہا
(قید مین لانے سے مستی نکالتے ہین)
تو جب احصان نپایا جاویگا تو اباحت بھی نرہیگی اور یہ نہی والا دو حال سی خالی نہین یا حکم خدا
اور اسکی شریعت کا التزام رکہتا ہی یا نہین اگر نہین رکہتا تو وہ مشرک ہی اسکی نکاح پر اوسی جیسا
مشرک راضی ہوگا اور اگر التزام رکہتا ہے لیکن اوسکے خلاف
کرکے جو اوسپر حرام کردیا گیا تہا اوس سی نکاح کریگا تو نکاح درست
نہوگا پس زانی ہوگا اس تقریر سی معنی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ کی
(نہین چاہتا مگر بدکار عورت اور شرک والی کو ۱۲)
ظاہر اور خوب کہل گئی یہی حکم عورت کا ہی اور جسطرح کہ یہہ حکم قران مجید سی
ثابت ہی اوسیطرح سرشت اور عقل بھی مقتضی اسی امر کی ہی اسلئے
کہ اللہ پاک نے اپنے بندہ پر بھروا اور دیوث ہونا اور فاحشہ کا
خاوند بننا حرام فرمایا ہے اور آدمیونکو اسکے برا جاننے پر پیدا کیا
اور یہہ امر شریعت کی خوبیون مین سی ہی اسلئے کہ اس سی نہی اسوجہ سی ہی
کہ انجام کو نسب بگڑ جاتا ہی جسکو اللہ تعالی نے لوگونکی مصلحت پورا کرنیکو
اونکے درمیان مقرر کیا ہی اس سی معلوم ہوا کہ بدکار عورت جبتک کہ
توبہ نکرے اور دوسریکے نطفہ سی اپنا شکم صاف نکرلے تب حرام

ولیس کل المتعلق علی
شیء ینتفی عند انتفائہ
والاباحۃ فی علق
علی شرط الاحصان فاذا
انتفی الاحصان انتفت
الاباحۃ والتزوج اما
ان یلتزم حکم اللہ و
ان لم یلتزم فہو
مشرک لا یرضی بنکاحہ الا من ہو
مثلہ او ولیہ لا یرضی بنکاحہ الا من ہو
فظہر معنی قولہ لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ
وبین غایۃ البیان وکذلک حکم
المرأۃ وکما ان فی ذلک الحکم من
فساد النسب الذی جعله
اللہ بین الناس لما فی
ذلک فی ذلک من اختلاط
المیاہ وتشتت
مصالحہم فی حفظ الانساب

رہیگی علاوہ اسکے ایک وجہ اُسکی حرمت کی یہہ بھی ہی کہ بدکار عورت ناپاک ہی اور اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور مہر کا سبب بنایا ہی تو ناپاک عورت پاک مرد کی دوست اور جفت کیسے ہوگی پس جو لوگ کہ اس طرف گئے ہین کہ زناکار عورت کا نکاح حرام ہی اُنہون نے بہت ہی سلوک کیا ہی بخلاف اُن لوگون کے جو کہتے ہین کہ زناکار کا نکاح جائز ہی اور اُس سے اُسی رات صحبت بھی درست ہی گو اُس سے پیشتر کی رات مین مرد زانی صحبت کر چکا ہو اور وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ زانی کے پانی کی کچھہ حرمت نہین ہمنے مانا کہ بات یون ہی ہی تب بھی خاوند کے پانی کی تو حرمت ہی اُسکا جمع ہونا زانی کے پانی کے ساتھہ ایک رحم مین کیسے درست ہوگا +

دسوان باب

دل کے مرض اور صحت کے علامات کے بیانمین

ہر ایک عضو اعضاء بدن مین سے ایک فعل خاص کے لئے پیدا ہوا ہے اُسکا کمال اسیمین ہی کہ وہ فعل اُس سے ہو سکے اور مرض یہہ ہی کہ فعل مذکور اُس سے نہ بن پڑے یعنی یا تو کر ہی نہین سکتا یا کرتا ہی تو کچھہ ایک اضطرار کے ساتھہ کرتا ہی مثلاً ہاتھہ گرفت کے لئے بنا ہی اُسکا مرض یہہ ہے

کہ گرفت اوسپر مشکل ہوا ور آنکھہ کا مرض یہہ ہی کہ دیکھنا مشکل ہوجاوے
اِس سی معلوم ہوا کہ دل کا مرض وہ ہی کہ جس کام کے لئی دل پیدا ہوا ہی وہ
اُس سی نہ بن پڑی یعنی معرفت اللہ تعالی کی اور اُسکی محبت اور اُسکی ملنی کا
شوق اور اوسکی طرف رجوع کرنا اور ان باتونکو اپنی خواہش پر مقدم
کرنا دشوار ہوا پس اگر بندے نے تمام چیزونکو پہچانا اور اپنے رب کو نہ پہچانا تو
گویا اوسنے کچھہ نہ پہچانا اور اگر دنیا کی لذتون اور شہوتونمین سے
ہر ایک سی بہرہ اُٹھایا اور اللہ تعالی کی محبت اور اُسکے انس پر کامیاب نہوا
تو گویا کوئی لذت و راحت نہین پائی بلکہ اگر دل اس محبت سی خالی ہوگا تو
دوسری لذتین اُسکے لئی عذاب ہونگی ایک تو محبت کی نملنی کی حسرت سی دوم
اِسوجہ سی کہ باوجود اپنے تعلق کے محبت کی ساتھہ یہہ لذتین حجاب
پر گئین سوم اِس سی کہ جو چیز بہتر اور پائدار تھی وہ ہاتھہ لگی غرضکہ جو شخص
خدا تعالی کی محبت اور اُسکی بندگی خالص کرنے پر دوسری محبوب چیز کو
ترجیح دیگا تو اُسکا دل بیمار ہے جیسے معدہ ناپاک چیز کے کھانیکا عادی
ہو جاتا ہے اور پاک پر اوسکو ترجیح دیتا ہے تو پاک چیز کی بھوک اُس سی
جاتی رہتی ہے اور دل کبھی مریض ہوتا ہی مگر دل والے کو اُسکی مرض کی

ربه فكانه لم يعرف شيئا ولم يعرف
كل حظ من حظوظ الدنيا
وشهوة من شهواتها ولم يظفر بحظه من الله والانس
به فكانه لم يظفر بلذة ولا نعيم بل
اذا اخطى القلب عن ذلك عذب
ذلك الحظ عذابا له من جهة
حتى فوته وانه حيل بينه وبينه
مع تعلقه به ومن جهة فوت فاهو خير
له منه وقدم قدم من اثر على الله
واخلاص العباده له شيئا
من المخلوقات فقلبه مريض كما
ان العين اذا اعتادت
اكل الخبيث واثرته على
الطيب سقط عنها استهوه
الطيب وقد يمرض القلب

شناخت نہین ہوتی اسلیے کہ وہ اوسکے صحت کے اسباب کا جویا
نہین رہتا بلکہ کبھی دل مرجاتا ہی اور اُس شخص کو خبر نہین ہوتی اور دل کے
مرنیکی پہچان یہہ ہے کہ بُرائیون اور حق کے بجا نے اور جھوٹے عقیدون
کے زخمونسے اوسکو تکلیف اور درد نہو جب دلمین جان ہوتی ہی تو ان زخمون
سے درد معلوم کیا کرتا ہی اور مردہ کو تو ظاہر ہی کہ زخم کی کچھہ ایذا نہین ہوتی
ع زخم سے مردہ کو کب ہوتا ہی درد ٭ اور کبھی آدمی دلکے مرض پر تو واقف
ہو جاتا ہی مگر دوا کی تلخی کی برداشت اوسپر سخت ہوتی ہے اسلیے تکلیف کا
باقی رہنا پسند کرتا ہی اسلیے کہ علاج اوسکا خواہش نفس کی مخالفت مین ہے
اور یہہ امر نفس پر نہایت سخت ہی حالانکہ اس سے زیادہ نافع بھی نفس کے
لیے کوئی چیز نہین اور کبھی اس تلخی پر بھی دل کڑا کر کے صبر کرتا ہی مگر پھر
علم اور سوجھہ اور صبر کے ضعف کی باعث اُسکا ارادہ پست ہو جاتا ہی
جیسے کوئی شخص کسی خوفناک راہ مین گھسے جو انجام کو امن پر پونہچا دیتا
ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر مین اسپر صبر کرونگا تو خوف تمام ہو چکیگا اور اسکے
پیچھے امن ملیگا تو وہ دو باتونکا محتاج ہوگا ایک صبر کے قوی ہونیکا دوسرے
یقین انجام کا اور اگر صبر اور یقین کم ہوگا تو پھر آئیگا اور مشقت نہ سہہ سکیگا

خصوصاً ایسی صورتمین کہ رفیق نہوا ور تنہائی سے گھبراوی اور کہنے
لگے کہ لوگ کہان گئے مین تو اُنہین کی پیروی کرونگا اور اکثر لوگونکا
یہی حال ہے اور اسی حال نے سب کو تباہ کیا ہی پس سچا بصیرت والا
وہ ہی کہ ساتھی کے کم ہونے یا بالکل نہونیسے نہ گھبراوی بشرطیکہ دل
مین رفاقت اول قافلہ کی سمجھتا ہو جسپر اللہ تعالے نے انعام کیا ہی یعنی
نبیون اور صدیقون اور شہدا اور صالحین کو جو عمدہ رفیق ہین اپنا
ساتھی جانتا ہو کیونکہ راہ طلب مین آدمی کا اکیلا ہونا دلیل سچی طلب کی
ہے۔ اسحق بن راہویہؒ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا اُنہون نے اوسکا جواب دیا
سائل نے اوسی سے کہا کہ آپکے بھائی امام احمد بن حنبلؒ بھی اسمین آپ ہی
کے موافق فرماتے ہین انہون نے فرمایا کہ مجکو گمان نہ تہا کہ کوئی
اسبابمین میری موافقت کریگا غرضکہ بعد ظاہر ہونے صواب کے موافق کے
نہونے سے نہ گھبرائی اسلئے کہ امر حق جب ظاہر و باہر ہوجاتا ہی تو کسی دلیل
کا محتاج نہین رہتا جو اوسکے حق ہونے کی شہادت دی اور دل حق کو
ایسا دیکھتا ہے جیسے آنکھہ آفتاب کو دیکھتی ہے تو آفتاب نکلنے پر
آنکھہ کو اسبات کی ضرورت نہین ہوتی کہ اوسکے نکلنے پر کوئی شہادت دے

سبیلہا ان عارض الرفیق وتستوحش
مین الوحشۃ وتجعل فیہا
رین ذہب الناس یمینا ذہبت معہم
تسیر وہل ہلک الناس
الا کذلک وہی ہذہ الحال
فالبصیر الصادق
من قلۃ الرفیق ولا یستوحش
مرذا استشعر قلبہ مرافقۃ الذین
الاول من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین وحسن اولئک رفیقا
فضل الحب فی طلب فوطن علیہ دلیل علی
صدق طلبہ وقد سئل اسحق بن
راہویہ عن مسئلۃ فاجابہ فقیل
له ان اخاک احمد بن حنبل یقول فیہا
بمثل قولک فقال ما ظننت ان احدا
یوافقنی علیہا ولم یستوحش حین رأی
ظہور الصواب لاثنین
علم الحق فاتبعہ
فی مشاہدۃ بصیرۃ الحق کمن یبصر
العین الشمس فی یوم صحو
الی مشاہدۃ بظہور

اور موافق ہوا اور ابو شامہ عبد الرحمن بن اسمعیل نے کتاب الحوادث والبدع
مین کیا خوب کہا ہی کہ جہان جماعت کے ساتھہ رہنے کا حکم ہی اُس سے
یہہ غرض ہی کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو گو اوسپر چلنے والے تھوڑے
ہون اور مخالف بہت اسلئے کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عہد مبارک اور صحابہؓ کی تھی اور اُنکے بعد جو باطل والے بہت ہو گئے
ہون اُنکا کچھہ اعتبار نہین عمرو بن میمون ازدیؒ فرماتے ہین کہ مین
حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھہ مین مین ہوا اور جب تک کہ شام مین اُنکو
دفن کیا تب تک اُنسے علیحدہ نہوا پھر اُنکی وفات کے بعد سب لوگون سے
زیادہ تر رفیق حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھہ رہا اُنسے مین نے
سُنا کہ فرماتے تھے کہ جماعت مین رہنا لازم پکڑو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ
کا ہاتھہ جماعت پر ہی پھر مین نے اونکو ایکروز یون فرماتے سُنا کہ عنقریب
تمپر ایسے حاکم ہونگے کہ نماز کو اُسکے وقت سے ٹالین گے پس تم وقت
پر پڑہ لینا کہ فرض ادا ہو جاویگا پھر اُنکے ساتھہ پڑہنا کہ وہ تمہارے لئے
نفل ہو جائیگی مینے عرض کیا کہ ای اصحاب محمدؐ مین نہین جانتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین اُنہون نے فرمایا کہ یہہ کیا بات ہی مین نے کہا کہ آپ

ویوافقه علیه وما احسن
قال ابو شامة عبد الرحمن
بن اسمعیل فی کتابه الحوادث
والبدع حیث جاء الامر
بلزوم
لحق واتباعه وان کان
التمسك به قلیلا والمخالف
کثیرا ان الحق هو الذی کانت
علیه الجماعة الاولی من عهد النبی
صلی الله علیه وآله وسلم واصحابه
والاعتداد بالکثرة اهل الباطل
بعدهم قال عمرو بن میمون الازدی

صحبت معاذا بالیمن فما فارقته حتی
واریته فی التراب بالشام ثم صحبت بعده
ابن مسعود فسمعته یقول
علیکم بالجماعة فان ید الله علی الجماعة
ثم نبیئته بعد ما من الامراء وهو یقول
علیکم بالطاعة وان عبد حبشی مجدع
فصلوا الصلوة عن مواقیتها
فی الفریضة وصلوا
معهم فانها لکم نافلة فقال
فقلت یا اصحاب محمد ما ادری
ما تحدثون فقال وماذاک قلت

مجکو جماعت کے لئے حکم فرماتے ہین اور اُسپر ترغیب دیتے ہین پھر یہہ
فرماتے ہین کہ نماز تنہا پڑھنا وہ فرض ہوگی اور جماعت کی ساتھہ پڑھنا وہ
نفل ہوگی اُنہون نے فرمایا کہ ای عمرو بن میمون مین تجکو گمان کرتا تہا
کہ اِس گانو کے لوگونمین تو بڑا سمجھدار ہی تجھی معلوم ہی کہ جماعت کیا ہی
مینے کہا کہ نہین اُنہون نے فرمایا کہ تمام آدمیون نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے
جماعت وہ ہی جو حق کے موافق ہو گو اکیلا ہی ہو نعیم بن حماد کہتے ہین کہ
اس سے غرض یہہ ہی کہ جب جماعت بگڑ جاوی تو تجکو وہی طریق اختیار کرنا
چاہیئے جسپر جماعت کی لوگ بگڑنے سے پیشتر تھے گو تو اکیلا ہی ہو کہ اُسی
صورتمین تو ہی جماعت ہوگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ قسم
ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ سنّت درمیان دشمن اور ستمگر
کے ہے (یعنی سنت پر چلنے والیکے لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور اُسپر
ستم کیا کرتے ہین) پس خدا تعالی تمپر رحم کری طریق سنت پر صبر کرو اسلئے
کہ اہل سنت پہلے زمانہ مین بھی کمتر تھے اور آیندہ کو بھی کمتر رہینگے وہ ایسے
لوگ ہین کہ نہ آسودہ لوگونکی آسودگی مین شریک ہوئے اور نہ بدعتیونکی
بدعت مین اور اپنی طریق سنت پر صبر کیا یہانتک کہ اپنی پروردگار سے ملے

ناصرین باجماعة وبخصوصیة
علیها ثم شرفها صلی بها
وحدك وهی الفریضة
وصل معهم بجماعة وهی
النافلة قال یا عمرو بن
میمون قد کنت
اظنك من رزی فقه اهل هذه
القریة من رزی فقه اهل هذه
ان جهول الناس ان فارقوا
الجماعة ما وافقوا الحق وان کنت وحدك
قال نعیم بن حماد سمعت بعض العلماء
یقول اذا فسدت الجماعة فعلیك
بما کانت علیه الجماعة قبل ان تفسد وان
کنت وحدك فانك انت الجماعة ثم
عن الحسن قال السنة والذی لا اله
الا هو بین القاتل والباقی فاصبروا
علیها رحمکم الله فان اهل السنة
کانوا اقل الناس فیما مضی
وهم اقل الناس فیما بقی الذین لم یدخلوا
مع اهل الاهواء فیما هم فیه
من بین عالم وصبروا علی
سنتهم حتی لقوا ربهم

تو اسیطرح انشاء اللہ تم بھی ہو جاؤ اور محمد بن اسلم طوسی جنکی امامت
پر اتفاق ہی اپنے وقت مین سب سے زیادہ تابع سنت کے تھے حتی کہ فرماتے ہین کہ
جو سنت مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پونچی اوسپر مین نے عمل کیا اور اسبات کا
حریص ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف سوار ہوکر کرون کہ یہہ سنت بھی ادا ہوجاوے
مگر مجکو کرنے نہ دیا اور اُنکی عہد مین کسی عالم سے سوال کیا گیا کہ سواد اعظم یعنی
بڑا گروہ کیا ہی جسکے بابمین حدیث شریف مین یہہ حکم ہی کہ جب لوگ اختلاف
کرین تو تم بڑی گروہ کو لازم پکڑو عالم نے فرمایا محمد بن اسلم طوسی بڑا گروہ
ہے اب اصل مقصود کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کے مرض کی
علامتونمین سے ہی کہ جو غذا اور دوا نافع ہوا وسکو چھوڑکر مضر اور ایذا رسان
کیطرف جھکے اور دل کے لئے سب غذاؤنسے مفید تر ایمانکی غذا ہی اور دواؤن
مین سے نافع تر قران مجید کی دوا اور اسکی صحت کی علامتونمین سے یہہ ہی کہ
دنیا سے آخرت کیطرف کوچ کری گویا اپنے گھر اور وطن کو چھوڑکر کسی کام کو
دنیا مین مسافر آیا ہی پھر اپنے وطن کو چلا جاویگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو فرمایا تہا کہ دنیا مین ایسی طرح رہ کہ گویا تو مسافر ہے
یا راہ کا گذرنیوالا اور شمار کر اپنے آپ کو قبر والون سے انتہی

آؤ قدم بڑہاؤ تو جنات عدن کو + جنمین کہ پہلے رہتے تھے تم خیمہ مار کر +
پر پنجۂ عدو مین ہین ما خود دیکھیو + ہم خیر سی بھی جاوینگے پھر کر کی اپنی گھر +
پس جسقدر کہ دل مرض سی اچھا ہوگا اُسیقدر آخرت کیطرف لگیگا اور
اوسکے قریب ہوگا یہانتک کہ آخرت والونمین سی ہو جائیگا اور جسقدر مریض
وعلیل ہوگا وتنا ہی دنیا کو پسند کریگا اور اُسکو اپنا وطن بناویگا اور دل کی
صحت کی پہچان ایک یہہ ہی کہ وہ اپنے مالک کی چوٹ کرتا رہی یہانتک کہ
خدا تعالے کیطرف منسوب ہو اور بدون خدا تعالی کے کسی چیز سے
اطمینان اور تسکین نہ پکڑی اور جب کبھی وہ غیر سی لگاؤ پیدا کری اوسیوقت
اضطراب کرنے لگی پھر یہہ اضطراب اور قلق دور نہو جبتک کہ خدا تعالی کیطرف
رجوع نکری اسلیئے کہ دلمین ایک بھوک ہی جو خدا تعالی کے سوا کسی سی بند
نہین ہوتی اور ایک اُلجھاؤ ہی جو بجز اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونیکی اور کسی
چیز سے نہین سلجھتا اور ایک مرض ہی جو بدون اخلاص الہی کے اور کسی
دوا سے اچھا نہین ہوتا اور بدون ان باتونکے دلکو نہ اصل زندگی ملی
نہ اوسکا ذائقہ چکھی نہ کوئی نئی زندگی اوسکو حاصل ہو بجز اُس حیات کے
جو غافلون اور اس امر سی روگردانونکو میسر ہے جسکے لئے مخلوق اور بہشت

اور دوزخ بنی ہین اور رسول بہیجے گئے اور کتابین اُتریں کسی عارف کا قول
ہی کہ بیچاری دنیا والے دنیا سی نکلے اور جو چیز اُسمین بہت ستہری تھی اُسکو
نہ چکہا اُن سی پوچہا گیا کہ دنیا مین بہت ستہری چیز کیا ہی فرمایا کہ اللہ
کی محبت اور اُس سی اُنس کرنا اور اوسکے دیدار کا شوق اور اوسکے ذکر اور
طاعت سی لذت حاصل کرنی اور دوسرے عارف کا قول ہی کہ مجہپر بہت اوقات
ایسے گذرتے ہین کہ مین اُنمین یہہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے ایسی ہی
حالمین ہونگی تو البتہ وہ پاکیزہ عیش مین ہین اور یہہ لحاظ مطلوب کا نملنا
عارفونکے نزدیک موت سی سخت تر ہی اسلئے کہ نملنا تو خدا سی علیحدہ رہنا ہے
اور موت خلق سی جدا ہونا ہے جو رکے ہمسے نصیب اُسکو ہی دوری
دشمنی + جو ہمین کہ ہو بیٹہی اوسکو ہی یہی حرمان بہت + اور دل کی تندرستی
کی ایک علامت یہہ ہی کہ اپنے پروردگار کے ذکر سے نہ تہکے اور اُسی شخص
سی اُنس کرے جو پروردگار کی راہ بتاوے اور اوسکی یاد دلاوے اور جب
اُسکا وظیفہ فوت ہو جاوے تو اوسکے جاتے رہنے سی ایسا دُکہہ پاوے
جیسا حریص کو مال کے جانیکا رنج ہوتا ہی اور یہہ کہ اوسکو صرف ایک فکر
خدا تعالی کے پابمین ہو جاوے اور جب نماز مین داخل ہو تو دنیا کا رنج

خلق الجنة والنار وانزل
ارسل الرسل وانزل
الكتب قال بعض العارفين
مساكين اهل الدنيا
خرجوا من الدنيا ولم
اطيب ما فيها قيل وما
ما فيها قال محبة الله
به والشوق الى لقائه والتنعم
وطاعته وقال آخر انى لاسر
افى فيها ان كان اهل الجنة
انهم لفى عيش طيب
العارفين انس من انقطاع

انقطاع عن الخلق والالف
عن المخالف والبعد
حظه الى قلبه + ومن
بالغيبة ان لا يغفل
الا بمن يدله عليه
هو واذا فاتت وقته
فقد كاد ان يكون
واحب ان يكون فارغا
اذا دخل فى الصلوة
بعينه همه وغمه

وغم نرہے نماز کے اندر خوشی اور چین ملے حاصل یہہ کہ تندرست
دل وہ ہی جسکی ہمہ تن ہمت خدا تعالیٰ کے بامین ہو اور اللہ تعالیٰ
کیطرف قصد کرنا اور اسکی محبت اور اسکی لئی عمل کرنا اور سونا اور جاگنا
اور اوسیکی بات کہنی اور سننی سب باتون سی اوسکو مرغوب تر ہو اور
اُسکی فکر خدا تعالیٰ ہی کی رضا مین جولانیان کرتی ہون اور جب کبھی نفس
سی ذرا سی توجہ غیر کیطرف پادی تو اُسپر یہہ پڑہی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
ارْجِعِی اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اوسکو وہ بات سُنادی جو عنقریب
خود اپنے پروردگار سے وصال کے روز سنی گا غرضکہ دل سامنے اپنے
معبود کے رنگ عبودیت مین رنگین ہو جاوے کہ بندگی اوسکی لئی رنگ اور ذوق
ہو تکلف اور بناوٹ نرہی اسطرح کہ جب امر یا نہی اُسکی پروردگار اور محبوب
اور معبود کیطرف سی اُسپر پیش ہو تو اپنے دل سی ایک بولنے والا پاوے کہ وہ
یون کہی ہان مین حاضر ہون خدمت کو اور کہنا ماننے کو اور اسباب
مین احسان اور تعریف تجھی کو ہی اور جب کوئی تقدیر اوسکو پونہچی تو اپنے
دل سی ایک بولنے والا پاوی کہ وہ یون کہی کہ الٰہی مین تیرا بندہ فقیر عاجز
کمزور اور تو پروردگار مہربان ہی اگر تو مجھی صبر نہ دیگا تو مین صبر نہین کرسکتا

وَاجِبٌ فِیهَا رَاحَةٌ وَسُرُورٌ
وَاِلْجَمَاعَةُ فَالْقَلْبُ لِمَعْبُودِهِ
اِلَى اَنْ یَّصِیرَ الْحُكْمُ فِی اللّٰهِ وَفِی
وَحُبِّهِ وَاِعْمَالِهِ وَنَوْمِهِ
وَیَقْظَتِهِ وَكَلَامِهِ وَاِلَیْهِ
عَنْهُ اَسْهَلُ اِلَیْهِ مِنْ كُلِّ
حَدِیثٍ وَاَفْكَانِ شَغَفٍ
عَلٰی مَرْاَضِیهِ وَاَكْلِهِ وَاَجِدُ مِنْ
نَفْسِهِ اِلَیْسَرَ اِلْتِفَاتٍ اِلٰی غَیْرِ
اَرْجِعِی اِلٰی رَبِّكِ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ رَاضِیَةً
فَیُسْمِعُهَا مَا یَسُرُّ
لَبَّیْكَ یَوْمَ لِقَائِهِ یَنْصَبِغُ الْقَلْبُ
بِنَ بَنْدِی مَعْبُودِهِ بِصِبْغَةِ
الْعُبُودِیَّةِ فَتَصِیرُ الْعُبُودِیَّةُ لَهُ
صِبْغَةً وَذَوْقًا فَلَا تَكَلُّفَ
فَكُلَّمَا عَرَضَ لَهُ اَمْرًا وَنَهْیًا مِنْ رَبِّهِ
وَتَعَبَّقَ بِهِ وَتَعَبَّقَ بِهِمَا اَحَسَّ
مِنْ قَلْبِهِ نَاطِقَیْنِ لَهُ بِالْاِمْتِثَالِ
وَسَمِعَ ذٰلِكَ وَالْتَذَّ بِهِ وَاَحَبَّهُ
ذٰلِكَ عَنْ لِسَانِ رَبِّكَ وَاِذَا اَصَابَهُ فَتْرَةٌ
بَخِلَ مِنْ قَلْبِهِ نَاطِقَیْنِ لَهُ اَنَا
عَبْدُكَ الْفَقِیرُ الْعَاجِزُ الضَّعِیفُ وَاِنْ
اَنْتَ اَنْ تَرْحَمَنِی لَا اَصْبِرُ اِنْ تَصْبِرَنِی

مجکو طاقت صرف تیرے ہی سبب سی ہی تجھسے بچاؤ کی جگہہ کوئی نہیں
بجز تیری طرفکے اور نہ تیری دروازہ سی کہین پہرنا اسی طرح جب کبھی
اُسکو خوشی یا تکلیف پونہچے اُس سی خدا تعالی ہی کیطرفکو راہ پاوے اور اسمین
ایک دروازہ اُسکی لئی ایسا کہلی جسمین سی خدا تعالی ہی کی پاس جاوے جیسے
کوئی شاعر کہتا ہی **قطعہ** ہو رضا یا ناخوشی میری کسی تقدیر مین + سو جہتا
ہی اُسمین لیکن مجکو تیرا ہی طریق + سر پہ لیتا ہون سدا راضی ہو مین حکم قضا
کیونکہ پاتا ہون بلا مین تجکو مین اپنا رفیق +

گیارہوان باب

دلکے مرض کے علاج مین اسبصورتمین کہ نفس اسپر غالب ہووے

یہہ بات اگلے بابونکے لئے مثل بنیاد کے ہی اسلئے کہ دلکی بیماریان
صرف نفس کیجانب سی پیدا ہوتی ہین کیونکہ جتنے خراب بادی ہین وہ سب
نفس پر گرتے ہین اور اُسی سی اور اعضا مین پہیلتے ہین اور سب سی پہلی
دلمین پونہچتی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ حاجت مین یون فرمایا کرتی کہ سب
تعریفین اللہ کو ہین ہم مدد اور ہدایت اور بخشش اوس سی چاہتی ہین اور
اُس سی پناہ مانگتی ہین اپنی نفسونکی بُرائیون اور اپنی اعمال کی خرابیونسی

الباب الحادی عشر
فی علاج مرض القلب فی نفس الامر

النفس علیه هذا الباب کما ان اسباب
بعض من الاسباب فان امراض القلب
انما تنشأ من جانب النفس فالمفاسد
الاعضاء واول ما تنال القلب و
فان کان رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم یقول
فی خطبة الحاجة
نحمد الله نستعینه ونستهدیه
ونستغفره ونعوذ بالله
من شرور انفسنا
ومن سیئات اعمالنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصین بن منذر سے فرمایا کہ اسطرح دعا مانگ کہ الٰہی
ڈالدی میرے دلمین میرا راہ پانا اور مجکو میرے نفس کی بدی سے بچا
اور جتنے خدا تعالیٰ کیطرف چلنے والے ہین گو انکی مختلف طریقہ
اور چالین ہین مگر سبکا اسپر اتفاق ہی کہ نفس خدا تعالیٰ تک پونہچنے مین دلکا
راہزن ہی اور اسکی خدا تعالیٰ تک سائی نہین ہوتی ہے جب تک
کہ نفس کو ترک نکرے اور مار نڈالے اور اس اعتبار سے آدمیون
کی دو قسمین ہین ایک وہ لوگ ہین جنکے نفس انپر فتح پاگئی ہین اور انکے
مالک بنکر انکو تباہ کردیا ہی اور ایک وہ ہین جو اپنے نفس پر فتحیاب ہوئی ہین اور
اسکو دبالیا ہی اور نفس انکے کہنے مین ہوگیا ہی۔ کوئی عارف فرماتے ہین
کہ بلا لبونے سفر کی انتہا نفس سے جیتنا ہی پس جو شخص نفس سے جیت گیا
وہ بہتری اور مطلب کو پونہچا اور جس شخص کا نفس اوسپر جیتیا وہ ٹوٹے مین
رہا اور ہلاک ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ
سو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو
الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی
دوزخ ہی ہے اوسکا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا
جی کو بری چاہ سے
فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی خلاصہ یہہ کہ نفس سرکشی اور دنیا کے اختیار
سو بہشت ہی ہے ٹھکانا
کرنیکی طرف بلاتا ہی اور خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنی خوف اور ہوا نفسانی

وقال صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم لحصین بن المنذر
قل اللھم الھمنی رشدی
وقنی شر نفسی وقال لرفیق
رشدا فوق طرفہ عین
مختلف طرق فھم بین
سالک کھم علی القلب وبین
فاطمۃ بین القلب وآفتہ لوایل خل علی
سبب ہلاکہ ولا یحصل الیہ الا بعد
قربہا وایاہا والناس علی قسمین فمنہم
نفسہ فملکتہ وہلکتہ ومنہم ظفر بنفسہ
فقھرھا وصارت طوعا لھم وقال
بعض العارفین انما سفر الطالبین
الی الظفر بانفسھم فمن ظفر بنفسہ
افلح وانجح ومن ظفرت بہ نفسہ
خسر وھلک قال تعالیٰ
فاما من طغی واثر الحیوۃ
الدنیا فان الجحیم ہی
المأوی واما من خاف مقام
ربہ ونہی النفس عن
الھوی فان الجنۃ ہی
المأوی فالنفس تدعو الی
الطغیان وایثار الدنیا
والرب یدعو عبدہ الی

باز رکھنی کیطرف بلاتا ہے اور دل ان دونو بلانے والونکی بیچمین ہے
کبھی اسکی طرف جھکتا ہی اور کبھی اسکی طرف اور یہہ مقام امتحان اور
جانچ کا ہی اور چونکہ اللہ تعالی نے نفس کو قران مجید مین تین صفتون
سے موصوف فرمایا ہی ایک اطمینان والا دوسری برائیکا حکم کرنیوالا
تیسرے ملامت کرنیوالا۔ تو لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ ایک
ہی ہے اور یہہ تینون اسکی صفتین ہین یا بندہ کے تین نفس ہین اول
قول تو فقیہون اور کلام والون اور اکثر تفسیر والون اور محقق صوفیونکا
ہی اور دوسرا قول اکثر صوفیونکا ہی۔ اور تحقیق یہہ ہی کہ دونو فریقون مین
اسباب مین تو جھگڑا نہین کہ نفس ایک ہی مگر ہر ایک صفت کے ساتھہ
جداگانہ معتبر کر لیا گیا ہی اس اعتبار سے کئی ہو گئی ہین اور مجھی گمان نہین کہ
لوگ یون کہتے ہون کہ ہر شخص کے لئے تین نفس ایسے ہون کہ ہر ایک اپنی
ذات سے قائم ہو اور تعریف اور ماہیت مین دوسرے کا مساوی ہو اور
خدا تعالی نے بھی جہان نفس کو ذکر کیا ہی یا اوسکو نفس والے کی
طرف منسوب کیا ہی تو مفرد ہی فرمایا ہی اسیطرح حدیث شریف مین بھی جہان
نفس وارد ہی تو مفرد ہی وارد ہی اگر بالفرض آدمی مین تین نفس ہوتے

فی الانسان ثلاث نفس
ولو کان
فی الاحادیث
وکذا ورد بها
فانما ذکرها بلفظ الافراد
النفس واضافها الی صاحبها
وحیث ذکرت بلفظ
للاخری فی المحل والحقیقة
وما ظنه
صفة دون
فی انها واحد وانما اعتبرت مع کل
والتحقیق انه لا نزاع بین الفریقین

توکہین ایک ہی جگہہ قران و حدیث مین نفوسک اور نفوسہ یعنی تیری
نفس اور اُسکی نفس ارشاد ہو جاتا جب لفظ جمع کہین نہین آیا تو معلوم
ہوا کہ نفس ایک ہی ہی اب ہر ایک کی تعریف سُننی چاہئیے کہ نفس جب اللہ
کے ذکر سے ساکن اور چین پکڑنیوالا ہوتا ہی اور اُسکی نزدیکی سی انس پاتا
ہے تو وہ اطمینان والا ہی اوسیکو مرنیکے وقت کہا جائیگا یَا اَیَّتُہَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً حضرت ابن عباسؓ فرماتے
ہین کہ مطمئنہ سی مراد تصدیق کرنیوالا ہی اور حضرت قتادہؓ کہتی ہین کہ
وہ مومن ہی جسکے نفس نے اللہ تعالی کے وعدہ پر اطمینان پکڑا اور
ایسا ہی حضرت حسنؓ سی مروی ہی اور حضرت مجاہدؒ سی منقول ہی کہ وہ جو
کرنیوالا اور دینی والا ہی جسکو یقین ہی کہ اللہ تعالی میرا رب ہی اور اوسیکی
امر اور طاعت اور ذکر کے لئی پہلو مارتا ہی اور اُسکی ہوا کیطرف نہیں
ٹھہرتا اسلئی کہ وہ اطمینان پا چکا ہی خدا تعالی کے ملنی اور اوسکی وعدہ
اور اوسکے ناموں اور صفتون کی حقیقتونکی تصدیق سی اور اُسکی کافی
اور بس ہونے اور ضامن ہونیسے اور اگر نفس اسکی برخلاف ہوگا تو وہ بدی
کا حکم کرنیوالا ہے کہ گمراہی کی خواہشون اور باطل کی پیروی مین سی جو

اوسکا آقا چاہی اوسکو حکم کرتا ہے تو یہہ نفس ہر بدی کا گہر ہی اگر آقا
اسکی اطاعت کریگا تو اوسکو ہر ایک طرحکی خرابی اور برائی مین لیجائیگا
اور اللہ تعالی نے جو اس نفس کو امارہ مبالغہ کے وزن سی فرمایا ہی
اسمین اشارہ ہی کہ حکم برائی کا کرنا اسکی عادت اور خو ہی اسلئی کہ اصل
مین یہہ نفس جاہل اور ظالم ہی انصاف اور عدل اسکی پروردگار اور
خالق کے الہام سی اوسپر آجایا کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَکُوْا اَفْضَلُ
اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا پس جب اللہ تعالی کو اوسکی بہتری
منظور ہوتی ہی تو اوسمین وہ بات پیدا کر دیتا ہی جس سی وہ مسنور جادی
اور جب اوسکی بہتری نہین منظور ہوتی تو اوسکو جس حال پر وہ ہوتا ہی
اوسی پر چھوڑ دیتا ہی اسیوجہ سی بندہ کو اپنی پروردگار کیطرف ضرورت
ہر ایک ضرورت سی بڑہکر ہی **اور نفس لوامہ** یعنی ملامت کرنیوالیکا حال یہہ ہی
کہ اس وصف کی نکلنی مین اختلاف ہی کہ تلوم بمعنی تردد سی نکلا ہی یا لوم بمعنی
ملامت سی اور سلف کی عبارت سی بھی دونو معنی معلوم ہوتے ہین سعید بن جبیر
فرماتے ہین کہ مینی حضرت ابن عباس سی پوچھا کہ نفس لوامہ کیا ہی انہون
نے فرمایا کہ وہ نفس ملامت کرنیوالا ہی اور حضرت مجاہد فرماتے ہین

فبقی ما وی کل شیء ان
اضافۃ الی کل فرد
وکل مکرم وفق فی فعلہ
امان بصیغۃ المبالغۃ
اشارۃ الی ان ذلک دلیل
ودلیلہا الانصاف الاصل
جاہلۃ ظالمۃ والعلم
وتعلمون ظاہر علیہا بالالہام
وقاضی ہما قال تعالی وتوکل
فضل اللہ علیک
وانزل منکم من احد ابدا ولکن اللہ
ولیہا من یشاء فاذا اراد اللہ
١١
بہا خیرا جعل فیہا لوامۃ
ہی علیہ فلذا کانت ضرورۃ
لہ ربہ ففی کل ضرورۃ فصل
وامّا اللوّامۃ فاختلف فی اشتقاق
اللوم والتردد
ہذا الوصف لہا عمل من
فقال سعید بن جبیر
ابن عباس ما النفس اللوامۃ قال
ہی النفس اللوم قال ای ہی

کہ نفس لوامہ وہ ہی جو فوت ہوئی چیز پر نادم ہوا در اوسپر ملامت
کری اور حضرت قتادہ فرماتے ہین کہ لوامہ بدکار سی غرض ہی اور
عکرمہؓ فرماتے ہین کہ لوامہ وہ ہی جو خیر و شر پر ملامت کری اور عطاؓ
حضرت ابن عباسؓ سی یون روایت کرتے ہین کہ ہر ایک نفس قیامت
کے دن اپنی آپکو ملامت کریگا نیک آدمی تو اپنی بات کی ملامت اپنے
نفس کو کریگا کہ نیکی زیادہ کیون نکی اور برا آدمی اپنی نفس کو یہہ ملامت کریگا
کہ اپنی برائی سی رجوع کیون نہ کی اور حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ ایماندار
کو بخدا جب دیکھوگے اپنی نفس کو سب حالتونمین ملامت ہی کرتا پاؤگی جو کچھہ وہ کرتا ہی
اوسکو کم جانتا ہی اسلئی پشیمان ہوکر اپنی نفس کو ملامت کرتا ہی اور بدکار
ہمیشہ بڑہی جاتا ہی اور اپنی نفس کو نہین جھڑکتا یہہ قول اون لوگون کے
ہین جو یہہ کہتے ہین کہ لوامہ لوم سی نکلا ہی اور جو لوگ تلوم سی مشتق
بتاتے ہین تو اسکی کثرت تردد کی جہت سی اور اسوجہ سی کہ وہ ایک حال
پر نہین رہتا اور قول اول یعنی لوم سی مشتق ہونا ظاہر ہی ورنہ اگر تلوم
سی مشتق ہوتا تو لوامہ کی جگہہ متلومہ کہتے اور نفس کبھی امارہ ہوتا ہی
اور کبھی لوامہ اور کبھی مطمئنہ بلکہ ایک ہی وقت مین یہہ تینون اوصاف

اوسکی اندر ہوجاتے ہین اور نفس کے غالب ہوجانیسے دلپر جو روگ
ہوتا ہی اوسکے دو علاج ہین ایک تو نفس سی حساب لینا دوسرا اُسکی خلاف
کرنا اور اگر حساب لیا جاوی اور خواہشونکی پیروی مین نفس کی موافقت کیجاوی
تو ان دونو باتونسی دلکی موت ہی شداد بن اوس رض کی حدیث مین جسکو
حضرت امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہی وارد ہی کہ دانا وہ ہی جو
نفس کو مطیع کرلے اور مرنیکے بعد کی لئی کام کری اور عاجز وہ ہی جو
نفس کی خواہش مین اوسکی پیروی کری اور اللہ پر آرزو کری اور امام
احمد نے حضرت عمر بن خطاب رض سی روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ
اپنی نفسونکا حساب تو پیشتر اس سی کہ تمسی حساب لیا جاوی اور اُنکو تولو
پہلے اس سی کہ تم تولیجاؤ اسلئی کہ اگر تم آج اپنی نفسونکا حساب لوگے
تو کل کو تمپر حساب مین آسانی ہوگی اور بڑی پیشی کے لئی آراستہ ہوجاؤ
اُس روز تمہارا سامنا ہوگا کہ کوئی تمہارا بھید چھپا نرہیگا اور حضرت
حسن سی روایت ہی کہ مومن کو جب پاؤگی تو اپنی نفس کا حساب ہی کرتا ہوگا
کہ کہانے سی تیری کیا مراد ہی اور پینی سی کیا غرض ہی اور بدکار ہمیشہ
یون ہی گذارتا ہی اور اپنی نفس کا حساب نہین لیتا اور میمون بن مہران

احمد عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا تهیئوا للعرض الاکبر یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیة وعن الحسن رحمه الله المؤمن لا یزال یحاسب نفسه ما ذا اردت بکلمتک ما ذا اردت بنظرتک ما ذا اردت بخطوتک ویحک فالکافر یمضی قدما لا یحاسب نفسه وقال میمون بن مهران

لا یکون العبد من المتقین حتی یحاسب نفسه اشد من محاسبة الشریک شریکه فیعلم من این مطعمه ومشربه وملبسه ومنکحه اذا کان له شریک حاسبه فلذلک قیل الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وقال الحسن رحمه الله

هواها وفق تحریث شداد
بن اوس الذی تقاه اهل وعین
الکیس من دان نفسه وعمل
لما بعد الموت والعاجز
من اتبع نفسه هواها وتمنی
علی الله وقال الحسن رحمه الله

وقال میمون بن مهران

وقال میمون بن مهران

لا یکون العبد من المتقین حتی یحاسب نفسه اشد من محاسبة الشریک شریکه فیعلم من این مطعمه ومشربه وملبسه ومنکحه اذا کان له شریک حاسبه فلذلک قیل الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وقال الحسن رحمه الله المؤمن لا یزال یحاسب نفسه ما ذا اردت بکلمتک ما ذا اردت بنظرتک ما ذا اردت بخطوتک ویحک فالکافر یمضی قدما لا یحاسب نفسه

یحصل فیها فاقدة الاوصاف
ومرض القلب باستیلاء
النفس علیه فلاجل
محاسبتها ومخالفتها وهلاک
القلب من اهمال محاسبته
لها ومن موافقتها واتباع

فرماتے ہین کہ بندہ متقی نہین ہوتا جبتک کہ اپنی نفس سی حساب لینے
مین زیادہ کڑا نہو بنسبت ایک شریک کی حساب لینی کے دوسرے
ساجہی ہی اور میمون بن میسرہ کہتے ہین کہ نفس مثل دغاباز شریک کی ہی اگر تم
سی حساب نلو تو وہ تمہارا مال خود برد کرلیگا اور امام احمد وہب سی روایت
کرتے ہین کہ آل داؤد کی حکمت مین لکہا ہوا ہی کہ عاقل پر واجب ہی کہ چار
ساعتونسی غافل نہو ایک وہ ساعت جسمین اپنی پروردگار سی مناجات
کری دوسری وہ ساعت کہ اسمین اپنی نفس سی حساب لے تیسری وہ ساعت
کہ اسمین اپنی اُن بھائیونکی ساتہہ الگ بیٹہی جو اوسکی عیب بتا دین اور
نفس کیطرف سی اوسکو بچا کرین چوتھی وہ ساعت کہ اسمین اپنی نفس کو حلال
چیزونکے ساتھہ لذت حاصل کرنے دی کیونکہ یہہ چوتھی ساعت پہلی
تین ساعتونپر مددگار ہوگی اور دلونکی ماندگی دور کریگی اور یہہ روایت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مبارک سی مرفوعاً بھی آئی ہی ابو حاتم وغیرہ نے
اسکو روایت کیا ہی اور احنف بن قیس کا دستور تہا کہ چراغ کی پاس آتے
اور اپنی اُنگلی اُسکی لو پر رکہتے پہر کہتے کہ ای حنیف تجکو کس چیز نی جرأت
دی کہ فلان روز تو مرتکب اُس فعل کا ہوا اور فلان روز اوس فعل کا

حکمۃ داؤد علیہ السلام ذراع ۱۱۰

ارتحال عمرو وہب بمالک وذکر الامام
احمد ان لا یغفل عن اربع ساعات فی
ربہ وساعۃ یحاسب فیہا نفسہ وساعۃ
یخلو فیہا لمعاشہ من الحلال وساعۃ
یخلو فیہا لاخوانہ الذین
یخبرونہ بعیوبہ ویصدقونہ عن نفسہ و
ساعۃ یخلو فیہا بنفسہ وبین لذاتہا فیما یحل
فان فی ہذہ الساعۃ عونا علی تلک
الساعات واجماما للقلوب وقد
روی ہذا معنی مرفوعا من کلام النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رواہ ابو حاتم وغیرہ وکان
الاحنف بن قیس یجیء الی السراج
فیضع اصبعہ فیہ ثم یقول
حس یا حنیف فما حملک علی
ما صنعت یوم کذا فی کذا

اور حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے کسی عامل کو لکھا کہ حساب لے
اپنے نفس کا وسعت کیوقت مین پیشتر شدت کے حساب سی اسلئے کہ
جوشخص اپنی نفس کا حساب شدت کی حساب سی پیشتر وسعت مین لیگا
تو اُسکا معاملہ رضا اور خوشحالی کیطرف رجوع کریگا اور جس کیلئے زندگی
غافل کریگی اور اوسکی خواہشین روکی رہینگی اوسکا مآل ندامت و افسوس
ہوگا اور حضرت حسنؑ فرماتے ہین کہ مومن اللہ کیواسطی اپنی نفس پر
دارو غہ ہوتا ہی اور قیامت کی روز اُنہین لوگونپر حساب ہلکا ہوگا جنہونے
دنیا مین اپنی نفسونکا حساب لیا اور مشکل اُن لوگونکا ہوگا جنہونے
اس کام کو نے حساب لیا اور حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہین کہ
خدا تعالی رحم کری اُس بندہ پر جو اپنی نفس سی کہی کہ تو فلان گناہ والا
نہین تو فلان قصور کا مرتکب نہین پہرا اوسکو لگام دی پہرنا تھی پہر
اللہ تعالی جلشانہ کی کتاب کی پیروی اوسپر لازم کردی۔ اور نفس کو
آدمی کے ساتھہ مال کے شریک کی سی نسبت بیان کی گئی ہے
شریک کی ساتھہ نفع پورا اوسصورتمین ہوتا ہی کہ اول اُس سی باہمدگر شرط
کرلیجاہی دوم اُسکی کام کی نگرانی اور خبرگیری رکھی جاوے سوم اُس

فی الرضا والغبطة ومن
الرضا والغبطة ومن
نفسه فی الرخا قبل حساب
نفسه فی الرخا قبل حساب
الشدة فمن حاسب
الشدة عاد امره الی
عاد امره الی الرضا
وشغلته اهواؤه
الرضا وشغلته اهواؤه
وقال الحسن المؤمن قوام علی
وقال الحسن المؤمن قوام علی
نفسه یحاسبها لله وانما خف الحساب یوم
نفسه لله وانما خف الحساب یوم
القیمة علی انا یحاسبوا انفسهم
القیمة علی انا یحاسبوا انفسهم

١١

فی الدنیا واغاشق علی انا یحاسبوا انفسهم
فی الدنیا واغاشق علی انا یحاسبوا انفسهم
هذا کتاب من عبد الله مالک بن دینار لعبد الله عمر امیر المؤمنین رحمه الله وقال
هذا کتاب من عبد الله مالک بن دینار لعبد الله عمر امیر المؤمنین رحمه الله وقال
صاحبة الکتاب صاحبة فانظر الکتاب
صاحبة الکتاب صاحبة فانظر الکتاب
انزمها کتاب الله عز وجل ثم زمها ثم خطمها ثم
انزمها کتاب الله عز وجل ثم زمها ثم خطمها ثم
وقال مثل النفس مع
وقال مثل النفس مع
صاحبها کمثل الشریک فی
صاحبها کمثل الشریک فی
المال الا تجد الشریک
المال الا تجد الشریک
تمنع الا
تمنع الا
احتاط لنفسه ومطالبها
احتاط لنفسه ومطالبها
بما یصلح ویرفعه
بما یصلح ویرفعه

سی حساب کتاب کیا جاویگا اور اگر کوئی خیانت پاوی تو اُس سے
روکدیا جاویگا پس جو شخص نفس سی شرط ساتون اعضا کے نگاہ رکھنی
کی نکریگا جنکی حفاظت اصل سرمایہ ہی تو وہ طمع نفع کی کیسی رکھیگا اور وہ
ساتون اعضا یہہ ہین آنکہہ کان مُنہ زبان شرمگاہ ہاتھہ پانو
کہ یہی ساتون سواری نجات کی بہی ہین اور ہلاکی کی بہی اللہ تعالی
فرماتا ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور فرمایا
کہدو ایمان والونکو کہ نیچی رکہین نظرا اپنی آنکہین اور تھامے رہین اپنے ستر ۱۲
وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اور فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اور مت چل زمین مین اترا تا ۱۲ اور نہ پیچہے پڑ جس بات کی خبر نہین تجکو
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا اور فرمایا
بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سب کی اوس سے پوچہہ ہوگی ۱۲
قُلْ لِّعِبَادِىْ يَقُوْلُوا الَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
کہدے میرے بندون کو بات وہی کہین جو بہتر ہو ۱۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
اللہ سی اور کہو بات سیدہی ۱۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۔ ان آیتون سی ان اعضا مذکورہ کی
اور چاہیے دیکہے کوئی جی کیا بہیجا ہی کل کیواسطے ۱۲
حفاظت رکہنی پائی جاتی ہی پس جب نفس سی انکی حفاظت کی شرط کرلی
تو پہر چاہیئے کہ نفس کی نگرانی اور خبر گیری رکہی کیونکہ اگر ایک لحظہ اُسکی
خبر نہ لیگا تو وہ خیانت مین پڑ جاویگا پہر اگر اسیطرح چہوڑی رکہیگا تو
وہ خیانت مین بڑہتا جاویگا یہانتک کہ اصل مال سب جاتا رہی اور اگر

۱۰

ہمیشہ دیکھتا بھالتا رہیگا تو کیا عجب ہی کہ حفاظت پوری ہو اِس سی معلوم
ہوا کہ جس شخص کو نقصان معلوم ہو وہ نفس کیطرف رجوع کری اور حساب
کے بعد اگر گھٹی رہی تو اُس سی بہرلے جیسی شریک اپنی سا جہی سی کیا کرتا ہی
کہ جو گذر گیا وہ اُس سی لے لیتا ہی اور اینده کی لئی بجا آوری شرائط
اور حفاظت مین جو قصور ہوتا ہی اوسکا تدارک کرتا ہی اور شریک کی خیانت
کیصورت مین تو یہ بھی ممکن ہی کہ معاملہ شرکت توڑ دیا جاوی مگر یہہ بات
نفس کے ساتھہ مین نہین ہوسکتی کہ اگر وہ خائن ہو تو معاملہ اُس سے
چھوڑکر اوسکے عوض دوسری سی کیا جاوی اسلئی کہ نفس ایسا شریک ہی کہ
آدمی کو اُس سی چارہ نہین اور بجز نگاہبانی اور حساب لینی کے کوئی
اور سبیل نہین — اور نگاہبانی اور حساب پر یہہ بات جاننی مدار ہوئی
ہی کہ جتنی آج حساب مین کوشش کرونگا اوسیقدر کل کو آرام پاؤنگا
جبکہ حساب اور کے سپرد ہوگا اور جسقدر اوسمین آج سستی کرونگا اوسیقدر
کل کو مجھپر حساب سخت ہوگا اور یہہ جاننا کہ نفع اس تجارت کا جنت مین
رہنا ہی اور اوسکی گھٹی دوزخ مین جانا اور یہہ کہ ہر ایک سانس اِس عمر
کی سانسونمین سی ایسا جوہر نفیس ہے کہ اُسکے مقابل جونسا خزانہ خزانونمین

سے ہوا وسکی برابر نہو گا پس ایسی سانسون بیش بہا کو تلف کرنا
اور اوسکے بدلے مین مہلک چیز کو خریدنا اس شخص کا کام ہی جسپر
نقصان عظیم ثابت ہو چکا ہی اور وہ شخص سب لوگونمین جاہل تر اور احمق
ہو گا اور اوسکو یہہ ٹوٹا معلوم نہو گا مگر اُس حسرت کے دنمین جسکی
شانمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا
جسدن اپنا دیکھیگا ہر شخص جو کی ہی نیکی روبرو اور جو
عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِیْدًا +
کی ہے برائی آرزو کریگا کہ ہمہ مین اور اوسمین فرق پڑجاوی دور کا ۱۲

فصل اور نفس کا حساب لینا دو طرح پر ہے ایک تو کام سی پہلے دوسرے
اوسکے بعد عمل سی پہلے حساب کی یہہ صورت ہی کہ اپنی اول قصد عمل پر
توقف کری اور جبتک کام کے کرنیکی ترجیح نکرنے پر معلوم نہو جاوی
تب تک کرنیمین جلدی نکری حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ خدا تعالےٰ
رحم کری اُس بندہ پر کہ اپنی ارادہ کیوقت توقف کری اگر ہوا وہ کام
اللہ تعالیٰ کے لئی تو کیا اور اگر غیر اللہ کے لئی ہوا تو ملتوی رکھا اور
بعد عمل کے حساب کرنا تین قسم ہی اول نفس کا حساب لینا کسی طاعت پر
جسمین کوتاہی کی ہو یعنی اخلاص اور نصیحت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور مقام احسان کو دیکھنا اور اپنی اوپر خدا تعالیٰ کی منت اور اسکی بعد

فما یضیعہ من الاوقات
وفیما یرجی بھا من الثواب
ھذا ان لم یتمکن من ترکھا
وان تمکن من ترکھا
ان کان من الجھل الخالص
والحمق الفاحش
بحیث لا یخفی علی احد
ولا یظن بہ
ان لہ ھذا الخسران
یوم التغابن
یوم یغبن فیہ کل نفس
ما عملت من خیر محضرا او ما
عملت من سوء تود لو ان بینھا
وبینہ امدا بعیدا
فصل
فی محاسبۃ النفس
وھی ان یقف عند اول ھم
ولا یبادر حتی
یتبین لہ رجحان العمل علی ترکہ
قال الحسن
رحم اللہ عبدا وقف عند ھمہ
فان کان للہ مضی
وان کان لغیرہ تاخر
والثانی ثلثۃ انواع
الاول محاسبتہ
علی طاعۃ قصر فیھا
فلم یوقعھا
علی الوجہ الذی ینبغی
من الاخلاص والنصیحۃ
ومتابعۃ الرسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فیہ
ومشھود
مستحق الاحسان فیہ
ومنھو منۃ اللہ علیہ

اپنے قصور کو مشاہدہ کرنا ان امور کے ساتھہ اُس عمل کو جسطرح
چاہیے تہا ادا نکیا ہو پس اپنی نفس سی حساب لیوی کہ بہلا ان چہون
مقامونکا حق پورا کیا ہی دوسری قسم یہہ کہ نفس سی حساب لیسی عمل کا
جسکا نکرنا نسبت کرنیکے اوسکے حق مین بہتر ہو تیسری یہہ کہ اپنی نفس کا
حساب کسی امر مباح یا عادت کی کام پر لے کہ آیا اس سی مقصود خدا تعالی
اور آخرت ہی تو اسمورتمین نفع پانیوالا ہوگا یا اُس کام سی مراد دنیا
اور اوسکی بالفعل کی چیزین ہین تو ٹوٹے والا ہوگا اور وہ نفع اوس سے
جاتا رہیگا **فصل** اور سب سی زیادہ مضر چیز بندہ کے حقمین یہہ ہی کہ
سستی کری اور نفس کا حساب نہ لے اور اوسکو مطلق العنان کر دی اور
اسباتکو سرسری جانے اور کامونکی انجام سی آنکہین بند کرلے اور نخشش
الٰہی پر تکیہ کری یہانتک کہ گناہونکا کرنا اوسپر آسان ہو اور اُن سے
اُلفت ہو جاوے اور اُنکو چہوڑنا شاق معلوم ہو اور اگر بندہ کو عقل و سنجہ
ہو تو جانے کہ گناہونسی اول ہی بچا رہنا آسان تر ہی نسبت مبتلا ہو کر
چہوڑنیکے۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہین کہ توبہ ابن صمہ رقہ مین تہی اور
اپنی نفس کا حساب لیا کرتے تہی ایک روز حساب کیا تو معلوم ہوا کہ

انکی عمر ساٹھ برسکی ان برسونکے دن کئی تو اکیس ہزار پانسون ہوئے
پس ایک چیخ ماری اور کہا کہ اگر دنمین ایک ایک ہی گناہ ہو تو اپنے پروردگار
کے سامنے اکیس ہزار گناہ لیکر جاؤن اور جس صورتمین کہ ایک روز
مین ہزارون گناہ ہون تب کچھہ ٹھکانا نہین یہہ کہکر بیہوش ہوکر گر پڑے
لوگون نے دیکھا تو مر گئے پھر اُنہون نے سُنا کہ کوئی یون کہتا ہی

ع کیا خوب ہی یہہ دورُنا فردوس برین کو + اور حساب لینے کا قاعدہ
کلیہ یہہ ہی کہ اول نفس کا حساب فرائض پر لے پس اُنمین کچھہ کمی یا دآوے
تو اوسکا تدارک کرے پھر منع کی ہوئی چیزونکا حساب لے اور اگر معلوم
ہو کہ کسی ممنوع چیز کا مرتکب ہوا ہی تو توبہ اور استغفار سے اور اُن نیکیون
سے جو بُرائی کو مٹاوین اوسکا تدارک کرے پھر غفلت کا حساب لیوے اور
اُسکا تدارک ذکر کرنے اور خدا تعالی کیطرف متوجہ ہونیسے کرے پھر جو کچھہ
زبان سے بولا ہو یا پانو سے کسی چیز کیطرف چلا ہو یا ہاتھہ سے اوسکو پکڑا
ہو یا کانونسے اوسکو سُنا ہو اُسکا حساب نفس سے لیوے کہ تیری اُس سے
کیا غرض ہی اور کونسی وجہ سے تونے اسکو کیا کیا تجھے معلوم نہین کہ ہر حرکت
اور کلمہ کے لئے دو دفتر کھلینگے ایک یہہ کہ کیون کیا دوسری یہہ کہ

وکلمۃ یدیوان لم تفعلہ ما
انہ یبشر لکل حرکۃ
وعلی ای وجہ فعلتہ او علت
او سمعتہ اذنا ہ ماذا اردت بھذا
رجلاہ او بطشت بیداہ
بہ لسانہ او مشت الیہ
واہ اقبال ثم بحاسبہ النفس
منہا شیئا تدارکہ بالتوبۃ و
الاستغفار والحسنات الماحیۃ ثم علی
الغفلۃ فیتدارک ذلک بالذکر
ذلک ان کان فی فعل ما نقصان تدارکہ
علی المناہی فان عرف انہ ارتکب
الف ذنب کفی فی الجواب
الف من الذنوب بانی عملت
مغشیا علیک فیقال لک بالک مین کنت فضعف
الف فرائض وہیہات لعلک الفرائض
فما شعلا یقبل لک بالک مین کنت فضعف
ذلک ان کان فی فعل ما نقصان تدارکہ
علی المناہی فان عرف انہ ارتکب
منہا شیئا تدارکہ بالتوبۃ و
الاستغفار والحسنات الماحیۃ ثم علی
الغفلۃ فیتدارک ذلک بالذکر
واہ اقبال ثم بحاسبہ النفس
بہ لسانہ او مشت الیہ
رجلاہ او بطشت بیداہ
او سمعتہ اذناہ ماذا اردت بھذا
وعلی ای وجہ فعلتہ او علت
انہ یبشر لکل حرکۃ
وکلمۃ یدیوان لم تفعلہ ما

کیونکر کیا اول سوال اخلاص سی ہوگا اور دوسرا متابعت سے
اللہ تعالی فرماتا ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور
سو قسم ہے تیرے رب کی ہم کو پوچھنا ہی ان سب سی جو کام کرتے ہین ۱۲
فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِينَ اور لِيَسْـَٔلَ الصَّادِقِينَ
سو ہمکو پوچھنا ہی اُن سی جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہی رسولون سے تا پوچھی اللہ سچون سے
عَن صِدْقِهِمْ ۔ پس جب لوگون سے سچ کے اوپر باز پرس اور حساب
اونکا ۱۲
ہوگا تو جھوٹون پر کیا گمان کرنا چاہیئے ۔ مقاتل اسکی تفسیر مین فرماتے
ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہمنی اُنکا عہد لیا تاکہ صادقین یعنی انبیا ۴
سی پیام پہونچانیکا حال پوچھین اور مجاہد کہتی ہین کہ غرض یہہ ہی کہ جو
لوگ انبیا کیطرف سے پیام ادا کرینگے اُنسے باز پرس اسبات کی ہوگی کہ
انبیا کیطرف سی پیام پہنچا دیا کہ نہین جیسے انبیا سی پوچھہ ہوگی کہ خدا تعالے
کیطرف سے پیام پونہچایا کہ نہین اور تحقیق یہہ ہی کہ آیت دونو مضمونونکو
شامل ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ
پھر اُسدن پوچھین گے تم سے اوسدن آرام کی حقیقت ۱۲
محمد بن جریر اسکی تفسیر مین کہتی ہین کہ جس نعمت مین دنیا مین تھی اوسکا
حال پوچھا جائیگا کہ تمنی اُسمین کیا کیا اور کہانسے اُس تک پونہچی اور
کس کام مین اوسکو لگایا اور اُس سی کیا کیا ۔ اور جس نعمت کی پوچھہ
ہوگی وہ دو قسم پر ہی ایک تو وہ کہ وجہ حلال سی لی گئی اور حق طور پر صرف

یعنی الانبیا عن تبلیغ الرسالۃ وقال
هل بلغوا عن الله والمتعنتين عن
الرسل هل بلغوا عنهم كما سأل الرسل
هل بلغوا وهذا وقال تعالى ثم لتسئلن يومئذ
عن النعيم قال محمد بن جرير
فالنبأ عما ذا اعلمتم فيه وفيم صنعتم
وماذا اعلمتموه والنعيم
المسئول عنه نوعان نوع
انتفاع من حلله وصرف

ہوی اوسکے تو شکر سے سوال ہوگا دوسری یہہ کہ وجہ ناجائز سے
لی گئی اور ناحق مین صرف ہوئی اوسکی خرج اور صرف کی جگہہ سی سوال ہوگا۔
اور محاسبہ کے واجب ہونے پر یہہ قول خدا تعالی کا دلالت کرتا ہے
یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ **فصل**
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے دیکھے ہر جی کیا بھیجا ہے کل کیواسطے ۱۲
نفس کے حساب لینے مین کئی مصلحتین اور فائدی ہین اول نفس کے
عیبو نپر واقف ہونا اور جو شخص اپنی نفس کے عیب پر واقف نہوگا
تو وہ اوسکے عیب کو دور نکر سکیگا پس جب عیب پر واقف ہو تو
نفس سی اللہ پاک کی لئی دشمنی رکھی امام احمد حضرت ابو درداؓ سے
راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ آدمی پورا دانا نہین ہوتا جبتک کہ
لوگونکو خدا تعالی کے مقابل مین دشمن نجانے پھر اپنی نفس کیطرف
رجوع کرکے اُس سی سب سے بڑھکر دشمنی نکری۔ اور مطرف بن عبد اللہ رح
کہتی ہین کہ اگر مین اپنی نفس کا حال نجانتا ہوتا تو لوگونپر غالب ہوتا اور
عرفہ مین کسی دعا مین یون کہا کہ آلہی لوگونکو میری باعث سی نامنظور فرمانا
اور ابوب سجستانی کہتی ہین کہ جب نیکبخت ذکر کئی جاتے ہین تو مین اُن سے
الگ ہرتا ہون اور جعفر بن زید کہتی ہین کہ ہم ایک جہاد مین کابل کیطرف

[illegible] فصل [illegible] عن نفسہ [illegible] عیبہ [illegible] ذات اللہ [illegible] امام احمد عن ابی الدرداء [illegible] الناس [illegible] لہا اشد مقتا [illegible] لعلم ما علم من نفسہ [illegible] اللھم لا تزد الناس [illegible] اعزل [illegible]

گئی اور لشکر مین صلہ بن اشیم بھی تھے لوگ عشا کیوقت اُتری اور نماز
پڑہی وہ بزرگ لیٹ رہی مین نے دلمین کہا کہ دیکہون یہہ کیا کرینگے
پس لوگونکی غفلت کی جو یاری جب میری عندیہ مین لوگ سوگئی تو صلہ
بن اشیم اوٹھی اور ایک جہاڑ یمین جو مہی قریب تہی گہس گئی اور مین بھی
اُنکی پیچہی ہی گیا وہان پونہچکر اُنہون نے وضو کیا اور کہڑی ہوکر نماز
پڑہنے لگے اور ایک شیر آیا یہانتک کہ اُن سی قریب ہوا مین ایکدرخت
پر چڑہگیا پس گویا اُنہون نے اُسکو دیکہا اور بہیڑیے کا بچہ جانا جب وہ سجدہ
مین گئی تو مینے کہا کہ یہہ درندہ اب اُنکو چیرڈالیگا پہر وہ بیٹہی اور معلوم
کیا کہ شیر ہی اُسکو فرمایا کہ ای درندی اپنا رزق اور جگہہ جا دیکہہ وہ اُس
زور وشور سی غراتا گیا کہ مین یہہ کہتا تہا کہ پہاڑ اُسکی آواز سی پھٹ
جائینگی غرضکہ صبح تک اسیطرح نماز پڑہتی رہی یہانتک کہ جب صبح ہوئی تو
بیٹہی اور خدا تعالی کی وہ تعریفین بیان کین کہ مینی ویسی نہین سُنی
تھی پہر عرض کیا کہ الٰہی مین تجہ سی یہہ سوال کرتا ہون کہ تو مجکو دوزخ
سی پناہ دیدا اور مجہہ جیسی کو یہہ جرأت کہان کہ تجہ سی جنت کا سوال
کری پہر آپ وہان سی لشکر کیطرف پہری اور صبح کو ایسی معلوم ہوتی تہی کہ

گویا خوب نرم بچھونے پر تمام رات سوئی ہین اور میری اوپر دنکو ایسی
سُستی تھی کہ خدا ہی جانتا ہی اور محمد بن واسع کہتے ہین کہ اگر گناہون
مین بو ہوا کرتی تو میرے پاس کوئی نہ بیٹھ سکتا - اور ابن ابی الدنیا
خالد بن ایوب سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے
عبادتخانہ مین ساٹھ برس سے رہتا تھا اوسکو خواب مین کسی نے کہی رات
کہا کہ فلانا موچی تجھ سے بہتر ہی وہ راہب اُس موچی کے پاس آیا اور
اُس سے اوسکے عمل کا حال پوچھا اوسنے کہا کہ مین ایسا آدمی ہون
کہ جو کوئی میرے پاس کو گذرتا ہی مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ تو جنت
مین ہوگا اور مین دوزخمین (یعنی اپنے آپکو سب سے بُرا جانتا ہون)
اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند حضرت عمر بن خطابؓ تک پونہچاکر کہا
ہی کہ آپ نے ایک روز فرمایا کہ الہی تو مجکو میرا ظلم اور کفر بخشدے
اوسوقت کسی نے آپکی خدمتمین عرض کیا کہ یا امیر المومنین ظلم تو یہی
ظلم ہی مگر کفر کیسا آپ نے فرمایا کہ جو اس قول خداوندی مین ہے
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ اور امام احمدؒ اپنی سند مسروقؒ تک
پونہچاکر فرماتے ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن

وَدخل عبد الرحمن على مسروق فقال يا امير المؤمنين هل الظلم فينا الا الكفر فقال ان الانسان لظلوم كفار وقال الامام احمد بسنده الى مسروق قال

وكفر فقال ان الانسان لظلوم كفار وقال ابن ابي حاتم بسنده الى عمر بن الخطاب انه قال يوما اللهم اغفر لي ظلمه

فقال ان الانسان لظلوم كفار وقال ابن ابي الدنيا حدثني احمد بن ابي الحسن الاصفهاني

(حكاية ١١٠)

سنة بنسبة فانزل الله مناما ليلة بعد ليلة ان

بني اسرائيل كان راهب في صومعة فقيل له ان

وذكر ابن ابي الدنيا حدثني خالد بن ايوب قال كان

ان يجلس اليه فقال له ان

ان محمد بن واسع كان

بي من الذنب لا يشبع

ان الله عالم به وقال

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس گئی اونہون نے فرمایا کہ مین نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ میری اصحاب مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ مجکو بعد
مرنے کے کبھی نہ دیکھین گے حضرت عبد الرحمن انکے پاس سے روتے
نکلے اور حضرت عمرؓ کے پاس گئی اور انکی خدمت مین عرض کیا کہ سنو آپ کی ماں کیا
ارشاد فرماتی ہین حضرت عمرؓ اوٹھی اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس آکر پوچھا
جب انہون نے حدیث بیان فرمائی تو آپ نے اونسے کہا کہ مین تمکو
اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا مین انہین لوگونمین سے ہون حضرت ام سلمہؓ
نے فرمایا کہ نہین اور تمہارے بعد اور کسیکو مین بری نکرونگی — امام ابن
قیم اس جملہ کے معنی اپنے استاد سے سنے ہوئے یہہ فرماتے ہین کہ حضرت
ام سلمہؓ کی غرض اس قول سے یہہ ہے کہ آگے کو مین یہ راہ بند کردونگی یہہ
غرض نہین کہ صرف حضرت عمرؓ کی برأت منظور ہو — اور ابن ابی الدنیا
مالک بن دینارؒ سے روایت کرتے ہین کہ کچھہ لوگ بنی اسرائیل کے عید
کے دن اپنی کسی مسجد مین تھے اتنے مین ایک جوان آیا اور مسجد کے دروازہ
پر کھڑا ہوا اور کہا کہ مجھہ سا آدمی تم لوگونکے ساتھہ اندر نہین جاسکتا
مینے فلان قصور کیا اور فلان خطا کی اپنے نفس کی حقارت کرتا رہا پس

اللہ تعالی نے اُن لوگونکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص صدیق ہے
اور امام احمدؒ وہبؒ سے راوی ہین کہ ایک سیاح نے خدا تعالی کی عبادت
سو برس کی پھر ایک روز نکلا اور اپنی عمل کو چھوٹا جانا اور اپنی تقصیر
کا مقر ہوا اور خدا تعالی سے اپنے درد کا اظہار کیا پس اوسکے پاس کوئی شخص
خدا تعالی کے پاس سے آیا اور کہا کہ تیری یہہ بٹیھک مجکو تیری عمر گذشتہ
کے عمل کی نسبت کر محبوب تر ہے اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہین کہ حضرت
عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اپنے دلونکو نرم کرو اسلئے کہ مین بھی نرم دل اور اپنے
نزدیک چھوٹا ہون اور احمد عبد اللہ بن رباح انصاری سے راوی ہین کہ
اونہون نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ بنی اسرائیل مین سے پوشیدہ جلقہ
دیکھتے اور اونکے درمیان بیٹھتے پھر فرماتے کہ آلہی مین مسکین ہون اور
مسکینون کے درمیان مین ہون اور عمران بن موسیٰ قصیر فرماتے ہین
کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ الہی مین تجکو کہان تلاش کرون حکم ہوا
کہ مجکو شکستہ دلون کے پاس تلاش کر کیونکہ مین اُنسے ایک ذرع ہر روز
قریب ہوتا ہون اور اگر یہہ بات نہو تو وہ لوگ ڈھا دین اور امام احمدؒ
کی کتاب الزہد مین مرقوم ہے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سے ساٹھ برس

فاوحی اللہ تعالی الی نبی بھم ان فلانا صدیق
وقال الامام احمد عن
وھب ان سائحا عبد
اللہ ستین وجعل یسیح فی بنی اسرائیل
خرج یوما فقال عبادی
واعمالی فشکی الی اللہ
فاتاہ ان اللہ ان یجعلک
احب الیہ من عملک فیما
مضی من عمرک وعن قتادۃ قال
قال عیسی علیہ السلام لینوا
قلوبکم فانی لین القلب صغیر عند نفسی وقال
احمد عن عبد اللہ بن رباح الانصاری
قال کان داؤد ع ینظر اعضر حلقۃ
فی بنی اسرائیل فیجلس بین ظھرانیھم
فیقول یا رب مساکین مساکین
فظھرانی مساکین وعن عمران بن موسی
القصیر قال قال موسی یا رب این
ابغیک قال ابغنی عند
المنکسرۃ قلوبھم فانی ادنو
منھم کل یوم باعا ولولا ذلک
لانھدموا وفی کتاب الزھد للامام
احمد ان رجلا من بنی اسرائیل
نعبد خمسین سنۃ

ایک حاجت کی طلب مین عبادت کی مگر کامیاب نہوا پس اپنے جیمین کہا کہ
بخدا اگر تجہہ مین کوئی بہتری ہوتی تو تجکو تیری حاجت ضرور ملتی اُس شخص کو
خوابمین یہہ کہا گیا کہ تو نے اِن ساعتونمین اپنے نفس کو بُرا کہنا دیکہا کہ یہہ
اُن برسونکی عبادت سے بہتر ہے دوسرا فائدہ نفس سے حساب لینے کا یہہ ہے
کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کا حق اپنے اوپر معلوم ہوجاتا ہے اور جو شخص کہ خدا تعالیٰ
کا حق اپنے اوپر نہین پہچانتا تو اوسکی عبادت اوسکو کچہہ فائدہ نہین دیتی
حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی حجاج نے اور
اُنسے جریر بن حازم نے اور اُنسے وہب نے کہ مینے سُنا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا
گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا اور تضرع کر رہا تھا حضرت موسیٰؑ نے
جناب احدیت مین عرض کیا کہ الٰہی اس شخص پر رحم فرما کہ مجکو اسکی حال پر
ترس آیا ہے خدا تعالیٰ نے اُنپر وحی بہیجی کہ اگر یہہ شخص مجھہ سے اتنی دعا مانگیگا
کہ اسکی قوا جاتی رہینگی تب بہی مین اوسکی دعا قبول نکرونگا جبتک کہ یہہ میرے
حق کو اپنے اوپر لحاظ نکریگا اِس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی حق
مین نظر کرتا ہے اوسکی لئے فروتنی کا دروازہ کہلجاتا ہے اور اپنے نفس سے
یاس ہوجاتی ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ اوسکو نجات بدون اللہ تعالیٰ

فرطب الحاجة فانظر
فقال في نفسه والله
فكان فيك خير لظننت
بحاجتك فاني فيما نراك
فقيل له ارأيت زمانك
على نفسك تلك
الساعات فانه خير
من عبادة تلك السنين ومن
فوائد محاسبة النفس معرفة
حق الله عليه ومن لم يعرف
حق الله عليه فان عبادته
لا تجدي عليه قال الامام
احمد حدثنا حجاج حدثنا جرير بن حازم
عن وهب قال بلغني ان موسى
عليه السلام مر برجل يدعو ويتضرع
فقال يارب ارحمه فاني قد رحمته
فاوحى الله اليه لو دعاني حتى
تنقطع قواه ما استجبت
له حتى ينظر في حقي
عليه فمن نظر في حق الله
انفتح له باب الخضوع
والانابة وان ظن
نفسه بريئا
لا تخصل له الاجابة

کی عفو اور مغفرت کے حاصل نہین ہوتی اِسلئے کہ خدا تعالیٰ کا حق یہہ ہے
کہ اوسکی اطاعت کیجاوے نہ نافرمانی اور یاد کیا جاوے تو نہ بھولا یا جاوے
پس بندہ یہہ جانے کہ مین اس حق کو جیسا چاہیئے ویسا ادا نہین کرتا ہون
اور بدون اوسکی معاف کرنے اور مغفرت کرنیکے میری گنجایش نہین
اور جو شخص اپنے حق کو خدا تعالیٰ پر لحاظ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس سے علیحدہ
ہو جاتا ہے اور اُسکا دل خدا تعالیٰ کی مغفرت اور محبت اور اوسکی یاد
سے آرام پانے سے محجوب ہو جاتا ہے اور اگر اعمال مین سے سب کچھہ کیا مگر خدا
کے حق کو اپنے اوپر پہچاننا نصیب نہوا تو جو نیکی کہ اوسکی اعمال کی نسبت
افضل تھی وہی نصیب نہوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی بھیجی
کہ جب تو مجھے یاد کرے تو ایسی طرح یاد کر کہ تیرے اعضا کانپتے ہون اور میری
یاد کیوقت عاجزی کرنیوالا اور اطمینان پکڑنیوالا رہ اور اپنی زبانکو
اپنے دلکے پیچھے کرلے اور جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو یون کھڑا ہو جیسے
بندہ حقیر اور ذلیل کھڑا ہوتا ہے اور اپنے نفس کو برا کہہ کہ وہ برا کہنے کے
لائق تر ہے اور جب تو مجھہ سے مناجات کرے تو دل خوف زدہ اور زبان سچی
سے کر اور ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کے حق پر بندہ کو لحاظ رکھنے کا یہہ ہے کہ

اپنے عمل پر ناز نہین کرتا کیونکہ جو شخص اپنے عمل پر ناز کرتا ہی تو اُسکا عمل خدا تعالے کیطرف نہین چڑہتا بعض اہل علم سے کسی شخص نے کہا کہ مین اپنی نماز مین کھڑا ہوکر اتنا روتا ہون کہ میری آنسوؤنسے سبزہ جمنے کے قریب ہوجاتا ہے اہل علم نے فرمایا کہ اگر تو ہنسے اور اللہ تعالی سے اپنے قصور کا اقرار کرے تو اس سے بہتر ہے کہ تو روے اور اپنے عمل سے ناز کرے اسلئے کہ ناز کرنیوالے کی نماز اوپر کو نہین جاتی اُس شخص نے کہا کہ آپ مجھے وصیت کرین عالم نے فرمایا کہ دنیا مین زہد کرنا اختیار کر اور اوسکے باہمین دنیا داروں سے نزاع مت کر اور شہد کی مکھی کیطرح ہو کہ کہا وے تو اچھا کہا وے اور جمع کرے تو مستہرا جمع کرے اور اگر کسی لکڑی پر گرے تو اوسکو نہ نقصان دے نہ توڑے اور تجکو وصیت کرتا ہون کہ خدای عزوجل کی خیر خواہی ایسی کرنا جیسے کتا اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہی کہ وہ اوسکو بھوکا رکھتی ہین اور نکالدیتی ہین مگر وہ اونکا گھر نہین چھوڑتا اور اسی جگہہ سے شاطبی نے یہ مضمون شعر مین باندہا ہی ؎ کہتی ہین کہ ہو سگ کیطرح جسکو نکالین ÷ گھر والے ولے رہتا ہی وہ اونکا وفادار ÷

بارہوان باب

علاج مین دلکی مرض کے جو شیطانکی باعث سی ہوا ور یہ بانہایت ضروری بانومین سی ہی
ازانجا کہ اللہ تعالی نے شیطان سی چند جا اپنی کتاب مجید مین ڈرایا ہی اور
اوسکی لئی ایک سورت پوری جدا کردی ہی (یعنی سورۂ ناس) تو اسی لئے
خداوند کریم کا ڈرانا شیطان سی نفس کے ڈرانیکی نسبت کرزیادہ ہوا اور
نفس کی شرارت اور خرابی صرف شیطانکے وسوسہ سے پیدا ہوتی ہی اسلئے کہ
نفس شیطانکی سواری اور جال کی جگہہ اور وسوسہ کا مقام ہی اور اللہ تعالے
نے شیطان سی پناہ مانگنی کا حکم تلاوت قران مجید کیوقت اور دوسرے
وقتونمین فرمایا اور نفس سی پناہ مانگنی کا ذکر بجز خطبہ حاجت کی اور کہین
نہین آیا اوس خطبہ مین آیا ہی کہ پناہ مانگتی ہین ہم اللہ سی برائیون سے
اپنی نفسونکی نظر براین جن ارباب سلوک نی عیوب نفس کا ذکر بہت کچھہ
لکھا ہی اور شیطان کے بیان اور اُس سی لڑائی کرنیکو مختصر لکھا ہی
تو اچھا نہین کیا **فصل** اللہ تعالی نے فرمایا فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
جب تو پڑھے قران
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ
تو پناہ لی اللہ کی شیطان مردود سی اوس کا زور نہین چلتا اوپر جو یقین رکھتے ہین
اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ہُمْ
اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اوسکا زور انہین پر ہی جو اوسکو رفیق سمجھتے ہین اور جو اوسکو
بِہٖ مُشْرِکُوْنَ — اس آیت مین اللہ پاک نے شیطان سی استعاذہ کا
شریک ٹھہراتے ہین ۱۲

حکم یعنی اُس سی رکنی اور بچنی اور پناہ ڈہونڈنی کی لئی قران کی پڑہنی کیوقت
مین حکم دیا اور اِس حکم کی کئی وجہین ہین اوّل وجہ یہ ہی کہ قران سینون
کے مرضونکی شفا ہی کہ جو کچہہ شیطان وسوسی اور شہوات انمین ڈالتا ہی
قران اونکو دور کردیتا ہی تو حکم کیا کہ استعاذہ سی بالکل مادہ مرض کا
نکالدینا چاہئی تاکہ دوا یعنی تلاوت خالی جگہہ مین پونہچی اور اوسمین رک
کے نہونیکے باعث قرار پکڑی دوسری وجہ یہ ہے کہ قران مجید دل مین
ہدایت اور علم اور خیر کی اصل ہی جیسے پانی روئیدگی کا مادہ ہوتا ہی اور
شیطان آگ ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ جب خیر کی روئیدگی دلمین پاتا ہے
تو اوسکی خراب فی اور جلانیمین کوشش کرتا ہی اسلئی اُس سی پناہ مانگنی کا
حکم ہوا تاکہ جو کچہہ قران مجید سی آدمیکو حاصل ہوا اوسکو شیطان تباہ نکردی
پہلی وجہ مین تو استعاذہ اِسلئی تہا کہ فائدہ قران مجید کا حاصل ہو اور
دوسری وجہ مین اِسلئی ہی کہ فائدہ بنا رہی اور یہانسے معلوم ہوتی ہی اُس
شخص کے قول کی وجہ جسنی یہہ کہا ہی کہ استعاذہ بعد قرارت کی ہے
اور یہہ وجہ خوب لحاظ کے قابل ہی مگر کیا کیجی کہ حدیث اور صحابہؓ کے
اقوال مین استعاذہ قرارت کی شروع مین ہی وارد ہی تیسری وجہ یہہ ہے

ای الاعتناء والاعتصام
والملجا من الشیطن عند
قراءۃ القران بوجوہ منہا
ان القران شفاء لما فی
الصدر وقرین مہیمن علیہ
الشیطن من الوساوس
والشہوات فامر ان نطلب
مادۃ الداء لیصادف الدواء
محلا خالیا فیتمکن فیہ
الترحم ومنہا ان القران
مادۃ العلم والخیر فی القلب
کالماء مادۃ النبات والشیطن نار
فکلما احس بنبات یضر بوالقلب سعی فی ازالتہ
واحتراقہ فامر ان یستعیذ بہ لئلا یفسد علیہ
ما یحصل لہ بالقران وقال الثانی لاجل بقاء
حاصل فائدۃ القران وہذہ الوجہ اولی
ومن ہنا یظہر وجہ قول من
قال ان الاستعاذۃ بعد
القراءۃ وہو ملحظ حسن
لو لا ان السنۃ قرانیۃ
الصحابۃ تابعۃ لہا جاءت
بالاستعاذۃ قبل
الشروع وہو اولی

کہ قران کے پڑہنے والے سے فرشتے نزدیک ہوتے ہین اور اوسکے
پڑہنے کو سنتے ہین چنانچہ اسید بن حصیر کی حدیث مین ہے کہ جب انہون نے
قرات کیوقت ایک سایہ سا دیکہا جسمین چراغ تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ فرشتے ہین اور شیطان فرشتونکی ضد اور خدا تعالی کا دشمن ہے
اسلئے قاری کو حکم ہوا کہ اپنے پاس سے اللہ تعالی کے دشمن کے دور کرنیکی
طلب کرے تاکہ اوسکے پاس اللہ تعالی کے مخصوص بندے اور فرشتے موجود
ہون اسلئے کہ قران مجید پڑہنا ایسی دعوت ہے جسمین فرشتے اور شیطان دونو
اکٹھے نہین ہوسکتے چوتھی وجہ یہہ ہے کہ شیطان قاری پر اپنے سوار اور پیادے
چڑہا لاتا ہے تاکہ قاری کو قران کے مقصود یعنی اوسکے معانی کے سمجھنے اور
مضمون کے پہچاننے سے باز رکہے پس اسی باتکی حرص کرتا ہے کہ قاری مین اور
قران کے مقصود مین آڑ ہوجاوے تاکہ قاری کو نفع کامل قران سے نہو تو
جب قاری پناہ مانگیگا یہہ آڑ دفع ہوجاویگی پانچوین وجہ یہہ ہے کہ قاری
اپنے رب سے تلاوت مین راز و نیاز کی باتین کرتا ہے اور اللہ تعالی قاری
کی خوش آوازی کو زیادہ سنتا ہے بنسبت راگ والی لونڈی کے مالک
کے اپنی لونڈی کی راگ کو اور شیطان کی قرات شعر اور راگ ہین اسلئے

من الملائکۃ من قرأ
من قاری القرآن
وتنحوا لقراءتہ کما
فی حدیث اسید بن
حضیر لما کان یقرأ
ورأی مثل الظلۃ
فیہا امثال المصابیح فقال
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
تلک الملائکۃ دنت
لصوتک ولو قرأت
لرأی الناس
ما یتعجبون منہ ولم
یستتر منہ
الخامسۃ ان
الشیطان یحضر
القاری بخیلہ
ورجلہ حتی یشغلہ
عن المقصود بالقرآن من تدبرہ
والعمل بہ ومعرفۃ
معانیہ فیکون
الشیطان بینہ وبین
المقصود بالقرآن
فالحاصل انتفاع القاری
بالقرآن
القاری ومناجاتہ لربہ واللہ اعلم
السادسۃ ان
الشیطان یحضر
القاری بجیشہ
وملائکۃ فہن
والشیطان وجنودہ
فی القاری یطلب
ضد الملائکۃ وعدوہ
عدو اللہ فاذا قرأ القاری
مباعۃ عاذ
عنہ حتی
یخلص
فیہا

قاری کو حکم ہوا کہ مناجات کیوقت اور پروردگار سے سننے کیوقت شیطان
کو دور کرے چھٹی وجہ یہ ہے کہ خدای پاک نے فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ (اور جو رسول ہم نے بھیجا ہے)
وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ (تجمہ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اوسکے خیال مین) اور اکابر سلف سب اسبات پر
متفق ہین کہ اِس آیت کے یہہ معنی ہین کہ جب وہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان
تلاوت مین ملا دیتا ہے پس جب شیطان کا یہ فعل رسولونکے ساتھہ ہوا تو
اورونکے ساتھہ کیسے نہوگا اِس سے معلوم ہوا کہ وہ قاری سے غلطی کراتا ہے
اور اُسپر قرات کو اُلجھاتا ہے اور پریشان کرتا ہے یا اوسکے فہم کو پراگندہ کرتا
ہے یا دونو باتین اوسکے لئے جمع کرتا ہے پس استعاذہ سے یہہ خرابی دور ہوجاویگی
ساتوین وجہ یہہ ہے کہ انسان جسوقت خیر کا ارادہ کرتا ہے یا اوسمین
داخل ہوتا ہے تو شیطان اوسپر زیادہ تر حسد کرتا ہے اور اسبابمین کوشش
کرتا ہے کہ انسان کو اُس خیر سے علٰحدہ کردے چنانچہ بخاری شریف مین
ایک حدیث صحیح مین وارد ہے کہ ایک شیطان نے کل رات مجھپر چڑہائی کی
اور چاہا کہ میری نماز کو توڑ دے اور جسقدر عمل بندہ کے حقمین نافع تر
اور اللہ تعالٰی کے نزدیک محبوب تر ہوتا ہے اوسیقدر شیطان کی روک بھی
اوسکو زیادہ ہوتی ہے مسند امام احمدؒ مین سبرۃ بن الفاکہہ کی

حدیث سی مروی ہی کہ شیطان آدمیکی راہونمین بیٹہا یعنی اول اسلام
کی راہ مین بیٹہکر کہا کہ تو مسلمان ہوتا ہی اور اپنا طریق اور اپنے باپ
دادیکا دین چہوڑدیتا ہی آدمی نے اُسکا کہنا نمانا اور مسلمان ہوگیا
پہر اوسکی لئی ہجرت کی راہ مین بیٹہکر کہا کہ بہلا تو ہجرت کرکے اپنی زمین
اور اپنا آسمان یعنی اپنا وطن چہوڑدیتا ہی اور ہجرت کرنیوالیکی مثال
تو ایسی ہی جیسی گہوڑا اگاڑی پچہاڑی لگا ہوا پس آدمی نے اُسکا کہنا نمانا
اور ہجرت کی پہر اوسکی لئی جہاد یعنی جان و مال کے جہاد کی راہ مین بیٹہکر کہا کہ
اگر تو لڑیگا تو مارا جاویگا اور تیری منکوحہ کسی اور سے بیاہی جائیگی اور تیرا
مال لُٹ جاویگا اور منصور مجاہد سے راوی ہین کہ جو قافلہ مکہ معظمہ کی جانیکو نکلتا
ہی تو شیطان بھی اونکی شمار کی برابر اپنا لشکر بہیجتا ہی ابن ابی حاتم نے
اس مضمونکو اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی غرضکہ شیطان ہر وقت انسانکی
تاک مین رہتا ہی خصوص تلاوت قرآن مجید کیوقت اسلیئے قاری کو حکم ہوا
کہ اپنے اُس دشمن سی لڑی جو رہزنی کرتا ہی اور اوسکی شر سی خدا تعالی سی پناہ مانگے
تاکہ اوسکو راہ کا چلنا نصیب ہو جیسی مسافر کہ اگر اوسکی سامنے کوئی راہزن
آجاتا ہی تو اول اُسکی دفع کرنیمین مشغول ہوتا ہی آٹھوین وجہ یہ ہے کہ قرات

سی پہلے پناہ مانگنا اسباتکا عنوان اور مقدمہ ہی کہ جو چیز اسکے بعد
آنیوالی ہی وہ قران مجید ہی اور اسیوجہ سی استعاذہ خدا تعالی کے کلام کے
سوا اور کسیکے کلام کی پیشتر مشروع نہین پس جب سننی والا استعاذہ سنتا
ہی تو اللہ تعالی کے کلام پاک کی سننی کو مستعد ہو جاتا ہی پھر یہہ امر قاری
کی لئی مشروع ہو گیا گو وہ اکیلا ہی ہو۔ پس یہہ ہین چند فائدہ استعاذہ کے
اور امام احمدؒ سی روایت ہی کہ نماز اور غیر نماز مین قران بدون استعاذہ کے
نہ پڑہتی تھی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ
جب پڑہی تو قران — تو پناہ لے اللہ کی
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور ابن مشیش کی روایت مین ہی کہ جب کبھی پڑہتے
شیطان مردود سے ۱۲
استعاذہ کرتے اب استعاذہ کی کلمات کو سننا چاہئی کہ کئی طرح پر مروی
ہین عبد اللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مینی اپنی باپکو سنا ہی کہ جب قران مجید
پڑہتی تھی تو یون پناہ مانگتی تھی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ
ہو السمیع العلیم اور مسند اور ترمذی مین حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث
مین ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کو کھڑی ہوتے تو شروع کی دعا
پڑہکر پھر فرماتے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من همزه
ونفخه ونفثه اور ابن منذر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ثابت ہوا ہی

فبل القراءة عنوان واعلم
بان الامر به بعدها اقرن
وانه الشرع الاستعاذة
بين يدي كلام عين
فاذا سمع السامع لاستعاذة
استعد لاصغاء كلام
الله تعالى ثم شروع ذلك
القاري وان يكن وتحسن فضل بعض
فوائد الاستعاذة وقال احمد
بن حنبل في رواية بعوذ فصلوا
فقبل صلوا الاستعاذ نقول تعالى
وقرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان
الرجيم وفي رواية ابن مشيش كلما قرأت
يستعيذ وقال عبد الله بن احمد سمعت
ابي اذا قرأ استعاذ يقول اعوذ بالله من
الشيطان الرجيم ان الله هو السميع
العليم وفي المسند والترمذي من حديث ابي سعيد
الخدري كان النبي صلى الله
عليه وآله وسلم اذا قام
الى الصلوة استفتح ثم قال
معوذ بالله السميع العليم من الشيطان
الرجيم من همزه ونفخه ونفثه وقال ابن المنذر ثبت
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

کہ آپ قرات کے پیشتر فرمایا کرتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعیؒ نے اور قاضی نے جامع
مین اسی باتکو اختیار کیا ہی کہ قاری تلاوت سی پیشتر اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم کہی اور ایک روایت حضرت امام احمدؒ سی بھی یہی ہی ان سبکے قول کی
وجہ یہہ ہی کہ ظاہر آیت سی بھی معلوم ہوتا ہی اور حدیث ابن منذرؒ سی بھی دال ہی
اور دوسری روایت حضرت امام احمدؒ سی بروایت عبد اللہ یہہ ہی کہ
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہی کہ یہ کلمات مطابق حدیث حضرت
ابو سعید خدریؓ کے ہین اور یہی مذہب حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رح
کا ہی اور اسیکی دلیل وہ روایت ہی جو ابو داؤد نے حضرت عایشہ رض کے بہتان کے
قصے مین بیان کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھی اور اپنا چہرہ مبارک
کھولکر فرمایا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع
العلیم اور اسی کو اختیار کیا ہی سفیان ثوری اور مسلم بن یسارؒ نے اور
قاضی نے مجرد مین اور ابن عقیل نے اسلئے کہ قران مجید مین ایک جا فاستعذ
باللہ من الشیطان الرجیم ہی اس سی ظاہر ہوتا ہی کہ اعوذ باللہ کے بعد
من الشیطان الرجیم کہی اور دوسری جا فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم ہی

یہہ اسبا کی مقتضی ہی کہ استعاذہ کی ساتھہ خدا تعالیٰ کا وصف انہ ہو السمیع العلیم ایک جملہ جداگانہ مین جسکی تاکید حرف انہ سی ہوئی ہو ملنا چاہیئے اسلیئے کہ خداوند پاک نی بھی اسکو اسطرح مذکور فرمایا ہی اور اسحق ؒ کہتے ہین کہ مین وہ الفاظ پسند کرتا ہون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہین اللھم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم من ہمزہ و نفخہ و نفثہ اور حدیث مین انکی تفسیر آچکی ہی الٰہی مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطان مردود سی اسکی چیرا اور پھونک اور دم سی کہ شیطان کا ہمجنس جنون سی ہی اور اسکا نفخ کبر ہی اور نفث شعر اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۔ ہمزات جمع ہمزہ کی ہے (تو کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطان کی چیرسے ۱۲) جیسے تمرات جمع تمرہ کی اور ہمز کے معنی اصلی دور کرنیکے ہین چنانچہ ابو عبیدہ کسائی سی نقل کرتے ہین کہ ہمزتہ ولمزتہ ولہزتہ ونہزتہ اوسوقت بولتی ہین جب تو کسی چیز کو دور کری اور تحقیق یہہ ہی کہ ہمز کے معنی چھاتی پر مار کر اور دبا کر ہٹانیکے ہین جو شبہ کو نچا دینی کی ہی غرضکہ ہمز ایک خاص ہٹانیکو کہتے ہین اسصورت مین ہمزات شیاطین سی غرض وہ وسوسے اور بہکانا ہین جو شیطان دلون پر ڈالتی ہین حضرت ابن عباسؓ اور حسنؒ فرماتے ہین کہ ہمزات شیاطین انکی خلشین اور وسوسے ہین اور ہمزات کی تفسیر شیاطین کی پھونک اور دم سی بھی کی گئی ہی اور مجاہدؒ کا قول یہی ہی اور نیز ہمزات کو دیوانگی از قسم جنون سی

من ہمزات الشیاطین والہمز ان یجء
ہمز تہ عن الکسائی اصل الہمز ان فعل
ہمز تہ عن الکسائی ہمز تہ ونہز تہ ولہز تہ
قال ابو عبیدۃ والتحقیق انہ دفع بعنف
ومنہ ہمز الفحل فحول ضراب
الشیاطین دفعہم الوساوس و
الاغواء الی القلب قال ابن
عباس والحسن ہمزات الشیاطین
نزغاتہم ووساوسہم وقیل
ہی نفخہم ونفثہم
ہو قول مجاہد والنفث الشعبۃ الجنون

جو شیاطین کیطرف سی پونہچی بھی تعبیر کیا ہی اور ظاہر حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ
ہمزہ اور چیز ہی سوا نفخ اور نفث کے اور کبھی یون کہتی ہین کہ ہمزات جب اسکے
مستعمل ہوتے ہین تو جتنی آفتین شیطانونکی آدمی کے لئی ہین وہ سب ہمزات
مین آجاتی ہین اور جب نفخ اور نفث کی ساتھ مین آتی ہین تو ایک نوع خاص
مراد ہوتی ہی جیسے اور الفاظ سی معانی جدا جدا مراد ہوتے ہین۔ بعد اسکے
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنی ای رب تجھہ ہی پناہ
مانگتا ہون اس سی کہ شیطان میری پاس آئین بعضون نی کہا ہی کہ مراد یہ ہی
کہ میری کا مومنین پاس آئین اور کلبی کا قول ہی کہ تلاوت قران کیوقت اونکی
پاس آنیسی غرض ہی اور عکرمہ فرماتی ہین کہ جانکنی اور رحلت کیوقت مین
آنیسی مراد ہی غرضکہ خدا تعالی نی ان دونو آیتونمین اپنی بندہ کو حکم فرمایا
کہ شیطانکی دونو طرحکی شرارت سی پناہ مانگی اول انسان پر اونکی وسوسہ وغیرہ
پہنچانی سی دوم انسان کی پاس اونکی آنی سی اور ان دونو آیتونکو جو
بعد اس آیت کی ذکر فرمایا ہی ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ نحن اعلم بما یصفون
تو اسمین یہہ حکم دیا ہی کہ انسانونکی شیطانونکی برائی کو اپنی اوپر سی بھلائی
کرکی ٹالنی چاہئی اور شیاطین جن کی برائی کو استعاذہ سی دور کرنی چاہئی

وظاہر الحدیث
ان الہمز شیء غیر النفخ و
النفث وقد یقال و
ہو الاظہر ان الہمز
الشیاطین اذا ارادوا
دخل فیہا جمیع ما یاتی
من ادم والنفث
منہ الشعر قال
وقال فی اسمہ
الزنج والسباع فانہ
من نوعی شرہم
وقیل منہ وذکر
الشیطنۃ عقیب قولہ
اعوذ بک ان یحضرون
لان ذکر اعلم بما یصفون فانہ
ان یحضرون من شر
شیاطین الانس
بل فہم اسماء
الجن

اور اسیکی مثل ہی اللہ تعالیٰ کا فرمانا سورہ اعراف مین کہ اول ارشاد
فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین اسمین حکم دیا کہ جاہلون
پکڑ معاف کرنا اور کہنا نیک کام کو اور رکنارہ کرنا جاہلون سے ۱۲
کی شر کو اُن ہی روگردانی کرکے دور کرنا چاہیے پھر فرمایا وامّا ینزغنک
اور کبھی اوبہار دے تجکو
من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم اور اسطرح سورہ فصلت مین
شیطان کی چھیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی وہی ہے سنتا جانتا ۱۲
ہی کہ اول ارشاد ہی ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ہی احسن
اور برابر نہین بھلائی نہ برائی جواب مین تو کہہ اوس کو بہتر ۱۲
پھر یہہ فرمایا وامّا ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم
اور کبھی اوبہار دے تجکو شیطان کی چھیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سنتا جانتا ۱۲
اس سورت مین انہ ہو السمیع العلیم کہا یعنی ضمیر غائب انہ کی تاکید ایک ضمیر
منفصل ہو سی کی اور سمیع اور علیم کو معرف لام سی کیا اور اعراف مین
صرف انہ سمیع علیم فرمایا اور غالبا اسکا بہید یہہ ہے کہ جس جگہہ صرف نام پر کفایت
کی ہی اور اُسکی تاکید نہین کی تو وہان صرف اُس وصف کا ثبوت منظور ہے
جو استعاذہ کی بابمین کافی ہی اور یہہ بتلاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہی یعنی
تیری پناہ مانگنی کو سنی گا اور تجکو جواب دیگا اور جس چیز سی تو پناہ مانگتا ہی
اوسکو وہ جانتا ہی تجھسی اُسکو دور کردیگا اور اسباب سی مقصود پناہ مانگنی کا
حاصل ہی اور یہہ امر دونو جگہہ پایا جاتا ہی اور سورہ فصلت کی آیت مین
تاکید اور تعریف اور تخصیص کی زیادتی ہوئی تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ

نے وہان اُس آیت کو اُن لوگونکے گمان رد کرنیکے بعد فرمایا ہی
جنہون نے شک کیا تہا کہ خدا تعالی ہمارے اقوال سنتا ہی اور ہمارے احوال
جانتا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے ثابت ہے
کہ کعبہ مکرمہ کے پاس تین شخص جمع ہوئے جنمین سے دو قریش کے اور ایک
ثقیف کا یا ایک قریش کا اور دو ثقیف کے تہے اونکی پیٹون کی چربی تو بہت
تہی مگر دلونکی سمجہہ کم تہی انہون نے تذکرہ کیا کہ بہلا جو ہم کہتے ہین اوسکو
خدا تعالی سنتا بہی ہی پس ایک نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہین تو سنتا ہی اور آہستہ
سے بولین تو نہین سُنتا اور دوسرے نے کہا کہ جب بعض گفتگو کو سنا تو کل
کو سنا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وما کنتم تستترون
ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم
کثیرا مما تعملون وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم ارداکم فاصبحتم من الخاسرین
توتاکیدا نہ ہوا السمیع العلیم اس انکار کے موقع پر آئی ہی جس سے
یہہ غرض ہی کہ صرف وہی واحد برحق ایسا ہی جسکو کامل سننے اور پورا جاننے
کی قوت ہی ایسا نہین جیسا اوسکے جاہل دشمن گمان کرتے ہین کہ اگر وہ
آہستہ کچہہ کہینگے تو نہین سنیگا۔ اور ایک خوبی یہہ بہی ہی کہ سورہ فصلت

مین یہ حکم ہی کہ لوگونکی برائی کو اپنی اوپر سی احسان کرکے ٹالنا چاہیے
اور یہہ بات نفسونپر صرف روگردانی کی نسبت کرنہایت شاق ہی اور ہمین
لحاظ اس آیت کو اس قول کے بعد فرمایا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ - اور ایک وجہ یہہ ہے کہ یہان صفات کمال
کا ثابت کرنا اور اونکی ثبوت کی دلیلین اور اپنی رب ہونیکی نشانیان مذکور
ہین اور اسی مضمون کے لحاظ سی اسکی بعد یہ آیتین مذکور فرمائی ہین
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ تو حرف تعریف
اور اوسکی قدرت کی نمونہ ہین رات اور دن اور ایک اوس کی نشانی یہہ ہے کہ تو دیکھتا ہی زمین کو
اسلیے لائی کہ اس سی معلوم ہو کہ اللہ تعالی کے نام مومنین سی السمیع اور
العلیم بھی ہین جیسے اور اسماء حسنی سب کے سب لام تعریف کی ساتھ ہین
اور جو آیت کہ سورہ اعراف مین ہی اوسمین مضمون مشرکون اور اونکی
بہائی شیطانون کے وعید کا ہی اور پناہ چاہنی والیکو وعید ہے کہ اوسکا
ایک پروردگار ہی جو سنتا جانتا ہی اور مشرکون کے خدا نہ سنتی ہین نہ
دیکھتی نہ جانتی تو پھر وہ کسطرح اونکو خدا تعالی کی برابر عبادت مین کرتے
ہین - اور ازانجاکہ پناہ چاہنی کی چیز سورہ مومن مین کفار کی لڑائی
جھگڑے کی شر تھی جو خدا تعالی کی آیتونمین اور اون افعال مین نکالتی تھی جو

آیتونپر مترتب ہوتے ہین اور آنکھہی سوجھتی ہین تو اوسکی لئی خدا تعالے
فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتٰھُمْ اِنْ فِیْ
جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی پرمہ سند کے جو اونپر پہنچی ہو اونکو اور کچھ نہین اونکے
صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اور یہان
جی مین غرور ہے کہ کبھی اونپر پہنچنے نہین گے اور اس تکبر سے تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہر سنتا دیکھتا ہی
تو جس چیز سی پناہ مانگتی ہین وہ معلوم نہین ہوتی اسلئی کہ شیطان اور اسکا
گروہ تو ہمکو دیکھتا ہی اور ہم اوسکو نہین دیکھتے صرف اللہ تعالی اور اسکے
رسول مقبول کے خبر دینے سی ہمکو اوسکا وجود معلوم ہی پس جب محسوس چیز
کے لئی استعاذہ کا ارشاد ہی تو ظاہر ہی کہ اس لغل کے گھونسی سی پناہ
مانگنی پر ضرور ہی **فصل** پس قرآن مجید نے ان دونو دشمنونکے دور
کرنیکو استعاذہ اور جاہلون سی کنارہ کشی اور اونکی برائی کو بھلائی سے
ٹالنی کو بتا دیا اور یہہ بھی خبر دی کہ جسکو یہہ بات نصیب ہوئی وہ بڑا شخص
ہی اور چونکہ اوسکا ملنا بدون صبر کے نہین ہوتا اسلیئے ارشاد ہوا وما یلقیھا
یہہ بات ملتی ہی
الا الذین صبروا - اور ازانجا کہ غضب شیطان کی سواری ہی اور اسصورت
اونہین کو جو سمجھدار کہتے ہین
مین نفس سرکش اور شیطان ایکدوسرے سی پشتی پاکر نفس مطمئنہ پر زور کرتے
ہین اسلیئے بندہ کو حکم نفس مطمئنہ کی مدد کا ہوا اسطرح کہ شیطان سی پناہ مانگی
تاکہ اوسکی دفع پر قادر ہو اور صبر کی کمک پونہچ جاوی جسکے ساتھہ فتح ہی

وانما ھو متعلق باخبار اللہ ورسولہ
فصل فاقترن الرشد الی دفع
من بین الامرین بالاستعاذہ
والاعراض عن ایجاھلین دفع
اساءتھم بالاحسان واخبر عن عظم
من وفاہ ذلک وما یلقاھا
ذلک الا الذین صبروا وما کان
الغضب مرکب الشیطان
فیتعاون النفس المصبیۃ
والشیطان علی النفس
المطمئنۃ امر عاونتھا
بالاستعاذۃ منہ لیقوی
علی مدافعتہ وکان
مدد الصبر الذی
یکون معہ النصر

اور ایمان اور توکل کی مدد آکر شیطانکا غلبہ بیکار کردی اس لئے کہ

لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ قرآن مجید مین آچکا ہے

اسکا زور نہین چلتا اُنپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین ۱۲

اسکی معنی بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ اسکو حجت نہین اور بہتر یہہ ہی کہ یون

کہین کہ اوسکو راستہ نہین نہ حجت کیطرف سے نہ قابو کیطرف سے اور اللہ تعالے

نے خبر دی ہی کہ شیطانکو غلبہ نہین ہمارے مخلص اور متوکل بندون پر چنانچہ

سورہ حجر مین فرمایا قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ

فرمایا یہہ راہ ہی مجھتک سیدھی ہی جو میرے بندے ہین تجکو

عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ اور سورہ نحل مین فرمایا

اُنپر کچھ زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین ۱۲

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ

اُسکا زور نہین چلتا اُنپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اُسکا زور انہین پر

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شیطانکا

ہی جو اوسکو رفیق سمجھتے ہین اور جو اسکو شریک ٹھہراتے ہین ۱۲

غلبہ اللہ تعالی نے اہل توحید اور اخلاص پر بیکار کردیا ہی اور اہل شرک

اور اُن لوگون پر جو شیطان سے موافق ہین ثابت رکھا ہی اور جبکہ دشمن خدا

ابلیس نے جان لیا کہ اللہ تعالی مجکو اہل اخلاص پر مسلط نہین فرماتا تو

کہا کہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ پس اگر کوئی کہے کہ سورہ نحل کی آیت سے

تیرے بندے ہین اونمین سے بچے ہوئے ہین

شیطان کا دبا دا اوسکے موافقون پر ثابت ہی حالانکہ سورہ سبا مین

اسکی نفی پائی جاتی ہی اس آیت مین وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطَانٍ

اور اوسکا اونپر کچھ زور نہ تھا مگر اتنی دا سطے تا معلوم

وجاء قد الایمان والتوکل فابطل سلطان الشیطنۃ فانہ

لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا

وعلی ربہم یتوکلون قیل

لہ حجۃ والصحیح لیس لہ

طریق لامن جہۃ الحجۃ

ولامن جہۃ القدرۃ وقد

اخبر اللہ تعالی انہ لاسلطان لہ علی

عبادہ المخلصین المتوکلین فقال

ان عبادی لیس لک

علیہم سلطان الا من اتبعک من الغاوین

وقال وسبحان النحل انہ لیس لہ سلطان

علی الذین اٰمنوا وعلی ربہم یتوکلون انما

سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم

بہ مشرکون فابطل سلطانہ علی اہل

التوحید والاخلاص واثبتہ علی اہل الشرک

من تولاہ وما علم عدو اللہ ان اللہ

لا یسلطہ علی اہل الاخلاص

قال لاعبادک منہم المخلصین

فان قیل ثبت لہ ہہنا

سلطان علی من تولاہ فقل

نفی ذلک فی قولہ تعالی

ما کان لہ علیہم من سلطان

الا لنعلم من یؤمن بالاخرۃ ممن ھو منھا فی شک تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ
کر لین ہمکو یعنی لاتا ہی آخرت پر اوکو اس سی جو رہتا ہی اوسکی طرف سے دہوکہ مین ۱۲
اگر ضمیر جمع غائب وما کان لہ علیہم کی مومنین کیطرف پھرتی ہی تب تو اعتراض
ہی جاتا رہتا ہی اور استثنا منقطع ہو جاتا ہی تو یہہ معنی ہوئی کہ ہمنے اونکا امتحان اس
سی لیا تاکہ پہچانین اوسکو جو آخرت پر ایمان لاتا ہی اوس سی جو آخرت کیطرف سے
دہوکے مین ہی اور اگر ان لوگونکی طرف پھرتی ہی جنکی طرف اس آیت مین ہے
ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ اور یہی ظاہر بھی ہی تو یہہ معنی ہونگے
اور سچ کر دکہائی اونپر شیطان نے اپنی اٹکل ۱۲
کہ شیطان کا دباؤ اونپر صرف اسوجہ سی ہی کہ آخرت پر جو ایمان لادی اوسکو
ہم جان لین غرضکہ نفی مطلق دباؤ کی ثابت نہین ہوتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ سورۂ ابراہیم
کی آیت مین کیا کروگی وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی یعنی
اور میری تمپر حکومت نہ تھی مگر یہ میںنے تمکو بلایا پھر تمنے مان لیا ۱۲
قول اگرچہ شیطانکا ہی مگر خدا تعالی نی اسکو بیان فرمایا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ جس
دباؤ کی یہان نفی ہوئی ہی وہ حجت اور برہان ہی چنانچہ حضرت ابن عباسؓ
اس آیت کے معنی یہہ فرماتے ہین کہ میری پاس کوئی دلیل نتھی جس سے
مین تمہاری اوپر غالب ہوتا صرف اتنا ہی ہوا کہ مینی تمکو بلایا تمنی نے حجت و
برہان میری پر وی اختیار کی اور جس دباؤ کا ہونا سورہ نحل کی آیت انما سلطانہ
مین پایا جاتا ہی وہ شیطانکا لوگونپر مسلط ہونا بہکانیمین اور اونکا ایسی طرح قابو

مین لانا ہی جس سی کفر و شرک کیطرف اُنکو اکساوی اور اُبھاری دیکھو اللہ
فرماتا ہی اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا حضرت ابن عباسؓ
ہمنے چھوڑ رکھی ہین شیطان منکرون پر اُو چھالتے ہین اُنکو اُبھار کر ۱۲
اِسکے معنی یہہ فرماتے ہین کہ بہکاتا ہی اُنکو بہکانا اور ایک روایت مین ہے کہ برانگیختہ کرتا ہی برانگیختہ
کرنا اور ایک مین ہی کہ اُبھارتا ہی اُبھارنا اور ایک مین ہے کہ بھڑکاتا ہی اُنکو یعنی ہلاتا ہی اونکو
جیسے بھڑکانے سی آگ ہلائی جاتی ہی اور تؤز مشتق ہی ازّ سی جسکی معنی تحریک
اور اُٹھانیکے ہین لیکن شیطان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہین کفار نے
اوسکا کہنا صرف بلانیکے ساتھہ ہی مان لیا اسلیئے کہ اُسکا ہلانا اونکی
خواہشون کے موافق تھا اسلیئے خود بخود اوسکی طرف چلی آئی اور چونکہ اللہ
فرماتا ہی وَلَنْ تَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا اس سی معلوم ہوا
اور ہرگز نہ بنا اللہ کافرونکو مسلمانون پر راہ ۱۲
کہ اللہ تعالی بندہ پر شیطانکا دباؤ نہین کرتا جب تک کہ بندہ شیطانکی فرمانبرداری

سی اوسکی راہ نہین نکالتا

تیرہوان باب

شیطانکی اُن مکرونمین جنسے وہ آدمیکو فریب دیتا ہے

اللہ تعالی اپنی دشمن ابلیس کا حال تبلانیکو اوسکا قول نقل فرماتا ہے

فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ
تو جیسا تونے مجھکو بہکایا ہی مین بیٹھونگا اونکی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر آؤنگا اُنکے آگے اور

من خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین اور حدیث سبرة
بن الفاکہہ مین گذر چکی جسمین یہہ مذکور تہا کہ شیطان آدمیکی سب راہون پر
بیٹہا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طریق خیر ایسا نہین جسپر شیطان نہ بیٹہا ہو
اور سالک کی رہزنی نکرتا ہو اور یہ جو آیت مین من بین ایدیہم مذکور ہے
اسکی تفسیر مختلف ہے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت تو یہہ ہے کہ آدمیون کو
آخرت کے بابمین دہوکا دونگا اور ایسا ہی کچہہ حسنؒ سے مروی ہے اور
مجاہد فرماتے ہین کہ اوس سے یہہ غرض ہے کہ ایسی طرف سے آونگا جہانسے
دیکہین اور من خلفهم سے حضرت ابن عباس یہہ غرض فرماتے ہین کہ اونکو اونکی
دنیا مین رغبت دلاونگا اور حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ دنیا کیطرف سے
اونکے پاس آکر دنیا کو اونکی لئے آراستہ کرونگا اور اوسکی خواہش دلاونگا
اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ آخرت کیطرف سے آونگا۔ اور
ابو صالح فرماتے ہین کہ آخرت مین اونکو شک ڈالونگا اور اسکو اون سے
دور کرونگا اور مجاہدؒ اس سے یہہ مراد فرماتے ہین کہ ایسی جگہہ سے آونگا کہ
وہ نہ دیکہین اور عن ایمانهم کی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اونپر
اونکا دین مشتبہ کرونگا اور ابو صالح کہتے ہین کہ حق باتمین اونکو شک مین ڈالونگا

لا یعلمون وعن ایمانهم فال ابن عباس اشبه علیهم امر دینهم وقال ابو صالح
یلبس علیهم الحق وعن شمائلهم قال ابن عباس من قبل الاخرة وابا علی علیهم
امر دنیاهم وقال ابو صالح یشکک فی الاخرة وابا علی علیهم امر دنیاهم
وقال الحسن وقال لبعاصی من جهة یبصرون ومن خلفهم قال ابن عباس
اذ رغبتهم فی دنیاهم وقال الحسن من قبل دنیاهم ازهدهم فیها وقال ابو صالح
من قبل الاخرة اشکهم فیها وفی روایة عن ابن عباس من قبل الاخرة
یشکک فی الاخرة وابا علی علیهم فی دنیاهم وعن شمائلهم من حیث
لا یبصرون وعن ایمانهم قال ابن عباس اشبه علیهم امر دینهم وقال ابو صالح
یلبس علیهم الحق

اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سی یہہ ہی کہ اونکی نیکیونکی طرف سی
آونگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہی کہ نیکیونکی جانب سے اُنکو
سست کرونگا اور عن شمائلہم کے معنی یہہ ہین کہ باطل کو اُنمین رائج کرونگا
اور اُسکی ترغیب اونکو دلاؤنگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ بُرائیونکا حکم کرونگا
اور اونکو اُنکی نظر ونمین اچھا کر دکہاؤنگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ
شیطان نے چار جہت اپنی آنیکے بیان کیے یہہ کہا کہ اونکے اوپر سی آونگا
اِسلیئے کہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی اونکے اوپر ہی اور شعبی سی مروی ہی کہ اللہ
نے رحمت اونکی اوپر سی نازل فرمائی اور قتادہؒ فرماتی ہین کہ ای ابن آدم
شیطان تیرے پاس ہر طرف سی آیا مگر اوپر کیجانب سی نہین آیا اوسکو قدرت
نہوئی کہ تجہہ مین اور خدا تعالی کی رحمت مین حائل ہو جاتا۔ اور بعض اکابر
اس آیت کی معنی یہہ کہتے ہین کہ مین بنی آدم کو اتنا بہکاؤنگا کہ وہ اُن باتونکو
جو پہلی اُمتونمین ہو چکی ہین اور مرنیکے بعد جی اُٹھنی کو جھٹلاوینگی یعنی سامنے
سی غرض حالات گذشتہ سلف کی امتونکی ہین اوپیچہی سی غرض احوال قیامت
ہی اور دہنی اور بائین سی یہہ مراد ہی کہ اونکو اونکی کاموں مین بہکاؤنگا اِسلیئے
کہ کام کو یون ہی بولا کرتے ہین کہ یہہ عوض ہی تیری دونو ہاتہہ کی کمائی کا

اگرچہ ہاتھون سے کچھہ خطا نہین کی ہوتی الا اسجہت سے کہ تصرف مین ہاتھہ ہی
اصل ہین جو کچھہ عمل اور اعضا سے کیا جاتا ہی اوسکو بھی اونہین کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اور لوگ کہتے ہین اور زمخشری بھی اونہین مین ہی کہ ان طرفونکا
ذکر تاکید مین مبالغہ کو لئے ہی اور غرض یہہ ہی کہ سب طرفونسے آونگا اور یہہ مثال
شیطانکے وسوسہ اور حتی الامکان آدمیونکو فریب دینے کی ہی۔ شقیق کہتے
ہین کہ ہر صبح کو شیطان میرے لئے چار گہا تو نمین بیٹھتا ہی اول سامنے سے کہتا ہی
کہ تو خوف مت کر اسلئے کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی پس مین یہہ
پڑہتا ہون وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی دوم میرے
اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور نیکی کرے پھر راہ پر رہے ۱۲
پیچھے سے مجکو ڈراتا ہی کہ تیری پس ماندے تلف ہو جاوینگے تو مین یہہ آیت پڑہتا ہون
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا سوم میری دائین سے میری تعریف
اور کوئی نہین پانو چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی ہی ۱۲
کرتا ہی تو مین پڑہتا ہون وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ چہارم بائین سے شہوات کی رغبت
اور آخر بھلا ہی ڈر والونکو ہی ۱۲
دلاتا ہی تو مین یہہ پڑہتا ہون وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ اور جس دلیل سے
اور اُنکا اور پڑ گیا انمین اور جو انکا جی چاہتا ہی اونمین ۱۲
کہ سلف کے اقوال کی صحت معلوم ہوتی ہی وہ یہہ آیت ہی وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ
اور لگا دی ہمنے اُنپر
فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ما بین ایدیہم
تعنیاتی پہراونہون نے بہلا دکہایا انکو جو آگے آنکے اور جو انکے پیچھے ۱۲
سے امر دنیا سے غرض ہی وما خلفہم سے امر آخرت سے اور معنی یہہ ہین کہ دنیا کو

وان کانت الخطیئۃ ... تنبیہا لانہا الاصل فی ... التصرف فجعلت کانہا ... کما یجعل بعضہا وقائم ... مقامہ الزمخشری ذکر ... فی الف کلمۃ ای لاغیہم ... من جمیع الجہات وہو ... تشویہ لہا ... شقیق ما من صباح ... الا الشیطان عاد ... الصبعۃ فاقول ... من خلفی فیخوفنی ... الخاتمۃ فاقول ... من قبل یعنی ... وتقاعد التقیین ... من قبل الشہوات ... فقال فیاتینی ... وعائشہم بصحۃ ... قولہ وقیضنا ... قال ابن عباس ... خلفہم من امر ... الاخرۃ وقولہ

اُنکی نظر دنمین اچھا کر دیا یہانتک کہ اسکو اختیار کر لیا اور اونکو اسبات
کیطرف بُلایا کہ آخرت کو نمانین اور اُس سے روگردانی کرین آور ابن زید فرماتے
ہین کہ مراد یہہ ہی کہ اُنکی نظر دنمین جو اعمال بد کہ گذر گئی اور جو وہ آگے کو کرینگے
اچھی کر دی اور معنی یہہ ہوئی کہ جو کچھہ وہ کر چکے ہین اُسکو بھلا دکھایا تو اُس سے
تائب نہوئی اور جن اعمال کا عزم رکھتی ہین اونکو بھلا دکھایا تو نیت اُنکے
مکر نیکی کی غرضکہ دشمن خدا کا یہہ قول کہ مین اُنکی سامنے اور پیچھے سے آؤنگا دنیا اور آخرت
دونو کو شامل ہی اور اُسکا جو یہ قول ہی لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا
وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
اسمین مفروضا کے معنی ضحاک نے معین کے کہے ہین اور زجاج نے کہا ہی
کہ اسکی یہہ معنی ہین کہ ایک حصہ اپنی نفس پر مقرر کر لونگا فرا کا قول یہہ ہی کہ اسکی
مراد یہہ ہی کہ جسقدر آدمیونپر شیطانکا گذر کر دیا گیا ہی وہی مثل مفروض کی ہی
مین کہتا ہون کہ فرض اصل مین اندازہ کرنا ہی پس مراد یہہ ہوئی کہ جو شخص شیطانکا
تابع ہوگا اور اوسکی اطاعت کریگا تو وہ اُسکی نصیب مفروض اور حصہ مقرری
مین سے ہوگا اسطور پر آدمیونکی دو قسمین ہوئین ایک شیطانکا حصہ دوم خدا تعالی کے
دوست اور اوسکی گروہ اور لامنینھم کے معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین

اِس سی غرض توبہ کا ٹالنا اور اوسمین تاخیر کرنی ہی اور کلبی نے کہا ہی کہ اِس
سی یہہ مراد ہی کہ اونکو توقع دلاوینگا کہ نہ بہشت ہی نہ دوزخ نہ کسیطرحکی مشقت
اور زجاج کہتے ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہی کہ گمراہ کرنیکے ساتھہ یہہ بات اور
کرونگا کہ اُنکو وہم دلاوینگا کہ باوجود ان حرکات کی حصہ آخرت ہمکو ملیگا اور الغضون
نے کہا ہی کہ ارتکاب خواہش نفس کی اونکو توقع دلاوینگا جو مقتضی نافرمانی اور
بدعتونکی ہے اور بعض کہتے ہین کہ دنیا مین زیادہ رہنے کی توقع دلاوینگا یعنی دنیا
مین توقع زیست کو اُنکی لمبی بڑہا دونگا تاکہ اوسکو آخرت پر اختیار کرین اور فلیبتکن
اذان الانعام سی مراد سانڈ کے کان کاٹنی سی ہی۔ اکثر اُمہ نے بچہ کا کان
چھیدنا زیور کے لئی مکروہ کہا ہی اور بعض نے لڑکیون کیواسطی اجازت دی ہے
اور انہین مین سی امام احمدؒ ہین اور حدیث ام زرعؓ سے اپنی سند بیان کی ہے
جسمین ہی کہ ہلاکی زیور سی میری دونو کان اوراوسپر فرماتا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عایشہ رضؓ کو کہ مین تیری لئی ایسا ہون جیسی ابوزرع تھا
ام زرع کی لئی (اِس سی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے حضرت عایشہؓ کے کانمین زیور
ڈالا تھا) اور جو اوسنے کہا فلیغیرن خلق اللہ حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین
کہ خلق سی مراد دین ہی اور یہی ہی قول ابراہیم اور مجاہد اور حسن اور ضحاک اور

وقیل المعاصی قال ابن زید فلیبتکن آذان الانعام ھو قطع
آذان البحیرۃ وقد کرہ بعض العلماء الکی فی الوجہ
اذن الطفل للحلیۃ ورخص بعضھم
فی ذلک للاناث
واحتجوا بحدیث ام زرع
من اجلک اذنت لی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فلیغیرن خلق اللہ
عن ابن عباس دین اللہ وھو
قول ابراھیم ومجاھد
والحسن والضحاک

قتادہ اور سدی اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا اور معنی اسکے یہ ہین کہ اللہ تعالی نے اپنی بندونکو سیدھی پیدایش یعنی ملت اسلام پر پیدا کیا ہی چنانچہ خود ارشاد فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو لڑکا ہی وہ اصل اسلام پر پیدا ہوتا ہی پھر اوسکی ماباپ اوسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی کر لیتے ہین جیسے چوپایہ صحیح سالم بچہ دیتا ہی کوئی اوسمین نکٹا بوچا نہین ہوتا یہانتک کہ تم اوسکو نکٹا بوچا کرو پھر حضرت ابوہریرہ راوی حدیث نے یہہ آیت پڑہی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو باتونکو ایکجا فرمایا فطرت کے بدلنے کو تو یہودی اور نصرانی کرنیسے اور پیدایش کے بدلنے کو ناک کان کاٹنے سے اور یہہ دونو دو باتین ہین کہ شیطان نے خبر دی ہی کہ انکو ضرور بدلونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدا تعالی کی فطرت کو تو شرک سے بدلدیا اور اوسکی بناوٹ کو کاٹنے اور چیرنے سے غرضکہ ایک تبدیل تو پیدایش روح کی ہی اور دوسری پیدایش صورتونکی پھر اس آیت کے بعد ارشاد فرمایا یعدہم ویمنیہم اسکے یہہ معنی ہین کہ اونسے وعدہ بہت دنون تک جینے اور دنیا کے مانے کا کرتا ہی اور کہین کہدیتی جھوٹی آرزونکی توقع دلاتا ہی اور نفس باطل

اور حسیس نخمی آرزون اور جھوٹے وعدونسی ایسا خوش ہوتا ہی جیسے لڑکے
اور عورتین اُن سی خوش ہوا کرتی ہین خلاصہ یہہ کہ باطل قولونکا منشا شیطان کا
وعدہ اور توقع دلانا ہی اور اسلیئے اللہ تعالی فرماتا ہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ
شیطان وعدہ دیتا ہی تم کو تنگی کا
وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا یعنی شیطان تمکو محتاج
اور حکم کرتا ہی لڑے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہی اپنی بخشش کا اور فضل کا ۱۲
ہونے سی ڈراتا ہی اور بخل یا سب برائیونکا حکم کرتا ہی اور حدیث مین ہی کہ آدمی
کے دل پر فرشتہ کی ایک لپٹ ہی اور ایک شیطانکی فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا
وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرنا ہی اور شیطان کی شر کا وعدہ دینا اور
وعدہ جھٹلانا ہی پھر آپنے یہ آیت پڑہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ الایہ +

فصل شیطانکا مکر انسان کے لئے ایک یہہ ہے کہ اوسکو اول اُن جگہونمین
لاتا ہی جنمین اوسکو سوجھا دیتا ہی کہ تیرا نفع انہین مین ہی پھر انجام کو ایسے
ٹھکانونمین پونہچا دیتا ہی جہان اوسکی تباہی ہو اور اپنے آپ اوس سی کنارہ
کرتا ہی اور آوسکو پھنسا کر آپ کہڑا ہوا اوسکی رنج سی خوش ہوتا ہی اور اوس
سی تمسخر کرتا ہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہی اور یہہ چیزین
اوسکو بتلا کر پھر رسوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذْ زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطَانُ
اور جسوقت سنوار لائے انکا شیطان
اَعْمَالَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
انکی نظر مین انکی کام اور بولا کوئی غالب نہوگا تمپر آج کے دن اور مین رفیق ہون تمہارا پھر جب سامنے ہوئین دو فوجین

فَنَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ
پھر الٹے پاؤن پھرا اور بولا میں بیزار ہون تم سی میں دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے میں ڈرتا ہون اللہ سی
وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَفِی الْحَدِیْثِ اِنَّ لِلْمَلَکِ لَمَّۃً بِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ وَلِلشَّیْطَانِ لَمَّۃٌ
اور اللہ سخت سزا دینے والا ہی اور حدیث مین ہی کہ فرشتہ کی ایک لپٹ ہی آدمی کے دل پر اور شیطان کی ایک لپٹ
فَاَمَّا لَمَّۃُ الْمَلَکِ فَاِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْوَعْدِ وَاَمَّا لَمَّۃُ الشَّیْطَانِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَکْذِیْبٌ
پس فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرنا ہی اور شیطان کی شر کا وعدہ دینا اور

بِالْحَقِّ وَاَمْرٌ بِالْفَحْشَآءِ وَنَہْیٌ عَنِ الْخَیْرِ وَتَرْغِیْبٌ فِی الدُّنْیَا وَجَمْعِہَا وَتَرْکٌ لِّلْاٰخِرَۃِ
وعدہ جھٹلانا ہی پھر آپنے یہ آیت پڑہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ الایہ +

فصل شیطانکا مکر انسان کے لئے ایک یہہ ہے کہ اوسکو اول اُن جگہونمین
لاتا ہی جنمین اوسکو سوجھا دیتا ہی کہ تیرا نفع انہین مین ہی پھر انجام کو ایسے
ٹھکانونمین پونہچا دیتا ہی جہان اوسکی تباہی ہو اور اپنے آپ اوس سی کنارہ
کرتا ہی اور آوسکو پھنسا کر آپ کہڑا ہوا اوسکی رنج سی خوش ہوتا ہی اور اوس
سی تمسخر کرتا ہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہی اور یہہ چیزین
اوسکو بتلا کر پھر رسوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذْ زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطَانُ
اور جسوقت سنوار لائے انکا شیطان
اَعْمَالَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
انکی نظر مین انکی کام اور بولا کوئی غالب نہوگا تمپر آج کے دن اور مین رفیق ہون تمہارا پھر جب سامنے ہوئین دو فوجین

نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ واللہ
الٹا پہرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتھ نہین ہون جو تم نہین دیکھتے مین ڈرتا ہون اللہ سے اور اللہ کا
شدید العقاب یعنی مشرک جب جنگ بدر مین نکلے تو شیطان سراقہ بن مالک عذاب سخت ہے ۱۲
کی صورت مین اونکو معلوم ہوا اور کہا کہ بنی کنانہ اگر تمہارے زن وفرزند سے کچھ
برائی کرینگے تو مین تمکو بچا دونگا جب اوسنے خدا تعالی کا لشکر فرشتونکا لڑائی مین
دیکھا تو مشرکونکی پاس سے بھاگ گیا اور اونکو حوالہ کردیا اور ایسا ہی اُس تارک الدنیا
کے ساتھ کیا جسنے عورت اور اوسکی بچہ کو مار ڈالا اول تو اُس عابد کو اوس
عورت سے زنا کرنیکو کہا جب وہ حاملہ ہوگئی اور بچہ ہوا تو اوسکی مار ڈالنے کا امر کیا
پھر اوسکی گھر والونکو عابد کا حال بتایا اور اُنکو سارا معاملہ واشگاف کردیا پھر
عابد سے کہا کہ مجھے سجدہ کر تو بچ جاویگا جب عابد نے سجدہ کیا تو اوسکو چھوڑ کر بھاگ
گیا اور اسی حال کے بیان مین خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ
جیسی کہاوت شیطان
اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ الایہ اور یہہ جو شیطان نے کہا کہ انی اخاف اللہ تو بعض
کی جب کہا انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا ۱۲
اسکے معنی یہہ کہتے ہین کہ شیطان کو خوف ہوا کہ کہین دنیا مین گرفتار نہو جاؤن اور
بعضے کہتے ہین کہ اِس بات سے ڈرا کہ جبرئیل علیہ السلام مجکو پکڑ کر لوگون سے میرا حال نہ کہدین
اور بعضون نے کہا ہے کہ شیطانکو گمان ہوا کہ جسوقت تک کی مہلت ملی ہے وہ آپہونچا
اسلئے عذاب مین پڑنے سے اور جان پر بنی سے ڈرا **فصل** اور ایک مکر شیطانکا

فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب

کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منکم انی اخاف اللہ قیل خاف ان

وقیل ان ابلیس کان مع سراقۃ بن مالک وقال انی جار لکم من بنی کنانۃ ان یقصدوا اهلکم

وذریکم بسوء فلما رای جنود اللہ من الملئکۃ وغنعم واسلم وکان ذلک

قول بالرعب الذی قذف اللہ فی قلوبھم فقتلوا وغنم المسلمون اموالھم

فعلیہ وکشف ما بھم فلما رای الجمعان رجع علی عقبیہ وقال انی بری منکم

فلما فعل فرعون ما فعل وقیل ان اللہ

کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر

وقولہ ان اخاف اللہ قیل خاف ان

یبطش بہ فی الدنیا وقیل خاف

یلحقہ جبریل وبعضھم

حالہ وقیل ظن ان

الوقت الذی انظر

الیہ فی حضرۃ فخاف

معہ فوعزتی وجلالی

واشفق علی نفسہ

فصل ومن کیدہ

یہہ ہی کہ سو مسونکو اپنی دوستدارونسے ڈراتا ہی اسلیئے وہ اوسکی رفیقون سے
نہ لڑتے ہین اونکو نیک کام کا حکم کرتے ہین بری بات سی روکتی ہین اللہ تعالی فرماتا
ہی اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطَانُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستون سی سو تم اون سی مت ڈرو اور مجھہ سی ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو ۱۲
یعنی تمکو اپنی رفیقونسی ڈراتا ہی اور قتادہ فرماتے ہین کہ اس سی یہہ غرض ہی کہ اپنی
دوستدارونکی بڑائی تمہاری دلونمین ڈالدیتا ہی پس تم اُن سی مت ڈرو اور مجھہ سی ڈرو
اگر ایماندار ہو اس سی معلوم ہوا کہ جسقدر بندہ کا ایمان قوی ہوتا ہی اوسیقدر اوسکے
دل سی خوف شیطان کے یارونکا جاتا رہتا ہی اور جتنا ایمان ضعیف ہوتا ہی اوسیقدر
آدمی کو اُنکا خوف گاڑھا ہوا کرتا ہی اور ایک مکر شیطانکا یہہ ہی کہ آدمی پر جادو کردیتا
ہی یہانتک کہ جو چیز آدمی کو بہت بڑا ضرر کرے اوسکو اوسکی نظرونمین اچھا کردیتا ہی اوسکو
یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہہ چیز مجکو سب سے زیادہ مفید اشیاء
مین سے ہے اور جو چیز سب سے زیادہ فائدہ کرتی ہے اُس سے آدمی
کی طبیعت کو اُچاٹ کردیتا ہی حتی کہ اوسکو یہہ خیال بند ہوتا ہی کہ یہہ چیز مجکو مضر ہی
اس جادو سی اُسنے بہت سی آدمیونکو لے ڈالا اور بہتونکو ایمان اور احسان سے
اسی سحر سے روکدیا اور اکثر امر باطل کو چکنا کرا چھی شکل مین ظاہر کیا اور حق
کی مذمت کرکے اوسکو بری شکل مین نکالا۔ پس یہہ وہی شیطان ہی کہ عقلون پر

جادو کردیا ہی اور عقل والونکو مختلف بدعتون اور شاخ در شاخ تجویز مین ڈالدیا
اور اُنسے مہلک راستے مثل بیٹیون کے زندہ درگور کرنے اور ماؤن سے نکاح کرنیکی
طرح کرآئی اور باوجود کفر اور بدکاری اور نافرمانی کے اونسے وعدہ کردیا کہ تمکو بہشت
ملیگی اور شرک کو تعظیم کیصورت مین اُنپر ظاہر کیا اور خدا تعالی کے بیکار جاننے کو پاک
جاننے کے قالب مین اُنکو سمجھا دیا اور اچھی بات کی حکم کرنے اور بُری بات سے روکنے
کو اس پرایہ مین کیا کہ یہ خوش خلقی اور لوگونسے میل کی بات ہی اور اس آیت پر
عمل ہی کہ علیکم انفسکم اور جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوس سے
روگردانی کو اپنے آپ سے زیادہ جاننے والے کی تقلید کی شکل مین اونکو بتایا۔ غرضکہ
یہہ وہی ابلیس ہے جسنے آدم و حوا علیہما السلام ہمارے ماباپ کو جنت مین سے نکالا یہی
قابیل کا ساتھی تھا جب اوسنے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور حضرت نوح علیہ السلام
کی قوم جب ڈبائی گئی اور قوم عاد جب نہایت تیز آندہی سے تباہ ہوئی اور حضرت صالح
علیہ السلام کی قوم جب چیخ سے ہلاک کی گئی اور حضرت لوط کی امت جب زمین مین دھسائی
گئی اور پیچھے سے پتھر پڑے اور فرعون اور اوسکی قوم جب خوب پکڑ پکڑی گئی سب کا
ساتھی یہی ملعون تھا اور جنگ بدر مین مشرکین قریش کا یار تھا اور ہر ہلاک ہونیوالے
اور مبتلا شخص کا ساتھی ہی **فصل** اول مکر اور فریب اس دغاباز کا یہہ ہوا کہ اِسنے

ماں باپ کو فریب یا جھوٹی قسمون سی کہ مین تمہاری خیر خواہی کرتا ہون چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہی فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُۥرِيَ عَنْهُمَا مِن
پھر بہکایا شیطان نے تاکہ کھولے اُنپر جو چھپے تھے اونسے
سَوْءَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
عیب اور وہ بولا نکو جو منع کیا ہے رب تمہارا تمکو اِس درخت سی مگر یہہ کہ کہیں ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ اور فریب دینی کی وجہ یہہ ہوئی کہ
جینے والے اور اونکے پاس قسم کہائی کہ مین تمہارا دوست ہون پہر ڈلایا اونکو فریب سی
شیطان نے معلوم کرلیا کہ یہ دونو جنت مین ہمیشہ رہنا چاہتے ہین اور اوسکی
مکر کا دروازہ یہی ہی جسمین وہ گھستا ہی یعنی انسان کی خون کی جگہہ مین پہر کر اوسکی
نفس سی ملجاتا ہی اور جس چیز کی رغبت اور محبت نفس مین پاتا ہی اوسکو معلوم
کرلیتا ہی پس اوسی راہ سی اوسپر داخل ہوتا ہی اور انسانونمین سی جو اوسکی بھائی اور
یارہین اُنکو بھی سکھا دیتا ہی کہ اگر تم اپنا مطلب فاسد کسی سی نکالنا چاہو تو اسی راہ
سی اوسکی پاس آؤ اور جو چیز اوسکو محبوب اور مرغوب ہو اوسکو اوسکی نظرونمین
اچھا کرو اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت مذکورہ بالا مین ملکین لام کی کسرہ
سی پڑہا کرے تھے اور فرمایا کرتے کہ آدم وحوا علیہما السلام نے یہہ طمع تو نہین کی
تھی کہ فرشتونمین سی ہو جاوین مگر بادشاہ ہونیکی تاک مین تھے اِسی جہت سی شیطان
اونکی پاس ملک کیطرف سی آیا اور اِس قول کی تائید اِس آیت سی ہوتی ہے
هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ اوس درخت کو اُن دونو کے
بہلا بناؤن تجھکو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہو

وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ
اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس بہکا ثُمَّ بعد اُسکے برگزیدہ کیا اُسکو رب اُسکے پس توبہ قبول کی اُسکی اور راہ دکھائی
قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ
فرمایا اُترو دونو جنت سی اکٹھے بعضے تمہارے بعضے کی دشمن پس اگر آوے تمکو مجھسی ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے میری ہدایت کی پس نہ بہکے گا اور نہ دکھ پاویگا
وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ
اور جو کوئی منہ پھیرے میری یاد سی پس بیشک اُسکو تنگ زندگانی ہوگی اور اُٹھاوینگے ہم اُسکو قیامت کی دن اندہا
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ
اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہین ہم اُسکو جو حد سی نکلا اور ایمان نہ لایا نشانیونپر اپنی رب اُسکے اور البتہ عذاب آخرت کا بہت سخت ہی اور بہت دیر تک رہنیوالا ہی

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ

سورۂ طٰہٰ تمام ہوئی

سورۂ انبیاء مکی ہی

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُم مُّعْرِضُونَ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ

ہمیشہ رہنی کا درخت کہا اور جو لوگ شیطان کے پیرو ہین اونہون نے اوس سے
یہہ سیکہا ہی کہ حرام چیزون کے نام ایسے رکہے ہین جنکے معانی نفسونکو اچہے معلوم
ہون مثلاً شراب کا نام رکہا ام الافراح یعنی خوشبونکی جڑ اور اوسکے بہائی
کا نام چین کا نوالہ اور سود کا نام معاملہ اور محصولونکا نام حقوق شاہی اور سب سے
بڑی اندہیر کا نام دستور عدالت اور صفات پروردگار سی منکر ہونیکا نام تنزیہ اور
فسق کی مجلسونکا نام پاکیزہ مجلسین (جیسی فارسی مین مجلس نشاط کہتی ہین) اور
جب شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے سامنی قسم کہائی تو خواہش
اور شبہ دونون جمع ہوی اسلیئے دونو کو خواب غفلت نے لیلیا اور اسپر طرہ
یہہ ہوا کہ اُس ملعون نے اپنی قول کو طرح طرح تاکیدون سی مضبوط کیا کہ قسم
کہائی اور حرف اِنَّ سی اوسکی تاکید کی اور معمول یعنی لکما کو مقدم کیا جو
مفید تخصیص ہی اور صیغہ اسم فاعل سی بولا جو مفید ثبوت ہی اور اوسپر لام تاکید
زیادہ کیا اور لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ کہنی سی یہہ بہی نکلتا ہی کہ اہل جیسی بات کی ناصح
بہت سی ہوتے ہین اور یہی حال اوسکی یارون اور اوسکی جماعت کا ہوتا ہے
جسوقت وہ ایماندارونکو فریب دیتی ہین جیسا کہ منافقون نے کہا تھا
نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کہ اپنی قول کی تاکید شہادت اور اِنَّ اور لام سی کی ہی
ہم گواہی دیتے ہین کہ تو نے شک رسول ہے اللہ کا

اسیطرح اس آیت مین تاکید ہی ویحلفون باللہ انہم لمنکم اور یہہ جو آیت
مین مذکور ہوا فدلاہما ابو عبیدہؓ اسکے معنی فرماتے ہین کہ رسوا کیا آدم حوا
کو اور چھوڑ دیا اونکو اور یہہ لفظ مشتق ہی تدلیہ الدلو سی جسکے معنی کنوین مین
ڈول ڈالنے کے ہین اور اوسکی اصل یہہ ہی کہ پیاسا آدمی کنوین مین ڈول
ڈالتا ہی تاکہ اوس سی سیراب ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ
جرأت دلائی اُن دونو کو اور یہہ لفظ مشتق دالہ سی ہی جسکے معنی جرأت کے
ہین اصل مین دَلّلہما تہا ایک لام الف سی بدلگیا مطرف بن عبداللہ فرماتے
ہین کہ شیطان نے حضرت آدم حوا سی یہہ تقریر کی کہ مین تم دونو سی پیشتر پیدا
ہوا ہون اور تم دونو سی زیادہ جانتا ہون تو تم میری پیروی کرو مین تمکو
ٹھیک راہ بتاؤنگا اور اسپر اُنکے سامنی قسم خدا کی کہائی ایماندار کو یہہ ملعون
خدا تعالی ہی کا نام لیکر فریب دیتا ہی چنانچہ ایک حدیث صحیح مین وی ہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکہا پس آپنے اُس سی فرمایا کہ
تو نے چوری کی اُسنی کہا کہ نہین مجکو قسم ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود
نہین حضرت عیسیؑ نے فرمایا کہ مین اللہ پر یقین لایا اور اپنی آنکہہ کو جھٹلایا
بعضون نے اس حدیث کے یہہ معنی کہی ہین کہ جب اُس شخص نے آپکے سامنی قسم

ھما عن الامر الذی نہاھما عنہ وما اصلہ الجزاء قال
مطرف بن عبد اللہ قال
ھما اغتر آدم بحلف حواء
وانما اغتر حواء بحلف
ابلیس باللہ وظنت ان
احدا لا یحلف باللہ کاذبا
فقال لہما ما حملکما
علی ما صنعتما قالا
ما حلفت قبلنا بشیء
فانا اعلم منک
فبئس ارشد کما
وانما بخل عبد المؤمن
عبد اللہ وزاد الصحیح ان عیسی
علیہ السلام رای رجلا
یسرق فقال سرقت
فقال لا واللہ الذی
لا الہ الا ھو فقال عیسی
آمنت باللہ و
کذبت بصری
قبل ما حلف بہ

قسم کھائی تو آپنے جائز رکھا کہ اوسنے اپنا ہی مال لیا ہوگا مینے اُسکو چوری
سمجھا اور یہہ ایک تکلف ہی بلکہ اصل یہی ہی کہ اللہ تعالی کا رتبہ حضرت عیسی ع
کے دلمین اسبات سی زائد تہا کہ کوئی اوسکی جہوٹی قسم کہاوی تو جب اوسنی قسم
مین مبالغہ کیا تو آپنے تہمت کو اپنی آنکہہ کیطرف ہٹہا دیا **فصل** اور شیطان کا
مکر عجیب یہہ ہے کہ نفس کیطرف دیکہتا ہی اگر اوسکی قوتمین پیشقدمی اور بلندہمتی
غالب دیکہتا ہی تو جس چیز کا حکم الہی ہوتا ہی اوسکو اوسکی ہمت کی سامنی تہوڑا
اور حقیر کردیتا ہی اور آدمی کو یہہ وہم دلاتا ہی کہ اسقدر کافی نہین اسکی ساتہہ
کچہہ مبالغہ اور زیادتی بھی ضرور ہی اور اگر نفس پر سرکشی غالب دیکہتا ہی تو ہمت
کو مقدار مامور سی کاہل اور سست کردیتا ہی یہانتک کہ آدمی اوسکو چہوڑ بیٹہتا ہی
یا اوسمین کوتاہی کرتا ہی بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ جس باتکا خداوند پاک
نے حکم فرمایا ہی اوسمین شیطان کے دو وسوسے ضرور ہی ہوتے ہین یا تو کمی اور
کوتاہی کیطرف یا زیادتی اور مبالغہ کیطرف اور ان دونومین سی جس سے
جیت جاوی کچہہ مضائقہ نہین کرتا اکثر لوگ اسی کمی اور بیشی کے جنگلو نمین
کہپ گئے ایسی کم ہین جو اُس راستہ پر جمی رہی ہون جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تہے دیکہو بعضون کو گہٹایا تو طہارت کے واجب بھی اچہی طرح ادا نہین

فصل ومن ... بصری ... اجتہد ... لیس ... بکون قد اخذ
... یکون ... فقال ... فاذا کان الله ...
... سبحانه وقد ... اجل من ...
... ان یحلف به کاذبا فی ... ذلک
... فی الیمین **فصل** ومن ...
... یکون ... العجب ... یلحظ ... النفس ...
... فان رای ... الغالب ... علی ... قوامها
... وعلو الهمة قلل ... عزمها ... الامانی
... وحقر ... واوهم ... انه لا یکفیها ...
... نخبا ... مع ... المبالغة وزیادة ... وان رای
... فعالها ... النفس ... الاحجام ... فخص ... والتثبیط
... واضعافها ... یلهیها عن ... الامور ... یقصر ... فیه
... قال بعض ... السلف ... ما ... الله ... سبحانه بامر ... الا
... والتثبیط ... فیه ... عن ... واما ... التفریط ... وتقصیر ... وما
... الاحجام ... وعلو ... وجبانا ... ما ظفر ... وفاز ... قط
... اکثر ... الناس ... فی ... وادی ... الاحجام ... ونزق
... فقال ... نبت ... علی ... الصراط ... الذی
... ان ... علیه ... ربیع
... الله صلی الله علیه ... و
... له وسلم ... تقصیر ... نقص
... عن ... واجبات ... اعطاه ... ما

کرتے اور بعضونکو بڑہایا تو وسواس مین لے ڈالا کچھہ لوگونکو ایسا کم
کر دیا کہ زکوۃ اور صدقہ واجب اپنی مال سی نہین نکالتی اور کچھہ کو ایسا بڑہایا
کہ جو کچھہ اُنکے پاس تھا دی دلا کر لوگونکے ذمہ بھاری ہو بیٹھی کسی قوم کو نبیون
کے بابمین اتنا ناقص کیا کہ اُنہون نے پیغمبرونکو قتل کر ڈالا اور کسیکو اتنا
مبالغہ دیا کہ اُنکی پرستش کرنے لگی بعضونکو لوگونسے ملنی مین اتنا کم کیا کہ وہ
جمعہ اور جماعت اور علم کی مجلسون سی بھی کنارہ کش ہوئی اور بعضونکو یہہ زیادتی
اسباب مین دی کہ ظالمون اور گناہگارون تک میل پیدا کیا ایک قوم کو
یہہ دبایا کہ وہ چڑیا اور بکری جنکو خدا تعالی نے کہانیکی لئی حلال کیا ہی ذبح
کرنی روا نہین رکہی اور دوسری قوم کو اتنا اُبہارا کہ وہ ناحق خون کرنے
مین ایک لوگونکو یہہ گہٹایا کہ وہ آدمی کی غذا چہوڑ ساگ پات پر کفایت
کرتے ہین اور دوسرونکو یہہ بڑہایا کہ حرام خالص سی پیٹ بہرنے مین کسی
قوم کو سنت نکاح کرنیسے گہٹا دیا اور کسیکو ارتکاب حرام پر بڑہا دیا کچھہ
لوگونکو اتنا گہٹایا کہ اُنہون نے مشائخ پر ستم کیا اور اُنکی حقارت کی اور کچھہ کو
اتنا بڑہایا کہ اُنہون نے خدا تعالی کے ساتہہ مشائخ کی عبادت کی بعض کو اتنا
کم کیا کہ اُنہون نے کسی عالم کا قول نمانا اور بعض کو اتنا زیادہ کیا کہ جو کچھہ

وبخاری وزیادتہ خیر القرن الذی بعثت فیہ

وہو بسوا سمر وقصر یقع عن

اخراج واجب بالقول وبخاری و

یقع حتی اخر جوا بجمیع ما

بایدیہم وقعدوا عن الکل الی

الانبیاء حتی قتلوہم وقصر یقع فیہ حق

الناس وقصر یقع حتی عبدوہم وقصر یقع فیہ وبخاری و

بخاری حتی اعتزلوا الجمعۃ و

الجماعات وہو اقف العلم وبخاری و

بخاری حتی طرحوا العلم وبخاری و

الظلم والمعاصی وقصر یقع عن

بخاری حتی ارتکبوا

وبخاری وزیادتہ خیر القرن الذی بعثت فیہ

وقصر یقع عن

بخاری حتی ارتکبوا

وقصر یقع عن

بخاری حتی ارتکبوا

وقصر یقع عن

بخاری حتی ارتکبوا

عالمون نے حلال کیا اوسکو اونہون نے بھی حلال کیا اور جسکو عالمون نے
حرام کیا اوسکو اُنہون نے حرام کیا ایک قوم کو اتنا ناقص کیا کہ اہل بیت نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی اور اونکے حقوق بجانہ لائی اور اُنکا مارڈالنا
جائز سمجھا اور ایک کو اتنا مبالغہ دیا کہ اہل بیت مین نبوت کی خواص کے مدعی
ہوئی اور بعض اوقات اُنکی خدا ہونے کا دعوی کر بیٹھی یہود کو حضرت عیسی علیہ السلام
کے بابمین اتنا گھٹایا کہ اونہون نے آپکو جھٹلایا اور آپکی مان کو وہ عیب لگایا
جس سے خدا تعالی نے اُنکو بری فرمایا اور نصاری کو آپکے بابمین اتنا بڑہایا کہ
وہ آپکو خدا کا بیٹا کہکر پرستش کرنے لگی ایک قوم کو یہانتک گھٹایا کہ وہ اسباب
اور قوتون اور طبیعتون اور مزاجون کے منکر ہوئی اور دوسرونکو ایسا بڑہایا
کہ انہون نے ان چیزونکو امر لازم ٹھہرایا جسکی تغیر اور تبدیل ممکن نہین۔ اور
بعضون نے کبھی ان اشیا کو تاثیر مین مستقل مانا اور ایک قوم کو اتنا گھٹایا کہ
لوگون کے سامنے اپنی اعمال نیک ظاہر کئی اور دوسرونکو اتنا بڑہایا کہ انہون نے
اپنی بُری باتین اور جو اعمال کہ عزت کو زائل کرین ظاہر کئی اور اپنا نام فرقہ
ملامتیہ رکھا غرضکہ شیطان کے مکر کا یہ دروازہ نہایت چوڑا ہے ÷

فصل اور ایک مکر شیطانی یہہ ہی کہ کچھہ لوگونکی رائین اور مختلف خیالات

بتا دی ہین یہانتک کہ اونکے دلمین یہہ ڈالدیا ہی کہ خدا تعالی کا کلام پاک ظاہر
ہی یقین کا مفید نہین بلکہ یقینی باتین وہ ہین جو امور عقلی اور حکمت کی طریق
پر کلام والونکے ڈہنگ ہین اس نظر سی شیطان نے اونکی راہ ماری کہ فانوس
قران سی نور ہدایت و یقین اونکو حاصل نہونے دیا اور یونان کے منطق کیطرف
اُنکو پہیر دیا یہانتک کہ قران مجید کو پس پشت ڈالکر اونہین خیالات کیطرف
جھکے جو ذہنونکی میل اور فکرونکی نجاست اور تاریک و حیران دلونکی پہینکے ہوئے
جہاگ ہین تو اب کہنا چاہیے کہ شیطان نے اپکر و فریب مین کسطرحکی نرمی برتی
ہی کہ ان لوگونکو ایمان اور دین سی ایسا باہر کر دیا جیسا آٹے مین سی بال
نکالدیتے ہین **فصل** اور ایک مکر اوسکا وہ ہی جو جاہل صوفیونکو ظاہر شریعت کے
خلاف و بیہودہ باتین دلمین ڈالدیتا ہی اور ان باتونکو کشف خیالات کے پیرایہ مین
اُنپر ظاہر کرتا ہی اور اُنکی جیمین ڈالدیا ہی کہ علم کے سوا ایک اور راہ ہی اگر
اوسپر چلوگے تو آنکہہ سی دیکہہ لینے کے مرتبہ پر پونہچ جاؤگے اور حدیث
و قران کی کچہہ حاجت نہ پڑیگی اس بنا پر اُنکی نظر دنیمین ایسا تکوا اچہا کر دیا کہ
نفسونکی ریاضت اور اخلاق کی درستی کرین اور جس حالمین کہ دنیا والے
رئیس اور عالم ہین اوس سی علیحدہ رہین اور دلکو ہر ایک چیز سی خالی کرین تاکہ

اوسمین حق خود بخود بیواسطہ منقش ہوجاوے - پس جب دل اوس علم کے نقش
سے خالی ہوتا ہی جسکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین تو شیطان اوسمین
جسطرحکی استعداد دیکھتا ہی ویسا ہی نقش باطل بانو نکالکر دیتا ہی یہانتک کہ اوسکے
نزدیک اس نقش کو ایسا کردیتا ہی کہ گویا آنکھہ سے سوجھتا ہی پھر جب علماء وارث
پیغمبر اون لوگون پر اوس امر باطل کا انکار کرتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ
تمکو علم ظاہر ہی اور ہمکو کشف باطن ظاہر شریعت تمہارے پاس ہی اور باطن حقیقت
ہمارے پاس اور چونکہ شیطان اونکے دلونکو خوب قابو مین کرلیتا ہی تو اونکو کتاب الہی
اور حدیث سے کھینچکر انہین خیالات پر لاڈالتا ہی اور یہہ وہم دلاتا ہی کہ یہہ باتین
کھلی ہوئی آیتین ہین اور اللہ تعالی کیطرف سے الہام اور بتائی ہوئی ہین اسلیئے وہ
کتاب وسنت پر اُنکو پیش نہین کرتے اور بجز اُنکی مان لینے کی اور کوئی بات کرین
اور جسقدر کہ وہ لوگ قرآن وحدیث سے روگردانی اور دوری مین بڑہ جاتے ہین
اوسیقدر شیطانکو اونکے دلونپر زیادہ جیت ہوتی ہی **فصل** اور ایک مکر اوسکا
یہہ ہی کہ آدمی کو ایسے شخصونسے خوش خلقی اور خندہ روئی اور اچھی طرح بولنے کو
کہتا ہی جنکی بدی سے رہائی بجز مُنہ بگاڑنے اور ترش روئی اور اُنسے روگردانی
کے نہو پھر اسکے بعد آدمی کو اُنکی بدی اور فتنہ سے بچنا مشکل ہوجاتا ہی اور

اسیواسطے کہ سی دلکے طبیبون نے بدعت والون سی روگردانی اور اُنکو سلام نکرنیکی
نصیحت فرمائی ہی اور اسطرح جنکی ملاقات سی مبتلا ہونیکا خوف ہو مثلاً عورتون
اور امردونسی بھی کنارہ کرنیکو فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جب تم عورتون خواہ لڑکون
کے سامنی اپنی دانتونکی سفیدی ظاہر کروگے تب تمکو حقیقت اس منع کی معلوم
ہوگی اور مقصود اوس دشمن خدا کا اسطرف بلانیسی یہہ ہی کہ وہ اُن دونو مین سی
کرسکی اور اپنا مطلب نکالے اور صالحونکی معاملہ مین وہ اسکی برخلاف کیا کرتا ہے
یعنی بندہ کو نیکبختونکی اچھی دعاؤن اور اونکی دلونکی توجہ سی محروم رکھتا ہی
پس اوسکی لئی دروازہ شر کا کھولتا ہی اور خیر کا بند کردیتا ہی **فصل** اور ایک
اوسکا مکر یہہ ہی کہ آدمی کو اپنی نفس کی عزت اور حفاظت کا حکم دیتا ہی
جہان پروردگار کی خوشی نفس کی ذلت اور مستعمل کرنیمین ہو مثلاً کافرون
اور منافقون سی لڑنے مین اور بدکارون اور ظالمونکو اچھی بات بتلانے
اور بُری بات سی روکنی مین یون خیال دلاتا ہی کہ ان باتون سی تو اپنی نفس کو ذلت
کی جگہونمین ڈالتا ہی اور دشمنونکو اپنی اوپر غالب کرتا ہی اور اُنکی طعنے اپنی اوپر لیتا
ہی اسکا انجام یہہ ہوگا کہ تیری عزت جاتی رہیگی بعد اسکی نہ کوئی تیری بات مانیگا
نہ تیرا قول سنیگا۔ اور جسجگہہ نفس کی بہتری عزت و حفاظت مین ہوتی ہی وہان

ومن هنا أوصى علماء الخلق
بالإعراض عن أهل البدع و
ان لا يسلم عليهم و يكن لا يؤمن
بخياف الفتنة بلقائه من
النساء و الأحداث و قالوا
متى كشفت للمرأة الصبية
عن بياض اسنانها
كشف لك عما هنالك و الزم ان
الله يمين الشيعي بنيها فيصيب صاحبه
و يبعي في معاملة الصالحين
فمن ذلك فجرم العبد على ربه و عنه

و مثل قولهم فيفتح له باب الشر و يغلق
عنه باب الخير **فصل** و من مكايده انه
يأمره بإعزاز نفسك و صونها حيث يكون
ضرر الدين في اهانتها و ابتذالها كجهاد الكفار
و المنافقين و الأمر بالمعروف و النهي عن المنكر فيخيل اليه ان ذلك
تعريض لنفسك
لمواطن الذل
و تسليطا لاعدائه
و طعنهم فيك و فيما تقول
بحاملك فاليقين مثنا
بقوة ذلك و ليتمع عنك

اوسکے ذلیل و خوار کہنی کو کہتا ہی مثلا آدمی کو کہتا ہی کہ رئیسون کے سامنی
ذلیل بنا رہ اور اُنکی لئی اپنی نفس کی اہانت کر اور دلمین یہہ ڈالدیتا ہی کہ
تو اس امر کے اختیار کرنیسے اُنکی باعث اپنی نفس کی عزت کرتا ہی اور کسی شاعر
کا قول یاد دلاتا ہی ؎ کرون ہون خوار اپنا نفس لوگونمین تاکہ پاوی وہ
اُنسی عزت + نہ نفس ہرگز بزرگ ہووی کریمی نہ اوسکی توقیر اہانت + اور اس
شاعر نے غلطی کی ہی اسلئی کہ یہ امر بجز خدا تعالی کے اور کسیکو زیبا نہین
اوسیکی ذات پاک ایسی ہی کہ بندہ جسقدر اپنی نفس کو اُسکی سامنی ذلیل کرے
اوسیقدر وہ اُسکا اکرام عزت فرماوی بخلاف مخلوق کی کہ اوسکی سامنی جتنا
نفس کو ذلیل کروگی اوتنا ہی خالق کے نزدیک اور اُسکی دوستونکی نزدیک ذلیل و خوار ہوگی
فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ آدمی سی کہتا ہی کہ کسی مسجد یا مسافرخانہ
یا گوشہ یا مزار مین بیٹھ رہ اور اوسکو اوسی جگہہ قید کردیتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر
تو یہان سی نکلیگا تو لوگونکی سامنی بیقدر ہو جاویگا اور اُنکی نظرون سی گر جاویگا
اور غالبا راستہ مین کوئی بات خلاف شرع دیکھیگا اور اسطرح کہنی مین
اوسکی بہت سی غرضین پوشیدہ ہین منجملہ اونکے اپنی آپکو بڑا جاننا اور
لوگونکو حقیر سمجھنا اور ریا کا جمنا بشرطیکہ اوسکے عندیہ مین لوگون سی ملنی سی ریا ست

وعن کعب رضی اللہ عنہ ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لها من حرص المرء علی المال والشرف لدینه

اور زاہد اور دیندار کیلئے مال و جاہ کی حرص اسقدر مضر ہی جسقدر کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلہ مین

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعزز بمخلوق اذلہ اللہ تعالی

اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مخلوق کے ساتھ عزت کرتا ہی اللہ تعالی اوسکو ذلیل کرتا ہی

وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازداد علما ولم یزدد فیہ زہدا لم یزدد من اللہ الا بعدا

اور ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم مین زیادہ ہوا اور اوسمین زہد زیادہ نہوا تو اللہ سی اور زیادہ دور ہوا

فصل وعن کعب رضی اللہ عنہ انہ یامر الرجل بانقطاعہ وتبتلہ ویقول لہ متی
اور زاہد اور دیندار کیلئے مال و جاہ کی حرص اسقدر مضر ہی جسقدر کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلہ مین
وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعزز بمخلوق اذلہ اللہ تعالی
اور ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم مین زیادہ ہوا اور اوسمین زہد زیادہ نہوا تو اللہ سی اور زیادہ دور ہوا
وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازداد علما ولم یزدد فیہ زہدا لم یزدد من اللہ الا بعدا

ملتی ہوا ور وہ یہہ چاہتا ہو کہ مجھسی لوگ ملین مین ملون اور میری پاس آوین
مین اونکے پاس نجاؤن اور امراء سے پاس آکر دست بوسی کرین اس خیال
سے واجبات کو اور اللہ تعالی کی تقرب کی چیزونکو چھوڑکر اُنکی عوض وہ امور
کرے جس سے لوگ اوسکی پاس آوین حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بازار مین تشریف لیجاتے تھے بلکہ بعض حدیث کی یاد کرنیوالے فرماتے ہین کہ آپ
اپنی حاجت کی چیز خرید فرماتے اور اوسکو اپنے آپ ہی لے آتے چنانچہ اس امر
کو ابو الفرج جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور حضرت ابو بکرہ بازار مین کپڑے لیکر
جاتے اور بیچتے اور خریدتے اور حضرت عبد اللہ بن سلام اپنے سر پر لکڑیونکا بوجھ
اٹھائے ہوئے نکلے لوگونے پوچھا کہ آپ ایسا کیون کرتے ہین آپکو تو اللہ تعالے
نے اس امر سے بے پروا کیا ہے آپنے فرمایا کہ مینے یہہ چاہا کہ اس کام سے کبر
کو دفع کرون اسلئے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ یون
فرماتے تھے کہ جس بندہ کے دلمین ایک ذرہ بھر کبر ہوگا وہ جنت مین نجاویگا
اور حضرت ابو ہریرہ اپنے کاہونکی متکفل خود ہوا کرتے حالانکہ مدینہ منورہ کے
حاکم تھے اور فرمایا کرتے کہ اپنے ماکم کو جگہہ دو اپنے امیر کو راہ دو اور حضرت عمر
بن خطاب اپنے عہد خلافت مین کسی کام کو پیادہ پا باہر تشریف لیگئے اور تہک گئے

وھو یبیع ویشتری آن یذر والا بیع
ویقبض الناس ویعطی
ویمشی لامراء الیہ ویقبل
ارجاء الناس ویترک ما یجب
ویأتی ما لا یجب
ویترک ما یرضی اللہ ویتبع ما یغضبہ
یکفون الناس کل شیء وقد
کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یخرج الی السوق فیشتری
بعض حوائجہ بنفسہ وکان یشتری حوائجہ و
وغیر واحد وکان ابو بکرۃ یحمل البضائع
فیبیع ویشتری وکان عبد اللہ بن سلام یحمل الحطب
اغناک اللہ تعالی فقال اردت ان ادفع
الکبر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ
من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر
کان ابو ھریرۃ وغیرہ یلی من حوائجہ بنفسہ
وھو امیر المدینۃ ویقول افسحوا
لامیرکم وخرج عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ یوما
وھو یحمل قصبۃ
حاجۃ لہ فمشی فاعیی

پس ایک لڑکے کو ایک گدہی پر سوار دیکہا اُس سی فرمایا کہ لڑکے مجہی سوار لے
کہ مین تھک گیا ہون وہ لڑکا سواری سی اُتر پڑا اور عرض کیا کہ آپ سوار ہولین
آپنے فرمایا کہ نہین تو سوار ہو مین تیرے پیچہی بیٹھونگا چنانچہ اوسکے پیچہی بیٹھکر
مدینہ منورہ مین تشریف لائی اور لوگ آپکو دیکہتے تھے۔ اور ایک مکر اُسکا یہہ ہے
کہ لوگونکو بہکاتا ہی کہ اس شخص کا ہاتھہ چومو اور اوسکی تعریف کرو اور اُس سے
اپنے لئی دعا چاہو تاکہ اوسکو اپنا نفس اچہا معلوم ہونے لگی پہر اگر بالفرض اُس سے
کوئی کہی کہ تم زمین کے اوتاد مین سی ہو اور اُن لوگون مین سی جنکو اللہ کیطرف وسیلہ
کرکے اُنکی طفیل سی خدا تعالی سی سوال کرتے ہین تو وہ شخص اپنا کو سچ سمجہیگا
حالانکہ ساری خرابی اسیمین ہی اور اگر اسکے بعد لوگون مین سی کسی کو بہی
اپنی جانب سی کنارہ کرتے دیکہیگا تو رنجیدہ ہوگا اسطرحکا شخص کبیرہ گناہ
پر اصرار کرنیوالونسے بہی زیادہ بُرا ہی اسلئی کہ وہ اُسکی نسبت کرسلامتی کی
طرف قریب ترہین **فصل** اور ایک مکر شیطانی یہہ ہی کہ وہ ارباب عزلت
اور زہد و ریاضت کو اپنی خیال پر بدون حکم شرع کے عمل کرنا اچہا کردیتا ہی
اُن لوگونکا قول ہی کہ دل جب اللہ تعالی کے ساتہہ محفوظ رہتا ہی تو اوسکے
خیالات اور اندیشے خطا سے بچے رہتے ہین اور یہہ نہایت بڑا دہوکا ہی

اسلئے کہ خیالات واندیشونکی تین قسمین ہین ایک رحمانی دوم شیطانی سوم
نفسانی مثل خواب کی اور بندہ عبد تمین اگرچہ کسی درجہ کو پونہچ جاوی مگر اوسکا
نفس اور شیطان مرنے تک اُس سی جدا نہین ہوتا اور شیطان آدمی مین خون کی
جگہہ چلتا ہی اوس سی بچنا صرف انبیا علیہم السلام ہی کی ہوا وہ لوگ خدا تعالی اور
اوسکی مخلوق مین ذریعہ ہین کہ اُسکی امر اور نہی اور وعدہ اور وعید اُنکو پہنچاوین
اور سوا انبیا کے جو لوگ ہین وہ صواب پر بھی ہوتے ہین اور خطا بھی کرتے ہین
حضرت عمر بن خطابؓ جو الہام والون اور رای صائب الونکی سردار تھے کچھہ فرماتے
تو اُنسے کمتر شخص اوسبات کو رد کرتا اور اگر آپکو غلطی معلوم ہو جاتی تو رجوع
فرماتے آپ کا دستور تھا کہ اپنی خیالونکو کتاب اور سنت پر پیش فرماتے اور محض
خیالات پر التفات نکرتے اور ان جاہلون مین سی ایک کو بھی نہین دیکھتی کہ شریعت
پر التفات کرتا ہو اپنی خیالات پر حکم کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا دل میری پروردگار
سی یون بیان کرتا ہی اور ہمنی یہہ بات زندہ جاوید سی حاصل کی ہی اور تمنی دربیانی
لوگونسی اسیطرحکی گفتگوی بیہودہ کرتے ہین یہانتک کہ کسی نے اِس فرقہ کے
کسی شخص سی کہا کہ تم عبد الرزاق کے پاس نہین جاتے کہ اُنسے کچھہ سُن آو اوسنی جواب
دیا کہ جو شخص ملک خلاق سی سُنتا ہی وہ عبد الرزاق سی سُنکر کیا کریگا اور یہ نہایت

من عبد الرزاق من یسمع من الملک الخلاق وهذا فاضله

عن الخلق عن الوسائط والمثال

ذلک من الکلام الباطل حتی قیل

لبعضهم لا تذهب فتسمع من

عبد الرزاق فقال ما یصنع بالشراب

وهم وسائط بین الله وبین خلقه فی

تبلیغ امره ونهیه ووعده ووعیده و

من عبد صریح وعبد الرحمن ابن

مهدی والامر بالمعروف والنهی

عن المنکر صلوات الله علیهم

وقد کان سید المحدثین ابن الخطاب

یقول لشیء فیه علیه من هو دونه فیبین

له الخطاء فیرجع وکان یعرض ما هو لجسه

علی الکتاب والسنة ولا یلتفت الی حدها

وفی احدهن لا یلتفت الی الحکم هو احسنه من غیر

التفات الی الشرع ویقول لتحدثنی قلبی عن ربی و

۱۳ اخطار شیطانی

جہالت ہی اسلئے کہ خدا سی توحضرت موسی بن عمران کلیم الرحمن نے سُنا ہی ان
لوگونکی گفتگو غالبًا شیطان سی ہوتی ہوگی یا نفس یا دونوسی اور جو شخص اپنے
دلمین خواطر کے پڑنیسے یہ سمجھے کہ مجکو حاجت شریعت نبوی کی نہین تو وہ کفر مین
سب سی بڑہکر ہی۔ حضرت ابن مسعودؓ سی مسئلہ مفوضہ کا مہینا بھر پوچھا گیا بعد مہینے
کے فرمایا کہ اسکا جواب اپنی راے سی مین کہتا ہون اگر درست ہوگا تو خدا
تعالی کیطرف سی ہی اور اگر خطا ہوگی تو میری طرف سے اور شیطان کی جانب سی ہی
اللہ تعالی اور اوسکا رسول خطا سے بری ہین۔ اور حضرت عمر کے منشی نے
آپکے سامنے لکھا کہ یہہ امر وہ ہے جو خدا تعالی نے عمر کو بتایا آپنے فرمایا کہ اسکو
مٹا دی اور یہہ لکھہ کہ یہہ وہ ہے کہ عمر کے نزدیک مناسب ہی اور یہہ بھی حضرت عمرؓ
کا قول ہی کہ اپنی راینکو تہمت لگایا کرو اسلئے کہ مین نے ابی جندل کے دن اپنا یہہ
حال دیکھا کہ اگر مجکو مقدور ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو
ٹالدون تو ٹالدیتا اور صحابہؓ کا اپنی راینون کو اچھا نہ سمجھنا بہت ہی اور مشہور
ہی حالانکہ امت کی نسبت اُنکے دل پاک تر اور علم بہت گہرا اور وساوس
شیطانی سی بہت دور تھے وہ لوگ سنت کے تابع اور اپنی تجویزونکو عیب لگاتے
مین امت سی بڑہکر تھے اور ان لوگونکا حال اونکی برعکس ہی اُن راست بازون نے

وسوسون اور اندیشون مین سے کسی چیز پر توجہ نفرمائی حضرت جنید فرماتے
ہین کہ ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہی کہ اکثر میری دلمین ان لوگونکی نکتون سے
ایک خاص نکتہ چند روز تک پڑجاتا ہے مگر مین اوسکو بدون دو سچے گواہون کتاب اور سنت کے
قبول نہین کرتا اور حضرت ابو یزید فرماتے ہین کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ
کرامت اتنی دیگئی ہی کہ ہوا مین اڑتا ہی پس اُس سے مغالطہ مت کہاؤ جب تک یہہ
نہ دیکھلو کہ امر و نہی اور حدود الہی کی حفاظت مین کیسا ہی اور حضرت جنید نے
فرمایا ہی کہ ہمارا یہہ مذہب کتاب و سنت کی اصول کا پابند ہی تو جو شخص کلام مجید
یاد نرکہی اور حدیث نہ لکھی اور نہ سمجھی اوسکی پیروی نکیجاوی اور ابو بکر دقاق
فرماتے ہین کہ جو شخص امر و نہی کے حدود کو بظاہر تلف کرہی وہ دل کے مشاہدہ
سے باطن مین محروم رہیگا۔ اور ابو الحسن ثوری کہتے ہین کہ جس شخص کو دیکھو کہ خدا تعالی
کے ساتھہ ایسے حال کا مدعی ہو جو علم شرعی کی حد سے اوسکو خارج کردی تو اوسکے
قریب مت جاؤ اور جسکو ایسے حال کا مدعی دیکھو کہ ظاہر کی حفاظت اوسکی شاہد نہو
تو اوسکو دین پر تہمت لگاؤ اور ابو سعید خراز فرماتے ہین کہ جس باطن کا ظاہر مخالف
ہو وہ بیکار ہی اسکے سوا اُنکے بہت اقوال ہین ابو احمد شیرازی فرماتے ہین کہ اول
صوفی شیطان سے ٹھٹھول کیا کرتے تھے اب شیطان اُن سے تمسخر کرتا ہے

فصل

اور ایک بُرا اوسکا یہہ ہی کہ اُن لوگونکو ایک لباس خاص اور ہیئت
اور رفتار معین اور مرشد مقرر اور طریقہ مخصوص کے لازم پکڑنیکا حکم وجوب کے طور پر
کردیا ہی اکثر دیکھا ہی کہ بعض اس قسم کے لوگ ایک جگہہ معین کر لیتے ہین کہ
اوسکے سوا اور جگہہ مین نماز نہین پڑہتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منع فرمایا ہی اس سے کہ کوئی شخص نماز کیواسطے اونٹ کیطرح جگہہ مقرر کرے
بعضونکو دیکھتے ہو کہ جانماز ہی پر نماز پڑہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جانماز پر نماز نہین پڑہی اور نہ جانماز آپکے سامنے بچھتی تھی بلکہ زمین پر
نماز پڑہتے اور کبھی گاری پر سجدہ کرتے اور چٹائی پر نماز پڑہتے غرضکہ جو چیز
اُسوقت بچھہ جاتی اوسی پر نماز پڑہ لیتے اور اگر کوئی چیز نہوتی تو زمین پر پڑتے
اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق کو تامل کریگا تو اوسکو
اُن لوگونکی طریق کے مخالف پاویگا اسلئے کہ آپ کبھی کُرتہ پہنتے اور کبھی قبا
اور کبھی عبا اور کبھی تہمد اور کبھی چادر اور اونٹ پر اکیلے سوار ہوتے کبھی دوسری
کے ساتھہ اور گہوڑی زین بندہی ہوئی پر اور ننگی پیٹھہ پر اور دراز گوش پر سوار
ہوتے اور جو موجود ہوتا کھا لیا کرتے اور زمین پر کبھی بیٹھتے اور کبھی چٹائی
پر اور فرش پر اور تنہا تشریف لیجاتے اور اصحاب کے ساتھہ چلتے اور بدون اُن

امور کے جنکا حکم آپکے پروردگار نے کیا تہا اور کسی چیز کے پابند نہوتے

فصل اور ایک مکر شیطان کا جس سے جاہلونکو اوسنے بڑی نوبت کو پہنچایا ہے طہارت کے باہمین اور نیت کرنیکے وقت نماز کے باہمین وسواس ہے یہانتک کہ اونکو بوجہون اور طوقومین ڈالکر سنت کی پیروی سے باہر کر دیا اور یہہ سوجھا دیا کہ جسقدر سنت مین وارد ہے وہ کافی نہین پس شیطان نے اونکو بڑی مشقت مین بھی ڈالا اور اُنکا ثواب بھی غارت کیا یہانتک کہ اگر کوئی آمین سے وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی کرلیتا ہے اور غسل کرتا ہے تو اپنے عندیہ مین پاک نہین ہوتا نہ ناپاکی دور ہوتی ہے اگر عذر جہالت نہو تو یہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑائی ٹھہرتی ہے کیونکہ آپ تو ایک مد پانی سے وضو کرلیا کرتے تھے جو دمشقی کی رطل کی تہائی کی برابر ہے یعنی سو روپیہ بہر کے سیر سے قریب ڈیڑہ پاؤ کے ہوتا ہے اور غسل ایک صاع پانی سے فرماتے تھے جو ایک طل اور تہائی رطل کے قریب یا ڈیڑہ سیر کے قریب ہوتا ہے اور سوا اسکے نزدیک اسقدر پانی ہاتھہ دہونیکو بھی کافی نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ ایکبار آپنے وضو کی اور تین بار سے زیادہ کوئی عضو نہ دہویا اور فرمایا کہ جو اسقدر پر زیادہ کرے وہ بُرا کرتا ہے اور حد سے

امرہ بہ ربہ **فصل** ومن
کیون ان الذی بالغ بہ من
ابلیس ما بالغ الوسوسۃ
امر الطہارۃ والصلوٰۃ عنہ
عفل الشیطان حتی لقاھم
فی الاصار والاغلال و
اخرج جموعن اتباع السنۃ
وادخلہم بین الشعب العظام وبطلان
فجعلہم یرون ان ما جاءت بہ الحنیفیۃ
الاجر حتی ان اکثرہم لیری انہ اذا توضی
وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
واغتسل لم یطہر ولم یرتفع حدثہ
وقولہ العنہ بالجہل لکان ہذا مشافۃ
للرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقد کان یتوضأ بالمد وہو رطل
من ثلث رطل بالدمشقی ویغتسل
بالصاع وہو خمس رطل وثلث و
الوسوسۃ یری ان ذلک
لا یکفی لغسل یدیہ وجہہ
عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انہ توضأ مرتین وقال
علی ثلث واخبر
ان من زاد علیہا
فقد اساء وتعدی

بڑہتا ہی اور ظلم کرتا ہی اور یہہ بھی ثابت ہوا ہی کہ آپ اور حضرت عایشہ رض
ایک باد یا پانیکا جسمین آٹے کا نشان ہوتا تھا پہچمین رکہکر غسل کرتے تھی
اگر وسواسی اسکو دیکہی تو انکار کری اور کہی کہ اسقدر کافی نہین اور اسمین آٹے
کے ہونے سی رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور چہینٹین گرتی ہین تو بعضونکی نزدیک پانی
کو ناپاک ہی کر دیتی ہین اور دوسروں کے نزدیک بگاڑ دیتی ہین اور یہی امر آپ
حضرت میمنوا ور ام سلمہ رض کے ساتھہ کرتے تھی اور یہہ سب وایتین صحیح ہین اور
ایک حدیث صحیح مین حضرت ابن عمر رض سی یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک مین مرد اور عورتین ایک برتن سی وضو کیا کرتے تھی اور جن برتنون
سی کہ آپ اور ازواج مطہرات اور اصحاب رض غسل کیا کرتے تھی وہ بڑی برتنونمین
سی نہ تہی نہ کوئی انکا خزانہ تہا جس سی انمین پانی آتا جاتا ہو جیسی حمام کی ٹونٹی
ہوتی ہی اور نہ وہ لوگ انکی لبریز ہونیکو دیکہتے تھی جیسے وسواس والے اس امر کا
لحاظ رکہتی ہین اور جو شخص اس طریق نبوی کے خلاف کرکے حوض کا منتظر
رہی تاکہ پانی بہادی یا اور کسی ایسی ہی قید کا پابند ہو تو وہ بدعتی ہی ہمارے
استاد نے فرمایا ہی کہ ایسا شخص مستحق ایسی سزا کا ہی جو اوسکو اور اوس
جیسونکو اس امر سی روکدی کہ دین مین ایسی بات مشروع کرین جسکا حکم خدا تعالے

نے نکیا ہوا ور خدا تعالی کی عبادت بدعت سی کرین نہ سنت کی پیروی سے
اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ پانی کا حریص کمتر ہونا آدمی کی سمجھ کی دلیل ہے
اور مروزی کہتے ہین کہ مین نے ابو عبد اللہ کو عسکر مین لوگونسی خفیہ وضو کرایا
تاکہ کوئی یون نہ کہی کہ یہہ شخص پانی کم خرچ کرتا ہی اور وضو اچھی طرح نہین کرتا
اُنکا دستور تہا کہ وضو اتنی پانی سی کرتے تھے کہ مٹی بھی نہین تر ہوتی تہی - اور
وسواس والے کا نفس کبھی نہین مانیگا کہ وہ اور اوسکی بی بی ایک برتن سے
نہالین جسمین پانی پانچ رطل مشقی ہوا ور دونو اپنی ہاتھونکو اوسمین ڈبوتے
جاوین اور پانی اپنی بدن پر ڈالتی جاوین وسواس والے کہتے ہین کہ ہم جو ایسا تکو
کرتے ہین تو اپنے دین کی احتیاط کے لئے کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اس قول پر عمل کرتے ہین کہ جس چیز مین شک ہوا وسکو چھوڑکر وہ بات کر
جسمین شک نہی ہو اور اس قول پر کہ جو شخص بچا شبہ کی چیزون سی اپنے دین
اور عزت کو اور اس قول پر کہ گناہ وہ ہی جو خلش کرے دلمین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوہارا پایا اور فرمایا کہ اگر مجھی یہہ ڈر نہوتا کہ یہہ صدقہ کا
ہوگا تو مین اوسکو کہا لیتا پس اوسکی کہانیکو احتیاط کی راہ سی چھوڑ دیا - اور
امام مالکؒ نے فتوی دیا ہی کہ جو شخص اپنی بی بی کو طلاق دی اور اسباب مین

شک کرے کہ ایک دی ہے یا تین تو ستیر کی احتیاط کی رو سے وہ تین ہی ہونگی
اور جو شخص کہے کہ اس بادام مین دو گری ہین ورنہ میری بی بی کو طلاق ہے
حالانکہ اوسکو یقینی معلوم نہین پھر جیسا اوسنے کہا تہا ویسا ہی ہوا تب بھی
اوسکی بی بی کو طلاق پڑیگی اسلئے کہ اوسنے بے جانی بات پر طلاق کو مقید کیا اور
یہہ بھی انھون نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیبیون مین سے ایک کو طلاق دے اور بھول
جاوے کہ کسکو دی تو احتیاطاً اوسکی سب بیبیون پر طلاق ہو جاویگی۔ اور
مالکیونکا یہہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی قسم کہاوے پھر بھولجاوے کہ وہ کیا تھی
تو جتنی باتون سے عادت قسم کی ہے وہ سب اوسکو کرنی پڑینگی یعنی کل بیبیون پر
طلاق پڑجاویگی اور سارے غلام اور لونڈیان آزاد ہو جاوینگی اور تہائی مال
خیرات مین دینا پڑیگا اور ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور پیادہ پا
حج کرنا پڑیگا مالکیون کے نزدیک یہہ ایک روایت ہے اور یہہ بھی امام مالکؒ کا مذہب
ہے کہ جب کوئی قسم کہاوے کہ مین ایسا کرونگا تو اُس کام کے کرنے تک وہ جانتا ہی
رہیگا پس اگر اوسنے قسم طلاق کی کی ہو تو اوسمین اور اوسکی بی بی مین اُس
کام کے کرنے تک جدائی کرنی چاہیئے جب وہ کام کر چکے تب بی بی کے ساتھ
تخلیہ کرے اور یہہ بھی اونکا مذہب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ جب

ومثل ما تحلف عليه انه حانث وهو لا يعلم ذلك فكان الامر كما حلف عليه انه حانث
وقال من حلف على ما لا يعلم وان في علمه الحلف بخلافه فحلف فحنث
انه يلزمه جميع ما يحلف به على ما يعلم
وقال اصحاب مالك في من حلف بثلاث
فيلزمه الطلاق والعتاق والصدقة
بثلاث ثلاث وكفارات الظهار وكفارات الايمان
بالله وايجاب كفارتين ويقع الطلاق في جميع
نسائه ويعتق عليه جميع عبيده وامائه
وهذا احد القولين عندهم ومن مذهب
مالك ايضا انه اذا حلف ليفعلن كذا الى
على حنث حتى يفعله فيحل
بينه وبين امرأته اذا
كان حالفا بالطلاق
حتى يفعل فاذا
فعل تخلى بينه
وبينها ومثل هذا
مذهب ايضا
انه اذا قال لاجل لا امرأته اذا

برس کا شروع آوی تو تجکو تین طلاق ہین پس اوسکو اوسیوقت طلاق ہوجاویگی
اور فقہا فرماتے ہین کہ جس شخص کو نجاست کی جگہہ کپڑے مین معلوم نہی ہو
تو اوسکو تمام کپڑے کا دہونا واجب ہی اور جب نمازی کے پاس بہت سے کپڑے
پاک ہون اور انمین سے ایک ناپاک ہوجاوے اور معلوم نہو کہ کونسا تھا تو وہ ہر ایک
کپڑے سے جدا جدا نماز پڑہے کئی بار نماز اسلئے پڑہے تاکہ یقینا بری الذمہ ہوجاوے
اور فقہا نے فرمایا ہی کہ جب پاک برتن ناپاک مین ملجاوین تو سبکا پانی گرادے
اور تیمم کرے اسیطرح جب قبلہ مین شبہہ ہو تو بعض اماموں کے نزدیک چار طرف کو چار
نمازین پڑہے اور فقہا نے فرمایا ہی کہ جس شخص سے کسی دنکی ایک نماز قضا ہوگئی
اور اسکو یاد نرہا کہ کونسی تھی وہ پانچ نمازین پڑہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حکم فرمایا ہی کہ جو شخص اپنی نماز مین شک کرے تو وہ جسقدر پر یقین ہو اسپر
نماز کو پوری کرے اور جب شکاری شکار مین شک کرے کہ وہ تیر سے مرا ہی یا کسی
اور چیز سے تو اس شکار کا کہانا حرام فرمایا جیسے وہ شکار کہ زخمی ہوکر پانیمین
گر گیا ہو اور جس شکار پر کہ اسکے کتے کے ساتھہ دوسرا کتا شریک ہوگیا ہو
اوسکا کہانا حرام فرمایا اسلئے کہ شک ہی کہ دوسرے کے مالک نے بسم اللہ کہکر اوسکو
چہوڑا تہا کہ نہین تو اس قسم کی مسائل احتیاطی بہت ہین گو تم اونکو وسواس کہو دیکھو

اجتناب رأس الحول فانت
طالق ثلاثا فانہا تطلق
فی الحال وقال بعض الفقہاء
من خوف علیہ موضع
النجاسۃ من الثوب وجب
علیہ غسلہ کلہ واذا
کان معہ ثیاب طاہرۃ وثیاب
نجسۃ وثیاب مشتبہۃ صلی
فی کل ثوب علی حدۃ
واذا اشتبہت الاوانی
واذا اشتبہت القبلۃ صلی
الی اربع

صلوات عن بعض
زادہ صلوۃ یوم ولیلتہا صلی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من شک فی صلوتہ ان یبنی علی الیقین
وحرم اکل الصید اذا شارکہ
ہل مات بجرحہ او بغیرہ کما
اذا وقع فی الماء وحرم اکلہ
اذا خالط کلبہ کلبا اخر
الشک فی تسمیتہ صاحبہ
علیہ وغیر ذلک
فصل باب یطلق وان
سمیتہ ومتواشا وقد

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ وضو مین اپنی آنکھونکے اندر کو دھویا کرتے تہے یہانتک کہ بینائی جاتی رہی اور حضرت ابوہریرہؓ وضو کرتے مین جب ہاتھ دھوتے تو بازو تک پانی ڈالتے اور پانو دھوتے تو پنڈلیون تک پس اگر ہم اپنے واسطے احتیاط کرین اور یقین کو اختیار کرکے شک کی بات چھوڑین تو اس امر سے نہ شریعت سی خارج ہونگے نہ بدعت مین داخل یہہ بات سہل انگاری اور مطلق العنان رہنے سے تو بہتر ہی ہی کہ آدمی اپنے دین کی پروا اور احتیاط نکری اور کامونکو طہارت پر محمول کرلے اور کیا عجب ہی کہ وہ سب مین بری نجاست ہو اور شک کی ساتہہ کام مین داخل ہوا اور شک ہی سی باہر نکلے کہان تو ایسا شخص اور کہان وہ جو مامور بہ مین مبالغہ اور کوشش کری کہ کوئی چیز اوس سے رہ نجاوی گو مقدار ماثور سی زیادہ ہو اسلئے کہ اُسکا قصد تو مامور کے کامل کرنیکا ہے اور درکل تمہارا اعتراض ہمپر یہہ ہی کہ فعل مامور مین احتیاط اور ممنوع سی احتراز کرتے ہین حالانکہ یہہ بات اُن دونو چیزون مین سستی کرنے سی بہتر ہی کیونکہ سستی اکثر امر واجب مین نقصان رہنے اور امر ماجاز مین داخل ہونیکی موجب ہوتی ہے اب اس خرابی کو اگر وسواس کی خرابی سے مقابلہ کرتے ہین تو وسواس کی خرابی بہت ہلکی ہے بشرطیکہ ہم بھی تمہاری طرح اوسکو وسواس مان لین اور ہم تو اوسکو احتیاط ہی کہتے ہین پس تمہاری نسبت کر

سنت سے ہم زیادہ سعادت یاب ہین اور اوسیکے گرد پھرتے ہین اور اوسکے
کمال کے طالب میانہ روی والے اور سنت کے پیرو انکے جواب مین یون کہتے ہین کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ
تمکو بھلی تہی سیکھنی رسول اللہ کی چال جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ اور فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اور فرمایا
اور پچھلے دن کی ۱۲ تو کہدہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے ۱۲
وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ اور جبر
اور یہہ راہ ہی میری سیدہی سو اوسپر چلو اور دست چلو کئی راہین پھر تمکو پھٹا دین گے اوسکی راہ سے ۱۲
رسول
راستہ کا کہ ہمکو خدا تعالی نے اس آیت مین حکم فرمایا ہی وہ وہ ہی کہ جسپر اوسکا
مکرم تھا اور وہی ہی بیچکا راستہ اور جو اوسی کا برہی وہ راہین بٹی ہوئی ہین کیسے انکو
کہا ہو مگر راہ راست اوسی مٹنا کبھی تو بہت ہوتا ہی اور کبھی تہوڑا اور ان دونو نکی درمیانمین
بہت سی مراتب ہین جنکی شمار بجز اللہ کی اور کوئی نہین جانتا اور جس میزان سی کہ راستی
پہچانی جاتی ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحاب رض کا طریق ہی اور اوسی سی ہٹے ہوئے
یا تو بہت افراط والے اندہیر چی ہین یا اجتہاد کرنیوالے بات بنانیوالے یا انجان تقلید
کرنیوالے پس انمین بعض مستحق عذاب ہین اور بعضونکی مغفرت ہوگی اور بعضونکو ایک
ثواب ملیگا یعنی موافق انکی نیتون اور مقصدونکے اور طاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین جیسی انکی کوشش خواہ نقصان ہوگا ویسا ہی عوض ملیگا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور انکی اصحاب رض کا وہ طریق لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ ہم دونو فریقونمین سے

آپکے اتباع کا کون لائق ترہی پھر تمہاری اعتراض کا جواب ینگے اور اول اُس نہی کو
لکھتے ہین جو مبالغہ اور حد دون سے تجاوز کرنے اور اسراف کی باب مین وارد ہی تو کہتے ہین کہ خدا تعا
نے فرمایا ہی یا اَہلَ الکِتٰبِ لَا تَغلُوا فِی دِینِکُم اور فرمایا وَلَا تُسرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ المُسرِفِینَ
اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی باتمین ۱۲ اور مت اوڑاؤ اوسکو خود نہین آتی آڑ اوسکو اے ۱۲
اور فرمایا تِلکَ حُدُودُ اللّٰہِ فَلَا تَعتَدُوہَا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
یہ ہین حدین اللہ کی سو نہ بڑہو اوس سے ۱۲
جسکو امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ لوگو دین مین بہت
مبالغہ مت کرو اسلئے کہ تم سے پہلے لوگونکو دین مین مبالغہ کرنے ہی نے تباہ کیا ہی اور
حضرت انس فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنی نفسونپر سختی مت
کرو ورنہ خدا تعالی تمپر سختی کریگا کیونکہ پہلے ایک قوم نے اپنی نفسونپر سختی کی تھی
تو خدا تعالی نے اُنپر سختی کی یہہ اُنہین کے بچے ہوئے ہین جو عبادتخانون اور گرجاؤن
اور شہرونمین ہین یہہ وہ فقیری ہی کہ انہون نے آپ تراشی ہی خدا تعالی نے اُنپر
فرض نہین کی بخاری فرماتے ہین کہ وضو مین اسراف کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے فعل سے تجاوز کرنیکو اہل علم مکروہ کہتے ہین اور حضرت ابن عمر فرماتے ہین کہ
وضو کا کمال اعضا کو صاف و پاک کرنا ہی غرضکہ پوری سمجھہ دین مین میانہ روی اور
سنت کو دستور العمل کرنا ہی اور حضرت ابی بن کعب فرماتے ہین کہ لازم پکڑو سبیل
اور سنت کو اسلئے کہ جو بندہ سبیل اور سنت پر ہو کر اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور اوسکی

خوفسے اُسکا رُوان کھڑا ہو جاتا ہی تو اُسکی خطائین ایسی گرتی ہین جیسی خشک درخت
کی پتی جھڑتے ہین اور راہ وسنت مین میانہ روی کرنی اُن دونو کی خلاف مین کوشش کرنیسے
بہتر ہی تو جس صورتمین تمہارے اعمال میانہ روی کے طور پر ہون تو یہ حرص کرو کہ انبیا کی دہنگ
اور طریق پر ہون اور شیخ ابو محمد مقدسی نے اپنی کتاب ذم الوسواس مین یہہ فصلین لکھی ہین

فصل ایک وسواسیونکی جماعت ایسی ہی کہ شیطانکی حلم بردار ہی اُنپر ثابت ہے
یہانتک کہ اوسکی وسوسہ مین رنگ گئی اور اتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مُنہ موڑا حتی
انمین سے کوئی اگر آبکی سی وضو کرتا ہی یا نماز پڑہتا ہی تو اپنی اعتقاد مین وہ وضو باطل سمجھتا
ہی اور نماز درست نہین جانتا اور اُسکا اعتقاد یہہ ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا فعل لڑکونکے ساتھہ کہانیمین اور عام مسلمانونکا کہانا کہانیمین کریگا تو وہ اس فعل سے
ایسا ناپاک ہو جاویگا کہ اُسپر ناتھہ اور ننہ کا دہونا واجب ہوگا گویا اُن کھانونمین کتّی
نے مُنہ ڈالا ہی یا بلی موت گئی ہی اور ان لوگونپر شیطانکا غلبہ اسدرجہ کو پونہچا ہی کہ اُسکا
کہنا ایسیطرح مانتے ہین جو جنون کے مشابہ ہو اور سوفسطائی فرقہ کے قریب ہو جو
موجودات کی حقیقتون کے منکر ہین دیکھو انسانکو اپنی نفس کا حال جاننا ضروریات سے ہی مگر
انمین سے کوئی اگر اپنا عضو اسطرح دہووے کہ اپنی آنکھہ سے دیکھہ لے اور تکبیر و قرات اپنی
زبانسے اسطرح کہی کہ اپنی کان سے سُنلے تو پھر بھی شک کرتا ہی کہ یہہ کلام مینے کیا ہی یا نہین

اور شیطان اوسکو نیت اور قصد مین شک ڈالدیتا ہی جو یقینا اوسکو معلوم ہی بلکہ اسکی
حال کے قرینونکی مشاہدہ کرنیوالیکو بھی معلوم ہی اور باوجود اسکی یہہ شخص شیطانکا
قول قبول کرلیتا ہی اسباب مین کہ تونے نماز کی نیت اور ارادہ نہین کیا یہہ اپنی
آنکھون دیکھی چیز مین ہٹ دھرمی اور اپنے نفس کے یقین کا انکار ہی یہانتک کہ اوسکو متردد
حیرت زدہ دیکھتے ہو گویا اس فکر مین ہے کہ کسی چیز کو ٹٹولتا ہی یا کوئی چیز اوسکی اندر ہی کہ
اوسکو باہر نکالے اور جس شخص کی فرمانبرداری شیطان کیواسطے اسدرجہ کو پہنچگئی ہو تو یہہ
کمال درجہ کی طاعت ہی۔ پھر وہ شخص شیطانکا قول اپنی جانکے ستانے اور ایذا دینے مین
قبول کرتا ہی کہ ٹھنڈی پانی مین غوطہ مارتا ہی اور بہت سا پانی اپنی اوپر ڈالتا ہی اور
بہت دیر تک ٹہلتا ہی اور بعض اوقات اپنی دونو آنکھین پانیکے اندر کھولتا ہی اور انکو
اندر سی دھوتا ہی یہانتک کہ بینائی مین نقصان آجاتا ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ اسکی
برہنگی لوگونکی سامنے کھلجاتی ہی اور ایسی حالمین ہوجاتا ہی کہ لڑکے اس سی تمسخر کرتے
ہین اور جو دیکھتا ہی اوس سی ہنسی کرتا ہی مین کہتا ہون کہ ابو الفرج ابن جوزی نے ذکر
کیا ہی کہ کسی شخص نے انسے پوچھا کہ مین پانی مین بہت دفعہ غوطہ لگاتا ہون لیکن
مجھی شک رہتا ہی کہ غسل درست ہوا یا نہین آپکی اسمین کیا رای ہی ابن جوزی نے فرمایا کہ جا
تیری ذمہ نماز نہین سائل نے پوچھا کہ کیسی انہون نے کہا اسلئے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وشیطان کو ہی وہ یقین نہین ہوتا
المعلوم کو یقین کا المعلوم لغیرہ
من یشاھد بقرائن احوالھم وھم هنا
یقبل قول ابلیس فی انہ ما نوی الصلوٰۃ
ولا ارادھا کما یکون منہ لعیانہ
ویجحد الیقین من نفسہ حتی تراہ
مستلذ امتحیرا کانہ یجد شیئا
یجتنیہ او یجد شیئا فی باطنہ یستخرجہ
ومن انتهت طاعتہ لابلیس الی هذا الحد
فقد بلغ النهایۃ فی طاعتہ ثم انہ یقبل
قولہ فی تعذیب نفسہ والاضرار بجسمہ
بالتعرض للماء البارد والکثرۃ صبہ

وذکر ابو الفرج ابن الجوزی فی کتابہ
الماء مرارا کثیرۃ وانتہاک عمل
فی ذلک فقال لہ انفسک
فقد سقطت عنک
الصلوٰۃ قال کیف
قال لان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہی کہ تین آدمی مرفوع القلم ہین اُنپر احکام شرعی نہین ایک انمین ہی مجنون
ہی جبتک کہ افاقہ پاوی اور جو شخص بار بار پانی مین غوطہ لگاوی اور شک کری کہ
پانی پونہچا ہی یا نہین تو وہ دیوانہ ہی تو تو بھی ایسا ہی ہی اور کبھی اوسکو وسواس مین
ایسا مشغول کرتا ہی کہ اُس سی جماعت جاتی رہتی ہی اور بعض اوقات وقت نہین رہتا
اور نیت کے وسوسہ مین مشغول کر دیتا ہی یہانتک کہ تکبیر اُلے فوت ہو جاتی ہی اور
کبھی ایک رکعت یا زیادہ جاتی رہتی ہی اور بعضی وسواسی ایسی ہین کہ قسم کہاتے ہین
کہ اب اسپر زیادتی نکرینگے مگر پھر جھوٹے ہو جاتے ہین اور ایک شخص معتمد نے مجھ سی بیان کیا ہی
کہ کسی وسواسی والے نے کہا کہ اس دفعہ پر اب یا وہ کرون تو بی بی پر طلاق ہی پس اسکو
شیطان نے بدون بڑہائی چھوڑا اور اوسمین اور اسکی بی بی مین جدائی ڈالدی - اور
ایک شخص کا حال مجکو پونہچا ہی کہ وہ نیت کے بولنے مین بہت گنگناتا تہا ایک روز
الہ اکبر کہنا چاہا تو بہت سا گنگنایا اور نیت کو کئی بار کہا پھر چاہا کہ اوا ر للہ
مگر دال کی جگہہ ذال کہا اوسکی برابر ایک شخص تھا اوسنے کہا کہ ایذا تو پا چکی خدا
اور اوسکا رسول اور اُسکی فرشتے اور نمازی لوگ اور بعض ایسے ہین کہ حرف کے
نکالنے مین وسواس کرتے ہین اور ایک حرف کو کئی بار کہدیتے ہین اُنمین سی ایک شخص سی
مین نے سُنا ہی الہ اگلکبر اور ایک شخص نے مجھسے کہا کہ مجھہ سی السلام علیکم نہین کہا جاتا

قال رفع القلم عن ثلثة المجنون
حتی یفیق وعن النائم حتی یستیقظ
وعن الصبی حتی یحتلم
وبیان اهل اصابه الماء مرات
فان لم یتیقن یتوضا ویصلی
نفقه الجماعة ولم یشتغله بوسوسة
الوقت ویشتغله بوسوسة
فی النیة حتی تفوته
علیک بالرکعة الاولی ولم یکفه
ان یقول علی ما فی نفسی
حلف بالطلاق انه لا یزید علی ثلاث
ان فعل کذا فعلیه کذا
وبین زوجته وبلغنی عن اخر انه کان
شدید التحفظ فی التلفظ بالنیة فقال
ما ان یکبر فکثیرا ما یتلفظ بالنیة فقال
ما ارانی اراد ان یقول اراد الله فاعجم
وبجنبه رجل فقال الرجل قل استعنا
الله وسمع رجلا وهو یقول الله اکبر
الصبیان منهم من یوسوس فی الخ
الخ فی فکر وسمع منه
من یقول الله اکبر
وقال لی رجل قد عجز
عن قول السلام علیکم

مین نے کہا کہ جیسی تو نے اب یہ کلمہ کہا اسیطرح کہلیا کر اور چین کر پس جو شخص کہ اس
بلا سی چھوٹنا چاہی اوسکو جان لینا چاہیئے کہ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی
مین ہی اور آپ ہی کے طریقہ پر چلنی کا قصد کری اور جانے کہ جو کچھہ اسکی خلاف ہی وہ شیطان
کی بناوٹ اور اوسکا وسواس ہی اور جس چیز کو آپکی سنت کی خلاف جانے خواہ وہ
کچھہ ہی ہو اوسپر ہٹ چھوڑ دی اور اپنی نفس سی یون کہی کہ تجھی معلوم نہین کہ طریقہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راہ راست ہی جب نفس کہی کہ ہان تو اوس سی پوچھی کہ بھلا یہہ
آپ کیا کرتے تھی اگر کہی کہ نہین تو اوس سی کہی کہ پھر حق کی بعد سوا گمراہی کے اور کیا ہی
اور راہ جنت کی بعد بجز راہ دوزخ کے اور کیا ہی اور اللہ اور اوسکی رسول کی راستہ
کے بعد سوا راہ شیطانکی اور کیا ہی اور چاہیئے کہ بزرگان گذشتہ کی حالات دیکہی کہ
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیسی کرتے تھی اور اونکی پیروی کری حضرت
امام زین العابدین رض نے ایکروز اپنی لڑکے کو فرمایا کہ بیٹا میرے لیئے ایک کپڑا لے آ کہ
مین دیکہتا ہون کہ تمہیان غلیظ پر بیٹہکر کپڑی پڑھتی ہین پہر آپ چونکی اور فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحاب رض کی پاس تو ایک ہی کپڑا تھا اور اس خیال سی درگذری
اور حضرت عمر رض کسی کام پر قصد و ارادہ محکم فرماتے مگر جب کوئی اونسی کہتا کہ اسکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کیا تو آپ باز رہتی یہانتک کہ آپ فرماتے

کہ مین نے ایکروز قصد کیا کہ ان کپڑونکی پہننیسی منع کرون اسلیئے کہ مینے سُنا ہی
کہ یہہ بُرہیونکی پیشاب سی رنگی جاتے ہین پس ابومالک نے اُنکی خدمتمین عرض کیا کہ آپ
منع فرماتے ہین مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پہنا ہی اور اورون نے بھی آپکے
زمانہ مین پہنا ہی اگر خدا تعالیٰ کو معلوم ہوتا کہ انکا پہننا حرام ہے تو اپنے رسول کو آگاہ فرمادیتا
حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ درست کہتے ہو۔ پھر یہہ جانے کہ صحابہ رضہ مین کوئی وسواسی تھا
اگر وسوسہ ہی مین کچھہ بہتری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اوسکی اصحاب سے اوسکو
نہ رکھہ چھوڑتا کہ وہ بہترین خلق اور سب سی افضل ہین اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسواسیونکو دیکھتے تو اُنسے ناراض ہوتے اور حضرت عمر رضہ دیکھتے تو اُنکو مارتے اور ادب
دیتے اور صحابہ رضہ دیکھتے تو بدعتی کہتے اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سی اُنکے خلاف مذہب
کی باتین تفصیل ذکر کرتے ہین **فصل اول** نیت اور طہارت اور نماز مین
نیت کی معنی ہین ایک چیز کے کرنے پر قصد اور پکا ارادہ کرنا اور اُسکی جگہہ دل
ہی زبان سی اوسکو کچھہ علاقہ نہین اور اسیواسطے کسیصورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اُنکی اصحاب رضہ سی کوئی لفظ نیت کا منقول نہین اور یہہ عبارتین کہ شروع طہارت
اور نماز کے لیئے بنائی گئی ہین انکو شیطان نے وسواسیون کے لیئے اکہاڑا مقرر کیا ہی کہ
انپر اُنکو روکدیتا ہی اور سناتا ہی نماز مین اُنکو کچھہ دخل نہین بلکہ نیت تو کسی کام

کے کرنیکا قصد ہی جو شخص کسی کام کا عزم کریگا وہ اوسکی نیت کرنیوالا ہی اوسکا نیت
سے جدا ہونا خیال مین نہین آتا مثلاً جو شخص وضو کو بیٹھا اوسنے نیت کی اور جو نماز کو اٹھا
وہ بھی نیت کر چکا غرضکہ عاقلونکی جتنے افعال قصدًا ہوتے ہین نیت سب مین ضرور
ہوتی ہی بلکہ اگر کوئی چاہی کہ اپنی فعل اختیاری کو نیت سے علیحدہ کہی تو نہین کر سکیگا
اور اگر خدا تعالے اس امر کا حکم آدمی کو کرتا تو طاقت سے باہر چیز کا حکم فرماتا اور
جب ایسی نوبت آتی تو اوسکی حاصل کرنیمین مشقت ہوا کرتی اور اگر نیت کی حاصل ہونے
مین شک کیا جاوے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہی اسلئے کہ ہر ایک عاقل اپنی نفس سے نیت کو
پہچانتا ہی بلکہ احوال کے قرینون سے دوسرا شخص بھی جان لیتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص
کسی آدمی کو نماز کیوقت جب لوگ اکٹھے ہونے لگین صف مین بیٹھا ہوا دیکھے تو جان
لیگا کہ یہہ نماز کا منتظر ہی اور جب اوسکو دیکھیگا کہ لوگونکی ساتھ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا
تو جانیگا کہ نماز پڑہنے کو اٹھا ہی پھر اگر دو شخصونکی آگے کھڑا ہوگا تو جانیگا کہ اُنکی امامت
کرنا چاہتا ہی اور اگر صف مین دیکھیگا تو جانیگا کہ مقتدی ہونا منظور ہی اب جو یہہ نمازی
شیطانکی بات مان لے کہ نیت نہین کی تو آنکھہ کی دیکھی چیز کے انکار مین اوسکو سچا کرنا
ہی علاوہ ازین نیت جو موجود ہے اوسکا حاصل کرنا اور پیدا کرنا ممکن نہین اسلئے کہ کسی چیز
کی ایجاد کی شرط یہہ ہی کہ وہ معدوم ہو موجود کی ایجاد مین کچھہ فائدہ نہین ابو محمد

کہتے ہین کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ جبتک امام رکوع کرتا ہی اور مقتدی کھڑا رہتا ہی
جبھی تک وسواس کرتا ہی مگر جب رکوع کے جاتے رہنے کا خوف کرتا ہی تو جلدی سے
اللہ اکبر کہکر شامل ہو جاتا ہی اب ہم پوچھتے ہین کہ جس شخص کو بڑی دیر تک فارغ البال
کھڑے رہنے مین نیت حاصل نہوئی اوسکو تنگ وقت مین کیسے حاصل ہوگی اتو رکعت کے
جاتے رہنے کا کھٹکا بھی دلکو لگا ہوا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحابؓ
اور تمام مسلمانونکی نماز کو جنہون نے اس شخص کا سا فعل نہین کیا کیا کہیگا ان لوگونکی
نماز اوسکے نزدیک ناقص ہی یا اچھی خاصی کامل ہی تو پھر وجہ اُنکی مخالفت کی کیا ہی اگر
کہی کہ یہہ ایک مرض ہی جسمین مین مبتلا ہو گیا ہون تو ہم کہینگے کہ بجا ہی مگر اوسکی علت
شیطانکا قول ماننا ہی اور اللہ تعالی نے یہ عذر کسیکو نہین بتایا تو سنت کی ترک کرنے
اور شیطانکی بات ماننے مین تیرا کچھہ عذر نہین مین کہتا ہون کہ ہمارے استاد کا قول ہی
کہ نیت کی ادا کرنہین ایسا آدمی دس بدعتین کرتا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اُنکے اصحابؓ نے ایک بھی نہین کی مثلاً کہتا ہی کہ بناء مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے
نیت کرتا ہون کہ ظہر کے فرض وقت چار رکعتین خدا کے لئے ادا کرون امام خواہ مقتدی
ہو کر منہ میرا کعبہ کیطرف پھر اپنے اعضا ملاتا ہی اور ماتھا جھکاتا ہی اور اپنی دونون
آنکھونکی رگین تانکر زور سے اللہ اکبر کہتا ہی گویا دشمن پر تکبیر کہتا ہی ابو محمد کہتے ہین کہ بعض

قال ومن العجب ان یقول ان الامام اذا خشی فوت
رکوع الامام فانه یخشی فوت
رکوع کل رکعة منها ومن یحصل
له هذا الخوف فی الوقوف الطویل
ممن وقف زمانا کثیرا فی صف الجماعة
فی الوقت الضیق متشغل
بالهم یقول انا لا کیف وکیف
نقول هذا فی صلوة رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم واصحابه وسایر المسلمین الذین
لم یفعلوا فعله هو عندنا ناقصة ام کاملة فان قال
کاملة فما داعاه الی مخالفة فان قال هذا عذر
قلنا لیس بعذر فقد قال الشیطان مثله
بل ع لم یفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم
ولا اصحابه واحدة منها فقد اعوذ بالله
من الشیطان الرجیم فی بیتها صلی
الله علیه وسلم
اما اقوما موما اربع رکعات
مستقبل القبلة
اعضاءه ویتم
بالتکبیر کانه یکبر
علی العدو قال من احسن

وسواس وہ ہین جو نماز کو فاسد کر دیتے ہین مثلاً بعض کلمات کو مکرر کرنا اور بعض سامعین کو ایذا دیتے ہین اور وسواسی کی مذمت اور طعن پر اُنکو امادہ کرتے ہین تو وہ اپنی جان پر اتنی باتین جمع کرتا ہی شیطانکی حکم برداری اور سنت کی مخالفت اور بدعت کا کرنا اور اپنے نفس کو دکھہ دینا اور وقت کا ضائع کرنا اور جس چیز سے ثواب کم ہو اوسمین لگا رہنا اور اپنے نفس کو ہدف طعن بنانا اور جاہل کو دہوکا دینا اور حکم سنت پر بدگمانی کرنی اور اُسکو کافی نجاننا اور نفس کا شیطان سے اثر قبول کرنا اور نقصان عقل پر راضی ہونا حضرت امام ابو حامد غزالی رح فرماتے ہین کہ وسوسہ کا سبب یا تو شرع کو نجاننا ہی یا عقل مین نقصان ہونا اور مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے حدیث روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھہ مین اور میری نماز مین آڑ ہو گیا ہی کہ نماز مین مجکو شبہہ ڈالتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطانکو خنزب کہتے ہین جب وہ تجکو معلوم ہو تو اُس سے خدا کی پناہ چاہ اور اپنی بائین طرف تین بار تھوک مین نے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے مجھسے وسکو دور کر دیا تو معلوم ہوا کہ وسواس والے خنزب کی آنکھہ کی ٹھنڈک ہین نعوذ باللہ منہ **فصل** اور منجملہ وسواس کے وضو اور غسل کے پانیمین زیادتی کرنی ہی امام احمد نے اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد پر گذرے

الوسواس یفسد الصلوۃ بتکرار بعض الکلمات وتوذی السامعین ویعرض بفاعلہ والوقیعۃ فیہ ویحملہ علی ترکہ بالسخریۃ والاستہزاء بہ والاضاعۃ لما فیہ الاشتغال بہ من الوقت وتعذیب نفسہ بالتعنت وتعریضہ للطعن وتغریر الجاہل بالاقتداء بہ فی البدعۃ والاعراض عن السنۃ والاستہانۃ بہا وقلۃ المبالاۃ بما یفوت بہ من الثواب والاستکثار بما یحصل بہ من الاثم وقلۃ المبالاۃ بہ وسببہ اما الجہل بالشرع او الخلل فی العقل وقد روی مسلم فی حدیث عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلوتی یلبسہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاک شیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلثا ففعلت ذلک فاذہبہ اللہ عنی **فصل** ومن ذلک الاسراف فی ماء الوضوء والغسل روی احمد فی مسندہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر بسعد

وہ وضو کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اسراف مت کرو انہوں نے عرض کیا کہ پانی مین
بھی اسراف ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ ہان اگرچہ تو چلتی نہر کے کنارہ پر ہو اور جامع
ترمذی مین حضرت ابی بن کعب سی حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو
کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہین تو تم پانی کی وسوسونسی بچو اور مسند اور سنن مین
عمرو بن شعیب سی روایت ہی اور وہ اپنی باپ سی اور وہ اپنی دادی سی روایت کرتے
ہین کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوکر وضو کا حال پوچھا
آپنے اوسکو تین تین بار دہو کر دکھایا اور فرمایا کہ وضو یہہ ہے اور اگر کوئی شخص اسپر
زیادہ کریگا وہ بُرا کریگا اور حد سی بڑہیگا اور ظلم کریگا اور سنن اثرم مین بسند صحیح
ابی الجعد جابر بن عبداللہ سی راوی ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ وضو کیلی ایک مُد پانی
کافی ہی اور غسل جنابت کیلی ایک صاع پس ایک شخص نے کہا کہ مجھکو تو اسقدر کافی
نہوگا حضرت جابر غصہ ہوئی یہانتک کہ چہرہ آپکا متغیر ہوگیا پھر فرمایا کہ جو شخص تجھ سی
بہتر اور بال زیادہ رکھتا ہی اوسکو کافی ہی اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند
مین مرفوع روایت کیا ہی اور سنن نسائی مین عبید بن عمیر سی مروی ہی کہ حضرت عائشہ رضہ
نے فرمایا کہ مین نے اپنا حال لکھا ہی کہ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
رکھی ہوئی برتن سی جو صاع کی برابر یا اوس سی کم تھا نہاتے تھے اور دونو اُسمین ہاتھہ

ڈالتی تھی پس اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر تین بار پانی بہاتی تھی اور اپنے بالوں کو نہیں کھولتی
تھی اور سنن ابی داؤد اور نسائی میں عباد بن تمیم ام عمارہ بنت کعب سے روایت کرتی
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو پانی ایک تن میں بمقدار دو تہائی مد کے لایا گیا
تھا اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ پہلے لوگ پانی تمہاری نسبت کم بہت بچاتے تھے اونکی نزدیک
چوتھائی مد کافی تھا اور یہہ مبالغہ ہے اسلئے کہ مد کی چوتھائی تو دو مشقی وزن سے ڈیڑھ
اوقیہ بھی نہیں ہوتی اور بخاری اور مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مد سے وضو فرماتے تھے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک سے نہاتے تھے اور مسلم میں شعبہ
سے روایت ہے کہ ایک صاع آپکے غسل جنابت میں کام آتا تھا اور ایک وضو میں
اور محمد بن عجلان کہتے ہیں کہ دین خدا میں سمجھ یہ ہے کہ وضو پورا ہو اور پانی کم گرے اور
امام احمد کہتے ہیں کہ پانی کا حریص ہونا آدمی کی کم فہمی میں سے ہے اور ابو داؤد نے
اپنی سنن میں عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ عنقریب اس اُمت میں ایسے لوگ ہونگے کہ حد سے
تجاوز کرینگے پاکی اور دعا میں اب اس حدیث کو اس آیت سے ملاؤ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
اللہ دوست رکھتا ہے حد سے
اور جانو کہ خدا تعالیٰ اپنی عبادت پسند کرتا ہے تو یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وسواس
والیکا وضو ایسی عبادت نہیں جسکو خدا تعالیٰ قبول کرے اور گو اوس سے فرض ساقط

وقال ابراهيم النخعي كانوا اشد تسبيغا
يجزي من الوضوء ما يبلغ ان يعم الجلد
الصحيحين عن انس كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتوضأ بالمد
مسلم عن شعبة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
عن عباد بن تميم عن ام عمارة بنت كعب ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
توضأ فاتي بماء فاخذ منه ثلثي المد
على ما سبق ثلاث مرات فما انقضى
فسنن ابو داؤد والنسائي

ہو جاوی مگر وضو کے باعث جنت کے دروازی نہ کھلینگے کہ جسمین سبی چاہی گھسجاوے

فصل اور منجملہ وسوسون کے وضو ٹوٹنی کا وسواس ہی صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین کوئی چیز معلوم کری اور اُسکو شک پڑجاوی کہ کچھہ اندر سی نکلا ہی یا نہین تو وہ نماز کی جگہہ سی باہر نہو جبتک کہ کچھہ آواز نہ سنی یا بو نپاوی اور بخاری اور مسلم مین عبداللہ بن زید سی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اوسکو یہہ خیال ہو جاتا ہی کہ نماز مین کچھہ ہو گیا آپنے فرمایا کہ وہ نماز سی نہ پھرے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو نپاوے اور مسند اور سنن ابی داؤد مین حضرت ابوسعید سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم مین سی کسیکے پاس نماز کے اندر آتا ہی اور ایک بال اوسکے پیچھے کیطرح پھسی پکڑکر کھینچتا ہی تو نمازی کو معلوم ہوتا ہی کہ میرا وضو نرہا پس اوسکو چاہیے کہ نماز سی نہ پھری جبتک کہ آواز نہ سنے یا بو نپاوی اور ابوداؤد کی روایت یہہ ہی کہ جب شیطان تم مین سی کسیکے پاس آکر کہی کہ تو بیوضو ہو گیا تو اُس سی کہنا چاہیے کہ تو جھوٹا ہے مگر اُسصورتمین کہ اپنی ناک سی بو معلوم کری یا اپنے کان سی آواز سنی دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر مین کہ احتمال سچ کا تہا اوسمین شیطان کے جھوٹلانیکا حکم دیا تو جس صورتمین اوسکا جھوٹ یقینی ہو وہان کیسی نہو گا مثلاً وسواسی کو اُسکا کہنا کہ

فان انفتل ابو ان یکون وضوء

یاتی من ذلک ما شاء فصل ومن

ذلک ما یوسوس فی انتقاض الطہارۃ

وفی صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اذا وجد احدکم فی بطنہ شیئا

فاشکل علیہ اخرج منہ شی

ام لا فلا یخرجن من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا وفی الصحیحین عن عبد اللہ بن زید قال

شکی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرجل

یخیل الیہ انہ یجد الشیء فی الصلوٰۃ فقال لا ینصرف

حتی یسمع صوتا او یجد ریحا وفی المسند وسنن ابی داؤد

عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم قال ان الشیطان اذا احدکم فوق

الصلوٰۃ فاخذ شعرۃ من دبرہ فمدہا فانہ قد

احدث فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد

ریحا ولفظ ابی داؤد اذا اتی الشیطان

احدکم فقال انک احدثت فلیقل

کذبت الا ما وجد ریحا بانفہ

او سمع صوتا بادنیہ فعلم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ان شیطانہ

یاتیہ فلیطمع صدقہ

معلوم ہو کہ وسوسی

کو لہ الموسوس

تو نے نہین کیا حالانکہ وہ کر چکا ہی شیخ ابو محمد فرماتے ہین کہ آدمی کو مستحب ہے
کہ جب پیشاب کری اپنی ستر اور پاجامہ پر چھینٹا پانیکا دیدی تاکہ اپنی نفس سی وسواس
کو دور کری اور جب تری معلوم ہو تو کہی کہ یہہ اوسی پانی کی ہی جو مین نے چھڑکا ہی چنانچہ
ابو داؤد نے سفیان ابن الحکم یا حکم بن سفیان سی روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینٹا دی لیتے اور ایک روایت مین
یون ہی کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر اپنی ستر پر پانی
چھڑکا اور حضرت ابن عمر اتنا پانی چھڑکتے کہ اُنکا پاجامہ تر ہو جاتا اور امام احمد رح کے
بعض یاردون نے اُنسے گلہ کیا کہ مجکو بعد وضو کے تری معلوم ہوتی ہی آپنے فرمایا کہ اُس
سی غافل ہو جا اوسنے دوبارہ سوال کیا آپنے فرمایا کہ تیرا باپ نہو کیا اوسی تو دوہنا
چاہتا ہی اوس سی غافل ہو جا **فصل** اور منجملہ وسوسون کے وہ ہی جو بہت سی وسواسی
بعد پیشاب کے کرتے ہین اور وہ دس چیزین ہین ایک شرمگاہ کو جڑ سی سر تک دابنا اور
اسبابہین حدیث غریب ہی جو ثابت نہین ہوتی چنانچہ مسند اور سنن ابن ماجہ مین عیسی
بن یزداد اپنی باپ سی راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سی
کوئی پیشاب کری تو اپنی ستر کو تین بار پونچھ لے اور جابر بن زید نے کہا ہی کہ جب تو
پیشاب کری تو اپنی ذکر کے نیچی ہاتھہ پھیر دی کہ اس سی بند ہو جاویگا اس روایت

ثم فعل کذا وقد فعله قال الشیخ ابو محمد ویستحب للانسان ان ینضح
فرجه وسراویله بالماء اذا اراد
لیدفع عن نفسه الوسوسة
فمتی وجد بللا قال هذا من ذاک
الذی نضحته ثم روی ابو داود
عن سفیان بن الحکم او الحکم
بن سفیان قال کان النبی صلی الله علیه
وآله وسلم اذا بال توضأ وینضح
فرجه وکان ابن عمر ینضح حتی
ربما ابتل سراویله وکان
بعض اصحاب احمد رح
انه وجد البلل فقال
له لم تفعل کذا
فقال له
اعاد علیه
الماء
فصل
ومن اصناف
الوسواس
ومن
اکثر
ما یکون
فی
الطهارة
ومنه
ما یکون
فی
الصلاة
ومنه
ما یکون
فی
الصیام
ومنه
ما یکون
فی
الحج
ومنه
ما یکون
فی
البیع
ومنه
ما یکون
فی
النکاح
ومنه
ما یکون
فی
الطلاق
ومنه
ما یکون
فی
الیمین
ومنه
ما یکون
فی
النذر
ومنه
ما یکون
فی
الکفارة
ومنه
ما یکون
فی
الحدود
ومنه
ما یکون
فی
الجهاد
ومنه
ما یکون
فی
الصید
ومنه
ما یکون
فی
الذبح
ومنه
ما یکون
فی
الأکل
ومنه
ما یکون
فی
الشرب
ومنه
ما یکون
فی
اللباس
ومنه
ما یکون
فی
الزینة
ومنه
ما یکون
فی
الطیب
ومنه
ما یکون
فی
الدواء
ومنه
ما یکون
فی
الحجامة
ومنه
ما یکون
فی
الختان
ومنه
ما یکون
فی
الولادة
ومنه
ما یکون
فی
الرضاع
ومنه
ما یکون
فی
الحضانة
ومنه
ما یکون
فی
النفقة
ومنه
ما یکون
فی
الکسوة
ومنه
ما یکون
فی
السکنی
ومنه
ما یکون
فی
العدة
ومنه
ما یکون
فی
الاستبراء
ومنه
ما یکون
فی
الاستلحاق
ومنه
ما یکون
فی
الاقرار
ومنه
ما یکون
فی
الشهادة
ومنه
ما یکون
فی
القضاء
ومنه
ما یکون
فی
الحکم
ومنه
ما یکون
فی
الفتوی
ومنه
ما یکون
فی
الاجتهاد
ومنه
ما یکون
فی
التقلید
ومنه
ما یکون
فی
الاتباع
ومنه
ما یکون
فی
الاستدلال
ومنه
ما یکون
فی
الاستنباط
ومنه
ما یکون
فی
الاستحسان
ومنه
ما یکون
فی
القیاس
ومنه
ما یکون
فی
الاجماع
ومنه
ما یکون
فی
الاستصحاب
ومنه
ما یکون
فی
الاستصلاح
ومنه
ما یکون
فی
الاستقراء
ومنه
ما یکون
فی
الاستدلال
ومنه
ما یکون
فی
الاستنباط
ومنه
ما یکون
فی
الاستحسان
ومنه
ما یکون
فی
القیاس
ومنه
ما یکون
فی
الاجماع
ومنه
ما یکون
فی
الاستصحاب
ومنه
ما یکون
فی
الاستصلاح
ومنه
ما یکون
فی
الاستقراء

کو سعید نے جابر سے روایت کیا ہی دوسرے بعد استنجا کے جس چیز کے دوبارہ آنیکا خوف ہو اوسکو نکالنا اور مین نے ان دونو مین اپنے استاد سے پوچھا تو اُنکی نزدیک کچھہ ٹھہرے اور فرمایا کہ اِسبا بمین حدیث صحیح نہین ہی اور یہہ بھی فرمایا کہ پیشاب تھن مین کی دودھ کیطرح ہی اگر چھوڑ دو تو ٹھہر جاتا ہی اور دُہو تو نکل آتا ہی اور جو شخص اس امر کا عادی ہو جاتا ہی وہ ایسے مرض مین مبتلا ہو جاتا ہی کہ اُس سے غفلت کرنیوالا اُس سے بچا رہتا ابو محمد کہتے ہین کہ اگر یہہ امر مسنون ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی سب سے بہتر جانتے تھے چنانچہ ایک یہودی نے حضرت سلمان سے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے تمکو سب چیزین سکھائی ہین حتی کہ پاخانہ پھرنا بھی آپنے فرمایا کہ ہان تین سے کچی ہوئی پیشاب کی نکلنے کی لئی کہنکہنا اور چند قدم چلنا چوتھی زمین سے کچھہ اُبھر کر جلدی سے بیٹھہ جانا پانچوین ایک رسی مین لٹک کر زور دینا کہ زمین پر سے پانو اُٹھہ جانیکے قریب ہو چھٹی دین پہر اوسمین کھسک کر بیٹھہ جانا چھٹی ذکر کو پکڑ کر اوسکے سوراخ کو دیکھنا کہ اوسمین کچھہ ہی کہ نہین ساتوین اوسکی سوراخکو کھولکر پانی ڈالنا آٹھوین اوسمین روئی رکھنی نوین اوسپر پٹی باندھنی دسوین تھوڑی دور زینہ پر چڑھکر جلدی سے اُترآنا ہمارے اُستاد فرماتے ہین کہ یہہ سب وسوسے اور بدعت ہین **فصل** اور منجملہ اونکے وہ چیزین ہین کہ صاحب شریعت مضاد اونمین نرمی برتتے تھے اور وسواسیون نے اُنمین سختی کر لی ہی انمین سے ایک یہہ ہی کہ راستون مین ننگے

سنہ ۱۲۹۳ ہجری

پانو چلے پھر نماز پڑہی اور پانو نہ دہوئے ابوداؤد بنی عبد الاشہل کی ایکعورت سے
روایت کرتے ہین کہ اوسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین عرض کیا کہ ہمارے یہان مسجد
کا راستہ گندہ ہی تو جب وضو ہم کرچکین تو کیا کرین آپنے فرمایا کہ اوس راستہ کی بعد کوئی
اُس سے بہتر راستہ نہین اوسنے عرض کیا کہ ہی آپنے فرمایا کہ یہ راہ اوس سے پہلی کا۔ اور
ابن مسعود فرماتے ہین کہ ہم راہ چلکر وضو نہین کیا کرتے تھے اور حضرت علی سے روایت
ہی کہ وہ مینہ کے کیچڑ مین گہسی پھر مسجد مین آکر نماز پڑہی اور اپنے پانو نہ دہوئے۔ اور
حفص کہتے ہین کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مسجد مین آیا جب ہم پونہچے تو مین وضو
کی جگہ کیطرح نکو گیا تاکہ پانو پر جو کچھہ لگ گیا تھا اوسکو دہوؤن حضرت عبد اللہ نے
فرمایا کہ مت دہو اسلئے کہ تو ناپاک راہ پر چلتا ہی پھر پاک پر نکلتا ہی اسی سے پاک ہو جاتا ہی
غرضکہ یہی مسجد مین اگر نماز پڑہلی **فصل** اور منجملہ اُنکی یہہ ہی کہ موزہ اور جوتے کے نیچے
جب نجاست لگجاتی ہی تو اوسکو زمین سے رگڑنا مطلقا کافی ہی اور اوسکو پہنکر حدیث صحیح
کی رو سے نماز درست ہی امام احمد نے اسکی تصریح کی ہی اور اونکی محقق یاردون نے اوسکو
پسند فرمایا ہی چنانچہ ابو البرکات کہتے ہین کہ زمین مطلق رگڑ ڈالنی کی میرے نزدیک صحیح ہی
اسلئے کہ حضرت ابو ہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب
تم مین سے کوئی جوتا پہنکر ناپاکی پر کو چلے تو مٹی اوسکو واسطے پاک کرنیوالی ہی اور ایک

روایت مین یہہ ہی کہ جب ہم مین سی کوئی اپنی موزون سی ناپاکی کو پامال کرے تو
موزونکی پاک کر دینی والی مٹی ہی ان دونو روایتونکو ابو داؤد نے بیانکیا ہی اور
ابو سعیدؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی پس اپنی
جوتیان نکالین لوگون نے بھی اپنی جوتیان اُتار دین جب آپ نماز سی فارغ ہوئی لوگونسی پوچہا
کہ تمنی کیون اتارین اُنہون نے عرض کیا کہ ہمنی آپکو دیکہا کہ جوتیان اُتارین ہمنی بھی اتارین
آپنے فرمایا کہ میری پاس جبرئیلؑ نے آکر خبر دی کہ انمین ناپاکی ہی تو جب تم مین سے
کوئی مسجد مین آوی تو چاہیئی کہ اپنی جوتیونکو اُلٹ کر دیکہی اگر انمین کچہہ خبث یعنی ناپاکی ہو
تو اوسکو زمین سی رگڑ دی پہر اُن سی نماز پڑہ لے اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت
کیا ہی اور اسکی معنی جو یہہ کہتے ہین کہ ناپاکی سی غرض مکروہ چیزین ہین مثل ریٹ وغیرہ
پاک اشیا کے تو یہہ تاویل کئی وجہ سی درست نہین اوّل تو یہہ کہ اسطرحکی چیزین خبث
نہین کہلاتین دوسری یہہ کہ نماز کیوقت ان اشیا کے پونچہنیکا حکم نہین کیونکہ انسے
نماز نہین جاتی تیسرے یہہ کہ انکی لئی نماز مین جوتیان نہین اُتارنی چاہئین اسلئی کہ یہ کام
بیضرورت ہی ادنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھے یہہ کہ روایت دارقطنی کی ابن عباسؓ سے
یہہ ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا کہ جبرئیلؑ نے میری پاس آکر خبر دی کہ
اُنمین خون جلمہ کا ہی جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سی کہ جوتی ایسی جگہہ ہی کہ اکثر

مذاہب اصحاب الاذی
بخفیہ وطہورہما التراب
رواہما ابو داؤد وروی ابو
سعیدؓ ان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی فخلع نعلیہ فخلع
الناس نعالہم فلما انصرف
قال لم خلعتم فقالوا رأیناک خلعت
فخلعنا فقال ان جبریل اتانی فاخبرنی ان
فیہما قذرا فاذا جاء احدکم المسجد فلیقلب نعلیہ
فلینظر فان رأی خبثا فلیمسحہ بالارض
ثم لیصل فیہما رواہ احمد وتاویل ذلک
علی ما یستقذر من مخاط ونحوہ من الطاہرات
لا یصلح وجہا لان ذلک لا یسمی خبثا
الثالث ان ذلک لو سمی خبثا فانہ
لا یخلو ان یکون معفوا عنہ فی الصلوٰۃ فانہ
الصلوٰۃ فانہ عمل الغیر حاجۃ فالحمل
الکراھۃ او ان الامر ان روایۃ
عن ابن عباسؓ ان النبی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان
جبریل اتانی واخبرنی ان
فیہما قذرا وہو الدم
بکسر القاف وہو الذی

نجاست اُسکو بہت دفعہ پونہچتی ہی تو رفع حرج کے لئے سخت چیز سی اُسکا ملدلنا کافی ہوا جیسے ڈیلا لینے کی مقام کی لئی ہی بلکہ جوتی کیواسطے بطریق اولی ہونا چاہیئے کیونکہ مقام پاخانہ پر تو نجاست دنمین دو یا تین ہی بار لگتی ہی **فصل** اور یہی حال عورت کے دامن کا ہی ایکعورت نے حضرت ام سلمہؓ سی پوچھا کہ مین اپنے دامن لمبی رکھتی ہون اور ناپاک جگہہ پر کو گذرتی ہون اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اوسکے بعد کی جگہہ اسکو پاک کر دیتی ہی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابوداؤد نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اجازت دی ہی کہ اپنی دامن اپنے پاؤن تھہ لٹکالے اور ظاہر ہی کہ ایسا دامن ناپاکی پر لگیگا مگر اوسکو اوسکے دھونیکا حکم نہین فرمایا بلکہ یہہ فتوی دیا کہ زمین اوسکو پاک کر دیگی **فصل** اور جوتیان پہنکر نماز پڑہنی سے وسواسیونکا دل نہین خوش ہوتا حالانکہ یہہ سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوسکے اصحابؓ کی ہی فعل اور حکم دونو کے اعتبار سی۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جوتیون سی نماز پڑہتے تھے اور شداد بن اوسؓ کہتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ یہودیون کے خلاف کرو کہ وہ اپنی موزون اور جوتونسی نماز نہین پڑہتے روایت کیا ہی اسکو ابوداؤد نے **فصل** اور ایک یہہ ہی کہ سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی نماز پڑہنا جہان کہین ہو اور جسجگہہ اتفاق پڑے سوا اُن جگہون کے کہ اُنسے منع فرمایا یعنی قبرستان

فصل وامن

لا تصلوا الی القبور ولا تصلوا علیہا

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفعلہ

فصل وعن ذلک

خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی

حیث

ای تنجس ان وقع

ما نہی عنہ من المقبرۃ

اور حمام اور اونٹو نکے بیٹھنے کی جگہہ چنانچہ یہ فرمانا آپکا صحیح ہی کہ تمام زمین میرے لئے
مسجد اور پاک کرنیکی چیز کردیگئی ہی پس جس جگہہ میری امت مین سے کسیکو نماز کا وقت
آجاوی وہ نماز پڑہ لے اور آپ بکریونکی رہنے کی جگہہ مین نماز پڑہلیا کرتے تھے اور
اور اس امر کا حکم بھی فرمایا اور کسی آڑ کی شرط نہین لگائی - ابن منذر کہتے ہین کہ
سب ائمہ اہل علم کا بکریونکی رہنے کی جگہہ مین نماز کے مباح ہونے پر اتفاق ہی بجز
امام شافعیؒ کے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین اسکو مکروہ جانتا ہون مگر اسصورتمین کہ جگہہ
مینگنیون سے بچی ہوئی ہو اور ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ نماز پڑہو بکریونکے رہنے کی جگہہ اور نہ پڑہو اونٹونکی رہنے کی جگہہ مین اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہی اور امام احمدؒ نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہی کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑہو بکریونکی رہنے کی جگہہ مین اور مت نماز
پڑہو شتر خانون یا اونٹونکی نشستگاہ مین اور اسطرح مسند مین عبد اللہ بن المغفل سے
بھی مروی ہی اور ایسا ہی جابر بن سمرہ اور براء اور اسید بن حضیر سے اور فرمایا زمین بالکل
مسجد ہے بجز مقبرہ اور حمام کے اسکو نسائی کے سوا سنن والون نے روایت کیا ہی - اب
اس طریق نبوی اور اس شخص کے فعل مین بڑا فرق ہی جو نماز بچھونے کی اوپر یا صلے
بچھاکر ہی پڑہتا ہی اور اسپر چڑہا کیطرح کود کر چلتا ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَالحمام واعطان الابل فقد عنه
صلى الله عليه وآله وسلم انه قال
جعلت لى الارض كلها مسجدا و
طهورا فحيثما ادركت رجلا من امتى
قد حضرت فليصل وكان يصلى
فى مرابض الغنم ويامر بذلك ويامر كل من
حفظ عنه من اهل العلم بالشام فى زمانه قال ابن المنذر كل من
يحفظ عنه من اهل العلم خلا ما اخطأ القياس فى
مرابض الغنم لا الشافعى فانه قال اكره ذلك الا
ان يكون مكانا قد اعد لها قال ابو هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا فى مرابض
الغنم ولا تصلوا فى اعطان الابل رواه الترمذى وصححه وروى
الامام احمد من حديث عقبة بن عامر قال
قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا فى مرابض
الغنم ولا تصلوا فى اعطان الابل رواه احمد وابن ماجه
وفى السنن ايضا من حديث عبد الله بن المغفل
نحوه وكان عن جابر بن سمرة والبراء واسيد بن
حضير ان لا تصلوا فى الارض كلها مسجد الا المقبرة
والحمام واعطان الابل السنن الاربعة
فانظر الفرق بين هذا الهدى الذى فعل من يصلى
على بساط عشى عليها قائما
الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم

نے ایسی چٹائی پر نماز پڑہی ہی جو زیادہ استعمال کے باعث سیاہ ہوگئی تھی اوسپر
پانی چھڑکا گیا اور آپنے نماز پڑہلی نہ کبھی اوسپر جانماز بچھی نہ رومال اور آپ کبھی خاک
پر سجدہ کرتے تھے کبھی کنکر و نپر کبھی گاری پر یہانتک کہ اوسکا نشان آپکی پیشانی انور
اور ناک پر معلوم ہوتا تہا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ کتے مسجد مین آتے جاتے
تھے اور پیشاب کردیتے تھے اور لوگ اوسپر پانی نڈالتے تہے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے
مگر پیشاب کا ذکر نہین کیا اور ابو داؤد کی نزدیک کتونکا پیشاب کرنا بھی سند صحیح سے ثابت ہے

فصل اور اسمین سے ایک یہ ہی کہ زمانہ نبوی مین لوگ مسجد و نمین ننگے پانو گاری
وغیرہ مین کو آتے تھے ابن ثابت کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آدمی
وضو کرکے ننگے پانو مسجد مین جاوے آپنے فرمایا کہ کچھہ مضائقہ نہین اور کہیل بن زیاد
کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؓ کو دیکہا کہ مینہ کے گاری مین گھسے پہر مسجد مین جاکر نماز
پڑہی اور پانو نہ دہوئے اور ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ لوگ پانی اور گاری مین کہیں مسجد تک
جاتے اور نماز پڑہتے اور یحیی بن ثابت کہتے ہین کہ مینہ کے پانی مین کو چلتے اور چہینٹین
پڑتی جاتین اسکو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کیا ہے اور ابن منذر نے کہا ہے
کہ حضرت ابن عمرؓ منی مین ننگے پانو گاری پانی مین چلے پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا
ابو محمد کہتے ہین کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین وہ علقمہ اور اسود اور عبد اللہ بن المغفل

فصل ۱۳ درس اسکا ذکر

الرجل وہو فی المسجد ہل یتوضأ فقال لا بأس وعن ابن عباس قال لا بأس بالوضوء فی المسجد وعن یحیی بن ثابت قال رأیت علیا خرج من المسجد فصلی ثم غسل رجلیہ وہو فی المسجد وقال ابراہیم النخعی کانوا یتوضؤن فی المسجد وعن یحیی بن ثابت کانوا یتوضؤن فی المسجد ویتحفظون علیہم یعنی من المطر وعن سعید بن منصور بإسنادہ قال ابن المنذر وصلی ابن عمر بمنی فی ماء وطین ثم صلی ولم یتوضأ وعن ابن جریج وہو فی المسجد وقد أصابہ مطر وطین ثم صلی ولم یتوضأ وعن عبد الرحمن بن الاسود وعبد اللہ بن المغفل

اور سعید بن المسیب اور شعبی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور مالک ہین اور
ایکصورت شافعیہ کی بھی یہی ہی اور یہی قول اکثر اہل علم کا ہی اور یہہ وجہ بھی ہی کہ
پانونکی ناپاکی دینی مین بڑی مشقت ہی شریعت کی جیسے کفار کے پیشابکی کہانون
اور کپڑون اور بدکارون شراب خوارون وغیرہ کے کپڑونکے نجس کرنیمین ہی ابو البرکات
ابن تیمیہ کہتی ہین کہ اس سب بیان سی زمین کا خشک ہوکر پاک ہوجانا قوی ہوتا ہے
اسلئی کہ انسان بحسب عادت ہمیشہ اپنی راستونمین جہانکو بہت آمد و رفت بازار و مسجد وغیرہ کی
طرف کرتا ہی جابجا نجاستونکو دیکھتا ہی پس اگر خشکی سی اثر نجاست دور ہونیکے بعد زمین کو
پاک نکہا جاوی تو اسپر نجاست کی جگہونسی بچنا لازم ہوگا اور اسکی بعد تنگی پانو رہنا
اوسکو درست نہوگا حالانکہ معلوم ہوچکا کہ صالحین سلف نے اس سی احتراز نہین کیا
اور ابو قلابہ کہتی ہین کہ کوچونکا سوکہہ جانا مثل پاک کرنیکے ہی **فصل** اور اسمین سی ایک
یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نے مذی کا حال پوچھا آپنے وضو کرنیکو فرمایا
اوسنے عرض کیا کہ اگر میری کپڑی کو اسمین سی کچھہ لگجاوی تو کیا ارشاد ہی فرمایا کہ ایک چلو
پانی لیکر جسجگہہ دیکھو کہ لگ گئی ہی چھڑک دی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ترمذی اور
نسائی نے پس مذی کی جگہہ پر پانیکا چھڑک دینا درست فرمایا جیسے لڑکے کی پیشاب
پر پانی چھڑکنی کا حکم کیا ہی ہماری استاد فرماتے ہین کہ یہی امر بہتر ہی اسلئی کہ یہہ البتہ نجاست

قال ابو البرکات ابن تیمیہ الارض تطہر بالجفاف ان الانسان یعتاد دخول المواضع التی یتنجس اہلہا کالاسواق والمساجد والدور فلو امر کل من وطئ نجاسۃ بغسل رجلہ او نعلہ لوقع الناس فی حرج ومشقۃ عظیمۃ وہذا مما ینافی سماحۃ الشریعۃ ویضادہا وقد علم بالاضطرار ان الصحابۃ کانوا یطئون الارض النجسۃ برطوبۃ ثم یصلون فیہا ولا یامرون الناس بغسل ما یصیبہم من ذلک وکذلک کانوا یعلمون ان ما یصیب نعال الناس من الارض النجسۃ یطہرہا الجفاف ویذہبہا المشی بعد ذلک وقد علم ان السلف الصالح لم یکونوا یحترزون من ذلک قال ابو قلابۃ یجزی الخف والنعل اذا دلکہما بالارض ومن ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن المذی فامر بالوضوء منہ وقال اغسل ذکرک کما رأیت المرأۃ تغسل فرجہا فصل واما سوال السائل عن المذی فامر بالوضوء منہ وقال اغسل ذکرک کما رأیت المرأۃ تغسل فرجہا

رواہ احمد والترمذی والنسائی وفی لفظ ما اصابہ

ما اقتضی بہ حیث رأی انہ اصابہ

یضطرب الغلام فقال یشتہی ہذا

ہو الصواب لان ہذا نجاسۃ

ہی کہ اس سی بچنا بہت مشکل ہی کیونکہ جوان اور مجرد آدمی کو اکثر عارض ہوتی ہی تو
اسمین تخفیف ہوئی لڑکے کے پیشاب اور موزہ اور جوتے کے نیچے کی نجاست کی نسبت کر
زیادہ مناسب ہی اور اسمین سی ہی اتفاق سلمانونکا اُس امر پر جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ
وسلم نے انکی لئی مسنون فرمایا ہی یعنی ڈیلون سی استنجا کرنا جاڑی اور گرمی کے موسم مین
باوجودیکہ استنجی کی جگہہ پر پسینا آکر کپڑی پر لگجاتا ہی مگر اوسکے دہونیکا حکم نہین دیا اسلئی
کہ حرج نہوا اور اسمین سی ایک یہہ ہی کہ تہوڑی مقدار خچرون اور درندونکی لید کی معاف
ہی یہہ ایک روایت ہی امام احمدؒ کی دو روایتون سی اور ہماری استاد نے اسکو پسند
کیا ہی اسوجہ سی کہ بچنا مشکل ہی ولید بن مسلم کہتی ہین کہ مین نے اوزاعیؒ سی اُن چوپایونکے
پیشاب کا حال پوچھا جنکا گوشت نہین کہایا جاتا مثل خچر اور گدہی اور گہوڑی کے
اُنہون نے کہا کہ اگلے لوگ لڑائیونمین انمین مبتلا ہوتے تھے تو نہ جسم پر سے دہوتے تھے
نہ کپڑی پر سی اور اسیوجہ سی امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تہوڑی سی ودی معاف
ہی مثل ندی کے اور اسطرح تہوڑی قی معاف ہی اور ہماری شیخ کہتی ہین کہ کپڑی اور
جسم کا دہونا مواد اور پیپ اور زرد آب وغیرہ سی واجب نہین اور اوسکی نجاست
پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی اہل علم کا مذہب یہہ ہی کہ وہ پاک ہی بیان کیا ہی اوسکو
ابوالبرکات نے اور حضرت ابن عمر اوسکی باعث نماز نہ توڑتے تھے اور خون کے نکلنی سی نماز

سی پہرتے تھی یعنی زرد آب کو شکنندہ وضو نجاتی تھی اور خون کو جاتی تھی اور
حسنؒ سی بھی ایسا ہی کچھ مروی ہی اور ابو مخلد سی کسینے بدن اور کپڑی پر پیپ
کے لگنی کا حال پوچھا تو کہا کہ کچھ نہین خدا تعالی نے صرف خون کا ذکر کیا ہی
پیپ کو نہین فرمایا اور اسحق بن راہویہ کہتے ہین کہ میرے نزدیک خون کے سوا جو کچھ
ہی وہ بدبو عرق کی مانند ہی اور موجب وضو نہین اور امام احمدؒ سی کسی نے پوچھا کہ آپکے
نزدیک خون اور پیپ برابر ہین آپنے فرمایا کہ نہین خون مین کسی نے اختلاف نہین
کیا اور پیپ مین لوگونکا اختلاف ہی اور ایکدفعہ آپنے یہ فرمایا کہ پیپ اور زرد آب
اور مواد میرے نزدیک خون سی سہل تر ہین اور اسمین ہی وہ قول کہ امام ابو حنیفہؒ
نے فرمایا ہی کہ جب مینگنی چوہی کی گیہون مین پڑکر پسجاوے یا بہتی تیل مین گری تو اسکا
کہانا جائز ہی بشرطیکہ متغیر نہوا ہو اسلئی کہ اس سی بچنا غیر ممکن ہی الا اگر پانی مین گریگی تو
اسکو نجس کردیگی اور بعض شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جن گیہون پر روندنے کیوقت
گدہی کا پیشاب پڑگیا ہو انکو بدون دہوی کہانا درست ہی اسلئی کہ سلف نے
اس سی احتراز
نہین کیا اور اللہ تعالی نے کتی کا شکار حلال کیا اور یہہ نہین فرمایا کہ اوسمین
کسی جگہہ کو دہویا جاوے یا کاٹ ڈالا جاوے اور حدیث مین بھی کہین نہین آیا نہ کسی
صحابہ سی منقول ہی اور اسمین سی ہی وہ مسئلہ کہ سلف کی ایک جماعت نے فتوی دیا ہے

وعن الحسن بحر ومثل ابو مخلد عن
الغیر یصیب الثوب والجسد فقال
لیس فیہ الا ذکر اللہ الدم و
لم یذکر الغیر وقال اسحق بن راہویہ
کان ما کان سوی الدم فھو عند
مثل الرعاف البول وشبہ ذلک
لا یوجب وضوء وضوء ومثل احمد
الدم یختلف الناس فیہ والغیر عند
قیل اختلف الناس فیہ وقال ما الغیر
الدم ومن ذلک ما قالہ ابو حنیفہ
اذا وقع بعر الفارۃ فی حنطۃ فطحنت او
فی دھن او عجن کلہ لم یتنجس لانہ لا یمکن
صونہ عنہ وقال فلو وقع فی الماء بقی طاھرا
بعض اصحاب الشافعی الجواز اکل الحنطۃ التی
اصابھا بول الحمر عسر غسل لان الشارع لم یحترز منہ
غسل لان الشارع لم یحترز منہ
ذلک وقد بارک اللہ فیہ
الکلب ولم یامر بغسل موضع فیہ
السنۃ ایضا ولا عن احد
من الصحابۃ ھذا من ذلک فافھم
بعض جماعۃ من الشافعیان

کہ آدمی جب اپنے ہاتھون یا کپڑے پر بعد نماز کے نجاست دیکھے اور پہلے سے اوسکو
معلوم نہ تھی یا اسکو بھولگیا تہا یا اوسکے دور کرنیسے عاجز تھا تو اسپر اس نماز کا دوہرانا
پڑہنا نہین اور اسمین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب
کو گود لئے نماز پڑہی جب سجدہ کرتے تو اتار دیتے اور جب کہڑے ہوتے تو اٹھا لیتے بخاری
اور مسلم دونون نے روایت کیا اور امام احمدؒ نے یہی صورت حضرت حسنینؓ کے حق مین
ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور شداد بن الہاد کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
حسن یا حسینؓ کو اٹھائے ہوئے ہمارے پاس نکلے پس انکو بٹھا کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا
اور اس نماز مین ایک لمبا سجدہ کیا جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا کہ میرا لڑکا مجھپر سوار ہوگیا
تہا تو مجکو جلدی اتار دینا اچہا نہ معلوم ہوا روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی نے اور
حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد پڑہتے اور مین حالت حیض مین
آپکے برابر ہوتی اور مجھپر ایک چادر ہوتی جسمین سے کسیقدر آپکے اوپر ہوتی روایت کیا ہے
اسکو ابوداؤد نے اور فرماتی ہین کہ ایام حیض مین مین اور آپ ایک کپڑے مین سوتے
اگر کچھہ مجھہ مین سے اس کپڑے کو لگجاتا تو آپ اسیقدر کو دہوڈالتے اس سے زیادہ نہ بڑہتے
اور اسی سے نماز پڑہتے اور اسمین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کپڑونکو
پہنا اور انسے نماز پڑہی جنکو مشرکون نے بنا تہا اور جب حضرت عمرؓ نے انکی بنتی سے منع

کنت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نغتسل من اناء واحد
وکلانا جنب وکان یامرنی فاتزر فیباشرنی وانا حائض
وکان یخرج رأسہ الی وانا معتکفۃ فاغسلہ وانا حائض
وکان یتکیء فی حجری فیقرء القرآن وانا حائض
وکان یصلی بالیل وانا الی جنبہ وانا حائض
وکان یصلی علی مرط وعلیہ بعضہ
وانا علیہ بعضہ رواہ ابوداؤد وفی لفظ
کان رأسہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجری وانا حائض
وفی لفظ کان یتکیء فی حجری وانا حائض رواہ البخاری
وعن میمونۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی
وانا الی جنبہ وربما اصابنی ثوبہ وانا حائض
وکان یسجد فربما اصابنی ثوبہ وانا حائض
وکان یصلی علی خمرتہ فاذا سجد اصابنی بعض ثوبہ
وانا حائض رواہ احمد والنسائی وقالت عایشۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یصلی بالیل وانا حائض وربما اصابنی ثوبہ وانا حائض
وعلیّ مرط وعلیہ بعضہ وانا علیہ بعضہ رواہ ابوداؤد وقالت
کنت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نغتسل من اناء واحد
وانا حائض وانا طامث فان اصابہ منی شیء غسل مکانہ لم یعد
منہ الی غیرہ وصلی فیہ ومن ذلک ان اصابہ شیء من دم الحیض
او المنی غسل مکانہ ولم یعد الی غیرہ وصلی فیہ
وصلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ثوب حاضت فیہ
او نفست فیہ ولم یغسلہ ولم یتوضأ
وصلی فی ثوب کان یجامع فیہ ولم یغسلہ
وصلی فی ثوب نسجہ المشرکون وقصلہ وخیطہ
وصلی فی ثوب کان یتناسل فیہ ولم یغسلہ
وصلی فی ثوب قول ابن مالک نعم

کرنا چاہا تھا تو ابو مالک نے جو کچھ کہا تھا وہ پہلے ہم بیان کر چکے اور اسی قسم
پر بیانات ہی پس اس سے بچنا داخل وسواس ہی اور جب حضرت عمرؓ جابیہ میں تشریف لائے
تو ایک کپڑا ایک نصرانی سے مانگ کر پہنا یہانتک کہ آپکے لئے قمیص سیا گیا یا دھویا گیا
اور ایک نصرانی عورت کے گھر پر سے وضو کیا اور حضرات سلمان اور ابو درداء کسی
نصرانیہ کے گھر میں تھے حضرت ابو درداءؓ نے اس سے کہا کہ تیری گھر میں اگر کوئی جگہ پاک ہو تو
ہم نماز پڑھلیں اوسنے جواب دیا کہ تم دونو اپنے دلونکو پاک کرلو پھر جہان چاہو وہان نماز پڑھو
حضرت سلمانؓ نے اُسسے کہا کہ سیکھ لو یہہ بات ایسی شخص سے جو فقیہ نہیں اور اسمیں ہی ہی کہ
صحابہ اور تابعین حوضون اور کھلی برتنون میں سے وضو کرتے تھے اور یہہ پوچھتے تھے کہ انمیں
ناپاکی تو نہیں لگی یا کتے خواہ درندے نے تو نہیں پیا چنانچہ موطا میں یحیی بن سعید سے
روایت ہی کہ حضرت عمرؓ ایک سالہ کے ساتھ باہر نکلے اسمیں عمرو بن عاص بھی تھے حتی کہ دونو
ایک حوض پر پونہچے عمرو بن عاص نے حوض والے سے پوچھا کہ تیری اس حوض میں درندے
تو پانی نہیں پیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مت بتلانا اسلئے کہ ہم اور درندے ایکدوسرے
کے بعد آتے ہیں اور سنن ابن ماجہ میں ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسینے سوال
کیا کہ گدہونکے جھوٹے سے ہم وضو کریں آپنے فرمایا کہ ہان اور درندونکی جھوٹے سے
بھی اور حضرت عمرؓ اکیلے دریا پر چلے جاتے تھے پرندا لہ میں سے کوئی چیز آپکے اوپر گری آپنے

وکان سلمان وابو الدرداء فی کنیسۃ
ابو الدرداء ھھنا وفیہا ھھنا فقال لہ سلمان
ھھنا فاھویا بکفیہ وقال لہ سلمان
ھھنا فصلی ابو الدرداء حیث امرہ سلمان
وقال سلمان لہ انک لست بفقیہ
ھذا ھو الورع الشدید
وفی الموطا عن یحیی بن سعید ان عمر خرج فی
رکب منہم عمرو بن العاص حتی وردوا
حوضا فقال عمرو بن العاص یا صاحب الحوض ھل ترد
حوضک السباع فقال عمر لا تخبرنا فانا
نرد علی السباع وترد علینا
وفی سنن ابن ماجۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سئل ایتوضأ بما افضلت الحمر قال نعم
وبما افضلت السباع کلہا
فقضیۃ ھذا عمل الصحابۃ
علی قیاس ذلک الخ
وما ادراک ان لعمر
نوعا من نصرانی فلعلہ
حتی خاط لہ قمیصہ
وعن عمر بن الخطاب یوما فیوما
علیہ یتنی من مرزمہ

ساتھہ ایک رفیق تھا اوسنے پرنالے والے سے پوچھا کہ تیرا پانی پاک ہی یا ناپاک آپنے
فرمایا کہ اے پرنالے والے ہمکو کچھہ مت کہنا یہہ کہکر چلے گئے ذکر کیا ہی اسکو امام احمد نے
ہماری شیخ کہتے ہین کہ یہی حال ہی جسوقت کہ آدمی کے پانو یا دامن مین کوئی چیز تر
راکہو لگجاوی اور اوسکو معلوم نہو کہ کیا ہی تو اوسکو اوسکا سونگھنا اور پہچاننا واجب
نہین اور اسکی حجت وہی بیان کی ہی جو ترجمہ حضرت عمرؓ سے گذری اور واقع مین فقہ بھی
یہی ہی اسواسطے کہ مکلف پر اسباب کی جاننے کے بعد حکم مترتب ہوا کرتے ہین اور اس سے
پہلے معاف رہتے ہین پس جو چیز خدا تعالی نے معاف فرمائی ہو اوسکی
کرید کرنی نچاہیئے اور اسی مین سے ہے تھوڑے سے خون کیساتھہ نماز
پڑہنی بخاری فرماتے ہین کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا ہی کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمونمین
نماز پڑہتے رہے ہین اور فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک پھنسی کو دبایا اسمین سے خون
نکلا پس آپ نے وضو نکیا اور ابن ابی اوفی نے نماز کے اندر خون تہوکا اور نماز پڑہتے رہے اور
حضرت عمرؓ نے نماز پڑہی اور آپکے زخم سے خون جاری تہا اور اگلی لوگ اپنی تلوارین جنکو
خون لگا ہوتا تہا تن پر لگائی ہوئی نماز پڑہ لیتے تھے اور پونچھہ ڈالنے پر کفایت کرتی تھی
اور اسی قیاس پر صیقل کی ہوئی چھری کو پونچھنا کافی ہی اس سے معلوم ہوا کہ قصائی کو
اپنی چھری کا پونچھہ ڈالنا کافی ہی چنانچہ امام احمد نے اسکی تصریح کی ہی اور اسمین سے

ذلک الصدیق ومع لیس بہ بأس قال البخاری
قال الحسن ما زال المسلمون یصلون فی جراحاتہم
وعصر ابن عمر وہو یطعن فخرج منہا دم فلم یتوضأ
وبصق ابن ابی اوفی دما وصلی
وصلی عمر وجرحہ یثعب دما
یصلون وہم جرحی
بالبیع وعلی فیہا یمین
فی تکفین عبد اللہ بن ابی بکر الصدیق
حکم فص علیہ احمد ومن ذلک

ہی کہ دائیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سی ہمیشہ اپنی کپڑون سی نماز پڑہتی
تہین اور شیر خوار اُنکی کپڑو نپر مُتے کرتے تھی اور اُنکی رال بھی کپڑون اور بدن پر گرتی تہی
مگر وہ کچھہ دہوتی نہین اسلئے کہ شیر خوار کا تھوک اُسکی مُنہہ کو پاک کر دیتا ہی جیسے بلّی کا تہوک
اُسکی مُنہہ کا پاک کرنیوالا ہی جسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ وہ نجس
نہین اسلئے کہ وہ تُمہاری پاس آمد و رفت رکہنے والون مین سی ہی اور اب اوسکی لئے برتن
جُہکا دیتی تھی کہ پانی پیوی باوجودیکہ وہ چوہی اور کیڑی مکوڑی کہاتی ہی اور امام احمدؒ
نے تصریح کی ہی کہ دہوبی کی رسّی پاک ہی جبکہ وہ اُسپر گیلا کپڑا ناپاک پھیلاوے اور اوسکے
سوکہنے کے بعد پہر پاک کپڑا پھیلاوے اور یہہ ایسا ہی جیسا حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے
ہین کہ زمین نجس کو آفتاب اور ہوا پاک کر دیتی ہین اور امام احمدؒ کے لوگونکی لئے بھی حجت ہے
کہ وہ اس زمین سی تیمم درست کہتے ہین اور اسبابمین حدیث ابن عمرؓ کی مثل نص کے ہی جو
گذری کہ کتی مسجد مین آتے جاتے اور پیشاب کرتے تھے اور اوسمین سی ہی یہہ کہ تھوڑا
پانی بدون بدلنی رنگ وغیرہ کے ناپاک نہین ہوتا یہہ قول اہل مدینہ اور اکثر سلف کا ہی
اور اُسکو امام احمدؒ کے یارونکی ایک جماعت نے پسند کیا ہی اُنہین مین سی ہین ہمارے شیخ
اور اُنکی شیخ ابن ابی عمر۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اسکو احمدؒ نے روایت کیا ہی اور مسند اور سنن

عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی خمیصۃ لہا علم فنظر الی علمہا نظرۃ فلما انصرف قال اذہبی بخمیصتی ہذہ الی ابی جہم وائتونی بانبجانیہ فان الخمیصۃ شغلتنی آنفا وانا اخاف ان تفتنی

عن ابن عمر قال کانت الکلاب تبول وتقبل وتدبر فی المسجد فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلک

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الماء لا ینجسہ شیء

رواہ احمد فی المسند والترمذی وابن ماجۃ

مین حضرت ابوسعیدؓ سی مروی ہی کہ لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا ہم بیر بضاعہ
سی وضو کرین وہ ایک کنوان ہی جسمین حیض کے کپڑے اور کتونکے گوشت اور بدبو
ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک کرنیوالا ہی اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی
اور ترمذی نے کہا ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حدیث بیر بضاعہ
کی صحیح ہی اور اُنکے الفاظ یہ ہین کہ کیا آپکے لئے بیر بضاعہ سی پانی بہرا جاتا ہی آخر حدیث
تک اور اوسمین ہی کہ اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی مگر جو اوسکی بو اور مزہ اور رنگ پر
غالب ہوجاوے اور امام احمدؒ ہی نے یہہ حدیث حضرت ابوسعیدؓ سی روایت کی ہی کہ
آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن حوضون کا حال پوچھا گیا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان
مین ہین کہ اُنمین کتے اور درندے اور گدہے پانی پیتے ہین اُنسے وضو کرین آپنے فرمایا کہ
جانورونکا اُسقدر ہی جو پیٹ مین لگیگا اور ہمارے واسطے پانی پاک کرنیوالا ہی اگرچہ اِن
دونو حدیثون مین گفتگو ہی اور زہری کہتے ہین کہ جب کتا برتن مین مُنہ ڈالجاوے اور
آدمی کے پاس اوسکے سوا اور پانی نہو تو اوسی سی وضو کری پھر تیمم کرے سفیان ثوریؒ
کہتے ہین کہ فقہ بھی یہی ہی بعینہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فلم تجدوا ماء فتیمموا اور یہہ اسلیے
پانی ہی کہ نفس کو اُس سی کراہت ہی اسلیئے اُس سے وضو کری پھر تیمم کرے اسیطرح
بخاری مین اور امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تیل کے مشکیزہ مین کتا مُنہ دالے تو

عن ابی سعید قیل یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتوضأ من بیر بضاعۃ وھی
تلقی فیھا الخرق والجیف وما یلقی فقال الماء طھور لا ینجسہ شیء وقال
الترمذی ھذا حدیث حسن وقال احمد بن حنبل بیر بضاعۃ صحیح ولفظہ
الماء لا یجنب وفیہ لا یجنبہ شیء لا ما غلب علی ریحہ وطعمہ وفی روایۃ
ابی سعید سئل عن ماء البحر انتوضأ منہ

۱۲ دسمبر اسکا ذکر

عمدۃ والملۃ بنزلۃ الکلاب والسباع وھی
عن الطھارۃ بھا فقال لھا ما حملت فی بطونھا و
لنا ما بقی شراب وطھور وفی ھذین الحدیثین
فقال وقال الزھری اذا ولغ الکلب فی الاناء
لیس لہ وضوء غیرہ یتوضأ بہ ثم
یتیمم قال سفیان ھذا ھو الفقہ
بعینہ یقول اللہ تعالیٰ
فلم تجدوا ماء فتیمموا
وھذا ماء فی النفس
من شیء یتوضأ بہ ثم یتیمم
ھکذا فی البخاری وفی اصل احمد
ھذا بیت ولغ فیہ کلب

کہانا جاوی **فصل** اور حسین سے ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شخص دعوت
کرتا آپ قبول فرماتے اور اُسکا کہانا کہاتے اور ایک یہودی نے آپکی ضیافت جو
کی روٹی اور بکری کی سالن سے کی تھی اور خدا تعالیٰ نے اہل کتاب کا کہانا حلال فرمایا ہے
اور مسلمان اُنکا کہانا کہایا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ نے اُنسے شرط کرلی تھی کہ جو
مسلمان تمہارے پاس آوے اوسکی ضیافت کرو اور جو تم کہاتے ہو اوسکو کہلاؤ اور جب
آپ شام میں تشریف لائے تو آپکے لئے اہل کتاب نے کہانا تیار کیا اور بلایا آپنے پوچھا
کہ وہ کہانا ہے اُنہوں نے کہا کہ گرجا میں ہے آپنے اوسکے اندر جانا مکروہ سمجھا اور حضرت
علیؓ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو لیجاؤ چنانچہ وہ لیگئے اور کہانا کہایا حضرت علیؓ گرجا کی
صورتوں کو دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر امیر المومنین عمرؓ بھی آتے اور کہاتے تو کچھ اُنکا
حرج نہ تھا اور ایک لڑکے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاکر اپنی گود میں بٹھایا اوسنے
آپ پر پیشاب کردیا آپنے پانی منگاکر اوسپر چھڑک دیا اور دھویا نہیں اور یہہ بیان بہت
میں سے تھوڑا ہی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بھیجا گیا ہوں ایک طرفی
اور نرم ملت کے ساتھ روایت کیا ہے اوسکو احمدؒ نے اور اس ملت کو ایک طرفی اور نرم
اسلئے فرمایا کہ توحید میں یکتا اور عمل میں سہل ہے اور ان دونوں باتوں کی ضد مشرک اور حلال
کو حرام کرنا ہے اور انہیں دونوں کی طرف اشارہ ہے اس حدیث قدسی میں کہ میں نے اپنے

فقال یوکل فصل ومن
ذلک انہ صلی اللہ علیہ و
اللہ وسلم کان یجیب من دعاہ
فیاکل من طعامہ وضافہ یہودی
بخبز شعیر وارھال سنخۃ و
احل اللہ اطعمۃ اھل الکتاب
وکان المسلمون یاکلون من
اطعمتھم ویشرط علیھم
المسلمین فقال اطعموھم مما یاکلون ومن
صنعوہ اھل الکتاب فاذھبوا
قالوا فی الکنیسۃ فکان دخولھا وقال العلماء
فی ھذا بالمسلمین واکلوہ وجعل علیہ
الکنیسۃ ویقول لعلی امیر المومنین لو
دخل واکل ودعی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی
فوضعوہ فی حجرہ فبال علیہ فدعی بماء فنضحہ
ولم یغسلہ وھذا اقل من کثیر وقال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت
بالحنیفیۃ السمحۃ رواہ احمد
وجمعین کونھا حنیفیۃ و
سمحۃ فی حنیفیۃ والتوحید
والعمل وضد الامرین
الشرک وتحریم الحلال
وھذا المشار الیہ فی
قول اللہ تعالیٰ فی حدیث

بندونکو ایک طرفہ پیدا کیا پس شیطانون نے اونکو اونکے دین سی فریب دیا اور
اُنپر میری حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا اور انکو حکم کیا کہ میری ساتھہ اُس چیز کو شریک
کرین جسکی مین نے حجت نہین اُتاری غرضکہ شرک اور حلال کا حرام کرنا ساتھہ ہی ساتھہ
ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبالغہ کرنیوالونکی مذمت فرمائی ہی اور اُنکی تباہی کی
خبر دی چنانچہ تین بار فرمایا سُنلو کہ غلو کرنیوالے ہلاک ہوئی اور بعض صحابہ رضہ نے
قسم کہائی ہی کہ غلو کرنیوالونکی حقین بھتی سخت تر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اُتنا مین
اور کسیکو نہین دیکھا اور اسیوجہ سی جب آپنے روزہ وصال کا رکھا اور چاند دیکھا تو فرمایا
کہ اگر چاند دیر مین نکلتا تو مین ایسا وصال کرتا کہ مبالغہ والے اپنا مبالغہ چھوڑ دیتے اور
صحابہ رضہ کا دستور تہا کہ اپنے نبی کی اقتدا کے باعث تکلف نہین کرتے تھے اللہ فرماتا ہی
قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین کہ ہم حضرت
کو کہ ہین نہین مانگتا تم سی اسپر کچھہ نیگ اور مین نہین تکلف کرنیوالون سی ہون
عمر رضہ کے پاس تھے پس ہمنے سُنا کہ کہتے تھے کہ ہم تکلف سی منع کیے گئے ہین اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ہر پچھلونمین سی اس علم کو اونکے عادل اُٹھاوینگے وہ اہل سے
الفاظ کا بدلنا غلو کرنیوالونکا اور نیا مذہب اختیار کرنا باطل والونکا اور معانی کا
بدلنا جاہلونکا دور کرینگے اس حدیث مین اسلام کا بگاڑ تینون جماعتونکی طرف سے
فرمایا اور غلو کرنیوالون سی شروع کیا پس اگر خداوند پاک اپنے دین کے لئے ایسے

شخص کو قائم نکرتا جو دین مین فساد دور کرے تو اس دین پر وہی گذرتا جو ان لوگون
کے ساتھ سے پہلے سب دینون پر گذرا ہے **فصل** اور سیبین سے ہے حروفکے مخارج مین
وسوسہ اور مبالغہ کرنا ابو محمد بن قتیبہ مشکل القران مین کہتے ہین کہ پہلے لوگ اپنی
زبانون مین پڑہا کرتے تھے پہر انکے بعد ایک قوم شہر والون اور عجم کی اولاد مین سے
آئی جنکی سرشت اُس زبان کی نہ تھی پس اُنہون نے بہت سے حرفون مین لغزش اور بک کی
اور بگاڑا اُنہین مین سے وہ شخص ہے کہ عوام کے نزدیک اللہ تعالی نے اُسپر نیکی کا پردہ
ڈالا اور دلونکی عندیہ مین دین کا ساتھی کیا مگر اُنہون نے اُس سے زیادہ غلط کرنیوالا کوئی
نہ دیکھا کہ ایکحرف مین جس بات کو استعمال کرتا ہے اُسکی نظیر مین اُسکو چہوڑ دیتا ہے اور ایک
اصل قرار دیتا ہے اور بلا وجہ اوسکی مخالفت کرتا ہے اور مد اور ہمزہ اور اشباع اور
اضجاع اور ادغام مین زیادتی کرتا ہے اور سیکہنے والونسے سختی اٹھواتا ہے اور جو
بات خدا تعالی نے آسان کی ہے امت پر اُسکو مشکل کرتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لوگونکو
یہہ اختلافات پڑہاتا ہے اور نماز اُن سے مکروہ جانتا ہے تو اگر ان سے نماز ہی جائز نہین
تو پہر کسیجگہہ اس قرات کو استعمال کیا جاویگا اور ابن عینیہ کی نزدیک جو شخص اس جیسی
قرات پڑہے اسکی اقتدا درست نہین اور ابن عیینہ کی رائے کے موافق بہت سے صلحا ہین
مگر عوام اور بازاری اُس قراءت کو اچہا جانتے ہین اسنظر سے کہ جب انہون نے اوسکو مشکل

من یقف عن الی ... فساد ...
... علیہ یا حجی علی ...
... الادیان قبلہ ... فصل
... وبین ذرات ... وسیبویہ ...
... الحرف والنقط ...
قال ابو محمد بن قتیبہ ...
... مشکل القران کان ...
... یقرؤن بلغاتہم ...
... فہم من اہل الامصار ...
... فقہاؤہم ... الحرف ...
... الحجاز ... عند الله ...
... من الغلو ... عن ...
... ہل ... الحرف ...
... اصلا ویخالفہ ... نظیرہ ویرفض ...
... الشیء ... الاضجاع ... الادغام ...
... المتعلمین ... الصعب ... علی ...
... ما فی ... الناس ... الغیر ... الله ...
... انکر ... الصلوٰة ... بہا ... کان ...
... یقرء ... علی ... الحجاز ... ان ...
... بقرءة ... الرجل ... ان ...
... علیہ ... جماعتہم ...
... الصلحا ... القاء ... وسوقہ ...
... یستحسنون ... الفضیل ...

اور شاگرد دونکی آمد و رفت قاری کے پاس بہت پائی تو اونکو وہم اُسکی فضیلت کا ہوگیا
اور جب اونکے اوعندیہ مین یہہ بات جمگئی اور قرارت کیوقت قاری کی باچھین تر چہی گردن
کی رگین پہولی پیشانی پسینے سی تر دیکہی تو جان لیا کہ یہہ بات فضیلت ہی کی وجہ سے
ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرارت ایسی تھی اور کسی سلف کے نیکبختونکی تھی
اور ابن مبارک نے اِس شخص کی سی قرارت سی منع فرمایا ہی فضل بن زیاد کہتے ہین کہ
ایک شخص نے ابو عبداللہ سی کہا کہ اوسکی قرارت مین سے مین کیا چہوڑ دون اونہون نے
کہا کہ ادغام اور کسرہ جو عرب کے زبانون مین سی کسی مین نہین معلوم ہوتا اور اونکی لڑکی
عبداللہ نے جو اُنسے پوچہا تو کہا کہ سخت کسرہ اور حرف کو لٹا دینا چہوڑنا چاہیے اور
دوسری جگہہ مین کہا کہ اگر ادغام نکیا جاوے اور ویسا انجاع (لٹانا) نکری تو کچہہ مضائقہ نہین
اور امام احمد سے مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ یہہ قرارت نئی نکلی ہی اسپر کسی نے نہین
پڑہا اور اوسکو بُرا جانا ہی یہہ معنی ہین اوسکے جو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہی **فصل**
جواب مین وسوسہ اس والونکی حجت کی اول اُنکا یہہ کہنا کہ جو کچہہ کرتے ہین احتیاط
ہی وسواس نہین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تم اسکا جو چاہو نام رکہلو مگر ہم تم سی یہہ پوچہتے
ہین کہ یہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعل کی اور جسپر کہ صحابہ تہے اوسکے موافق ہی
کہ نہین اگر کہو کہ موافق ہی تو بہتان اور جہوٹ ہی تو ضرور ہی کہ اقرار کرو کہ اوسکی

اذان واصوبہا وطول اختلاف المتعلمین الیہ فاذا
استفتی عنہم ذلک وراوہم
عند قراءتہ قالوا الشیخین
دار العلم بن راشد الجبین اعتقدوا
ان ذلک لفضیلتہ ولیس کذا
کانت قراءۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا احد من السلف
الصالحین ففی عن قراءۃ قالوا الرجل ان یبارک قال
الفضل بن زیاد اذا رجلا لایعرف عبد اللہ فانہ
من قراءتہ قال الادغام والکسر لیس فی لغتہم
قال الوسألتہا ابنتہ عبد اللہ فقال الکسر الشدید

وراء الاجتماع وقالت فی موضع اخران لم یدغم ولم یضجع
ذکر ذلک ابن قتیبہ **فصل** وفی رجل عن عبد اللہ
معنی ما ذکر کہ اہل الوسوس اتانا قوم لیس
احتیاطہم لا وسوس فنقول
سمعنا ما تشتہر ولکن نسأل کم
ہل ہو موافق لفعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وما کان علیہ اصحابہ
فان زعم انہ موافق
وکذب ولا بد لکم من الاقرار

موافق نہین مخالف ہی پس اسکے بعد اسکو احتیاط نام کرنا تمہاری مفید نہوگا یہ تو
ایسا ہی ہوا کہ کسی شخص نے امر ممنوع کیا اور اسکا نام کچھہ اور رکھہ لیا جیسے شراب
کو اور نام سے پکارتے ہین اور سود کو معاملہ کہتے ہین اور حلالہ کو نکاح کہتے ہین جسکے
کرنیوالیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہی اور نماز مین ٹکرین مارنیکو تخفیف
کہتے ہین حالانکہ آپنے فرمایا کہ ایسے شخص نے نماز نہین ادا کی اور نہ اُس سے مقبول
ہوئی تو اسیطرح تم بھی دین مین غلو اور مبالغہ کو احتیاط کہتے ہو اور وہ احتیاط کہ آدمی کو
بکار آمد ہو اور اوسپر اللہ تعالی اسکو ثواب دے وہ سنت کی موافقت مین ہی اور جو شخص کہ
سنت سے باہر ہو گیا اوسنے اپنے نفس کی احتیاط نہین بلکہ اصل احتیاط کو ترک کر دیا
اور ایسے ہی جو لوگ کہ اختلافی جگہون مین طلاق پڑجانیکی لئے جلدی کرتے ہین مثلا
کسی سے زبردستی طلاق دلوائی جاوے اور نشہ والے کی طلاق اور طلاق البتہ اور
تین طلاقونکا اکہٹا دینا اور طلاق بمجردنیت کی اور طلاق مدت مقرر کی ہوئی جسکی
میعاد کا آنا معلوم ہو اور قسم طلاق کی وغیرہ کہ انمین اماموں کا اختلاف ہی پس جب
مفتی تقلید کی رو سے اس طلاق کو واقع کر دے اور کہے کہ شرمگاہ ہونیکے لئے زیادہ احتیاط
اسمین ہی تو اصل احتیاط کا تارک ہی اسلئے کہ وہ شرمگاہ کو ایک پر حرام کرتا ہی اور
دوسری پر مباح تو احتیاط کہان رہی احتیاط کیصورت تو یہ تہی کہ اُسکو اپنی حال پر

مع وبعد ذلك لا ينفعكم
تسمينه احتياطا وهلم جرا
لا كمن ترك بعض محظورات دينه
بغير اسمها كما يسمى بعض المحرمات
والربا معاملة والخمر بالنبيذ
الذى لعن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم صاحبه كما ورد
الصلوة التى اخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه لم يصل ولم يقبل منه صاحبه كما ورد
تسميتكم الغلو والتشديد فى العبادة احتياطا والتخفيف
الذى يخل بالصلوة احتياطا
فى موافقة السنة وقد احتاط لنفسه
من اخر العبادة عن اوقاتها
المشروعة او قوع الطلاق فى موارد الخلاف
الذى اختلف فيه الائمة
الشكران والبتة وجمع الثلاث و
الطلاق بمجرد النية وطلاق البتة
المعلق بمجيء اجله والحلف بالطلاق
وغير ذلك اذا وقعه المفتى بتقليد
وقال ذلك احوط للفروج فقد
لم يرد بالاحتياط ما فيه
الفرج على من يبيحه لغير من
الاحتياط بل ابقاء على

رہنے دیتا یہانتک کہ اسکی حرمت پر اجماع امت ہو جاتا یا کوئی حجت اللہ تعالی اور
اسکی رسول کیطرف اوسپر لاتا جیسا کہ اسپر امام احمد نے نشہ والے کی طلاق مین تصریح
فرمائی ہی کہ ابو طالب کی روایت مین کہا ہی کہ جو شخص طلاق کا حکم نہین کرتا وہ تو ایک ہی بات کرتا
ہی اور جو طلاق کا حکم دیتا ہی وہ دو باتین کرتا ہی کہ خاوند پر حرام کرتا ہی اور دوسرے
پر مباح تو پہلا شخص دوسرے کی نسبت کرا چھا ہی اور طلاق پڑنیمین احتیاط ممکن نہین
مگر اوسی صورتمین کہ اجماع امت ہو یا وہان کوئی نص اللہ تعالی اور اوسکی رسول کیجانب
سے ہو کہ اوسپر رجوع کرنا واجب ہو ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ احتیاط جب ہی نیک اچھی
ہی کہ آدمی کو سنت کی مخالفت پر نہ پونہچا وے اور جب مخالفت پر پونہچا وے تو احتیاط
یہہ ہی کہ اوس احتیاط کو چھوڑے اوس بیان سے وسواسیونکی حجت کا جواب بھی نکل آیا جو
ان احادیث سے کرتے تھے کہ جو شخص شبہہ کی چیزونکو چھوڑتا ہی وہ اپنے دین اور آبرو کو
پاک کرتا ہی اور چھوڑدے اوس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو طرف ایسے چیز کی جو شک
مین نہ ڈالے اور گناہ وہ ہی جو سینہ مین خلش کرے اسلیے کہ شبہات وہ ہین جنمین حق
باطل ہی اور حرام حلال سے ایسی طرح مشتبہ ہو جاتی ہی کہ اوسمین دلیل کسیطرف نہو اور نہ کسیکی
علامتین مقابل ہون اوسنظر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشتبہ کو چھوڑنے اور واضح
اور صاف کیطرف میل کرنیکی ہدایت فرمائی اور ظاہر ہی کہ غایت وسواس یہہ ہے کہ وسواسی

پر شتبہ ہو جاوی کہ آیا فعل طاعت اور قربت ہی یا گناہ و بدعت یہہ اوسکا بہتر
حال ہے اور صاف کہلا ہوا طریق رسول الٰہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی پس جو شخص کہ
شبہات کو چھوڑیگا وہ آپ ہی کے طریق کیطرف جھکیگا نہ مبالغہ اور غلو کیطرف
جو خلاف سنت ہی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرمانہ کہانا از قبیل شبہات
سی بچنی اور جس چیز مین کہ حلال حرام سی مشتبہ ہوا وسکی ترک کرنیکی تہا جو ورع اور
شبہات سی بچنی مین اصل ہی تو وسواسیونکو اوس سی کیا سروکار ہی اور امام مالک
کا فتوی اُس شخص کے بابمین کہ طلاق دی اور یہہ بجا نا کہ ایک دی یا تین جو نقل
کیا ہی تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ ہان یہہ قول مالکؒ کا ہی لیکن تم کیا اسکو اُن لوگونپر حجت
ٹھہراتے ہو جو اس مسئلہ مین امام صاحب کے خلاف پر ہین تاکہ اُنپر واجب ہو جاوے کہ اپنا
قول اس قول کے لئے چھوڑ دین یا یہہ قول خود محتاج حجت ہی اسکا مرتبہ اس حد کو نہین
پونہچا کہ اُس سی اسبات پر حجت کیجاوی کہ یہہ بات وسواس سی نہین بلکہ اُسکی حجت یہہ ہے
کہ طلاق زوجہ کی حرمت کا موجب ہوتی اور رجعت اُس حرمت کو دور کر دیتی ہی تو امام مالک
کہتے ہین کہ سبب حرمت کا یعنی طلاق تو یقینی ہو گیا اور اسمین شک ہی کہ رجعت سی وہ سبب
اٹھا کہ نہین سو واسطے کہ طلاق مین احتمال رجعی ہونیکا بھی ہی جسکو رجعت دور کر دیتی ہی
اور تین ہونیکا بھی ہی جو اُس سی دور نہین ہوتا اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ نکاح یقینی ہی

ومما الکلام فیہ من باب اتقاء الشبہات وترک ما اشتبہ فیہ
فذالک امر یحمد ویحسن وھو اصل فی الورع واتقاء الشبہات
فما کان من ھذا الباب فھو من اتقاء الشبہات وترکہ
ما کان من خلافہ فضد المسئلۃ فیجب
علیہم ان یترکوا قولھم لھا وھو عکس
ان یترکوا قولھم لھا وھو عکس
بحجۃ ان الطلاق یوجب حرمۃ الزوجۃ
رفعہ ذالک الحرمۃ
فی رفعہ بالرجعۃ لانہ یحتمل
انہ لم یرفعہ الرجعۃ و
یقولون الشک لا یسقط

اور اوسکو جدا کرنیوالا جس سی ستر کی حلت مرد کو نرہی اسمین شک ہی کیونکہ طلاق ہو سکتا
ہی کہ جعی ہو اور نکاح اوس سی بجا دی اور ہو سکتا ہی کہ بائن ہو اور جاتا رہی تو اصل یہی
ٹھہری کہ نکاح باقی رہی جبتک کہ اسکی دور کرنیوالی چیز پایہ یقین کو پونہچی پس اگر
یہ کہو کہ حرمت تو یقینی ہی اور حلال ہونی مین شک ہی تو ہم کہینگے کہ طلاق رجعی مین
تو حرمت تمہاری نزدیک بھی نہین اسلیئے رجعی طلاق والی کی صحبت کو درست کہتے ہو اور
جب طلاق دینیوالا صحبت سی رجعت کی نیت کریگا تو رجعت ہو جاویگی تو حرمت یقینی
کہان ہی اب اگر کہو کہ عورت حرام ہی مگر صحبت کیوقت نیت کرنیسے رجعت حاصل
ہو گئی تو ہم کہینگے کہ یہہ بھی تمکو مفید نہین کیونکہ اگر یقین ہو حرمت کا تو رجعت سنہ ور
ہو اور یقین نہو حرمت کا تو رجعت اوسمین اثر نہین کرتی **فصل** اور جو شخص کہ طلاق
کی قسم کہا دی کہ اس بادام مین دو گریان ہین خواہ اور کوئی ایسی ہی چیز جسکا
یقین قسم کہانیوالیکو نہو تو اگر جیسی قسم کہائی ویسا ہی ہوا تو اکثر دنکی نزدیک وہ
شخص حانث نہوگا اور اسی نظر سی اگر اوسوقت حال معلوم نہوا اور ویسا ہی گول موجود
رہی تو نکاح یقینا باقی ہی تو اسکو شک دور نکریگا اور امام مالکؒ کا ایک قاعدہ کلیہ ہی
جسمین اور دونے نزاع کیا ہی اور وہ طلاق کا واقع ہونا اسصورتمین کہ طلاق والی
مین شک ہو مثلاً جب اپنی ایک بی بی کو طلاق دی پھر بھول گیا کہ کسکو دی تو سب

فصل وامن
يتيقن بها الطلاق فيه الرجعة
حلف بالطلاق ان فعل كذا
خود لك عليه فعل ان
وان لك لو لم تبين فالحال وسمت
فالنكاح حتى تبين فالاصل
غير ذلك وهو انقاء الطلاق
بالشك وكذلك
فصل
فالمطلقة واحدة
من لم نسم عليه

بینونکو طلاق ہوجاویگی جیسے اگر قسم کہائی کہ یہ فلان شخص ہی اور قسم کیوقت
اُسکو اوس شخص مین شک ہی پہر ظاہر ہو کہ وہ نہین یا معلوم ہی نہو کہ جسپر قسم
کہائی وہی ہی کہ نہین تو اونکی نزدیک وہ حانث ہوجاویگا اور اگر معلوم ہو کہ جسپر
قسم کہائی تہی وہی ہی اور قسم کیوقت اُسکی حقیقت نجانتا تہا اور نہ ظن غالب تہا اور
نہ عادت کی اعتبار سی اوسکی جاننی کا کوئی طریق اوسکو میسر تہا تب بہی اُنکی نزدیک
حانث ہوگا اِسوجہ سی کہ قسم کیوقت اُسکو شک تہا حاصل یہہ کہ قسم کہانیوالا جس چیز
پر قسم کہاتا ہی اوسکی مخالفت کرنے سی حانث ہوا کرتا ہی خواہ طلب مین مخالفت ہو
مثلاً کسی کام کی کرنے پر قسم کہاوی اور اُسکو کر بیٹہی خواہ خبر مین ہو کہ اسکی قسم کے
خلاف نکلی اوی اور امام مالک کی نزدیک اِن دونو صورتونکی سوا ایک اور بات سی بہی
حانث ہوتا ہی یعنی قسم کے وقت شک کرنیسے برابر ہی کہ پہر وہ سچ نکلی یا نہین
اور اِس سی بہی زیادہ یہ ہی کہ جو شخص قسم کہائی طلاق کی اپنی پہلو کی انسان پر یا کسی
اور چیز پر ایسی چیز و نمین سی کہ جسمین شک نہوا اور کہی کہ یہہ انسان ہی یا پتہر وغیرہ تو وہ
حانث نہوگا اور علت دونو جگہہ ایک سی حکم کی آئی ہی کہ قسم کہانیوالا گپ کرتا ہی مثلاً جب
کہی کہ تجکو طلاق ہی بشرطیکہ تو عورت نہو یا مین مرد نہون تو اس کلام کے معنی بجز
گپ کے اور کچہہ نہین اور کبہی حانث ہونیکی علت یہ بیان کی ہی کہ کہنیوالے نے جانا

کہ طلاق کو حرام کردی پھر شرمندہ ہوکر اسمین ایسی بات ملادی جو مفید نہوتا کہ حرمت
کو اُٹھادی اور قسم اول مین تو امام مالک کا قاعدہ ہی ہی کہ شک کی باعث حانث ہونیکو
غالب کہتے ہین مثلاً کوئی شخص قسم کہاکر شک کری کہ قسم ٹوٹ گئی یا نہین تو مالکی اُسکی زوجہ
کی جدائی کا حکم وجوب یا استحباب کے دو قولونپر کرتے ہین وجوب کا قول ابن قاسم کا ہی اور
استحباب کا قول امام مالک کا پس امام مالک نکاح کے باقی رہنے کی رعایت کرتے ہین
اور ابن قاسم کہتے ہین کہ صحبت کی حلال ہونیمین شک پڑگیا اسوجہ سے مرد کو زوجہ سے
علیحدہ رہنا واجب ہی اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ زوجہ سے مفارقت واجب ہے نہ مستحب اسلئے
کہ شریعت کا قاعدہ ہی کہ شک کو کسی اصل یقینی کے دور کرنیکی قوت نہین اور یقین
نہین جایا کرتا مگر کسی یقین قوی تر یا اپنی برابر سے **فصل** اور یہہ مسئلہ جو ذکر کیا ہی کہ
ایک بی بی کو طلاق دیکر بھولگیا یا ایک کو طلاق دی اور گول رکھا معین نکیا تو اسمین
اختلاف ہی امام ابوحنیفہ اور ثوری کی نزدیک یہہ ہی کہ دوسری صورتمین جسکو چاہے
چھانٹ لی اور پہلی صورتمین سب سے رکا رہی اور اُنکو نفقہ دیا جاوی جبتک کہ یاد آوی
پس اگر زوج قرعہ ڈالنی سے پہلے مرجاوے تو امام اعظم فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ اُن
سب مین تقسیم کیا جاوی اور امام شافعی فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ملتوی رکھا جاوے
یہانتک کہ وہ سب آپسمین صلح کرین اور مالکی کہتے ہین کہ جب آدمی اپنے عندیہ مین نامعلوم

فصل

الیقین الا بیقین قوی منہ او مساولہ **فصل** واما من
طلق واحدۃ ثم انسیہا او طلق واحدۃ
بعینہا فاختلف فیہ قول ابی حنیفۃ والثوری
فجعلا لہ ان یختار ایتہن شاء ویمسک وعیسی عن ابن القاسم
ان یقرع بینہن ویسرح التی خرجت قبل
ان یقرع فقال ابو حنیفۃ
یقسم بینہن میراث
امرأۃ وقال الشافعی
یوقف حتی یصطلحن
وقال المالکیۃ یخیر
طلق واحدۃ عینہا او نسیہا

بی بی کو طلاق دی مثلاً کہی کہ تجکو طلاق ہی اور یہہ نجانے کہ یہہ کونسی ہی تو طلاق
سب پر ہو جاویگی اور اگر ایک معین کو طلاق دیکر بھولجاوی تو اُنسے رکا رہی جبتک
کہ یاد آوی پھر اگر دن بڑہجاوین تو اُسکی لیی مدت ایلا کی یعنی چار مہینے مقرر کریگا اگر
اُنمین یاد آوی تو بہتر ہی ورنہ سب پر طلاق ہو جاویگی اور اگر یون کہی کہ تم مین سے
ایک پر طلاق ہی اور نیت ہی اوسکو معین نکری تو سبکو طلاق ہو جاویگی اور امام احمدؒ
کہتے ہین کہ دونو صورتونمین سیبیونمین قرعہ ڈالے اُسپر اوسکے یارونمین سے جماعت کی
روایت مین تصریح ہی اور حضرت علی اور ابن عباسؓ سے اُسکو بیان کیا ہی اور ظاہر
مذہب جسپر کہ سب اصحاب ہین یہہ ہے کہ غیر معین اور بھولے ہوئی مین کچھ فرق نہین اور صاحب
معنی نے کہا ہی کہ غیر معین تو قرعہ سے باہر ہو جاویگی مگر بھولی ہوئی سبکو حرام کردیگی
یہانتک کہ بات کہلجاوی اور سب متفق ہو جاوین پس اگر خاوند مرجاوے تو میراث کی
کے لئے اُنمین قرعہ ڈالا جاوے اور کہا کہ اسمعیل بن سعید نے امام احمدؒ سے ایسی روایت کی ہی
کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بھولی ہوئی مین قرعہ حلال ہونیکی شناخت کے لئے نہین مستعمل
ہوتا بلکہ میراث کی پہچان کے لئے ہوتا ہی اور اسکا مطلب امام احمد سے روایت کیا ہی اور ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قرعہ کا استعمال دونو صورتونمین بجا ہی اسی پر جماعت کی روایت
مین امام احمد سے تصریح ہی اور عورتونکو نفقہ دینے اور یاد آنے تک رکنے اور سبکے

عتقہ وبان قال انت طالق لا بل انت طالق او انت طالق بل انت طالق او
طالق واحدة منهن لا بعينها يقرع بينهن فمن خرجت قرعتها طلقت
بعضهن حتى يبقى واحدة فان مات قبل القرعة طلقت كل واحدة
منهن نصف طلقة ذلك ذكره القاضي في المجرد وقال احمد اكره
ان يقرع ولم يعينها بالنية طلق الجميع وقال احمد اكره
ان يقرع ولم يعينها بالنية طلق الجميع وقال احمد اكره
قال احمد في رواية جماعة يقرع بينهن وهذا هو الصواب
وهو قول علي وابن عباس وهو مذهب الشافعي وابي حنيفة
وقال مالك يطلق الجميع لانه طلاق في محل الاشتباه
فوقع الجميع كما لو عينها وقال صاحبا ابي حنيفة يوقف
حتى يبين وقال ابو يوسف يوقف الجميع فان مات او
وقع اليأس من البيان قسم بينهن ميراث
زوج وقال ابو اسمعيل بن سعيد عن احمد ما يدل على ان القرعة
انما تستعمل لمعرفة الميراث وروى عنه في النسية تلزمه
معناه عن احمد وقال
يستخرج القرعة لمعرفة
في الطلاق بينهن وهو منصوص
احمد في الاعتاق وقال في

حرام کرنے اور نفقہ کے واجب کرنیمین چند خرابیان ہین اور بیبیونکو اوہر مین چھوڑدینے
کی نسبت کر قرعہ ڈالنا شرع کے مقاصد کیطرف اور خاوند بیبیونکی بہتری کی لیے اچھا
ہے اور شریعت مین اوہر ڈالنے کی کوئی نظیر نہین اور جب سب راستے تنگ ہوجاتے
ہین تو شرع نے قرعہ کی راہ مقرر کردی ہی مثلاً آزاد کو غیر آزاد سی جدا کرنیمین اور عورت
کے ستر کو مرد پر حلال ہونے مین قرعہ ہوگا چنانچہ امام احمدؒ سی مروی ہی کہ جب عورت کے دو
ولی اوسکا نکاح دو مردون سے کردین اور معلوم نہو کہ پہلا کونسا ہوا تو جسکا قرعہ
نکلیگا اوسی پر اول ہونیکا حکم ہوگا اور شیخ ابو محمد کا قول یہہ ہی کہ قرعہ وہان لازم ہے
جہان مرد کی بی بی اجنبی عورت کے ساتھہ مشتبہ ہوجاوے اونکے قول کا جواب یہ ہی کہ دوام
اور ابتدا کی دو حالتونمین فرق ہی جو صورت تم کہتے ہو اوسمین یہہ شک ہی کہ اجنبی عورت
مین عقد حاصل ہوا یا نہین اور پہلے سی وہ حرام تھی اور غیر معین اور بھولی ہوئی مین
حلال ہونا اور نکاح ثابت ہی اور شک اسکی بعد ہوا ہی کہ حرمت اسمین پیدا ہوئی یا اسمین تو اب
یا دونو حرام ہوجاوین اسکی تو کوئی وجہہ نہین یا دونو حلال رہین یا اختیار دیا جاوے
یا ہمیشہ کو توقف کیا جاوے یا قرعہ ڈالا جاوے اور ازانجاکہ سوا قرعہ کے اور کسی چیز
کے معتبر ہونے پر کوئی دلیل نہین اسلئے قرعہ ہی متعین ہوگیا **فصل** اور جو شخص کوئی قسم کہاکر
بھولجاوے کہ کیا تھی تو اوسکو جن چیزونکی قسم کہائی جاتی ہی وہ سب لازم آتی ایک

حتی یبین کر وحتی یعرف الحق و
ایجاب النفقة علی من تمت
والقرعة اقرب الی مقاصد
الشرع ومصلحة الزوجات من تعلق
والزوجات من تعلق
ولیس فی الشرع نظیر ذلک
وقد عین الشارع القرعة
طیبا اذا ضاقت الطرق کاخراج
المعلق من عین وحمل البضع مقاوی
عن الحمل اذا تزوجها اولیان من نجلین
ولم یعلم السابق فمن خرجت له القرعة
حکم بانها الاول وقف الشیخ ابی محمد

ازانجاکہ ہاتھ قیمتی اشیاء جنمین عادةً زوجہ کا ہاتھہ ہوتا ہی دوام
کا جنمین ہو ابتدا کی طرف بابتدا حالتین فرق ہی
والا جنمین ہو ہاتھہ حلال ہونیکی حالت کی طرف
فیما الغرض وہمنا ثبت حلال ولکنا وصل الشاک
بعد الحل بخلاف الحرم فوجب الوقف
فاما ان یحرما جمیعا او یحلا جمیعا ولا وجہ له
مربا ویستعمل القرعة ولا دلیل علی
اعتبار شیء من ذلک غیر القرعة **وفصل**
واما من حلف علی یمین ثم نسیها
او نسیها وانها یلزمه بجمیعها یحلف به

قول خلاف قیاس ہی بعضے مالکی اسکے قایل ہین اور اہل علم اسپر متفق ہین کہ اُس شخص پر کچھہ لازم نہین آتا جبتک کہ یقین نہو اور ہمارے شیخ کے قول پر صرف اوسکو قسم کا کفارہ لازم ہی اسلئے کہ اونکے نزدیک سب قسمونکا عوض بھی ہی **فصل** اور جس شخص نے کسی فعل کے کرنے پر قسم کہائی اور وقت معین نکیا تو جمہور کے نزدیک اوسکو مہلت آخر عمر تک کی ہوگی مگر اسصورتمین کہ اپنی نیت مین کوئی وقت معین کرلے تو اوسیکی قید ہوجاویگی اور اگر اُس کام کے بالکل نکرنے پر عزم کرے تو عزم کرنیکے وقت حانث ہوگا اسپر امام احمدؒ نے تصریح کی ہی اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ وہ کام کرنے تک حانث ہی رہیگا اور اوسمین اور اوسکی بی بی مین جدائی کردیجاویگی یہانتک کہ جس کام پر قسم کہائی ہی اوسکو کرلے اور یہہ مسئلہ امام مالک کی قاعدہ کی روسے درمعین کی رو کنی مین ہی اسلئے کہ جب مہلت وقت موت تک ہوگی تو قسم کا کیا فائدہ رہا اور طلاق کا ایسی وقت سے مقید کرنا جو یقیناً آویگا مثلاً شہر اور برس کا شروع تو اسمین چار قول ہین ایک یہ ہی کہ کسی حال مین طلاق نہوگی یہہ مذہب ابن حزم کا ہی اور ابو عبد الرحمن شافعی بھی اسکو اختیار کرتے ہین اسلئے کہ طلاق شرط سے مقید ہونیکی قابل نہین جیسی نکاح اور بیع اور کہتے ہین کہ طلاق نہ تو اُسوقت پڑیگی اسلئے کہ اُسنے طلاق کو فوراً واقع نہین کیا اور نہ میعاد کے آنے پر واقع ہوگی کیونکہ اوس سے اُسوقت تو طلاق صادر نہوئی اور سوا میعاد آنیکے اور کوئی نئی بات نہین ہوئی اور اس قول کے

فقول شاذ انما قاله بعض اصحاب مالك وسائر اهل العلم لا يوافق على انه لا يلزمه شيء حتى يتبين ان ذلك موجب لايمان كفارة **فصل** واما من حلف على امر ليفعلنه في وقت معين فلم يفعله حتى مضى ذلك الوقت فهو على الامر الذي كان عليه قبل ان يحلف وقال مالك هو حانث في الحال ان لم يفعل ما حلف عليه وهو على اصله في ان الامر المطلق على الفور وقال احمد هو حانث في الحال ان كان عازما على ترك الفعل في الحال والا فلا وبه قال ابو حنيفة والشافعي الا ان ابا حنيفة قال اذا كان عازما على ترك الفعل في الحال ثم بدا له بعد ذلك لم يحنث وقال الشافعي يحنث لان تعليق الطلاق بوقت يجيء لا محالة كتعليقه بمجيء الوقت وقد نقل عن ابن حزم واختيار ابي عبد الرحمن الشافعي ان الطلاق لا يقبل التعليق بالشرط كالنكاح والبيع فلو قال ان دخلت الدار فانت طالق لم تطلق بحال وهو من لا يعتد بخلافه لانه قول شاذ

مقابل اس شخص کا قول ہی کہ کہتا ہی کہ طلاق اسیوقت پڑجاویگی اور یہہ قول امام مالک کا
اور ایک جماعت تابعین کا ہی انکی دلیل یہہ ہی کہ اگر طلاق اوسوقت نہ پڑی تو وہ صحبت
جسمین وقت کی قید لگی ہوئی ہی وہ مباح ٹہریگی حالانکہ نکاح متعہ اسی جہت سے
حرام ہوا ہی کہ اوسمین میعاد کا دخل ہی جو لوگ کہ مبعاد پر طلاق واقع کرتی ہین وہ بھی
کہتے ہین کہ ابتدا کے حکم سی دوام کا حکم نہ لینا چاہیے اسلئے کہ شریعت نے دونو مین بہت
جگہہ فرق رکہا ہی مثلاً ابتداء عقد نکاح احرام مین فاسد ہی مگر اسکا ہمیشہ رہنا فاسد نہین
اسیطرح مرد کا عقد کرنا اپنی زوجہ کی عدت مین کہ اوسکی ابتدا فاسد ہے نہ دوام اور ایسی ہی
ابتدا الونڈی کی نکاح کی باوجود قدرت آزاد عورت کے نکاح کی اور ہونے خوف زنا کی ابتدا فاسد ہے
نہ دوام کو اور امام احمد اور جو اونکے موافق ہین اونکی نزدیک زنا کار عورت کے عقد کی بھی ابتدا
فاسد ہے نہ دوام اور اسیطرح کی اور نظیرین ہین اور جس سبب سے کہ نکاح متعہ حرام ہوا وہ یہہ ہے کہ وہ عقد
اصل ہی سے موقت تہا اور یہہ عقد مطلق ہی اور یہین جہت جب اسکو ایسی بات پیش آویگی جو
عقد کو باطل کریگی تو باطل نہوگا مثلاً اگر طلاق کو کسی شرط سی مقید کیا اور جانتا ہی کہ عورت ضرور
کریگی یا خود اوسکو ضرور کریگا تاہم ہوسکتا ہی کہ اسکی خلاف کرے پس اقوی یہہ ہی کہ اگر طلاق مقید تین ہونگی
تو اسیوقت پڑجاوینگی اور اگر رجعی ہوگی تو وقت سی پہلے نہ پڑیگی اور امام احمد کی دو روایتون
سی ایک ہی اور چوتہا قول یہہ ہی کہ صرف میعاد کے آنے پر طلاق پڑیگی یہ قول جمہور کا ہی

وقال اهل الظواهر من قال
يقع الطلاق في الحال وهو
مالك وجماعة من التابعين
لانه لو لم يقع في الحال لم
استباحة وطئ وقت وقت
حرم نكاح المتعة لدخول
الاجل فيه قال الموقتون عند الاجل
لان فسخ العقد الذي يحل الابتداء
وقد فرق الشريعة بينهما في مواضع فقد
ابتداء عقد النكاح في الاحرام فاسد ودوامه
وكذلك ابتداء عقد على المعتدة فاسد ودوامه
وكذلك ابتداء عقد على الامة مع الطول
ودوامه على العدم وابتداء عقد على الزانية فاسد
وكذلك ابتداء عقد الحر على الامة فاسد
وكذلك ابتداء عقد على الكتابية فاسد

فصل اور جو فتوی کہ حسن اور ابراہیم اور ایک روایت مین امام مالک نے دیا ہی کہ جو شخص اپنے وضو کی ٹوٹنے مین شک کری تو وہ احتیاطاً وضو کرلے تو اس مسئلہ مین جمہور کے نزدیک کہ انمین سے امام شافعی اور امام احمد اور امام اعظم ہین اور ایک روایت امام مالک کی بھی ہی یہ ہی کہ وضو کا دوبارہ کرنا واجب نہین جس وضو مین کہ یقین ہی اور اسکی ٹوٹنے مین شک ہی اوسی سے نماز پڑہلی اور ان لوگونکی حجت وہ روایت ہی کہ مسلم نے ابوہریرہؓ سے کی ہی کہ جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھ پاوے اور اوسکو شبہہ ہو کہ اوسمین سے کچھ نکلا ہی یا نہین تو وہ مسجد سے نہ نکلے یہانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے اور یہہ بات نمازی اور غیر نمازی کو عام ہی اور پہلے قول والے کہتے ہین کہ نماز اُس شخص کے ذمہ یقینی ثابت تھی اب اوسکو شک ہوا کہ اس وضو سے مین اُس سے بری الذمہ ہوا ہون کہ نہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نماز ایک طہارت معلوم پر منسوب تھی جسکے باطل ہونیمین شک ہوگیا ہی تو شک کیطرف التفات نکیا جاویگا اور نہ یہ شک یقین کے دور کرنیمین موثر نہوگا جیسے اگر شک کری کہ میری کپڑی پر یا بدن پر نجاست لگی ہی یا نہین تو اُسپر دہونا واجب نہوگا وہ لوگ یہہ تقریر پیش کرتے ہین کہ نجاست سے بچنا شرط نہین اور اسی لحاظ سے اسکی نیت واجب نہین بلکہ نجاست ایک مانع ہی اور اصل اُسکا نہونا ہی بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی اور اوسکی ثابت رہنے مین

وابن الهبيرة ومالك واحد الروايتين
عنه ان من شك في انتقاض
وضوئه فضل احتياطا فاوجبوه
منهم الشافعي واحمد وابو حنيفة
وقال الاوزاعي وابو ثور وابن المنذر
عليه اعادة الوضوء لقول النبي
ان احدكم اذا وجد في بطنه شيئا
فاشكل عليه اخرج منه شيء ام لا فلا
يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا
او يجد ريحا رواه مسلم عن ابي
هريرة وغيره واحتجوا بان اليقين
لا يزول بالشك وانما يزول
بيقين مثله وقد تيقن الطهارة
وشك في الحدث فله ان يصلي
لان الاصل بقاء ما كان على
ما كان وقد تيقن الحدث
وشك في الطهارة فعليه
الوضوء والجواب
ان الصلاة ثابتة في ذمته
بيقين فلا يخرج
عنها الا
بيقين
مثله
وقد
تيقن
الشغل
وشك
في
البراءة
فعليه
الخروج
منها
بمثل
ما
شغل
به
ذمته
وهو
الوضوء
فاما
الصلاة
المستدامة
فانما
يعتبر
فيها
اليقين
في
ابتدائها
فاذا
حصل
الشك
في
بقائها
فان
اليقين
لا
يزول
بالشك
وانما
يزول
بيقين
مثله
وهو
اليقين
الذي
كان
في
ابتدائها
وهو
ظاهر
وبالله
التوفيق

شک ہوگیا ہی اور چونکہ وضو سی پہلے نمازی بیوضو تھا تو اسمین اصل بیوضو ہونا ہی
ہوا اور جب طہارت کی حاصل ہونمین شک ہوا تو ہمنے اصل کیطرف یعنی بیوضو ہونے
کیطرف رجوع کیا اسکا جواب یہ ہی کہ اصل بیوضو ہونا تو طہارت کے یقین سی جاتا رہا اب
اصل طہارت ہی ہوگئی پس جب ہمنے بیوضو ہونمین شک کیا تو اصل یعنی طہارت کیطرف
رجوع کیا تو کہان یہ مسئلہ اور کہان وسواس جو شرع اور عقل برا ہی **فصل** اور یہہ جو تم
کہتی ہو کہ جس شخص پر کپڑے مین سی نجاست کی جگہہ پوشیدہ ہوجاوے تو اوسپر تمام کپڑے کا
دہونا واجب ہی تو یہہ وسواس کی قسم سی نہین بلکہ یہہ تو اُن صورتونمین سی ہی کہ
واجب ہون اوسکی تمام نہین ہونا اسلئی کہ اوسپر کپڑے کی ایک جزو کا دہونا واجب ہی
مگر اُس جزو معین کو نہین جانتا اور اس واجب کی بجا آوری کے لئی کوئی سبیل جانے
کی بجز تمام کپڑے کے دہوڈالنے کی نہین **فصل** اور کپڑونکا مسئلہ جنمین پاک ناپاک
ملکر معلوم نہی ہون اختلافی ہے امام احمد کا مذہب اور ایک روایت مین امام مالک کا
یہہ ہی کہ نمازی ہر ایک کپڑے سی جدا جدا نماز پڑہی تاکہ یقین ہوجاوے کہ پاک کپڑے سی نماز
پڑہی اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ایک روایت مین امام مالک وغیرہم
فرماتے ہین کہ اٹکل کرکے ایک کپڑے سی صرف ایک نماز پڑہی جیسے قبلہ کی معلوم ہونیکی
صورتمین اٹکل کیجاتی ہی اور مزنی اور ابو ثور کہتی ہین کہ نماز ننگے بدن پڑہی اسلئی کہ

ناپاک کپڑا شرع مین مثل معدوم کی ہی اور اُس سی نماز پڑہنی حرام ہی اور پاک
کپڑی سی ستر کو ڈہانکنی سی عاجز ہو گیا اسوجہ سی ستر کی فرضیت اسکی حق مین نہی اور یہہ
قول پوچ ہی اور اٹکل کرنیکا قول غالب سے گو شمار کپڑون کی زیادہ ہو
اور اٹکل کرے مشقت کی وجہ سے اور اگر شمار کم ہو تو یقین پر
عمل کرے - ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ نجاست سے احتراز
کرنا از قبیل ممنوع ہے پس اگر اٹکل کری اور اپنی گمانمین ایک کپڑی طہارت
غالب جانکر اُس سی نماز پڑہلی تو شک کی باعث اسکی نماز کی باطل ہونیکا حکم نکیا جاویگا
اسلئی کہ اصل تو نجاست کا نہونا ہی اور اوسیکا شک اُس کپڑہمین ہوا ہے تو اُسی سی نماز
پڑھ لی جیسے اگر کوئی کپڑا مانگ لیا یا خریدا اور اوسکا حال نجانتا ہو اور ابو ثور کا
قول نہایت خراب ہی اسلئی کہ اگر بالفرض کپڑی کی نجاست کا یقین ہی ہوتا تب بھی تو
اس سی نماز پڑہنی خدا تعالی کے نزدیک محبوب تر اور بہتر تہی اس سی کہ ننگا اور دیکہنیوالون
کے سامنی ستر کو کہولکر نماز پڑہتا بہرحال یہہ مسئلہ وسواس مذموم مین سی نہین **فصل**
اور برتنونکی مشتبہ ہونیکا مسئلہ بھی وسواس کی قسم سی نہین اور اوسمین اختلاف ہی
امام احمدؒ فرماتے ہین کہ تیمم کرلے اور برتنونکو چہوڑ دی اور ایکبار یہہ فرمایا ہی کہ اُنکا
پانی گرا دی تاکہ پانی کا گم کرنیوالا ہو اور امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ اگر پاک برتن زیادہ ہون

التوب النجس فی الشرع کالمعدوم
والصلوٰۃ فیہ حرام فاذا عجز
عن استعمال طاہر فسقط فرض
الستر وھو ضعیف والقول
الاخری ھو الاجتہاد سواء کثر
عدد الثیاب بقی فی الستر
او قل عمل بالیقین فی الکل شیخنا
رحمہ اللہ یقول الاصل ان
النجاسۃ عرضت علی الثوب
وعلی طہارۃ الثوب وھی
بالشک لا یزال الیقین بالشک
وقال ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ
یجتہد فی ھذا کلہ لانہ
لا سبیل الی الیقین فی
ھذا الزمان وقد عمت البلوی
بالنجاسۃ والثوب لکان
صلوٰۃ فیہ فیہ تحریٰ
احب الی اللہ من صلوٰۃ
عریانا بحضرۃ الناظرین
وبالتحری قال فلیس
المذموم فصل واما
الاوانی فلیست من باب
الوسواس بعض
وفیہا اختلاف
قال تحل
وقال
قال ابو حنیفہ ان
کانت الغالب

تب تو اٹکل کرے ورنہ نکرے اور امام شافعی اور بعض مالکی کہتے ہین کہ ہر حالمین اٹکل کرے
اور عبد الملک مالکیون کا قول ہے کہ ہر برتن سے جدا وضو کرے اور نماز پڑہے اور محمد بن مسلمہ
مالکی کہتے ہین کہ انمین سے ایک سے وضو کرے اور نماز پڑہے پہر جو کچہہ اسمین اوسکے بدن کو
لگا ہوا اوسکو دہوے پہر دوسرے سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ایک لوگ کہتے ہین جنمین سے
ہمارے شیخ ہین کہ جون سے برتن مین سے چاہے وضو کرلے اسنظر سے کہ پانی کو کوئی چیز بدون
تغیر کے ناپاک نہین کرتی غرضکہ یہہ مسئلہ مشکل ہے اور جگہہ ترجیح کی نہین **فصل** اور قبلہ
کے مشتبہ ہونیکی صورت مین اہل علم کا یہی قول ہے کہ اجتہاد کرکے ایک ہی نماز اپنی
اٹکل کیجانب کو پڑہے اور کچہہ لوگون نے خلاف اسکی کہا ہے کہ چار نمازین چار طرف کو پڑہے
ان لوگون کا قول خلاف قیاس اور مخالف سنت کی ہے اونہون نے اسکا التزام کپڑون کے
مسئلہ سے کیا ہے اور یہہ مسئلہ اور دوسرے اسطرح کے التزامات دلیل کے جاری کرنیمین
اونکی طرف التفات نہین ہوتا اور ایک اسکی نظیر نجاست کی دور کرنیمین نیت کی شرط
ہونیکو لازم پکڑنا ہے کہ جب حنفیون نے اسکا انپر الزام لگایا تو کسی نے انمین سے کہا
کہ ہم اسکے قائل ہین اور ایک نظیر جمعہ کی ملجانیکی ہے امام کے ساتھہ ایک رکعت ملنے سے کہ
جب حنفیون نے اسبابمین اپنی نزاع کرنیوالونکو جمعہ اور جماعت کی برابر ہونیکا الزام
لگایا تو بعضون نے اوسیکو لازم پکڑ لیا **فصل** اور جو شخص کسی دنکی ایک نماز نہ پڑہے

اور نجانتا ہو کہ کونسی تھی تو اِس مسئلہ مین خلاف ہی امام مالک اور امام شافعی اور اسحٰق
تو یہہ کہتے ہین کہ اوسکو پانچ نمازین لازم ہین تاکہ برائت یقینا ہو جاوے اور اوزاعی اور
زفر اور محمد بن مقاتل حنفیونمین سے یہہ کہتے ہین کہ چار رکعتین اِسطرح پر پڑھے کہ نماز اوسکی ذمہ
ہی اوسکی نیت کرے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت کی بعد بیٹھے اور یہہ صورت
اس تین اصل پر مبنی ہی ایک یہہ کہ نماز مین سے بدون التحیات اور سلام کے باہر ہو جاتا ہی اور ایک
یہہ کہ صرف فرض ہونیکی نیت کافی ہی بدون مقرر کرنے فجر و ظہر وغیرہ کی جیسے کوہ مین صرف
نیت فرض کافی ہی اور ایک یہہ ہی کہ جلسہ کا زیادہ ہو جانا ضرر نہین کرتا اِسوجہ سے کہ وہ
نماز ہی کی جنس سے ہی اور سفیان ثوری اور محمد بن الحسن کہتے ہین کہ فجر اور مغرب کی نماز پڑھے
اور چار رکعتین اور پڑھی اُنسے نیت اپنی ذمہ کی نماز کی کرے اور عبد اللہ بن احمد کہتے ہین کہ
مین نے اپنے باپ سے سُنا ہی کہ اُنسے ایک شخص نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کو یاد ہوا کہ
میری ذمہ کوئی نماز ہی اور تعیین یاد نہین اسکی لئے اوسنے دو رکعتین پڑہین اور بیٹھکر تشہد
پڑہا اور اِن دونوسے نیت صبح کی نماز کی کرلی اور سلام نہ پھیرا پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور
پڑہی اور بیٹھکر التحیات پڑہکر نیت مغرب کی کرلی اور بدون سلام پھیرے کھڑا ہو گیا پھر
چوتھی رکعت شامل کی اور بیٹھکر تشہد پڑہا اور اُن سے نیت ظہر یا عصر یا عشا کی کرلی
پھر سلام پھیرا تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر اوسکو کافی ہی اور عراقیون کے نزدیک نماز ادا

ابیہ عنہا فقیہ خلاف فقال
بمالک والشافعی واسحٰق
خمس صلوٰت یعلم البراءۃ وقال
الاوزاعی وزفر ومحمد بن مقاتل
من الحنفیۃ یصلی رباعیۃ
یوی بھا ما علیہ وجلس
عقیب الثانیۃ والثالثۃ والرابعۃ
وھل بناء علی انہ یخرج من الصلوٰۃ بکل
التشھد والتسلیم وان بنفس الفرضیۃ یکفی
علی الاول کما ان القعود
انہ ھین جنس الصلوٰۃ وقال سفیان
وفی بھا ما علیہ وقال
عبد اللہ بن احمد سمعت ابی یقول سئل
سالھ عن رجل ذکر ان علیہ صلوٰۃ
لم یعینھا فصلی رکعتین وجلس وتشھد
وثنی بھا الثنتین ولم یسلم فقام فاتی
بما کتب علیہ وجلس وتشھد
عما المغرب وقام ولم یسلم
فاتی بقیتھا وتشھد
وثنی بھا ظھرا او عصرا
او عشاء لا ادری ایتھن
عن ابیہ وقضی عنہ
عمل اھل المدینۃ
علی مذھب العراقیین

ہوجاتی ہی اسلئے کہ اُنہون نے حضرت ابن مسعودؓ کے اس قول پر تشہد مین اعتماد
کیا ہی کہ جب تو یہہ کہلے یعنی التحیات پڑہلے تو تیری نماز پوری ہوگئی مگر ابو عبد اللہ شافعی
کے اور ہماری مذہب پر کافی نہوگی اسلئے کہ ہم اس حدیث کو سند کرتے ہین کہ نماز
کے اندر آنا اللہ اکبر کہنا ہی اور اُس سی باہر نکلنا سلام ہی اور ہمارا مذہب ہی التحیات
مین درود پڑہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابو البرکات فرماتے ہین کہ یہ روایت جو
امام احمدؒ سی ہی ظاہر کرتی ہی کہ ایک نماز کی قضا اوسکو کافی نہوگی اسلئے کہ نماز ہی
باہر آنا معتبر طور پر دشوار ہی نہ اسلئے کہ معین کرنا نیت کا فوت ہوگیا پس جب تین کو
قضا کریگا تو ثوری کہتے ہین کہ مفسد نماز جاتا رہا بہرحال اسمین کچھہ وسواس والونکو
راحت نہین **فصل** اور جسکو اپنی نماز مین شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے اسلئے کہ
اوسکا ذمہ شک سی پاک نہوگا اور یہہ جو ذکر کیا ہی کہ شکار کا کہانا حرام ہی اُسصورت
مین کہ شکاری کو شک ہوجاوے کہ وہ زخم سی مرا ہی یا پانی سی اور اُسصورت مین کہ اُسکی کتی
کے ساتہہ دوسرے کا کتا لگگیا ہی تو یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا
ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ حلت کے سبب مین شک ہوگیا اور حیوان مین اصل حرمت ہی بخلاف
اُن اشیا کے جنمین اصل حلت ہی جیسی کہانا یا کپڑا خریدا جسکا حال معلوم نہین تو اوسکا
استعمال جائز ہی گو شک ہو کہ یہ ناپاک ہی یا نہین اسلئے کہ شرط کا جب معتبر کرنا مشکل ہوتا ہی

یا اصل مانع نہونا ہوتی ہی تو اوسکی طرف التفات نہین کیا جاتا پہلی صورت کی
مثال یہہ ہی کہ جیسے کسیکے پاس گوشت آوی اور اوسکو معلوم نہو کہ ذبح کرنیوالے نے
بسم اللہ کہی یا نہین اور شرطین ذبح کی پوری کین یا نہین تو یہہ امور قابل التفات
نہین اسلئے کہ انکی تفتیش مین دقت ہی اور حضرت عایشہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ کچھہ لوگ باہر کے ہماری پاس گوشت لاتے ہین مگر ہمکو معلوم
نہین کہ اونہون نے اُسپر خدا کا نام لیا ہی یا نہین آپنے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہکر کہا لیا
کرو باوجودیکہ آپنے منع فرمایا ہی اوس جانور کے کہانیسے جسپر خدا کا نام لیا گیا
ہو اور دوسری صورتکی مثال وہ ہی جو پانی اور کہانیکی مذکور ہوئی **فصل** امید
جو حال تنہا ابن عمر اور ابو ہریرہؓ کا ذکر کیا تو خود اُن دونو صاحبون نے تنہا ایسا
کیا اور صحابہ نے نہین کیا اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تہی کہ مجکو وسواس سے تم
میری پیروی مت کرو اور ظاہر مذہب امام شافعی اور احمدؒ کا یہہ ہی کہ وضو مین دونون
آنکھونکے اندر کا دہونا مستحب نہین اور یہہ امر مضر ہی اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول نہین کہ آپنے اُسکو کیا ہو یا اسکا حکم دیا ہو حالانکہ آپکو بہت لوگون نے وضو
کرایا ہی مثل حضرات عثمان اور علی اور عبداللہ بن زید اور ربیع بنت معوذ وغیرہم کے
اور کسیسے یہہ امر آپ سے نقل نہین کیا اور جنابت مین اسکے واجب ہونے پر امام احمدؒ نے

دو روایتین ہین اُنمین سے صحیح تر یہہ ہی کہ وجب نہین اور یہی قول جمہور کا ہی اور اس بنا پر اگر نجاست سے انکا دہونا واجب ہو تو اولی ہی اسلئے کہ کئی کئی بار دہوتے اور تدبیر کرنسے غالب نقصان ہی ہی اور شافعی اور حنفی کہتے ہین کہ دہونا واجب ہی کیونکہ آنکہونمین نجاست کا لگنا بہت کم ہوتا ہی اور بعض فقہائے امام احمد کے توابع مین سے یہہ مبالغہ کیا کہ وضو مین اُن دونو کا واجب کیا مگر اُنکا قول قابل التفات اور میل کے نہین اور صحیح یہہ ہی کہ وضو اور جنابت اور نجاست کسیمین اندر سے دہونا واجب نہین اور حضرت ابوہریرہؓ کا فعل ایکایسی چیز ہی جسکی تاویل غیرون نے کی ہی اور خلاف کیا ہی اور اُنپر اعتراض کرتے تھے اور اس مسئلہ کا نام اطالۃ الغرہ ہی اگرچہ غرہ سفیدی چہرہ کے لئے خاص ہی اور فقہا اس مسئلہ مین مختلف ہین امام احمدؒ سے اوسمین دو روایتین ہین ایک یہہ کہ مستحب ہی اور یہی قول امام اعظم اور شافعی کا ہی اور اُسکو اختیار کیا ہی ابوالبرکات ابن تیمیہ وغیرہ نے اور دوسری روایت یہہ ہی کہ مستحب نہین اور یہہ مذہب امام مالکؒ کا اور ہماری شیخ ابوالعباس کا ہی جو لوگ مستحب کہتے ہین وہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے سند کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تمہاری چہرے اور ہاتھ پانو نورانی ہونگے قیامت کی دن وضو کے نشان سے پس جو کوئی تم مین سے کر سکے وہ اپنی چہرہ اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہالے یہہ روایت بخاری اور مسلم دونو مین ہی اور اسوجہ سے کہ سفیدی ایماندار کو اوسی جگہہ تک پہنچیگی جہانتک وضو کا پانی لگیگا اور

جو لوگ مستحب ہونیکی نفی کرتے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ خدا تعالی نے حدونکو معین کر دیا ہی تو اُنسے آگے مت بڑہو اور خداوند کریم نے
وضو مین کُہنیان اور ٹخنے حدین ٹھہرائی ہین تو اُنسے بڑہنا سجا نہین ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے یہہ امر نقل نہین کیا جسنے کہ آپکے وضو کی نقل کی ہی اور اِسلئے کہ یہہ امر سوا اس
کی جڑہی ہوتے ران اور شانہ تک کی دہونیکا ذریعہ ہو جائیگا اور اِسلئے کہ یہہ مبالغہ
ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین مین مبالغہ سے بچو اور حدیث جو اوپر
نقل کی ہی تو اوسکا راوی حضرت ابوہریرہؓ سے نعیم مجمر ہی وہ کہتا ہی کہ اتنا جملہ حدیث کا
(جو کوئی تم مین سے کر سکے وہ اپنی پیشانی اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہائے) مجکو
نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہی یا حضرت ابوہریرہؓ کا روایت کیا ہی
اُس سے اس امر کو امام احمدؒ نے مسند مین اور حدیث زینت جو نقل کی ہی تو زینت جہانتک
ممکن ہی کہ برمحل ہو اور جب اپنی جگہہ سے تجاوز کریگی تو زینت نرہیگی **فصل** اور رہا تم
کہتے ہو کہ وسواس اُس بات سے بہتر ہی کہ نقصان والے اور مطلق العنان لوگ اور کام چلانے
والے جیسے چلے اُسپر مین تو بخدا یہ دونو باتین یعنی تمہاری اور اُنکی فعل دو طرفین زیادتی
اور کمی اور مبالغہ اور کوتاہی کی ہین اور اللہ تعالی نے بہت جگہہ دونو سے منع فرمایا ہے
مثلاً ارشاد ہی **ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط** اور والذین

اور نہ رکھہ اپنا ہات بندہا اپنی گردن کے ساتھہ اور نہ کھولدے اُسکو بالکل پھر تو بیٹھہ رہے الزام کہایا ہارا آدمی

قال ان الذی قال لا استحب قال لیس

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان اللہ حد حدودا فلا

تعتدوہا واللہ سبحانہ وتعالی

انما نفی عن ترک الکعبین فاما ان ینفی

نقل وضوء رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ولا یجب ان لا یفعل ذلک لان

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واما الحدیث الذی فیہ قولہ من استطاع منکم ان یطیل غرتہ

فلیفعل فمن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

او من قول ابی هریرة روی عنه ذلک

واما حدیث الزینة حلیة فلا یجاوز

بالزینة حلیتها فلا یجاوز

فصل

اهل التفریط والاسترسال

کیف اتفق فلم یراعوا

افراط وتفریط وغلو وتقصیر

فی غیر موضع کقولهم

بل

الی عنقک ولا تبسطها

کل البسط والذین

اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما اور اسیطرح اور بہت ہین

ایسے جو خرچ کرے لگین نہ اڑاوین اور نہ تنگی کرین ۱۲ منہ

اور لوگونمین سے بہتر وہ ہین جو درمیانی طور پر ہین کہ کوتاہی کرنیوالونکے مرتبہ سے بڑہی

ہوئی ہین اور زیادتی کرنیوالونکی مبالغہ پر نہین پونہچی **فصل** اور شیطانکے مکرون سے

جس سے کہ اوسنے اکثر لوگونکو فریب دیا ہی اور اُس سے سوا اوس شخص کی جسکا امتحان

خدا تعالی نے نہین چاہا کوئی نہین بچا وہ ہی جو اوسنے اپنی جماعت کی کانمین قبرونکا

فتنہ پھونکدیا یہانتک کہ یہ نوبت ہوگئی کہ قبر والے پوجنے لگے اور بت ٹھہرائے گئے اور انپر گنبد

بنے اور اُنکی تصویرین کھینچین اور یہہ مرض شروع ہوا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مین تہا

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی قال نوح رب انہم عصونی واتبعوا من لم یزدہ مالہ وولدہ

الا خسارا ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن الہتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث

اور یعوق ونسرا وقد اضلوا کثیرا ولا تزد الظالمین الا ضلالا ابن جریر کہتے ہین کہ ان

بتونکا حال ہمکو جو معلوم ہوا ہی وہ یہہ ہی کہ ہم سے حدیث بیان کی ابن حمید نے اور

اوسے بہرانے اور اُس سے سفیان نے اور اوس سے موسی نے اور اوس سے محمد بن قیس نے کہ یغوث

اور یعوق اور نسر بنی آدم مین سے اچھے لوگ تہے اور اُنکی بہت پیروی تہی جو اُنکی اقتدا کرتی

تہی جب وہ مرگئے تو اونکی پیرووں نے کہا کہ اگر ہم انکی صورت بنالین تو جب ہم انکو یاد

کرینگے ہمکو زیادہ شوق عبادت کا دلاوینگے اس لحاظ سے انکی صورتین بنائین جب وہ مر گئے

اور دوسری لوگ آئی تو ابلیس نے چپکے سی آکر اونسی کہدیا کہ وہ لوگ تو انکی عبادت کیا کرتے تہی اور انکی ذریعہ سی مینہ کی درخواست کیا کرتے تھی پس انہون نے انکی پرستش شروع کی سفیان اپنی باپ سی اور وہ عکرمہ سی راوی ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن تھی کہ سبکے سب مسلمان تھی اور ہمسی حدیث کی ابن عبد الاعلی معمر سی اور انہون قتادہ سی کہ انہون نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین فرمایا کہ یہہ بت وہ معبود تھی جنکی عبادت حضرت نوح کے لوگ کرتے تھی پہر عرب والون نے انکی عبادت اونکی بعد کی اور نمین سی وَدّ تو قبیلہ کلب کا بت دومۃ الجندل مین تہا اور سواع ہذیل کا اور یغوث بنی غطیف بن مراد کا اور یعوق ہمدان کا اور نسر ذی الکلاع کا حمیر مین سی اور واقدی نے ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ یہہ بت زمانہ نوح مین بچتی تہی اور بخاری کہتی ہین کہ ہمسی حدیث کی ابراہیم بن موسی نے اور اونسی ہشام نے اور اونسی ابن جریج نے کہ عطاء نے ابن عباس سی راوی ہین کہ جو بت قوم نوح علیہ السلام مین تہی وہ بعد کو عرب مین ہوگئی اسطرح کہ وَدّ تو کلب کا ہوا دومۃ الجندل مین اور سواع ہذیل کا اور یغوث اول مراد کا تہا پہر بنی غطیف کا ہوا سبا کے پاس جرف مین اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کی ذی الکلاع کی اولاد کا اور یہہ نام چند نیکبخت لوگونکی ہین قوم نوح سی جب وہ مرگئی شیطان نے انکی قوم سی کہا کہ جن بیٹہکو نمین یہہ لوگ بیٹہا کرتے تھی بت قائم کرو اور اونکی وہی نام رکہو جو اُن لوگونکی تہی

اُنھون نے تعمیل کی مگر اُنکی پرستش نکی جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تو اُنکی
پرستش ہوئی اور سلف مین سے کئی شخصون نے کہا ہے کہ یہہ لوگ حضرت نوح کی قوم مین
نیکبخت تھے جب وہ مرگئے تو لوگ بیٹھے ہے اُنکی قبرون پر پھر اُنکی شکلین بنائین پھر اُنپر عرصہ
گذر گیا تو اُنکی عبادت کرنے لگے اُن لوگون نے دو بلائین جمع کین ایک قبرون کی دوسری
مورتون کی اور یہہ وہی دونو بلائین ہین جنکی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث
مین جسکی صحت پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اتفاق ہے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کنیسہ مین ایک بتخانہ کا ذکر کیا جسکو اُنھون نے حبشہ مین دیکھا تھا اور
اُسکا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اُسمین مورتین دیکھین تھین اُنکا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہ
لوگ ہین کہ جب اُنمین سے کوئی بندہ یا مرد صالح مرجاتا ہے تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہین
اور اوسمین اُسکی تصویر بناتے ہین یہہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہین - اور یہی
باعث تھا لات کی پرستش کا چنانچہ ابن جریر نے اپنی اسناد سے منصور سے روایت کیا ہے
اور اُنھون نے مجاہد سے افرایتم اللات والعزی کے بیان مین کہ لات اُنکی لئے ستو گھولا
(بھلا دیکھو تو لات اور عزی ۱۲)
کرتا تھا جب وہ مرگیا تو اوسکی قبر پر بیٹھ رہے - اب منے دیکھ لیا کہ سبب یغوث اور
یعوق اور نسر اور لات کی پرستش کا اُنکی قبرون کی تعظیم تھی ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ
اسیوجہ سے شارع نے قبرون پر مسجدین بنانے سے منع فرمایا ہے اور یہی بات ہے جسنے بہت سے

لوگونکو شرک اکبر یا اوس سے کمتر شرک مین ڈالا ہی یعنی لوگ اُن نیکبخت لوگون کی
صورتون سے اور اُن صورتونسے جنکو ستارونکا طلسم بتاتے تھے اور اِسیطرحکی
صورتون سے مشرک بنگئے اِسلئے کہ ایسے مرد کی قبر جسپر نیکبختی کا اعتقاد ہو شرک کرنا نفسون
سے قریب تر ہی لکڑی یا پتھر کے ساتھ شرک کرنے سے اور اِسیوجہ سے اہل شرک کو
دیکھتے ہو کہ قبرون کے پاس تضرع اور عاجزی کرتے ہین اور عبادت دل سے کرتے ہین
کہ اوسطرحکی خدا کے گھرونمین نہین کرتے نہ سحر کیوقت اور بعض لوگ قبرونکو سجدہ کرتے
ہین اور اکثر لوگ قبر کے پاس کی نماز و دعا مین ایسی برکت کی توقع کرتے ہین جو مسجدون
مین نہین کرتے تو اسی خرابی کیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اِسکی سرسے جڑ ہی
کاٹ دی کہ قبرستانمین نماز پڑہنیکو مطلق منع فرمادیا گو نمازی کا قصد اپنی نماز مین
اوسجگہہ کی برکت حاصل کرنیکا نہو جیسے کہ نماز پڑہنی آفتاب کے نکلنے اور ڈوبنے کیوقت
منع فرمائی اِسلئے کہ ایسے اوقات ہین کہ مشرک اُسمین آفتاب کیواسطے نماز کا قصد کیا
کرتے ہین اسی نظر سے اوسوقت نماز سے منع فرمادیا گو نمازیونکا قصد وہ نہو جو مشرکونکا
ہوتا ہی مگر یہہ واسطہ دور کرنیکو منع فرمایا اور اگر نماز سے قصد اُس جگہہ کی برکت لینے کا ہو
تو یہہ صریح دھوکا دینا ہی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کو اور مخالفت ہی اوسکے دین
کی اور ایجاد کرنا ہی ایسے دین کا جسکی اجازت اوسنے نہین دی - غرضکہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے دین متین سی یہہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبرونکی پاس نماز پڑہنے
کی ممانعت ہی اور یہہ کہ آپنے اُس شخص پر لعنت کی ہی جو قبرونکو مسجدین کری اور علما کی
اکثر گروہ نے بوجہ پہروی حدیث صحیح صریح کے قبرو پر مسجدین بنانے سی صاف منع کردیا ہی
اور امام احمد اور مالک اور شافعی نے اسکو حرام کہا ہی اور کچھہ لوگونے مکروہ کہا ہی مگر
یون مناسب ہی کہ مکروہ تحریمی اوس سی مراد لیا جاوے تاکہ ان لوگونکی ساتھہ حسن ظن ہو ورنہ
اُنپر یہہ گمان ہوگا کہ جس بات کے کرنیوالے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سی لعنت کا کرنا اور
اُس سی منع فرمانا بتواتر ثابت ہوچکا ہی اسکو یہہ لوگ جائز کہتے ہین چنانچہ صحیح مسلم مین جندب
بن عبد اللہ بجلی سی روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سی پانچروز پیشتر آپ کی
وفات شریف کی سُنا ہی کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کیطرف اس سی کہ تم مین سی
میرا کوئی خلیل ہو اور اگر مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سی پہلے تھے وہ اپنے
انبیا کی قبرونکو مسجدین بنا لیتے تھے خبردار تم قبرونکو مسجدین مت بنایو کہ مین تمکو اس سی منع
کرتا ہون اور حضرت عایشہ اور ابن عباس سی مروی ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم
مریض ہوئے تو اپنے چہرہ مبارک پر اپنی ایک چادر ڈالنے لگے پس جب گھبرائے تو اوسکو اُتار دیا
اور اسی حالمین فرمایا کہ لعنت ہی خدا کی یہود اور نصاری پر کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرونکو
مسجدین بنالین اور اس سی اُنکو اُنکے فعل سی ڈرانا منظور تھا روایت کیا اسکو بخاری

۱۳ بار نمبر

عن الخلق منهي عنها وانها لعن من
اتخذها مساجد فقد صرح عامة
اعطوا النهي عن بناء المساجد عليها
مذاهبهم للسنة الصحيحة الصريحة
وصرح اصحابنا الحنفية والمالكية والشافعي
بجوازها وطائفة اطلقت الكراهة
ان يحمل على كراهة تحريم احسانا للظن بهم والله
يظن بهم الخير وما نقل عن رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم من لعن فاعله والنهي عنه فهو ضعيف
مسلم عن جندب بن عبد الله البجلي قال سمعت
النبي صلى الله عليه وآله وسلم قبل ان يموت بخمس وهو يقول
ان الله برئ الي ان يكون لي منكم خليل ولو كنت متخذا خليلا
لاتخذت ابا بكر خليلا الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون
قبور انبيائهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انا انهاكم عن
ذلك وعن عائشة وابن عباس لما نزل برسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم طفق يطرح
خميصة له على وجهه فاذا اغتم كشفها
فقال وهو كذلك لعنة
الله على اليهود والنصارى
اتخذوا قبور انبيائهم
مساجد يحذر ما صنعوا متفق عليه

اور مسلم نے اور صحیحین مین ابو ہریرہؓ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی یہود اور نصاری کو مارے کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرونکو مسجد بنایا
اور مسلم کی روایت مین ہی کہ لعنت کرے خدا تعالی یہود اور نصاری پر کہ اپنے انبیا کی
قبرونکو مسجد بنایا بہرحال قبرونکو مسجد بنانے سی آپ نے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل
کتاب مین سی جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اُس فعل سی ڈراوین
حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا
جس سی کہ نہ اٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری کو کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرون
کو مسجد بنایا اور اگر یہہ بات آپ ارشاد نفرماتے تو آپکی قبر شریف بھی کھلی رہتی مگر
اسکا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہو جاوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ
کی قول مین خُشی بصیغہ مجہول علت ہی قبر کے کھلا رکھنے کی اور امام احمدؒ نے سند پختہ سی
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون
مین سی بدترین وہ ہونگے کہ اونکو قیامت آلیگی اور وہ زندہ ہونگے اور وہ لوگ کہ قبرونکو
سجدہ گاہ بناتے ہین ابو زید بن ثابتؓ سی مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ خدا تعالی لعنت کرے قبر کی زیارت کرنیوالی عورتونپر اور اُن لوگونپر جو قبرونپر
مسجدین بناوین اور چراغ دہرین اسکو امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہے

اور صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑہتے
دیکہکر فرمایا کہ قبر ہی قبر۔ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کے نزدیک ٹھہری ہوئی بات تہی
کہ قبر کے پاس نماز منع ہی مگر حضرت انس کو قبر کا خیال نرہا اور ابو سعید خدری فرماتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بالکل مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کے اسکو
امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہی اور ابو حاتم اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا ہی
اور اس سی بڑہکر ممانعت قبر کیطرف نماز پڑہنی کی ہی کہ نمازی مین اور قبر مین کچہہ آڑ نہو
چنانچہ مسلم نے ابی مرثد غنوی سی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ قبرون پر مت بیٹہو اور نہ انکی طرف نماز پڑہو اور اس حدیث سی اس شخص کا قول باطل ہے
جو قبرستان مین نماز پڑہنی کی ممانعت کا باعث نجاست کو بیان کرتا ہی کیونکہ یہہ بات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد سی بہت بعید ہی اور کئی وجہ سی باطل ہی اول یہہ کہ حدیثون مین نہ
اور کہدی ہوئی مقبرون مین کچہہ فرق مذکور نہین جسی علت نجاست بیان کرتے ہوے کہتے ہین
دوسری یہہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور نصاری کو اپنے انبیا کی قبرون کو
مسجدین بنانی پر لعنت فرمایا ہی اور یہہ بات یقیناً معلوم ہی کہ اسکی وجہ نجاست نہین
ہوسکتی اسلئے کہ انبیا کی قبرین تو نہایت پاک جگہون مین سی ہین کیونکہ خدا تعالی نے زمین
پر حرام کر دیا ہی کہ اونکے جسمونکو کہاوے تیسرے یہہ کہ آپنے اونکی طرفکو نماز پڑہنے سے

منع فرمایا ہی گو نمازی پاک جگہہ مین کہڑا ہو جو کہی یہہ کہ آپ نے فرمایا ہی کہ زمین سراسر
مسجد ہی سوا رمقبرہ اور حمام کی اگر ان دونو کا استثنا نجاست کی باعث ہوتا تو
پاخانے اور کمیلے قبرونکی ذکر کی نسبت کر زیادہ تر مستحق استثنا تھی پانچوین یہہ کہ آپکی
مسجد شریف مشرکونکا قبرستان تہا آپ نے اُنکی قبرین کہدوا کر اونکو برابر کر دیا اور مسجد
بنوائی اور قبرونکی مٹی نہین اُٹھوائی چنانچہ یہہ بہا بخاری اور مسلم مین انس سی پایہ
ثبوت کو پونہچا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائی تو لوگونمین چودہ رات رہے
پہر آپنے بنی نجار کی جماعت کی پاس ایک شخص کو بہیجا وہ تلوارین حمایل کئی ہوئی آئے
اور گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار اور آپکے پیچہے حضرت ابوبکر رضہ اور
بنی نجار کے لوگ آپکے گرد میری نظر وںمین پہرتے ہین یہانتک کہ آپ ابوایوب کے صحن مین اترے
اور آپکو اچہا معلوم ہوتا تہا کہ جہان نماز کا وقت ہو جاوی اوسی جگہہ نماز پڑہ لین اور
چونکہ آپ بکریونکی بیٹہنے کی جگہہ مین نماز پڑہا کرتے تھی اور مسجد بنانیکا حکم آپکو ہوا تہا
اسلیئے بنی نجار کی جماعت کو آدمی بہیجکر بُلوایا اور اُن سی ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اس
جگہہ کا مجہہ سی مول کرلو اونہون نے عرض کیا کہ ہم فروخت نہین کرتے اسکا مول اللہ ہی
سی لینگے اُسجگہہ مین یہہ چیزین تہین جو مین تم سی کہتا ہون یعنی مشرکونکی قبرین اور
زمین افتادہ اور خرما کے درخت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سی مشرکونکی

قبرین تو کھودی گئین اور زمین افتادہ برابر کی گئی اور درختونکو کاٹکر قبلہ کیطرف برابر
برابر رکھدیا اور مسجد کی دو طرفونمین پتھر رکھی پس لوگ پتھر اٹھاتے جاتے تھے اور رجز
پڑھتے تھے اور سب حدیث کو ذکر فرمایا چھٹی یہہ کہ شرک اور مشابہت بت پرستونکا فتنہ عصر
اور فجر کے بعد کی نماز کی خرابی سی بہت بڑھکر ہی تو جب تشبیہ کی ذریعہ کی روک کی لئی جو کبھی
نمازی کے دلمین بھی نہین گذرتا اس نماز سی منع فرمایا ہو تو اس ذریعہ قریب کو جو اکثر
اپنی کرنیوالے کو شرک اور مردونکی پکارنے اور انسی حاجت مانگنی کیطرف بلاتا ہی اور یہہ
اعتقاد دلاتا ہی کہ نماز اونکی قبرونکی پاس پڑہنی مسجدونمین پڑہنی کی نسبت کرا افضل ہی
اور اسکی سوا اور باتونکا موجب ہوتا ہی جو کھلا کھلی اللہ تعالی اور اوسکی رسول کی مخالفت
ہی کسطرح منع نہ فرمایا ہوگا اب اس خرابی کی سامنی جگہہ کی نجاست کو سبب ٹھہرانا کہان
رہا اور جسوجہہ سی کہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نی یہہ قصد فرمایا ہے
کہ امت کو قبرونمین مبتلا ہونیسی منع فرمائین جیسی پھنس گئی اُسمین حضرت نوحؑ کی لوگ اور
اونسی پہلی یہہ ہی کہ آپنے قبرونپر مسجدین بنوانے والونکو لعنت فرمایا اور اگر منع کرنا نجاست
کے سبب ہوتا تو ممکن تھا کہ قبرونپر پاک مٹی سی استر کاری کردیجاتی اور لعنت دور
ہوجاتی اور یہہ یقینا باطل ہی ساتوین یہہ کہ آپنے لعنت مین قبرونپر مسجدین بنانے والون
اور چراغ رکھنے والونکو ایک ساتھہ فرمایا ہی اس سی معلوم ہوا کہ یہہ دونو گروہ لعنت مین

شامل اور گناہ کبیرہ کرنے مین شریک ہین اسلئے کہ جس امر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہی تو وہ گناہ کبیرہی اور ظاہر ہی کہ چراغ کے جلانیوالیکو جو لعنت ہوئی ہی تو اسی جہت سی کہ چراغ جلانا قبرونکی تعظیم کا وسیلہ ہی اور آنکو بت ٹھہرانیکا ذریعہ جنکی طرف مشرک دوڑین اسیطرح اوپر مسجدونکا بنانا ہی کیونکہ قبرونپر مسجدونکا بنانا انکی تعظیم ہی اسی جہت سی یہہ دونو باتین ایک ساتھ ارشاد ہوئین اور اسی تعظیم کی وجہہ سی جو لوگ کہ اصحاب کہف کی مقدمہ مین زیادتی کرنیوالے تھی اونکا قول خدا تعالی نے یون نقل فرمایا لنتخذن علیہم مسجدا آٹھوین یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم بنا دینگے اونکی کہانی پر عبادت خانہ ۱۲ ہی کہ الہی تو میری قبر کو بت مت کرنا جسکی پرستش ہو سخت ہوا غضب اللہ تعالی کا اون لوگونپر جنہون نے اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین بنائین اس حدیث مین لعنت کو لاحق ہونیکی سبب پر آگاہ فرمادیا کہ وہ انکا قبرونکو بت ٹھہرانا ہی حاصل یہہ کہ جس شخص کو شرک اور اوسکی اسباب وذریعونکی شناخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد کو سمجھتا ہی وہ یقینا جان لیگا کہ آپکا مبالغہ کرنا لعنت کرنیمین نجاست کی باعث سی نہین بلکہ نجاست شرک کی باعث ہی جو ایسی شخص کو لگتی ہی کہ آپکا نافرمان ہوا اور اپنی نفس کی خواہش کا پیرو اور شہادت لا الہ الا اللہ کی تحقیق سی اوسکو بہرہ کم ہویا بالکل نہو غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکی لعنت مین مبالغہ فرمانا ایک تو توحید کی بچانیکی لیی ہی کہ

قولہ باب النہی عن بناء المسجد علی القبور

قولہ وفی الباب عن ابن عباس الخ

قولہ وعن ابی ہریرۃ الخ

قولہ وعن ابی سعید الخ

قولہ وعن ابن مسعود الخ

قولہ وعن عائشۃ الخ

قولہ وعن جندب الخ

قولہ وعن ابن عباس الخ

قولہ وعن عائشۃ الخ

قولہ وعن ابن عباس الخ

قولہ وعن ابی ہریرۃ الخ

قولہ وعن ابی ہریرۃ الخ

قولہ وعن ابن عباس الخ

قولہ وعن ابن عباس الخ

قولہ وعن ابن عباس

اوسکو شرک لگ کر ڈہانک لے دوسرے اپنے رب کی لئے غصہ ہی کہ اوسکی ساتھہ اُسکی
غیر کی برابری نہ کیجاوی مگر مشرکون نے آپکے حکم کی نافرمانی ہی کی اور جس بات سی منع
فرمایا تہا وہی کیا اور شیطان نے اونکو چپکی سی فریب دیا کہ یہہ امر نیکبختونکی قبرونکی تعظیم ہی
اور جسقدر تم انکی زیادہ تعظیم کروگی وتنا ہی اُن صلحا کی قرب سی سعادت یاب اور اونکے
دشمنون سی دور تر ہوگے اور بخدا کہ اس مردود نے بعینہ اسی فریب سی نیوث اور یغوث
اور نسر کے پوجنے والونکو دہوکا دیا تہا اور اسی دروازہ سی بت پرستونکی پاس جب ہی کہ
یہہ ہوئی ہین قیامت تک آویگا اب مشرک اکابر کی باہمین بعض تو مبالغہ کرنے لگی اور بعض
اونکی طریق مین طعن نکالنے لگی اور اللہ تعالی نے اہل توحید کو ہدایت کی کہ اکابر کے
طریق پر چلو اور انکو اُس مرتبہ پر جانا جس مرتبہ پر خدا تعالی نے اُنکو کیا ہی یعنی اونکو
بندہ جانا اور معبود ہونیکے خواص اونسی دور کئی اور یہہ امر انکی نہایت تعظیم و طاعت
کا ہی اور مشرکون نے اُنکی امر کی نافرمانی کی اور تعظیم کے پیرایہ مین اونکو گہٹایا —
امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین مکروہ جانتا ہون کہ کسی مخلوق کی اتنی تعظیم
کیجاوی کہ اوسکی قبر مسجد ٹہہرائی جاوی کیونکہ اسمین خوف فتنہ کا اوسپر بھی ہی اور اسکے
بعد کے لوگونپر بھی اور اسکی علت شرک اور یہود اور نصاری کی مشابہت کو کیا
ہی یہہ قول کتاب ناسخ الحدیث و منسوخہ مین اوس جگہہ ہی جہان اس حدیث مین گفتگو

ان بلحظة الشرك ويغشاه و
غضبا لربها ان تعبد بعبادة فان
المشركين الا معصية امره ولا يكاد
غيهم في شر الهم الشيطان انه
تعظيم لقبور الصالحين وكما
كثر اشتهارا تعظيم القبور كثر فيهم
اسعد ومن اعد اشهر ابعد
ولعن الله من نصب الباب بعينه دخل
على عباد بيوت ويغوث ونسرا ومن هنا الباب
دخل على عباد الاصنام من نوح الى قومه
فاقتضى فيهم المشركين بين الغلو فيهم والطعن
فطبقهم وهدى الله اهل التوحيد لسبيل الذين

کی ہی کہ زمین بالکل میرے لئی مسجد کردی گئی ہی سوا ر قبرستان اور حمام کے اور
اس حدیث ابن عمر رض مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے قبرستانمین نماز پڑہنیسے
منع فرمایا ہی **فصل** اور شیطانکی مکر سی ہی قبرونکا عید مقرر کرنا اور عید وہ ہی کہ اوسکی
قصد کی عادت کرلیجاوی خواہ وہ مکان ہو یا وقت تو ایسا جیسا آنحضرت
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کا روز اور قربانی کا دن اور منی کے ایام ہم مسلمانون
کی عید ہی اسکو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی اور جگہہ اسطرح جیسے ابو داؤد نے اپنی
سنن مین روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے نذر کی ہی کہ مکانن
بوانہ مین قربانی کرون آپنے فرمایا کہ وہ مشرکونکی بتونمین سے کوئی بت ہی یا اونکی کوئی
عید ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کرلے اور جسطرح
اپکا ارشاد ہی کہ میری قبر کو عید مت ٹھہراؤ یہہ لفظ معاودت اور اعتیاد سے نکلا ہی تو جب
جگہہ کے لئے ہوگا تو اوس سے وہ جگہہ مراد ہوگی جسمین اکٹھا ہونیکا قصد کیا جاوی خواہ
یہہ قصد عبادت کیواسطے ہو یا غیر عبادت کی لئی مثلاً مسجد کعبہ اور منی اور مزدلفہ اور
عرفہ اور مشاعر ہین کہ اونکو مسلمانونکی لئی اللہ تعالی نے عید اور جگہہ مقرر فرمائی ہے
جیسے کہ اُن مکانونمین عبادت کرنیکے ایام کو عید قرار دیا ہی اور مشرکونکی عیدین وقت
اور جگہہ کی بہت سی نہین جنکو اسلام نے بالکل باطل کردیا اور وقت کی عید کی عوض تو

فصل ومن ذلک اتخاذها عیدا وهو ما یعتاد قصد ذلک من
مکان او زمان فان کان ذلک قصدا لما فعل فی مکان
او زمان لمجرد کونه وقع فیه فهو بمنزلة ما نهی عنه
من الصلاة فی تلک الامکنة والصوم فی تلک الازمنة
وان کان قصد العبادة فیه لاعتقاد ان العبادة
فیه افضل منها فی غیره او لاعتقاد ان العبادة
فیه مشروعة وان لم یعتقد ان غیره افضل منه
فهذا یکره ایضا لان لم یکن فیه نهی خاص
لان ما شرع من العبادات مطلقا فانه یستحب
ان یفعل فی کل وقت وفی کل مکان الا ما خصه
الدلیل کما خص الصلاة بالاوقات التی نهی عنها
وکما خص الاعتکاف بالمساجد وکما خص
الحج بالاشهر المعلومات وبالمشاعر المعلومة
وکما خص الصلاة المکتوبة بالمسجد الحرام ومسجدی ومسجد بیت المقدس
وکما خص الجمعة بالمساجد الجامعة وکما خص
عید الفطر والاضحی بالجبانة والمصلی
وکما خص صلاة الاستسقاء بالصحراء
وکما خص صلاة الخسوف بالصحراء والمسجد
وکما خص الجماعات بالمساجد
وکما خص الاذان بالمنارة
وکما خص الخطبة بالمنبر
وکما خص الصلاة بالمحراب
وکما خص الصلاة بالمصلی
وکما خص الصلاة بالمسجد
وکما خص الصلاة بالمسجد الحرام
وکما خص الصلاة بالمسجد النبوی
وکما خص الصلاة بالمسجد الاقصی
وکما خص الصلاة بالمسجد الجامع
وکما خص الصلاة بالمسجد الکبیر
وکما خص الصلاة بالمسجد الصغیر
وکما خص الصلاة بالمسجد المسقوف
وکما خص الصلاة بالمسجد المکشوف
وکما خص الصلاة بالمسجد المبنی
وکما خص الصلاة بالمسجد المهدم
وکما خص الصلاة بالمسجد المجدد
وکما خص الصلاة بالمسجد المرمم
وکما خص الصلاة بالمسجد المزخرف
وکما خص الصلاة بالمسجد المنقوش
وکما خص الصلاة بالمسجد المذهب
وکما خص الصلاة بالمسجد المفضض
وکما خص الصلاة بالمسجد المرصع
وکما خص الصلاة بالمسجد المحلی
وکما خص الصلاة بالمسجد المزین
وکما خص الصلاة بالمسجد المجمل
وکما خص الصلاة بالمسجد المکمل
وکما خص الصلاة بالمسجد المتمم
وکما خص الصلاة بالمسجد المکمل
وکما خص الصلاة بالمسجد المتمم

مسلمانونکی لیے عید الفطر اور عید قربان اور منی کے ایام ہین اور جملہ کی عید کے بدلہ
ہین کعبہ اور عرفہ اور منی اور مقامات حج ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قسم
مبارک کو عید بنانیسے منع فرمایا چنانچہ ابوداؤد کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی احمد
بن صالح نے وہ کہتے ہین کہ مین نے عبداللہ بن نافع کے سامنے قرأت کی کہ خبر دی مجکو ابن ابی
ذئب نے سعید مقبری سے اور انہون نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنے گھرونکو قبرین مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید ٹھہراؤ اور میرے اوپر درود بھیجو
اسلیے کہ تمہارا درود مجکو پونہچ جائیگا جہان تم ہوگے اس حدیث کی اسناد حسن ہے
اور اسکے راوی معتبر اور مشہور ہین اور ابویعلی موصلی اپنی مسند مین فرماتے ہین کہ ہمسے
حدیث بیانکی ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور ان سے زید بن الحباب نے اور انسے جعفر بن ابراہیم
نے جو ذی الجناحین کی اولاد مین سے ہین اور انسے امام زین العابدین نے اسطرح کہ آپ
نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک شگاف کیطرف کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قبر مطہر کے پاس تھا آتا ہے اور اوسکی اندر جاکر دعا مانگتا ہے آپ نے اوسکو منع فرمایا
اور کہا کہ سنو مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے اپنے باپ سے اور انہون نے
میرے دادے سے اور انہون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا میری
قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گھرونکو قبرین اسواسطے کہ تمہارا اسلام جہان مین ہوگا مجھے

پونہچیگا اسکو ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی نے روایت کیا ہی اور سعید بن منصور
نے سنن مین روایت کیا ہی کہ ہمسے حدیث بیانکی حبان بن علی نے اور اونسے محمد بن عجلان
نے ابو سعید سے جو مہری کا غلام ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت
کرو میری قبر کو عید اور نہ اپنے گہرونکو قبرین اور درود پڑہو مجہپر جہان تم ہو کہ تمہارا درود
مجکو پونہچ جاویگا اور سعید کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی عبدالعزیز بن محمد نے اور انکو
خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے انہون نے کہا کہ مجکو حضرت امام زین العابدین نے قبر شریف
کے پاس دیکہکر بلایا اور اوسوقت فاطمہ رض کی گہر مین آپ رات کا کہانا کہاتی تہی مجکو
آپ نے فرمایا کہ آؤ کہانا کہاؤ مین نے عرض کیا کہ مجکو خواہش نہین پہر فرمایا کہ کیا بات ہے
کہ مین تمکو قبر مطہر کے پاس دیکہتا ہون مین نے عرض کیا کہ مین نے سلام کیا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو آپنے فرمایا کہ اس لئے تو داخل ہوا مسجد مین پہر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ مت کرو میری قبر کو عید اور مت بناؤ اپنے گہرونکو قبرین لعنت کری
اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹہہرالین اپنے انبیا کی قبرین مسجدین اور درود بہیجو مجہپر کہ تمہارا
ورود مجہکو پونہچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہہ دونو مرسل حدیثین اون
مختلف صورتونسے اصل حدیث کی ثبوت پر دلالت کرتی ہین خصوص اس صورتمین کہ جس
شخص نے اوسکو مرسل کیا ہی وہی اوسکو اپنی حجت ٹہہراتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ

اوسکے نزدیک حدیث ثابت ہی اور یہہ جب ہی کہ سوا ان دو وجہونکے اور کسی روایت
مستند ہی روایت نکلی ہوا ور جب پہلے مستند اربیان ہو چکی تو پھر ثبوت کیسے ہوگا
شیخ الاسلام کہتے ہین کہ دلالت حدیث کی وجہ یہہ ہے کہ قبر شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی روی زمین کی قبرونمین سے افضل ہی جب اسکو عید بنانے سے منع فرمایا تو اونکی
قبرونکو عید بنانے سے منع بطریق اولے ہوگا پھر حدیث مین اس منع کے ساتھ یہہ بھی
فرمایا کہ اپنے گھرونکو قبر مت کرو اسکے یہہ معنی ہین کہ اونکو نماز اور دعا اور تلاوت سے
خالی مت رکھو کہ قبرونکی طرح ہوجاوین تو نفل کے ادا کا گھرونمین حکم فرمایا اور قبرون
کے پاس بجا آوری عبادت سے منع فرمایا اور یہہ حکم مخالف ہی اس حال کے جو پیشتر کیے
نصاری ہی اور انکے مثل ہین اور بعضے شخصون نے جو شرک مین کچھہ مشابہت نصاری سے اور
تحریف مین یہود یون سے پیدا کی ہی وہ ان احادیث کی تحریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
انمین حکم قبر شریف کے ساتھہ ہی اور اوسکے پاس بیٹھہ رہنے کا ہی اور اسبات سے منع
فرمایا کہ قبر کو عید کیا جاوے جو سالمین ایک یا دو بار ہوا کرتی ہی گویا کہ یون ارشاد ہی
کہ قبر کو ایسی عید مت کرو کہ برسون دن ہوا کرتی ہے بلکہ ہر وقت اوسکے ساتھہ رہو
اور یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصود کی خلاف اور اوسکی ضد اور نقیض ہی
اور حقیقت کو برعکس کرنا اور جناب رسالت مآب کو مکر اور فریب کیطرف منسوب کرنا ہی

وفی مسند عبد بن حمید عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا وفی مسند ابی یعلی عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا دخل احدکم الخلاء فلیصل رکعتین قبل ان یخرج منه فان فیه قبورا وفی مسند ابی یعلی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عید

اور اسمین کچھہ شک نہین کہ شرک کے بعد اس دین الہی اور سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اسطرح بدلڈالنے کی نسبت کرہر کبیرہ گناہ کا کرنا گناہ ہونیمین سہل تر اور عذاب
مین ہلکا ہی اور اسطرح سونکی دینی باتین بدلی گئی ہین اگر خدا تعالی اس دین مین ایسی حامی
نہ کھڑا کرتا جو اس سی خرابی دور کرتے ہین تو اسپر بھی وہی حال ہوتا جو اس سی پہلے دینون پر
ہوا اور اگر مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی ہوتی جو یہہ نادان کہتے ہین تو آپ نبیون
کی قبرونکو مسجدین بنانے سی منع نہ فرماتے اور انکی مرنیکو نکو لعنت کرتی اسلئے کہ جب آپنے ایسی شخصونکو
لعنت کیا جو قبرونکو مسجدین بنالین کہ انمین خدا تعالی کی عبادت ہوا کرتی ہی تو جو شخص انکی ساتھہ
رہی اور انکی پاس بیٹھہ رہی اوسکو کیسی لعنت نفرماوینگے اور اپنے رب سی یہہ دعا کیون مانگتی
کہ میری قبر کو بت منکر جسکی پرستش ہوا اور حضرت عائشہ رض جو خلق مین زیادہ عالم تہین وہ کیون فرماتین
کہ اگر یہہ بات نہوتی تو آپکی قبر کھلی رہتی مگر یہہ ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ٹھہرالیجاوی اور آپ یہہ کیون
فرماتے کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور میری اوپر درود پڑہو جہان کہین تم ہو اور آپکی
اصحاب اور اہل بیت رض وہ بات کیون نسمجھی جو تحریف کرنیوالے سمجھی دیکھو افضل تابعین
حضرت امام زین العابدین نے جو آپکی اہل بیت مین سے تھے اوس شخص کو آپ کی قبر
شریف کے پاس دعا مانگنے سے منع فرمایا اور اسکی وجہ وہ حدیث بیانکی جسکی
روایت اپنے باپ سی اور اونہون نے اونکے دادا سے کی تھی حالانکہ وہ اوسکے معنونکو

ان جاہلونکی نسبت کرزیادہ سمجھتہی تھی اسیطرح جانکے چچا حضرت امام حسنؑ نے جو اہل بیت
مین سی بڑی تہی برا جانا اسکو کہ کوئی شخص قبر شریف کا قصد کری او صورتمین کہ مسجد
کا ارادہ نرکہتا ہو اور اس امر کو یہہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہی ہماری شیخ
فرماتے ہین کہ اب سنت کو دیکھو کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگون اور اہل بیت سی نکلی ہے جنکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب نسب اور نزدیکی مکانکی تھی اسلیے کہ غیرون
کی نسبت کرا دنکو اسکی حاجت زیادہ تہی تو اونہین کو خوب یاد بہی ہوگی **فصل**
پہر قبرونکو عید ٹھہرا لینے مین اتنی بڑی خرابیان ہین کہ اونکا علم سوا خدا تعالی کے
اور کوئی نہین جانتا اونمین سی ایک یہ ہی کہ اونکو عید اسلئے بناتے ہین کہ اُنکی طرف کو
نماز پڑہین اور انکا طواف کرین اور چومین چاٹین اور اُنکی خاک پر اپنے رخسار رگڑین اور
قبر والونکی پرستش کرین اور اونسے مدد اور روزی اور رحمت اور ادای قرض اور
سختی کے دور کرنے اور مظلوم کی داد رسی وغیرہ کا سوال کرین جو بت پرست اپنے بتونسے
مانگا کرتے ہین اور یہہ باتین ہین کہ ایمان اور اسلام والونکو پسند نہین بلکہ جسکے دلمین اللہ تعالی کی تہوڑی
سی بھی غیرت ہوگی وہ بھی اسکی باعث غصہ کریگا مگر کیا کیجے مردہ کو زخم کا درد نہین ہوتا۔
ان لوگونکی مبالغہ کرنیوالونکو دیکھو کہ دور دراز جگہہ سی چلکر سواریون سی اُتر کر اپنے ماتھی
رکھتے ہین اور زمین کو بوسہ دیتے ہین اور سر کھولکر بلند آواز سی ایسے شخص کو پکارتے ہین جو نہ پیدا کری

نہ مرنیکے بعد جلاوی نہ اونکی فائدہ کی کسی چیز پر قدرت رکہی اور اُس سی وہ چیز مانگتی ہین
جسکا مانگنا خدا کے سوا اور کسی سی نچا ہی یعنی سختیونکا دور کرنا اور فاقہ والونکو تونگر
کرنا اور مرض والونکو شفا دینا پہر قبر کے گرد سجدہ مین گر پڑتے ہین پہر اُسکے گرد ایسی پہرتے
ہین جیسی خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہین جسکو اللہ تعالی نے مبارک اور تمام جہان کے لئی ہدایت
بنایا ہی پہر اوسکو چومنی چاٹنی لگتی ہین جیسی خانہ کعبہ مین آنیوالے حجر اسود کی ساتہہ کرتے ہین
پہر قبر کے پاس اپنے ماتہے اور رخسار خاک آلود کرتے ہین اور خدا کو معلوم ہی کہ اوسکی سامنی سجدہ مین
وہ ماتہے اور رخسار اسطرح کبہی خاک آلود نہین ہوئے اور اوسکی لئی قربانیان کرتے ہین اور اونکی نماز و
افعال سب غیر اللہ کی لئی ہوتے ہین پہر یہہ دیکہو کہ ایکدوسریکو مبارکی دیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہمکو
اور تمکو خدا تعالے بہت سا اجر اور ثواب دی اور جب پہر کر آتے ہین تو جو لوگ مبالغہ سے نہ گئے
اُنکی ساتہہ نہین جاتے وہ سوال کرتے ہین کہ تم مین سی کوئی اپنی حج قبر کے ثواب دیڈالو اور
ثواب حج کعبہ کا لیلو وہ جواب دیتی ہین کہ ایک حج سی تو کیا ہزار حج کے ثواب سی بہی بدلین گے
اور پہلے گذر چکا ہی کہ اِس قسم کی باتین بتبت پرستی کا ہوئی ہین اور بند کرنا ایسی ذریعہ کا جس سے
یہہ ممنوع چیز پیدا ہو نہایت ضروری ہے اور اسمین کچہہ شک نہین کہ صاحب شریعت نے جو بات منع کی
ہی اوسمین تاکید فرماتی ہے اور اُسپر وعید کیا ہی اسکی انجام وبال کو وہی خوب جانتا ہی ابو الوفا بن عقیل نے کہا ہی
اُنکی عبادت یہہ ہی کہ جب جاہلون اور کمینون پر احکام شرعی دشوار ہوئے تو اُنہون نے شرعی

وہل کما یفعلون بالحجر ولو قبل الحجر لاتضر ولا تنفع ولکن کان رسول اللہ صلعم قبلہ
ہذا ثم قال ما لی ولک انما رملنا لنری المشرکین کیف نشاطنا وقد نفی اللہ ذلک
وقال لعمر رضی اللہ عنہ حین قبل الحجر انک حجر لاتضر ولا تنفع ولولا انی رأیت
رسول اللہ صلعم یقبلک ما قبلتک وہذا یدل علی ان التقبیل والاستلام
لیس لذاتہما بل لکونہما امتثالا لامر الشارع وکذا رمی الجمار لیس لذاتہا
بل لکونہ امتثالا لامر الشارع وکذا سائر المناسک وہذا ہو الحکمۃ فی
تعبد اللہ تعالی عبادہ بہذہ المناسک التی لا تعقل معانیہا علی التفصیل
وانما یعلم بعضہا علی الاجمال وہذا ہو الحکمۃ فی ان اللہ تعالی
جعل البیت الحرام مثابۃ للناس وامنا وامر بتعظیمہ واحترامہ
وجعل الطواف بہ من افضل القربات وجعل استلام الحجر الاسود
من اکمل الطاعات وجعل رمی الجمار عند الجمرات وجعل الوقوف
بعرفات فی وقت معین من اجل العبادات وجعل الوقوف بالمشعر الحرام
بعد الوقوف بعرفات وجعل الافاضۃ من عرفات الی المشعر الحرام
بعد الافاضۃ من المزدلفۃ الی منی وجعل رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر
بعد الرمی فی ایام التشریق وجعل الحلق والتقصیر بعد رمی جمرۃ العقبۃ
یوم النحر وجعل طواف الافاضۃ یوم النحر وجعل طواف الوداع
عند الانصراف من مکۃ وجعل الاحرام من المواقیت المحدودۃ
وجعل الاحرام بالحج من مکۃ وجعل الاحرام بالعمرۃ من الحل
وجعل الاحرام بالحج فی اشہر معلومات وجعل الاحرام بالعمرۃ
فی جمیع السنۃ وجعل الاحرام بالحج قبل الاحرام بالعمرۃ
وجعل الاحرام بالعمرۃ قبل الاحرام بالحج وجعل الاحرام بالحج
والعمرۃ جمیعا قبل الاحرام بالحج وجعل الاحرام بالحج والعمرۃ
جمیعا قبل الاحرام بالعمرۃ وجعل الاحرام بالحج والعمرۃ

وضعون سی منحرف ہوکر اپنی لئی وضعونکی تعظیم کرھلی اور یہہ وضعین اُنپر آسان ہوئین
اِسلئی کہ اُنکو کسی اپنے غیر کے زیر حکم دخل نہین کیا ابوالوفا کہتی ہین کہ اِن وضعونکی جہت
سی وہ لوگ میری نزدیک کافر ہین مثلاً قبرونکی تعظیم ایسی امور سی کرنی جو شرع مین ممنوع ہین
جیسے چراغ جلانا اور قبرونکو بوسہ دینا اور اُنکو وار استہ کرنا اور مردونکو حاجتونکی لئی پکارنا اور
اِسمضمون کی عرضیان اُنکو لکھنی کہ میری موے میرے لئے ایسا ایسا کرو اور اُنکی مٹی بطور تبرک لینی
اور قبرونپر خوشبو ڈالنی اور سفر کرکے اُن تک جانا اور درخت پر چیتھڑی ڈالنا جسطرح کہ لات
اور عزی کے پرستش کرنیوالے ڈالتے ہین اور اونکی نزدیک اُس شخص کی خرابی ہی جو چیز کے
فرار کو نہ چومی اور اوسکی چکنی اینٹ کو بوسہ کے دن ہاتھہ نہ لگاوی اور اسباتکا قائل نہو کہ پیر جیو
کے جنازہ کو حضرت ابوبکر صدیق خواہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہ حضرت علی رضہ نے
اُٹھایا تہا یا اپنی باپکی قبر پر چونا اور اینٹ سی کوئی عمارت نہ بنادی اور کپڑونکو اُنپر تک نہ چیرے
اور قبر پر گلاب چھڑکے نہی اور جو شخص طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبرونکی بابین اور
جس چیز کو آپنے اجازت دی اور جس سی منع کیا اور نیز سیرت اصحابؓ کی دیکھی اور اوسکے
ساتھہ ہی وہ طریق دیکھی جسپر کہ اکثر لوگ اس زمانہ مین ہین تو اِن دونو طریقونمین نہایت درجہ
کا خلاف پاوے مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو قبرونکی طرفکو نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور یہہ لوگ اُنکی
گرد نماز پڑہتے ہین اور آپنے اُنکو مسجد مقرر کرنیسی منع فرمایا اور یہہ لوگ قبرون پر مسجدین بناکر

وضعوا ما الفسیم فضلت علیہم اذ
اوضاع الشرع الی التعظیم اوضاعہ
ثم یدخلوا ما لیس من امر غیرہ فقال
وہم عن کل فاعل بعدہ الا وضاعہ
مثل تعظیم القبور والتمسح بہا
عن الشرع من ایقاد السرج و
تقبیلہا وتحلیتہا وخطاب الموتی
کما ہو الواقع فی کثیر من الناس
وتخصیص بعضہا بنوع من العبادۃ
وشد الرحال الیہا والقائل فی
ذلک کلہ مخالف للطریق
مستحل لما لعن علیہ
وہم یعلمون

باب زیارۃ القبور والنہی عن اتخاذ المساجد علیہا والصلوٰۃ الیہا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیہود اتخذوا قبور انبیائہم مساجد
رواہ البخاری ومسلم وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ
لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قالت فلولا ذلک ابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ
مسجدا رواہ البخاری ومسلم وعن جندب بن عبد اللہ البجلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت
بخمس وہو یقول انی ابرا الی اللہ ان یکون لی منکم خلیل فان اللہ قد اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا ولو کنت
متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائہم وصالحیہم مساجد
الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انہاکم عن ذلک رواہ مسلم وعن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیہا رواہ مسلم وعن انس قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص
القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ رواہ مسلم وعن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقعد علی القبر
وان یقصص او یبنی علیہ رواہ ابو داؤد وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان
یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیہا رواہ مسلم وعن ابی
ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت
الذی تقرا فیہ سورۃ البقرۃ رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا
من صلاتکم فی بیوتکم ولا تتخذوہا قبورا رواہ البخاری ومسلم وعن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الارض کلہا مسجد الا الحمام والمقبرۃ رواہ ابو داؤد والترمذی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما
قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبر منبوذ فصلی بہم وہم صفوف رواہ ابو داؤد وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری عیدا ولا تتخذوا بیوتکم قبورا وصلوا علی فان صلاتکم
تبلغنی حیث کنتم رواہ ابو داؤد وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدع تمثالا الا
طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم وعن ابی الہیاج الاسدی قال قال لی علی رضی اللہ عنہ الا ابعثک
علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم

خدا تعالے کے گہرونکی مشابہت کے لئے اونکا نام مشاہد رکھتے ہین اور آپ نے
اُنپر چراغ جلانیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قندیل جلانیکے واسطے بہت سی مال وقف
کردیتے ہین اور آپنے قبرونکو عید بنانے سے منع فرمایا اور یہہ اُنکو عید بناتے ہین اور
عبادت گاہ بناتے ہین اور آپنے حکم اونکے برابر کردینیکا فرمایا چنانچہ مسلم نے
ابی الہیاج اسدی سے روایت کی ہے کہ مجکو حضرت علی بن ابیطالبؓ نے فرمایا کہ مین
تجکو اُس کام پر بھیجتا ہون جسپر مجکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا کہ کسی صورت
کو بدون مٹائے نچھوڑون اور نہ کسی اونچی قبر کو بدون برابر کئے اور صحیح مسلم مین ثمامہ
بن شفیؒ سے بھی اسیطرح ہے حالانکہ یہہ لوگ اسکی خلاف کرنیمین مبالغہ کرتے ہین اور
اونچی عمارتین بناکر اُنپر برج بنواتے ہین اور آپنے قبر پر گچ کرنیسے اور اوسپر عمارت
بنانیسے منع فرمایا ہے چنانچہ مسلم مین جابرؓ سے مروی ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سے اور اُسپر بیٹھنے سے اور مکان بنانے سے اور یہہ لوگ اسکی
خلاف عمل کرتے ہین اور قبرونپر لکھنے سے منع فرمایا چنانچہ ابوداؤد نے جابرؓ
سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے سے
منع فرمایا ترمذی کہتے ہین کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور یہہ لوگ قبرونپر
لوحین لگاکر اُنپر قرآن وغیرہ لکھتے ہین اور قبر پر اوسکی مٹی کے سوا ڈالنیسے منع فرمایا

۱۲۴

چنانچہ ابو داؤد نے جابرؓ ہی کی حدیث سی روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے اور مٹی زیادہ کرنے سی منع فرمایا اور یہہ لوگ اُسپر مٹی اور پکی اینٹ اور پتھر اور سنگاری زیادہ کرتے ہین اور امام احمدؒ کی یارون ہین سی جو فقیہ ہین اونہون نے تصریح کردی ہی کہ چراغونکا جلانا حرام ہی ابو محمد مقدسی کہتے ہین کہ اگر یہہ فعل مباح ہوتا تو اوسکا کرنیوالا لعنت نکیا جاتا اور نیز اسمین مال کا بیفائدہ کھونا ہی اور قبرونپر مسجدین بنوانی اس حدیث کی رو سی جائز نہین اور اسلئے کہ دوسری حدیث مین ہی کہ آپنے فرمایا خدا تعالے لعنت کرے یہود پر کہ اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین ٹھہرالین اسمین اونکی فعل سی ڈرانا منظور ہی بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہی اور ایک وجہ یہہ ہی کہ قبرونپر گچ کرکے اونکی پاس نماز پڑہنا ایسا ہی جیسا بتونکی تعظیم کے لئے سجدہ کرتے ہین اور انکی طرف نزدیکی کرتے ہین اور ہمکو پہنچا ہی کہ اعظم بت پرستی مردونکی تعظیم سی ہوا ہی کہ انکی صورتین بناکر اونکو ہاتہہ لگایا اور اونکی پاس نماز پڑہی انتہی اور ان جاہلونکی اب یہ نوبت ہوئی ہے کہ قبرونکے لئے ایک حج گڑہا ہی اور اوسکے افعال ترا ہی ہین اور انمین سی بعض مبالغہ کرنیوالون نے اسبابمین ایک کتاب بنائی ہے جسکا نام مناسک حج مشاہد رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ امر دین اسلام کو چہوڑنا اور بت پرستون کے دین مین داخل ہونا ہی

اور جو باتین ان لوگون نے تراشی ہین انمین بیشمار خرابیان ہین اوّل قبرونکی وہ
تعظیم کرنی جو فتنہ مین ڈالے مثلاً ان پر بیٹھنا اور مجاور بننا اور اُنپر پردہ ڈالنے
اور اُنکی خدمت کرنی اور قبرپرست قبرونکی پاس مجاور بننے کو کعبے کے پاس مجاور بننے
سے زیادہ سمجھتے ہین اور انکی خدمت کو مسجدونکی خدمت سے افضل جانتے ہین اور جو شخص
کہ اُنکا خبرگیران ہو اُس سے اگر کسی رات قبر پر لٹکی ہوئی قندیل گُل ہوجاوے تو اُنکی نزدیک
اوس شخص کی خرابی ہے دوسرے قبرونکے لئے اور اونکی خادمونکی منت ماننی تیسری اِس
باتکا معتقد ہونا کہ یہہ مصیبت کو دور کرتی ہین اور دشمنونپر فتح دیتی ہین اور مینہ برساتی
ہین اور سختیونکو ٹالتی ہین اور حاجتونکو روا کرتی ہین چوتھے اونکو مسجدین ٹہرانی اور
اونپر چراغ جلانیسے خداکی لعنت مین داخل ہونا پانچوین قبر والونکو رنج دینا اِسلئے
کہ وہ اِن باتون سے ناخوش ہین اور ایذا پاتے ہین جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو نصاریٰ کے وہ اعمال جو اونکی قبر پر کرتے ہین بُرے معلوم ہوتے ہین اِسیطرح آپکے
سوا جتنے انبیا اور صلحا ہین وہ بھی بُرا جانتے ہین اور قیامت کیدن اُن لوگون
سے پہلوتہی کرینگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویوم یحشرہم وما یعبدون
اور جس دن جمع کریگا اُنکو اور جنکو
من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ہؤلاء ام ہم ضلوا السبیل
پوجتے ہین اللہ کے سوا پھر اُن سے کہیگا یہ تمنے بہکایا میرے بندون کو یا وہ آپ
بہکے راہ سے
قالوا سبحانک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء
بولینگے تو پاک ہے ہمکو یہ نہ تھا کہ ہم تیرے سوا کسی

وفی کاشف عقود یسین
المقاصد یعجز عن حصرہا
وفی ذلک تعظیمہا بالوقوع فیہا
الجلوس بہا والعکوف علیہا
وتعلیق الستور علیہا
وتسویتہا بالکعبۃ
وجعل سدنتہا
والاعتناء بشانہا
وجعلہا اوثانا
وجعل السراج والوقود علیہا
والنذر لہا
والتقرب بالعکوف عندہا
وجعلہا مساجد
والصلوٰۃ الیہا
وبناء المساجد علیہا
والصلوٰۃ فیہا
وایقاد السرج

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا پھر مشرکونکو ارشاد ہوگا
لیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادا اور دادونکو یہانتک کہ بھول گئے یاد اور یہ ہی نوگ کھپنے والے ۱۲
فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ - اور فرمایا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ
سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو تمہاری بات میں ۱۲ جب کہیگا اللہ اے عیسے مریم کے بیٹے تو نے کہا
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ
لوگونکو کہ مجھکو اور میری ماکو دو معبود سوای اللہ کی بولا تو پاک ہی مجھکو نہیں بن آتا کہ کہوں جو مجھکو
مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اور اسطرح بہت آیات ہین جنمین یہود اور نصاری کی مشابہت قبرون
نہین پہنچتا ۱۲
کو مسجدین ٹھہرانے اور انپر چراغ جلانیمین ساتوین جو چیز خدا تعالی نے مشروع
فرمائی اسمین اُسکا خلاف کرنا آٹھوین سنتونکو کہو کر بدعتونکا رائج کرنا نوین
قبرونکو فضیلت دینی مسجد و نپر جو اللہ کے نزدیک عمدہ اور محبوب تر جگہہ ہین اسلئے کہ اونکے
نزدیک مسجدونکی اتنی بھی عزت نہین جو قبرونکی عزت کی قریب ہی ہو دسوین یہہ کہ یہہ
امر قبرونکی آبادی اور مسجدونکی بربادی کو متضمن ہی گیارہوین یہہ کہ قبرونکی زیارت
کیوقت جو بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی وہ صرف آخرت کی یاد اور مردہ کے
لئے دعا اور طلب مغفرت اور ترس کہانی اور سوال عافیت کرنیسی اُسکی ساتھہ سلوک کرنا ہی
تاکہ زیارت کرنیوالا اپنی نفس کے ساتھہ بھی احسان کری اور مُردہ کے ساتھہ بھی مگر ان مشرکون
نے وہ بات برعکس کردی اور مقصود زیارت سی میت کو خدا کا شریک کرنا اور اپنی حاجتونکو اُس
سی مانگنا ٹھہرالیا تو اپنی اور میت کے دونو کے حقمین بُرا کیا گو اتنا ہی سہی کہ جو چیز اللہ نے
نے دعا اور ترس کہانے اور طلب مغفرت سی مشروع کی تھی اوسکی برکت سی محروم رہا

اب اہل ایمان کی زیارت کو سنو جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کی ہے اور اوسکو
اور شرک والونکی زیارت کو جو شیطان نے اونکے واسطے مشروع کی ہی مقابلہ
کرو پھر جونسی چاہو اپنی لئی پسند کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نوبت کی رات مین پہلی رات سے بقیع مین تشریف لیجا کر فرماتے
السلام علیکم دیار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا
تمپر سلام اے ایماندار لوگونکی بستی اور تمکو آپکا جو وعدہ تہا تمکو کل تک کی مہلت ہی ہم اور تم سب
انشاء اللہ بکم للاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد روایت کیا اسکو
اگر خدا چاہے تو تم سے ملینگے الہی تو بخش دے بقیع غرقد والونکو
نے اور یہہ بھی اونہین سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس
آئے اور فرمایا کہ تمہارا رب تمکو حکم فرماتا ہی کہ تم بقیع والونمین جاکر اونکے لئے
مغفرت کی درخواست کرو حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیسے کہون آپنے فرمایا کہ یون کہنا السلام علے
سلام ہے
اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منکم والمستاخرین
بستی والون پر ایماندارون اور مسلمانون سے اور رحم کرے اللہ تم مین سے اگلون اور پچھلونکو
وانا انشاء اللہ بکم للاحقون اور بریدہ رضہ کی حدیث مین اونکے باپ سے ہے
اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابؓ کو سکہلاتے کہ جب قبرستان مین جاؤ
تو یون کہو السلام علے اہل الدیار۔ اور ایک روایت مین السلام
سلام ہے والون پر
علیکم اہل الدیار سے آخر حدیث تک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تم پر بستی والو

قبرونکی زیارت سی ذریعہ کے بند کرنیکے لئے منع فرمادیا تہا جب توحید صحابؓ کے
دلونمین جمگئی تو اوسکی اجازت دیدی چنانچہ بریدہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمکو قبرونکی زیارت سے منع کردیا تہا اب
جو چاہی وہ زیارت کری اور فحش نہ کہی روایت کیا ہی اسکو احمد نے اور آپ کا
اجازت دینا قبرونکی زیارت کے لئے اوسی مشروع طور پر تہا اور فحش کہنیسے
منع فرمادیا پس جو شخص کہ اونکی زیارت اُس طور پر نکرے اُسکو اجازت نہوگی
اور سب سی بڑا فحش یہہ ہی کہ قبرونکے پاس قول اور فعل کی روسی شرک کرے
اور صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ سی روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ زیارت کرو قبرونکی کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہین اور اسبابمین حضرات
علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابوسعید سی حکم زیارت قبور کا موت کی
یاد اور عبرت اور دنیا سی بے رغبتی کے لئے مروی ہی اب بتاؤ تو کہ جو چیز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسمین اُن امور مین سی کچہہ ہی جو شرک
و بدعت والے کرتے ہین یا ان دونو مین ہر طرح سی مخالفت پائی ہو اور اکابر سلف
نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اوسکی رعایت اتنی کی کہ اگر کوئی اُنمین سی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا پہر دعا مانگنا منظور ہوتا تو اپنا منہ قبلہ کیطرف کرکے

عن زیارۃ القبور فمن اراد ان
یزور فلیزر ولا تقولوا ہجرا رواہ
احمد وکان اذنہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فی زیارتہا علی ذلک الوجہ المشروع
وقد علم ان یقولوا ہجرا فمن زارہا علی
غیر ہذا الوجہ لم یکن مأذونا فمن اعظم
الشرک عندہا قولا وفعلا ان یصلی
لہا او یسلم علیہا فان قد ثبت
فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوروا القبور فانہا
تذکر الموت وفی الباب عن علی وابن عباس وابن مسعود
وابی سعید امر بزیارتہا للتذکر والاعتبار والزہد
فی الدنیا فہل فی شیء مما شرعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شیء مما یفعلہ اہل الشرک والبدع
امر بشیء منہا مضادۃ لہ بل
کل وجہ ولقد جد السلف
فی اخلاص التوحید حتی کان احدہم اذا سلم
علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ثم اراد ان یدعو استقبل

قبر اطہر کی دیوار کیطرف پشت کرلیتا پھر دعا مانگتا سلمہ بن الورذان کہتے ہین کہ
مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتے پھر اپنی پشت
دیوار کی جانب کرتے پھر دعا مانگتے اور چار دن امامونے تصریح فرمائی ہی کہ
دعا کیوقت قبلہ رخ ہوتا کہ دعا کا مانگنا قبر کے پاس نحو اسلئے کہ دعا عبادت ہی
چنانچہ ترمذی وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ دعا عبادت ہی اور میت کے
اعمال جب منقطع ہوگئی تو وہ دعا اور استغفار اور ترحم کا محتاج ہی اسلئے مردہ
پر نماز پڑہنے مین وہ الفاظ ہین جو زندہ کے لئے مشروع نہین عوف بن مالکؓ
کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی تو آپکی دعا مین نے
یاد کرلی الٰہی اوسکو بخشدی اور رحم کر اور عافیت دی اور اوس سی درگذر کر اور
اوسکی مہمانی اچھی کر اور اوسکی جگہہ کشادہ کر اور اوسکو پانی اور برف اور
اولے سی غسل دی اور اوسکو گناہون سی ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑی کو
میل سی صاف کردیتا ہی اور اوسکے گہر سی بہتر اوسکو گہر بدلہ مین دی اور اوسکی
بی بی سی بہتر بی بی عنایت کر اور اوسکو جنت مین داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ
سے اوسکو محفوظ رکہہ راوی کہتے ہین کہ مجکو یہہ تمنا ہوئی کہ کاش یہہ مردہ مین
ہوتا اسبجہت سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے لئے دعا مانگی روایت کیا اسکو مسلم نے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم وسلوا لہ التثبیت فانہ الآن یسئل

انس بن مالکؓ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کے دفن سی فارغ ہوتے تو اوسکی قبر پر ٹہہرتے پھر فرماتے کہ اپنے بہائی کے لئے استغفار کرو اور اوسکے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو اسلئے کہ اوسکا اب سوال کیا جاتا ہی

عن عثمان رضی اللہ عنہ کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفروا لاخیکم واسئلوا لہ التثبیت فانہ الآن یسئل رواہ ابو داؤد

عثمانؓ سی روایت ہی کہ جب میت کے دفن سی فارغ ہوتے تو اوسکی قبر پر ٹہہرتے اور فرماتے کہ اپنے بہائی کے لئے استغفار کرو اور اوسکے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو اسلئے کہ اوسکا اب سوال کیا جاتا ہی اسکو ابو داؤد نے روایت کیا

فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی جنازۃ فحفظت من دعائہ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار حتی تمنیت ان کنت انا المیت لدعوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فصل

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی تو آپکی دعا مین نے
یاد کرلی الٰہی اوسکو بخشدی اور رحم کر اور عافیت دی اور اوس سی درگذر کر اور
اوسکی مہمانی اچھی کر اور اوسکی جگہہ کشادہ کر اور اوسکو پانی اور برف اور
اولے سی غسل دی اور اوسکو گناہون سی ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑی کو
میل سی صاف کردیتا ہی اور اوسکے گہر سی بہتر اوسکو گہر بدلہ مین دی اور اوسکی
بی بی سی بہتر بی بی عنایت کر اور اوسکو جنت مین داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ
سے اوسکو محفوظ رکہہ راوی کہتے ہین کہ مجکو یہہ تمنا ہوئی کہ کاش یہہ مردہ مین
ہوتا اسبجہت سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے لئے دعا مانگی روایت کیا اسکو مسلم نے

اسیطرح ہی ابوہریرہؓ سی جسکو روایت کیا ہی احمدؒ نے اور سنن ابوداؤد مین بھی ابوہریرہؓ
سی اسیطرح ہی اور حضرت عایشہؓ اور انسؓ کی حدیث مین ہی کہ جو مردہ کہ اوسپر ایک
جماعت مسلمانونکی نماز پڑہی اور تعداد مین سو ہون اور سب اوسکی سفارش کرین
تو اونکی سفارش اوسکی باب مین پذیرا ہوگی روایت کیا اسکو مسلم نے اور مسلم مین حضرت ابن
عباسؓ سی یون آیا ہی کہ کہڑی ہون اوسکے جنازہ پر چالیس آدمی کہ نہ شریک کرتے
ہون الہ کا کسی چیز کو تو خداوند کریم اونکی سفارش اسکی باب مین مقبول فرماتا ہی غرضکہ
مردہ پر نماز پڑہنی سی مقصود یہ ہے اور ظاہر ہی کہ مردہ اپنی قبر مین دعا کا سخت محتاج ہی اسلیے
کہ اوسوقت وہ بازپرس کیواسطے پیش ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تہا کہ دفن
کے بعد قبر کے پاس کہڑی ہوتے اور فرماتے کہ اسکی لیے ثابت رہنی کی دعا مانگو کیونکہ اوسی اب سوال
ہوگا آپ دیکہو کہ شرک و بدعت والون نے جس باتکا اونکو حکم تہا اوسکو اور بات سی بدل ڈالا مثلاً
حکم تہا کہ مردہ کے لیے دعا اور سفارش کرو انہون نے اوسکی عوض اسیکو سفارشی کیا اور زیارت
جو آخرت کی یاد اور مردہ کے ساتہ سلوک کرنیکی لیے تہی اوسکو اسطرح کرلیا کہ مردہ سے سوال کرتے ہین
اور اسکی سبب سے خدا تعالیٰ کو قسم دیتے ہین اور مردونکو پکارنا اور اونکی قبرونکی پاس دعا مانگنی اور اونکی باعث
سفارش چاہنی کیسی جانز اور عمل صالح ہوگی جسصورتمین کہ پہلی تین قرن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے فرمانیکی بموجب افضل ہین اوس سی بے بہرہ ہون پہر وہ پچہلے لوگون کو ملے

ذالک عن ابی هریرة رواه الامام احمد وفی سنن ابی داؤد ایضا
منا ذالک وفی حدیث عایشة وانس مرفوعا صلی الله علیه وآله
من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الا شفعوا فیه
رواه مسلم وفیه عن ابن عباس بلفظ فیقوم علی جنازته ثلثة صفوف جاز لانه صلی الله علیه وسلم قال ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته ثلثة صفوف من المسلمین الا اوجب وفی روایة لا یشفع رجل یموت فیقوم علی جنازته ثلثة صفوف الا شفعهم الله فیه فهذا یدل علی ان الشفاعة انما تکون بالله تعالی وانما یسئل الشافع ان یدعو الله ویشفعه فیه فهذا یدل علی ان الشافع لا یستغنی عن الحاجة الی الله تعالی فی ان یدعو له ویشفعه فیه وهذا یناقض ما یقوله المشرکون ان الشافع یستغنی عن الحاجة الی الله تعالی فی ان یشفعه فیمن یشفع له

جو کہتی ہین کچھہ اور کرتے ہین کچھہ اور ایسے افعال کرتے ہین جنکا اونکو حکم نہین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور قبر والونکے باب مین کچھہ اوپر بیس برس
یہی رہا اور آپکے خلفا کا طریق اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تہا گمراہی والے
امین سے کسی سے کوئی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان تو کرین کہ جب
اونکو کوئی حاجت ہوتی تھی تو وہ لوگ قبر پر جاکر دعا مانگتے اور انکو ہاتھہ لگاتے
تھے اور اُنکی پاس نماز پڑہنے اور مردونکی طفیل سے خدا سے کچھہ مانگنے کا تو کیا کرہی پس کوئی قول اُن لوگونکا بیان کرین اور ہمکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہان یہہ
ہوسکتا ہی کہ اونکے بعد کے لوگونکے اقوال نقل کرین اور جسقدر زمانہ بڑہتا گیا
اور وہ عہد دور ہوتا گیا یہہ بلا پہیلتی گئی مینے اِس باب مین چند کتابین دیکہین
مگر ادنمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھہ مروی نپایا نہ آپکے خلفا اور اصحاب رض
سے کوئی حرف تہا بلکہ اُنمین اسکے خلاف بہت تہا چنانچہ احادیث مرفوعہ ہم بیان
کرچکے اور اثار صحابہ بہی حصر سے زیادہ ہین حضرت عمر کا انکار حضرت انس رض کو
قبر کے پاس نماز پڑہنے سے اور یہہ فرمانا کہ قبر ہی قبر پیشتر لکہہ ہی چکے ہین اور محمد بن اسحق
نے اپنی مغازی مین خالد بن دینار سے اور اونسے ابو العالیہ سے روایت کی ہی کہ جب
ہمنے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کے بیت المال مین ایک تخت پایا جسپر ایک شخص

سماع الموتی بالقبور

اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابی العالیۃ قال لما افتتحنا تستر وجدنا فی بیت مال الہرمزان سریرا علیہ رجل

مردہ اور اوسکے سرہانے اوسکا مصحف تھا ہمنے مصحف کو اوٹھا کر حضرت عمرؓ کے
پاس بھیجدیا آپنے کعب احبارؒ کو بلوا کر اوسکو عربی مین لکھوایا اور سب سے پہلے اوسکو
مین نے پڑھا جیسے کہ قران پڑھتا ہون خالد بن دینار کہتے ہین کہ مین نے ابو العالیہ سے
پوچھا کہ اوسمین کیا تھا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے اور جو
آگے کو ہونا تھا وہ مذکور تھا مین نے پوچھا کہ تمنے اُس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمنے
اونکو تیرہ قبرین دور دور کھودین جب رات ہوئی تو ہمنے اوسکو دفن کر کے سب قبرونکو
برابر کر دیا تاکہ لوگونکو حال معلوم نہوا اور قبر نکھودین مین نے کہا کہ اُس شخص سے اُنکی کیا
غرض تھی کہا کہ جب مینہ نہ برستا تھا تو وہ تخت نکالا کرتے تھے اور پانی برسا کرتا تھا
مین نے پوچھا کہ تمہاری دانست مین وہ کون شخص تھا کہا کہ دانیال نبی تھے مین نے کہا کہ تمہارے
نزدیک اونکو مرے کتنے روز ہوئے کہا کہ ۳۰۰ برس مین نے کہا کہ اُنمین سے کچھ بگڑا نہ تھا کہا کہ نہین
صرف چند بال گدی کے بد گئے تھے اسلئے کہ انبیا کی گوشت کو زمین سڑا دے نہ درندے کہا دین اب اس
قصہ مین فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت دانیال کی قبر کی چھپانیکو دیکھو کہ
لوگونکو بلا مین پڑنے نہ دیا اگر پہلے لوگ اُس تخت کو پاتے تو تلوارون سے لڑتے اور خدا کے سوا اوسکی پرستش
کرتے اور اگر قبرونکے پاس دعا مانگنی اور اُنسے برکت حاصل کرنیمین کچھ بہتری ہوتی تو مہاجر و انصار اس قبر
کو مشہور کر دیتے اور اوسکے پاس دعا مانگتے اسلئے کہ وہ لوگ تو ہر بہتری کے لئے پیشقدمی کرتے ہے اسلئے تابعین کی پاس اصحاب کی قبرین

شہرونمین بہت تہین اونہون نے بھی کسیکی قبر پر فریاد نکی نہ اوسکو پکارا نہ اوسکے
طفیل اور نہ اوسکے پاس دعا مانگی نہ اوس سے سفارش چاہی اگر اونمین سے
کوئی بات بھی وہ کرتے تو روایت کیجاتی بھلا ایسی بات مین بہتری ہی کہ اُس سے
عمدہ زمانہ کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہی ہون اور پچھلے اوس سے بہرہ ور
اور واقف ہوگئی ہون یا وہ لوگ اِسکو جانتے تہے اور سنے رغبتی کرگئی حالانکہ امور خیر مین
لوگونکی نسبت کرحریص تر تہے تو اگر یہہ امر خلاف شرع نہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا
کی حاجت تو ہر ایک کو ہوتی ہی خصوص جسوقت کہ کوئی بہاری مصیبت آدمی پر آوے
اور صحابہؓ نے تو اس سی کم کا بہی انکار کیا ہی چنانچہ معمر بن سوید سے مروی ہے کہ
مین نے حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ معظمہ کی راہ مین نماز صبح پڑہی آپنے اوسمین الم ترکیف
اور لایلاف قریش پڑہی پہر لوگونکو دیکہا کہ اِدہر اُدہر جاتے ہین آپنے فرمایا کہ تم
کہان جاتے ہو کسیکے کہا کہ ایک مسجد ہی کہ اوسمین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی
ہی یہ لوگ بھی اوسمین نماز پڑہین گے آپنے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی جیسی بات
سے ہلاک ہوئی وہ بہی اپنے انبیا کے نشانات ڈہونڈتے اور اونکو بتخانے
اور گرجے بنا لیتے پس تم مین سے کسیکو اگر ان مسجدون مین نماز کا وقت
آجاوے تو نماز پڑہ لے اور وقتِ نماز نہو تو چلا جاوی اور انکا قصد نکری

ولو کان ذلک فضیلۃ لہم لسبقوا الی ذلک فضیلۃ ما سبقونا الی الخیر
وجہلوا وظیفۃ الخیر فلم یکونوا فاعلین بہ وکانوا احرص الناس علی
ترک الخیر فلم یکن مسنونا فی الشرع ومع ہذا فقد روی عن
عمر رضی اللہ عنہ ما یخالف ذلک فروی عن المعمر بن سوید قال صحبت
عمر رضی اللہ عنہ فی طریق مکۃ فصلی الصبح فقرأ فی الرکعۃ
فعل ربک باصحاب الفیل وایلاف قریش
فرای ناسا یذہبون مذہبا فقال این یذہب ہؤلاء فقیل مسجد صلی فیہ النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصلی فیہ فقال انما ہلک من کان
قبلکم بمثل ہذا یعمدون آثار انبیائہم فیتخذونہا کنائس وبیعا فمن
ادرکتہ الصلوٰۃ فی ہذا المسجد فلیصل ومن لا فلیمض ولا یتعمدہا

اور نیز آپ نے جس پیڑ کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے بیعت لی تھی
اوسکے کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا اور جب صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں عرض
کیا کہ مشرکونکا ایکدرخت ذات انواط ہی جسکے گرد وہ بیٹھتے ہین اور اپنے ہتھیار اوسمین
لٹکاتے ہین اور درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے لئے کوئی درخت ایسا مقرر کردیجئے کہ جسمین
ہم اپنے ہتھیار لٹکایا کرین تو آپنے اُنکی بات نمانی اور فرمایا کہ تمہارا یہہ سوال ایسا ہے
جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ہمارا کوئی معبود کردو جیسے مشرکون
کے ٹھاکر ہین اور حضرت موسیٰ نے جوابدیا تھا کہ تم جاہل لوگ ہو آخر قصہ تک تم اپنے
پیشتر کے لوگونکی چال چلتے ہو پس جس صورتمین کہ اوس درخت کا مقرر ہونا تمہیں
لٹکانے اور گرد بیٹھنے کے لئے ایسا ہوا جیسا خدا تعالیٰ کے ساتھہ اور معبود کا ٹھہرانا ہی اور جو کہ
وہ لوگ اُس درخت کی پرستش نکرتے تھے نہ اوس سے سوال کرتے تھے تو پھر قبر کے گرد بیٹھنے اور
اوسکو وسیلہ سے اور اوسکے دعا مانگنے کو کیا سمجھنا چاہیے بعض مالکیون نے اپنی کسی کتاب مین
کہا ہی کہ خدا تمپر رحم کرے دیکھو جہان کہین تمکو ایسا درخت ملے کہ لوگ اوسکے پاس جاتے ہون اور اوسکی تعظیم
کرتے ہون اور اُس سے توسل سلوک کرتے ہون اور شفا کی رکھتے ہون اور اوسمین سیخین اور کپڑے گاڑتے باندھتے ہون تو
ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور جو شخص کہ اسرار شریعت سے واقف ہے وہ جانتا ہی کہ اکابر سلف اور ان
پچھلونمین فرق پورب پچھم کا ہی شعر وہ گئی شرقی سمتا درمین مغرب رخکو + فرق دونومین بہت بدلی سے بڑا

نوطون والا ۱۲

۱۳ سکہ شیطانی

وھو لفظہ فانظر الی ھذہ الصخرۃ التی بایع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
ولا یشکوھا عین ولا وقا لبعض ملاکیہ
بہ والدعاء عندھا فانظر وارحمک اللہ ایمانا وحیث
وتعلق فیھا ذات انواطھا
وھمن لہ خبرۃ باسرار الشرع
علم ان بین السلف وبین
رائحۃ منتشرۃ وریحہ منتنۃ

بلکہ جو کچھہ ہمنے ذکر کیا ہی بخدا بات اوس سے بھی بڑہکر ہی اور بخاری نے لوم درد سے
روایت کیا ہی کہ ابو درداء میرے پاس غضبناک آئے مین نے پوچھا کہ تمکو کیا ہوا ہے اونہون
فرمایا کہ مین لوگون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی کوئی بات نہین دیکھتا بجز اسکے
کہ نماز اکھٹی پڑہتے ہین اور امام مالک نے موطا مین اپنے چچا ابی سہیل بن مالک سے اور اونہون
نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ جس چیز پر مین نے صحابہ کو دیکھا ہی اوسمین سے اب کچھہ نہین
دیکھتا بجز اذان دینے کے اور زہری کہتے ہین کہ مین حضرت انس رض کیخدمت مین دمشق مین گیا
وہ رو رہے تھے مینے کہا کہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مینے جو چیزین دیکھی ہین اُنمین صرف نماز
ہی دیکھتا ہون اور وہ بھی ضائع کر دیگئی روایت کیا ہی اسکو بخاری نے اور دوسرے لفظون
مین یون ہی کہ جو کچھہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین جانا تھا اوسکو آج ہیچ
اور حسن بصری کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو داؤد سے پوچھا کہ خدا آپ پر رحم کرے
اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مین موجود ہوتے تو بھلا جن امور پر ہم ہین اُنمین سے
کسیکا انکار کرتے حضرت ابو درداء نہایت خفا ہوئے اور فرمایا کہ جب پر تم ہو اونمین سے
بھلا آپ کسیکو پہچانتے بھی کہ نہین اور مبارک بن فضالہ کہتے ہین کہ حضرت حسن نے جمعہ
کی نماز پڑہی اور بیٹہکر رونے لگے مینے پوچھا کہ اے ابو سعید رونے کی وجہ کیا ہی فرمایا کہ مجکو
تمہارے رونے پر ملامت کرتی ہو حالانکہ اگر کوئی شخص مہاجرین مین سے تمہاری مسجد کے دروازہ سے چلا آوے تو

والامر والله اعظم مما ذكرنا

وقد ذكر البخاري عن ام الدرداء

قالت دخل علي ابو الدرداء

مغضبا فقلت له مالك فقال

والله ما اعرف فيهم شيئا من

امر محمد صلى الله عليه وآله وسلم

الا انهم يصلون جميعا وفي

رواية عن عمه ابي سهيل بن مالك

عن ابيه قال لا اعرف شيئا مما ادركت عليه الناس يعني

عالم المدينة ما ادركت عليه الا النداء بالصلاة وقال الزهري دخلت

على انس بدمشق وهو يبكي فقلت له ما يبكيك فقال لا اعرف

شيئا مما ادركت الا هذه الصلاة وهذه الصلاة ضيعت

سر ما بت شيطان

وفي لفظ آخر قال ما كنت اعرف شيئا على

عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا انكم تلغون

قال الحسن البصري سأل رجل ابا الدرداء فقال ارأيت

لو ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بين ظهرانينا

هل كان يرى شيئا مما نحن عليه فغضب وقال وهل كان

عليه ويلك وقال ابن فضالة قال

الحسن لجمعة وجلس يبكي فقلت

له ما يبكيك يا ابا سعيد قال

نعى على البكاء ولون يجدد

من المنكرين اطلعن بيت

مسجدكم فرأين شيئا كان عليه

توجتنی باتین کہ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تہین انمین سی کچہہ نہ پہچانے بہلا
سوا ہی اس اپنی قبلہ کے اور بہی کوئی پہلی سی بات ہی جسپر تم ہو اور یہہ وہی فتنہ عظیم
ہی جسکے بابمین حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے فرمایا ہی کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر
محیط ہوا یا فتنہ کہ بڑا اوسمین بوڑہا ہوجاوی اور چہوٹا بڑا ہوجاوی اور لوگونمین اسطرح
رائج ہو کہ اوسکو سنت ٹہہرالین اسصورتمین ہم مرجائین پیشتر اس سی کہ سنت مفقود ہو
اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت رایج ہو تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین
اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات چاہیے اسلئے کہ خلاف سنت پر عمل حضرت ابو درداء اور انس رض
کیوقت سی جاری ہوا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور عبداللہ بن اسحق جعفری کہتے ہین کہ عبداللہ بن
امام حسن رض ربیعہ رح کی پاس بہت بیٹہا کرتے ایک روز سنتو کا چرچا ہوا مجلس مین سے ایک شخص نے
کہا کہ اسپر عمل نہین ہا عبداللہ نے فرمایا کہ بتاؤ تو اگر جاہل بہت ہوجائین یہانتک کہ وہی حاکم بہی
ہون تو وہ سنت پر غالب ہونگی ربیعہ نے فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہہ قول فرزند انبیاء کا ہی
فصل اور شیطان کی بڑی مکر و نسی یہہ ہی کہ لوگونکی واسطے بت اور پانسی مقرر کی جو اس قول اللہ تعالی
کی پائی جاتے ہین اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسے اگندی کام ہین شیطان کے ۱۲
پس انصاب وہ ہین جو خدا تعالی کی سوا عبادت کرنیکی لئی قائم کئی جاوین خواہ وہ پتہر
ہون یا درخت یا بت یا عمارت اور یہہ لفظ جمع نصب کی ہی جیسی طناب جمع طنب کی ہی حضرات مجاہد اور قتادہ

ان ربیعۃ فقال اکرہوا السنن فقال ابن عبد اللہ فان ان
وہم الیس العمل علی ہذا فقال عبد اللہ ارایت ان
کان اہل الجہل حتی یکون ہم الحکام فہم الحجۃ علی السنۃ
کتاب الجہاد حتی یکون ہذا کلہ انبیاء فصار فی
استعمال علیہا قولہ تعالی انما الخمر والمیسر
عظہم بکاتہ الانصاب والازلام رجس من
الانصاب ہو الطنب فالانصاب کلہا
عمل الشیطان
نصب یعبد من دون اللہ
حجر او شجر او وثن او بناء وہی
جمع واحدہا نصب کطنب
اطناب قال ابن عباس وقتادۃ

اور ابن جریج فرماتے ہین کہ خانہ کعبہ کے گرد چند پتھر تھے کہ مشرک اونپر ذبح کیا کرتے
اور گوشت کو دھوپ پر یا کرتے اور انکی تعظیم اور پرستش کیا کرتے اور یہہ پتھر بت نہ تھے
بت تو وہ ہوتا ہی جسپر صورت اور نقش ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین کہ انصاب
وہ بت ہین جنکی پرستش خدا تعالی کی سوا کرتے تھے اور زجاج کہتی ہین کہ وہ انکی پتھر تھے
جنکی عبادت کیا کرتے تھے اور وہی بت تھے اور فرانی کہا ہی کہ وہ اونکی معبود تھے پتھرون
وغیرہ سی جنکی پرستش کرتی تھے اور اصل مین نصب کے معنی وہ چیز قائم ہی کہ جو اوسکو دیکھی
اوسکی طرف قصد کری اور یہی مراد ہی اس قول مین اللہ تعالی کی یَوْمَ یَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ
سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ حضرت ابن عباسؓ نصب کے معنی حد اور علامت کی
جسمین نشان بنے ہون سے
دوڑتے جیسے کہ کسی آفت نی پر دوڑتی جاتی ہون ۱۲
فرماتے ہین جسکی طرف وہ دوڑتے ہین اور یہی ہی قول اکثر مفسرون کا اور حضرت حسنؒ فرماتے
ہین کہ مراد اپنی انصاب کیطرف دوڑنیسے ہی کہ اوسکو کون اول بوسہ دی اور ازلام کے
معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ وہ پانسی تھے جنسے مشرک امور کی تقسیم آپسمین کیا کرتی
تھے اور سعید بن جبیرؒ کہتی ہین کہ اونکی پاس کنکرین تھین کہ جب کوئی شخص اونمین سی لڑنا خواہ بیٹھنا
چاہتا تھا تو اون سی اپنا مطلب معلوم کیا کرتا تھا اور یہہ بھی فرماتے ہین کہ وہ دو پانسے تھی جنسے
مشرک اپنی کامونمین تقسیم چاہتی تھی ایک پر لکھا ہوا تھا کہ مجکو میری رب نے حکم کیا اور دوسرے
پر لکھا تھا کہ مجکو منع فرمایا جب کسی کام کو چاہتی تو وہ پانسی پھینکتے پس اگر پہلا پانسا

حکم کا نکلتا تو اوس کام کو کرتے اور دوسرا جسپر منع لکھا تہا نکلتا تو اوسکو چہوڑتے
ابو اسحق وغیرہ فرماتے ہین کہ پانسے ڈالکر بانٹنا حرام ہی اور اوسکی قائل ہوتے ہین اور
نجومی کے قولمین کچہہ فرق نہین جو کہدیتا ہے کہ فلان ستارہ کی باعث تو باہر مت جا اور فلان کے
طلوع پر باہر نکل کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ
بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور نجوم کا قائل ہونا اللہ عزوجل کے علم مین داخل ہونا ہی جو آدمی
اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا
کس زمین مین مریگا ۱۲
سے درپردہ ہی اسلئے حرام ہے جیسے پانسے جنکا خدا تعالی نے ذکر فرمایا ہی اور جو کچہہ
شیطان نے مشرکون کیواسطے مقرر کیا ہی خواہ درخت ہو یا لٹہہ یا بت یا قبر یا لکڑی وغیرہ
وہ سب انصاب مین سے ہین اُن سبکا بگاڑ دینا اور نشان مٹا دینا واجب ہے جیسے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضہ کو اونچی قبرون کے ڈہانے اور زمین سے برابر کرنیکا حکم
فرمایا تہا چنانچہ حدیث ابی الہیاج اسدی کی اسباب مین پہلے گذری اور جسطرح
کہ صحابہ رضہ نے حضرت عمر رضہ کے حکم سے حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کو مخفی اور لوگون سے
پوشیدہ کر دیا اور جب آپکو خبر پونہچی کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے اصحاب سے بیعت لی تہی وہان لوگ پہا پے جاتے ہین تو آپنے لوگونکو اسکی کاٹنے کی لئے
بہیجا اسکو ابن وضاح نے اپنی کتاب مین روایت کیا ہی کہ مین نے عیسے بن یونس سے سنا ہی کہتے تہے
کہ حضرت عمر نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جسکے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے بیعت کی تہی

آپ نے اوسکو اسلئے کٹوایا کہ لوگ اوسکے نیچے جاکر نماز پڑہتے تہے اسوجہ سے
آپکو خوف فتنہ کا ہوا عیسے بن یونس نے کہا ہی کہ یہہ مضمون ابن عون کی حدیث
سے جو نافع سے مروی ہی ہمکو پونہچا ہی۔ غرضکہ جب حضرت عمر کا فعل اوس درخت
کے ساتہہ یہہ ہوجسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالی نے فرمایا ہی اور اوسکی نیچے صحابہ
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہی تو اوسکے سوا اور چیزونمین آپکا کیا حکم
ہوگا مثلا ان بتونکی بابمین جنسے بڑا فتنہ اور گہری مصیبت پڑ رہی ہی کہ قبرونپر مسجدین
آباد ہین یہہ تو مسجد ضرار کی نسبت کربھی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈہادیا تھا
زیادہ تر سزاوار ڈہانے کے ہین اور فتنہ اور خرابی مین بہت بڑہی ہین اور اسطرح
جو قبے کہ قبرونپر ہین اُنکا ڈہانا واجب ہی کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نافرمانی پر بنائی گئی ہین چنانچہ آپکا منع فرمانا قبرونپر عمارت کے بنانیسے پہلے
گذر چکا تو جو عمارت کہ آپکی نافرمانی اور مخالفت پر بنی ہو اوسکی کچہہ عزت نہین اوسکا
ڈہادینا اوس عمارت کی ڈہانیسے اولی ہی جو غاصب نے دوسرے کی زمین چہین کر اوسپر
بنالی ہو اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونچی قبرونکے ڈہانیکا حکم فرمایا تہا تو
جو قبے اور مسجدین اُنپر بنائی گئی ہون اونکا ڈہانا اولی ہی اسلئے کہ قبرونپر مسجدین بنانے
والونپر تو آپنے لعنت فرمائی ہی اسیطرح ہر قندیل اور چراغ کا قبر پر ہونا وہ کرنا واجب ہے

فقط تمام شد

فصل فی ذکر ما فعل عمر بالشجرة
قال عیسی بن یونس وهو عن ابن عون عن نافع قال
کان هذا فعل عمر بالشجرة
الذی ذکرها الله تعالی فی القرآن و
بایع تحتها الصحابة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلما خاف علیها من هذا الامر الذی
خاف علی المساجد التی بنیت علی القبور
وعظمت الفتنة بها واشتبه الامر فیها
قطعها

فصل فی عظم الفتنة بالقبور
وقد نهی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن البناء علی القبور
والصلوة علیها والجلوس علیها
وکل هذا قد وقع فی القبور التی
بنیت علی عهده صلی الله علیه وآله وسلم
وقد نهی عن البناء علی القبور
فبناء القبة بغیر عرصة علیها
اولی بالنهی
وهو اولی بالهدم من
بناء الغاصب قطعا وقد امر رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم بهدم
القبور المشرفة فهدم القباب و
المساجد التی بنیت علیها اولی
لانه صلی الله علیه وآله وسلم
نهی عن اتخاذ المساجد علیها وکذا
یجوز الهدم کما قدمنا فی الاسراج علی

اسلئے کہ اوسکا مرتکب بھی آپکی زبان مبارک سی ملعون ہے حافظ ابو محمد عبد الرحمن عرف ابن
شاہہ نی کتاب الحوادث والبدع مین لیکھا ہی اور اس قسم سی وہ ہے جس سی وہ مبتلا ہونا پھیل گیا ہی
یعنی شیطان نے عوام کو یہہ اچھا بتایا کہ خاص جگہون مین دیوارین اور ستون بنا دین اور چراغ
جلا دین باینوجہہ کہ کسی نے اونسی کہدیا کہ مین نے خواب مین یہان ایک نیکبخت کو دیکھا ہی تو وہ اس جیسی
باتونکی تو نگاہداشت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالیٰ کے فرائض اور سنتونکو تلف کرتے ہین اور
سمجھتے ہین کہ اس سی ہمکو تقرب ہوتا ہی پھر اسمین اتنی زیادتی کرتے ہین کہ اُن جگہونکی عظمت
اونکے دلونمین بڑہجاتی ہی اسلئے اونکو بڑا جانتے ہین اور ہمارونکی شفا اور اپنی حاجتونکا پورا
ہونا اُنکی منتون سی توقع رکھتے ہین پھر ابو محمد نے چند جگہہ دمشق مین گنوا اور پھر اور درخت بتلائے
پھر ابو واقد کی حدیث کا ذکر کیا کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھہ ایک بڑی سبز درخت
کے پاس جسکو ذات انواط کہتے تھے گذری آخر حدیث تک پھر ذکر کیا ہی وہ حال جو فریقیہ کے
شہرونمین کسی عالم نے کیا تھا یعنی اُنکی برابر ایک چشمہ تھا جسکا نام چشمہ عافیت تھا لوگ
اُسمین مبتلا تھے کہ اطراف سی اوسپر آتے تھے جس کسیکا نکاح یا لڑکا ہوتا تھا کہتا تھا کہ چلو عافیت
والی کیطرف پس عالم نے صبح کو نکلکر اوسکو ڈہا دیا اور صبح کی اذان اوسپر کہی پھر دعا مانگی
کہ الٰہی اسکو مین نے تیری ہی لئے ڈہا دیا ہی اسکا سر مت اٹھا یو چنانچہ اب تک اوسکا سر نہین اٹھا اور
دمشق مین یہہ انصاب بہت سے تھے اللہ نے اونکا توڑنا شیخ الاسلام کے ہاتھونسی آسان کردیا

اور سلف نے تو مقام ابراہیم کے پتھر کو ہاتھ لگانیکا انکار کیا ہی جسکے مصلے بنانیکا حکم خدا نے دیا ہی چنانچہ ارزقی نے قتادہ سے ذکر کیا ہی کہ انہون نے فرمایا کہ صرف مسلمانونکو یہہ حکم تھا کہ اوسکی پاس نماز پڑہین اوسکو چھونیکا حکم نہ تہا اور اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے پانوا اور انگلیونکا نشان تہا اس امت کی ہمیشہ چھوتے رہنے سے وہ نشان برابر ہوگیا اور بڑا مکر شیطانکا یہہ ہی کہ اہل شرک کی لئے ایسی کسی بزرگ کی قبر کو جسکی لوگ تعظیم کیا کرتے ہون قائم کردیتا ہی پہر اوسکو بت ٹہرا دیتا ہی پہر اپنے دوستون سے کہدیتا ہی کہ جو شخص اس قبر کی تعظیم اور عبادت اور اوسکو عید ٹہرانی اور بت بنانیسے منع کری تو وہ اوسکو گہٹاتا ہی اور ہتک کرتا ہی اسیوجہ سے جاہل آدمی اوسکو ستاتے اور کافر کہنے مین سعی کرتے ہین اور اونکی نزدیک اوسکی خطا یہہ ہی کہ جس چیز کا خدا نے حکم کیا اوسکو اوسنے امر کیا اور جس چیز سے اللہ نے اور اوسکی رسول نے منع کیا اوس سے اوسنے منع کیا یعنی قبر کو بت اور عید مت ٹہراؤ اور اوسپر چراغ نہ جلاؤ نہ مسجدین اور قبے بناؤ نہ استرکاری کرو نہ اونچی کرو نہ چومو چاٹو نہ مردہ کو پکارو نہ اوسکو وسیلہ سے دعا مانگو نہ اوسکی طرف سفر کرو نہ فریاد چاہو اور یہہ وہ باتین ہین کہ دین اسلام مین یقینا معلوم ہین کہ جس چیز کے ساتھہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا ہی اوسکی مخالف ہین یعنی خالص کرنا خدا کی وحدانیت کا اور بجز اوسکی اور کسیکی عبادت نکرنی تو جب موحد ان امور سے منع کرتا ہی تو مشرک غصہ کرتے ہین اور اونکی دل کڑتی ہین اور کہتے ہین کہ اس نے

اونچے رتبہ والونکو گھٹا دیا اور کہتا ہی کہ اُنکی کچھ حرمت و قدر نہین اور بہت سی تہمتین
اسکو ذمہ دہر دیتے ہین **فصل** اب جس شخص پر کہ اللہ تعالی کی راہ راست کی اتباع کا انعام
ہی اُسکو گمان نکرنا چاہیے کہ قبرونکو بت اور عید بنانے سے منع کرنا اور اُنپر مسجدین بنانی اور
چراغ جلانے اور اونکی طرف سفر کرنے اور اُنکی لئے منت ماننے اور اونکی چومنی چاٹنی اور
اونکی شی سے پیشانی خاک آلود کرنیسے روکنا قبر والون سے آنکھہ بند کرنی یا اونکو گھٹانا ہی
جیسا کہ شرک و گمراہی والے سمجھتے ہین بلکہ یہہ سمجھو کہ یہہ امر اونکی عین تعظیم اور اکرام ہی اور جس چیز
کو نا پسند کرتے ہین اوس سے اجتناب ہی تو واقع مین اونکے ولی اور دوست اور اونکی چال
چلن کے مددگار اور اونکی طریق پر چلنے والے تہمین ہو اور یہہ مشرک سب سے زیادہ اونکی نافرمان
اور اُنکی طریق اور پیروی سے نہایت دور ہین جیسے نصاری حضرت عیسیٰؑ کے ساتھہ اور یہود حضرت موسیٰؑ اور رافضی حضرت علیؓ کے ساتھہ ہین اور اہل حق باطل والونکی نسبت کر
اہل حق کے زیادہ دوست ہین اسلیئے ایمان والے مرد اور عورت ایکدوسرے کے دوست ہین اور منافق
مرد اور عورتین ایکدوسرے ہین اور دل جبکہ عتو نمین مشغول ہو جاتے ہین تو سنتون سے
روگردان ہوتے ہین اور قبر پر بیٹھنے والونمین سے اکثر شخص قبر والے کے طریق سے علیحدہ ہوتے
ہین اور جس چیز کا اوسنے حکم کیا اور اوسکی طرف بلایا اوس سے اُسکی قبر کی باعث منحرف رہتے ہین
حالانکہ انبیا و صالحین کی تعظیم و محبت صراط مستقیم سے کہ جو علم مفید و عمل نیک کا اونہون نے فرمایا ہو

اوسکی پیروی کرین یہہ کہ اونکی قبرون پر بیٹھکر اونکو بت بنالین اور جو شخص اونکی اقوال کا
تابع ہوگا وہ اونکی ثواب کی زیادہ ہونیکا باعث ہوگا اسلئے کہ اونکا اتباع کیا اور
لوگونکو اونکے اتباع کیطرف بلایا اور اگر اونکی اقوال سے منہ موڑیگا اور اوسکی ضد مین
مشغول ہوگا تو اپنے آپکو اور انکو دونو کو ثواب سے محروم کریگا اسمین انکی کونسی بڑائی
ہے اور اکثر آدمی طرح طرح کی نئی خرابیون مین مشغول ہین جنکو اللہ تعالی اور اوسکا رسول
بُرا جانتے ہین اسلئے کہ وہ کل امر مشروع بالعض سے منحرف ہین اگرچہ اوس امر کی صورت
ظاہری کو قائم رکھا ہے مگر اوسکی حقیقت مقصود کو چھوڑ دیا ہے ورنہ جو شخص نماز پنجگانہ پر دل
سے متوجہ ہو اور جو کچھ اُنمین کلمات طیبہ اور اعمال نیک ہین اونکو جانتا ہو اور اونکا اہتمام
کرے تو یہہ بات اوسکو شرک سے بری کردیگی اور جو شخص نماز وںمین کُل مین یا بعض
مین قصور کرے تو اوسمین شرک قصور ہی کی مقدار پر پاؤگے اور جو شخص اللہ تعالی کے
کلام کو گوش دل سے سُنکر اوسکو سمجھ بوجھیگا تو یہہ امر اوسکو سماع شیطانی کے سننے سے کافی
ہوگا جو اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے روکتا ہے اور دلمین نفاق اگاتا ہے اور اسطرح
جس شخص نے کلام الہی اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہرہ تن گوش دھرا اور
اوسکی نفس نے قرآن ہی سے ہدایت اور علم پانیکی کوشش کی نہ اوسکی غیر سے تو اوسکو
سب عتون اور رایون اور تمام نفس کے وسوسون اور خیالات سے بے پروا کردیا

اور جو شخص اسباب سے دور رہا تو ضرور ہے کہ اسکی عوض مین ایسی چیز لی ہو جو اوسکی کاتم آوے
اور جو شخص اپنا دل اللہ کی محبت اور اوسکی یاد اور خوف اور اوسپر توکل کرنے اور اسکی
طرف رجوع کرنیسے آباد رکھیگا اوسکو اسباکی حاجت نرہیگی کہ دوسرے کساتھہ محبت اور خوف
اور توکل پیدا کرے اور صورتونکی عشق کی بھی اوسکو حاجت نرہیگی اور جب محبت الہی سے خالی ہوگا
وہ اپنی خواہش نفس کا بندہ ہوجاویگا یعنی خواہش کو اپنا جانیگا اور خواہش اوسکی مالک اور معبود
ہوجاویگی اور جو شخص توحید سے روگردان ہے وہ مشرک ہے چاہے یا نچاہے اور سنت سے روگردان خواہ مخواہ
بدعتی ہے اور اللہ تعالی کی محبت اور اوسکی ذکر سے روگردان مورتونکا پوجنے والا ہے مانے یا نہ مانے
اب اگر کوئی کہے کہ قبر پرست قبر و نمین کیون مبتلا ہوئے ہین تو وہ جانتے ہین کہ قبر و نمین رہنے والے
مُردے ہین کسی نفع اور ضرر پر قدرت نہین رکھتے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اسکی کئی وجہین ہین اول یہ
کہ جس غرض سے خدا تعالی نے اپنے رسول اور تمام انبیا کو بھیجا ہے یعنی توحید کی ثبوت اور شرک کی دور کرنیکو
یہ لوگ اس سے جاہل ہین اور چونکہ انکو اسباکا بہرہ کم تہا اور شیطان نے فتنہ کیطرف انکو بلایا اور
انکی پاس اتنا علم نتہا جس سے اوسکی بلانیکو بیکار کردیتے اسلیئے اپنی جہالت کی مقدار پر اسکا کہنا
مانا اور جسقدر علم تہا اُسقدر بجا لائے دوم یہ کہ بہت سی حدیثین مختلف جہوٹی ہین جنکو قبر پرستون
نے بنالیا ہے مثلا یہ قول (جب تمکو کام عاجز کرین تو چاہئیے کہ قبر والونکی پاس جاؤ) اور یہ
(اگر تم مین سے کوئی کسی پتھر سے حسن ظن کریگا تو وہ ہی نفع دیگا) اسیطرح کی اور جہوٹی باتین

دین اسلام کے مخالف ہین جنکو مشرکون نے گرہا ہی اور پھر اُن جیسی جاہلون اور
گمراہونمین رفتہ رفتہ آگئی ہین حالانکہ خدا تعالیٰ نے اپنی رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اسلیئے بھیجا
کہ جو شخص تمپر و نسے حسن ظن رکھتا ہوا وس سے لڑین اور آپکی امت کو قبور مین مبتلا ہونے
سے ہر ایک طور سے علیحدہ فرمایا چنانچہ پہلے مذکور ہوا تیسری یہہ کہ چند حکایتین اونکی سنانے
بیان کی گئین کہ فلانے شخص نے کسی سختی مین فلان قبر سے فریاد چاہی تہی وہ اُس
بلا سے چھوٹ گیا اور دوسرے نے اوسکو پکارا خواہ اوسکو وسیلہ سے دعا کی تو اوسکی حاجت
پوری ہوئی اور قبر کے مجاورون اور گور پرستونکو اس قسم کی حکایتین بہت یاد ہین
اور وہ لوگ خلق خدا مین سے زندون اور مردون کے بابمین بڑی جھوٹے
ہین اور نفس اپنی جاحتین روا ہونے کے حریص ہین جہان سُنا کہ فلان بزرگ
کی قبر تریاک مجرب ہی جب ہی شیطان بلانے مین نرمی برتتا ہی اور اول یہہ کہتا
ہی کہ تو اوسکی پاس دعا مانگ پس بندہ اوسکے پاس سوز و گداز اور ذلت و نیاز سے
دعا مانگتا ہی اللہ تعالیٰ اوسکی دعا اس حضور دل کے باعث قبول کرلیتا ہی نہ قبر کے
باعث مگر وہ جاہل یہی جانتا ہی کہ قبر مین اثر ہی حالانکہ خدا تعالیٰ تو مضطر کی دعا قبول
کرتا ہی گو کافر ہی ہو چنانچہ فرماتا ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا
ہر ایک کو ہم پہنچاتے جاتے ہین انکو اور انکو تیری رب کی بخشش
كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
مین سے اور تیری رب کی بخشش کسی سے نہین روکی ہوئی اے رب کر اسکو شہر امن کا

۱۳ حکایت شیطانی

من کان یظن ان اللہ لن ینصرہ فی الدنیا والاٰخرۃ فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر ہل یذہبن کیدہ ما یغیظ

جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اوسکی مدد نہ کریگا دنیا اور آخرت مین تو چاہیئے کہ
ایک رسی آسمان تک لٹکائے پھر کاٹ ڈالے پھر دیکھے کہ اوسکی تدبیر اوسکے غصہ کو دور کرتی ہی

ایک شخص نے کسی سے قرض مانگا اوسنے کہا کہ مجھ سے تو نہین ہوسکتا ہان فلان
قبر پر جا اور اوسکے پاس فریاد کر وہ تجھکو دیدیگا اوسنے کہا کہ اچھا اور یہہ کہکر
چلا اور قبر پر جاکر کہا کہ اے فلان میرا حق فلان شخص سے دلوا دے اوسنے
کہا کہ اچھا تو جا اور اوسکے گھر کے دروازہ پر بیٹھ جب وہ نکلے تو اوسکے
پیچھے ہو لے اور اوسکے گھر مین نہ جا اوسنے کہا کہ اچھا اور یہہ کہکر
چلا اور اوسکے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گیا جب وہ نکلا تو اوسکے پیچھے ہو لیا
اوسنے کہا کہ تو کیون میرے پیچھے پھرتا ہی اوسنے کہا کہ فلان قبر پر
جاکر مین نے فریاد کی تہی اوسنے مجھکو تیرے پاس بھیجا ہی اوسنے کہا
کہ اچھا تو میرے گھر چل اور اوسکے گھر مین جاکر اوسنے اوسکو
قرض دیدیا

وَاللّٰہ سبحانہ یجیب دعوۃ المضطر ولو کان کافرا کما اخبر عن ھٰؤُلَآءِ وَھٰؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا وقال ابراہیم علیہ السلام رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

وارزق اہلہ من الثمرات من امن منہم باللہ والیوم الاخر تو اللہ تعالی نے ارشاد
اور روزی دیو اوسکی لوگونکو میوہ جو کوئی اونمین یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲
فرمایا ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر غرضکہ یہہ بات
اور جو کوئی منکر ہو اوسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنون پھر اوسکو کھینچکر بلاونگا دوزخکے عذاب مین اور بری جگہ پہنچی ہے ۱۲
نہین کہ خدا تعالی جسکی دعا قبول کرلے اوسکے نزدیک اوسکا حال اچھا ہی ہوا اور اکثر
آدمی ایسی دعا کرتے ہین جسمین حد سے بڑہتے ہین یا شرک کرتے ہین یا ناجائز چیز کی درخواست
کرتے ہین اور اسکی کل مراد یا کسیقدر بلجاتی ہی تو اوسکو یہہ گمان ہوتا ہی کہ میرا عمل اچھا
اور مقبول اور خدا کی مرضی کے موافق ہی اور وہ ایسا ہی جیسا کسیکو مہلت ملی اور مال
و اولاد کی مدد دیجاوی اور وہ یہہ گمان کری کہ خدا تعالی اُسی جلد جلد سلوک کرتا ہی حالانکہ
وہ یون فرماتا ہی فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیء اور دعا کبھی عبادت
پھر جب بھولگئے وہ جو اونکو نصیحت کی تھی کھولدئے اونپر دروازے ہر چیز کے ۱۲
ہوتی ہی کہ اوسپر آدمی کو ثواب ہوتا ہی اور کبھی سوال ہوتی ہی کہ اُسسے حاجت تو پوری
ہوجاتی ہی مگر دعا والے پر ضرر ہوتا ہی یا تو جو اوسکو ملا اوسکے باعث عذاب ہوا یا اوسکی
سبب اوسکا درجہ کم ہوجاوی اسصورتمین اللہ تعالی اوسکی حاجت پوری کردیتا ہی اور
اوسکو عذاب دیتا ہی اسوجہسے کہ اوسنے اللہ تعالی کے حقوق ضائع کئے اور اوسکی حدونکا
مرتکب ہوا پھر جب قبر کے پاس دعا مانگنا شیطانکی مرضیکے موافق اوسکو اچھا معلوم ہونے لگتا ہی اور اوسکو اپنے گہر اور
مسجدمین دعا مانگنے کی نسبت کرزیادہ سمجھتا ہی تو اوسکو پاس دعا مانگنے سے ایکدرجہ اور بڑہاتا ہی اوسکو وسیلہ سے
دعا مانگنا اور اوسکی قسم اللہ کو دینی ہی اور یہہ امر پہلی کی نسبت کرہت بڑا ہی اسلئے کہ اللہ کی شان اوسسے بڑی ہی

کہ اوسکو قسم دیجاوی یا اوسکی مخلوق مین سی کسیکے وسیلہ سی سوال کیا جاوی اور ائمہ
اسلام نے اسکا انکار کیا ہی ابو الحسن قدوری شرح کتاب کرخی مین کہتے ہین کہ بشر بن ولید نے
کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سی سنا ہی وہ کہتے تھے کہ امام اعظم نے فرمایا ہی کہ کسیکو نچاہیئے کہ اللہ
سی کسیکے ذریعہ سی بجز اوسکی ذات کی دعا مانگی اور مین برا جانتا ہون کہ یون کہی تجھہ سے
تیری عرش کی عزتگاہ کی وسیلہ سے مانگتا ہون اور یہہ کہی کہ تجھہ سی سوال کرتا ہون بحق فلان اور بحق
تیری انبیا و رسولونکی اور بحق خانہ کعبہ کی ابو الحسن کہتے ہین کہ غیر اللہ کے ذریعہ سی سوال کرنا تو برا
اسوجہ سی کہ غیر اللہ کا کچھہ حق اللہ پر نہین بلکہ حق اللہ تعالی ہی کا ہی خلق پر رہا یہہ کہنا کہ تیری
عرش کی عزت گاہ کی وسیلہ سی تو اسکو امام اعظم نے مکروہ جانا اور امام ابو یوسف نے اس
بابمین اجازت دی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمہ سی دعا مانگی ہی اور ایک وجہ یہہ فرمائی ہی کہ
عزتگاہ سی مراد وہ قدرت ہی جس سی اللہ تعالی نے عرش کو باوجود اوسکی عظمت کے پیدا کیا ہی تو گویا اللہ سی
اوسکی اوصاف کی ذریعہ سی سوال کیا اور ابن ملک نے شرح مختار مین کہا ہی کہ اللہ سی بدون اوسکی ذریعہ
سوال کرنا مکروہ ہی اور یہہ انکی کہ مین تجھہ سی تیری فرشتون اور تیری انبیا کی طفیل سی خواہ اور کسیکے حق سی مانگنا
ہون اسلئے کہ مخلوق کا حق اپنی خالق پر نہین یا اپنی دعا مین یہہ کہے کہ تیری عرش کی عزتگاہ کی ذریعہ
سی سوال کرتا ہون اور امام ابو یوسف سے اسکا جواز منقول ہی اور جس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ اور انکی اصحاب
کہتے ہین کہ یہہ مکروہ ہی وہ امام محمد کی نزدیک حرام ہی اور شیخین کے نزدیک حرام کی قریب ہی اور ناجائز ہونے

نعیم علیہ او یسال بحق احد من خلقہ وقد انکر ائمۃ الاسلام ذلک قال ابو الحسن القدوری فی شرح کتاب الکرخی قال بشر بن الولید سمعت ابا یوسف یقول قال ابو حنیفۃ لا ینبغی لاحد ان یسال احدا الا اللہ و اکرہ ان یقول اسالک بمعاقد العز من عرشک و بحق انبیائک و رسلک و بحق البیت الحرام قال ابو الحسن و انما کرہ ابو حنیفۃ ان یقول بحق فلان او بحق انبیائک و رسلک و بحق البیت الحرام لان لا حق للمخلوق علی الخالق بغیر اللہ فمعناہ لا حق لہ علی خلقہ و اما قولہ بمعاقد العز من عرشک فمعناہ بقدرتک التی بہا خلقت العرش مع عظمتہ و قد روی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ انہ لا باس بہذا و ہو قول ابی یوسف و ہذا یدل علی ان ابا یوسف یجوز السوال بالمخلوق علی ما ذکرنا و ہو قول فی غایۃ الضعف و ہو قول ابی یوسف و ابی حنیفۃ و ہو قول فی غایۃ الضعف

کہا ہی کہ اوسکو قسم دیجاوی یا اوسکی مخلوق مین سی کسیکے وسیلہ سی سوال کیا جاوی اور ائمہ
اسلام نے اسکا انکار کیا ہی ابو الحسن قدوری شرح کتاب کرخی مین کہتے ہین کہ بشر بن ولید نے
کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سی سنا ہی وہ کہتے تھے کہ امام اعظم نے فرمایا ہی کہ کسیکو نچاہیئے کہ اللہ
سی کسیکے ذریعہ سی بجز اوسکی ذات کی دعا مانگی اور مین برا جانتا ہون کہ یون کہی تجھہ سے
تیری عرش کی عزتگاہ کی وسیلہ سے مانگتا ہون اور یہہ کہی کہ تجھہ سی سوال کرتا ہون بحق فلان اور بحق
تیری انبیا و رسولونکی اور بحق خانہ کعبہ کی ابو الحسن کہتے ہین کہ غیر اللہ کے ذریعہ سی سوال کرنا تو برا
اسوجہ سی کہ غیر اللہ کا کچھہ حق اللہ پر نہین بلکہ حق اللہ تعالی ہی کا ہی خلق پر رہا یہہ کہنا کہ تیری
عرش کی عزت گاہ کی وسیلہ سی تو اسکو امام اعظم نے مکروہ جانا اور امام ابو یوسف نے اس
بابمین اجازت دی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمہ سی دعا مانگی ہی اور ایک وجہ یہہ فرمائی ہی کہ
عزتگاہ سی مراد وہ قدرت ہی جس سی اللہ تعالی نے عرش کو باوجود اوسکی عظمت کے پیدا کیا ہی تو گویا اللہ سی
اوسکی اوصاف کی ذریعہ سی سوال کیا اور ابن ملک نے شرح مختار مین کہا ہی کہ اللہ سی بدون اوسکی ذریعہ
سوال کرنا مکروہ ہی اور یہہ انکی کہ مین تجھہ سی تیری فرشتون اور تیری انبیا کی طفیل سی خواہ اور کسیکے حق سی مانگنا
ہون اسلئے کہ مخلوق کا حق اپنی خالق پر نہین یا اپنی دعا مین یہہ کہے کہ تیری عرش کی عزتگاہ کی ذریعہ
سی سوال کرتا ہون اور امام ابو یوسف سے اسکا جواز منقول ہی اور جس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ اور انکی اصحاب
کہتے ہین کہ یہہ مکروہ ہی وہ امام محمد کی نزدیک حرام ہی اور شیخین کے نزدیک حرام کی قریب ہی اور ناجائز ہونے

اوسپر غالب ہی اور اسیطرح ہی ابن عبدالسلام کے فتاوی مین اور توقف کیا ہی ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابمین اسجہت سی کہ اوسکی عندیہ مین یہہ مضمون حدیث مین
آچکا ہی حالانکہ صحت اوس حدیث کی اوسکو معلوم نہین ہوئی غرضکہ شیطان جب آدمی
کے عندیہ مین یہہ بات جما چکتا ہی کہ اوس مردہ کی قسم دینی اللہ تعالی کو اور دعا مانگنی
اوسکی تعظیم اور حرمت مین کامل ترہی اور اپنی حاجت براریمین نہایت مفید تو اب
ایک اور درجہ پر اوس سی بڑہکر پونہچاتا ہی یعنی خدا تعالی کے سوا خود اوسکو پکارنا
پہر اس سی بھی زیادہ پر یعنی اوسکو بت بنا لینا کہ اوسکی پاس بیٹہی اور اوسپر قندیل
جلاوی اور پردے لٹکاوی اور مسجد بناوی اور اوسکی عبادت سجدہ کرنے اور گرد
گہومنی اور چومنی چاٹنی اور اوسکا حج کرنے اور اوسکی پاس ذبح کرنیسے بجالاوے
پہر اسطرف متوجہ کرتا ہی کہ لوگونکو اوسکی عبادت کیواسطے بلاوی اور اوسکو عید اور
عبادت گاہ اونکی لئے ٹہہراوی اور یہہ امر اونکی لئے دین و دنیا مین نافع تر بتاوی ہمارے
شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ قبرون کے پاس کی بدعت کی باتین چند مرتبہ کہتی ہین اول مرتبہ جو
شریعت سی بہت دور ہی یہہ ہی کہ آدمی میت سی اپنی حاجت چاہی اور حاجت مین اوس سے
فریاد کری جیسا اکثر لوگ کرتے ہین اور یہہ لوگ بت پرستونکی جنس سے ہین اور اسی
جہت سی شیطان اونکی لئے کبہی میت کی صورت اور غائب کی شکل مین بنجاتا ہے

جیسا بت پرستونکے لئے صورت پکڑ جاتا ہی اور یہہ بات مشرکون اور اہل کتاب کے
کافرونکو ہوجایا کرتی ہی کہ اونمین مسی کوئی ایسے شخص سی دعا مانگتا ہی جسکو بڑا
جانتا ہی پس اُنکی نظرونمین شیطان کبھی صورت پکڑ جاتا ہی اور کبھی بعض غائب باتین
اونسی کہدیتا ہی اور اسی مرتبہ مین ہی قبر کو سجدہ کرنا اور اوسکو ہاتھہ لگانا اور بوسہ دینا
دوسرا مرتبہ یہ ہی کہ خدا تعالی سی میت کی طفیل سی دعا مانگی اور یہہ امر پچھلے لوگ اکثر کرتی
ہین اور یہہ بدعت ہی مسلمانون کے اتفاق سی تیسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خود میت کو پکارے
چوتھا مرتبہ یہہ ہی کہ گمان کری کہ اوسکی قبر کے پاس دُعا مقبول ہوتی ہی اور مسجد مین دعا
مانگنی کی نسبت کرا افضل ہی اس خیال سی اپنی مرادونکی طلب مین اوسکی زیارت اور
اوسکے پاس نماز پڑہنی کا قصد کری اور یہہ بھی مسلمانونکی اتفاق سی ایک بڑی بدعت
ہی اور حرام ہی مجھی معلوم نہین کہ دین کے اماموین اسبابمین کچھہ خلاف ہوا گرچہ پچھلے لوگ
اکثر یہ امر کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی اور یہہ جو
حکایت کرتے ہین کہ امام شافعی نے دعا کیواسطے امام اعظم کی قبر کے پاس جایا کرتے تھی صریح
جھوٹ ہی **فصل** موحدون اور مشرکون کی زیارت مین فرق کے ذکر مین موحدونکو قبرون
کی زیارت سے تین باتین مقصود ہین اول آخرت کا یاد کرنا دوسرے میت
کے ساتھہ سلوک کرنا اور زیارت کو بہت دن نگذرنے پاسطرح کہ آدمی میت کو چھوڑکر

لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد والتشد بالرحال الا لثلثة مساجد
لا یعمل العامة الا لنیة وکل امرئ ما نوی
احیانا وقد یخالطہ بعض
یعطیہ ویقضی لھم الشیطان
الکتاب یدعو احدھم من
الکفار من المشرکین واھل
لله به وهذا يفعله كثير من المتأخرين وهو
يدعو عند قبره بحوائجه وهذا ايضا من المنكرات باتفاق المسلمين وهي محرمة وما علمت في ذلك
نزاعا بين ائمة الدين وان كان بعض المتأخرين
يفعل ذلك ويقول بعضهم فيه فلان ترياق مجرب
والحكاية المنقولة عن الشافعي انه كان
يقصد قبر ابي حنيفة
من الكذب الظاهر **فصل**
في الفرق بين زيارة الموحدين
والمشركين اما زيارة الموحدين
فمقصودها امران احدهما تذكر الاخرة والثاني الاحسان الى الميت وان لا يفعل عند قبره

بہولجاوی جیسی زندہ شخص کا ملنا اگر بہت دنون چھوڑدی تو اوسکو بہولجاتا ہی اور زندہ شخص جب
اوسکو دیکھتا ہی تو اوسکی ملنی سی خوش ہوتا ہی تو میت کو بطریق اولے خوشی چاہیئی اسلیئی کہ وہ ایسے
مکان مین گیا ہی کہ اوسکی باشندے اپنی بھائیون سے جدا ہین جب آدمی اوسکی زیارت کرتا ہی اور اوسکو
دعا یا صدقہ یا قربانی وغیرہ کا ہدیہ پونہچاتا ہی تو وہ اس سی خوش ہوتا ہی جیسی زندہ شخص اوس سے
خوش ہوتا ہی جو اوسکی پاس کچھ ہدیہ لیکر جاوی اور اسلیئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی زیارت
کرنیوالیکے لئی مشروع فرمایا کہ اہل قبور کے لئی مغفرت کی دعا اور عافیت کی درخواست
کری یہہ نہین کہ اونکو پکاری یا اونکی پاس نماز پڑہی تیسری اپنی نفس کے سات زیارت والیکا
کرنا سنت کی پیروی اور جو بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسپر قائم رہنی ہی
اور زیارت شرک والیکا یہہ حال ہی کہ وہ بت پرستو نسی نکلی ہی وہ کہتے ہین کہ جس میت کی روح کو اللہ کی نزدیک
قرب اور فضیلت ہی اللہ تعالی کیجانب سی اوسکی پاس ہمیشہ الطاف آتے رہتی ہین اور اوسکی روح پر
خیرات نازل ہوتی ہین تو جب زیارت کرنیوالا اپنی روح میت کی روح سی وابستہ کرتا ہی تو میت
کی روح سی اوسکی روح پر وہ الطاف پونہچتی ہین جیسی صاف آئینہ وغیرہ سی مقابل کی جسم پر
شعاع پڑتی ہی اور اسیوجہ سی کہتی ہین کہ کمال زیارت اسطرح ہی کہ زیارت کرنیوالا اپنی روح اور
دلسی میت کیطرف توجہ کری اور اپنی ہمت اوسپر ایسی طرح لگاوی کہ غیر کیطرف ذرا التفات
نہ ہی اور جسقدر کہ ہمت اور دلکی جمعیت اوسپر زیادہ ہوگی اوسیقدر نفع بہی زیادہ ہوگا اور اس

وہو قائم عن عجائب الاصنام قالوا المیت الذی یزار
روحہ فوز من اللہ عز وجل لزائرہ الاطاف
من اللہ ونفیض من روح المزور علی روحہ لزائرہ فاذا اقبل
الاطاف کما ینعکس الشعاع عن المرآۃ الصافیۃ
وتوجہ علی الجسم المقابل لہا فاقبل
بروحہ وقلبہ الی المیت وتوجہ
بہمتہ علیہ بحیث لا یبقی لہ
التفات علی غیرہ وکلما کان
جمعیۃ ہمتہ والتفاتہ علیہ اعظم
کان اقرب الی انتفاعہ وقد کر

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہما نے ذکر کیا ہی حالانکہ ستارون کے پوجنے والے
بھی ستارونکی پرستش مین یہی کہتے ہین کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سی وابستہ ہوتا ہی تو اوسپر
اونمین سی نور اترتا ہی اور اسی بھید کے باعث ستارہ پوجے گئے اور اونکی صورتین بنین
اور دعائین تصنیف ہوئین اور اُنکی لئے مورتین مقرر ہوئین اور یہی وجہ بعینہ قبر پرستون
کے لئے موجب ہوئی کہ اُنکو عید ٹہرایا اور اُنپر پرے پڑنے لگے اور چراغ جلائے اور مسجدین
بنائین اور اسی بات کا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اوسکی ذریعونکا بند کرنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک آپکی راہ مین کھڑے ہوگئے اور آپکے مقصود
کے مانع ہوئے اور قبرونکی زیارت مین جو کچھ یہہ لوگ بیان کرتے ہین وہ شفاعت
ہے کہ مشرک سمجھتے ہین کہ زیارت کی باعث اونکی معبود اونکو فائدہ پہنچاوینگے
وہ کہتے ہین کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سی متعلق ہوجاتی ہے تو
ان دونون مین ایسا اتصال ہوجاتا ہے کہ جو کچھ مقرب کو خدا تعالی کے
یہان سے ملتا ہی اوسمین کچھ حصہ اوسکو بھی پونہچتا ہے اور اوسکی مثال یہہ
کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرتا
ہے تو بادشاہ جو کچھ انعام امیر کو دیتا ہی اوسمین سی کچھ اثر اُس خادم کو بھی
بحسب تعلق پونہچتا ہی۔ اور قران مجید اول سے آخر تک اُن اقوال کی تردید سی پر ہے

ابن سینا و الفارابی و غیرہما
وصور حجا عباد الکواکب فی
عبادتہا و قالوا اذ انعلقت النفس
الناطقۃ بالارواح العلویۃ
فاض علیہا منہا الخ و بذا
المختار ذہاما اعیادا و تعلیق
علیہا و بناء المساجد علیہا و ہو الذی
قصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان
و ناقضوہ فی قصدہ و ہو الذی ذکروہ فی
زیارۃ القبور ہو الشفاعۃ الی ظن المشرکین
ان المقربین یتفعہم بما قالوا فان العبد اذا
تعلقت روحہ بروح المقرب فاض علیہ بعض ما یناسبہ و ینبغی
من اللہ و یشہد علی ہذا
بحال من یخدم الملوک و یتحظی عند السلطان فانہ
من انعام السلطان بحسب ذلک المتعلق و یشہد
التعلق و القران من اول الی
آخر مملو من الرد علی اصل ہذہ

اللہ نے اونکی باطل کرنیکو اور اونکی کہنیوالونکی کافر ہونیکو اپنی کتابین نازل فرمائین
اور ان لوگونکو لعنت فرمایا اور اونکی خون اور مال اور اولاد کا غلام بنانا مباح فرمایا
اور اونکے لئے دوزخ واجب کردی ان لوگونکی رد مین اللہ تعالے یہہ ارشاد فرماتا ہی ام اتخذوا
من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ
پکڑی ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ اگر چہ اونکو اختیار نہو کسی چیز کا نہ بوجہ تو یہی تو کہہ اللہ کو اختیار ہی
جمیعا لہ ملک السمٰوٰت والارض اسمین بتلایا کہ شفاعت اوسکو خاص ہی جسکی
سفارش ساری اوسیکا راج ہی آسمان اور زمین مین ۱۲
ملک مین آسمانونکی سلطنت ہی یعنی وہ خود ہی اپنی ذات پاک سی سفارش اپنے بندہ
پر رحم کرنیکی فرماویگا اسطرح کہ وہی جسکو چاہیگا اوسکی واسطے سفارش کرنیکا حکم دیگا
تو واقع مین سفارش صرف اوسیکی ہوئی اور جو شخص اوسکی سامنے سفارش کریگا وہ صرف
اوسکی اجازت اور حکم سی کریگا پہلے وہ ذات پاک خود اپنے نفس سی سفارش کریگی یعنی اپنے
آپ ہی بندہ پر رحم کرنا منظور ہوگا اور یہہ سفارش شرک والی سفارش کی ضد ہی جسکو اللہ
نے اپنے اس قول سی باطل فرمایا ہی واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل
منہا عدل ولا تنفعہا شفاعۃ اور اس سی من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ
ولا شفاعۃ اور اس سی مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع غرضکہ جس شفاعت کو
خدا تعالی نے باطل کیا ہی وہ شریک کی شفاعت ہی اسلئے کہ اوسکا کوئی شریک نہین اور
جس شفاعت کو ثابت کیا ہی وہ اُن بندہ محکوم کی شفاعت ہی جو اپنے مالک کے سامنے

شفاعت کا ذکر

ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعا لہ ملک السمٰوٰت والارض فاخبر ان الشفاعۃ من املاک السموات والارض فھو الذی یشفع بنفسہ الی نفسہ لہم جعل کما فی قولہ ان یشفع فیہ فضمار الشفاعۃ فی الحقیقۃ انما ھی لہ

والذی یشفع عند انما شفع باذنہ وامرہ بعد ان یرحم عبدہ ویرضی عنہ وھی من نفسہ الی نفسہ وھذا ھو الشفاعۃ التی ابطلھا بقولہ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منہا عدل ولا تنفعہا شفاعۃ وقولہ من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ وقولہ ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع

فبین ان الشفاعۃ المنفیۃ ھی التی یثبتہا المشرکون لانہم یثبتونہا لمن لا یملکہا ولا یستحقہا ولا یرضی اللہ بہا

تنبیہ شفاعۃ العبد لما یملکہ المشفوع الیہ ای

بدون اوسکی اجازت کے پیشقدمی نہین کرتا اور اُن دونو سفارشیونمین فرق اتنا
ہی ہی جتنا شریک اور بندہ محکوم مین ہے اور اسیوجہ سی لوگونمین سب سے زیادہ سعادت
یاب قیامت کے روز توحید والے ہونگی پس جس صورتمین کہ معاملہ صرف خدا تعالی ہی کے
لئی ہی اور اوسکی نزدیک سب مخلوق مین سی برتر اور بزرگ تر رسول اور مقرب فرشتے
ہین اور یہہ سب محض بندی ہین کہ کچھہ خدا سی بڑھکر بولین نہ اوسکی بدون اجازت کوئی کام
کرین اور مشرک انکی باعث شرک کری اور اللہ کی سوا انکو سفارشی ٹھہرائے اِسخیال سی کہ
میری اس عقیدہ سی یہہ لوگ آگی بڑھکر میری سفارش کرینگی تو وہ شخص اللہ کی حق سی سب لوگونکی
نسبت کرجاہل ہی اوسکو معلوم نہین کہ اللہ کیواسطی کیا چیز ضروری اور کیا بات اوسپر محال ہی
اوسنی تمکو بادشاہون اور امیرونپر قیاس کرلیا کہ آدمی اونکی خواص مین سی کسیکو مقرر کرلیتا ہی جو
اوسکی حاجات مین بادشاہ کی سامنی اوسکی سفارش کردی اور ان خواص کا حال یہہ ہی کہ یہہ لوگ
بادشاہون اور رئیسونکی شریک اور مددگار اور انتظام ریاست کی دار مدار ہوتے ہین اگر وہ نہون تو
لوگونمین اونکا قابو بھی نہ بھیلے اِسنظر سی خواہ مخواہ خواص کی سفارش اونکو قبول کرنی ہی پڑتی
ہی مگر جو شخص اپنی ذات سی غنی ہو اور تمامی آسمانون اور زمین کے لوگ اوسکی غلام ہون اور اسیکے
زیر حکم ہون تو ایسی لوگونکی افعال اوسکے حکم و اجازت پر مقید رہینگی اب اگر مشرک ان سی
شرک کری اور خدا کی سوا انکو سفارشی ٹھہراوی اس خیال سی کہ جب مین ایسا کرونگا تو وہی ہمکو

جو آدمیونمین سے سفارشی ٹھہرانے سے ہوا کرتا ہی تو وہ قیاس مین خطا کرتا ہی اور خالق
اور مخلوق مین اور مالک اور مملوک مین اور غنی اور محتاج مین فرق نہین کرتا اور نری
بندہ کو جو بدون اذن اپنے مالک کی کچھہ نہین کرتا مثل شریک اور مددگار اور پشت پناہ کے
قرار دیتا ہی اور اسی قیاس فاسد سے بتونکی پرستش ہوئی ہی پھر جو شخص مخلوق سے سفارش کرتا ہی
تو جس باہمین سفارش کرتا ہی اوسکی لئی ایک نرا سبب ہے کہ جسکی سامنے سفارش کرتا ہی اوسکو
یعنی بادشاہ کو مثلا تحریک کردی اور بعض اوقات اس سفارش کا کوئی مانع بادشاہ کے پاس ہوتا ہے
مثلا جس باہمین سفارش کرتا ہی وہ بادشاہ کو ناپسند ہی اسصورتمین اگر سفارش مانع سے قوی تر ہوگی تو
قبول کیجاویگی اور اگر مانع قوی ہوگا تو قبول نہوگی اور بعض اوقات دونو باتین بادشاہ کی نزدیک
برابر ہوتی ہین اسصورتمین جو امور کہ قبول اور رد کے مقتضی ہین مثل محبت وغیرہ اور رغبت
اور خوف اور اونکی عدم کی دونمین وہ متردد رہجاتا ہی بخلاف خدا تعالی کی سامنے کی شفاعت کی کہ اسمین خود
بادشاہ حقیقی سفارش کرنیوالیکو سفارش کی تحریک فرماتا ہی تو جو سفارش کرتا ہی صرف اللہ کی فرمانبرداری اور
اطاعت کے لئی کرتا ہی کہ معلوم فرمانبردار ہی اور مخلوقکی روبرو کا سفارشی بادشاہ مجازی کا محرک ہوا کرتا ہی انتظار سے کہ
اوسکو سفارشی کیطرف حاجت ہوتی ہی کہ اعانت و مدد مین اوسکی کام آتا ہی اسطرح سفارشی کو بھی اوسکی طرف حاجت عطا ملنی کی
ہی غرضکہ وہ دونو ایکدوسرے کے محتاج ہین تو اگرچہ بظاہر سفارشی اوسکا مملوک و غلام ہے مگر واقع مین اوسکا شریک ہی
اور جس شخص کو خدا نے اس راز کی سمجھنی کی توفیق دی ہی اوسکو حقیقت توحید اور شرک کی معلوم ہوگئی ہی

عن المشفوع اليه الا ان فيه ايضا منافاة لما يقتضي القبول والرد من محبته وغيرها والخوف
والرجاء ومن ههنا كان الشفاعة عند الناس اقوى منها عند الله تعالى
وهو ظاهر ومن ههنا ايضا جاز الشفاعة عند الله تعالى فانه ليس لاحد شفيع
فوقه فيشفع له الى مطلوبه فهو الشفيع المطلق وهو الشافع على الاطلاق
وطاعته هو الشفيع المطاع فيما له من التقرب اليه والمعاونة
لعبده على حاجته اذ كل ما في الكون
ملكه وعبده ولا يتصور ان يكون
للعبد شفيع الا باذنه
ولا يفعل الا ما اذن له فيه كما قال
تعالى ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له
فالشفيع المطاع هو الذي يشفع بعد الاذن
والرضا وهذا لا يكون الا لله وحده
لا شريك له والخلق والامر كله لله
تعالى رب العالمين
تبارك الله رب العالمين

اور جسکو اللہ تعالی نے نور عقل عنایت نفرمایا تو اُسکو نور کہان **فصل** اور ایک بڑا اوس دشمن خدا کا جس سے اوسنے علم اور عقل اور دین سے کم بہرہ رکھنے والونکو فریب دیا ہی اور جاہلون اور باطل والونکو شکار کیا ہی سیٹی اور راگ کا سُننا ہی یہانتک کہ اُن لوگونکی نزدیک شیطان کے مزامیر قران مجید کی آیتونکی نسبت کہ محبوب ترہین اور شیطانکو جو کچھ فسق و معصیت اوسنے منظور تہا تو اوسنے اپنا مطلب بہر پایا اور اونکی توصیف مین کہنے والے نے خوب مضمون کہا ہی **نظم**

پڑہیئے کتاب اونپہ تو ڈر ہو بیطلقا	لہو و لعب کے طور سے پر سر کو لین جہکا
اور راگ ہو تو رنگین گدہی کیطرح بہم	یہہ ناچ تو نہین بخدا از پئے خدا
مزمار و ڈہول اور ہون مطرب کے راگ و رنگ	تمنے ندیکہی ہوگی عبادت مین یہہ بلا
اللہ کی کتاب ہی دل پر بہت گران	اوسمین جو امر و نہی کو پاتے ہین سب لکہا
کرنے پہ معصیت کی جو زجر و عتاب ہی	بجلی اوسی سمجہتے ہین اور رعد کی صدا
قرآن کو جو دیکہا تو سمجہے کہ نفس کو	کرتا ہی یہہ تو دنیا کی لذات سے جُدا
اور نفس کی غرض کے مطابق پڑا سماع	نزدیک اونکی اسلئے یہہ راگ ہی بُرا
اب دیکہو جو کہ مست ہی پیکر شراب کو	اور جسکو ہی سرور مزامیر و عود کا
کیڑونکی ٹکڑی کسطرح کرتا ہے دیکہہ لو	دل جو کہ لہو مین ہی وہ پہلے ہی پہٹ چکا
پہر یہہ کہو کہ کونسا دو نو نشو نمین ہے	حرمت مین اور جرم مین اللہ کی یان بُرا

والشر لک ومن یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور **فصل** وقال اللہ تعالی ان شر الدواب عند اللہ الذین کفروا فہم لا یؤمنون وقال ایضا ان العلم والعقل والدین یدعون الی الایمان فقال ایضا ان الذین کفروا یصدون عن سبیل اللہ وقال ایضا ان الذین کفروا یصدون عن سبیل اللہ والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام

اور اسلام کے مددگار اور ہدایت کرنیوالونکی گروہ ہمیشہ ان لوگونسے اور انکی قدموں پر چلنے
اور انکی پیروی سے ڈراتی رہی انکا طریق سب ائمہ دین کے مخالف ہی چنانچہ امام ابوبکر طرطوسی نے
حرمت سماع کی باب مین جو کتاب لکھی ہی اوسکی دیباچہ مین ذکر کیا ہی اور یون کہا ہی کہ امام مالک نے
راگ سی اور اوسکی سننے سی منع فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جو کوئی ایک لونڈی مول لی اور معلوم ہو
کہ وہ گانیوالی ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ اوسکو عیب کے باعث واپس کردی اور اُنسے کسی نے
اُس راگ کا حال پوچھا جسکی اجازت مدینہ والے دیتے ہین تو فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو یہہ امر
فاسق ہی کرتے ہین اور امام ابوحنیفہ راگ کو مکروہ فرماتے ہین اور اوسکو گناہ مین سے ٹھہراتے
ہین اور یہی مذہب اہل کوفہ اور سفیان اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا ہی اور بصرہ
والونمین بھی راگ سے منع کرنیمین کچھہ خلاف ہمکو معلوم نہین ہوتا - مین کہتا ہون کہ امام
ابوحنیفہ راگ کی باب مین سب مامون سے قول مین سخت تر ہین اور اُنکا مذہب اسمین نہایت سخت
ہی اور اونکے اصحاب نے حرمت سب ملاہی کی سننے کی بیانکی ہی خواہ مزمار ہو خواہ ڈہول خواہ
لکڑی ہی کا بجانا اور فرمایا کہ یہہ ایسی معصیت ہے کہ جس سے آدمی فاسق ہوتا ہی اور اوسکی گواہی
قبول نہین ہوتی بلکہ یہہ کہا ہی کہ راگ سے لذت حاصل کرنی کفر ہی یہہ اُنکا قول ہی اور کہا ہی کہ جو
آدمی راگ کی پاس گذری خواہ اوسکی پروس مین راگ ہو تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکی نہ سننے مین
کوشش کری اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جس گہر مین سے آواز باجون اور کھیل کی چیزونکی

والله اعلم بالصواب

سُنی جاوی اوسمین بدون اونکی اجازت کی گھسجاؤ اسلئی کہ بُری بات سی منع کرنا فرض ہی
تو اگر اندر جانا بلا اذن درست نہو تو لوگ اس فرض کے ادا سی باز رہینگے اور کہتے ہین کہ جب مسلمانون
کا حاکم کسی شخص کے گھر مین سی یہہ آواز سُنی تو وہ خود چلا جاوے پھر اگر چاہی تو اُس شخص کی کوڑی
لگادی یا گھر سی نکالدی اور امام شافعی نے کتاب القضا مین فرمایا ہی کہ راگ مکروہ ہی اور
امر باطل اور محال کی مانند ہی جو شخص اوسمین بہت رہی وہ بیوقوف ہی اوسکی گواہی منظور
نکیجاوی اور آپکی اصحاب مین سے جو آپکی مذہب سے واقف ہین اونہون نے راگ کی حرمت کی
تصریح کی ہی اور جو لوگ کہ راگ کی حلال ہونیکو آپکی طرف منسوب کرتی ہین اونپر انکار کیا ہی
مثل قاضی ابوطیب طبری اور ابن صباغ کے شیخ ابو اسحق نے تنبیہ مین کہا ہی کہ
حرام کام پر اجرت لینی درست نہین جیسی گانا اور بجانا اور شراب کا اُٹھانا اور اسمین کچھہ
خلاف ذکر نہین کیا۔ اور مہذب مین کہا ہی کہ حرام کام پر اجرت جائز نہین اسکی وجہ یہہ ہی کہ
وہ چیز حرام ہی اسلئی اوسکا عوض لینا جائز نہین جیسی مردے اور خون کا عوض ناجائز
ہی۔ اور ابوبکر نووی نے اپنی روضہ مین کہا ہی کہ دوسری قسم یہہ ہی کہ بعض
آلات غنا سی گادی جنسے طرب ہوا کرتی ہی اور شرابخوار اونکی عادت مین سی ہے
جیسی تمورا اور سارنگی اور چنگ اور تمام باجے اور تار کی چیزین اونکا سُننا اور
برتنا حرام ہے اور کہا ہی کہ بالنسلی مین دو قول ہین لغوی نے حرمت کی صحت بیانکی ہی

ورد دخل فیہا بغیر اذنہم لان
مراعاۃ عن المنکر فرض فلو لم یجز
لہم الدخول بغیر اذن منعہم الناس
من القیام بالفرض قالوا ویقام
الحاکم الامام مقام ذی السلطان
وان سمع فی دار من یثق بہ
الشافعی فقال فی کتاب القضاء ان الغناء لہو
مکروہ یشبہ الباطل والمحال ومن استکثر منہ
فہو سفیہ ترد شہادتہ وصرح اصحابنا العارفون
بمذہبہ بحرمتہ وانکروا علی من نسب الیہ
حلہ کالقاضی ابی الطیب الطبری وابن الصباغ
قال الشیخ ابو اسحق فی التنبیہ ولا یجوز
علی منفعۃ محرمۃ کالغناء والزمر وحمل الخمر ویدل
فیہ خلاف وقال فی المہذب ولا یجوز
المنافع التی ہی محرمۃ لانہ محرم فلا یجوز
عنہ کالمیتۃ والدم وقال ابوبکر النووی
روضۃ القسم الثانی ان یکون بعض
الغناء وہو من شتی انشاء
الحن وہو مطرب کالطنبور
والصنج وسائر المعازف فہو حرام
عین مسمی غناء واستماعہ
قال ورد فی الخبر
الحسن یعنی الغنا

پہر امام غزالی سے اوسکے جواز کو ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ صحیح بانسلی کی حرمت ہی ہے
جسکو شبابہ کہتے ہین اور ابو القاسم دولقی نے ایک کتاب بانسلی کی حرمت مین لکہی ہی
اور ابو عمرو بن صلاح نے اُس سماع کی حرمت پر اجماع بیان کیا ہی جسمین دف اور بانسلی
ہو اور اپنی فتاوی مین یون کہا ہی کہ اس سماع کی اباحت اور حلال ہونیکا حال یہہ ہی
کہ دف اور بانسلی اور راگ جب سب اکٹہی ہوتے ہین تو اوسکا سننا سب ہیونکی امامون
اور مسلمانونمین سی علما کے نزدیک حرام ہی اور ایسے شخصونمین سی جنکا قول اجماع اور
اختلاف مین معتبر ہی کسی سی بھی اس راگ کی اباحت ثابت نہین ہان بعض اصحاب
شافعی سی جو خلاف نقل کیا گیا ہی تو وہ صرف اکیلی بانسلی اور اکیلی دف مین ہی جو
شخص تامل نہین کرتا وہ اوس سی اسی سماع مین شافعیونکا خلاف سمجہہ لیتا ہی اور یہہ ایک
وہم ظاہر ہی جسپر شرع اور عقل کی دلیلین پکار کر رہی ہین علاوہ ازین کچہہ ضرور نہین
کہ ہر ایک خلاف قابل لحاظ ہو اور جو شخص کہ علما کی اختلافات کی پیروی کری یا اُنمین سی
صرف اجاز تونکو اختیار کرلے وہ کافر یا قریب کفر ہوجاویگا اور جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ یہہ
سماع ثواب و طاعت ہی تو انکا قول مسلمانونکی اجماع کی خلاف ہی اور جو شخص اونکی اجماع کے
خلاف کری اوسپر وہ سزا ہی جو اس آیت مین اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ اور جو کوئی مخالفت کری رسول
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا
سی جب کہ کھل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی سب مسلمانون کی راہ سی سوا ہم اوسکو حوالہ کرین اوہی طرف جو اوسنی پکڑی اور

سماع راگ کی بابت

اقوال اکثر علما کے اسبارہ مین

بانسلی کی حرمت مین

بانسلی کی حرمت پر اجماع

دف اور بانسلی کی حرمت پر اجماع

سماع کی اباحت اور حلال ہونیکا حال

دف اور بانسلی اور راگ کی حرمت پر اجماع

بانسلی کی حرمت مین

بانسلی کی حرمت مین

بانسلی کی حرمت مین

اور ابو القاسم نے دو فرقونکو بہت چتہاڑا ہی جن سی کہ اسلام مین مصیبت ہی ایک
اوس چیز کی حلال کرنیوالی جسکو اللہ نے حرام فرمایا ہی دوسرے وہ جو اللہ کا تقرب ایسی چیزون سے
کرین جو اونکو اوس سی دور کرین اور امام شافعی اور اونکے پہلے اصحاب اور جو لوگ اونکے مذہب سے
واقف ہین وہ اسبابمین نہایت سخت قول کہتے ہین اور امام شافعی سی برابر ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
مین نے بغداد مین اپنے پیچھے ایک چیز چھوڑی جسکو زندیقون نے ایجاد کرکے تعبیر نام رکھا ہی اور اوس کے
باعث لوگونکو قرآن سی روکتے ہین جب آپکا قول تعبیر کے بابمین یہہ ہوا اور اوسکی یہہ وجہ فرماتے
ہون کہ یہہ قرآن سی روکتی ہی حالانکہ تعبیر دنیا سی بے رغبتی کی اشعار ہوتے ہین کہ گانیوالا اُنکو گاتا جاتا ہی
اور حاضرین مین سی کوئی شخص ایک لکڑی سی چمڑی پر خواہ تکیہ پر تال دیتا جاتا ہی تاکہ وہ اگ اثر
کری تو اب بتاؤ کہ جس راگ کی سامنی تعبیر ایسی ہو جیسی سمندر کے مقابل مین تھوک کہ سب قسم کی خرابیون
اور حرام چیزون پر شامل ہو اوسکو آپ کیا فرماوینگے۔ اللہ تعالی نے تو اپنا دین صاف بیان فرمادیا
اور ہر سیکھنے والی فتنہ مین پڑے ہوی اور جاہل عابد کو بتادیا سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ پہلے یون
کہا کرتے تہے کہ بدکار عالم اور نادان عابد کی فتنہ سی ڈرنا چاہیے کہ انکا مبتلا ہوجانا ہر مبتلا کی
لئے خرابی ہی اور امت کے اندر جو خرابی آگئی ہی اوسکو اگر کوئی تامل کری تو جانے
کہ یہہ انہین دو مبتلا شخصون سے آئی ہی **فصل** اور امام احمد کا قول یہہ ہی کہ اونکے بیٹے عبد اللہ
کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سی راگ کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ راگ

تصحیح اور اطلال الحلال فی الخ
علی ما بین الطائفتین المبتلین
باب اجتماع الفرقین علی الحلال مما حرم
اللہ والتقرب الی اللہ بما
ینافی علمہ عنہ والتشاغل
وقد بناہ اصحابہ والعارفون
بمن ہو بہ من غلاظ الناس
قول فی ذلک وقد تواتر عن الشافعی
کیہو التعبیر یصد عن القرآن
قول فی التعبیر وتعلیلہ انہ یصد عن القرآن وہو قول ضعیف
قول فی التعبیر یغنی ح بعض فیضرب بہ بعض الحاضرین بقضیب
نظم وعلی یختم علی قلوبہم
قول فی سماع التعبیر عنہ کفناء فی بخرق
کان یقال الحذر واقتلہ العالم الفاجر والعابد
الجاہل فان فتنتہم فتنۃ لکل مفتون ومن
قال فساد الدین
فصل
المتعلقین بہذین فصل
وامام احمد فقال
عبد اللہ ابن سألت
ابی عن الغناء فقال الغناء

دلمین نفاق اگاتا ہے مجکو اچہا معلوم نہین ہوتا پہر امام مالک کا قول ذکر کیا کہ
اوسکے مرتکب ہمارے نزدیک فاسق ہی ہوتے ہین عبداللہ کہتے ہین کہ مین نے
اپنے باپ سے سُنا ہے کہ کہتے تھے کہ مین نے قطان کو کہتے سُنا ہے کہ اگر کوئی شخص
ہر ایک اجازت پر عمل کرے یعنی کوفہ والونکے قول پر نبیذ کا پینا جائز سمجہے اور
مدینہ والونکے قول پر راگ مین عمل کرے اور متعہ کے بابمین اہل مکہ کے قول پر عامل ہو تو
وہ فاسق ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ سلیمان تیمی نے یہہ فرمایا ہے کہ اگر تم ہر عالم
کی اجازت یا لغزش اختیار کرلو تو تمام بُرائی تم مین اکٹھی ہوجاوے اور اونہون نے
آلات لہو مثل تمورہ وغیرہ کے توڑنے مین حکم قطعی فرمایا ہے بشرطیکہ اونکو کہلا ہوا دیکھے
اور توڑ بھی سکتا ہو اور جسوقت آلات مغنی کے کپڑونمین چہپی ہوئی ہون اور اوسکو
اُنکا علم ہوجاوے تو امام احمدؒ سے اونکی توڑنے مین دو روایتین قطعی ہین اور اگر
یتیمونکو ترکہ مین ایک لونڈی گانیوالی ملی جسکی قیمت بیس ہزار کی ہو اور اگر بدون راگ
کے بکے تو دو ہزار کی ہوتی ہے اس مسئلہ مین یہہ حکم فرمایا ہے کہ اوسکو سادہ ہی
کرکے بیچنا چاہئیے اب دیکہو کہ اگر راگ کا نفع مباح ہوتا تو یتیمون کے مال مین سے
اوسکو جانے نہ دیتے **فصل** اور راگ کا سُننا اجنبی عورت اور نے ریشی مرد سے
نہایت بڑا حرام اور بہت زیادہ دین کو خراب کرتا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہین

بنت النفاق فی قلبہ کما یعنی
ثم ذکر قول مالک انما یفعلہ
وسمعت ابی یقول سمعت القطان
یقول لو ان رجلا عمل بکل رخصۃ
یقول اہل الکوفۃ فی النبیذ و
اہل المدینۃ فی السماع و اہل مکۃ
فی المتعۃ کان فاسقا قال احمد و قال
سلیمان التیمی و اخذت برخصۃ
کل عالم او زلۃ کل عالم اجتمع فیہا الشر
کلہ و نص علی کسر الملاہی
الصور کالطنبور و غیرہ اذا رآہا
ویقدر علی کسرہا و امکنہ کسرہا و علم انہ
یکسرہا اذا کانت منصوصا لا مختلفا فیہ
وعلم بجہالۃ روایان منصوصان و نص فی ایام
وفی اجتماع تباعۃ متفاوت عشرین الفا فقال لا یباع
الا علی انہا لہو مباح جنسہ ولو کانت
منفعۃ الغناء مباحۃ
لما فعلت لہن الامہات
فصل
علی الایام
وانما یحل
الا لامۃ لم فیہن
الا لحرمات وانما ہی

کہ جب کوئی شخص مالک لونڈی کا اوسکے راگ سننے کے لئے لوگونکو اکٹھا کرے
تو وہ عقل سے خارج ہی اوسکی گواہی رد کرنی چاہیئے اور اس امر کو بُرا کہا ہی
اور فرمایا کہ یہ دیوث پن ہی قاضی ابو طیب نے کہا ہی کہ اُس شخص کو جو آپ ہی عقل سے
خارج فرمایا تو یہ وجہ ہی کہ اوسنے لوگونکو باطل کیطرف بلایا اور جو لوگونکو باطل
کیطرف بُلاتا ہی وہ بیوقوف اور بدکار رہوتا ہی مولف کہتے ہین کہ عود اور تمورا اور
تمام کھیل کی چیزین حرام ہین اور اُنکا سننے والا فاسق ہی اور جماعت کی پیروی بہ نسبت
دو شخصونکی اتباع کے بہتر ہی جنپر طعن ہوا ہے۔ مین کہتا ہون کہ ان دو نوسے مراد
ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ بن الحسن ہین اِسلئے کہ مولف کا قول ہی کہ راگ مین ہمارا
خلاف دو شخصونے کیا ہی ایک ابراہیم بن سعد نے چنانچہ تناجی نے روایت
کی ہی کہ ابراہیم راگمین کچھہ مضائقہ نہین جانتا تھا دوسرے عبید اللہ بن الحسن عنبری نے
اوسمین بھی لوگونے طعن کیا ہی **فصل** ابوبکر طرطوسی کہتے ہین کہ یہہ جماعت مسلمانون
کی جماعت کی مخالف ہی اِسلئے کہ اونہون نے راگ کو دین اور طاعت ٹھہرالیا اور
مسجدون اور بزرگ جگہونمین اوسکے اعلان کے معتقد ہین اور امت مین کوئی
ایسا نہین جسکا اعتقاد اِسطرح کا ہو۔ مین کہتا ہون کہ بڑی خرابی یہہ ہی کہ لوگ
اِس طریق کو جو خود اور اوسکے کرنیوالے ملعون ہین عرفہ کی شام کو

للاجین قال الشافعی رضی
ایجاب زیادۃ اذا اجتمع الناس علی
فھو سفیہ ثم تشتھی اذنہ
واغلظ القول فیہ وقال
ھو دیاثۃ قال القاضی
ابو الطیب انما فصل ما ذکرنا
سفیھا لانہ دعی الناس الی
الباطل ومن دعی الناس الی الباطل کان
سفیھا فاسقا قال وانما عوّل الجماعۃ وکل من اتبع الجماعۃ اولی من اتباع رجلین مطعون
علیھما قالت ھذا ابراھیم بن سعد وعبید اللہ بن الحسن فانہ قال وخالف فی الغناء الا رجلان
من اھل العلم ابراھیم بن سعد فان التناجی حکی عنہ
انہ کان لا یری بہ باسا والثانی عبید اللہ
بن الحسن العنبری قاضی البصرۃ وھو
مطعون فیہ **فصل** قال ابوبکر
الطرطوشی وھذہ الطائفۃ
بجماعۃ المسلمین لانھم جعلوا
الغناء دینا وطاعۃ وقربۃ
اقامتہ فی المساجد والبقاع
الشریفۃ ولیس فی الامۃ
من یری ھذا الذی قلت من
اعظم المنکرات عکس ما
اقامہ ھؤلاء الملعونون وھو

مسجد اقصے میرا ور منی کے دونو مین مسجد خیف مین کرنے دیتے ہین ہم نے
بہت دفعہ مار پیٹ کر وہانسے اونکو نکالا ہے اور مین نے دیکہا ہی کہ خود مسجد
کعبہ مین وہ یہی حرکت کرتے ہین لوگ تو دعا اور انکسار اور اللہ کیطرف
زاریمین ہوتے ہین اور یہہ لوگ بانسلی اور دف کے ساتہہ راگ ملعون مین ہوتے
ہین پس ایسی لوگونکا اسبات پر رہنے دینا فسق ہی جو اونکو رہنے دی اوس کی
عدالت اور منصب دینی مین بٹہ لگتا ہے اور بعض علمانے کہ اُن لوگون کو
دیکہا ہے کیا خوب کہا ہے **قطعہ**

کہو اُن سی نصیحت کیطرح تم	نصیحت ہی بجا گر ہو دی مقبول
یہہ کیسی جانا لوگون نے کہ دین مین	غنا کو کہتی ہین سنت ہی منقول
کہانسی ہی گدہی کی طرح کہانا	پہر اوسپر جمع مین وہ رقص معقول
کہین ہم مست ہین حب خدا سی	نہین بل چاٹکر پالے گئی پھول
ہون ایسی ہی بہائم جب شکم سیر	تو سیری مین اڑاتے ہین بہت دہول
عجب ہی مست ہونے ہی غنا سے	نشا یسین سی پادین نہ مجہول
نہین تمکو دریغ انکار بدعت	خرد کو اپنی کرر کہا ہی معزول
جو ذلت مسجدونکی راگ سی ہو	نہین بنجا نو نمین بہی ایسا معمول

اور دوسرے نے کہا ہی کہتے ہین کہ اس قصیدہ کے مولف شیخ عزالدین ابن عبدالسلام ہین واللہ اعلم

دین کے مرد جو تھے جاتے رہے وہ درد ا — فرقہ اوباش و کمینونکی ہوی اونکی جا
اونکو دعوی ہی کہ ہم چلتے ہین اگلونکی راہ — لیک سیرت سی یہ دعوی نہین ثابت ہوتا
گدریان پہنین لگی جنمین بہت سی پیوند — قطب ابدال کے ہین فقر مین گویا ہمتا
دین کے سالک جو ہین انکی یہ ہوی ہین سہزن — جہل و گمراہی سی کہویا ہی ہدایت کا پتا
جسم ظاہر پہ تو رکہتے ہین وہ تقوی کا شعار — لیک باطن مین بہرا مکر و فریب اور دغا
گر کہو اونسی کہ اللہ و نبی کا ہی یہ حکم — کبر سی وہ کرین جسمیں کہ ہین منکر گویا
یا کہو اونسی کہ اصحاب نبی کا ہی یہ قول — یا کوئی تابعی اسطرح سے ہی فرماتا
یا کہو اونسی رسول عربی کا ہے یہ امر — ہو درود اونپہ خدائی ملک قادر کا
کہتے ہین شافعی یہ خواہ امام اعظم — خواہ ہی احمد و مالک نے یہ ارشاد کیا
یا کہو اونکی جو تابع ہین وہ یہ کہتے ہین — اونکی نزدیک یہ سب قول ہین مانند ہوا
کہتا ہی دلکو میری پونہچا ہی اوسکی سر سی — شر سر سی اوسی اور اوسکو راہ اوسی
حضرت و فکر سی پہر خلوت و شاہدہی سیر سی — وارد و حال سی پہر صفو زبان سی پہنچا
کنہ مشہد سی اوسی ذات کی سر سی اوسکو — وصف افعال سی میری جو ہی ادنی اعلی
یہ تو دعوی ہی مگر جب کرو اوسکو تحقیق — پاوگی نام ہین سب جہوٹے لقب ہین بیجا

اقتباس زر گفت بجان

دعوی اذا لم تحققہا الفعال

عن سر ذاتی عن صفاتی عن افعال

عن صوفی فی غرجیقہ مشہدی

عن شاہدی عن وارد عن حال

عن حضرتی عن فکرتی عن خلوتی

عن سری عن سری عن صفاتی

وقال بعضہم قال لی قلبی قلت لقلبی

قال لی ربی قلت قال اللہ قال رسولہ

وقلت قال الصحابہ

وقلت قال التابعین

وقلت قال ائمۃ المسلمین

وقلت قال العلماء

وقلت قال الاولیاء

بعضہم فی القول والاعمال

وقلت قال الاولیاء المصطفی صلی اللہ

افضل الرسل

وقلت قال الشافعی رحمہ

وابو حنیفۃ والامام المالک

بعضہم فاکثر عن عمر

ان عن سری عن سری عن صفاتی

عن حضرتی عن فکرتی عن خلوتی

عن شاہدی عن وارد عن حال

عن صوفی فی غرجیقہ مشہدی

عن سر ذاتی عن صفاتی عن افعال

دعوی اذا لم تحققہا الفعال

اقتباس زر گفت بجان

ہو حقیقت سے جدا اور شریعت کو چھوڑ — جاہلون گمرہونکو اپنا کیا راہنما

سمجھی جھگڑے کو کشود اور خطا کو اعجاز — پھر کمینونکی طرح کرتے ہین سب پر حملا

پھینکا قرانکو پس پشت اونہون نے جسطور — کرتا ہی کہا دمسافر کوئی فضلہ کو جدا

خواہش نفس کو ٹھہرایا غنا کا مرکب — جھوٹے اقوال کہی اوسکی صفت مین صدہا

طاعت و قربت و سنت اسی کہتی ہین وے — شیخ اس سنت و قربت کا ہی شیطان بوڑہا

پہانسا اس شیخ پرانی نی انہین جُل دیکر — اوسنے جب انکو بلایا تو کہا مان لیا

سمجھین صوفی کی لئی شعر کی سُننے مین وہ نفع — سا تون صورت سے تلاوت مین نہووے ویسا

چھوڑا قران و احادیث و اثر کو اسوجہ — اونکی گمراہی پر انمین ہی شہادت پیدا

بخدا قابو مین جیسی کیا دشمن نے انہین — داؤ مین اوسکے نہ آیا کوئی ہوگا ایسا

پہلی تو پھندی لگائی نہ پہنسا جب کوئی — تب یہ جال اوسنے لگایا ہی محیط اور انوکھا

پھر تو یہ حال ہوا انکا کہ مجلس مین بیٹھہ — کپڑونکو دین کو احوال کو سبکو پہاڑا

اپنی خواہش کے سوا اور نہین سُنتے ہین — اوسکی مشغولی مین اونکو نہ کوئی شغل رہا

دہنی جانب کو بلائی گئی تو رخ کو پھیر — بائین جانب کو روانہ ہوئی وہ سر و پا

کرتی ہین ایسی جو سُنتی ہین وہ قران مجید — جیسی مہمل کوئی ہو کر گری بہرا اندہا

اونپہ قاری جو بڑہا کر کسی سور نکو پڑہی — اپنی سُستی سی سمجھتے ہین کہ ہی بوجہہ بڑا

جعلوا کلام افتخار الفاظ تخطا — شنطا وصالوا صولة الاذلا

بین کتاب الله خلف ظهورهم — بین لمس وفضلة الاکل

جعلوا السماع مضیعة لهوهم — وغلوا فقال فیه کل مقال

هو طاعة هو قربة هو سنة — صدق مقال الشیخ ذی الاضلال

صاد بحبائل شیخه اتباعه — سماع الشعر نقض لنقض من تحبسهم

تجرو الله القرآن والاخبار والآثار اذ نبذ تحصر

بضلال تالله ما ظفر العدو بمثلها

واحسنه الا مال نصب جبال لصید فاقتفو

بها فاتی بذلک الشرک المحیط الهلاک فاذا هم شبکة

العنکبوت مبنی بالانوب والادیان والاحوال

لا یسمعون سوی الذی یهوونه یشغلهم عن

کل شغل ودعوا الی ذات الیمین فاعرضوا

غنها وسار الفعام من فاتهم

تهمال ودعوا الی القفار فاعرضوا

القشر عن عبد سمیا دفاعها

وازدادت الفاری

علیهم سنوم فاطالها

عدوا فی الضلال

کوئی قاری سی یہہ کہتا ہی پڑہنا نہین شرط
چھوتی ہی کیون نہین پڑہتی کہ جو دیتی ہو ہکا

تسپہ پڑہنے مین ہنسی شور و غل و بے ادبی
واہ قران کو کیا سنتی ہین خاطر کو لگا

راگ کا سا منہ اونکی جو کہین ہو کہڑاگ
بولین اوسکی عظمت ہی جو کہین ممکن کیا

گردنین پڑہتی ہین پہر تا سنین شیطانکا پیام
جسکو قوال سناتا ہی انہین منہ پھیلا

بوڑہی کی وحی کو سنکر کے ہلاتی ہین سر
موجب اس ہلنے کا سمجہین طرب و شوق لقا

درد و اشواق کا اور حال کا ہو پہر تو ہجوم
بہتری انمین جو ہووی نہ کبہی ہو اصلا

ہوتے ہشیار تو والہ وہ کرتے معلوم
اونپہ کیا کچہہ بری کا مونسی پڑی آکے بلا

لیک مجبور ہین قابو مین نہین اونکی عقل
سخت تر می کی نشے ہی ہی اونہین سکر غنا

جب وہ دونو ہون اکٹہی کسی جی مین یکبار
تب تو یکبارگی پڑجاتا ہی اوسپر ٹوٹا

ای وہ امت کہ کیا دین نبی کو ہی کہیل
جیسی نو عمر کہ کیچڑ سے کرین بازیچا

دین مین ایسی ہو تم جیسی کہ ہین اہل کتاب
بخدا دیوین نہ ان کامون پہ ہرگز وہ رضا

جو کہ تمسے ہین قریب اونکو دلاتے ہین وہ ننگ
گرچہ چہپایا کہلا اکر پڑے اون سے جہگڑا

کہتے ہین ہمسی کہ جس دین کی عبادت ہو راگ
حق کہو اوسکو تو واقع مین نہین ہو سکتا

بل شریعت نہین کوئی کہ کہو اوسکو درست
پوچہو تم اہل شرائع سی کہ کافی ہوگا

گر کہو تم کہ حقیقت مین یہ ہی فسق و فجور
اور ہی زینت ابلیس برای سفہا

وذروا الذین اتخذوا دینہم لہوا ولعبا
ان الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون
ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون
واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی رجسہم
ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم
ان ہی الا اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم
ما انزل اللہ بہا من سلطان
ان یتبعون الا الظن وما تہوی الانفس
ولقد جاءہم من ربہم الہدی
ام للانسان ما تمنی
فللہ الآخرۃ والاولی
وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا
ان بعض الظن اثم
ان اکثرہم لفاسقون
ان اکثرہم لا یعقلون
ان اکثرہم لا یعلمون
ان اکثرہم لا یشعرون
ان اکثرہم لا یؤمنون
ان اکثرہم لکاذبون
ان اکثرہم لا یتبعون الا ظنا
ان اکثرہم لفاسقون
ان اکثرہم لا یعقلون
ان اکثرہم لا یعلمون
ان اکثرہم لا یشعرون
ان اکثرہم لا یؤمنون
ان اکثرہم لکاذبون
ان اکثرہم لا یتبعون الا ظنا
ان اکثرہم لفاسقون

دین سی وحی سی اللہ نکی نا باز رہین
کام کر جا ہی جو کچھہ کرنا ہی اُسکو حیلا

ہم بھی دیونگی شہادت کہ یہہ نبیونکا ہی دین
گمرہی نام کو اسمین نہین حق سی ہی بہرا

اپنی کانونسی یہہ والہہ سُنا ہی ہمنے
ہوتی ہین جگہڑہی باتونمین وہ اگر گویا

نوبت آخر کو پونہچتی ہی تو اُس حیلے پر
دین کے بندونکو جینے کہ کیا ہی ڈہیلا

دین ان حیلونسی وہ کپڑا ہوا ہی جسکے
ہو دین پیوند جدا پوچ ہوتا نا با نا

گر یہی چاہتا ہی تو کہ کری مکر و فریب
حیلی تلبیس بہت سی کری اسمین پیدا

ایسا کر حیلہ کہ تجھپر نہ رہی کوئی فرض
ہو وہی اللہ کا حرام اُس سی حلال اور روا

جو کہ مظلوم ہو حیلہ سی وہ ظالم پہ بڑہے
ہو وہی ظالم تو وہ مظلوم سی چاہی بدلا

کر لی حیلہ سی نجہی کرنی ہی جو کچھہ تبدیل
دخل حیلہ کو ہی تبدیل مین کا موں کی بڑا

کام نکلیگا تیرا سمجہی گا گر حیلے کو
فعل اور قول سی جو چاہیگا بنا دیگا

حیلے سی پہلے تو نے نام رکہہ اُسکا کچھہ اور
لفظونمین سی تو بہت ہوتے ہین معنی پیدا

سود کہانیکی لئی کوئی بہانہ لے ڈہونڈ
رکہلی کچھہ نام بہلا گرچہ برا لفظ رہا

کر اسیطور کسی حیلہ سی تو وطی حرام
مُنہ سی مت کہہ کہ زنا کرتا ہون اور چین اُڑا

پوری جب عقد ہو تب حیلہ سی وی اُسکو توڑ
بن نہین سکتا ہی بی حیلہ کی یہہ کام ذرا

حیلہ گر ایسی ہی امراض کی ہوتی ہین طبیب
آہ کہہ دین پہ ہے ان حیلہ گرون سی کیسا

وفی ان من اقوالھم ھو یقال
وانکر ذالک القوم الکمل الذی ھو فخر
عفی اللہ عن ھذا الرجل فانہ نحن فصال بجملۃ کالذنب
المعلق بنجبہ * فیہ تفصیل من کلا وصال
وکنت من عکرومۃ من نخع ومن * نجاد ولابس
بل اقول ان فلانا علی اسفاط کا فی بضعہ * وعلی
اللہ بالحلال والحرام * وحلف علی الطلاق بغیر ظلما * وعلی
الظلم والبخور والعمار * وان کنت تفہم ما ظفر بحلیہ
النقد والبخور والعمار * وان کنت تفہم ما ظفر بحلیہ
فی من الافعال والاقوال * فاحفظ علی تعرب
لفظہ * واحفظ عن الکل الربا والبغی منہ
واحفظ علی الوطی الحرام وکل بدا
من زنا وانکر رضی الکبار *
واحفظ علی حل العقود وفسخہا
بتہ الالزام وذا رد واشکال *
ما یحتہ الاعلی الحیل فقہ طیبہا

توڑو نفونکو تو حیلی سی کہ تا ہون بے قید
انکو باطل جو کری تو تو کبھی مت شرما

فکر کرا ور کر اندازہ تو پھر کر تفصیل
کہیں اُسی شکل مین جسمین تجھی ہو وی غلبا

ایسا حیلہ کوئی کر جس سی کہ میراث تمام
چھینکر وارثونسی کرلے تو اوسکا لقما

اونسی یون کہہ کہ اگر مال تمہین لینا ہی
تمکو واجب ہی کہ ثابت کرو حصر اور رشتا

پھر جو اسباب مین وہ کوئی شہادت لاوین
کردی باطل تو اوسی تا ملے تجکو سارا

کیونکہ ہی حصر کا اثبات نہایت مشکل
نفی و اثبات کا ہوتا نہین کوئی دانا

کر بہانہ کوئی تا ہاتھ لگے مال یتیم
کیونکہ مالک ہی ضعیف اور یہ ہی رزق اچھا

ڈر نجھی کوڑیکا اوسکی ہی نہ تلوار کا خوف
معتبر مال کے ہوچکنی مین ہی تیرا کہا

وقف کی مال کے کہانیکو کوئی حیلہ کر
وہ تو سانڈونکی طرحسی نہین مالک رکہتا

وقف باطل ہی یہہ کہتے ہین امام اعظم
اصل جب اسکی ہی باطل تو نہین کچھہ کھٹکا

مال افتادہ ہی یہہ مرگئی اوسکی مالک
جتنا دل چاہی تو لی اوسکو مت رکہہ کانٹا

قاضی عادل اگر حکم کری تو ہو درست
وقف کی شرط نہو گر تو وہ کب ہوے ادا

مقصد اور شرطونکو لوگون نے کیا ہی بیکار
اسلئی ماجرا سب ہوگیا ہی مہمل سا

قاضیون اور گواہونسی ہی اوسکی تکمیل
پوچھہ حال اُنکا تو ایسی سی جو دی تجکو بتا

جو کہ شاہد ہین رہ راست اسی کرتی ہین عدول
قول اور فعل کا اُنمین نہین کوئی سچا

ملک الشہادۃ وہو الاثبات بالعدول * وحصر الارث بالاقوال * واعمالہا
حق الحجر وہو الاثبات بالعجز عن التصرف * وحصر الارث بالاعمال
موضع الاشکال * فالحکم فیہ بالاقوال * واعمالہا
وزن الشہادۃ وہو الاثبات بالعدالۃ * وحصر الارث بالاقوال * واعمالہا
ولایۃ الامین ضعیفۃ * والقول قولہ فی نفاد تصرفہ
واختلف علی کل الوقف فقالا * مثل السوبر یۃ
ولا مال * فابو حنیفۃ عندہ ہی باطل فی الاصل
فی بطلان * فقالا مال ضاع ارباب ہلک کذا
فحق تسبیلا * کما یقال * واذا یصح بحکم قاض
عادل فقد وطا صاحت * ان اختلال
قال تعطل الناس الشروط وہا
مقصود ہا فالکل فی اتمام
وتمام ذا اذ قضانا وشہی دتہ
فاسأل بہ خبرۃ بالحال
اما الشہود فہم فعدل عن طریق
العدل فی الاقوال والافعال

مکر و حق پوشی و چغلی و فریب و دوزدی
ایک لینے کی لئے کرتے ہین کتنا دہوکا

بھولجاتا ہی شہادت کو قسم کہاتا ہی
دلمین غفلت ہی میری ہین تو وہ سب ہو لگیا

دیکھہ پرسکہ کو کہتا ہی مجھی آیا یاد
واہ کیا خوب ہی یہہ یاد دلانیوالا

پھر کوئی کہتا ہی مین تھوڑیسی رشوت لیکر
داخلِ نارِ جہنم ہون مجھی مطلب کیا

پیٹ بھردی میرا رشوت سی کہ تا آخر کار
طوق دوزخکو لئی شانونپہ مین پاؤن سزا

قاضیونکا بھی یہی حال ہی جو تو نی سنا
بات کہنی کی نہین اپنی زبان کو نہ ہلا

ایسی حکمونکی لئی قاضی جی کیا دوگے جواب
فسق یا کفر کا جنسے لگے تمپر فتوا

پھر جو فریاد کروگے تو لگیگا درّہ
جیسے پڑتا ہی خطاوار پہ اسجا جوتا

وہ سٹاسٹ کہی اور تم کہو بس بس لیکن
بول اس جھگڑی مین دری ہی کا ہو دنی بالا

پس تجھی ضرب و نصیحت سی بچادی اللہ
کذب و بدفعلی سی بھی ہووی وہ حامی تیرا

اسپہ طرّہ ہی کہ نسبت کرین سب چیزونکو
دین احمدؐ کیطرف اور نکرین خوف خدا

خواہشِ نفس و جہالت پہ بلاوین گمراہ
کب رسولِ عربی حکم دین انکا حاشا

آپکی سامنی بیٹھہ باتین جو ہوتین درپیش
اصل انمین سی کسیکی بھی نہ کہتی برپا

آپکی حکم سی لیکن جو موافق پڑتین
اونکو البتہ پذیرائی کا رتبہ ملتا

رحمت و صلح ہو یا جنگ ہو یا کوئی بات
سب جگہہ حکم مین ہی آپکے انصاف سرا

وَاِمَّا اَفَاْخُذُ وَتَمَّمَا وَلَمَّا تَبْلُسْ
یعنی شہادۃ وتحلف انہ
ناس لہا والقلب فی اغفال
قادر ای المنقوش قال ذکرہا
بالمس کجنب بالامثال
وبقول فاتلھم اخوض النار فی
ان خائض للمنکرین اخر الاغلال
فالقضاۃ فقہوا تعزم ما قال سمعت
فالقہ بمکان ما ذا یقول لمن یقول بحکمہ
ان فاسق او کافر فی الحال
استغفت بالجلال الذی قطع قوائم الکمنا
طرف نعال فیقول طق فیقول قط قط بعزتک
الجلال ذی الاعمال فاجازہ الرحمن من ضربہ من عرض
ومن کذب و سب فعال ھذا ونسبتہ الی الجمع
ال دین الرسول وذا من الاھوال حاشا رسول اللہ
حکیم باھو ویجعل تلک الصحائف فی الشمال
واللہ لو عرضت علیہ کلھا
لاجتنبہا بالنقض والابطال
الا التی ھو فیہا وفق حکمہ
فتوا الذی بالتقاہ بالافضال
احکامہ عدل وحق کلھا
فی نصحہ ومصالح وجمال

عقلین کُل خلق کی شاہد ہین کہ احکام رسول — پڑہین سب صحت و تکمیل سی از سر تا پا
آپکی حکمونکو گر دیکہو تو یہہ پاؤگے — عقل کے سب ہین مطابق کرین جل ہر عقدا
جو کوئی سُنتا ہی اونکو وہ یہی کہتا ہی — بعد اس حق کی نہین کچہہ ہی ضلالت کے سوا
آہ وہ حکم پیمبر کے خدا یاد وہ عدل — خلق مین روشنی تھی جنکی سبب اور ضیا
اونسی رحمت تہی بڑی روی زمین کے اوپر — سعد و اقبال کا تہا لوگونکے اوپر سایا
کام مین لوگونکی رہتی تھی درستی اونسے — کام جان مین تھا ہر اک شخص کی الفت کا مزا
اُنکی وضعین ہوئین تبدیل یہانتک کہ ہوئی — نہین پہچانتے اونکو نہ عمل اونپہ رہا
ہوگئی لوگونکی اعمال مین تبدیل کثیر — قول اونکی جو تھی کامل خلل اونمین آیا
اگر اللہ کا دین لوگونمین قائم رہتا — حال کو دیکہتی تم اونکی بہت ہی اچہا
جو رسی حکم جو کرتے ہین تو اُسکا منکر — اونکی دانست مین ہی مورد صد گونہ بلا
کہتی ہین شرع محمد کا تو کیا منکر ہے — شرع کیون ایسی ہوئی تہی کبہی جا شاکلا
کرتے فریاد ہین بندونکی فروج اور حقوق — سامنی داور دادار کے ہر صبح و مسا
جہوٹی حکمونسی روا جانینگی ہمکو کب تک — جنسی تو راضی نہین ای ملک ہر دو سرا

اور یہہ قصیدہ بہت بڑا ہی **فصل** اور اس اک شیطانی کے شریعت مین چودہ نام ہین
لہو لغو باطل زور سینٹی تالی زنا کا منتر شیطان کا قران

بین العباد و فوق ہا المتلال * کانت بہا فی
ہذا احکام المرسول و عدلہا
ما یجعل من الحق غیر ضلال
حتی یقول الشامعون لیک کلہ
وفق العقول تزیل کل عقال
فاذا انت لحکامہ الفتہا *
فی حکمہ من جنۃ و کتال *

ہذا احکم بالنقض بعد کتال * و کان دین اللہ
فہم فاذا کل ابتہض فی نحسن الحول * واذا
ہم حکمو الملک بجل
وبال * قالوا اتی شرع دین محمد تخاشی
لدنی الشرع الشریف لعلی ثبت فروج الناس
فرشحوہم فہ * للہ بالبرکات والاحسان *

وہی طویلہ قضا

بانا المتعال
وطن الاسماء الشیطانی فی الشرع
بضعۃ عشر اسما اللہو واللغو والباطل
واللزف والمکاء والتصدیۃ
وقرانہ الزنا وقران الشیطان

دلمین نفاق کا اگانیوالا آواز احمق آواز بدکار آواز شیطان مزمور شیطان سمود

اب ہم ان نامونکو اور کلام مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کے آثار مین انکی واقع ہونے کو ذکر کرتے ہین تاکہ راگ والے جانین کہ اونکو کیا ملا اور کس نفع کی سوداگری مین گھٹی اوٹھائی

قطعہ

دف وغناو مزامیر والیکو تو چھوڑ	اسیطرحسی توکر ترک اوسکی ناحق راہ
بروز حشر وہ جانیگا کیسا کھویا مال	عمل کی بیشی کمی سی ہو وزن پر آگاہ
اوسی تھی جسمین حیات ابد وہ ہو معلوم	عمل کو جسگھڑی وہ دیکھہ لیگا اپنی تباہ
پکارا اوسکو ہدایت نے اور ضلالت نے	تو اوسنی مانا کہا گمرہی کا خاطر خواہ
پھر آیا رخکو ہدایت سی اوسنی یون کہکر	مجھی تو باجونکی آواز کی ہی رغبت وچاہ

فصل راگ کا نام لہو اور لہو الحدیث اسطرح ہی کہ خدا تعالی فرماتا ہی ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذہا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین واذا تتلی علیہ

(اور ایک لوگ ہین کہ خریدکر لاتے ہین کھیل کی باتونکی تاکہ بھلا دین اللہ کی راہ سی بن سمجھے اور انہین اونکو ہنسی اونکو ایسی ہی دردناک سزا کی مار ہی اور جب اونکو

آیاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعہا کان فی اذنیہ وقرا فبشرہ بعذاب الیم واحدی

ہماری باتین پڑہی جاوی تو غرور سی گویا انکو سنی ہی نہین گویا اونکے کانون مین بہرہی ہی سو تو خبر دی اونکو دکھہ دائی مار کی ہی اور

وغیرہ اکثر مفسرین کہتے ہین کہ مراد لہو الحدیث سی اس آیت مین راگ ہی اور سعید بن جبیر اور مقسم کی

روایت مین حضرت ابن عباسؓ کا قول اور ابو صہبا کی روایت مین حضرت ابن مسعود کا قول اور مجاہد و عکرمہ کا قول یہی

وفی الواحدی وغیرہ من المفسرین قال العلماء بکلام العرب لہو الحدیث الغناء قال ابن عباس

علی ان لہو الحدیث ہو الغناء وہو قول ابن مسعود وجابر وقتادۃ

وہو قول ابن مسعود فی روایۃ ابی الصہبا وقول مجاہد وعکرمۃ

اور ثور بن ابی الفاختہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے وَمِنَ النَّاسِ اور بعضے لوگ ہین
مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ مراد وہ شخص ہے جو
کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کی ۱۲
ایسی لونڈی خریدے کہ راتدن اوسکے سامنے گایا کرے اور ابن نجیح نے مجاہد
سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد گانیوالی کا بہت مال کے عوض خریدنا اور اسکا
گانا اور اُس جیسا اور باطل سننا ہے اور یہی قول مکحول کا ہے اور ابو اسحق نے
اسیکو اختیار کیا ہے واحدی کہتے ہین کہ اسمین داخل ہے ہر شخص جو کھیل اور راگ اور
ڈامیر اور باجونکو قران پر اختیار کرے اگرچہ لفظ شرا کا آیت مین آیا ہے مگر اُس سے
باشی ۱۲
کبھی عوض چاہنا اور اختیار کرنا مراد ہوتا ہے واحدی کہتے ہین کہ یہہ آیت اِس
تفسیر پر غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے پھر امام شافعی کا کلام غنا کے اعلان
کے باعث گواہی مردود ہونے مین ذکر کیا ہے اور لونڈیونکا راگ سب سے زیادہ سخت
ہے اسجہت سے کہ اوسمین وعید بہت ہے چنانچہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص لونڈی کا راگ سنے گا اوسکے کانونمین قیامت کے دن سیسہ
یعنی گلا ہوا سیسا پلایا جاویگا اور لہو الحدیث کے جو دو معنی کہے ہین اول غنا اور دوم
عجمیون اور رومیون کی خبرین وغیرہ اوس قسم کی باتین جو نضر بن حارث اہل مکہ
سے قران سے باز رکھنے کو کہا کرتا تھا دونو مین کچھہ مخالفت نہین

وروی ثور بن ابی الفاختہ عن ابن عباس فی قولہ
ومن الناس من یشتری لهو الحدیث قال هو الرجل یشتری
الجاریة تغنیه لیلا و نهارا و قال
ابن نجیح عن مجاهد هو الرجل یشتری
الجاریة تغنیه بالمال الکثیر و الاستماع الیها
و ان مثله من الکلام مکروه و هو قول مکحول و اختار ابن
حی قال هو کل لهو یدخل فی هذا الباب من الطبل و المزمار و الکبر و الغناء و
کان اللفظ وارد بالشراء و لفظ الشراء قد یراد
به الاستبدال و الاختیار قال الواحدی و هذه
الآیة تدل علی تحریم الغناء
فی ذکر کلام الشافعی فی رد الشهادة بالغناء
و اما غناء القینات فقد اتسعت الکثرة الوجود
فیه و هو ما روی انه صلی الله علیه و آله
و سلم قال من استمع الی قینة صب فی اذنیه
الآنک یوم القیمة فهو
الفاصل بین تقصیرهم و الحاق بالغناء
و تقصیرها بالجواری الا قلیل
و الروم و نحو ذلک مما کان
المقصرین الحارث بعلت به
اهل مکة لیشغلهم عن القران

و دونو لہو الحدیث ہین اور راگ کہیل اور ضرر ہونے مین بادشاہونکی حکایتون
اور خبرونکی نسبت کرزیادہ ہی اسلئے کہ وہ زنا کا منتر اور نفاق کا سبب شیطان
کا جال اور عقل کی شراب ہے اور قران سے جتنا وہ روکتا ہے اور
چیز نہین روکتی غرضکہ راگ والے کو اوس مذمت سی جو آیت مین آئی ہے
کچھہ بہرہ ہے اگرچہ جسقدر اوسمین مذکور ہی وہ سب تو لوگون مین سی بڑی
کافر سے صادر ہوتی ہے مگر کسی قدر اوسمین سے گانیوالونکو بہی بہرہ
ہے اسلئے کہ اونمین سے کسیکو پاؤگے جسمین علم اور عمل کی راہ سی طریق
ہدایت سی گمراہی اور قرآن کو چہوڑکر راگ سننے کی رغبت اسطرح نہو کہ قران
کو چہوڑکر راگ سننے لگے اور قرآن کا سننا گران معلوم ہوا اور اوسکو بہت جانے
اور گانیوالا ہو تو اوس سے زیادتی کا طالب ہوا اور اوسکی باری کو تہوڑا سمجہی
تو ادنی بات اِس امر مین یہہ ہی کہ شہوت اگر اوسپر نہوگی تو اوسمین سی حصہ
کامل ضرور ہوگا اور اسمین گفتگو ایسے شخص کے ساتھہ ہے جسکے دلمین کچہہ
جان ہو لیکن جسکا دل مرگیا ہو اور اوسکا فتنہ بڑہگیا ہو تو اوسکی نفس پر راہ
نصیحت مسدود ہے جسشخص کو خدا تعالی بلا مین ڈالنا چاہے تو اوسکی لئے آدمی کا
کچہہ بس نہین چنانچہ خود فرماتا ہے وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا
اور جسکو اللہ نے بہلانا چاہا سو تو اوسکا کچھہ نہین کرسکتا اللہ کو مانن

اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۞ فصل وھو الزور واللغو والشانی والشاتن

وی لوگ ہین کہ جنکو اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے اونکو دنیا مین ذلت ہے اور اونکو آخرت مین بڑی مار ہی ۱۲

والذین لا یشہدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما ۞ محمد بن حنفیہ کہتے ہین کہ اور وہ جو شامل نہین ہوتے جھوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کہیل کی بات پر نکل جاتے ہین بزرگی کیساتھ ۱۲

زور راگ ہے اور یہی قول لیث کا ہے مجاہد سے اور کلبی نے یہ معنی کہے ہین کہ باطل کی مجلسونمین حاضر نہین ہوتے اور لغو کے معنی لغت مین بیہودہ اور پہینکی ہوئی چیز کے ہین اور معنی یہہ ہین کہ امر باطل مین حاضر نہین ہوتے اور جب کسی بیہودہ بات پر قول اور عمل کے گذرتے ہین تو اپنے نفس کو اوس سے بڑا جانتے ہین کہ اوسپر کھڑے ہون اور اوسکی طرف میل کرین اور اوسمین مشرکونکی عید بن بھی آگئین جیسا کہ سلف نے بیان کیا ہے اور راگ اور باطل کے اقسام کُل داخل ہین اور زجاج نے یہہ معنی کہے ہین کہ گناہگارونکی ساتھہ نہین بیٹھتے اور نہ اونکی گناہ پر مدد کرین اور گذر جاتے ہین اور وہ لوگ اُن بزرگونمین سے ہین کہ بیہودہ امر سے خوش نہین ہوتے اسجہت سے کہ وہ اپنے نفسونکو لغو مین داخل ہونے اور اہل لغو کی ملنے سے بڑا جانتے ہین روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رض کسی کہیل پر گذرے اور اوس سے مُنہ پھیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود بزرگ ہو گیا

وقال محمد بن الحنفیۃ الزور الملاہی وقال الکلبی لا یحضرون الباطل واذا مروا بالغو مروا کراما ۞ واللغو فی اللغۃ ما یلغی ویطرح والمعنی لا یحضرون الباطل واذا مروا بالمحل الذی یلغی فیہ الباطل کرہوا ان یکونوا فیہ فضلا عن ان یشارکوا اہلہ فی الباطل وہم یکرہون ان یکونوا فی انفسہم عن قول وعمل اثم او نقیصۃ فکیف ان یقفوا علیہ ویباشروہ والیہ ذہب الزجاج وقال یدخل فی ہذا جمیع اعیاد المشرکین کما فسرہا بہ السلف والغناء واصناف الباطل کلہا قال الزجاج کانوا یجالسون اہل المعاصی ویداہنونہم فامرہم اللہ ان لا یجالسوہم الا وہم ینکرون علیہم وروی ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعوا باللغو اعرضوا عنہ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابن مسعود قد کبر

اور اللہ تعالی نے فرمایا وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ اگرچہ اسکے اثر نیکا سبب
(اور جب سنین نکمی باتین اوس سے کنارہ کرین ۱۲)
خاص ہے مگر اسکے معنی ہر شخص کو عام ہین جو لغو سنکر مُنہ پھیر لے اور اپنے دل یا
زبان سے کہے لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور اللہ تعالی کے قول کو سوچکر کہ لایشہدون
(ہمکو ہمارے کام ہین اور تمکو تمہارے کام ۱۲)
الزور فرمایا بالزور نہین فرمایا یعنی اونکی صفت ہے کہ زور پر حاضر نہین ہوتے
اوسکے بولنے اور کرنیکا تو کیا ذکر ہے اور راگ بڑا زور ہے اسواسطے کہ وہ قول اور
عمل باطل کا نام ہے اور زُور کے معنی اصل لغت مین جھکنے کے ہین اور زا کی
فتحہ سے زَور بھی اسی سے نکلا ہے غرضکہ زُور امر حق سے ایسے باطل کیطرف جھکنے کو
کہتے ہین جسکی حقیقت قول اور فعل کی رو سے کچھ نہو **فصل** اور چوتھا نام یعنی
باطل وہ امر حق کی ضد ہے خواہ وہ چیز معدوم ہو کہ جسکا کچھ وجود ہی نہو
خواہ ایسی چیز جسکے وجود کا ضرر نفع کی نسبت کرزیادہ ہو اول قسم کی مثال
یہہ ہے کہ سوا اللہ کے ہر ایک معبود باطل ہے یعنی معدوم ہے اور دوسرے
کی مثال جیسے یہہ کہو کہ سحر باطل ہے اور کفر باطل ہے یعنی ان دونون
کا ضرر زیادہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
(اور کہہ آیا حق اور نکل بھاگا باطل ۱۲)
پس کفر اور فسق اور معصیت اور سحر اور کہیل کی جرون کا سننا دوسری
قسم مین داخل ہے — ابن وہب کہتے ہین کہ مجکو خبر دی

وقال تعالی واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وان کان سببه
او ظلما خاصا فمعناها عام
کل من سمع لغوا فاعرض عنه
وقال بلسانه او بقلبه لنا
اعمالنا ولکم اعمالکم وتامل
قوله سبحانه لا یشهدون الزور فقال مجاهد
ای یحضرون وبیان بالزور فقال مجاهد
هم علی عدم لخضوع فیکف بالتکلم والقول
والغناء من اعظم الزور وهو القول الباطل
والعمل الباطل واصل اللفظة من المیل و
منه الزور بالفتح للصنم الذی یمیل عن الحق الی
الباطل وما الاسم الرابع وهو الباطل فالباطل
فصل الذی لا حقیقة له قولا وفعلا
فصل والعدم امر الذی لا وجود له
الذی وجوده مضرة وجوده اکثر من منفعته فمن
الاول کل الهة سوی الله باطل والکفر باطل
فوله تعالی وقل جاء الحق وزهق الباطل
والفسق والعصیان و
السحر واستماع الاباطیل
من الاقوال والافعال قال
ابن وهب اخبرنی سلیمان

سلیمان بن بلال نے کثیر بن زید سے کہ اونہون نے عبید اللہ کو سُنا کہ قاسم بن محمد سے کہتے تھے کہ راگ مین آپ کی کیا رای ہی قاسم نے فرمایا کہ وہ باطل ہے اونہون نے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون کہ باطل ہی مگر آپ کی رای اسمین کیا ہی فرمایا کہ بتاؤ تو باطل کہان ہوتا ہی عبید اللہ نے کہا کہ آگمین قاسم نے فرمایا کہ بس راگ مین میری بھی رای یہی ہے اور ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ راگ مین کیا فرماتے ہین حلال ہی یا حرام آپ نے فرمایا کہ مین حرام نہین کہتا ہون جبتک کہ قران مجید مین حرام نہوا اوسنے عرض کیا کہ پھر یہہ حلال ہی آپ نے فرمایا کہ مین یہہ بھی نہین کہتا پھر فرمایا کہ بتاؤ تو اگر حق و باطل قیامت کے روز آوینگے تو راگ کسکے ساتھ ہوگا اوسنے کہا باطل کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ جاؤ تمنے تو خود اوسپر حکم لگا دیا۔ یہہ جواب ابن عباسؓ کا عرب کے راگ مین ہی جس مین شراب اور زنا اور اغلام اور اجنبی عورتون سے گفتگو کا ذکر نہین ہوتا نہ باجونکی آواز اور آلات نشاط ہوتے ہین اگر وہ اس زمانہ کی راگ کو دیکھین تو کیا فرمائین جو نہایت باطل ہے کہ کسی شریعت مین اوسکی اباحت ہو بلکہ اس راگ کو اُن لوگون کے راگ پر قیاس کرنا ایسا ہی جیسے سود کو خرید و فروخت پر اور مردار کو ذبح کئے ہوئے جانور پر اور حلالہ کرنے کو نکاح پر قیاس کرین

فصل

اور مکا اور تصدیہ کا حال یہہ ہی کہ خدا تعالی کافرونکے حق مین فرماتا ہی وما کان صلوتہم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ حضرات ابن عباس اور ابن عمر اور عطیہ اور مجاہد اور ضحاک اور حسن اور قتادہؓ فرماتے ہین کہ مکا سیٹی بجانا ہی اور تصدیہ تالی بجانا اور لغت مین اسکے یہہ معنی ہین کہ آدمی اپنے دونو ہاتھہ جوڑکر منہہ سے اونمین آواز نکالے اور اسی سے مشتق ہی مکت الناقۃ یعنی جانور جسوقت آواز سے گوز کرتا ہی اوسوقت یہہ بولتے ہین اور اسی جہت سے آواز کے صیغونکے وزن پر ہی جیسے اونٹ کی بلبلانے کو رغا اور کتے کے بھونکنے کو عوا اور بکری کے ممیانے کو تغا کہتے ہین ابن سکیت نے کہا ہی کہ آواز کے سب کلمات حرف اول کے پیش سے ہین بجز دو کلمون کے ایک نداد دوسرا تغا اور تصدیہ لغت مین ہاتھہ سے تالی بجانیکو کہتے ہین چنانچہ حسان بن ثابت نے اس شعر مین کہا ہی ؎ جب فرشتے اوٹھتے ہین تم اوٹھتے ہو + تالی اور سیٹی تمہاری ہی نماز + ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ قریش خانہ کعبہ کا طواف ننگے کیا کرتے تھے اور سیٹی اور تالی بجایا کرتے اور مجاہد فرماتے ہین کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف مین مزاحم ہوا کرتے تھے اور سیٹی اور تالی بجاتے تھے تاکہ طواف اور نماز کو آپکے اوپر مشتبہ کردین اور ایسا ہی مقاتل سے مروی ہے اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ یہہ دونو حرکتین کیا کرتے تھے پس جو لوگ کہ خدا تعالی کا تقرب

سیٹی اور تالی سے کرتے ہین وہ تو اول فرقہ کی مانند اور اونکی بھائی بند ہین اور جو
نمازیون اور ذاکرون اور قاریون پر اونکا فعل مشتبہ کردین تو وہ دوسری فرقہ
کی مانند ہین آبن عرفہ اور ابن انباری کہتے ہین کہ سیٹی اور تالی نماز نہین ہین مگر
خدا تعالی نے خبر دی کہ جس نماز کا اونکو حکم تہا اوسکی جگہہ اونہون نے سیٹی اور
تالی کو کیا اسیوجہ سے اس حرکت نے انپر بہت سی گناہ رکہدی اور اسکی مثال ایسی ہے
جیسے یون کہو کہ مین اُس سے ملنے گیا تو اوسنے مجہپر ستم کرنیکو میرا انعام کیا یعنی
انعام دینے کے قائم مقام ظلم کو کیا اور مقصود یہہ ہے کہ تالی اور سیٹی بجانیوالے
بالسلی اور فرمارسے یا اور جو ایسے ہون اونمین کچہہ ایک مشابہت ان لوگونکی ہی
تو اوسی مشابہت کی مقدار پر اونکو مذمت سے بہرہ بھی ہی اور اسیوجہ سے اللہ تعالی نے
نمازمین حاجت کیوقت مردون کے لئے تالی بجانا مشروع نہین فرمایا بلکہ اوسکو
چہوڑکر تسبیح کا حکم فرمایا کہ جمع ہونے کیواسطے اذان کہا کرین پس جب بدون
حاجت اوسکو کرین اور طرح طرح کے گناہ قول اور فعل سے اسپر زیادہ کرین تب تو
کیسے جائز ہوگا **فصل** اور راگ کا نام زنا کا منتر ہونا تو بہت درست ہے کہ
جیسا لفظ اور اسم ہے ویسے ہی معنی اور مسمی ہین اور یہہ نام فضیل بن عیاض
سے مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہین کہ ہمکو خبر دی حسن بن عبد الرحمن نے کہ فضیل

ان اللہ بالصفیر والتصفیق
مشتبہ بالنوع الاول انحرافہ
ویخاف علیہ ان یکون الصفیر
وان کرہ والقراءۃ اشتباہ النوع
من انسان قال ابن عرفۃ وابن
الانباری الصفیر والتصفیق
لیسا بصلوۃ ولکن حدثہ الخلق
انہم جعلوا مکان الصلوۃ التی امروا بہا
والتصفیق فالزمہم ذلک عقوبۃ
حتی لا یقوموا الی الصلوۃ الا وہم
مشتبہون فی فعلہم بالصفیر والتصفیق
مشتبہ من ہو لاقہم فصار من الخ بسبب
مشتبہم بہم فان لم یتب عاد اللہ بالصفیر
للرجال عند حاجتہم الی التسبیح
بالعدول الی التصفیق قبل ادا
لحاجۃ وفوات ابواب المعاصی
قولا وفعلا **فضیل** واما تسمیۃ
کرقیۃ الزنا فہو تسمیۃ موافق
لمسماہ ولفظ مطابق لمعناہ
وہذہ التسمیۃ مروی عن
الفضیل بن عیاض قال ابن
ابی الدنیا اخبرنا الحسن بن
عبد الرحمن قال قال الفضیل

بن عیاض الغناء طرقة الزنا

قال واخبرنا ابراهیم بن محمد

المروزی عن ابی عثمان البکری

قال قال یزید بن الولید یا بنی

البیض وایاکم والغناء فانه

یقلل الحیاء ویزید فی الشهوة

ویکسر المروة وانه لینوب عن

الخمر ویفعل افعال السکر فان کنتم لا بد فاعلین

فجنبوه النساء فان الغناء داعیة الزنا قال

واخبرنی محمد بن الفضیل الازدی قال

قتل الخطیبة شاعر رجلا من العرب وامرأته

وابنة له فلما جنه اللیل سمع غناء فقال

لصاحبه انزل بنا فهذا اعنی الغناء رائد الزنا فقال

والله ان تنتظره هذه یعنی امرأته فوان

فقتله واخرج جثث عشاق سلیمان بن عبد الملک

عبد الرحمن قال کنا فی عسکر سلیمان بن عبد الملک فارتحل الرحیل

فسمع غناء من اللیل فقال ان الفتی

بات یغنی بهم فقال ان الفتی

یصبح یستحق قتله ان الغناء

وان الفعل لیهیج الرفث

الزنا فقد وان الناس لیتبعون

الرجل لغنی فتشاق

الکتاب الی امرأته فتهم فقال انصفوا

سوداگر کے بیان

ہے بن عیاض نے فرمایا کہ غنا زنا کا منتر ہے اور کہا کہ خبر دی ہمکو ابراہیم بن محمد
مروزی نے ابو عثمان لیثی سے کہ یزید بن ولید نے فرمایا کہ اے اولاد لیثہ کی بچو
راگ سے کہ وہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت بڑہاتا ہے اور مروت کو کھوتا ہے اور شراب کے
قائم مقام ہے اور نشے کا سا کام کرتا ہے اور اگر تمکو ضرور ہی کرنا ہو تو عورتونکو راگ
سے علیحدہ رکھو کہ راگ زنا کا سبب ہے۔ کہا اور خبر دی مجکو محمد بن فضیل ازدی نے کہ
خطیبہ شاعر ایک عرب کے شخص کے پاس اوترا اور اوسکی ساتھہ اوسکی بیٹی ملیکہ نام
تھی جب رات ہوگئی تو راگ کی آواز سنی گہر والے سے کہا کہ اسکو رہ کدو کہ مین ننھ سنوان
اوسنے پوچھا کہ اسمین کیا برائی ہے کہا کہ راگ بدکاری کے ایلچیونمین سے ایک ایلچی
ہے اور مجکو اچھا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ لڑکی راگ سنے پس اگر تم موقوف کرادو تو
بہتر ورنہ مین تمہارے پاس سے چلا جاؤنگا۔ پھر خالد بن عبد الرحمن سے مروی ہے
کہ ہم سلیمان بن عبد الملک کے لشکر مین تھے کہ رات رہے آواز راگ کی کانمین آئی
صبح کو سلیمان نے آدمی بہیجکر اونکو بلوایا جب حاضر ہوئے تو یہہ کہا کہ گہوڑا
ہنہناتا ہے تو گہوڑی تھان چاہتی ہے اور اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی کو
اوسکی خواہش ہوتی ہے اور بکرا مستی مین بولتا ہے تو بکری کو اوسکی آرزو
ہوتی ہے اور مرد گاتا ہے تو عورت اوسکی مشتاق ہوتی ہے پھر حکم دیا کہ انکو خصی کردو

حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ یہہ تو ہاتھہ پانو ناک کان کاٹ ڈالنا ہی یہہ سزا درست نہین اونکو جانے دو راوی کہتے ہین کہ اُنکو چھوڑ دیا اور عورت پر آواز کا جلد اثر ہوتا ہی اور اِسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حُدی خوان انجشہ سی فرمایا کہ ٹہرا اور ان شیشون یعنی عورتون پر نرمی کر جب آپکا ارشاد حُدی کے بابمین یہہ ہو تو راگ پر کیا گمان کرتے ہو خصوصاً اُس (سارنگی کا راگ ۱۲) صورتمین کہ راگ کی ساتھہ دف اور بانسلی اور ناچ ہو اکثر ایسا ہوا ہی کہ بیبیان غنا کی بدولت کسبیان بنگئی ہین اور آزاد آدمی راگ کی کہڑاگ سی لڑکون اور چھوکریون کے غلام ہو گئے ہین قطعہ

تو اگر راگمین مشغول ہی تو ڈر کہ کہین	موت کی پر لگے تیرونکی نہو تجھپر مار
مبتلا ہو کی مصائب مین اُبلتا ہی پڑا	جب دلِ غمزدہ مین ہوتے ہین یہہ تیر دو چار
پیشتر سی جو کہین پارسا تہا اور آزاد	راگ سی بندہ زن ہوتا ہی وہ ناہنجار
راگ کرتا ہی عطا اوسکو کہ جسمین ہو مغز	یہہ عطا اوسکی مگر سب سی بُری ہی اے یار

فصل اور راگ کا نام نفاق کا اُگانیوالا حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ راگ نفاق کو دلمین ایسا اُگاتا ہی جیسا پانی کہیتی کو اُگاتا ہے اور خدا کا ذکر دل مین ایمان کو اِس طرح اُگاتا ہے

فقال عمر بن عبد العزیز ... بمثناة فالمثلثة فخال سبيلهن ... قال فخلى سبيلهن وأمر ... بتحريمه الاشتغال بالمعازف ... وقال قال صلى الله عليه ... وآله وسلم لانجشة حاديه ... رويدك رفقا بالقوارير يعني ... النساء وإذا كان ذلك في الحث ... فكيف إذا اجتمع الى الغناء ... والشباب والرقص فكم من حر صيره عبد الصبا ... والغضا بالغضا وكم من حر صيره عبد الصبا ... من شقشقة باصطراب المزمار * وإذا فاخالطه ... قلبا كئيبا * تقنت بين اضلاعه ... كما ينبت الماء البقل * ويصله بعد ان قد كان حرا ... عفيف الفرج عبد الصبا * وذلك منه ... من شر العطايا * فصل ... وانما شبهه بمنبت النفاق ... فقد ثبت عن ابن مسعود ... انه قال الغناء ينبت ... النفاق في القلب كما ... ينبت الماء البقل ... والذكر يثبت الايمان في القلب

جیسا پانی کہیتی کو اور اس روایت کو اُن سی ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ذم الملاہی
مین مرفوعاً ذکر کیا ہی اور صحیح تر یہہ ہی کہ یہہ روایت موقوف ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک نہین پونہچی اور یہہ حدیث بہت قوی دلیل ہی اسبات پر کہ صحابہ لونکی حالات اور اونکے
مرضون اور اونکی دواؤنکو خوب جانتی تہی اور وہی لونکی طبیب تھے نہ وہ لوگ جو اونکی طریق سی
منحرف ہوئے اور لونکے علاج مین دواؤنکی جگہہ بہت بڑی روگ لگائی اور آخر کو
ایسے پرانے مرض پیدا ہوئی کہ اگلو نمین نہ تھی اسلئی کہ جس دوا کو شارع نے بنایا تہا اوسکو
چہوڑ دیا اور بیمارونکی رغبت اوس طرف ہوئی جس سی مرض کی جڑ خوب مضبوط ہوجاوے
تو مرض بھی بڑہگیا اور معالجہ بھی سخت مشکل ہوا اور گہر اور رستی اور بازار بیمارونسی پر ہوگئے
اور ہر ایک جاہل لوگونکی علاج کرنیکو کہڑا ہوگیا۔ اور واضح ہو کہ راگ کی چند خواص
ہین جنسے دل پر نفاق کا رنگ چڑہتی اور اوسمین نفاق کے اگنی کا اثر ایسا ہوتا ہے
جیسا پانی کو کہیتی کے جسمین اثر ہوتا ہی ایک خاصہ یہہ ہے کہ راگ دلکو لہو مین ڈالتا
ہے اور قران کے فہم اور سوچنی اور اوسکی موجب عمل کرنے سے باز رکہتا ہی
اسلئی کہ قران اور غناء دونو ایک دل مین اکہٹے نہین ہوتے اسلئی کہ دونو مین مخالفت ہی
کیونکہ قران تو خواہش نفس کی پیروی سی منع کرتا ہی اور پارسائی اور شہوتون
سی کنارہ کشی اور گمراہی کی لوازم سی علیحدگی کا حکم فرماتا ہی اور راگ اسکی خلاف کا حکم کرتا ہے

اور اوسیکو اچہا دکہاتا ہی اور نفسونکو گمراہی کی خواہشونکی طرف برانگیختہ کرتا ہی
تو جوبات نفس مین خفیہ تہی اوسکو اُبہار کر ہر ایک بُرائی کیطرف تحریک کرتا ہی اور ہر
خوبصورت مرد و عورت کی ملنی کا شوق دلاتا ہی اسصورتمین راگ اور شراب دونو دو
کے شریک ہین اور بُرائیو نپر اُبہارنے مین گہوڑ دوڑ کے گہوڑونکی طرح برابر کیونکہ
راگ شراب کا سگا بہائی اور خادم اور قائم مقام اور نائب ہی شیطان نے دونون
مین ایسا بہائی چارہ باندہا کہ وہ کبہی نہین ٹوٹتا اور اون دونو مین ایک سا تہیہ
رہنے کا ایسا آئین مضبوط نکالا ہی کہ وہ کبہی منسوخ نہوا بہی تو آدمی کو دیکہتہی ہو
کہ اُسپر وقار کی علامت اور عقل کی روشنی اور ایمانکی تازگی ہی یکایک اگ سُلگتی ہی
عقل اور حیا کم ہوگئی اور مروت چلدی اور نور عقل علیحدہ ہوا اور وقار و متانت کے عوض
بک شروع کی اور سر اور مونڈہ ہونکو ہلایا اور زمین پر پانو دیدی مارنے لگا اور اپنا
مغز دونو ہاتہونسے پیٹنے لگا اور بہیڑیونکی سی چہلانگین بہرنے لگا اور گدہون کی
طرح رہٹ کی گرد چکر کہانے شروع کئی اور ایک یار اگ کی ماہر نے اوسکی تعریف یہ لکہی ہی قطعہ

یاد تجکو ہی وہ شب جسمین اکہٹے تہے ہم	صبح تک نغمۂ خوش رکہتہی تہی آویزۂ گوش
ہم مین تہا جام سرد اچہی طرحسی دار	نفس ملے می کی تہی وہ مست کہ جیسی می نوش
مست ہر شخص نظر آتا تہا دان شادی سے	کوئی جز شادی نہین کہتا تہا اُس م مین ہوش

وجنسه وهو الفوس الق
شهوات النفس فيثير كامنها و
جرها الى كل قبيح وتنبو فها
الى اصل كل ملية وملجة هو
المنى ضيعا كان وفيه
على القبايح ويسارعان فان
وصنو الخمر وصنيفة وناشبه
وخليفة عفل الشيطان بينهما
لانه يجمع بينهما ويحكم
العقل وبهجة الايمان
وحياءه وذهبت مروته ووفاقه
من الوفاء والشكينة الى
وفعال تشبه وفعل
وجاريه ودوف على امر
ووبث وثبات الذنب وذاته
الحمد لله حول الله ولا
الجنة بالله فقال
قطعة
فاطب الشماء
وذات بينهم
فاشكن النفس
فاخرى
سمر

بزم مین ہی جو کوئی کیفی نداکرتا نہا
اور کیا پاس ہمارے نہا جو دین جان کر سوا

کھیل ہان کر کی یہہ کہتا تہا کہ ذبخشش کو ش
اچہی آنکہونپہ کیا صدقہ اوسی از سرجوش

اور بعض عارفونکا قول ہی کہ راگ کسی قوم مین تو نفاق کا باعث ہوتا ہی اور کسیپر دشمنی کا اور کسی مین جہلانیکا اور کسی مین بدکاریکا اور اکثر خوبصورتونپر عاشق ہونے اور بری باتونکو اچہا جاننیکا باعث ہوتا ہی اور اسکا ہمیشہ سننا دل پر قرآن کو گران اور کانونپر اسکو برا کردیتا ہی اور اس امر کی وجہ یہہ ہے کہ راگ شیطانکا قرآن ہی تو وہ اور رحمن کا قرآن ایک دلمین جمع نہین ہونیکی اور یہی وجہ راگ کے نفاق ہونیکی ہی اور ایک وجہ اور بھی ہی کہ نفاق کی اصل یہہ ہی کہ ظاہر باطن سے مخالف ہو اور راگ والا ان دو آفات مین رہتا ہی اگر کہل کہیلے تو بدکار ٹہہرتا ہی اور اگر عبادت اور تقوی ظاہر کری تو منافق ہوتا ہی اسلئے کہ اللہ تعالی اور آخرت کی رغبت تو ظاہر کرتا ہی مگر دلمین شہوات کا جوش اور لہو اور آلات جو منافی دین کے ہین اونکی محبت بہری ہی اور ایکوجہ یہہ ہے کہ ایمان دو باتونکا نام ہی حق کا کہنا اور طاعت کے بموجب عمل کرنا تو یہہ ذکر خدا اور تلاوت قران ہی سے پیدا ہوگا اور نفاق امر باطل کا کہنا اور گمراہی کا عمل کرنا ہے اور یہہ راگ پر مترتب ہوتا ہے اور ایک

اذا نادی اخو اللذات فیہ
اجاب الہوی علی المکا *
ولم یملک سوی الجہل شیئا
لک فی ضلالہ الحاظ *
وقال بعض العارفین السماع
یورث النفاق فی قوم والعنا
یورث النفاق فی قوم و
فی قوم والتکذیب فی قوم و
ایضا فی قوم والکفر یورث عشق الصور
واستحسان الفواحش واد مانہ یشغل القرآن
علی القلب ولکل ھم علی الشعر وشر الشعراء
ان الشیطان فالجمع ھو قرآن
الرحمن فی قلب ومن معنی النفاق
ایضا فان اساس النفاق ان یخالف
الظاہر الباطن وصاحب النفاق یکون مذبذبا بین ذلک
فیکون منافقا فان قلبہ یظہر الرغبۃ فی الله
والدار الاخرۃ وقلبہ یمیل بالشہوات والعجلۃ
فالنفاق فی الذین یمیل الہوی والآلات
وایضا الایمان قول وعمل
فقول باطل وعمل بالطاعۃ
ومن ینبت علی الکذب
تلاوۃ القرآن والنفاق
فعمل الباطل وعمل البغی
ومن ینبت علی النفاق

وجہہ یہہ ہی کہ نفاق کی علامتین یہہ ہین کہ ذکر اللہ کا کم کرنا اور نماز کو کہڑا ہونے
مین کاہلی کرنی اور نماز مین ٹہونگین سی مارلینی یعنی جلد ادا کرنا ہے اور یہی
حال راگ مین مبتلا شخصونکا ہی اور ایک وجہہ یہہ ہے کہ نفاق کی بنا جہوٹ پر ہی اور
راگ زیادہ تر جہوٹے شعرونمین سی ہی اسلئے کہ وہ بری کو اچہا کرتا ہے اور
اوسکو زینت دیتا ہی اور اوسکا حکم کرتا ہی اور عمدہ چیز کو برا کرتا ہی اور اوسمین
نے رغبتی پیدا کرتا ہی اور یہہ عین نفاق ہے اور نیز نفاق فریب اور مکر اور دہوکا
دینی کا نام ہی اور راگ کی بنا انہین پر ہے اور یہی منافق اسطرح فساد اور خرابی
کرتا ہی کہ اپنی گمان مین جانتا ہے کہ مین درستی کرتا ہون جیسا اللہ تعالی نے
منافقون کے حال سی خبر دی اور راگ والا بہی اپنی دل اور حال کو ایسی طرح بگاڑتا
ہی کہ اپنی دانست مین اوسکی اصلاح کرتا ہی اور راگ والا دلونکو شہوات کیطرف بلاتا ہے
اور منافق اونکو شبہات کیطرف پکارتا ہی ضحاکؒ فرماتے ہین کہ راگ دل کا بگاڑنیوالا
اور پروردگار کا ناراض کرنیوالا ہی اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے لڑکونکی معلم کو
لکہا کہ چاہیئے تمہاری تعلیم مین اول اعتقاد انکا کہیلونکی عداوت ہو اسلئے کہ اونکی ابتدا
شیطان سی ہی اور اونکا انجام خدا کی ناراضی ہی اسلئے کہ مجکو معتبر لوگون سی یہہ خبر
پونہچی ہی کہ باجونکی آواز اور اونپر فریفتہ ہونا نفاق کو دلمین ایسی جماتا ہی جیسی پانی

ایضا فمن علامات النفاق
قلة ذكر الله والكسل عند
القيام الى الصلوة والقرفصاء
وهذه صفة المنافقين بالضاد
وايضا النفاق موضعه على
الكذب والخنا من الكلام
الشعر فانه اكثر حسن القبيح وزينه
وباهره وقبح الحسن ويهجنه وذلك
عين النفاق وايضا النفاق غش ومكر وخداع
والغناء موضع حيث يظن انه يصلح كما اخبر الله
عن المنافقين وصلاحه بفساد القلب
وهو الذي يدعو القلب الى فتنة الشهوات والمنافق
يدعوها الى فتنة الشبهات قال الضحاك
الغناء مفسدة للقلب مسخطة للرب
وكتب عمر بن عبد العزيز الى مؤدب ولده
ليكن اول ما يعتقدون من ادبك
بغض الملاهي فان بدءها
من الشيطان وقائدها
الرحمن فانه بلغني ان
الغناء والتقى
النفاق في القلب كما ينبت

کے پاس کہا سن جمتی ہی **فصل** اور اگ کا نام قران شیطان تا بعیون سے منقول ہی
اور اوسمین ایک حدیث مرفوع آئی ہی قتادہ کہتے ہین کہ جب ابلیس اُتارا گیا تو عرض کیا
کہ الہی تونے مجکو مردود کیا تو میرا کام کیا ہی ارشاد ہوا کہ سحر ہی عرض کیا کہ میرا قران
فرمایا کہ شعر کہا کہ میرا لکھنا حکم ہوا کہ گودنا التماس کیا کہ میرا کہانا فرمایا کہ ہر مردار
اور جس چیز پر اللہ تعالی کا نام نلیا جاوے عرض کیا کہ میرا پینا حکم ہوا کہ ہر نشہ کی چیز
کہا کہ رہنے کی جگہہ فرمایا کہ بازار کہا کہ میری آواز فرمایا کہ مزامیر عرض کیا کہ میری
شکارگاہ یا آلات صید فرمایا کہ عورتین اور مشہور یون ہی کہ یہہ حدیث قتادہ رح نے
موقوف بیان فرمائی ہی اور طبرانی نے اپنی معجم مین ابوامامہ سے اسکو مرفوع
روایت کیا ہی اور ابن ابی الدنیا کی کتاب مکائد الشیطان مین بسند وار ابوامامہ رض
کی روایت انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہہ ہی کہ جب ابلیس مین مین
اُتارا گیا تو عرض کیا کہ ای میرے رب تونے مجکو زمین پر اوتارا اور مردود کیا
تو میرے واسطے کوئی گہر مقرر کردے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تیرا گہر
حمام ہے اوسنے کہا کہ میری بیٹہک مقرر فرما حکم ہوا کہ بازار ہین اور تیرا ہی
چوراہی اوسنے کہا کہ میرا کہانا مقرر کردی فرمایا کہ جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا
جاوی وہ کہا اوسنے کہا کہ پانی میرا ٹہہرادی فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز کہا کہ میرا موذن مقرر ہو

سوداگر کے بیٹے

فرمایا کہ مزمار کہا کہ میرا قران ٹھہرادی فرمایا کہ شعر کہا کہ میری واسطے لکھنا ٹھہرادے
فرمایا کہ گودنا کہا کہ میری لئے بات بتادی فرمایا کہ جھوٹ کہا کہ میری پیامبر ٹھہرادے
فرمایا کہ غیب کہنیوالے کہا کہ میری لئے شکارگاہین یا اوزار شکار کے مقرر کردے
فرمایا کہ عورتین ہین اور اس حدیث کی اور بہت سی دلیلین ہین مثلاً جادو کے عمل شیطان
ہونیکی لئے یہہ آیت ہی وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ
اور پیچھے لگے ہین اوس علم کی جو پڑھتے شیطان سلطنت مین سلیمان کی اور کفر نہین کیا
كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ اور شعر کے قران شیطان ہونے پر وہ روایت ہی جو
سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر کیا لوگون کو سکھاتے سحر ۱۲
ابوداؤد نے حدیث جبیر بن مطعم سے روایت کی ہی جسمین یہہ ہے کہ مین پناہ مانگتا ہون
اللہ کی شیطان مردود سے اوسکی پھونکنی اور تہتکارنے اور دلوچنے سے اور اوسکی تفسیر یہہ
کی ہی کہ اوسکا تہتکارنا شعر ہی اور پھونکنا تکبر اور دلوچنا ایک قسم کی دیوانگی ہی اور جب
اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم کو قران لیکر بھیجا تو اونکو شعر کے سیکھنے سے محفوظ رکھا جو
شیطانی کلام ہی اور ارشاد فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ اور گودنے کا شیطان
اور مناسب نہین سکھایا اوسکو شعر کہنا اور یہہ اوسکے لائق نہین ۱۲
کی نوشت ہونا اسوجہ سے ہی کہ یہہ اوسکی علامت اور زینت سے ہی اور اسلیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گودنیوالی اور گودوانیوالی عورت کو لعنت کی یعنی جو لکھتی ہی اور جسپر
لکھتی ہی دونو کو لعنت فرمایا اور مردار اور بسم اللہ چھوڑی ہوئی کا اسکی خوراک ہونا اسلیے ہی کہ
شیطان جس کھانے پر خدا کا نام نہین مذکور ہوتا اسی حلال جانتا ہی اور یہین وجہ سے جب اُن جنون نے اپنا توشہ چاہا

۱۲ آگرہ کتب خانہ

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک
ہڈی جسپر خدا تعالی کا نام لیا جاوے تو دیکھو کہ شیطانونکی غذا یعنی جسپر نام خدا
ترک ہوا ہو وہ اُنکے لئے مباح نہ فرمائی اور نشہ آور چیز کا شیطان کے لئے
پانی ہونا اِسطرح ہی کہ اللہ تعالی شراب اور جوی اور بتون اور پانسون کے
باب مین فرماتا ہی کہ وہ گندی کام مین شیطان کے اُس سی معلوم ہوا کہ جو شراب اوسکے
دوست اوسکی اجازت سی بناتے ہین اوسمین سے وہ بھی پیتا ہی اور اوسکی بنانے
اور پینے اور گناہ اور عذاب مین اونکا شریک ہوتا ہی اور بازارونکو شیطان کی
مجلس ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ حدیث شریف مین ہی کہ شیطان اپنا جھنڈا بازار مین کھڑا
کرتا ہی اسیواسطے بازار مین نکمی بات اور غلط اور شور اور چوری اور دغابازی اور
بہت سی اوسکی حرکات ہوتی ہین اور اللہ تعالی کی پرانی کتابون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یہہ مذکور ہی کہ وہ بازارونمین چلانے والے نہونگے اور حمام کے خانہ
شیطان ہونے پر یہی شاہد ہی کہ حمام نماز کی جگہہ نہین چنانچہ ابوسعید کی حدیث مین ہے
کہ زمین بالکل مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے اور ایک وجہ یہہ ہی کہ حمام برہنگی کی
کھلنے کی جگہہ ہی اور نیز وہ آگ پر بنا ہوتا ہی جو شیطانکی اصل ہی اور شیطان اُسی سی بنا ہی اور
مزمار کا شیطانکی آواز ہونا تو نہایت ہی مناسب ہی کیونکہ راگ اُسکا قرآن ہی اور ناچ اور ناہنونکی گت

یعنی سینٹی اور تالی اوسکی نماز ہے تو ضرور ہے کہ اس نماز کا کوئی اذان
دینیوالا اور امام اور مقتدی بھی ہو پس مزمار تو موذن ہی اور گویا امام ہی اور
اور حاضرین مجلس مقتدی ہین اور جھوٹ کا شیطانکی بات ہونا اسلئے ہی کہ وہ جھوٹا ہی
اور جھوٹ کا حکم کرتا ہی اور اوسیکو رغبت دیتا ہی تو جو جھوٹ دنیا مین ہوتا ہی وہ اسکے
سکھانے اور گفتگو سے ہے اور کاہن جو شیطان کے پیغمبر ہین اسکی وجہ یہہ ہے کہ مشرک
اونکی طرف دوڑتے ہین اور اپنی بڑی بڑی کامونمین اونکی پناہ ڈہونڈتے ہین اور
اونکو تصدیق کرتے ہین اور اونکو پہنچ کرکے اونکے حکمونپر راضی ہوتے ہین جیسے رسولون
کے پیرو رسولونکے ساتہہ کرتے ہین کہ اسباب کے معتقد ہوتے ہین کہ انکو علم غیب ہے
غرضکہ کاہن مشرکونکی نزدیک بمنزلہ پیغمبرونکی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اوسکی تصدیق کی تو وہ اُس چیز کا منکر ہی
جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہی۔ اسلئے کہ رسولون اور کاہنون مین ضد ہی کیونکہ آدمی
دو قسم کے ہین کاہنونکی پیرو اور رسولونکی پیرو تو ایک بندہ مین دونو باتین جمع نہین
ہوسکتین کہ اونمین سے بہی ہو اور اِنمین سے بھی بلکہ جسقدر کاہن سے قرب ہوگا اوسیقدر
رسول سے دوری ہوگی اور جتنا اوسکو سچ جانیگا اُتنا ہی رسول کو جہٹلاویگا اور یہہ جو
مذکور ہوا کہ شیطانکی شکارگاہ عورتین ہین اسکی وجہ اگلی فصل مین آویگی اب اصل مقصود

کیطرف رجوع کرتے ہین کہ اگر حرام شیطانکا قران ہی اور جب اوسنے چاہا کہ اپنے
باطل الوانکی نفس اکٹھے ہون تو اوسکے ساتھہ آلات کی زینت اور کردی اور یہہ کہ کسی
خوبصورت عورت خواہ لڑکے سے سنا جاوے تاکہ زیادہ تر مقتضی ہو کہ نفس اوسکی قرارت
کو قبول کرین اور قرآن مجید کی عوضمین اسکو اختیار کرین **فصل** اور اوسکا نام صوت
احمق اور صوت فاجر رسول الہہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکھا ہوا ہی جو صادق اور مصدوق
ہین ترمذی نے حدیث ابن ابی لیلی سے اور انہون نے عطا سے اور انہون نے جابر سے روایت
کی ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد الرحمن بن عوف کے ساتھہ باغ خرما کیطرف تشریف
لیگئے اتفاقا آپکے صاحبزادے ابراہیم مرنے لگے آپنے اونکو اپنی گود مین لیلیا اور انکھون
سے آنسو جاری ہوے حضرت عبد الرحمن نے عرض کیا کہ بھلا آپ روتے ہین آپ تو لوگونکو رونیسے
منع فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ مین نے رونیسے منع نہین کیا مین نے صرف دو آواز دن
احمق اور فاجر سے منع کیا ہی ایک وہ آواز کہ لہو و لعب اور شیطانکی بانسلیونکی نغمہ کیوقت
ہو دوسرے وہ آواز کہ مصیبت کیوقت یعنی منہ نوچنے اور گریبان پہاڑنے اور فریاد
کیوقت ہو اور یہہ جو مین رو تا ہون رحمت ہی جو ترس نہین کرتا اوسپر ترس نہین کیا جاتا
(پھر یون فرمایا) اگر یہہ امر حق اور سچا وعدہ نہوتا اور یہہ کہ ہم مین سے پچھلا شخص عنقریب
اول سے جا ملیگا تو ہم تجھپر اس سے بھی زیادہ سخت غم کرتے اور ہم تیری جہہ سے غمزدہ

آنکھہ روتی ہی اور دل غم کرتا ہی اور ہم نہین کہتے وہ بات کہ ناراض کرے پروردگار
کو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہے تو اب اِسمیں منع فرمانیکو دیکھو جس سے
راگ کا نام صوت احمق تاکید سے ثابت ہی اور اسی پر اکتفا نفرمایا یہانتک کہ اوسکو
بدکاری کے ساتھہ موصوف کیا اور اسپر بھی بس نکیا حتے کہ اوسکا نام مزامیر شیطان
لیا اور حضرت ابوبکرؓ نے جو راگ کو مزمور شیطان کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُسکو ثابت رکھا اور آپکا یہہ فرمانا انما نہیت حرمت کی بابمین لاتفعل کی نسبت کر
کا ملتے ہے اسلئے کہ لاتفعل مین احتمال نہی اور دوسری چیز کا بھی ہی بخلاف فعل صریح
کے تو جو شخص اِس سے بھی حرمت نہ سمجھے وہ کسی نہی سے نہ سمجھیگا **فصل** اور راگ کا
نام صوت شیطان اسلئے ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ
اور بہکا اُنمین جسکو بہکا سکے
بِصَوْتِكَ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ بصوتک سے ہر ایک امر
اپنی آواز سے
گناہ کیطرف بلانیوالا ہی اور ظاہر ہی کہ راگ معصیت کیطرف بڑی بلانیوالونمین سے ہی
اور ابن ابی حاتم ہی نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ شیطانکی آواز راگ اور جھوٹ ہی
اور نیز جریر بن منصور سے اور انہون نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ اوسکی آواز مزامیر ہین
اور مجاہد نے حسن بصری سے روایت کیا ہی کہ آواز اوسکی دف ہی اور یہہ اضافت تخصیصی
ہی جیسے اضافت سوار اور پیادونکی بھی اوسکی طرف تخصیصی ہی اسمورمین جو طاعت

تبکی العین ویحزن القلب ولا نقول
ما یسخط الرب قال الترمذی حدیث
حسن فانظر الی ھذا صوت الغناء صوت
علی ذم الوجہ وصفہ بالفجور والفسوق
وقال قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما ھذا صوت الشیطان وقولہ
ما ھذا عن الغناء ومزامیر الشیطان
سماہ باسم الشیطان وقولہ
یحتمل النفی وغیرہ بخلاف الفعل الصریح
من لم یستفد ھذا التحریم فمن لیستفد
من ھذا الاسم صوت الشیطان

فصل

قال تعالی واستفزز من استطعت منھم
بصوتک اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس
بصوتہ کل داع الی المعصیۃ ومن المعلوم ان
الغناء من اعظم الداعی الی
المعصیۃ واخرج ایضا عن مجاھد
قال صوتہ الغناء والباطل
واخرج ایضا عن جریر بن منصور
عن مجاھد قال صوتہ المزامیر
واخرج ابن ابی شیبۃ عن الحسن البصری
قال صوتہ الدف ونحوہ
والاضافۃ تخصیص کما ان اضافۃ الخیل
والرجل الیہ کذا قالہ فضل متکلمو

الہی کے سوا بولنے والا اور نفیری یا بانسلی یا دف حرام یا ڈھول سے آواز کرنیوالا ہوگا تو وہ
آواز شیطان ہی کی ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی میں اپنے دونو پاؤں پر چلتا ہوگا وہ
اسکا پیادہ ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی میں سوار ہوگا وہ اسکا سوار ہے اگلے لوگوں نے
اسیطرح فرمایا ہے جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو پانو خدا تعالی کی
معصیت میں چلے وہ شیطان کا پیادہ ہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ جو مرد غیر طاعت الہی میں لڑے وہ اسکا
پیادہ ہے اور قتادہ فرماتے ہیں کہ شیطان کی سوار و پیادے جن و انسان سے دونو ہیں **فصل** اور راگ کا نام
مزمور الشیطان ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں ایسے وقت تشریف لائے کہ میرے پاس دو لڑکیاں بعاث
کی لڑائی کا گیت گا رہی تھیں آپنے بستر پر لیٹ کر اپنا منہ پھیر لیا اور حضرت ابوبکر رض
اندر آئے اور مجھکو جھڑکا اور فرمایا کہ مزمار شیطان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رض کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ
اونکو کچھ مت کہو جب آپ غافل ہوئے تو میں نے اُن لڑکیونکی طرف آنکھ سے اشارہ کیا وہ
دونو باہر چلی گئیں - اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض
پر راگ کو مزمار شیطان کہنے کا انکار نکیا اور اُن دونو لڑکیونکو گانے پر قائم رکھا
اسلئے کہ وہ دونو نابالغ لڑکیاں تھیں کہ عرب کا راگ جو بعاث کی لڑائی کی شجاعت

وغیرہ کے بامین تہا گاتی تہین اور دن بہی عید کا دن تہا اب گروہ شیطانی انہین
بہت سا پہیلاوا کرلیا کہ اجنبی عورت اور امرد لڑکے تک کا راگ سننے لگے جسکی آواز
اور صورت دونو فتنہ ہون اور راگ بہی وہ گاوے جو موجب زنا اور بدکاری اور شرابخواری
کا ہو اور اوسپر طرہ یہہ کہ آلات لہو کے ساتہہ ہو جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چند حدیثون مین حرام فرمایا چنانچہ مذکور ہونگی اور تالی اور ناچ اور ایسی بُری باتین اسکی
ضمیمہ ہون کہ اونکو کوئی بت والا نہین ہی بہی حلال نجانتا ہو چہ جائیکہ کوئی اہل علم اور
ایمان والا حلال جانے اور اپنی حجت اونہین دونونا بالغ لڑکیونکی راگ کو کرتی ہین کہ
جنہون نے عرب والونکی شجاعت وغیرہ کا گیت عید کے دن بدون نفیری اور دف اور
ناچ اور تالی کے گایا تہا اور اس متشابہ حدیث کی لئی حدیث صریح محکم کو چہوڑی
دیتی ہین اور اپر کیا موقوف ہی ہر باطل والیکا یہی دستور ہی۔ ہان ہم نہ حرام کہین
اور نہ مکروہ جانین اوسقدر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین اوسصورت پر ہوا
تہا بلکہ ہم اور سب اہل علم اور ایمان تو اُس راگ کو حرام کہتے ہین جو اسکے خلاف ہو

فصل اور راگ کا نام سمود ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رض سے اس کلمہ
کی تفسیر مین وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ روایت کیا ہی کہ حمیر کی زبان مین سمود غنا کو کہتے ہین
اور تم کہلا ڑبان کرتے ہو
وہ لوگ کہتے ہین کہ اِتْمَدْ لَنَا اسکے یہہ معنی ہین کہ ہمارے لئی گاؤ چنانچہ مسمود شعر متن مین

ولکن کان ایبعار بعم عیاء
فاوسعہ حرب الشیطان فی ذلک
الرخص امرأۃ اجنبیۃ او صبی لم
منع وصور فتنۃ یخشی بہا علی
الی الزنا والفجور وشرب الخمر
متن الملاہی التی حرمہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فی عدۃ احادیث کما سیاتی مع
الرقص وتلک الہیئۃ المنکرۃ التی لا یخفی
احد من اہل الاوثان وفساق العرب
یتشبہون بہ فی یوم عید بغیر شبہۃ ولا ریب
والاضحی ویؤخذ من الحکم الصریح
المتشابہ ومن شان کل مبطل نعم والخصم
ولو کان ہم مثل ما کان فی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ذلک الوجہ وانا
نحن ہم من واہل العلم والایمان
الخ الفلان لک فصل واما
تشبہہا بالسمود فقال عکرمۃ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
فی لغۃ حمیر وانتم
من اہل الیمن الغناء بلغۃ
یقال اسمدلنا ای غنی فقال

اسی معنون میں وارد ہوا ہی ابو عبید کہتے ہین کہ مسمود اوس شخص کو کہتے ہین جسکی لئی راگ گایا جاوی اور عکرمہ فرماتی ہین کہ جب وہ لوگ قران کو سنتے تھے تو گیت گاتے تھے اسلئی یہ آیت اُتری اور اس آیت مین جو سمود کی معنی غفلت اور سہو اور تکبر اور غضب اور خفگی کی کہی ہین وہ ان معنون مذکورہ بالا کے مخالف نہین اسلئی کہ راگ ان سب امور کا جامع اور سبکا موجب ہے غرضکہ راگ کی نام غنا کے سوا چودہ ہوئی **فصل** کہیل کے سامان اور باجونکو جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمایا ہی اوسکی بیان مین - عبد اللہ بن غنم کہتے ہین کہ حدیث بیان کی مجھہ سی ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت مین سی کچھہ لوگ ہونگے کہ زنا اور ریشمی کپڑی اور شراب اور باجون کو حلال جانینگے اور کچھہ قومین پہاڑ کی برابر مین اترینگی اونپر چرواہا اُنکی بکریان شام کو لاویگا اونکی پاس کوئی حاجت کا طالب آویگا تو کہینگے کہ کل صبح کو آنا پھر اللہ تعالی اونپر شبخون مارینگا اور پہاڑ کو اُنپر گرا دیگا اور دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت کی دن تک روایت کیا اسکو بخاری نے اوس باب مین جسمین یہہ ہے کہ جو شخص شراب کو حلال جانے اور اوسکا نام شراب کے سوا کچھہ اور رکھلی اور بخاری نے اس سی دلیل کی ہی اور یقینا اسکی تعلیق کی ہی اور ابن حزم نے جو اسمین طعن کیا ہی کہ یہ حدیث منقطع ہی اسوجہ سی کہ اسکی سند بخاری نے متصل نہین بیان کی یہی کہدیا ہی ہشام بن عمار ایسا کہتے ہین اور اس وہم کا جواب کئی طرحسی ہے

اول یہہ کہ بخاری نے ہشام بن عمار سی ملاقات کی اور اونسی سنا ہی پس جب قال ہشام کہا تو ایسا ہی ہی کہ عن ہشام کہا دوسرے یہہ کہ اگرچہ بخاری نے ہشام سی نہین سنا تب بھی اوسکا یقیناً ہشام سی ہونا جب دریافت کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ہشام نے اسکو بیان کیا ہی اور ایسا اتفاق بسبب ایک استاد کی بہت سی راوی ہونے اور اوسکی مشہور ہونیکے اکثر ہوجایا کرتا ہی ورنہ بخاری تمام مخلوق کی نسبت کردہوکا دینے سی بعید تر ہین تیسری یہہ کہ بخاری نے اوسکو اپنی کتاب مین جسکا نام صحیح ہی حجت کی طور پر داخل کیا ہی پس اگر اونکی نزدیک حدیث صحیح نہوتی تو کبھی ایسا نکرتے چوتھی یہہ کہ بخاری نے یقین کے الفاظ اسکی تعلیق کی ہی سست الفاظ سی نہین کی جب حدیث مین توقف کرتے ہین یا اونکی شرط کی موافق نہین ہوتی تو یہہ کہتے ہین کہ روایت کیا جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یا ذکر کیا جاتا ہی یا اور اسطرح کا لفظ بولتے ہین پس جب یون بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یقین کرلیا کہ اس حدیث کی نسبت آپکی طرف ہی پانچوین یہہ کہ ہم اگر ان سب باتونسی بالکل درگذر کرلین تب بھی حدیث مذکور سوائے بخاری کے اورون کی نزدیک متصل ہی چنانچہ ابو داؤد نے اسکو روایت کیا ہی اور ابوبکر اسمٰعیلی نے اپنی کتاب صحیح مین اسکو سند وار بیان کیا ہی اور صرف ابو عامر کا نام لیا ہی شک نہین کیا جیسے بخاری نے ابو مالک اشعری کا نام ابو عامر کی ساتھہ لکھا ہی اور اس حدیث کی دلالت کی وجہ حرمت پر یہہ ہی کہ سب لغت والونکا اتفاق ہی کہ معازف سب کہیل کے آلات کو کہتے ہین

اتحاف ہامش البخاری قال نفی ہشام بن عمار وسمع منہ فاذا قال قال ہشام فہو بمنزلۃ قال عن ہشام الثانی انہ لم یسمعہ منہ فہو لم یسمعہ بخبر لم یحدث بہ ولا وقف علیہ ولا رواہ عن ذلک شیخہ ومن روایۃ عن ذلک الشیخ وشیخہ فالبخاری ربما ادخلہ فی کتابہ الصحیح مستدلا بہ عند عدم ما فعل ذلک او لم یقف فی الحدیث او لم یصح عندہ بالصحۃ التی شرطہ فیقول ویروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا کما ذکر عنہ علیہ وآلہ وسلم فقد جزم وقطع باضافۃ الحکم المذکور الیہ وہذا الحدیث رواہ ابو داؤد وغیرہ وابو بکر اسمٰعیلی فی کتاب الصحیح مستدلا

المعازف ہی آلات اللہو کلہا اتفاقا بین اہل اللغۃ

وجہ الدلالۃ منہ ان

فقال ابو عامر او ابو مالک اشعری

اور اگر یہہ حلال ہوتے تو اونکی حلال جاننی پر لوگونکی مذمت آپ نفرماتے اور اُنکے
حلال جاننی کو شراب اور خز کے حلال جاننی کی ساتھہ ذکر نفرماتے اسلئے کہ اگر لفظ حر حار
مہملہ اور راء مہملہ سے ہی تو اوسکی معنی حلال جاننی ستر حرام کی ہین اور اگر خاء منقوطہ
اور زاء منقوطہ سے ہی تو وہ ایک قسم ریشم کی ہی وہ نہین ہی جسکا پہننا صحابہ سے ثابت
ہوا ہی اسلئے کہ وہ پشمینہ تہا ریشمی کپڑا نہ تھا اور حدیث دونوطرح پر روایت کی گئی ہی
اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح سے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہی کہ اونہون نے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمت مین سے کچہہ لوگ شراب پینگے اور اوسکا
نام کچہہ اور رکہہ لینگے اور اونکی سرون پر سازون اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالے
اونکو زمین مین دہسا دیگا اور اُنمین سے بندر اور سؤر کر دیگا اس حدیث مین اگرچہ دو عید ان
سب افعال پر ہی مگر مذمت دو عید مین سے ہر فعل پر ایک حصہ جب بہی ہی اور اسی باب
مین سہل بن سعد ساعدی اور عمران بن حصین اور عبداللہ بن عمر اور ابن عباس اور
ابوہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور حضرت عائشہ اور حضرت علی اور انس اور عبدالرحمن
بن سابط اور عار بن ربیعہ سے احادیث مروی ہین اور ہم اُن سبکو لکہتے ہین تاکہ اُن سے
قرآن والونکی آنکہین ٹہنڈی ہون اور شیطانی راگ اونکی گلی مین اٹکین سہل کی حدیث
کو تو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

امت مین زمین مین دھنسنا اور صورت کا بدلجانا ہوگا لوگون نے عرض کیا کہ یہ بات کب
ہوگی یارسول اللہ فرمایا جب ساز اور گانیوالیان ظاہر ہونگی اور شراب حلال جانی
جاویگی اور عمران بن حصین کی حدیث کو ترمذی نے اعمش سے اور انہون نے ہلال
بن یساف سے اور انہون نے عمران سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ساز اور پی جاوین شرابین یعنی اوسوقت خسف اور مسخ
امت مین ہوگا ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور حدیث عبداللہ بن عمر کو احمد
نے اپنی مسند مین اور ابوداؤد نے ابن عمر رض سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب درجوی اور کوبہ اور تعبیر کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز
حرام ہے اور احمد کے الفاظ اسطرح ہین کہ اللہ تعالی نے میری امت پر شراب درجوی اور
چنبی کی شراب اور کوبہ اور قنین کو حرام فرمایا اور حدیث ابن عباس رض بھی مسند مین آپ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوی اور
کوبہ کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور کوبہ نقارہ کو کہتے ہین یہ سفیان کا قول ہے
اور بعض کہتے ہین کہ بربط کو کہتے ہین اور قنین حبشی زبان مین طنبورہ کو کہتے ہین اور تعبیر اوسکی
بجانیکا نام ہے یہ ابن اعرابی کا قول ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ مال غنیمت کو دولت جانین اور

فی امتی خسف ومسخ وقذف بالحجارة
اذا ظهرت المعازف
والقينات واستحلت الخمر وشربت
حدیث عمران بن حصین رواه
الترمذی من حدیث اعمش عن
هلال بن یساف عن عمران قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
اذا ظهرت المعازف وشربت الخمور
مسند احمد وابوداود عن ابن عمر
حرم الله علی امتی الخمر والمیسر والکوبة
والقنین وما حدث ابن عباس رفع المسند ایضا
عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال
ان الله حرم الخمر والمیسر والکوبة
وکل مسکر حرام
والکوبة التی یقال لها الطبل وقال
سفیان وقیل البربط والقنین
هو الطنبور بالحبشیة
والتعبیر الضرب به قاله ابن
الاعرابی واما حدیث ابی
هریرة فرواه الترمذی وقال
رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم اذا اتخذ الفیء دولا

امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو ڈانڈا اور علم کو دین کے سوا اور چیزونکے لئے سیکھین اور مرد
اپنی بی بی کی اطاعت کرے اور اپنی ماکی نافرمانی اور اپنے دوست کو پاس بٹھاوے
اور باپکو دور کرے اور آوازین مسجدونمین ظاہر ہون اور گروہ مین سردار اوسمین کا
فاسق شخص ہو اور لوگونکا خبیث کفیل اُنمین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے
خوف سے کیجاوے اور گانیوالیان اور باجے ظاہر ہون اور شراب پیجاوے اور اس امت
کے آخر کے لوگ اول کے لوگونپر لعنت کرین تو چاہئیے کہ اسوقت منتظر ہون سرخ آندہی
اور بھونچال اور زمین مین دھنسنے اور پتھر پڑنے کے اور بیہم اور نشانیان اسطرح آوینگی
جیسے موتیونکی ہار کی لڑی ٹوٹکر موتی متواتر گرتے ہین ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث
حسن اور غریب ہے اور ابن ابی الدنیا نے اوسکو ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھہ لوگ اس امت کی آخر زمانہ مین صورت بدلکر بندر اور سور ہوجاوینگے
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ گواہی نہ دیتے ہونگے کہ کوئی معبود نہین سوائے اللہ کے
اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہین خدا کے آپنے فرمایا ہان گواہی دینگے اور روزہ نماز حج ادا
کرتے ہونگے کسی نے عرض کیا کہ پھر اونکا یہہ حال کیون ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ سازون اور
دفون اور گانیوالیونکو اختیار کرینگے رات کو تو شراب اور لہو مین مصروف رہے صبح کو اٹھے تو
بندر اور سور کی صورت پر ہوگئے اور حدیث ابوامامہ کی احمدؒ کی مسند مین اور ترمذی مین

والامانة مغنما والزكوة مغرما وتعلم العلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنى صديقه
واقصى اباه وظهرت الاصوات في المساجد وساد القبيلة فاسقهم
وكان زعيم القوم ارذلهم وأكرم الرجل مخافة شره وظهرت القينات
والمعازف وشربت الخمر ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذلك
ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا
وآيات تتابع كنظام بال قطع
سلكه فتتابع قال الترمذي هذا حديث حسن

سورگی کو بندر بنین

غريب وأخرجه ابن ابي الدنيا عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يمسخ قوم
في آخر الزمان قردة وخنازير
قالوا يا رسول الله قال بلى ويصلون ويحجون ويعتمرون
قال الخمر والمعازف وفي لفظ للبيهقي
عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليشربن ناس من امتي الخمر
يسمونها بغير اسمها
فاصبحوا وقد مسخوا قردة
وخنازير وأما مسخ ابن آدم فمن مسند احمد والترمذي

اوسسے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت میری امت
مین سی کہانے اور پینے اور کہیل اور کود مین رات بسر کرینگے پھر صبح کو بندر اور سور ہو جاوینگے
اور اونکی قبیلونمین سی ایک قبیلہ پر آندہی بھیج دیجائیگی وہ اونکو ایسا اوکھاڑ دیگی جیسا
تم سی پیشتر کے لوگونکو اکھاڑ دیا اسوجہ سی کہ وہ شراب کو حلال جانتے تھے اور دف بجاتے
تھے اور گانیوالیونکو اختیار کرتے تھے اس حدیث مین فرقد سنجی راوی ہی اور وہ بڑے
نیکبختون مین سی ہی مگر حدیث مین قوی نہین ترمذی کہتے ہین کہ اوسکی باب مین یحیی بن سعید
نے کلام کی ہی اور اُس سی لوگ روایت کرتے ہین اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے
سعید بن مسیب سے اور اُنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی اور ابو امامہ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت مین سی ایک قوم کہانی اور پینے
اور کہیل مین رات گذارینگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتمین ہو جاوینگی اور اونکو زمین مین
دہنسا اور پتھر برسنا بھی پہنچیگا یہانتک کہ لوگ صبح کو کہینگے کہ آج رات فلانے کا گھر
دہنس گیا اور فلان شخص کا خاندان دہنس گیا اور اُنپر آسمان سی پتھر بھیجے جاوینگی جیسے لوط
کی قوم کے قبائل اور گھرونپر بھیجے گئی تھی اور اُنپر وہ آندہی سخت بھیجی جاویگی جسنے عاد کی
قوم کو شراب پینے اور سود کھانے اور گانیوالیونکی رکھنے اور قرابت کو توڑنے کی باعث
ہلاک کیا تہا اور احمد کی سند مین عبد اللہ بن زبیر کی حدیث علی بن یزید سی مروی ہی وہ

روایت کرتے ہین قاسم سے اور وہ ابو امامہ سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجکو عالم کی رحمت اور ہدایت کی لئی بھیجا ہے اور مجکو
حکم کیا ہے کہ بانسلیون اور بربطون اور باجون اور اُن بتونکو جنکی پرستش کفر کے ایام
مین ہوتی تھی مٹا دون بخاری نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن زحر معتبر شخص ہے اور علی بن
یزید ضعیف ہے اور قاسم بن عبد الرحمن یعنی ابو عبد الرحمن ثقہ ہے اور ترمذی اور احمد کی
مسند مین ٹھیک اسی اسناد سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گانیوالی
لونڈیونکو نہ بیچو نہ خریدو اونکو پڑھاؤ اور اونکی تجارت مین کچھہ بہتری نہین اور اونکا
ثمن حرام ہے اور اسی جیسی معاملہ مین یہ آیت اُتری ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور حدیث حضرت عایشہ رض کی ابن ابی الدنیا نے محمد بن المنکدر
سے اور اونہون نے حضرت عایشہ رض سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین خسف مین مسخ مین اور صورت بدلجانا اور پتھر کا
پڑنا ہوگا حضرت عایشہ نے کہا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین گے پھر آپنے فرمایا کہ جب ظاہر
ہون گانیوالیان اور ظاہر ہو سود اور بچا دی شراب اور پہنا جاوی ریشمی کپڑا تو
اوسوقت وہ باتین مذکورہ بالا ہونگی اور ابن ابی الدنیا نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ وہ
اور اونکی ساتھہ ایک اور شخص حضرت عایشہ رض کی خدمت مین گئے اوس شخص نے حضرت عایشہ رض

عن القاسم عن ابی امامة عنه
صلی الله علیه وآله وسلم قال ان الله
بعثنی رحمة وهدی للعالمین وامرنی
ان امحق المزامیر والکنارات یعنی
البرابط والمعازف والاوثان التی کانت
تعبد فی الجاهلیة قال البخاری
عبید الله بن زحر ثقة وعلی بن یزید
ضعیف والقاسم بن عبد الرحمن ابو عبد الرحمن ثقة
وفی الترمذی ومسند احمد بهذا الاسناد بعینه
ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لا تبیعوا
القینات ولا تشتروهن ولا تعلموهن والخیر
فی تجارة فیهن وثمنهن حرام فی مثل هذا انزل

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث یعنی الغناء
وعن سبیل الله وروی احمد بن منکدر عن عایشة فاخرجه
ابن ابی الدنیا عن محمد بن المنکدر عنها قالت قال رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم لیکونن فی امتی خسف
ومسخ وقذف قالت عایشة اذا ظهرت
الله فقال اذا ظهرت القینات وعزف
الرجل بامرأته وتسنم الرجال بالحریر
وتختم الرجال بالذهب وشربت الخمور
وضربت الدفوف وعظم الربا وتبایع
الناس فلم یکد احد ینکر احدا
وتخرج امرأة تختال عائشة وحولها
نساء کاسیات عاریات فقال لها رجل یا امة الله

سے کہا کہ ہمسے زلزلہ کی بات کرو انہوں نے فرمایا کہ جب لوگ سود کو مباح جانین اور شراب پیوین اور باجہ بجادین تو اللہ تعالی اپنے آسمان مین غیرت کریگا اور اوسکو ارشاد کریگا کہ کانپ پس اگر لوگون نے توبہ کی اور باز رہے تو فبہا ورنہ مین آسمانکو اونپر گرادونگا حضرت انس کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ یا ام المومنین کیا بڑا عذاب ہے فرمایا بلکہ ایماندار کو اللہ کی نصیحت اور رحمت اور برکت ہے اور کافر و بدبختی اور عذاب و نار اسی ہے حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی حدیث نہین سنی جس سے مجکو اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی اس حدیث سے ہوئی اور حدیث حضرت علیؓ کی بھی ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ باتین کریگی تو اوپر بلا نازل ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہین آپنے فرمایا کہ جب غنیمت دولت ہوجاوے اور امانت غنیمت اور زکوۃ ڈانڈ اور اطاعت کرے مرد اپنی بی بی کی اور نافرمانی کرے ماں کی اور سلوک کرے دوست سے اور ظلم کرے باپ پر اور بلند ہون اواز مین مسجد مین اور قوم کا رئیس ارذل مین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے ڈر سے کیجاوے اور شراب پیجادین اور ریشمی کپڑا پہنا جاوے اور گانیوالیان رکھی جادین اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلون کو لعنت کرین تو اوسوقت لوگ سرخ آندہی اور زمین مین دھنسنے اور صورت بدلنے کی منتظر رہین ف مترجم کہتا ہے کہ پندرہوین بات اصل مین نہین لکھی عاجز نے

حدثنا عن ان زلزلة فقالت اذا
استحلوا الربا وشربوا الخمر وضربوا
بالمعازف غار الله في سمائه فقال
تزلزلي فان تابوا فزعوا والا امطر
عليهم قال قلت يا ام المومنين
اعذاب عظيم قالت بل امر المومنين
ورحمة وبركة للمومنين وسخط
على الكافرين قال الشيخ
حدثنا ابو اسمعيل الترمذي حدثنا ابو الحسن
ارنا الشيخ به وحدثني عبد الرحمن بن ابي بكر
عليك بكتاب الله وجهه فاخبرني ابن ابي مليكة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها
البلاء قيل يا رسول الله وما هن قال اذا
كان المغنم دولا والامانة مغنما والزكوة
مغرما واطاع الرجل زوجته
وعق امه وبر صديقه وجفى اباه
وارتفعت الاصوات في المساجد
وكان زعيم القوم ارذلهم
واكرم الرجل مخافة شره
وشربت الخمور ولبس الحرير
واتخذت القينات والمعازف
ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند
ذلك ريحا حمراء او خسفا ومسخا

کتاب سی چھوٹ گئی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مین گذر چکی ہی کہ وہ سیکھنا علم کا دین کے
سوا اور بات کی لئی ہی اور حدیث انسؓ کی ابن ابی الدنیا نے انسی روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کچھ لوگ کہا پیکر باجا بجاکر رات کو سوینگے پھر صبح کو اپنی
مسند و بیندرا اور سور ہوجاوینگے اور حدیث عبد الرحمن بن سابط کی بھی ابن ابی الدنیا
اوسسی نقل کی ہی کہ اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین
مین دہنسا اور پتھر برسی اور صورت بدلنی ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یہہ حال کب ہوگا آپ نے
فرمایا کہ جب لوگ باجونکو ظاہر کرینگے اور شرابونکو حلال جانینگے اور حدیث عمار بن ربیعہ
کی بھی ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہی اور اوسکی عبارت یہہ ہی کہ کچھہ لوگ اپنی مسند و
ہی پر بندرا اور سور ہوجاوینگے اپنی شراب پینے اور ربطونکی بجانے اور گانیوالیونکی جہت سے
ابن ابی الدنیا نے کہا ہی کہ حدیث بیانکی ہمسے عبد الجبار بن عاصم نے اور اونسے حدیث بیان
کی مغیرہ بن مغیرہ نے صالح بن خالد سی اور اونہون نے پونہچایا سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت مین سی لوگ ریشم کا کپڑا اور شراب
اور ساز حلال جانینگے اور اللہ تعالی انمین موجود لوگونپر ایک بڑا پہاڑ لاویگا یہانتک کہ
اوسکو اونپر پھینکدی اور دوسری بندر اور سور کی صورت ہوجاوینگے اور ابی شیبان
ہذلی سی روایت کی ہی کہ اونہون نے کہا مین نے فرقد سنجی سے پوچھا کہ ای ابو یعقوب اون

عجیب باتون مین سے جو تمنے توریت مین پڑہی ہین کچھہ مجکو بتلاؤ اونہون نے فرمایا کہ اے
ابو شیبان بخدا مین اپنے رب پر جہوٹ نہین بولتا ہون اسکو دو یا تین بار کہا مین نے
توریت مین پڑہا ہے کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مسخ اور قذف اور خسف اہل قبلہ مین
ہوگا راوی کہتے ہین مین نے پوچہا کہ اے ابو یعقوب اونکے اعمال کیا ہونگے کہا کہ گانیوالیونکو
رکہینگے اور دف بجاوینگے اور ریشمی کپڑا اور سونا پہنین گے اور اگر تم زندہ ہو یہانتک کہ
تین کام دیکہو تو یقین کرو اور آمادہ ہو جاؤ اور ڈرو مین نے پوچہا کہ وہ کیا ہین فرمایا
کہ جب مرد مردون سے اور عورتین عورتون سے کام نکالین اور عرب کے لوگ عجم کے برتنون کی
رغبت کرین اوسوقت تمکو امور مذکورہ کرنی چاہئین مین نے کہا کہ خاص عرب والے ایسے
ہون کہا کہ نہین بلکہ اہل قبلہ پہر کہا کہ بخدا کچھہ لوگونپر آسمان سے پتہر گرائی جاوین گی کہ
راستونمین اور اپنی چھتونمین اون سے اونکے سر ٹوٹجاوینگے جیسے حضرت لوطؑ کی قوم
کے ساتھہ کیا گیا اور دوسری لوگ بندر اور سور کردئی جاوینگی جیسے بنی اسرائیل کے
ساتھہ معاملہ ہوا اور کچھہ لوگ زمین مین دہنسا دئی جاوینگی جیسے قارون کو دہنسا دیا گیا غرضکہ
اخبار اس امت مین مسخ ہونیکے لئے ایکدوسرے کی مدد کرتے ہین اور اکثر حدیثونمین مسخ
کی قید راگ والون اور شراب خوارون پر لگی ہوئی ہے اور بعض حدیثونمین نے قید بہی مذکور ہے
سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ لوگونپر ایک ایسا وقت آویگا کہ اوسمین ایک شخص کے دروازہ

من ثلاث الخ قرأت بخط بعض الفضلاء
التوراة قال یا ابا یعقوب ان وافقت
ما کذبت علی ربی من ثلاث وذکرها
نقلت قرأت فی التوراة لتکونن
مسخ وقذف وخسف فی امة
محمد صلی الله علیه وآله وسلم
فی اهل القبلة قال فما اعمالهم
بالمزامیر والدفوف قال فما
رغبة عجم العرب فی انیتهم
قال فما رغبة العرب فی انیة
العجم فقمت ولم
اسأله عن الرابعة

قال والله لیقذفن بحجارة من السماء
بخاصة قال لا بل اهل القبلة قال
بحجارة تنشخ فی بیوتهم
کما فعل بقوم لوط ولیمسخن
کما فعل ببنی اسرائیل ولیخسفن
کما خسف بقارون فقلت
بوقوع الخسف فی هذه الامة
وهو مقید فی اکثر الاحادیث
بالمعاصی الغناء وشرب
الخمر وفی بعضها مطلقا فقال
سالم بن ابی الجعد لیاتین علی
الناس زمان یجتمعون فی

پر لوگ اکٹھے ہونگے اور اسباب کے منتظر ہونگے کہ وہ اُن تک آوے تو اوس سے اپنی حاجت
طلب کرین وہ جب نکلیگا تو بندر یا سور کیصورت کا ہو گیا ہوگا۔ اور ایک شخص دوسرے
پر گذریگا کہ وہ اپنی دوکان مین فروخت کر رہا ہوگا پھر جو پھر کر آویگا تو وہ بندر خواہ
سور ہو چکا ہوگا اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ یہہ حال نہو کہ
دو شخص ایک کام کرنیکو نکلین اور ایک اُنمین سے بندر یا سور ہو جاوے تو دوسرا شخص اوسکا
یہہ حال دیکھکر اپنی خواہش پورا کرنیسے باز نرہے بلکہ جس کام کو نکلا تہا بدستور چلا جاوے
اور عبد الرحمن بن غنم نے کہا ہے کہ قریب ہے کہ دو شخص ایک چکی پر پیسنے بیٹھین اور اُنمین
سے ایک مسخ ہو جاوے اور دوسرا دیکہتا رہے اور مالک بن دینار کہتے ہین کہ مین نے سنا ہے
کہ آخر وقت مین ایک آندہی اور اندہیرا ہوگا تب لوگ اپنے علما کیطرف پناہ ڈہونڈہینگے
تو اونکو دیکہینگے کہ وہ مسخ ہو گئے ہین بعضے اہل علم فرماتے ہین کہ جب دل مکروہ قریب
اور فسق سے متصف ہوکر اوسی رنگ مین خوب رنگجاتا ہے تو دل والا اوسی جانور کی سی خلق پر
ہو جاتا ہے جو اُن اوصاف سے موصوف ہو مثلاً بندر اور سور وغیرہ پھر وہ وصف دل مین دائم برہتا رہتا
ہے یہانتک کہ اوس شخص کے چہرہ پر کچہہ یون ہی ظاہر ہونے لگتا ہے پھر اور زور پکڑتا ہے
حتی کہ منہ پر صاف کہل پڑتا ہے پھر اور قوی ہوتا ہے یہانتک کہ صورت ظاہری کو بدل دیتا ہے
جیسی صورت باطنی بدلگئی اور جس شخص کو فراست کامل ہے وہ لوگونکی صورت پر تبدیل اُن کے اخلاق

صورت سی پاتا ہی جنکی عادات لوگون نے باطن مین اختیار کرلی ہین تو کم ایسا ہوتا ہے
کہ جو شخص حیلہ گر اور مکار جابر نظر پڑے تو اوسکی صورت پر تبدیلی بندر کی صورت کی
نہ دیکھو اور کم ایسا ہی کہ رافضی کے چہرہ پر کتی کیصورت کا تغیر نظر نہ آوے اسلئے کہ ظاہر
اور باطن مین ارتباط کامل ہوتا ہی جب بری صفتین نفس مین مضبوط ہوتی ہین تو ظاہری
صورت کے بدلدینے پر قادر ہو جاتی ہین اور اسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز
مین امام سی آگے بڑہنے والیکو ڈرایا کہ کہین اللہ تعالی اوسکی صورت گدہی کی سی نکردے
اسلئے کہ وہ باطن مین گدہی کی مشابہ ہی کیونکہ اوسکو امام سی آگے بڑہنے سی بجز اپنی نماز کے
فساد اور ثواب کے جاتے رہنے کے اور کیا ملا سلام تو امام سی پہلے پہیرتا ہی نہین اس سے
معلوم ہوا کہ وہ کم سمجھ ہونگین اور بیشیار نہونگین گدہی کی مشابہ ہی جب یہہ معلوم ہوچکا
تو جانو کہ لوگونمین سی مستحق زیادہ مسخ کے وہی ہین جو ان حدیثونمین مذکور ہین وہی
سب سے پیشتر بندر اور سور ہونگی اسوجہ سی کہ باطن مین وہ لوگ ان جانورون کے مشابہ
ہین اور خدا تعالی کی سزائین حکمت اور انصاف کی موافق ہوا کرتی ہین خدا تعالی ہمکو
اُنسے بچاوی اور جو لوگ کہ گاتے ہین اور راگ شیطانی مین مبتلا ہین اونکی اغراض ہمنے
اپنی بڑی کتاب مین جو راگمین ہی بیان کرکے اُنکو دور کیا ہی اور شعرون کے سُننے سے
جس بات کی تحریک ہوتی ہی اور آیتون کے سُننے سی جونسی بات کی تحریک ہوتی ہی اُن

وما یحرک ... کما یحرک سماع الایات
الفرق بین ما یحرکہ سماع الایات
السماع ونقضناھا وذکرنا
کتاب الکبیر فی
المفتونین بالسماع الشیطانی فی
وعلیہ وقد ذکرنا شبہ المغبونین و
نعوذ باللہ منہا جازیہ علی وفق حکمتہ
فھؤلاء الذین ذکروا فی ھذہ الاحادیث
بالمسخ
وعلم الیقظۃ اذا تاخر فی ھذہ فاتی الناس
کما فی البلاد
بمسابقۃ الامام بالرکوع او السجود او بالسلام قبلہ فھو شبیہ بالحمار فی الباطن
حمار الشابقۃ الامام بالافتتاح صلوتہ وبطلان اجرہ
فی الصلوۃ بان یجعل اللہ صورتہ صورۃ
انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سابق الامام
قوت علی قلب الصوفی الظاہرۃ والباطن خوف
الصفات المذمومۃ فی النفس
ثم ان ارتباط الباطن
مسخ کلب فالظاہر علی وجہہ
ان تری فی قضیا الاو علی وجہہ
فقال ان تری یختار الاسکار بجبار
تخالفوا باخلاقہا فی الباطن

دونو مین فرق بھی اوسی کتابمین لکھا ہی اور وہ شبہ بھی ذکر کیا ہی جو اکثر بندونکو راگ
مین حاضر ہونیکے بابمین پڑا ہی یہانتک کہ اوسکو ثواب شمار کر لیا ہی اور یہان صرف اوسمین
سی کچھہ تہوڑا سا ذکر کر دیا ہی **فصل** اور ایک مکر شیطان کا حلالہ کرنا ہی جسکے مرتکب کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمایا ہی اور عاریتی بکرے کے ساتھہ تشبیہ دی ہی اور سلف والے
اوسکو آگ کی میخ کہتے تھے اور حاکم نے صحیح مین اور ترمذی نے روایت کیا ہی عبداللہ بن مسعودؓ
سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی حلالہ کرنیوالے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے
اوسپر ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکھا ہی اور کہا ہی کہ عمل حدیث پر ہی علماء کے نزدیک
اور حضرات عمرؓ اور عثمانؓ اور ابن عمرؓ کا مذہب یہی ہی اور تابعین مین فقہا کا قول یہی
یہی ہی اور اسکو امام احمدؒ نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اپنی سنن مین اسناد صحیح سے
روایت کیا اُن دونو کے الفاظ یہہ ہین کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گودنیوالی اور گدوانے والی اور بالونمین جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگوانیوالی اور محلل یعنی حلالہ
کرنیوالے اور محلل لہ یعنی جسکے لئے حلالہ کیا جاوے اور سود کے کہانیوالے اور کہلانیوالے پر اور مسند
اور نسائی مین ابن مسعودؓ ہی سے ہی کہ آپ نے فرمایا کہ سود کہانے اور کہلانیوالا اور اوسکے
گواہ اور لکھنے والا بشرطیکہ سود کو جانتے ہون اور بالونمین پیوند کرنیوالی اور کرانیوالی
اور صدقہ کا تاخیر کرنیوالا اور اوسمین ناحق کرنیوالا اور ہجرت کی بعد از سر نو اعرابی ہونیوالا

وذكر الشبهة التي دخل على
كثير من العباد في خضوعهم
عند القبور وغيرها هنا
فصل ومن
قول النبي صلى الله عليه وآله
وسلم فاعله وشبهه بالتيس المستعار
وسماه السلف عسيب النار وقال الحاكم
في المستدرك والترمذي وقال حسن صحيح
عن ابن مسعود قال لعن رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم المحلل والمحلل له قال والعمل عليه
عند اهل العلم وذهب اليه عمر بن الخطاب و
عثمان وابن عمر وهو قول الفقهاء من التابعين و
هو قول الائمة اربعة احمد في مسنده والنسائي في سننه
باسناد صحيح ولفظهما لعن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم المحلل والمحلل له وآكل الربا
وموكله وشاهديه اذا علموا وقال ايضا عن ابن
مسعود قال

اور جسکی خاطر حلالہ کیا جاوی نسبکے سب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانپر ملعون ہین قیامت
کے دن اور حضرت علی رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپنے محلل اور
محلل لہ کو لعنت فرمائی روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور نسائی کے سوا سب سنن والون نے
اور حضرت ابوہریرہ رض سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کری اللہ تعالے
محلل اور محلل لہ پر امام احمدؒ نے اسکو ایسی اسناد سی روایت کیا ہی جسکے راوی سب معتبر ہین
ابن معین وغیرہ نے اونکو معتبر لکہا ہی اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ مین نے
ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاریؒ سی اس حدیث کا حال پوچہا اونہون نے فرمایا کہ حدیث حسن
ہی اور عبد اللہ بن جعفر مخرمی سچا اور معتبر ہی اور عثمان بن محمد عنسی معتبر ہی اور ابو عبد اللہ
بن ماجہ اپنی سنن مین کہتے ہین کہ ہمسی حدیث بیان کی محمد بن بشار نے اور اونسی حدیث
بیان کی ابو عامر زکی زمعۃ بن صالح سی اور اونہون نے سلمۃ بن وہرام سی اور اونہون نے
عکرمہ سی اور اونہون نے ابن عباس رض سی فرمایا کہ لعنت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے محلل اور محلل لہ پر اور ابن عباس رض ہی سی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نے
حلالہ کرنیوالیکا حال پوچہا آپ نے فرمایا کہ درست نہین مگر نکاح رغبت کا نہ نکاح دغا
کا اور کتاب اللہ سی ہنسی کرنیکا پہر چکہی حلاوت یعنی عورت سی صحبت کری اسکو ابو اسحق
جرجانی نے کتاب مترجم مین یون روایت کیا ہی کہ ہمکو خبر دی ابراہیم بن اسمعیل ابن

وللمحلل لہ ملعون علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم القیامۃ وعن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ لعن المحلل والمحلل لہ رواہ احمد والنسائی وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ المحلل والمحلل لہ رواہ الامام احمد باسناد جیدۃ رجالہ کلہم ثقات وعن ابن معین وغیرہ قول الترمذی فی کتاب العلل سالت ابا عبد اللہ محمد بن اسمعیل البخاری عن ہذا الحدیث فقال ہو حدیث حسن وعبد اللہ بن جعفر المخرمی صدوق ثقۃ وعثمان بن محمد العنسی ثقۃ وقال ابو عبد اللہ بن ماجۃ فی سننہ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو عامر عن رفیعۃ بن صالح عن سلمۃ بن وہرام عن عکرمۃ عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المحلل والمحلل لہ وعن ابن عباس رض ایضا قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المحلل قال لا الا نکاح رغبۃ لا نکاح دلسۃ ولا استہزاء بکتاب اللہ ثم یذوق العسیلۃ رواہ ابو اسحاق الجرجانی فی کتابہ مترجم اخبرنا ابراہیم بن اسمعیل ابن

ابی حبیبہ عن داؤد بن حصین عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کلھم ثقات الا ابراھیم فان کثیرا من الحفاظ ضعفوہ والشافعی حسن الرای فیہ وبہ یحتج بن تمۃ

وعن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اخبرکم بالتیس المستعار قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھو المحلل لعن اللہ المحلل والمحلل لہ رواہ ابن ماجۃ باسناد رجالہ کلھم ثقات

وعن عمر بن دینار وھو من اعیان التابعین

باب حلاله کا بیان

سئل عن رجل طلق امرأتہ فجاء رجل من اھل القریۃ بغیر علمہ ولا علمھا فتزوجھا فدخل بھا ھل تحل للاول فقال لا ثم ذکر ان السنۃ جاءت بذلک فقال

سئل عن مثل ذلک فقال لا حتی ینکحھا نکاح رغبۃ کما فعل ذلک لمن کان قبلہ

رواہ ابو عبید فی المصنف باسناد صحیح

وعن ابن المسیب قال اذا احلھا لزوجھا الاول فلا خیر فیہ

رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف باسناد صحیح

وعن ابن المسیب قال اذا احلھا لزوجھا الاول فلا خیر فیہ

رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف باسناد صحیح

ابی حبیبہ نے داؤد بن حصین سے اونہوں نے عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباسؓ سے اور یہہ لوگ سب معتبر ہین سوای ابراہیم کے جسکو اکثر حدیث کی یاد کرنیوالے ضعیف کہتے ہین مگر شافعی اوسکی بابہ اچھی راے رکھتے ہین اور اوسکی حدیث کو حجت مین لایا کرتے ہین —

اور عقبۃ بن عامر سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین نہ بتاؤن تمکو مستعار بکرا لوگون نے عرض کیا کہ کیون نہین آپ ارشاد فرمائیے فرمایا کہ وہ حلالہ کرنیوالا ہی لعنت کری اللہ محلل اور محلل لہ پر روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ایسی اسناد سے جسکے راوی سب معتبر ہین کسی پر کچھہ اعتراض نہین ہوا اور عمر بن دینار جو عمدہ تابعین سے ہین اُن سے کسی شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی پھر ایک اور شخص اُس بستی کا جو مرد اور عورت دونو کو نہین جانتا آیا اور اپنی مال مین سے کچھہ خرچ کرکے اُس عورت سے اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے شوہر پر حلال کردی عمر بن دینار نے کہا کہ درست نہین پھر ذکر کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے ایسا مسئلہ پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہین جبتک کہ نکاح اپنی خواہش نفس سے نکری اور جب اپنی مرضی سے نکاح کری تو پہلے شوہر کو حلال نہوگی یہانتک کہ دوسرا شوہر اوس سے حلاوت صحبت نپاوے اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف مین عمدہ اسناد سے روایت کیا ہی — اور اس حدیث مرسل کو حجت مین لایا ہی وہ شخص جسنے اوسکو مرسل کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ

اوسکی نزدیک حدیث ثابت ہی اور اسپر عمل کیا ہی اصحاب سول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیساکہ عنقریب آویگا اور مضمون اس حدیث کا موافق ہی باقی حدیثون سی جنکی سند متصل
ہے اور اسطرحکی حدیث سب ائمہ کے نزدیک حجت ہی اور یہہ حدیث اور جو اس سی پہلی ہی
ثبت مین حلالہ کے باہمین نص ہی اور اسیطرح حدیث نافع کی ابن عمر رض سی ہی کہ ایک شخص
نے اوسے عرض کیا کہ مین نے ایکعورت سے نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکے شوہر پر حلال کردون
اور اوسنے مجکو نہین کہا اور نہ اوسکو علم ہوا آپ نے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر رغبت سی
نکاح کرنا کہ اگر تجکو وہ عورت اچھی معلوم ہو تو رہنے دی اور بری لگی تو علیحدہ کری اور جو
معاملہ تونے کیا ہی اوسکو ہم عہد مبارک جناب سول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین زنا شمار کیا
کرتے تھے اسکو شیخ الاسلام نے حلالہ کے باطل کرنیمین ذکر کیا ہی **فصل** اور آثار صحابہ رض
کے اسبابمین یہہ ہین کہ ابن ابی شیبہ کی کتاب مصنف اور اثرم کی سنن اور ابن منذر
کے اوسط مین حضرت عمر رض سی روایت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جو محلل اور محلل لہ میری پاس
لایا جائیگا اوسکو مین سنگسار ہی کرونگا اور عبد الرزاق اور ابن منذر کے الفاظ یہہ ہین
کہ جو حلالہ کرنیوالا اور حلالہ کی ہوئی عورت میری پاس لائی جاوینگی تو مین اونکو سنگسار
کرونگا اور یہہ روایت حضرت عمر رض سی صحیح ہی اور عبد الرزاق نے معمر سی اور اوسنے ہری نے عبد الملک
بن منیرہ سی روایت کیا ہی کہ حضرت ابن عمر رض سے کسینے عورت کے حلال کردینے کا حال اوسکی شوہر

وفی عمل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ما تقدم وھو موافق لبقیۃ الاحادیث
الموصولۃ ومثل ھذا حجۃ باتفاق الائمۃ وھو والذی قبلہ نص فی التحلیل البتۃ
وکون الاول لم یصرح بالتحلیل لا یضر فقد قال البغوی
عن عبد الرزاق عن معمر عن ایوب عن نافع عن ابن
عمر ان رجلا قال لہ ان امرأتی ولدت لی ولدا وھی
لا ترد ید لامس وانی کرھتہا فاردت ان اطلقہا
فقال لہ ابن عمر فلا تطلقہا اذن وامسکہا وان
کرھتہا فاصبر علیہا فان ھذا من البر ان یعجل
الرجل عجل ابنہ وقد کان ھذا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی عد ما کنا نعد سفاحا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ونحن نعد ھذا فی زماننا من السفاح
ذکر ھذا شیخ الاسلام فی ابطال التحلیل

فصل

وامّا الآثار عن الصحابۃ
فی کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ
وسنن الاثرم والاوسط لابن المنذر
عن عمر بن الخطاب رض قال لا اوتی
بمحلل ولا محلل لہ الا رجمتہما
لفظ عبد الرزاق وابن المنذر
لا اوتی بمحلل ولا محلل لہ
الا رجمتہما وھو صحیح عن عمر وقال
عبد الرزاق عن معمر وایوب
الزھری عن عبید اللہ وابن
المغیرۃ قال سئل ابن عمر
عن رجل تحلل امرأۃ ثلثا

اول کے لئے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہہ زنا ہی اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی اور
عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ثوری نے عبد اللہ بن شریک عامری سی کہ اونہون نے
کہا کہ مین نے سنا ہی حضرت ابن عمرؓ سی کہ اونسی کسی نے یہہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی
چچا کی بیٹی کو طلاق دیدی پھر اوسکا راغب ہوا اور اپنے کام پر نادم پس اوسنی چاہا
کہ اوس عورت سی کوئی شخص نکاح کرکے پھر حلال کردی پس ابن عمرؓ نے فرمایا کہ وہ دونو
زانی ہین اگرچہ بیس برس یا مثل اوسکی رہی بشرطیکہ خدا تعالی کو معلوم ہی کہ اوسکی نیت
بھی یہی کہ عورتکو شوہر کے لئے حلال کرنا چاہتا ہی اور یہہ بھی اونکا قول ہی کہ خبر دی ہمکو معمر
نے ثوری سی اور اونہون نے اعمش سی اونہون نے مالک بن حارث سی اونہون نے حضرت
ابن عباس سی اور اونسے سوال کیا ایک شخص نے کہ میری چچا نے اپنی بی بی کو تین
طلاق دین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تیری چچا نے اللہ کی نافرمانی کی اسلئے اللہ تعالی
نے اوسکو پشیمان کیا اور شیطانکا کہنا مانا اسلئے اوسکی کوئی نکلنے کی تدبیر نفرمائی اُس
شخص نے عرض کیا کہ جو شخص اُس عورتکو میری چچا کے لئے حلال کردی اوسکی بابت آپ کی
کیا رای ہی آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالی کو فریب دیگا اللہ تعالی اوسکو فریب دیگا۔ اور
سلیمان بن یسار سی مروی ہی کہ حضرت عثمان کے سامنے یہہ مسئلہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے
ایکعورت سی نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردی آپ نے اُن دونو مین جدائی

عن ابن عباس وسئل
عن ابن عباس سئل
عن رجل طلق امرأته
عن رجل طلق امرأته
عن رجل طلق امرأته
عن رجل طلق امرأته

کردی اور فرمایا کہ یہہ عورت شوہر اول کے پاس نہین جا سکتی مگر نکاح رغبت سی نہ نکاح دغا سی اسکو ابو اسحق جرجانی نے کتاب مترجم مین روایت کیا ہی اور ابن منذر نے اوسکو کتاب الاوسط مین اون سی نقل کیا ہی اور ابو اسحق شیرازی کی مہذب مین ابی مرزوق نجیبی سی روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ میری ہمسایہ نے اپنی بی بی کو غصہ کیحالت مین طلاق دیدی اور سخت تکلیف پائی مین نے چاہا کہ اپنی نفس اور مال سی ثواب کا طالب ہون اور اس سے نکاح کرکے اوسکے ساتھہ صحبت کرون پھر طلاق دیدون تاکہ وہ اپنی پہلی شوہر کے پاس چلی جاوے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس سی سوا نکاح رغبت کی اور کسیطرح کا نکاح نکر اور ابو بکر طرطوسی نے اس قصہ کو حضرت علیؓ سے ذکر کیا ہی اور پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علی اون لوگون مین سی ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمایا ہی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ محلل اور محلل لہ ملعون ہین اور آپ بھی اون لوگون مین سی ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل پر لعنت فرمائی اور اوسکی تفسیر یون فرمائی کہ مقصود مرد کا حلالہ کرنیکا ہو گو عورت کو اوسکا علم نہو تو جسصورت مین کہ عورت اور مرد متفق اور باہم راضی ہوکر اسطرح عقد کرین کہ وہ نکاح لعنت ہی کا ہی رغبت کا

وقال لا اری ان ترجع الیہ الا بنکاح رغبۃ عہد لیست رواہ ابو اسحق الجرجانی فی کتابہ المترجم وذکرہ ابن المنذر عنہ فی کتاب الاوسط وفی المہذب لابی اسحق الشیرازی عن ابی مرزوق النجیبی ان رجلا اتی عثمان فقال ان جاری طلق امرأتہ وہی غضبہ وقد ضارت ان احتسب نفسی ومالی فاتزوجہا ثم اطلقہا فقال لا الا نکاح رغبۃ وقد ذکر ابو بکر الطرطوسی ہذا عن علی رضی اللہ عنہ وقد تقدم ان علیا ممن روی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن المحلل والمحلل لہ وروی ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس قال لعن المحلل والمحلل لہ وہو ممن روی عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن المحلل وفسرہ بما قصد بہ التحلیل وان لم یعلم بہ المرأۃ فکیف بما اذا علمت وراضیا وتعاقدا علی ذلک فلم یقصد بہ رغبۃ

نہین تب کیسے مستحق لعنت نہونگی اور جرجانی نے عمدہ اسناد سے حضرت ابن عمر رضہ سے
روایت کی ہی کہ اونسے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے ایکعورت سے اسغرض
سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے خاوند پر حلال کردے ابن عمر رضہ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ
حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا وسکو شیخ الاسلام نے کہا ہی کہ یہہ آثار حضرات
عمر اور عثمان اور علی اور ابن عباس اور ابن عمر رضہ سے باوجودیکہ نص ہین اوسصورت
کے لئے جسمین مرد نے حلالہ کرنیکا ارادہ کیا ہو اور اوسکو ظاہر نکیا ہو نہ اوسپر اتفاق
کیا ہو اسکے ساتھہ ہی یہہ آثار ہمکو بھی بتاتے ہین کہ یہہ وہی حلالہ کرنا ہی اور وہی
حلالہ کرنیوالا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانپر ملعون ہی اسلئے کہ اصحاب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے مقصود اور مراد کو زیادہ جانتے ہین خصوصاً اوس
صورتمین کہ حدیث کو بیان کرکے اوسکی تفسیر ظاہر کے موافق بیان فرماوین علاوہ ازین
پایہ ثبوت کو نہین پونہچا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کسی نے حلالہ کرنیمین
فرق کیا ہو کہ ایکصورت جواز کی ہو اور دوسری نہو اور نہ کسی قسم کے حلالہ کی اجازت
دی باوجودیکہ تین طلاق والی عورت رفاعہ کی بی بی بہت دنون تک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین اور آپکے خلفا کے پاس اسمراد سے آتی رہی کہ اپنے پہلے
شوہر کے پاس پہر جاوے مگر سب نے اوسکو منع کیا اگر حلالہ کرنا جائز ہوتا تو آنحضرت

وفی الکبری للبیہقی باسناد ... عن ابن عمر رضہ ... سئل عن رجل تزوج ... امرأۃ لیحلہا لزوجہا ... فقال لعن اللہ المحلل ... المحلل لہ ... وعن ابن عباس وابن عمر مع اخذ نصوص ... وعلی وابن عباس ... فیتأید ... علیہ ... وہو المحلل ... صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ... لہ ... بسبما یوافق الظاہر ... لیعلم ان احدا من اصحاب رسول اللہ ... خلیل ولا یخص فی شیء ... ہین انواعہ مع ان الطلاقہ ... ثلاثا مثل امرأۃ رفاعۃ ... کانت مختلفۃ الیہ المدۃ الطویلۃ ... وان خلفاءہ للنبی ... فہا ہنا ... وکان المحلل ... غیر ذلک ... فہا ہنا ... غیر ذلک ... فہا ہنا ... غیر ذلک ... فہا ہنا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو حلالہ کی تدبیر بتلادیتے اسلئے کہ درصورت جواز حلالہ کرنیکے
ایسا شخص نا بود نہ تہا جو اوسکو حلال کردیتا شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ وہ دلیلین
جنسے یہہ بات معلوم ہوکہ ان حدیثون سے مقصود حلالہ کرنا ہی ہی گو عقد مین شرط نہو
بہت ہین مگر یہہ جگہہ اونکے ذکر کی نہین انتہی اور اثار تابعین کے اسباب مین یہہ ہین کہ
عبدالرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو معمر نے قتادہ سے کہ جب نکاح کرنیوالا یا نکاح کردینے والا
یا عورت یا کوئی شخص اونمین سے نیت حلالہ کرنیکی کرلے تو درست نہین - خبر دی ہمکو
ابن جریج نے کہ مین نے عطاء سے پوچہا کہ جو جان بوجہکر حلالہ کرے پہلا اوسپر کچہہ سزا
ہے اونہون نے کہا کہ مین نے نہین دیکہا مگر میری دانست مین یہہ ہے کہ اوسکو سزا ہو اور اگر
سبکے سب اسی بات پر جہک پڑین تو سب گناہگار ہین اگرچہ مہر زیادہ کرین خبر دی ہمکو
معمر نے قتادہ سے کہا کہ اگر حلالہ کرنیوالا عورتکو طلاق دیدیگا تو پہلے شوہر کو اوسکی صحبت
جائز نہوگی بشرطیکہ دوسرے شوہر کا نکاح بوجہ حلالہ کرنیکے ہو - خبر دی ہمکو ابن جریج
نے کہ مین نے عطاء سے کہا کہ محلل کی طلاق کے بعد عورتکے پہلے شوہر نے اوس سے رجوع
کرلی اونہون نے فرمایا کہ اُن دونو کو جدا کیا جاوے - خبر دی ہمکو معمر نے ایسے شخص سے جسنے
حضرت حسنؓ سے سُنا ہے کہ ایک شخص نے ایکعورت سے اس غرض سے نکاح کیا کہ اوسکو خاوند
پر حلال کردے اور وہ مرد اوس عورت کو نہین جانتا تہا حضرت حسنؓ نے اوس شخص کو

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم — ذہاب فاہما لم یکن تعمد من — جعلہا لہ او کان الیتحلل جاز قال — وادلتہ ان ذلک علی ان ہذہ — الاحادیث تنصرف الی ہا اذا التحلیل — وان لم یشرط فی العقد کتابۃ — جعل الیقین ہہنا موضوعۃ کما انہ — وآثار عن التابعین فقال عبدالرزاق — معمر عن قتادۃ قال اذا نوی الناکح — او المنکح او المرأۃ او احدہم — قال اخبرنا ابن جریج قال قلت — لعطاء التحلل عامدا ہل علیہ عقوبۃ — قال ما علمت ولا اری ان یعاقب — قال وکلہم ان عملوا ذلک فسیئون — وان اعظموا الصداق اخبرنا معمر — عن قتادۃ قال ان طلقہا المحلل فلا تحل — لزوجہا الاول ان یتزوجہا اذا کان — اخبرنا ابن جریج قال قلت — لعطاء فطلق المحلل فاراد — زوجہا قال یفرق بینہما — اخبرنا معمر عن من سمع الحسن — یقول فی رجل تزوج امرأۃ — بجہلہا ولا یعلمہا فقال الحسن

فرمایا کہ خدا کا خوف کرو اور اللہ تعالیٰ کی حدونمین آگ کی میخ مت ہو آبن منذر کہتے
ہین کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا ہی کہ جب پہلے شوہر اور دوسرے شوہر اور عورت تینونمین سے
ایک کی بھی نیت حلال کرنیکی ہوگی تو دوسرے کا نکاح باطل ہی اور پہلے خاوند کے لئے
حلال نہوگی کہا اور حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ جب تینونمین سے ایک قصد حلال کرنیکا کریگا
تو خرابی ڈالیگا کہا اور بکر بن عبداللہ مزنی نے حلالہ کرنیوالی اور جسکی خاطر حلالہ کیا
جاوی اوسکی بابمین کہا ہی کہ یہہ لوگ ایام جاہلیت مین بانکا بکرا کہلاتے تھے کہا اور
ابن نجیح نے مجاہد سے اس قول خداوندی مین نقل کیا ہی اِنْ ظَنَّآ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ اگر خیال کرین کہ قائم رکھینگے حدود اللہ کی
کہ اُن دونو کا نکاح فریب پر نہین اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی تفسیر مین
مجاہد سے تو کر کیا ہی اور شعبی سے مروی ہی کہ اونسے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک مرد نے
ایکعورت سے نکاح کیا جسکے خاوند نے اوسکو پیشتر تین طلاقین دی نہین اور اوسکی
غرض یہہ ہی کہ اوسکو طلاق دے تاکہ اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جاوی اونہون نے فرمایا
کہ یہہ درست نہین جبتک کہ اس مین یہہ نہ کہے کہ عورت کی رغبت ہوگی اور وہ میرے ساتھ رہیگی اسکو
حرجانی نے روایت کیا ہی اور عطار سے روایت ہی کہ اونہون نے اس مسئلہ مین کہ ایک
شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دی اوسکا غمخوار جو چلا اوسنے اوس عورت سے بدون
شوہر کی اجازت کی نکاح کرلیا یہہ فرمایا اگر اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو شوہر اول کی لئے حلال

کردی تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی اور اگر نکاح اسلئے کیا ہی کہ اوسکو رکھنا بنظور ہی
تو حلال ہی اور سعید بن المسیب رض نے اسبابین کہ ایکمرد نے ایکعورت سے اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو
شوہر اول کے لئے حلال کردی اور اس امر کا علم شوہر اول کو ہی نہ عورتکو فرمایا کہ اگر نکاح
صرف حلال کرنیکے لئے کیا ہی تو دونو کو جائز نہین اسصورتمین شوہر اول کو حلال نہوگی
روایت کیا ہے اسکو حرب نے اپنے مسائل مین اور یہہ بھی سعید بن المسیب رض کا قول ہی کہ لوگ کہتے
ہین کہ حلال ہونیکو لئے دوسرے شوہر کی صحبت شرط ہی اور مین یہہ کہتا ہون کہ جب نکاح صحیح
کیا اور اوس سے ارادہ حلال کرنیکا نکیا ہو تو پہلے شوہر کو اُس عورت سے نکاح کرنیمین کچھہ
ہرج نہین اسکو سعید بن منصور نے اونسے روایت کیا ہی تو دیکھو کہ یہہ چارون پیشوا تابعین
کے رکن ہین یعنی حسن بصری اور ابن المسیب اور عطاء اور ابراہیم نخعی اور سب حلالہ کی عدم
جواز کے قائل ہین اور ابی شعثاء سے بھی ایسا ہی مروی ہی۔ اور تبع تابعین اور اونکے بعد
لوگونکی اقوال سے بھی ایسا ہی کچھہ پایا جاتا ہی چنانچہ ابن منذر نے مالک اور لیث اور ثوری
سے روایت کیا ہی کہ حلالہ درست نہین بدون نکاح رغبت کے اور امام مالک رح فرماتے ہین
کہ مرد اور عورت مین تفریق کرادینی چاہیئے اور یہہ جدائی نکاح کا فسخ ہوگا بدون طلاق کے
اور اسیطرح ابن وہب سے منقول ہی کہ مرد اول کو کہہ لینا اوس عورت کا حلال نہین اسلئے کہ حلال
کرنیوالے نے عقد نکاح پورا نہین کیا اور احمد بن حنبل اور ایوب سے بھی اسیطرح مروی ہے

ہر محلل کو وان کان نوی ذلک حین تزوجہا بتاتہ

وامسکہا فقال حملت کرہ وقال

سعید بن المسیب فی رجل

تزوج امرأۃ لیحلہا لزوجہا

الاول ولم یشترط ذلک

زوجہا الاول وہی لا تعلم

ذلک نکاحہا جائز ان کان

لم یرد احلالہا فان ارادہ

فلا یحلہا وہو زان

وعن ابن عباس مثلہ

وعن ابن مسعود مثلہ

رواہ سعید بن منصور

ہذا ما روی عن الصحابۃ

رواہ سعید بن منصور عنہ فتوی الائمۃ

الاربعۃ ارکان التابعین الحسن وابن

المسیب وعطاء وابراہیم النخعی وعن

الشعثاء مثل ذلک واما الآثار عن تابعی

التابعین ومن بعدہم فوق ان تذکر

ذلک لا یصح الا النکاح رغبۃ عن

مالک واللیث والثوری وقال

مالک یفرق بینہما علی کل حال ویکون

الفرق فسخا بغیر طلاق ولکن اغیر

النکاح لا یحل لہ ان یمسکہا

لان المحلل لم یبق لہ عقد

النکاح واحمد بن حنبل وایوب

فصل ومن العجائب معارضة هذه الاحاديث والآثار بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره والذي انزلت عليه هذه الآية هو الذي بين للناس بكتاب الله واصحابه احلال المطلق ثلاثا فلم يجعلوا زوجا وابطلوا نكاحه وعجب من هذا قول بعضهم عن بخيت بكوة انه سماه محللا افكلما ثبت تحليل كان محللا فيقال هذا من اعظم الجهل ثم يتضمن ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن من فعل الشيء ولعن من فعل ما هو جائز صحيح بقاء ولعن بعينه وانما سماه محللا لانه احدث فيه شبها بالمحلل الذي لعن فاستحق اللعنة فان الله تعالى حرم على المطلق حتى تنكح زوجا غيره والنكاح الذي شرعه في كتابه والسنة اسم النكاح الذي يعرفه الناس فاذا تزوجها على هذا الوجه فقد فعل ما امر الله به ورسوله وما هو من التحليل الذي يفعله المحلون الذين لعنهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو الذي يشهد له اصول الشريعة وقواعدها وهو الذي يشهد له الفطرة والعقل وهو الذي عليه عامة الصحابة والتابعين وهو الذي يشهد له ضرب عمر لمن فعل خلافه وهو الذي يشهد له اعلام النبوة وفيه وجهان للفقهاء وهو الذي يشهد له اصول الفقه ومن باب التحليل على نفقة ولا كسوة

فصل اور عجیب بات یہہ ہی کہ ان حدیثون اور اثار کے مقابل مین یہہ آیت پیش کرتے ہین فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ اور یہہ نہین جانتے کہ جس شخص پر یہہ آیت اتری ہی وہی حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو لعنت فرماتے ہین اور اونکی اصحاب سب لوگونکی نسبت کرکلام مجید کو زیادہ سمجھتے تھے اونہون نے حلالہ والیکو شوہر قرار نہین دیا اور اوسکی نکاح کو باطل فرمایا اور اس سے زیادہ عجیب یہہ ہے کہ بعضے نیچہ سے ناقل ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کا نام محلل رکہا پس اگر حلت کا ثبوت نہوتا تو وہ محلل کیون ہوتا اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ بڑی بات ہی کیونکہ اسکے یہہ معنی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص پر لعنت کی جسنے آپکی سنت ادا کی اور ایسے شخص پر لعنت فرمائی جسنے وہ فعل کیا جو شریعت مین جائز اور صحیح تھا حالانکہ یہہ نہین بلکہ آپنے جو اوس شخص کا نام محلل رکہا تو اسوجہ سے کہ اوسنے خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کردیا اور اسیوجہ سے مستحق لعنت کا ہوا اسلیے کہ اللہ تعالی نے عورت کو طلاق دینے والے پر حرام کردیا تہا جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور لفظ نکاح کتاب اللہ اور حدیث مین اوس نکاح کا نام ہی جسکو لوگ آپس مین نکاح کہتے ہین جسکا مشہور کرنا اور اوسکی لئے دف بجانا اور ولیمہ کرنا مشروع ہی اور جسمین دوستی اور رحم ٹہہرایا ہی نہ اوس شخص کا فعل جسکو نہ بی بی کا نان نفقہ نہ لباس

نہ رہنے کا گمان نہ مہر دینا پڑے نہ اوسکے ساتھ رہنے کا قصد ہو بلکہ عاریت کی طور پر
اوس سے صحبت کرے جیسے بکرا جفتی کے لئے مانگ لیا جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکو بکرے کے ساتھ تشبیہ دی پھر لعنت فرمایا اس سے یقینا معلوم ہوا کہ
حلالہ کرنیوالا وہ شوہر نہیں جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اللہ تعالی نے دلونمیں یہ بات
رکھدی ہے کہ یہ فعل نکاح نہیں نہ محلل شوہر ہے اور یہیں جہت عورت اور شوہر اول اور محلل اور
ولی سب اس سے ننگ رکھتے ہیں تو ایسا فعل اوس نکاح میں کب داخل ہوسکتا ہے جسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع فرمایا ہے اور اوسکی ترغیب لائی ہے اور خبر دی
ہے کہ یہہ میری سنت ہے جو اس سے منحرف ہوگا وہ مجھ سے نہیں اور اللہ تعالی کے اس
قول کو سوچو فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا کہ اسمیں حرف شرط اِنْ مذکور
پھر اگر وہ شخص اسکو طلاق دیدے گناہ نہیں ان دونو پر کہ پھر ملجاویں ۱۲
فرمایا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو طلاق دینا اور اوسکے ساتھ رہنا دونو
ممکن ہیں اور تحلیل جو یہہ لوگ کرتے ہیں اوسمیں شوہر کو دونو باتونسے کچھہ علاقہ
نہیں بلکہ اوس سے شرط کر لیتے ہیں کہ وہ شخص جب اس سے صحبت کرے جب ہی اوسکو
طلاق ہوجاوے پھر جب جانا کہ ہوسکتا ہے کہ شوہر ثانی عورت سے صحبت کرنیکا ذکر نکرے
اور طلاق پڑنے میں عورت کا قول مقبول نہیں اسلئے یہہ روگ لگایا کہ عورت کا خبر دیدینا
صحبت کی یہی شرط مقرر ہوجاوے پس جب عورت صحبت کی خبر دیتی ہے فورا اسپر طلاق پڑجاتی ہے

علامات ۱۲

من سنتہ ومن رغب عنہ فلیس منہ
وتامل قولہ تعالی فان طلقہا فلا تحل
علیہما ان یتراجعا فانہ ان تحرف
ان اللہ لا یشرع علی انہ یمکنہ ان یطلق
ولا یمکن الزوج فیہ من الاضرار بل
جعل الشرط اخبارہا بالوطی فقط
وقوع الطلاق انبطوا الی
بوطیہا ولا یقبل قولہا فی انقضاء
فطلق ثما علموا انہ قد اخبر
جعل الشرط اخبارہا بالوطی فقط
وقوع الطلاق انبطوا الی
بوطیہا ولا یقبل قولہا فی انقضاء

اور اللہ پاک نے تو نکاح کو وصال دائمی اور نفع لینے کے لئے مشروع فرمایا ہی
اور اِس نکاح کو اُن لوگوں نے جدائیکا سبب اور طلاق پڑجانیکا باعث ٹھیرایا ہی یعنی
جب وہ صحبت کری اوسکی صحبت سبب صال کے دور ہونیکا ہو جسکو اللہ تعالی نے مشروع
فرمایا تہا اور نیز اللہ تعالی نے دوسرے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو اونہین
الفاظ سے ذکر فرمایا جنسے اول مرد کے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو ذکر کیا ہی
اِس سے معلوم ہوا کہ پہلا مرد بھی خاوند ہی اور دوسرا بھی اور پہلا عقد بھی نکاح ہی اور
دوسرا بھی اور اسیطرح طلاق ہی اور ظاہر ہی کہ حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور طلاق اور
اوسکا نام اول شخص کے نکاح کی مشابہ نہین نہ اوسکی طلاق کے نہ اوسکی نام کے پہلا
مرد خاوند راغب نکاح کا قصد کرنیوالا مہر کا دینے والا عورت کی نفقہ اور مکان اور دوسرے
اشیاء نکاح کو اپنے ذمہ لینے والا ہی اور حلالہ کرنیوالا اِن سب امور سے بری اور کسی چیز
کا ذمہ دار نہین اور جس صورتمین کہ اللہ تعالی نے نکاح متعہ حرام فرمایا ہو باوجودیکہ
خاوند کا قصد اوسمین عورت سے نفع اُٹہانا اور کچہ دنون تک ساتہہ رہنا ہوتا ہی اور
حقوق نکاح اُس عرصہ تک سب اپنے ذمہ لیتا ہی تو حلالہ کرنا جسکے کرنیوالیکو عورت کے ساتہہ
رہنا ہی مقصود نہین صرف اوسیقدر منظور ہی کہ مانگی بکری کیطرح اوسپر چڑہ بیٹہے پہر اُس
سے ہمیشہ کو علحدہ ہو جاوے بطریق اولی حرام ہونا چاہیئے اور مین نے شیخ الاسلام سے سنا ہی

وَاللّٰہ سبحٰنہ شرع النکاح لِلوصلۃ الدائمۃ والانتفاع
وَضع النکاح جعلہ اصحابہ سببا لانقطاعہ ووقوع الطلاق
فیہ فافہمی وعلی کل فحلالہ یعود
ما شرعہ اللہ وابطلہ
فان اللہ تعالی جعل نکاح
نکاح وطلاق واسمہ کنکاح الاول و
طلاق واسمہ فہذا زوج وذاک زوج
وہذا نکاح وذاک نکاح وکذلک
الطلاق ومعلوم ان نکاح المحلل
کنکاح الاول وطلاقہ واسمہ لا یشبہ نکاح الاول وطلاقہ واسمہ ولا اسمہ ذاک زوج راغب فی
النکاح باذل للمہر ملتزم للنفقۃ والسکنی وغیرہ
ذلک بین غرضہ نکاح متعۃ منہی عنہ ولا ملتزم شیئا من ذلک
نکاح غیر ملتزم شیئا من ذلک ان اللہ تعالی
خرم نکاح المتعۃ معلوم ان قصد
الزوج بالاستمتاع کالمتزوج
ان تعلق بہ ملتزم لحقوق
النکاح فالمحلل الذی لیس غرضہ
ان یقیم معہا کما یقیم المتزوج
کالتیس المستعار لا یقیم
اول بالشیخ وسمعت شیخ الاسلام

کہ کہتے تھے کہ نکاح متعہ حلالہ کی نسبت کرہ وجہ سے بہتر ہے اول یہہ کہ متعہ شروع
اسلام مین جائز تہا اور حلالہ جائز نہ تہا دوسرے یہہ کہ صحابہ رضؓ نے عہد مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین متعہ کیا تہا اور حلالہ کسی نے اونمین کبہی نہین کیا تیسرے یہہ کہ
نکاح متعہ مین صحابہ رضؓ کے نزدیک اختلاف ہے حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اوسکو مباح
کہتے ہین چنانچہ صحیحین مین حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتہہ جہاد کو جاتے تھے اور ہماری بیبیان نہین ہمنے عرض کیا کہ ہم خصی ہو جاوین آپنے
خصی ہونے سے منع فرمایا پہر ہمکو اجازت دی کہ عورت سے کپڑے کی عوض مین ایکمدت
نکاح کر لین پہر ابن مسعودؓ نے یہہ آیت پڑہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ
مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ (ای ایمان والو تم حرام نہہراؤ ستہری چیزین جو اللہ نے
تم کو حلال کین ۱۲) اور فتوی ابن عباسؓ کا متعہ کے بابمین مشہور ہے اور عروہ کہتے ہین
کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے مکہ معظمہ مین کہڑے ہو کر فرمایا کہ چند آدمیونکا اللہ تعالی
نے دل اندہا کر دیا ہے جیسے اونکی آنکہین اندہی کر دی ہین وہ متعہ پر فریفتہ ہین اسکلام
سے اونکا اشارہ حضرت ابن عباسؓ کیطرف تہا حضرت ابن عباسؓ نے اونکو پکارا اور فرمایا
کہ تم سادہ لوح ہو قسم ہے کہ متعہ امام المتقین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوقت مبارک
مین کیا جاتا تہا حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ تمنے اپنے آپکو بدکار کر لیا ہے بخدا کہ اگر تم
متعہ کرو گے تو تمہاری ہی پہروں سے تمکو سنگسار کرونگا غرضکہ حضرات ابن مسعودؓ

نعول نکاح المتعة تحریم بین
نکاح التحلیل من ثنتی عشرة
وجہ احدہما ان نکاح المتعة
کان مشروعا فی اول الاسلام
بخلاف التحلیل فان ذلک
الصحابة تنازعوا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم یکن فی
المتعة مختلف فیہ بین الصحابة کما ان ابن عباس
وابن مسعود رضی اللہ عنہم کانا یقولان
نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما لنا نساء فقلنا الا نستخصی فنہانا عن ذلک

علامہ ابن ہمام

ثم رخص لنا ان ننکح المرأة بالثوب الی اجل فقرأ
عبد اللہ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات ما
احل اللہ لکم وفتوی ابن عباس کما مشہور وقال
عروة قام عبد اللہ بن الزبیر بمکة فقال ان ناسا
اعمی اللہ قلوبہم کما اعمی ابصارہم یفتون بالمتعة
یعرض بعبد اللہ بن عباس فناداہ فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت
المتعة تفعل علی عہد امام المتقین یرید رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابن الزبیر فجرب نفسک
فواللہ لئن فعلتہا لارجمنک
بالحجارة فقال ابن مسعود

اور ابن عباس کا متعہ کے باہمین تو یہہ قول ہی اور حلالہ کے باہمین دو روایت ہی جو
اوپر گذری چوتھی یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعہ کرنیوالے مرد اور عورت کے
حق مین کوئی کلمہ لعنت کا نہین آیا اور محلل اور محلل لہ کے باب مین لعنت کا حال اوپر لکھا
گیا پانچوین یہہ کہ متعہ والیکو عورت سے ایک غرض صحیح ہوتی ہے اور عورتکو مرد سے کہ
ایکدوسرے کے ساتھہ نکاح کی مدت تک رہین اور محلل کو کوئی غرض نہین ہوتی بجز اسکے کہ
بکری کیطرح جفتی کے لئے مانگ لیا گیا ہی اس لحاظ سے نکاح اوسکا نہ مرد کو مقصود ہے
نہ عورت نہ ولی کو بلکہ وہ موافق ارشاد حضرت حسن بصریؒ کے اللہ تعالی کی حدود مین
آگ کی میخ ہی شیخ الاسلام نے فرمایا ہی کہ حضرت حسن کی غرض یہہ ہی کہ میخ جس چیز مین لگتی
ہی اوسکو پائدار کر دیتی ہی ایسا ہی اسجگہہ ہی کہ حلالہ اوس عورتکو پہلے خاوند کی لئے
ثابت کر دیتا ہی حالانکہ اللہ تعالی نے اوسکو اسپر حرام فرمایا ہی چھٹی یہہ کہ جو چیز
اللہ تعالی نے حرام کر دی اوسکی حرام کرنیکے لئے متعہ والے نے کوئی حیلہ نہین کیا اور
اون دغاباز دونمین سے نہین جو اللہ تعالی کو لڑکونکی طرح فریب دیتے ہین وہ ظاہر باطن
مین نکاح کرنیوالا ہی اور حلالہ والا مکار فریبی اور اللہ کی آیتون سے ٹھٹھا کرنیوالا ہی
اور یہہ وجہ اوسکی وعید اور لعنت مین وہ روایات آئی ہین کہ متعہ والے کے حق مین
اوس جیسی کیا اوسکی پاسنگ بھی نہین ہین ساتوین یہہ کہ متعہ والا عورتکو خود اپنے لئے

حلال کرنا چاہتا ہے اور یہی نکاح کا بہبود اور مقصود ہی اور محلل اوسکی علت اپنے
لئے نہین چاہتا بلکہ دوسرے کے لئے حلال کرنا چاہتا ہی اور یہین وجہ اوسکا نام محلل
ہوا اور یہہ بات معنی نکاح شرعی کے خلاف ہی آہون یہہ کہ طبائع سلیم اور دل
جنمین مرض نادانی اور مے دلیل مان لینے کا نہین جمادہ حلالہ سے نہایت درجہ کو نفرت
کرتے ہین اور عورتکو تو بڑی ہی عار اوس سے لگتی ہی یہانتک کہ اکثر عورتین اُس عورت
کو زنا سے زیادہ عیب لگاتی ہین بخلاف نکاح متعہ کے کہ اگر اُس سے طبیعتون اور عقلونکو
نفرت ہوتی تو شروع اسلام مین مباح نہوتا نوین یہہ کہ نکاح متعہ مشابہ ہی اس امر کے
کسی جانور کو سواری کے لئے ایکمدت تک کرایہ لیا یا گھر کو ایکمدت تک نفع حاصل کرنے
اور رہنے کے لئے کرایہ لیا خواہ ایک غلام کو کسیوقت تک خدمت کرنیکو نوکر رکھا یا
اور کوئی ایسیطرح کی صورت ہو جسمین دام دینے والے کو چیز سے کوئی صحیح غرض ہو مگر چونکہ
متعہ مین وقت کی قید آگئی اسلئے جو مقصود شارع نے نکاح سے دوام و استمرار کے لئے مقرر
کیا تہا اوس سے اوسکو نکالدیا بخلاف نکاح محلل کے کہ وہ انمین سے کسی چیز کے مشابہ
نہین اور اسی لحاظ سے صحابہ رضی نے اوسکو زنا سے اور جفتی کے لئے عاریتی بکری سے تشبیہ
دی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نے ان چیزون یعنی بیع اور ہبہ اور ٹھیکہ اور نکاح
کو ایسے سبب مقرر فرمائے ہین جنسے اونکے احکام انجام کو حاصل ہون مثلاً بیع کو

وھذا ھو سر النکاح ومقصودہ
والمحلل لا یرید احلالھا لنفسہ ھو انما
یرید حلھا لغیرہ وھو ضد النکاح
حلالا وھو ضدہ وضد الشیء
شرعا الشیء من ان للفطر
الشاھد والتفاوت الذی
لیس بمنکر منہا مرض یجھل
والتفاوت بین من التخایل اشد فکر ونفرۃ
الرجل زوجتہ الی غیرہ حتی ان کثیرا من
والعقول لو یعرف لہ اول الاسلام من
بالزنا بخلاف نکاح المتعۃ لو نفرتہ من التسمیۃ
ان نکاح المتعۃ یشبہ اجارۃ الدار
والدکان واجارۃ العبد للخدمۃ
والشرکۃ واجارۃ الفحل
مما لا یدخل فیہ
الوقت فخرج عن مقصود النکاح الذی شرع
لوصف لازم وھو الاستمرار
فانہ لا یشبہ شیئا من ذلک
الضراب لتعاشر اللہ بحکمتہ
الاسباب کالبیع والاجارۃ والھبۃ والنکاح
مقتضیا لاحکامہا مسببا
لھا ومقتضیا لنقل البیع

ہو چیز کے ملک کا سبب قرار دیا ہی اور اجارہ کو سبب نفع کے مالک ہونیکا بنایا ہی اور
نکاح کو سبب فرج کی ملک کا اور صحبت کے حلال ہونیکا فرمایا ہی اور محلل شرعی سی بالکل مخالف ہے
اسلیئے کہ اسنے اپنی نکاح کو اسبات کا سبب کیا کہ فرج ملکیت طلاق دینے والے کی ہو اور وہ
اوسی پر حلال ہو جاوے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے نکاح مین مشروع فرمایا تہا اُسکا قصد
نکیا یعنی فرج کو اپنی ملک مین کہنا اور اپنے لئے حلال سمجہنا اس سی نوا اوسکو کچہہ غرض نہی
بلکہ وہ قصد کیا جسکے لئے یہہ نکاح شرعاً سبب تہا گیارہوین یہہ کہ محلل منافق کی جنس
سی ہی کیونکہ منافق ظاہر مین بہی کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اسلام کے عقد کا ظاہر و
باطن مین التزام رکہتا ہون مگر باطن مین وہ اوسکا التزام نہین رکہتا اسیطرح محلل ظاہر
کرتا ہی کہ خاوند ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہی اور مہر کا نام لیتا ہی اور عورت کی رضامندی
پر گواہی دیتا ہی حالانکہ باطن مین نہ وہ خاوند ہونا چاہتا ہی نہ عورت کو اپنی بی بی بنانا نہ مہر کا
دینا نہ حقوق نکاح کا بجالانا اور ظاہر مین اپنی دلی بات کے خلاف کرتا ہی اور کہتا
ہی کہ مین ان امور کو چاہتا ہون اور خدا تعالی اور حاضرین مجلس اور شوہر اول جانتے
ہین کہ بات واقع مین یون نہین بارہوین یہہ کہ محلل کا نکاح نہ تو اہل جاہلیت کے
نکاح کے مشابہ ہی نہ اہل اسلام کے نکاح کے اور جاہلیت والے اپنی نکاحون مین بہت سے
بُرے کام کیا کرتے تہے مگر نکاح حلالہ پر راضی نہ تہے نہ اوسکو کرتے تہے چنانچہ

صحیح بخاری مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہی کہ جاہلیت کی نکاح چار قسم پر تھے
آخر حدیث تک اور ظاہر ہی کہ محلل کا نکاح اون چارون قسمون سے خارج ہے **ف**
مترجم کہتا ہی کہ وہ چارون نکاح یہہ تھے اول جیسا آجکل منگنی کا نکاح مروج ہی دوم
نکاح استبضاع کہ خاوند اپنی بیبی کو حیض کے بعد دوسرے شخص سے صحبت کی اجازت دیتا
اور خود دوسرے حامل ہونے تک اوس سے علیحدہ رہتا یہہ اسلیے اولاد کیواسطے ہوتا تھا سوم
یہ صورت تھی کہ دس سے کم آدمی کسی عورت سے صحبت کرتے جب اوسکو لڑکا ہوتا تو کئی دن کے بعد اون سبکو بلاتی
اور جسکو وہ چاہتی اوس لڑکے کو کردیتی کہ یہ تیرا ہے اسکو ماننا پڑتا چوتھی یہ صورت تھی کہ فواحش عورتونکی پاس سب
کو جاتے اگر اوسکے بچہ ہوتا تو قیافہ شناسونکو بلاتے وہ جسکے ذمے اسکی نسبت دیتے اوسیکا ہوتا اسلام نے بجز صورت اول
کے سب نکاح باطل ہوئی **فصل** اور حلالہ کرنیمین مبتلا ہونیکا سبب یہہ ہی کہ طلاق کو دینی مین اللہ کی نافرمانی اور شیطان کی
اطاعت کی یعنی جسطرح پر کہ طلاق کو اللہ نے مشروع فرمایا تھا اوسطرح نہ دی اسلیے پشیمان ہوکر جھوٹے حیلے
ڈھونڈھتا ہی کہ کبھی تو حلالہ کرنیسے اور کبھی نکاح اول کے گواہونکی اور ولی کی عدالت مین گفتگو کرنی اور ایسے حاکم
کے پاس اپنا مقدمہ لیجانا جو گواہونکی عدالت کو نکاح مین معتبر کرتا ہو غرضکہ ایسے عیب گواہون
مین ڈھونڈھتا ہے کہ جسسے آدمی خالی نہین ہوتا اور اوسکی مراد یہہ ہی کہ پہلا نکاح باطل
ہوجاوے تو سر سے طلاق ہی پڑی سبحان اللہ عجیب بات ہی کہ طلاق ہی پیشتر تک
صحبت بھی درست رہی اور اولاد کا نسب بھی قائم رہا اور نکاح جائز رہا مگر طلاق پڑتے ہی

فصل وذلک معصیۃ للہ ورسولہ وتسبب الوقوع فیہ
وبکا عۃ الشیطان بایقاع الطلاق فیتحصل لہ
غایۃ الوجہ الذی یتمنی علی اللہ فیتحصل لہ
ویلبی دعوۃ من یطیعہ فی سلوک السبیل
الی مطلوبہ بالتحلیل وقارعۃ
الطریق بالتحلیل وقارعۃ
الطریق بالتحلیل وقارعۃ
الطریق

اب ایسی صورت تلاش کرتا ہی جس سی نکاح فاسد ٹھہری اور بعض نادان ایسی چیزونسی
کفایت کرتے ہین جنکو شیطان اونکی کافی سوجھا دیتا ہی جیسے خاوند کا عورت
کے پاس سی سفر کر جانا اور عورتکا اوسکے پاس سی چلا جانا یا دونونکا عرفات کے
پہاڑ پر اکٹھا ہو جانا یا اور کوئی اسی جیسی بات تمسخر اور کہیل کی جنس سی کر لینی —

فصل جو کوئی کہ طلاق کے بابمین جو اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزونمین سے
نہایت ناپسند ہی چنانچہ ابو داؤد نے ابن عمر سی اسکو روایت کیا ہی خدا تعالی سی ڈری
اور طلاق اوسطرح پر دی جسطرح کہ خدا تعالی اور اوسکی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر
کیا ہی اور بندہ کے لئی مشروع فرمایا تو اوسکو اُن حیلون مذکورہ بالا کی کچھہ حاجت نہ ہی
چنانچہ وہ خود بعد ذکر فرمانے حکم طلاق کے فرماتا ہی وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا
پس اگر سب طلاق دینی والے خدا کا خوف کرین تو اوسکی خوف کے باعث ان بوجھون
اور طوقون اور مکر اور حیلہ کرنیسے بے پروا رہین اسلئی کہ طلاق مشروع یہہ ہی کہ جن
دنونمین عورت حیض سی پاک ہوا ور مرد نے اوس سی صحبت نکی ہوا وسوقت ایک طلاق دیکر
چھوڑ دی یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اسعرصہ مین اگر عورتکو روک رکھنی کو جی
چاہی تو رجعت کرلے اور اگر عدت کی گذرنے تک رجعت نکری تب بھی ہو سکتا ہی کہ اُس
سی ازسرنو نکاح کرلے بدون اسکی کہ دوسرے سے نکاح کری اور اگر عورت سی کچھہ مطلب ہی نہو

فصل من اتقی اللہ فی طلاقہ
عما مومن من جنس السخریۃ واللعب
الذی ہو بغض الحلال الی اللہ تعالی
فی حدیث ابن عمر الذی رواہ ابوداؤد
فطلق کما امرہ اللہ تعالی ورسولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشرعہ لہ اعنا
عن ذلک کلہ کما قال تعالی بعد ان
ذکر حکم الطلاق المشروع ومن
یتق اللہ یجعل لہ مخرجا فلو اتقی اللہ عامۃ المطلقین
لاستقام امر الطلاق فان اکثرہ عن الاصار والاغلال والحیل
ما ہو من فروج واجب ولا مندوب
شرعیا حتی ینقض علی ما
فان یدا لہ ان یمسک لہا
راجعہا وان لم یرد ذلک
علی نفسہا ان امکنہ ان یستقبل
العقد علیہا من غیر ان
تزوج زوجا غیرہ

تب بھی اس سی اگر کوئی دوسرا شخص نکاح کریگا تو اسکا ضرر نہین تو جو کوئی اسطرح
کریگا وہ نہ پشیمان ہوگا نہ کسی حیلہ اور حلالہ کا محتاج ہوگا اور اسلیئے جب حضرت ابن
عباسؓ سی کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین تو آپ نے فرمایا کہ تو نے
اپنے رب کی نافرمانی کی اور بی بی سی ہمیشہ کو جدا ہوگیا تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا اور
تیرے لیئے کوئی راہ نرکہی اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے
پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کو ایکہزار طلاق دین آپ نے فرمایا کہ تین طلاقون سے
تو تیری بی بی تجھپر حرام ہوگئی اور باقی گناہ ہین جنسی تو نے اللہ تعالی کی آیتون کا
ٹھٹہا کیا اور مجاہد کہتے ہین کہ مین حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ اتنے مین اونکے پاس
ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ مین نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین آپ چپکے ہوئی یہان تک
کہ مجکو خیال ہوا کہ اوس عورتکو اسکو دلا دینگی پھر فرمایا کہ تم مین سی ایک شخص حماقت
کر بیٹہتا ہی پھر کہتا ہی ابن عباس ابن عباس اور اللہ تعالی فرماتا ہی ومن یتق اللہ یجعل
لہ مخرجا اور جو کوئی ڈرتا رہیگا اللہ سی وہ کردی اوسکا گذارہ ۱۲
اور تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا تو مین تیرے لیئے کوئی راہ نہین پاتا اور
نسائی نے محمود بن لبید سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ
ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقین اکٹہی دی ہین آپ غضبناک ہوکر کہڑی ہوئی پھر ارشاد
فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سی ٹھٹہا کیا جاتا ہی حالانکہ مین تم مین موجود ہون آخر حدیث

عند ابن عباس فجاء رجل فقال یا ابن عباس یا ابن عباس وان اللہ قال ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا وانک لم تتق اللہ فلم اجد لک مخرجا عصیت ربک وفارقت امرأتک
فجاء وقال سعید بن جبیر فقال ابن عباس فقال ان طلقت امرأتک ثلاثا فان اللہ امرنا بھذا وقد بانت منک امرأتک وان عصیت ربک
ابن عباس فقال ان طلقت امرأتک ثلاثا فان اللہ امرنا بھذا وقد بانت منک امرأتک وان عصیت ربک
عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتی قام رجل فقال یا رسول اللہ الا اقتلہ

تک اور یہہ آثار اوس امر کے موافق ہین جو قران مجید سی معلوم ہوتا ہی یعنی طلاق
کا ایک ایک کرکے دینا مشروع فرمایا ہی اکٹھا دینا مشروع نہین چنانچہ اللہ تعالی
فرماتا ہی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ لفظ مرتان کے معنی لغت مین یہی ہین کہ ایکبار کے بعد
طلاق ہی دوبار تنگہ ۱۲
دوسری بار ہو جیسا اور جگہہ ارشاد ہی سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ اور اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ
انکو ہم عذاب کرینگے دوبار ۱۲ یعنہین دفعہی کروہ آزمائے جاوینگے آپ ہین
فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اور یہستا نوگے تم اَلَّذِينَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ
ہر برس مین ایکبار یا دوبار ۱۲ پروانگی مانگ کر آوین تم مین سی جو تمہارے مالکہ کا مال ہین اور جو نہین پہونچے تم مین عقل کو
مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ پہر ان مرات کی تفسیر تین وقتون سی فرمائی - پہر خدا تعالی فرماتا ہی
تین بار ۱۲
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اسمین ذکر تیسری طلاق کا ہے
پہر کرا سکو طلاق دی تو اب حلال نہین اوسکو وہ عورت اپنے شوہر سی بعد شوہر خاوند کی خاوند سی اوسکے سوا ۱۲
اور اکٹھا دینا دو یا تین طلاقونکا مشروع نہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابوبکر رض اور دو برس تک حضرت عمر رض کیوقت مین اگر کوئی شخص تین طلاقین
اکٹھی دیتا تہا تو وہ ایک گنی جاتی تہی چنانچہ اس امر پر دو صحیح حدیثین ایک مسلم کی اور
دوسری سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد مین کی دلالت کرتی ہین - مسلم مین کی حدیث
مروی ہی ابن طاؤس سی اور وہ اپنے باپ سی اور وہ حضرت ابن عباس رض سی راوی ہین
کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کی عہد مین اور دو برس تک
حضرت عمر کی خلافت مین تین طلاق ایک ہی تہی پہر حضرت عمر نے فرمایا کہ جس امر مین
لوگونکو تاخیر تہی اوسمین اونہونے جلدی کی اگر ہم اوسکو اوپر جاری کرین تو بہتر ہووے

پہرا وسکو اُنپر جاری کر دیا اور یہ صحیح مسلم مین طاؤس سی روایت ہی کہ ابو صہبا نے
حضرت ابن عباسؓ سی کہا کہ آپ اپنی مختصر جو ابو نعیم سی کچھ بیان فرمائیے کہ تین
طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ مین کیا ایک تہین آپنے فرمایا
کہ ایک ہی تہین مگر جب حضرت عمر کے زمانہ مین لوگون نے طلاق پے در پے دینی شروع
کی تو اونہون نے اونپر تین طلاقونکو جائز رکہا اور ابو داؤد کی روایت مین ابی صہبا سے
یون آیا ہی کہ ابو صہبا نے حضرت ابن عباسؓ سی کہا کہ آپکو معلوم نہین کہ جب آدمی اپنی
زوجہ کو صحبت سی پہلی تین طلاقین دیدیا کرتا تہا تو زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
اونکو ایک جانا کرتے تھی - اس روایت کو اسحق بن راہویہ اور سلف کی ایک جماعت نے
اختیار کیا ہی اور تین طلاقونکو بدون صحبت والی عورت کی حق مین ایک ٹہہراتے ہین اور
تمام صحیح روایتون مین قبل صحبت کی قید نہین اور یہین وجہ مسلم نے اس قید کو ذکر نہین
کیا اور خود طاؤس کی روایت جو ابن عباس سی ہی اوسمین بھی کسی مین قبل دخول کی
قید نہین اور اس روایت مین جو طاؤس نے ذکر کیا ہی تو ابو صہبا کی سوال کا حال ذکر
کیا ہی اور حضرت ابن عباسؓ نے جس چیز کا حال پوچہا تہا اوسیکا جواب دیا اور شاید
ابو صہبا کو یہی پہنچا تہا کہ جو قبل دخول طلاق دی تو تین اوسکی حق مین ایک ہین
اسلیئے اسکو ابن عباسؓ سی پوچہا کہ ایسی طلاق کو ایک ٹہہراتے تھے آپنے فرمایا

فاضیاہ علیہم وفی صحیح
ایضا عن طاوس ان ابا الصہباء
قال لابن عباس ہات حدیثا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وابی بکر واحدۃ
قال قد کان ذلک فلما کان فی عہد عمر
ابی داؤد عن ابی الصہباء انہ قال لابن عباس
ان الرجل کان اذا طلق امراتہ ثلاثا قبل
جعلوہما واحدۃ علی عہد
وآلہ علیہ وسلم رد
فجعلوا الثلاث
واحدۃ فی غیر المدخول بہا وسائر الروایات
الصحیحۃ لیس فیہا قبل الدخول وہذا یبین
مسلم ذلک وروایۃ طاوس نفسہا عن ابن عباس
لیس فیہا قبل الدخول وانما فیہا ان ابا الصہباء
عن سوال ابی الصہباء فاجابہ بما
عنہ وتعالی انما بالغ بجعل
الثلاث واحدۃ برفع حق
مطلق قبل الدخول
فسئل عن ذلک ابن عباس
وقال کانوا یطعنون
واحدۃ فقال ابن عباس نعم

باب طلاق ثلاث

کہ یان اور اسکے کچھہ معنی نہین اسلئے کہ جواب مین قید کا ہونا سوال کے مقابلہ مین
ہے اور یہہ ایسی صورت ہی کہ کسی نے آپ سی پوچھا کہ اگر چوہا گھی مین گر جاوے تو کیا
حکم ہی آپ نے فرمایا کہ جب چوہا گھی مین گرہی تو اوسکو اور اوسکے گرد کی گھی کو نکال ڈالو
اور باقی کو کھاؤ تو اس سی معلوم نہین ہوتا کہ حکم کی قید خاص گھی کے ساتھہ ہی
اور دوسری حدیث یہ ہی کہ ابو داؤد کہتے ہین کہ حدیث بیانکی ہم سی احمد بن صالح نے
اور اونسے حدیث بیانکی عبد الرزاق نے اور اونکو خبر دی ابن جریج نے اور وہ
کہتے ہین کہ مجکو خبر دی بعض بیٹون نے ابو رافع کے جو مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ہین عکرمہ سی اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ فرمایا عبد یزید نے
جو رکانہ اور اوسکی بہائیونکا والد تہا رکانہ کی ما کو طلاق دیکر ایک مزینہ کی عورت
سی نکاح کر لیا وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آئی اور اپنی سر مین سے
ایک بال پکڑکر کہا کہ عبد یزید سی میرا کام اتنا نکلتا ہی جیسا اس بال سی پس مجہہ مین
اور اوسمین آپ جدائی فرما دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیرت آئی آپ نے رکانہ
اور اوسکی بہائیونکو بلوایا اور اپنی ہم نشینون سی فرمایا کہ دیکھو رکانہ کی فلان فلان
چیز اسکے باپ عبد یزید کی سی ہی اور اوسکا دوسرا بیٹا اوس سی فلان فلان بات
مین مشابہ ہی لوگون نے عرض کیا کہ درست ہی پہر آپ نے عبد یزید کو فرمایا کہ اس عورت کو

وضدا لا معنی لہ لان قید
التقیید فی الجواب فی مقابلۃ
تقیید السؤال وھذا کما اذا
سئل عن فارۃ وقعت فی سمن
فقال اذا وقعت فقارۃ فی السمن
فالقوھا وما حولھا وکلوا بادل
ذالک علی تقیید الحکم بالسمن
خاصۃ واما الحدیث الاخر فقال ابو داؤد
ثنا احمد بن صالح ثنا عبد الرزاق انا ابن
جریج قال اخبرنی بعض بنی ابی رافع مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن
عکرمۃ عن ابن عباس قال طلق
رکانۃ
١٣
عبد یزید ابو رکانۃ وبنو ام رکانۃ
وجاءت امرأۃ من مزینۃ فجاءت الی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فقالت ما یغنی عنی الا کما یغنی ھذہ
الشعرۃ لشعرۃ اخذتھا من رأسھا فرق بینی وبینہ فاخذت
ثم قال بعجلتہ ائتونی برکانۃ وأخوتہ
فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لجلسائہ
وھل تنکر منہ کذا وکذا من عبد یزید وقال ابن ابنہ
او اخ لہ کذا وکذا قالوا نعم
فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طلاق دیدی اوسنے طلاق دیدی آپ نے فرمایا کہ اپنی پہلی بی بی رکانہ اور اوسکی
بہائیونکی ماسی رجوع کرلے اوسنے عرض کیا کہ مین نے اوسکو تین طلاقین دی ہین آپنے
فرمایا کہ مین جانتا ہون تو اوس سی رجعت کرا ور پڑہا یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
اَلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ پس آپنے اوسکو مراجعت کا حکم دیا حالانکہ
وہ طلاق دیچکا تہا اور وہ آیت پڑہی جو معہ اپنی مابعد کے اس امر مین صریح ہی
کہ جو طلاق کہ اللہ تعالی نے بندونکی لئی مشروع فرمائی ہی وہ عدت کی طلاق ہی
جب عدت کے دن گذرنے پر آلگین تو یا اوسکو اچہی طرحسی روک رکہی یا نیکی کی ساتھہ
اوسکو چہوڑ دی اور طلاق کو اللہ تعالی نے گنجایش اور آسانی کے طور پر مشروع
فرمایا ہی کہ شاید طلاق دینی والا نادم ہو تو اوسکی لئے رجوع کرنیکی راہ باقی رہی
چنانچہ فرماتا ہی لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا آپ کوئی بہہ اعتراض نہین
کرسکتا کہ اس حدیث کی سند مین مجہول یعنی گمنام آدمی ہی اسلئی کہ اسکا جواب ہم
تین طرح پر کہہ سکتے ہین اول یہہ کہ مسند امام احمد مین ہی کہ حدیث بیان کی ہم سی سعد بن
ابراہیم نے اور اونسی حدیث بیان کی اُنکی نے محمد بن اسحق سی کہا کہ حدیث کہی مجہہ سی
داؤد بن حصین نے عکرمہ مولی ابن عباس سی کہا کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک ہی مجلس مین دین اور طلاق دینی والونمین یہہ شخص سب سے پہلا تہا

فعجل فقال راجع امرأتك
نرمہ رکانہ وأخوته قال ابن
طلقتها ثلاثا يا رسول الله قال
قد علمت راجعها وتلى آية
من أول السورة إذا طلقتم
النساء الآية فامره ان راجعها
وقال طلقها واحدة
وقال بعض اهل العلم
انما كان هذا الطلاق الذي يكون للعدة
التي امر الله ان تطلق لها النساء
فاذا انقضت العدة
بين منه وفرق
وقال بعض اهل العلم
وهو عندنا على وجه الاستحباب
ان يشهد على رجعتها
وقوله لا تدري لعل الله يحدث بعد ذلك امرا
يقول لعل الله يحدث بعد
ذلك امر
الجواب من ثلاثة وجه
احدها ان مسلم
عن محمد
بن اسحق قال
حدثني داود بن
الحصين عن عكرمة
عن ابن عباس قال طلق
ركانة بن عبد يزيد
امرأته ثلاثا
في مجلس واحد

اوسنے اوس عورت پر نہایت غم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے پوچھا
کہ تونے اوسکو کیسی طلاق دی ہی اوسنے عرض کیا کہ مین نے تین طلاقین دی ہین آپ
نے فرمایا کہ ایک مجلس مین اوسنے عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی
ہوی تو اوس عورت سی اگر چاہی مراجعت کرلے عکرمہ کہتے ہین کہ اوسنے مراجعت کرلی اور
یہہ بھی اونکا قول ہی کہ حضرت ابن عباسؓ کی رای یہہ تہی کہ ہر طہر پر طلاق ہونی چاہیئے
اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی نے اپنی مختارہ
مین پس یہہ حدیث موافق ہی طاوس اور ابی صہبا اور ابی الجوزا کی حدیث کی جو حضرت
ابن عباسؓ سی مروی ہی اور طاوس اور عکرمہ حضرت ابن عباس کے اور شاگرد ونکی
نسبت کر اس حدیث کا حال زیادہ جانتی تہی اسلئی کہ عکرمہ تو آپکی غلام تہا اور طاوس
آپکی شاگرد تہی اور یہہ دونو یہ فتوی دیا کرتے تہی کہ تین طلاقین ایک ہی ہین اور اسی
طرح ابن اسحق کے نزدیک جب یہہ حدیث ثابت ہوگئی تو اوسکے موجب حکم دینے لگے
اور فرماتے تہی کہ سنت مجہول ہوئی تو اوسکی طرف رجوع کیجاوی اور ابن عباسؓ سی
دو روایتین ہین ایک تو طلاق دینے والونکی طلاق قائم رکہنی اور سزا دینے کی لئی
حضرت عمر کی موافقت ہی اور دوسرے فتوی دینا مضمون حدیث کی موافق ہی حماد بن
یزید نے ایوب سی اور اونہون نے عکرمہ سی اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ سی

عن ابن عباس ان عکرمۃ مولاہ وطاوس
واحمد ثبت اتفق بموجبہ وکان یقول
روایتان احمد کما موافقۃ
وانت تنہا وقد رد الیہا
بمقتضی حدیث رکانۃ
حماد بن زید عن
ایوب عن عکرمۃ
عن ابن عباس

روایت کی ہی اور یہہ حدیث صحت اور بزرگی کی راہ سی بس ہی یعنی جب ایک ہی صفحہ
مین کہا کہ تجکو تین طلاق ہین تو یہہ تینون ایک ہی ہونگی اس حدیث کو ابو داؤد
نے سنن مین ذکر کیا ہی دوسری وجہ یہہ ہے کہ شخص مجہول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سوتے کی اولاد مین سی ہی اور جہوٹ اُن لوگونمین پہیلا نہ تہا اور یہہ قصہ بہی مشہور
اور محفوظ ہی اور داؤد بن الحصین نے اوس راوی کی متابعت اِس قصہ مین کی ہی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ قصہ راوی کو یاد تہا تیسری وجہ یہہ ہے کہ ہمنے صرف اوسی راوی کی
روایت پر اعتماد نہین کر لیا بلکہ داؤد بن الحصین کی روایت کو بہی ذکر کیا ہی اور تہمت
تدلیس کی ابن اسحٰق کی ذمہ سی اوسکی حدثنی کہنی سی جاتی رہی اور عنعنہ کی مقدار پانچ
عیب چہپانا ۱۲
دسق یا اوس سی کمتر کرنیکی حدیث مین ائمہ نے ٹہیک اسی سند سی حجت پکڑی ہی اور
اوسکو اختیار کیا ہی اور اوسکی مضمون کے موافق عمل کیا ہی باوجودیکہ عام اور صحیح
حدیثونکے خلاف ہی جو تر خرما کو خشک کی عوض بیچنے کے منع مین وارد ہین غرضکہ
ان حدیثونکی بموجب کہنا ظاہر قران اور صحابہؓ کے اقوال اور قیاس اور لوگونکی
مصلحتون کے موافق ہی ظاہر قران کے تو اِسطرح مطابق ہے کہ اللہ تعالی نے
رجعت کو ہر طلاق مین مشروع فرمایا ہی بجز طلاق ایسی عورتکی جس سی صحبت نہوئی ہو
یا دو بار طلاق دیکر تیسری بار طلاق دی ہوا ور قران مجید مین سوا اِن دو صورتونکے

وحسبنا ما علی الشیخین فی ذلک وجعل الثلثة واحدة فانما ذکر طائفة
من اہل العلم ان ہذا کان فی اول الامر ثم نسخ ذکر ابو داؤد فی السنن
الوجہ الثانی ان ہذا الحدیث
من ابناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد کان
الکذب مشہورا فیہم والقصة مشہورة محفوظة
وقد تابع علیہا داؤد بن الحصین ابن اسحٰق وہل لہا علی انہ
ذکر الوجہ الثالث ان روایة داؤد بن الحصین وقد قال الزہری
ہل تدلیس ابن اسحٰق نقص فی الحدیث وقال الزہری
بعینہ فی صحیح نقل الحدیث بحسبہ اوسق
اودونہا واخذ بہ وعملوا بموجبہ وہو
مخالف لقیاس وعموم
مسلم بیع الرطب بالتمر فالقول بحدیث الصحیحین موافق
الاحادیث موافق لظاہر القران والقول
الصحابة والقیاس ومصالح العباد وہو
ظاہر القران فان اللہ شرع الرجعة فی
کل طلاق الا طلاق غیر المدخول بہا
والمطلقة طلقة ثالثة
بعد الاولیین ولیس
فی القران طلاق بائن
کما فی فلان بن المرضعین

اور کوئی طلاق بائن نہین اور قیاس کے مطابق اسطور ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اور وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ

تو ایسے کسی کی گواہی بیدگواہی دیوے اسکو گواہی نام گی ۱۲ اور عورت سے مقتی ہی ماریون کہ گواہی دے چار

شَهَادَاتٍ - پس اگر مرد یون کہدی کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتا ہون اسپر گواہی ۱۲

کہ مین سچا ہون یا عورت کہی کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتی ہون کہ مرد جھوٹا ہی

تو دونو کا اسطرح کہنا ایک ہی گواہی ہوگی چار نہونگی اسیطرح جی بی کو کہدینا کہ تجکو

تین طلاق ہین ایک ہی طلاق ہوگی تین نہونگی اور اسی صحیح تر قیاس اور کوئی نہی

نہین اور یہی حال ہے اُن صورتون مین جنمین شمار کا اعتبار ہوا کرتا ہی جیسے زنا وغیرہ

کا اقرار کرنا اور اقوال صحابہؓ کے مطابقت کی لیے تو یہی بس ہی کہ اس حدیث پر

عمل حضرت صدیقؓ کے عہد مین تہا اور آپکے ساتھہ سب صحابہؓ موجود تھے بلکہ بعض

اہل علم فرماتے ہین کہ اسپر اجماع قدیم ہی خلاف حضرت عمرؓ کے زمانہ مین پیدا ہوا ہی چنانچہ

ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مبارک

مین اور کچھہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین جو شخص تین طلاقین اکٹھی دیا کرتا تہا اوسپر

ایک ہی قائم رکہتے تھے اور یہہ جو لوگ دعوی کرتے ہین کہ پچھلی اجماع تین پر ہوگیا

ہی تو یہہ جھوٹا دعوی ہی اسلئے کہ اختلاف ہمیشہ رہا ہی اجماع کیصورت نہین ہوئی

داؤد اور اوسکی اصحاب نے بہی اختیار کیا ہی کہ تین طلاقین ایک ہین اور جو لوگ

وَاَمَّا الْقِيَاسُ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَقَوْلُ الرَّجُلِ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ اَنِّيْ صَادِقٌ اَوْ قَالَتْ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ اَنَّهُ كَاذِبٌ كَانَتْ شَهَادَةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَكُنْ اَرْبَعًا فَقَوْلُهُ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا وَاحِدَةٌ لَا ثَلَاثٌ وَاَمَّا مَا احْتَجُّوْا بِهٖ مِنْ حَدِيْثِ عُوَيْمِرٍ وَهُمْ لَمْ يَكُنْ اَكْثَرُ كَلَامِهِ تَعْلِيْقًا اِنَّمَا الْعَدَدُ مِنَ الْاِقْرَارِ بِالزِّنَا وَنَحْوِهٖ وَاَمَّا اَقْوَالُ الصَّحَابَةِ فَفِيْهَا كَمَا تَرٰى ذٰلِكَ

فَاِنَّ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ ذٰلِكَ اِجْمَاعٌ قَدِيْمٌ فَقَدْ ثَبَتَ الْخِلَافُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ فَقَدْ صَارَ اِجْمَاعًا حَدِيْثًا وَاَمَّا حَدِيْثُ الْاِخْتِلَافِ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَهُوَ عَلٰى مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَاَمَّا دَعْوَى الْاِجْمَاعِ فَمَرْدُوْدَةٌ بِخِلَافِ طَاؤُسٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ وَاَحْمَدَ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ وَبِخِلَافِ اَهْلِ الظَّاهِرِ وَبَعْضِ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَاَصْحَابِ الْحَدِيْثِ

حکی الخلاف الطحاوی فی کتابہ اختلاف العلماء وفی کتاب تہذیب الآثار وابوبکر الرازی فی کتاب احکام القرآن وابن المنذر وحکاہ ابن حزم ومحمد بن نصر المروزی والمازری فی کتاب المعلم وحکاہ عن محمد بن مقاتل من اصحاب ابی حنیفۃ وہو احد القولین فی مذہب ابی حنیفۃ والتلمسانی فی شرح التفریع وقولا الامام مالک وحکاہ شیخ الاسلام عن بعض اصحاب احمد وہو اختیار ابی بکر وہو ان الطلاق فی الحیض لا یقع وہو قول باطل وہو قول کل من خالف السنۃ الصحیحۃ الصریحۃ وہو قول لا یعرف لہ سلف من الصحابۃ ولا التابعین لہم باحسان الا ما یحکی عن الخوارج ان کان ذلک فہو قول فی مذہب لا فی کتاب ولا سنۃ والخلاف بین التابعین کذلک وما الحجۃ الا فی قول من اقوالہم اذا وافق حدیث ابن عباس المتقدم فخالف حدیث ابن عباس المتقدم فالحجۃ فی الجواب المتقدم کما سلکہ اسحٰق بن راہویہ وغیرہ من العلماء وقد تاول اسحٰق بن راہویہ حدیث ابن عباس علی غیر المدخول بہا وقال ابوداؤد فی سننہ منسوخ فقال فی کتاب الناسخ والمنسوخ باب نسخ السنۃ الواجبۃ بقولہ تعالیٰ الطلاق مرتان الآیۃ ثم ساق حدیث ابن عباس ان الرجل کان اذا طلق امراتہ

خلاف کے ناقل ہین اونمین سی طحاوی نے اپنی کتاب اختلاف العلماء وتہذیب الآثار مین لکھا ہی اور ابوبکر رازی نے کتاب احکام القران مین اور ابن منذر نے اوسکو نقل کیا ہی اور ابن حزم اور محمد بن نصر مروزی اور مازری نے معلم مین بیان کیا ہے اور اسکی روایت محمد بن مقاتل سی کی ہی جو امام اعظم کے شاگردونمین سی ہین اور یہہ امام ابوحنیفہ کے مذہب مین ایک ہی دو قولونمین سی اور تلمسانی نے شرح تفریع مین ایک قول امام مالک کا خلاف مین نقل کیا ہی اور شیخ الاسلام نے بعض اصحاب احمد سی خلاف کو حکایت کیا ہی اور اسیکو امام احمد نے اختیار کیا ہی اور اور اون کے احوال مین نہایت بُرا ہی کہ اپنی مذہب کے بابمین اصحاب جو کہ طرح ہون جیسے قاضی اور ابوالخطاب اسلئے کہ اونکی شان اس امر سی بلند ہی غرضکہ امام احمد کے مذہب مین یہہ ایک قول بلاشک ہی اور تابعیونمین بھی خلاف کا یہی حال ہی اب باقی رہا ان لوگونکا جواب دینا حضرت ابن عباس کی حدیث سی جو مذکور ہوئی سو اوسکی جواب مین ہر ایک کی راہ مختلف ہی اسحٰق نے جو اسکو اُس عورت پر محمول کیا ہی جس سی صحبت نہوئی ہو اوسکا حال تو پہلے گذر چکا اور ابوداؤد نے اس حدیث کو منسوخ ٹہہرایا ہے چنانچہ اپنی سنن مین کہا ہی کہ باب تین طلاقونکی بعد رجعت کی منسوخ ہونیکا بیہر حدیث حضرت ابن عباس کی بیان کی کہ اگر آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دیتا تہا تو اوسکی

رجعت کا وہی مستحق رہوتا تہا گو تین طلاقین دی پہر یہہ حکم اس آیت سی منسوخ
ہوگیا الطلاق مرتان پہر اسی باہمین حدیث ابی الصہبا کی نقل کی ہی اور شاید اونکا
یہہ اعتقاد ہی کہ حکم اس حدیث کا ثابت تہا اوسصورتمین کہ جب مرد اپنی بی بی کو
طلاق دیتا تہا اوس سی رجعت کرلیتا تہا اور یہہ جواب دو وجہ سی وہم ہی اوّل یہہ کہ
منسوخ رجعت کا ثابت ہونا ہی بعد طلاق کے گو کسی حد کو پونہچ جاوی جیسا کہ
شروع اسلام مین تہا دوسرے یہہ کہ منسوخ ہونا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جائز نہین تین طلاقونکا ایک ہونا حضرت صدیقؓ کی ساری خلافت مین اور حضرت
عمر کی شروع خلافت مین معمول رہا پہر اوسکی بعد منسوخ ہونا محال ہی۔ اور ابن منذر
نے یہ کہا ہی کہ تین طلاقونکا ایک ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دانست مین تہا
اور آپکے امر سی تہا اور یہہ بہی نہین ہوسکتا کہ حضرت ابن عباسؓ پر یہہ گمان کیا
جاوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یاد تو کچہہ کرین اور حکم اوسکی خلاف دین
اور یہہ قول ابن منذر کا کئی وجہہ سی پوچہ ہی اوّل یہہ کہ حدیث عکرمہ کی حضرت ابن
عباسؓ سی جسمین یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کی زوجہ تین طلاق کی بعد
اونکو دلوادی اس تاویل کو سری سی باطل کرتی ہی دوسرے یہہ کہ اگر یہہ بات درست
ہوتی تو حضرت ابن عباسؓ ابی الصہبا سے یہہ فرماتے کہ مجکو معلوم نہین کہ یہہ معاملہ رسول اللہ

فهو احق برجعتها وان طلقها ثلاثا
فنسخ ذلك بقوله الطلاق
مرتان ثم ذكر في اثناء الباب
حديث ابي الصهباء وكانه اعتقد
ان حكمه كان ثابتا كما كان
الرجل يراجع امرأته كما طلقها
وهذا وهم يوجهين احدهما ان
المنسوخ هو بقاء الرجعة بعد الطلاق ولو
بلغ ما بلغ كما كان في اول الاسلام الثاني
ان النسخ لا يثبت بعد ما ثبت النبي صلى الله عليه
وآله وسلم وكان الثلاث واحدة فعمل به
وفخر في الصدر وكان اول خلافة عمر فمن بعده
ثلاثا في مجلس واحد
ان يلزمه بذلك وكان ابن المنذر فقال لم يأت
ذلك عن عالم عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال
غيره يجيء ان يظن بابن عباس
ان يحفظ عن رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم ويفتي بخلافه وهذا ان صحت عكرمة
عن ابن عباس في رد النبي صلى
الله عليه وآله وسلم امرأة ركانة
عليه بعد الطلاق ثلاثا بمجلس
هذا ان اول بينهما التناقض ان هذه
لو كان صحيحا لقال ابن عباس لأبي
الصهباء كما ادري لما يعجز ذلك رسول الله

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونہچا ہی یا نہین پونہچا اور ابی صہبا کو اسپر ثابت نر کہتے
تیسرے یہہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمرؓ یون نہ فرماتے کہ لوگون نے جلدی کی
اوس معاملہ مین کہ اُنکی لئے ڈہیل تھی بلکہ اونپر واجب تھا کہ اوسکی خلاف مین حدیث
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان فرما دیتے اور ارشاد کرتے کہ لوگونکا اسطرح عمل کرنا
دین اور شرع کے خلاف ہی اور یہہ نہ فرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کردین تو خوب ہو
اسلئے کہ بہہ جاری کرنا تو اللہ اور اوسکی رسول کیطرف سے ہی نہ حضرت عمرؓ کیطرف سے
چوتھی یہہ کہ محال اور ممتنع ہی کہ جو لوگ بہترین خلق ہون وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک اور خلیفہ اولؓ کے عہد شریف مین طلاق اور رجعت مین اپنے دین کے خلاف
کرتے ہون کہ طلاق بھی حرام ہی دیتے ہون اور رجعت بھی حرام ہی کرتے ہون اور اِس
باتکی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپکے اونمین تشریف رکھنے کی نکرتے ہون
پہر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہی اسباتکو رد کرتی ہی اور فتوی دینا
حضرت ابن عباسؓ کا جو اونسی نہایت صحیح اسناد سی ایک روایت مین ثابت ہوا ہی اوسکو
رد کرتا ہی اور کیسی ہوسکتا ہی کہ بہترین اُمت طلاق اور رجعت سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صدیق کی زندگی بہر اور کچہہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین برابر ناواقف رہین پہر اوسکی بعد
اونکو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہو دین اور کسطرح صحیح ہوگا حضرت عمرؓ کا فرمانا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
وامرہ بتحریمہ الصدیق
سکتا ومنتظر امن
خلافۃ عمر نظرہم ہذا
الطلاق والرجعۃ انہ
وکیف یصح قول عمر

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونہچا ہی یا نہین پونہچا اور ابی صہبا کو اسپر ثابت نر کہتے
تیسرے یہہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمرؓ یون نہ فرماتے کہ لوگون نے جلدی کی
اوس معاملہ مین کہ اُنکی لئے ڈہیل تھی بلکہ اونپر واجب تھا کہ اوسکی خلاف مین حدیث
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان فرما دیتے اور ارشاد کرتے کہ لوگونکا اسطرح عمل کرنا
دین اور شرع کے خلاف ہی اور یہہ نہ فرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کردین تو خوب ہو
اسلئے کہ بہہ جاری کرنا تو اللہ اور اوسکی رسول کیطرف سے ہی نہ حضرت عمرؓ کیطرف سے
چوتھی یہہ کہ محال اور ممتنع ہی کہ جو لوگ بہترین خلق ہون وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک اور خلیفہ اولؓ کے عہد شریف مین طلاق اور رجعت مین اپنے دین کے خلاف
کرتے ہون کہ طلاق بھی حرام ہی دیتے ہون اور رجعت بھی حرام ہی کرتے ہون اور اِس
باتکی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپکے اونمین تشریف رکھنے کی نکرتے ہون
پہر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہی اسباتکو رد کرتی ہی اور فتوی دینا
حضرت ابن عباسؓ کا جو اونسی نہایت صحیح اسناد سی ایک روایت مین ثابت ہوا ہی اوسکو
رد کرتا ہی اور کیسی ہوسکتا ہی کہ بہترین اُمت طلاق اور رجعت سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صدیق کی زندگی بہر اور کچہہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین برابر ناواقف رہین پہر اوسکی بعد
اونکو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہو دین اور کسطرح صحیح ہوگا حضرت عمرؓ کا فرمانا

کہ آدمیون نے اوس کام مین جلدی کی جسمین اونکو تاخیر تھی اور کسطرح درست ہوگا
اونکا فرمانا کہ خوب ہو اگر ہم اوسکو اونپر جاری کردین اور امام احمدؒ نے اُس حدیث کو
اِسوجہ سے رد کیا ہی کہ حضرت ابن عباسؓ نے اوسکی خلاف حکم دیا ہی حالانکہ دونو حدیثون
کے راوی امام احمد ہی ہین اور یہہ رد اُس قاعدہ پر مبنی ہی کہ صحابی جسوقت اپنی روایت
کے خلاف پر عمل کری تو وہ روایت حجت کے لائق نرہیگی صحابی کے عمل کا اتباع
کیا جاویگا اور احمدؒ سے مشہور ہی کہ اعتبار صحابی کی روایت کا ہی نہ اوسکی قول کا جسکی
صورتمین کہ قول مخالف حدیث کی ہو اور بہین وجہ بریرہ کی حدیث مین حضرت ابن عباسؓ
کی روایت کو اختیار کیا ہی کہ لونڈی کی بیع اوسکی حق مین طلاق نہین ہوتی اسلئے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیدیا تہا اگر بیچنے سے نکاح جاتا رہتا
تو مختار نفرماتے باوجودیکہ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہہ ہی کہ لونڈی کا بیچنا ہی اُسکی
طلاق ہی اور اپنی حجت اِس آیت کی ظاہر معنونکو فرماتے ہین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
(اور نکاح بندہ بین عورتین)
اِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اس آیت مین خاوندوالی لونڈی اگر ملک مین آوی تو اوسکی
(تمہارے ملک ہو جاوین ہندی ہاشتہ ۱۲)
صحبت مباح فرمائی پس اگر نکاح باقی رہتا تو صحبت مباح نہوتی اور امام احمدؒ اور
تمام علما اِس مسئلہ مین آپکی خلاف پر ہین وہ کہتے ہین کہ لونڈی کی بیع طلاق نہین ہوتی
اور اپنی حجت بریرہ لونڈی کی حدیث سے کرتے ہین اور حضرت ابن عباسؓ کی رای کو

روایتہ فان روایتہ معصوفۃ
فی ھذا غیر معصوفۃ والشہود
من مذھب ابی حنیفۃ عکس
ذلک وعن احمد
روایتان فھذا المسالک
فی ترد المحتل ثلث
لا یقوی وبمسلک
اخرون فی رد المحتل ثلث بمسلک
البخاری وترجم فی صحیحہ علی خلافہ فقال
باب فی جواز الثلاث وقولہ تعالی لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا
ثم ذکر حدیث اللعان وفیہ وطلقھا ثلاثا قبل
امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسلم ولم یعتبر علیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وھو یقر علی باطل فلو وجہ
اضطرب فیہ انہ تارۃ یروی عن طاوس عن
ابن عباس کما لمن بجمۃ الستن واما الذی فان
ابا الصھباء تارۃ یقول لم یعلم ان الرجل
کان اذا طلق امراتہ ثلاثا قبل ان
یدخل بھا جعلوھا واحدۃ وتارۃ
یقول ان الرجل کان اذا طلق
الثلاث علی عھد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر
وصدرا من خلافۃ عمر واحدۃ

۱۳
نیل المرام باب

انکی روایت کے باعث ترک کرتے ہین اسلئے کہ آپ کی روایت تو خطاسے محفوظ
ہے اور رائے محفوظ نہین اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اسکا عکس ہے یعنی اُنکے نزدیک
تین طلاقین ایک نہین ہوتین تین ہی واقع ہوتی ہین اور احمدؒ سے دو روایتین ہین ایک
حدیث کی نمانتے مین یہہ مسلک قوی نہین اور کچھہ لوگ اس حدیث کی نمانتے مین ایک
اور راہ چلے ہین اور کہا ہے کہ یہہ حدیث مضطرب ہے اور اسیوجہ سے بخاری نے اُس سے
اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکی خلاف پر عنوان لکھا اور کہا کہ باب ہے تین طلاقون
کے جواز مین ایک کلمہ سے بوجہ فرمانے خدا تعالی کے کہ طلاق دو مرتبہ ہے پھر حدیث
لعان کی ذکر کی ہے اور اوسمین یہہ ہے کہ طلاق دی عورتکو تین پہلے اس سے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو امر فرماوین اور آپنے اوسکو بدلا نہین حالانکہ آپ امر باطل پر
رہنے نہین دیتے اور یہہ لوگ اضطراب کی وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ سند کی
رو سے تو اضطراب یہہ ہے کہ اسکی روایت ایکمرتبہ طاوس سے ہے اور وہ ابن عباس رضہ سے
راوی ہین اور الفاظ حدیث مین اضطراب یہہ ہے کہ ابو صہبا کبھی تو کہتا ہے کہ تمکو معلوم
نہین کہ آدمی جب اپنی زوجہ کو تین طلاقین قبل دخول کے دیدیتا تھا تو لوگ اُنکو
ایک ہی ٹھہراتے تھے اور کبھی کہتا ہے کہ کیا تین طلاقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد شریف اور حضرت ابو بکرؓ کی زمانہ اور کسیقدر حضرت عمرؓ کی خلافت مین ایک

نہ تھی پس ایک روایت کے الفاظ دوسریکے مخالف ہین اور یہہ مسلک سب مسلکونکی
نسبت کرینہت پوچ ہی اسلئے کہ حدیث صحیح ہے اور اوسکے راوی حافظونکی پیشوا ہین
چنانچہ عبدالرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے اخبار کے الفاظ سے اوسکو روایت کیا ہی
اور اسطرح ابن جریج نے ابن طاؤس سے اور اوسنے اپنے باپ سے حدیث بیانکی ہی اب
کسی طعن والیکو گنجایش طعن کی اس حدیث مین نہین علاوہ ازین اس حدیث کو
حماد بن زید نے ایوب سے اور اوسنے بہت سے راویونسے اور اونہون نے طاؤس سے
روایت کی ہی پس تو عبدالرزاق ہی اس حدیث کی روایت مین تنہا ہی نہ ابن جریج نہ
عبدالہ بن طاوس دیکھو امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپ کسوجہ سے اس حدیث کو
رد فرماتے ہین تو فرمایا کہ اس جہت سے کہ لوگ حضرت ابن عباس سے اسکے خلاف روایت
کرتے ہین نہین فرمایا کہ ضعف اور طعن کے باعث رد کرتا ہون اور بخاری نے جو اس
روایت کو چھوڑ دیا تو اس سے اسمین ضعف نہین ہوا اس حدیث کا حال اور صحیح حدیثون
کا سا ہی جنکو بخاری نے اسنظر سے فروگذاشت کیا ہی کہ کتاب بڑہجاوے کیونکہ اونہون نے
اپنی کتاب کا نام جامع صغیر صحیح رکھا ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث کو ابوالجوزا سے
روایت کرتے ہین اگر اونکی روایت محفوظ ہی تب تو حدیث مین اور قوت پیدا کریگی اور
اگر محفوظ نہین اور ظاہر بھی یہی ہی تو صرف کنیت مین غلطی ہوگئی ہی کہ عبداللہ بن

الترمذی ان الامام احمد لما قیل له باي شي ترده قال بروایة ابن عباس عن ابن
عباس خلافه ولیس بضعیف وقال
ولم یحکم امثال هذه الاحادیث الصحیحة بانها معلولة فان الصحیح
وجاء من طرق متعددة یقوی بعضها بعضا
وجاء عن ابن جریج موقوفا
فهی ان کانت محفوظة
فهی ان کانت محفوظة وهو الظاهر فهی
وهمی فی الکنیة انقلب فیها عباس ابن

مؤمل عن ابن ملیکۃ عن
ابی الصہباء الی ابی الجوزاء
فانہ سمی الحفظ والحفاظ
قالوا ابو الصہباء وھذا لم
یوصف الحدیث وھذا
الطریق عن ابن ملیکۃ
الیست من روایۃ من
تقدم ذکرہا وقد ذکر
عن غیر واحد وروایۃ
عن ابن ملیکۃ عن ابن
عباس وروایۃ
عن عمرو بن
عن ابن عباس
صحیحان فی
فی الثلاث والحدۃ

مؤمل نے جو روایت ابی ملیکہ سے کی ہے اوسمین بجاے ابو الصہبا کے ابو الجوزا
کہدیا ہی اسلئے کہ وہ شخص حافظہ کا برا ہی اور جو یاد کرنیوالے ہین اُنہون نے
ابو صہبا کہا ہے اور یہہ امر حدیث کو سست نہین کرتا اور یہہ طریق حاکم کی نزدیک
مستدرک مین ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث مین قید قبل دخول کی روایت کرتے
ہین تو پہلے گذر چکا کہ یہہ روایت دوسرونکی روایت کی مخالف نہین اور ایک یہہ ہے
کہ وہ روایت ابو داؤد کے نزدیک ایوب سی مروی ہے اُونہون نے بہت لوگون
سے روایت کی ہی اور طلاق کی روایت معمر اور ابن جریج سی ہی اور اونہون نے ابن
طاؤس سی اور اوسنے اپنے باپ سی روایت کی ہی پس یہہ دو نو حدیثین اگر آپسمین
ایکدوسرے کی خلاف ہون تو تین طلاقونکی ایک ہو جانیکی روایت بہتر ہی عمل اسپر
رہیگا اور اگر دونو روایتونمین متعارض نہو تب تو صاف ظاہر ہی اور حدیث داؤد بن
الحصین کی عکرمہ سی حضرت ابن عباس رض سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اسبابمین
صریح ہی کہ تین طلاقین اوس عورت کے حق مین جس سی صحبت ہوئی ہو ایک ہین اور ابو صہبا
کی حدیث مین غایت درجہ یہہ ہی کہ اونکا قول قبل دخول معتبر شخص کیطرف سی زیادتی
ٹھہرایا جاوی اسصورت مین بھی اوسپر عمل کرنا بہتر ہوگا اور اب حضرت ابن عباس رض
کی دو حدیثونمین سی ایک تو اسپر دلالت کرتی ہی کہ یہہ حکم کنواری کی حق مین ثابت ہی اور

دوسری حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ حکم مذکور یہا ہی کے حق مین بھی ہی تو دونو
حدیثون مین سے ایکدوسری کی تقویت کرتی ہی اور اوسکی صحیح ہونیکی شاہد ہے اور
دوسری لوگون نے اپنا ایک اور ہی مسلک ٹہہرایا ہی جو ان سب سے پوچہ ترہے
وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بجز ابن عباسؓ کے
اور کسی نے روایت نہین کیا اور نہ ابن عباسؓ سے بجز طاؤس تنہا کے اور کوئی راوی
ہی ایسے بڑے معاملہ مین جسکی طرف نہایت سخت حاجت ہوا کرتی ہی بڑی بڑی صحابی اور
یاد کرنیوالے کہان تھے یہہ بات سب صحابہؓ پر کسطرح چہپی رہی اور صرف حضرت ابن عباسؓ
کو معلوم ہوئی اور حضرت ابن عباسؓ کے سب شاگردونکو معلوم نہوئی صرف طاؤس کو
معلوم ہوئی - یہہ تقریر سب پہلی وجہات کی نسبت کہ بہت خراب ہی احادیث صحابہؓ
اور ثقہ امامونکی ایسی جیسی بات سے رد نہین ہوسکتی اسلئے کہ بہت احادیث ایسی ہین
جنکو صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہی جو رتبہ مین طاؤس کی نسبت کہ بہت کم ہی مگر
اونکو کسی امام نے رد نہین کیا اور ہم پہلے اور پچہلے عالمونمین سے کسیکو نہین جانتے
جسنے یہہ کہا ہو کہ حدیث کو جب ایک ہی صحابی روایت کرے تو قبول نکرنی چاہیئے البتہ
اہل بدعت اور اونکی تالیفون سے اسبابمین بہت سے اقوال منقول ہین فقہا مین سے کوئی
اونکا قائل نہین اور زہری نے تنہا قریب ساٹہہ حدیثونکی بیان کی ہین جنکو سوا اوسکے

اور کسی نے روایت نہین کیا اور اُمت نے اونپر عمل کیا ہی اور راوی کے اکیلے
ہونیکے باعث سی کسی نے اونکو رد نہین کیا معہذا عکرمہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سی
حدیث رکانہ کی روایت کی جو موافق ہی اوس حدیث کی جو طاؤس نے آپ سی روایت
کی اسصورتمین اگر عکرمہ مین طعن کیا جاوی تو باطل اور مخالف ٹھہریگا کیونکہ لوگ عکرمہ
کی سند پکڑتے ہین اور بڑی بڑی یاد کرنیوالے حدیث کی اونکی حدیث کو صحیح کہتے ہین
اور جو لوگ اونکی یا بمین طعن کرتے ہین اونکی طعن پر لحاظ نہین کرتے اب اگر یہہ کہو
کہ یہہ حدیث شاذ ہی اور اوسکا ادنی حال یہہ ہی کہ ہم اوسمین توقف کرین اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اوسکی ثابت ہونیکا یقین نکرین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہہ حدیث شاذ
نہین شاذ اوسکو کہتے ہین کہ جو روایت معتبر شخصون نے کی ہو اوسکی خلاف ہو یعنی اُسکا
راوی اپنی روایت کی باعث معتبرون سی علیحدہ ہو اور جب ایسی صورت ہو کہ راوی معتبر
کسی حدیث کو صرف اکیلا بیان کری اور ثقہ لوگ اوسکی خلاف روایت نکرین تو اوسکو
شاذ نکہینگے اور اگر اس قسم کا نام بھی باصطلاح جدید شاذ رکہلیا جاوے تو یہہ اصطلاح
باعث اوسکی رد کا نہوگی نہ اُس سی رد جائز ہوا امام شافعی فرماتے ہین کہ شاذ کی یہہ معنی
نہین کہ کوئی معتبر شخص حدیث کی روایت مین تنہا ہو بلکہ شاذ وہ ہی کہ راوی معتبر
لوگونکی روایت کی خلاف روایت کری اور بعض لوگون نے جب ان وجہات کو پوچہا

غایۃ الاوطار ۱۳

قال الشافعی لیس الشاذ
ان ینفرد الثقۃ بروایۃ
لیس بشاذ بل الشاذ
ان یروی خلاف
ما روی الثقات وبعضہم
لم

تو اونہون نے تاویل کا طور اختیار کیا اور کہا کہ حدیث کے معنی یہہ ہین کہ آدمی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کیوقت مین ایک طلاق
دیا کرتے تھے تین نہ دیتے تھے اور جب حضرت عمر رض کی خلافت مین تین طلاقین دینے لگے
اور زیادہ ایسا اتفاق ہوا تو حضرت عمر رض نے اوپر جسطرح اونہون نے دین اوسیطرح
پر جائز رکہا۔ اور بنجدا اگر یہہ تاویل کرنیوالا چپ رہتا تو اوسکے حق مین بہتر اور
پردہ پوش ہوتا اسلئے کہ مضمون حدیث ان معنونکی باطل ہونیکو صاف صاف بیان
کرتا ہی اوسکی یہہ توجیہہ اُن کم علمونپر چلیگی جنکو فکر سے کچھہ بہرہ نہین نہ پستی تقلید سے
اوپر کو چڑہتے ہین شاید اس کہنے والے نے الفاظ حدیث کو نہین سوچا نہ اوسکے
طریقون مین غور کی دیکہو تو ابوصہبا حضرت ابن عباس رض سے کہتے ہین کہ آپکو بہلا معلوم
نہین کہ مرد جب اپنی عورتکو دخول سے پیشتر تین طلاقین دیا کرتا تہا تو اُنکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کے عہد مین اور شروع خلافت حضرت عمر رض مین
ایک ٹہہراتے تہے آپنے فرمایا کہ ہان اور نیز اس تاویل کرنیوالے نے اپنے اس قول کو کہ
لوگ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک طلاق دیا کرتے تھے خود باطل اور نحکما
کر دیا اسلئے کہ تین طلاقونکے واقع ہونیکی لئے لعان والیکی حدیث کو حجت ٹہہرایا ہی اور
محمود بن لبید کی حدیث کو جو یہہ ہی کہ ایک شخص نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

قال معنی الحدیث ان الناس کانوا یطلقون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وعمر واحدۃ ولا یوقعون الثلاث فلما کان فی خلافۃ عمر اوقعوا الثلاث واکثروا من ذلک فامضاہ علیہم عمر لما اوقعوہ وعلم اللہ لو سکت عن الاول لکان یجیز الثانی واستدل علی ان المحلل یبطل بما ظاہر او انما ہو جزاء للاول علی ما تعطیہ لعلم الذین لا یحفظون الفاظ الحدیث ویعین بطرق الاستدلال وکان ہذا من الفقہاء الذین یوقفون من حدیث حتی یحیطوا بہ من جمیع طرقہ

فہنا لک الفاظ الحدیث وبعین بطرق الاستدلال وکان ہذا من الفقہاء الذین یوقفون من حدیث حتی یحیطوا بہ من جمیع طرقہ

قول ابی الصہباء لابن عباس ما علمت ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ ثلاثا قبل ان یدخل بہا جعلوا واحدۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وصدرا من امارۃ عمر فقال نعم وانا اقول ہذا وقد کانوا یطلقون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحدۃ فنقض ہو قولہ کانوا یطلقون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحدۃ وابطل حدیث المتلاعنین علی وقوع الثلاث وحدیث محمود بن لبید ان رجلا طلق امرأتہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی بی بی کو تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہوئے اور فرمایا کہ
کیا خدا تعالیٰ کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے اور مین تم مین موجود ہون پھر اس کہنے والے
نے اس حدیث مین اپنی طرف سے ایک جملہ بڑہا دیا ہے یعنی یہہ (اور اوس مرد پر ان طلاقونکو
درست فرمایا اور اونکو ایک نکیا) یہہ زیادتی موضوع ہے اس حدیث کی کسی سند مین
قطعاً مروی نہین بلکہ یہہ اسی کہنے والے کی چالاکی ہے کہ تقلید کے جوش نے اسکو اس امر
پر آمادہ کیا محمود بن لبید نے اوسکی بعد کا کچھہ حال ذکر نہین کیا کہ تین طلاقونکو جائز
فرمایا خواہ ایک کر دیا اور ہمکو معلوم نہین کہ یہہ شخص حضرت عمر رضہ کے قول کو کیا کریگا
یعنی اگر ہم ان طلاقونکو اونپر جاری کر دین تو خوب ہو اسلئے کہ آپکا یہہ ارشاد صاف بیان
کرتا ہے کہ جب آپکو لوگونکا پے در پے تین طلاقین دینا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے
اونپر وسیع کیا تہا اوسکو روکنا اور جسکو متفرق کیا تہا اوسکو اکٹہا کرنا اور جس وجہ پر
طلاق کو مشروع فرمایا تہا اوسکی خلاف طور پر دینا اور اوسکی حدون سے تجاوز کرنا معلوم
ہوا تب آپ نے یہہ تجویز فرمائی اور یہہ کسطرح فرماتے کہ ہم اوسکو جاری کر دین حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے اوسکو مشروع اور جاری فرمایا بھلا کوئی زنا اور قتل مین یہہ کہا کرتا ہے
کہ خوب ہو جو ہم اونکو لوگونپر حرام کر دین اور نماز مین یہہ کہتا ہے کہ کاش ہم اوسکو واجب
یا فرض کر دین - غرضکہ بطرح کسی بری بری توجیہین حدیث مین بنائی اور ظاہر پر محمول کرنے کو

هذا باب ما جاء في طلاق الثلاث

عن محمود بن لبيد قال اخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن رجل طلق
امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين
اظهركم حتى قام رجل وقال يا رسول الله الا اقتله - رواه النسائي

وعن ركانة ان طلق امرأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها فقال له رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم فانها واحدة ان شئت فارتجع فارتجعها فكان ركانة
يقول انما طلقتها ثلاثا فقال قد علمت ارجعها - رواه احمد وابو داود

وعن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان
الناس قد استعجلوا في امر قد كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه
عليهم - رواه مسلم

وعن ابن عباس قال طلق ركانة بن عبد يزيد امرأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن
عليها فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فانها واحدة ان شئت فارتجع
فارتجعها فكان ركانة يقول انما طلقتها ثلاثا فقال قد علمت ارجعها - رواه احمد

زیادہ کرتے ہین اسلئے کہ ان جیسی چیزون سے حدیث رد نہین ہوسکتی - اور اس
حدیث کو نسائی نے اپنی سنن مین اوسصورت پر محمول کیا ہی کہ نے صحبت کی ہوئی عورت
سے جب تین بار یہہ کلمہ کہا جاوے کہ تجکو طلاق ہی تو ایک طلاق اوسپر پڑیگی اور اسکا
عنوان یہہ لکھا ہی باب ہی تین طلاقون متفرق کا زوجہ کی صحبت سے پیشتر اور ظاہر ہی
کہ اس عنوان اور حدیث کی لفظون مین کچھہ مطابقت نہین حدیث سے کسیطرح اوسکا اشارہ
پایا جاوے اسکے سوا اس مین قید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ اور
شروع خلافت حضرت عمر رض کی نہین اور کچھہ لوگ اور راہ چلے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ حدیث
اصول شرع کی خلاف ہی اسلئے اوسکی طرف التفات نچاہئے کیونکہ اللہ تعالی نے خاوند
کو تین طلاقون کا مالک کیا ہی اور اونکی دیدینی کو اوسکی اختیار مین رکھا اب اگر امام
شافعی اور اونکی موافق لوگونکے قول کے ہم قائل ہون کہ تین طلاقونکو اکٹھا کرنا درست
ہی تو صحیح ہی اسلئے کہ مرد نے وہ فعل کیا جو اوسکو مباح تہا اور اگر ہم یہہ کہین کہ تین کا جمع
کرنا حرام ہی اور ایسی طلاق بدعی ہی اسوجہ سے کہ شارع نے مرد کو جو مالک تین طلاقون
کے متفرق دینے کا کیا تہا تو اوسکی گنجایش کے لئے تہا جب اوسنے اونکو اکٹھا کردیا
تو جس چیز مین اوسکو گنجایش جدا کرنیکی ملی تہی اوسیکو اکٹھا دیدیا تو اسصورت مین
بھی حکم اوس مجموعہ کا اوسپر لازم ہوگا جیسے جدا کرکے دینے کی صورت مین ہوتا اور

اسکی مثال ایسی ہی کہ مرد اپنی عورتکو جدا جدا اور اکٹھا طلاق دینے کا مالک ہے
اسیطرح خود طلاق کے جدا دینے اور اکٹھا دینے کا مالک ہی جب یہہ قیاس ٹھہرا تو
ایک شخص کی حدیث سے یہہ باطل نہین ہوسکتا - اسکا جواب دوسرے لوگ یہہ دیتے
ہین کہ اس قیاس کے مقابل اگر بالفرض کوئی نص نہوتی تب بھی اس سے حکم ثابت نہین ہوتا
ہے چہ جائیکہ نص پر اوسکو مقدم کیا جاوے بلکہ یہہ قیاس اصول شرع اور لغت
عرب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صدیق رضہ مین صحابہ رضہ کے عمل کے
مخالف ہے اصول شرع کے تو اسوجہ سے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے اوس مرد کو جو دخول
کے بعد طلاق دے مالک ایسی طلاق کا کیا ہے جسمین وہ رجعت کا مالک رہے اور اوسکو
اوسمین یہہ اختیار ہو کہ چاہے عورتکو اچھی طرح سے رکھلے چاہے احسان سے چھوڑ دے
بشرطیکہ یہہ طلاق کسی چیز کے عوض نہو نہ گنتی مین عدد کامل ہو غرضکہ اللہ تعالے
نے جو طلاق مشروع فرمائی ہے اوسمین رجعت کو مشروع کیا ہے مگر طلاق دخول سے
پیشتر اور خلع اور تیسری طلاق کہ انمین رجعت نہین اور اللہ تعالی کی کتاب مین تو
چارون قسمین طلاق معہ اونکے احکام کے موجود ہین اور اونکے احکام اونکے ساتھہ ہی
رہتے ہین کہ اونسے جدا نہین ہوتے تو جیسے دخول سے پہلے کی طلاق مین جائز نہین کہ
رجعت ثابت ہو اور عدت واجب ہو نہ ایسی عورتمین جسکو دو طلاقون کے بعد تیسری طلاق

دی ہو وہی جائز ہی کہ رجعت ثابت ہوا ور بدون دوسرے خاوند اور اوسکی صحبت کے
مباح ہوا ور نہ عوض کی طلاق مین رجعت ثابت اسیطرح جو طلاقین ان تینون کے
سوا ہین اونمین خاوند کو رجعت ثابت ہوگی اور اختیار دیا جائیگا - اور اس جواب
کی تقریر کی توضیح یہہ ہی کہ تینون اماموںکی جماعتون نے امام شافعیؒ پر قران ہی حجت
پکڑی ہی کہ جو تم تین طلاقونکو اکٹھا کرنا جائز کہتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو جمع کرنا مشروع
نہین فرمایا اور جو طلاق بعد دخول کے بدون عوض مشروع کی ہی اوسمین رجعت
مشروع فرمائی ہی بشرطیکہ عدد کو پورا نکیا ہوا ور امام شافعیؒ پر اس آیت سے
حجت کی ہی کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اور یہہ کہا ہی کہ کسی قوم کی زبان مین مرتان کے معنی
ایکبار کے بعد دوسری بار کے سوا نہین اور امام شافعیؒ کے اصحاب اسکے مقابل
مین یہہ آیت لاتے ہین ثُمَّ رُدُّوا اُخْرَا مَرَّتَیْنِ اور یہہ حدیث پیش کرتے ہین ثلثہ تو تو
اجرا ہم مرتین ان دونو مین مرتین کے وہ معنی نہین جو فرقہ اول نے لکہی ہین اور
فرقہ اول اسکا جواب یہہ دیتے ہین کہ مرتین اور مرات سے کبہی تو افعال مراد ہوتے
ہین اور کبہی ذات اور کثرت سے استعمال افعال مین ہوا کرتا ہی اس لفظ کی ذاتمین
استعمال کی مثال یہہ ہی کہ پھٹ گیا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین دو
یعنی دو ٹکڑے اور دو پارہ اور جس شخص کو ان معنونکی واقفیت نہ تھی اوسنے یہہ خیال کیا

کہ چاند کا پھٹنا ایکبار کے بعد دوسری بار ہوا اور جو شخص کہ سیرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکے احوال سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ دو بار چاند کا پھٹنا غلط ہے وہ
صرف ایک ہی بار ہوا ہے اور مرتین سے دو دفعہ وقت کی مراد نہین جب یہہ معلوم ہو چکا
تو قول خداوندی مین بھی مرتین کے معنی ضعفین کے ہین یعنی اونکو ثواب دوگنا ملیگا
تو ایسے مرتین کا اکٹھا ہونا ایکوقت مین ممکن ہے مگر جو مرتان فعل مین سے ہون تو
اُنکا اجتماع ایکوقتمین محال ہے اسلئے کہ اکٹھا ہونا دو مثل کا محال ہے اور یہہ نظیر دو حرفونکے
جمع ہونے کی ہے ایک آن مین ایک لمبے والیسی تصور تین نہین ہو سکتا کہ طلاقکی دو دفعین ایکدفعہ کے
دینے مین اکٹھی ہو جاوین اور اسی جہت سے جو شخص کنکر مارنے مین سات کنکرین لیکر
ایک دفعہ ہی پھینکدے تو امام مالک اور اکثر علما اوسکو واجب کا ادا کرنیوالا نہین ٹھہراتے
اسلئے کہ یہہ ایکدفعہ پھینکنا ہوا نہ سات بار اور اسبات پر سبکا اتفاق ہے کہ اگر لعان مین
مرد یون کہے کہ مین خدا تعالی کی چار گواہیون سے گواہی دیتا ہون کہ مین سچا ہون تو
یہہ ایک گواہی ہوگی۔ اور اسکی مثل ہے جو حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص ایک روز مین
سبحان اللہ وبحمدہ سو بار کہے اوس سے اوسکی خطائین جاتی رہینگی اگرچہ سمندر کی جھاگ
کی برابر ہون اور اسیطرح آپکا یہہ ارشاد کہ تسبیح کرتے ہین اللہ کی ہر نماز کے بعد ۳۳
بار اور اسیطرح حکی اور نظیرین ہین غرضکہ ان کلمات کو شمار مذکور کے موافق کرنا ضرور ہے

اور انمین لفظ سو بار اور تین تیس بار کا کافی نہین اور اسپر یہہ قول اللہ تعالی کا بھی دلالت
کرتا ہی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اسلیئے کہ
اور جب طلاق دی تمنے عورتونکو پھر پہنچ چکین اپنی عدت تک تو اب نہ روکو اونکو کہ نکاح کرلین اپنے خاوندونسے ۱۲
یہہ حکم عام ہی ہر ایک طلاق مین جس سے پہلے دو ہو چکی ہون اور اسپر دلالت کرتی ہی
یہہ آیت یٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لفظ او فارقوھن بمعروف تک کہی
اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو تو انکو طلاق دو یا چھوڑ دو انکو دستور سے ۱۲
وجہ سے اول یہہ کہ اللہ تعالی نے وہ طلاق دینا مشروع فرمایا جسکے بعد عدت ہو
یعنی مرد ایسی طلاق دی کہ عورتکو اوسکی بعد عدت شروع ہو جاوے چنانچہ حضرت ابن
عمر رض کی طلاق کی حدیث مین کہ جب اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو رجعت کرنیکے لئے ارشاد فرمایا اور یہی آیت پڑہی
اور ظاہر ہی کہ جو شخص ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق اوسی طہر مین دیگا تو وہ عدت
کے لئے طلاق دینے والا نہوگا اسلیئے کہ عدت تو پہلی طلاق کے بعد سے آچکی تو دوسری
طلاق عدت کے لئے نہوئی اور اسیوجہ سے ایسی طلاق کے دینے کا مجاز نہوگا اور حضرت
ابن عباس نے تین طلاقونکی اکٹہا کرنیکی حرمت پر اللہ تعالی کے ارشاد یعنی عدت سے
پیشتر مین طلاق دینے کو دلیل ٹھہرایا ہی دوسرے یہہ کہ اللہ تعالی کا فرمانا لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ صرف اوسصورتمین ہی کہ طلاق رجعی ہو اور بائن مین رہنے کا
مت نکالو اونکو اونکے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلین ۱۲
مکان اور نفقہ عورت کیواسطے نہین ایسی صحیح حدیث کے مطابق جسمین کچھہ طعن نہین

نہ اوسکی دلالت مین کچھہ شبہ تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جس سی پہلی دو طلاقین
نگذری ہون اور اسی جہت سی جمہور کا قول ہی کہ عورت ایک طلاق سی بدون عوض کے
بائن نہین ہوتی اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین کہ مرد اوسکو ایک طلاق سی بائن کر دینی
کا مالک ہی اسلئی کہ رجعت مرد کا حق ہی اوسنی اپنا حق دور کر دیا اور جمہور کہتے ہین
کہ ثبوت رجعت گو مرد کا حق ہی مگر عورت کے حقوق زوجیت کے جو مرد پر ہین اونکو بدون
خلع کرنے اور طلاق کی شمار کامل کرنیکے دور کر دینی کا مالک نہین تیسرے یہہ کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ تو جو شخص کہ
اوسنے حد بین نہین باندہی الہ کی اور جو کوئی بڑہی الہ کی حد دلسی تو اوسنی بڑا کیا اپنا ۱۲
تین طلاقین ایک ہی بار اکٹہی دی وہ اللہ کی حدود سی تجاوز کریگا اور ظالم ہوگا
چوتھی یہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا اس سی صحابہ رضی
اوسکو خبر نہین شاید الہ بنا لاوے اس پیچھے کچھہ کام ۱۲
سمجھا کہ امر سی غرض رجعت ہی اور کہا کہ تین طلاق کے بعد کون امر ہو سکتا ہی پانچوین
یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
پھر جب پونہچین اپنی وعدہ کو تو رکہا اونکو دستور سی یا چھوڑ دو اونکو دستور سی ۱۲
اور یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جسکو الہ تعالی نے مشروع فرمایا ہی مگر اوسصورت مین
کہ اوس سی پہلی دو طلاقین گذر چکین اور رجعت پکڑنا حضرت ابن عباسؓ کا اللہ تعالی
کے ارشاد سی یعنی طلاق دو اونکو عدت سی پیشتر تین طلاقونکی ایک ساتھہ دینے
کی حرمت مین پہلی گذر چکا اور یہہ صحیح ہی اسواسطی کہ آیت سی جب بھی معلوم ہوتا ہے

تین طلاق کا بیان

اسمیں چند فصلین ہین

فصل اول اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

فصل دوم اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

فصل سوم اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

فصل اول اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

فصل اول اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

فصل دوم اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

فصل سوم اس بیان مین کہ تین طلاق ایک ہی بار دینی بدعت ہی

کہ ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق ایک طہر مین خواہ کئی طہرونمین رجعت یا عقد
سے پیشتر دینی ممنوع ہی باینوجہہ کہ عدت سے پیشتر مین طلاق دینے والا نہوگا تو
اوس سے حرمت جمع کی معلوم ہوتی اولے اور انسب ہی پہر اللہ تعالی نے طلاق
کو آسان تر طور پر کہ خاوند عورت پر نہایت سہل ہو شروع فرمایا تاکہ بندہ جدائی
پر جلدی نکرے اور اوسکے لئے وقت عدت مین طول کردیا تاکہ جو کچھہ اوس سے زیادتی
ہوگئی ہو اوسکا تدارک رجعت سے کرلے حاصل یہہ کہ مرد کے لئے حیض مین طلاق
دینا مباح نفرمایا اسلئے کہ وہ وقت عورت سے نفرت کرنیکا ہی اور نہ اوس سے صحبت
کرنیکے بعد مباح فرمایا اسلئے کہ اوسوقت عورتکی رغبت سست ہوجاتی ہی تو سب
عورتکو ان دونو حالتونمین طلاق دی بیٹھیگا تو غالبًا بعد کو شرمندہ ہوگا اور
اسکے ساتھہ ہی یہہ ہی کہ حیض مین طلاق دینے سے عدت زیادہ ہوجاتی ہی اور جماع کے
بعد طلاق دینے مین ہوسکتا ہی کہ عورتکو اوس سے حمل رہگیا ہو اور مرد اوسکی جدائی
ایسی حالمین نچاہتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حالتونمین طلاق
دینے کی تاکید فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو اوس طہر مین بھی طلاق دینے سے منع
فرمایا جو اوس حیض کے پاس ہو جسمین طلاق دی تہی اور انکو رجعت کا حکم فرمایا
یہانتک کہ وہ پاک ہوکر پہر حائض ہو پہر طاہر ہو پہر اگر یہی سمجھہ مین آوے کہ اسکو طلاق

دینا چاہیئے تو طلاق دیدین اور ایسا کرنیمین چند حکمتین ہین ایک یہہ کہ جو طہر
حیض سے متصل ہے وہ اور حیض ایک ہی حیض کے حکم مین ہین تو جب عورتکو اُس
طہر مین طلاق دیگا تو گویا اُس حیض مین دیگا کیونکہ وہ دو نو تو متصل ہین دوم
یہہ کہ اگر مرد کو عورتکی طلاق کی اجازت اوس طہر مین نہ دیجاوے تو اوسکی یہہ معنی
ہونگی کہ مرد نے طلاق دینے کے لئے رجعت کی اور یہہ بات مقصود رجعت کی خلاف ہے
کہ اوسکا مقصود عورتکو رکھنا اور ہم بستری کا از سر نو ہونا ہے اور اسیوجہ بعینہہ سے
حلالہ کرنیوالیکا نکاح باطل ہے یعنی اللہ تعالی نے نکاح کو عورت کے روکنے اور عیش
کرنیکے لئے مشروع کیا ہے اور حلالہ کرنیوالا شخص نکاح طلاق دینے کی غرض سے کرتا ہے تو
معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالی کی شرع اور دین کے مخالف ہے سوم یہہ کہ مرد جب اتنی مدت
تک صبر کریگا اور عورت اُن حرکات سے باز آویگی جو اوسکی طلاق کی مقتضی تہین تو مدت
کا زیادہ ہونا ہے اوسکی رجعت کا سبب پڑیگا۔ اور یہہ جو وہ کہتے ہین کہ طلاق
دینے والے نے جس بات کے متفرق کرنیکی اوسکو گنجایش دیگئی تھی اوسکو اکٹھا کردیا
تو یہہ قول اولٹا اونہین پر الزام ہے اسلئے کہ اوسکو تو اجازت تفریق کے ساتھہ
کرنیکی تھی جب اوسنے اکٹھا کردیا اوس چیز کو جس کے جدا دینے کا حکم تھا تو اوسنے
خدا تعالی کی حدون سے تجاوز کیا اور مشروع امر کے خلاف کیا اور اوسکی نظیر نہیں ہے

پھینکنا ہی کہ اونکو جدا کرکے پھینکنے کی اجازت ہی نہ اکٹھا پھینکنے کی اور نیز لعان
اور قسامہ کی سوگندین ہین اور تمہاری قیاس کی نظیر تو یہہ ہی کہ جن نمازونکا علیحدہ
علیحدہ وقت مقرر ہی اونکو اکٹھا کرکے ایکوقت مین پڑہ لے اسلئے کہ اسصورتمین بھی جسر
باتکی تفریق کا حکم تہا اوسکو اکٹھا کرنا ہی چنانچہ اکثر عوام ایسی ہی جہتون سے یہہ
کیا ہی کرتے ہین **فصل** اور بعض لوگون نے اور راہ اختیار کی ہی وہ یہہ ہے کہ یہ حدیث
ایک ہی اسکی مقابل بہت سی صحیح حدیثین ہین اول حدیث صحیحین مین فاطمہ بنت قیس سے
ہی کہ ابوحفص بن مغیرہ نے اوسکو طلاق البتہ دی اور وہ وہان نہ تہا اپنے وکیل کو
خبر کرنیکے لئے فاطمہ کے پاس بہیجا وہ ناخوش ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمتمین آئی اور ماجرا عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ تیرا نفقہ اوسپر نہین ہی اور تفسیر
البتہ کی حدیث صحیح مین آئی ہی کہ ابوحفص نے اوسکو تین طلاقین دی تہین اسلیئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کیواسطے رہنے کا مکان اور نفقہ کچھہ ٹھہرایا۔
اور مسند مین ہی کہ تین طلاقین اکٹھی تہین چنانچہ حدیث شعبی مین ہی کہ فاطمہ کو جب
اوسکی شوہر کے بھائی نے گہر مین سے نکالدیا اور نفقہ نہ دیا تو اوسنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اوسپر نالش کی آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ تو قیس کی بیٹی کو
کیون ستاتا ہی اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بہائی نے اسکو تین طلاقین

ثلاثا فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذلک
لہ لیس لک علیہ نفقۃ وبیّنہ
تفسیر البتۃ فی صحیح مسلم
فامرہا ان تعتد فی بیت
ابن ام مکتوم وقال
ثلاث کانت جمعا فوہی بنت
الشعبی ان فاطمۃ خاصمت
اخا زوجہا الی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فی السکنی والنفقۃ
فقال لہا لیس لک علیہ
الا نفقۃ
وبنت قیس قال یا رسول
اللہ ان اخی طلقہا ثلاثا

بصیغۃ کنایۃ من العامۃ
والحق انہم انما یفرقون
الموقتۃ ویصلیہا فی وقت
نظیر قیاسکم ان یجمع الصلوٰۃ
والعان وایمان القسامۃ و
وفی انکاذن فیسوق قالا یجموا
مجتہدین یقال ذلک
واشار روح بعضہم الی
حدیث واحد عارضہ احادیث کثیرۃ
صحیحۃ منہا ما فی الصحیحین عن فاطمۃ بنت قیس
ان ابا حفص بن المغیرۃ طلقہا البتۃ
وہو غائب فارسل الیہا وکیلہ بشعیر فسخطتہ فقال

اکٹھی دی ہین اور باقی حدیث کو ذکر کیا ہی حدیث دوم صحیحین مین حضرت عائشہؓ
سے ہی کہ ایکمرد نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین اور اوسنے دوسری مرد سے
نکاح کیا اور اوسنے بھی طلاق دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسینے پوچھا
کہ وہ عورت شوہر اول پر حلال ہی آپ نے فرمایا نہین جبتک کہ دوسرا شوہر اوسکا مزا
نہ چکھہ لے جیسے اول نے چکھا اور وجہ دلیل کی اس حدیث سے یہہ ہی کہ آپ نے
سائل سے تفصیل نہین پوچھی کہ تین طلاقین اکٹھی دی تھین یا جدا جدا اور اگر جواب
مختلف ہوتا تو تفصیل پوچھنی ضروری تھی حدیث سوم وہ ہی جسپر امام شافعیؒ نے
لعان کے قصہ مین اعتماد کیا ہی کہ عویمر عجلانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ جس صورتمین ایکمرد اپنی بی بی کے ساتھہ دوسرے شخص کو پاوے تو آپ
فرمائیے کہ شوہر اوس مرد اجنبی کو مار ڈالے اور لوگ شوہر کو مار ڈالین یا کسطرح کرے
پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیری اور تیری زوجہ کے باب مین حکم
اوتر چکا ہی جاکر اوسکو لے آ سہل کہتے ہین کہ اُن دونو نے باہم لعان کیا اور مین
لوگونکے ساتھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا جب دونو لعان سے فارغ ہوئے
تو عویمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس عورتکو اگر اب کہونگا تو لازم آویگا کہ مین نے
اسپر جھوٹہ لگایا ہی پھر اوسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے پہلے ہی

باقی الصحیحین عن عائشۃ ان
رجلا اطلق ثلثا فتزوجت
وطلق فسئل النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اتحل للاول
فقال لا حتی یذوق عسیلتہا
کما ذاق الاول وجہ الدلیل
انہ لم یستفصل هل طلقہا
ثلثا متفرقا او جمعا وهو
مختلف فیہ والشافعی
اعتمد علیہ فی قصۃ الملاعنۃ
وفیہا ان عویمرا العجلانی اتی
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ
ارایت رجلا وجد مع امرأتہ
رجلا ایقتلہ فتقتلونہ ام
کیف
یفعل فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم قد
انزل
فیک
وصاحبتک
فاذهب فات بها قال سہل
فتلاعنا وانا مع الناس
عند رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
فلما فرغا من تلاعنہما
قال عویمر کذبت
علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا
فطلقہا ثلثا قبل ان

تین طلاقون کا بیان

تین طلاقین دیدین زہری کہتے ہین کہ اسی جہت سے یہہ قسم طلاق کی لعان والون کی سنت ٹھہری یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی امام شافعی فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر کو تین طلاق دینے پر ثابت رکہا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ طلاق حرام نہین جو تھی نسائی کے نزدیک محمود بن لبید کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایکمرد کی خبر دیگئی کہ اوسنے اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ساتھہ دین آپ غضبناک ہوکر اوٹھے پہر فرمایا کہ کیا کہیل کیا جاتا ہی اللہ کی کتاب سے حالانکہ مین تم مین موجود ہون یہانتک کہ ایک شخص کہڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا اوسکو مین مار ڈالون اور یہہ نکہا کہ اوسپر ایک طلاق نہ پڑی بلکہ ظاہر یہی ہی کہ تینون طلاقون کو مرد کے حق مین درست رکہا اسلئے کہ عورت اگر اوسکی زوجہ رہتی اور ایک طلاق نہ پڑتی تو آپ اس سے بیان فرما دیتے کیونکہ اوسنے تو تین طلاقین اسی نظر سے دی تہین کہ اونکی ہو جانیکا اعتقاد رکہتا تہا اگر وہ طلاقین لازم نہوتین تو آپ فرما دیتے کہ عورت مذکور ابہی تک تیری زوجہ ہی اور حاجت کیوقت بیانمین تاخیر کرنی درست نہین — پانچوین وہ حدیث کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے رکانہ سے روایت کی ہی کہ اوسنے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ دی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین حاضر ہوا آپ نے پوچہا کہ تیری نیت اس لفظ سے کیا تہی اوسنے عرض کیا کہ ایک طلاق کی تہی آپ نے فرمایا

ثم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الزھری وکانت سنۃ المتلاعنین متفق علیہ وقال الشافعی فقہ قولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الطلاق ثلاثا فلیس لہ علیہ سبیل حراما ومنہا حدیث محمود بن لبید عن اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتی قام رجل فقال یا رسول اللہ الا اقتلہ ولم یقبل انکارہا علیہ وایضا قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لرکانۃ لما طلق امرأتہ البتۃ واحدۃ واللہ ما اردت الا واحدۃ فقال واللہ ما اردت الا واحدۃ فردہا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطلقہا الثانیۃ فی زمن عمر والثالثۃ فی زمن عثمان رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ وغیرہما فلو کانت رجعیۃ لما احتاج الی تجدید النکاح ولما صح لہ نکاحہا بعد الثلاث ولما کان لتخییر البیان عن وقت

کہ بخدا تو نے ایک ہی کی نیت کی تھی اوسنے کہا بخدا مین نے ایک ہی کی نیت کی تہی
اور اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور اوسمین رکانہ سے یون ہی کہ مینے
اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیا نیت کی
مین نے عرض کیا کہ ایک آپ نے فرمایا کہ بخدا مین نے کہا بخدا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہی
ہی جو تو نے چاہا ابو داؤد کہتے ہین کہ یہہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے
جسمین یہہ ہی کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دین اور ابن ماجہ کہتے ہین کہ مین نے
ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ یہہ حدیث بہت اعلی و اشرف
ہی اور ابو عبد اللہ ابن ماجہ ہی کا قول ہی کہ اس حدیث کو ابو عبید نے ضائع چھوڑ دیا اور احمد
نے اسکی روایت پر ہمت نکی اور دلیل ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رکانہ کو قسم دلائی کہ اوس سے ایک ہی طلاق کی نیت کی تہی اس سے یہہ معلوم ہوتا
ہی کہ اگر وہ اوس سے زیادہ کی نیت کر لیتا تو آپ اوسیقدر اوسپر لازم فرماتے اور
اگر طلاق البتہ صرف ایک ہی ہوا کرتی تو خواہ اوس سے ایک کی نیت کرے خواہ زیادہ کی
کچھہ فرق دونو صورتونمین نہوتا اور چونکہ لفظ کنایہ مین ایک سے زیادہ کا وجود ہی تو جب
صاف صاف تصریح تین کی کر دیگا تب کیون نہوگا چھٹی وہ ہی جو دار قطنی نے حماد بن
زید کی حدیث روایت کی ہی کہ حدیث کی ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے فرمایا کہ سنا مینے

تین طلاق کا بیان ۱۳

حدثنا عبد العزیز بن صہیب عن
قضی من حدیث حماد بن زید
بالثلاث وھما کما رواہ الدار
بالطلاق البتہ اذا اضر بھا
ضد الکنایۃ فیکفیہ
او کرر واذا کان
بالحال بین ان یرید بہ واحدۃ
من واحدۃ لانہ ذلک وھو
علی انہ لو اراد بھا
کان
واحدۃ وقضی ایمان
وحدثنا عبد اللہ بن محمد بن ناجیۃ
ما اراد بھا الا واحدۃ فقضی ایمان
علی بن محمد الطنافسی یقول ما اشرف ھذا
حدثنا ابن جریج ان رکانۃ طلق
ما اراد بھا الا واحدۃ فقال
اللہ قلت واللہ قال فھو
ما اردت قال ابو داؤد وھذا اوھی
بھا قلت واحدۃ قال
مراتبۃ فقال کما اردت
واحدۃ وقضی ایمان طلقت عمرانی
قال اللہ ما اردت بھا الا واحدۃ

انس بن مالک سے اور وہ فرماتے ہین کہ سنا مین نے معاذ بن جبل رض سے وہ فرماتے
ہین کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اے معاذ جو شخص بدعت کی
ایک طلاق یا دو یا تین دیگا تو اوسکی بدعت ہم اوسپر لازم کرینگے ساتوین وہ حدیث ہے
کہ دار قطنی نے ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ
ابراہیم اپنے باپ سے اور وہ اوسکے دادی سے روایت کرتے ہین کہ اونکے دادا دونمین سے
کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ دی اوسکی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین
حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے باپ نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دین
اوسکی واسطے کوئی نکلنے کی تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے خدا کا خوف نہین کیا
کہ اوسکی لئے نکلنے کی راہ کرتا عورت تین طلاقون سے سنت کی خلاف طور پر اوس سے
جدا ہوئی اور نوسو ستانوے طلاقونکا گناہ اوسکی گردن مین رہا آٹھوین وہ حدیث
ہے جسکو دار قطنی ہی نے زاذان سے اور اوسنے حضرت علی رض سے روایت کی ہے کہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سنا کہ اوسنے طلاق البتہ دی ہے آپ غصہ ہوئے اور
فرمایا کہ اللہ تعالی کی آیتونکو کھیل اور ہنسی بناتے ہین جو کوئی طلاق البتہ دیگا ہم اوسکی ذمی
تین لازم کرینگے کہ پھر اوسکو وہ عورت جائز نہو جبتک دوسرے مرد سے نکاح نکرلے
نوین حدیث حسن بصری کی ہے جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ حسن نے فرمایا کہ حدیث کی

انس قال سمعت انس بن مالک یقول سمعت معاذ بن جبل یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یا معاذ من طلق البتۃ فاحکم علیہ بثلاث

اور انتین او ثلاث الزمناہ بدعتہ ومنہا ما رواہ الدار قطنی من حدیث ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادۃ بن الصامت عن ابیہ عن جدہ قال طلق بعض ابائی امرأۃ البتۃ فانطلق بنوہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا

فصل ۱۳

من طلق ثلاثا بکلمۃ واحدۃ او بکلمات فی طہر واحد او فی طہر لم یراجع فیہا حتی بانت بالاطلاق او مضت عدتہا فقد اساء وعصی ربہ وعلیہ ان یراجعہا ویمسکہا حتی یطلقہا طاہرا من غیر جماع طلقۃ واحدۃ بشہادۃ عدلین وہو قول ابن عباس وابن عمر وجابر وزید بن ثابت وبہ قال طاؤس وعطاء وعمرو بن دینار واحمد واسحاق وابو عبید وابو ثور وداود وجماعۃ من اہل العلم وہو الذی نختارہ لقول اللہ تعالی یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن وقال ابن عمر طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حفصۃ ثم راجعہا رواہ ابو داود والنسائی وفی لفظ لابی داود والدار قطنی ان ابن عمر طلق امرأتہ وہی حائض تطلیقۃ فامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یراجعہا ثم یمہلہا حتی تطہر ثم تحیض حیضۃ اخری ثم تطہر ثم ان شاء امسک بعد وان شاء طلق قبل ان یمس فتلک العدۃ التی امر اللہ ان تطلق لہا النساء وفی لفظ للدار قطنی عن ابن عمر قال قلت یا رسول اللہ ارأیت لو طلقتہا ثلاثا اکان لی ان اراجعہا قال لا کانت تبین منک وتکون معصیۃ وفی لفظ لہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لہ فی الرجل یطلق امرأتہ ثلاثا فی مجلس واحد قد عصی ربہ وبانت منہ وفی لفظ لہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال

همسی عبداللہ بن عمر رضہ نے کہ اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی
پہر یہہ چاہا کہ دو طہرون مین دو طلاقین اور دین یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پونہچی آپنے فرمایا کہ ای عمر کے بیٹے اللہ تعالے نے تجکو اسطرح حکم نہین کیا تو
سنت کو چوک گیا اور سنت یہہ ہی کہ انتظار کری تو طہر کا پہر اوسوقت طلاق دے
خواہ روک رکہی حضرت ابن عمر رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر مین اوسکو
تین طلاقین دیدیتا تو بہلا درست تہا کہ مین اوس سی رجعت کرلون آپنے فرمایا کہ
نہین وہ تجہہ سی جدا ہوجاتی اور یہہ حرکت گناہ ہوتی وشتوین وہ حدیث جو ابوداؤد
اور نسائی نے حماد بن زید سی روایت کی ہی کہ مین نے ایوب سی پوچہا کہ تم سوا حسن
کے اور کسیکو جانتی ہو جس نے تین طلاق اس صورتکو کہا ہو کہ اپنی عورت سی کہدی کہ
تیرا معاملہ تیری ہاتھہ مین ہی ایوب نے کہا کہ نہین پہر کہا کہ الہی تو بخشدی مگر مجہہ سے
حدیث کی قتادہ نے کثیر مولی سمرہ سی اور اوسنی ابی سلمہ سی اور اوسنی ابوہریرہ رضہ سے
فرمایا کہ تین چیزین ایسی ہین کہ دانستہ کرنا اونکا دانستہ کرنا ہی اور ہنسی سی اونکو بجالانا بہی
دانستہ کرنا ہی ایک نکاح ہی دوم طلاق سوم رجعت ایوب کہتی ہین کہ پہر مین کثیر سی ملا
اور اس حدیث کو پوچہا اوسنی نہ پہچانا پہر مین قتادہ کی پاس آیا اور اون سی ماجرا
کہا اونہون نے فرمایا کہ کثیر سہو لگیا روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ

عبد اللہ ابن عمر رضہ
طلاق امرأتہ وھی حائض
تطلیقۃ واحدۃ
فامرہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان یراجعہا ثم یمسکہا
حتی تطہر ثم تحیض
ثم تطہر ثم ان شاء
امسک بعد وان شاء
طلق قبل ان یمس
فتلک العدۃ التی
امر اللہ ان تطلق لہا النساء
قال ایوب فقلت لابن عمر
ارأیت لو طلقہا ثلاثا
اکان یحل لی ان
اراجعہا قال لا
کانت تبین منک وتکون معصیۃ

قال ابوداؤد وروی النسائی عن حماد بن زید قال قلت
لایوب ھل علمت احدا قال فی ھذا الحدیث
غیر ما قال الحسن قال لا قال
اللھم غفرا الا ما حدثنی قتادۃ عن
کثیر مولی سمرۃ عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ
قال ثلث یعنی یجدھن من جد
وھزلھن جد النکاح
والطلاق والرجعۃ

تین طلاق کا بیان

کثیر افسانہ
فلم یعرفہ وذکرہ
الی قتادۃ فاخبرہ
فقال کثیر رواہ الترمذی وقال

کہ ہم نہین پہچانتے اوسکو مگر سلیمن بن حرب کی حدیث سے جو حماد بن زید سے مروی ہے اور
ان دونو کا ثقہ اور معتبر ہونا کافی ہے گیارہوین وہ حدیث جو بیہقی نے سوید بن
غفلہ سے اور اوسنے امام حسنؓ سے روایت کی ہے کہ انہون نے عائشہ خثعمیہ کو تین
طلاقین دین پھر کہا کہ اگر مین اپنے نانا سے نہ سنتا یا یون کہا کہ میرے باپ نے مجھ سے حدیث
کی کہ اونہون نے میرے نانا سے سنا کہ فرماتے تھے جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین
تین طہرون مین دے یا تین طلاق مبہم دے تو وہ اوسپر بدون دوسرے مرد سے نکاح کئے
حلال نہو گی تو مین عائشہ خثعمیہ سے حجت کر لیتا۔ تو یہہ اتنی حدیثین ہین اور اکثر
انمین کی ابو صہبا اور ابن جریج کی حدیث سے جو بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ
سے مروی ہے صحیح تر ہین اسلئے انکا مقدم کرنا واجب ہے خصوص امام احمدؒ کی قاعدہ پر کہ
وہ چند احادیث کو تعارض کیوقت تنہا حدیث پر مقدم کرتے ہین اگرچہ حدیث تنہا
پیچھے ہو چنانچہ اونہون نے دو روایتون مین سے ایک مین حدیث برتنون کی حرمت کی
بریدہ کی حدیث پر مقدم کی اسوجہ سے کہ حرمت کی حدیث بہت اور متعدد ہے اور بریدہ
کی حدیث اُن ظروف کی مباح ہونے مین فرد اور پیچھے ہے اسلئے کہ اوسمین یہہ ارشاد ہے
کہ مین نے تمکو برتنون مین نبیذ بنانے سے منع کیا تہا پس اب پیو جن مین تم چاہو مگر نشہ آور
چیز مت پیو باوجودیکہ یہہ حدیث صحیح ہے رد نہین کی اوسکو مسلم نے اور اسمین کوئی روگ

بھی معلوم نہین ہوتا **اب** فرقہ ثانی ان حدیثونکا جواب یون دیتی ہین کہ حدیث
فاطمہ بنت قیس کا تو یہہ جواب ہے کہ تین طلاقین جو اوسمین مذکور ہین وہ ایک
ساتھہ نہین بلکہ اوسکے شوہر نے دو طلاقین اوسکو پہلے دی لی تہین پھر
تیسری طلاق دی تہی چنانچہ یہہ مضمون اسیطرح روایت صحیح مین مصرح مذکور
ہی ویکہو مسلم روایت کرتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سی کہ ابو عمرو بن حفص
بن مغیرہ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھہ مین کو گیا اور وہان سی قاصد فاطمہ
بنت قیس کے پاس ایک طلاق لیکر بھیجا جو فاطمہ کی طلاق مین سی باقی تہی اور حارث
بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سی اوسکے نفقہ کے لئی کہدیا اون دونونے
فاطمہ سے کہا کہ بخدا تجکو نفقہ نہین پونہچتا مگر اس صورتمین کہ تو حمل سے ہو وہ
عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور حارث و عیاش کا
قول آپ کی خدمت مین بیانکیا پس آپ نے فرمایا کہ تیری لئی نفقہ نہین اور حدیث
کو طوالت کے ساتھہ ذکر کیا غرضکہ یہہ حدیث تفسیر کرنیوالی اوس قول مجمل کا بیان
کرتی ہی جو حدیث فاطمہ مین تہا کہ تین طلاقین دین اور ابو داؤد کی روایتونمین سے
ایک مین جو فاطمہ سی مروی ہی یہہ عبارت ہی کہ طلاق دی اوسکو تین طلاقونمین سے
پچہلی اور یہہ حدیث پانچ طریقون سی مروی ہی اول تین طلاقین اوسکو دین

فلم یعرف لہ علۃ قادحۃ
ولا یخدشون الجواب بمن
حدیث فاطمۃ بنت قیس
ان الشارات الی کونہ
فی ولوغ کلب
مجموعۃ بلک
طلقہا طلقتین قبل
ان قال
ثم طلقہا اخر الثلاث
معمر عن الزہری
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ ان ابا عمرو بن حفص
ابن عمرو بن المغیرۃ خرج مع علی بن ابی طالب
بن قایس بطلاقہا کانت بقیت
الحارث بن ہشام وعیاش بن ابی
ربیعۃ بنفقۃ فقالا
نفقۃ الا ان تکونی حاملا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فذکرت لہ فقال
لک وساق الحدیث
فذکر المفسر
فی قولہ طلقہا
بلفظ طلقہا
بجملتہا

طلقها البتة طلقها اخرى ثلاث تطليقات ان سئل انها بتطليقة كانت بقين لها طلقها ثلاثا فيما فقد وهذا اللفظ الخامس

تفرد به عبد الله عن الشعبي وفي تقديره نظر فالمراد به انه اجمعها في التطليقات الثلاث لا انه اوقعها بكلمة واحدة فاذا طلقها اخرى ثلاث صح ان يقال طلقها ثلاثا جميعا فان هذه اللفظة ترادف قولنا

فصل في طلاق البتة

العمل على هذا عند اهل العلم من اصحاب النبي صلعم ومن بعدهم من التابعين وهو قول سفيان الثوري ومالك بن انس والشافعي واحمد واسحاق قالوا اذا طلق امرأته البتة فهي واحدة وهو احق برجعتها ما لم تنقض عدتها وقال بعض اهل العلم في البتة هي ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وهذا قول سفيان الثوري واهل الكوفة وابن المبارك وغير واحد من اهل العلم وقال الشافعي اذا طلق امرأته البتة فليس له عليها رجعة ولا نفقة ولا سكنى وقال بعض اهل العلم في البتة هي على ثلاث تطليقات وبه يقول اسحاق بن ابراهيم وقال بعض اهل العلم في البتة هي على واحدة وهو احق برجعتها ما لم تنقض عدتها وبه يقول احمد بن حنبل وقال بعض اهل العلم في البتة هي على ثلاث تطليقات ان سئل انها بتطليقة كانت بقين لها طلقها ثلاثا فيما فقد وهذا اللفظ الخامس

دوم اسکو طلاق البتہ دی سوم تین طلاقونمین سی پہلی طلاق اوسکو دی چہارم اوسکے پاس قاصد کو ایک طلاق لیکر بہیجا جو اوسکی طلاق مین سی رہگئی تہی پنجم اوسکو تین طلاقین ایک ساتھہ دین اور اس پانچوین جملہ کو صرف مجالد نے شعبی سی روایت کیا ہی اگر بالفرض یہہ صحیح بھی ہو تو مراد یہہ ہی کہ تین طلاقین اوسپر ہوگئین نہ یہہ کہ تین ایک بولی مین پڑین کیونکہ جب تین طلاقونمین سی پہلی طلاق اوسکو دی تو یہہ کہنا درست ہوا کہ اوسنے اوسکو تینون صافین سب دیدین اسلئے کہ جمیعًا کی لفظ سی عدد کی تاکید مراد ہوا کرتی ہی نہ ایک آنمین سبکا اکٹہا ہونا جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا علاوہ ازین جو لوگ ہم سی اس مسئلہ اور اگر تیرا رب چاہتا یقین ہی لاتے جتنے لوگ زمین مین ہین سارے ہی ہین تمام

مین نزاع کرتے ہین اونمین سی اکثر اس حدیث کی خلاف کرتے ہین اور اوسپر عمل نہین کرتے مثلا عورت جدا کی ہوئی کے لئی نفقہ اور رہنی کا مکان واجب کہتے ہین اس حدیث کیطرف متوجہ نہین ہوتے نہ اسپر عمل کرین اور یہہ قول امام اعظم اور اون کے اصحاب کا ہی اور امام شافعی اور امام مالک نے ایسی عورت کی لئی رہنی کا مکان تجویز کیا ہی حالانکہ حدیث مین تصریح ہی کہ عورت کی لئی نہ خرچ ہی نہ رہنی کا مکان اور ہمنے اس حدیث پر عمل کیا اور اوسمین سی کسی بات کا خلاف نہین کیا جو اوسکی خلاف کرے اوسکو عذر کرنیکی حاجت ہی اور حدیث حضرت عایشہ رض کی کہ ایکمرد نے اپنی

فصل طلاق البتہ کے بیان

بی بی کو تین طلاقین دین آخر تک اوسکا جواب یہہ ہی کہ اوسمین یہہ مذکور نہین کہ
تین طلاقین عورتکو ایک ہی بولی مین دین تو جو بات کہ حدیث مین نہین اوسکو
حدیث مین داخل نکرو اور یہہ جو کہتے ہو کہ آپنے تفصیل نہ پوچھی تو اوسکا جواب یہہ ہے
کہ لوگونکو حال معلوم تہا کہ تین طلاقین اوسی صورتمین تین ہوتی ہین کہ ایک کی بعد
ایک ہو تو معلوم ہوا کہ کلام لغت اور شرع اور عرف کی موافق تہا جیسے ہمنے بیان کیا۔
اور امام شافعیؒ نے جسپر اعتماد کیا ہی یعنی لعان والے کا تین طلاق دینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تو اوس سے کوئی دلیل تمہاری مفید نہین اسواسطے کہ خود
لعان نے ہمیشہ کی لئے عورتکو حرام کردیا تو تین طلاقون نے اوسی حرمت کی تاکید اور
قوت زیادہ کردی جو لعان کا مقصود ہی اور یہہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہؒ کا ہی۔
اور ایسا ہی ابن منذر نے فرمایا ہی کہ طلاق اجنبیہ ہی پر ہوئی خاوند اوسکا اجنبی ہونا
جانے یا نجانے غرضکہ جن لوگونکا مذہب یہہ ہی کہ جدائی خاوند کی لعنت کرنے سے
ہو جاتی ہی مثل امام شافعی کی اونکی نزدیک یہہ طلاق حجت نہین ہو سکتی مگر تحقیق یہہ ہے
کہ جدائی یا تو صرف خاوند کی لعنت کرنیسے ہو جاتی ہی جیسی شافعیؒ فرماتے ہین یا
دونو کی لعنت کرنیسے ہوتی ہی جیسے احمدؒ کہتے ہین یا حاکم کے جدا کرنے پر موقوف رہتی
ہی یعنی حاکم اون دونو مین سے جدائی کردیتا ہی جسپر سے وہ عورت مرد پر ہمیشہ کو حرام

فصل

وعرفا کما بیناہ وقد اعتمد الشافعی فی من طلاق الملاعن ثلاثا
علیہ بحضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا دلیل
فیہ لکن ذلک لکونہ قد حرمہا علی التأبید
فما زاد الطلاق اثبات حکم ثابت
الذی ھو مقتضی اللعان اصلا
وقد وھن جواب شیخنا ابن تیمیۃ رحمہ اللہ
وکذا قال ابن المنذر انما وقع الطلاق علی اجنبیۃ
علم الزوج ذلک او لم یعلم فالحجۃ
عند من یری ان الفرقۃ تقع
بالتعنۃ الزوج کالشافعی لکن الخلاف
ان الفرقۃ ان یقع بالتعان الزوج
او بالتعانہما کما یقول الشافعی او بالتعانہا
وحدہا کما یقول احمد وتتوقف علی تفریق الحاکم
ھو یفرق فیہما اذا تشاجرا علیہ کما یفرق
فی سائر العیوب

ہو جاتی ہی پس تین طلاقون نے اسی حرمت کی تاکید کی جو لعان کی غایت اور شارع کا مقصود ہی تو اس طلاق مین بدون لعان کی طلاق کیسے ملجا دیگی انمین تو فرق بہت بڑا ہی **اور** تین طلاق دینے والیکے قصہ مین جو حدیث محمود بن لبید کی ہی اُسکی حجت کرنی حقیقت کو الٹ دینا ہی کہ جو دلیل بڑی سی بڑی حرمت کی ہی اوسکو جواز مین پیش کرتے ہو یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسی گمان ہو سکتا ہی کہ آپنے اوس شخص کے عمل کو جائز رکھا جسنے خدا تعالی کی کتاب سی ٹھٹھا کیا **اور** رکانہ کی حدیث کہ اوسنے اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے قسم لی کہ اس طلاق سی اوسنے صرف ایک ہی ارادہ کی تہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث صحیح نہین ابن جوزی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ یہہ کچھہ نہین اور حلال نے علل میز اثرم سی روایت کی ہی کہ مین نے ابو عبد اللہ سی حدیث رکانہ کا ذکر طلاق البتہ مین کیا اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ تین کو ایک اوسکی نیت کی سبب کرتا تہا اور ہماری شیخ نے فرمایا ہی کہ بڑی امام جو حدیثونکی علتین جانتی ہین مثل امام احمد اور بخاری اور ابو عبید وغیرہ سب نے رکانہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہی اسیطرح ابو محمد بن حزم نے ضعیف کہا اور سبہونے کہا ہی کہ اس حدیث کی راوی مجہول ہین کہ اونکا عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکہنا معروف نہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ

فانظر الی الثلاث الکل موجب للعصیان ومقصود من الشارع فیوقع بہ طلاق غیر الذی ہو اشنع فضل وبینہما اعظم فرق فضل فی قصۃ المطلق ثلاثا فالاحتجاج بہ من قلب الحقائق والاحتجاج علی الجواز باعظم دلیل علی التحریم وکیف یظن برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ اجاز عمل من استہزء بکتاب اللہ فضل واما حدیث رکانۃ انہ طلق امرأتہ البتۃ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحلفہ ما اراد بہا الا واحدۃ فخالف لا یصح قال ابن الجوزی فی کتاب العلل التی لیس لنبی و قال الخلال فی العلل عن الاثرم قلت لابی عبد اللہ جعلہ البتۃ فضعفہ وقال فرد الکبار الحدیث وقال شیخنا الائمۃ کاحمد واسحاق وابی عبید والبخاری وابی عبید وغیرہم ضعفوا حدیث رکانۃ البتۃ وکان ابو محمد بن حزم وقالوا ان راویہ مجہول لا یعرف عدالتہم وضبطہم وقد قال الامام احمد

رکانہ کی حدیث کہ اپنی بی بی کو طلاق البتہ اوسنے دی ثابت نہین ہوتی اور کچھہ بھی نہین
پس اگر کہا جاوے کہ ابو داؤد نے کہا ہے کہ حدیث البتہ ابن جریج کی حدیث کی نسبت کہ
صحیح تر ہے جسمین یہہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین تو ہم کہین گے کہ اسکا
جواب ہمارے شیخ نے یہہ دیا ہے کہ ابو داؤد نے جو حدیث البتہ کو ابن جریج کی حدیث
پر ترجیح دی تو اسلئے کہ اونہون نے حدیث ابن جریج کی ایسے طریق سے روایت کی جسمین
ایک راوی مجہول ہے یعنی یون کہا کہ حدیث کہی ہمسے احمد بن صالح نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا کہ خبر دی مجکو بعض اولاد ابو رافع نے
عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے آخر حدیث تک اور وہ روایت نہین لکھی
جسکو امام احمد رح نے اپنی مسند مین ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے ابراہیم کہتے
ہین کہ حدیث کی مجھہ سے میرے باپ نے محمود بن اسحاق سے کہا کہ حدیث کی ہم سے
داؤد بن حصین نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ رکانہ نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک مجلس مین بسبب جہ سے ابو داؤد نے حدیث البتہ کو ترجیح دی
اور اس حدیث کے درپے نہوئے نہ اپنی سنن مین اوسکو روایت کیا حالانکہ اسمین
کچھہ شک نہین کہ حدیث ابن اسحق کی دو نو حدیثون سے صحیح تر ہے اور حدیث ابن جریج
کی اوسکی شاہد اور مددگار ہے پس جب ابو صہبا کی حدیث ابن اسحاق کی

حدیث رکانہ ان طلق امراتہ
البتۃ لا یثبت ولیس بشیء
فان قیل قال ابو داؤد الخ
البتۃ اصح من حدیث
ابن جریج ان رکانہ
امراتہ ثلاثا فاحلفہا
شیخنا بان ابا داؤد انما رجح
حدیث البتۃ علی حدیث
ابن جریج لما فیہ من
المجہول قال ثنا
احمد بن صالح ثنا
عبد الرزاق انبا
ابن جریج اخبرنی
بعض ولد ابن رافع عن
عکرمۃ عن ابن
عباس بالحدیث ولم یذکر
فیہ ابن جریج
عن ابن عباس
الحدیث کما
رواہ احمد
فی مسندہ
عن ابراہیم
عن ابیہ
قال قلت
لمحمود
بن اسحق
حدثنی
ابن عن
محمد بن
اسحق
حدثنی
داؤد بن
حصین
عن
عکرمۃ
عن ابن
عباس
طلق
رکانہ
امراتہ
ثلاثا
فی
مجلس
واحد
فقال
رجح
ابو داؤد
حدیث
البتۃ
ولم یتعرض
لھذا
الحدیث
ولا روی
فی سننہ
ولا بیت
انہ
اصح
من
الحدیثین
وحدیث
ابن جریج
ایضا
کما
ھو
واضح
فاذا
انضم
حدیث
ابن
اسحق
الی

حدیث اور ابن جریج کی حدیث مین ملاؤ اور اُن کی روایت کے مقامات کی اختلاف
اور طریقونکے دور ہونے پر لحاظ کرو تو یہہ معلوم ہوگا کہ یہہ مجموعہ حدیث البتہ سی
بیشک قوی تر ہی اور جو شخص حدیثونکی بو سونگھتا ہی گو دور سی ہی ہو وہ ممکن نہین
کہ اس امر مین شک کری پھر ایسی حدیث جسکو اماموں نے ضعیف کہا ہو اور اوسکے
راوی گمنام ہون ان احادیث پر کیسے مقدم ہوسکتی ہی **اور** رہا حدیث معاذ بن جبلؓ
کا جواب یہ ہی کہ اوسکی اسناد مین اسماعیل بن امیہ دارع ہی وہ اوس حدیث کو حماد
سی راوی ہی دارقطنی نے اوس حدیث کی روایت کی بعد کہا ہی کہ اسماعیل بن امیہ
کی حدیث متروک ہی **اور** رہا حدیث عبادۃ بن صامت کی جو دارقطنی نے روایت کی ہی
اوسکی روایت کے بعد کہا ہی کہ اسکی راوی گمنام اور ضعیف ہین بجز ہماری شیخ اور
ابن عبد الباقی کے **اور** رہا حدیث زاذان کی حضرت علی رضی سی اوسکا راوی اسماعیل
بن امیہ قرشی ہی دارقطنی نے کہا ہی کہ یہہ اسماعیل بن امیہ کوفی ہی اور حدیث کے
بابمین ضعیف ہی۔ مین کہتا ہون کہ اس حدیث کی اسناد مین گمنام اور ضعیف لوگ ہین
اور رہا حدیث حسنؓ کی حضرت ابن عمر رضی سی وہ ان ضعیف حدیثونمین سی بڑھ چڑھکر ہے
دارقطنی کہتی ہین کہ حدیث کی ہمسی محمد بن عبد الحافظ نے کہا حدیث کی ہم سی محمد بن
شاذان جوہری نے کہا حدیث کی ہم سی یعلی بن منصور نے کہا حدیث کی ہمسی شعیب بن

فکیف یقدم الحدیث الضعیف
علی بعدان یرتاب فی ذلک
من سبر رواۃ الحدیثین ولو
الکمۃ بالاشک وبالمکن
العلم باقواہ من حدیث
حدیث ابن جریج مع اختلاف
تخالفہا وبعد طرقہا افاد

فصل واما حدیث
معاذ بن جبل ففی اسنادہ اسماعیل ابن امیۃ
الراوی عنہ عن حماد قال الدارقطنی تفرد بہ
واسماعیل ابن امیۃ متروک

فصل واما حدیث
عبادۃ بن الصامت الذی رواہ الدارقطنی
فقال فی اخر ترجمۃ روایۃ مجہولون وضعفاء
الا شیخنا وابن عبد الباقی

فصل واما حدیث
زاذان عن علی قال الدارقطنی اسماعیل بن امیۃ
الغرشی قال الدارقطنی ضعیف الحدیث قلت
ہذا الکوفی وفی اسنادہ ایضا ضعفاء

فصل واما حدیث الحسن عن ابن
عمر فہو مثل ہذہ الاحادیث الضعیفۃ
قال الدارقطنی تفرد بہ عثمان بن عبد الرحمن
عثمان بن عبد الرحمن ہذا ہو عثمان البتی
یعلی بن منصور حدثنا شعیب بن

رزنیق نے کہ عطا خراسانی نے اوسسے حدیث کی حسنؑ سی فرمایا کہ حدیث کی
ہمسے عبداللہ بن عمرؓ نے پھر حدیث کو بیانکیا اور شعیب راوی کو دارقطنی نے ثقہ کہا
ہی اور ابوالفتح ازدی نے کہا کہ اوسمین کچھہ ضعف ہی اور بیہقی نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہہ زیادتیان اسمین صرف شعیب نے کی ہین اور لوگون
نے اوسکی بابمین کلام کیا ہی انتہی اور اسمین شک نہین کہ حدیث ابن عمر کو بہت سے
ثقون معتبر اور اماموں نے روایت کیا ہی مگر کسی نے اونمین سی وہ باتین یقینا نہین
لکہین جو شعیب بیان کرتا ہی اور اسی جہت سی اوسکی حدیث کوئی صحیح اور سنن والا نہین
روایت کرتا اور حدیث کثیر مولی سمرہ کی ابی سلمہ سی ابوہریرہؓ سی تو اوسکو خود
کثیر نے انکار کیا جب اوس سی اس حدیث کا حال پوچھا گیا اور کثیر جیسی شخص کا بہانا
بعید از عقل معلوم ہوتا ہی اور بیہقی نے اوسمین علت لگائی ہی اور کہا ہی کہ کثیر کی
معرفت اتنی ثابت نہین ہوئی جو موجب حجت لانیکی اوسکی روایت سی ہو اور خصوص
ایسی صورتمین کہ تمام لوگونکا قول اوسکی روایت کی خلاف ہو اور عبدالحق نے
اپنی احکام مین اور ابن حزم نے اپنی کتابمین اوسکو ضعیف بتایا ہی اور حدیث
سوید بن عقلہ کی حضرت امام حسنؓ سی اوسکی راویونمین محمد بن حمید رازی ہی ابوزرعہ
نے کہا ہی کہ وہ بڑا جہوٹا ہی اور صالح خرزہ نے کہا ہی کہ جہوٹ مین اوس سے

رزنیق ان عطاء الخراسانی
حدثھم عن الحسن حدثنا
عبداللہ بن عمر فذکرہ
وشعیب وثقہ الدارقطنی
فقال ابوالفتح الازدی
فیہ لین وقال البیہقی
وقد روی ھذا الحدیث
وقد تکلموا فیہ
من ھذا الوجہ
وھذہ الزیادات انفرد بھا شعیب
فاما ان یکون ضبط ما لم یضبط غیرہ
وھذا لا یحتج بہ
وھذا لا یحتج بہ
فصل
واما حدیث کثیر
مولی سمرۃ عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ فقد
انکر کثیر ما سئل عنہ ومن المستبعد
ان ینسی وقد اعلہ البیہقی وقال
کثیر لیس من معرفتہ ما یوجب الاحتجاج
بہ قال وقد العامۃ بخلاف روایتہ
وقد ضعفہ عبدالحق فی احکامہ
وابن حزم فی کتابہ
فصل
واما حدیث
سوید بن عقلۃ عن الحسن فمن روایۃ
محمد بن حمید الرازی قال ابوزرعۃ
کذاب وقال صالح خرزۃ
فارابت احمق منہ یکتب عنہ

اور شاذ کوفی اور سلمۃ بن فضل سے بڑھکر کوئی ماہر مین نے نہین دیکھا ابو حاتم نے کہا
کہ اس شخص کی حدیث نہین مانی جاتی اگرچہ راوی اوسکے مختلف ہین مگر اوسکو اسحق
بن راہویہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہی **فصل** جب طرف ثانی نے اس مسلک کا ضعف دیکھا
تو اب دوسری راہ اختیار کی اور کہا کہ اجماع تین طلاقونکی لازم آنے پر ہو چکا ہی
اور خبر واحد کی نسبت کردہ زیادہ ہی چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ اجماع
خبر منفرد سے زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ حدیث کی راوی پر خطا
اور وہم ممکن ہے بخلاف اجماع کے کہ وہ ان امور سے محفوظ ہی اور کہتے ہین
کہ ہم صحابہ اور تابعین سے وہ روایات پیش کرتے ہین جو اجماع کو ثابت کرے
چنانچہ صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے لوگونپر تین طلاقین جاری کین اور آپ
کی موافقت سب صحابہؓ نے کی سعید بن منصور کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے سفیان نے
شقیق سے کہ اونہون نے حضرت انس سے سنا کہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے
ایسے شخص کے بابمین جو اپنی بی بی کو تین طلاقین صحبت سے پیشتر دیوی کہ وہ
تین ہی ہونگی اور عورت اوسپر حلال نہوگی جب تک کہ دوسرے سے نکاح نکرے
اور جب اس قسم کا شخص آپکے پاس لایا جاتا تو آپ اسکو دکہہ دیتے اور بیہقی نے ابن
ابی لیلی کی حدیث حضرت علیؓ سے روایت کی ہی اوس شخص کے بابمین جو اپنی بی بی

ومن الشاذ کوفی وسلمۃ بن الفضل قال ابو حاتم منکر الحدیث وان کان
راویہ مختلفین فقد ضعفہ اسحاق بن راھویہ وغیرہ فضل فلما رأی
ضعف ھذا المسلک اخر ان ضعف ھذا المسلک اسرع وحوالی مسلک اخر
فقالوا الاجماع قد انعقد علی لزوم الثلاث وھو اقوی من خبر الواحد
کما قال الشافعی الاجماع اکثر من الخبر والخبر یجوز الخطاء والوھم
والنقود ذلک ان الخبر یجوز الخطاء والوھم

علی راویہ بخلاف الاجماع فانہ معصوم عما
قالوا وھن نتوارث عن الصحابۃ بھذا والتابعین
ما بین ذلک فی حدیث مسلم ان عمر
امضی علیھم الثلاث وواقعۃ الصحابۃ بقال
سعید بن منصور ثنا سفیان عن شقیق انہ
سمع انسا یقول قال عمر فی الرجل
یطلق امرأتہ ثلاثا قبل
ان یدخل بھا قال لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ ودخل بھا
وفی روایۃ ورواہ
البیہقی من حدیث ابن ابی لیلی
عن علی کرم اللہ وجھہ فی طلق ثلاثا

کو تین طلاقین صحبت سی پیشتر دے کہ آپنے فرمایا اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے
خاوند سی نکاح کرسی اور حاتم بن اسمعیل نے امام جعفر صادقؑ سی اور اونہون نے امام
باقرؑ سے اور اونہون نے اپنی باپ سی اور اونہون نے حضرت علیؓ سی روایت
کی ہی کہ وہ عورت مرد پر حلال نہین جبتک دوسرے شوہر سی نکاح نکرسی اور ابو النعیم نے عمش سے
اور اونہون نے حبیب ابن ابی ثابت سی اور اونہون نے حضرت علیؓ کے بعض اصحاب سی روایت
کی ہی کہ ایک شخص حضرت علیؓ کیخدمت مین آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین
دی ہین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون نے تو عورتکو تجھ پر حرام کردیا باقی کو تو اپنی اور بیبیون
مین بانٹ دی اور علقمہ بن قیس نے کہا ہی کہ ایک شخص حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا
کہ اُس شخص نے اپنی بی بی کو شب گذشتہ مین سو طلاقین دی ہین آپنے اوس سی پوچھا
کہ تو نے اُن سب طلاقونکو ایک ہی دفعہ کہا ہی اوسنی کہا ہان آپنے فرمایا کہ تو چاہتا ہی کہ
تیری بیبی تجھ سی علحدہ ہوجاوے اوسنی کہا ہان آپنے فرمایا کہ بات وہی ہی جو تو نے کہی اور ایک
اور شخص آپکے پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بیبی کو ستاونکی شمار کی برابر طلاقین دین آپنے اوسکو
بھی وہی ارشاد فرمایا جیسا پہلے کو کہا تھا پھر فرمایا کہ اللہ نے طلاقکا معاملہ ظاہر کردیا پس جو شخص کہ
طلاق اوسطرح دیگا جسطرح اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا ہی تو وہ تو اوسکی بیبی بائن ہی
کردیا ہی اور جسنے خلط کیا تو اوسکا خلط کرنا ہم اوسی پر کرینگے بخدا یہہ نہین ہوسکتا

فصل
تین طلاق کے بیان مین

فقد بان لہ من لبس
طلق کما امرہ اللہ تعالی
فقد بین اللہ امر الطلاق فمن
الیکم فقال لیس ذلک کما تقول ثم قال
انہ طلق امرأتہ عبادۃ حمقاء
قالت وأتاہ رجل فقال
قالت لا قال نعم قال هو كما
امرأتک قال نعم قال
وقد سئل عن رجل بان منہ
وقد علمت ان قیس ابن
فقال ان رجلا
ما تقول قال قلت لها ثلاث
نعم قال ارتبن ان تبین منک
وقد سئل عن رجل طلق
ابی ثابت عن بعض اصحابہ جاء رجل
عن علی کرم اللہ وجہہ فقال طلقت
عن جعفر بن محمد عن
ابیہ عن علی کرم اللہ
وجہہ الاختلاف الحدیث
وفی حدیث ابن مسعود
قال الاختلاف

کہ تم اپنی نفسو پر خلط کرو اور اوسکو وہ تمہارے طرف سے برداشت کری جیسا تم کہتی
ہو اور مالک نی موطا مین ابن شہاب سے اور اوسنے محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان بن محمد
بن ایاس بن بکیر سے روایت کی ہے کہ اوسنے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو قبل
صحبت کے تین طلاقین دین پھر اوسکو یہہ سوجھی کہ اوس سے نکاح کری اسکے لئے فتوی پوچھنے
آیا مین اوسکے ساتھ گیا کہ مسئلہ اوسکو پوچھہ دون اوسنے حضرت ابوہریرہؓ اور
ابن عباسؓ سے پوچھا دونو نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو اس سے نکاح نکر جبتک وہ تیرے
سوا کسی سے نکاح نکرے اوسنے عرض کیا کہ مین نے اوسکو طلاق ایکبارگی دی تھی
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو فضل تجکو حاصل تہا وہ تو نے اپنے ہاتھ سے
چھوڑ دیا اور نیز موطا مین اسی قصہ مین مروی ہے کہ ابن بکیر نے اس مسئلہ کا حال ابن
زبیرؓ سے پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ یہہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ مین اسمین کچھہ
نہین کہتا تو ابن عباسؓ اور ابوہریرہ کے پاس جا اُن دونو کو مین نے عایشہؓ کے پاس
چھوڑا ہے ابن بکیر نے اُن دونو سے پوچھا تو ابن عباسؓ نے ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ ای
ابوہریرہ تم حکم دو کہ یہ مشکل تمپر آئی ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورتکو
جدا کرتی ہے اور تین اوسکو حرام کرتی ہین یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کری
اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی فرمایا تو دیکھو حضرت عایشہؓ نے ان دونو کی قول کا

قال رسلت من یدك فانكان لك من فضل
وفی الموطا ایضا فی هذه القصة ان ابن
الزبیر سئل عنها فقال
ان هذا امر ما ان فیه فروق اذهب الی
عایشة فسلها فقال ابن عباس
ابی هریرة افتاه یا ابا هریرة
فقال ما عندی فیها شیء
والثلاث تحرمها حتی تنكح زوجا
غیره وقال ابن عباس مثل
ذلك فهذه عایشة تهناك علیها

انکار نکیا اور نہ ابن زبیر رض نے انکار فرمایا اور نیز موطا مین نعمان بن ابی عیاش
سے اور اوسنے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رض کی
خدمت مین حاضر ہوا اور مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے تین طلاق دے
تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عورت اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے خاوند سے
نکاح نکرے اور بیہقی نے حدیث معاذ بن معاذ کی روایت کی ہے کہ حدیث کی ہمسے شعبہ
نے طارق بن عبدالرحمن سے کہ مسنا مین نے قیس بن ابی عاصم سے کہ اونہون نے کہا
کہ ایک شخص نے مغیرہ رض سے مسئلہ پوچھا اور مین اوسوقت موجود تہا کہ ایک آدمی
نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین مغیرہ رض نے فرمایا کہ تین طلاقین عورتکو حرام کرچکین اور
ستانوے فاضل رہین اور بیہقی نے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ عایشہ خثعمیہ
حضرت امام حسن رض کے نکاح مین تھی جب حضرت علی رض شہید ہوئے تو اوسنے آپکی خدمت مین
عرض کیا کہ آپکو خلافت مبارک ہو حضرت امام حسن رض نے فرمایا کہ تو حضرت علی رض کے
قتل پر خوشی ظاہر کرتی ہے جا میرے لیے فسے تجکو تین طلاقین ہین وہ اپنی کپڑے پہنکر چلی گئی
یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوئی پھر آپ نے اوسکا کچھ مہر جو رہگیا تہا اوسکی پاس مع
دسہزار درہم صدقہ کے بہیجا جب قاصد اوسکی پاس لایا تو اوسنے کہا ع دوست
جو چھوٹ گیا آیا ہے اوس سے یہہ مال ہے جب اوسکا قول آپکو پونہچا تو روئے اور فرمایا

کہ اگر مین اپنی نانا سی نہ سنتا یا یون کہا میری باپ نے مجھہ سی حدیث کی کہ اونہون نے
سب سے نانا سی سنا کہ فرماتے تھی کہ جو شخص اپنی بیبی کو تین طلاقین طہرون مین
دیوی یا تین مبہم دیدیوی تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی جبتک دوسرے خاوند سے
نکاح نکری تو مین اس سی رجعت کرلیتا اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ حدیث کی ہمسی محمد
بن جعفر نے کہا کہ حدیث کی ہم سی شعبہ نے عطا بن السائب سی اور اونہون نے حضرت
علی رض سی کہ حرام اور البتہ اور بائن اور خلیہ اور بریہ جو طلاق کے کنایات ہین سب مین
آپ نے تین طلاقونکا حکم فرمایا شعبہ کہتی ہین کہ مین پہر عطا سی ملا اور پوچہا کہ تمکو حضرت
علی رض سی کس نے حدیث کی اُنہون نے کہا کہ ابو البختری نے امام احمد نے فرماتے ہین
کہ مین اسصورت سی ڈرتا ہون اوسمین مین کچہہ نہین جواب دیتا اسلئی کہ اکثر لوگون سے
مثل حضرات علی اور زید اور ابن عمر اور تمام تابعین سی یہی مروی ہی کہ تین طلاقین
ہوتی ہین اور حضرت ابن عباس رض سی مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطا بن ابی رباح اور
عمرو بن دینار اور مالک بن الحارث اور محمد بن ایاس بن البکیر اور معویہ بن ابی عیاش
وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جو تین طلاقین اکٹہی دیتا تہا اوسپر وہ تین ہی لازم کرتی
تھی اور امام احمد سے جب اثرم نے سوال کیا کہ حضرت ابن عباس رض کی حدیث جو یہہ ہے
کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض مین تین طلاقین

ولا ان سمعت جدی یقول بہا
ان اللہ سمع جدی یقول بہا
رجل طلق امراتہ ثلاثا فعصی ربہ
الا قراء او ثلاثا بفمہ
لم تحل لہ حتی تنکح زوجا
غیرہ کما اجتہا وقال الامام
احمد حدثنا محمد بن جعفر
نا شعبہ عن عطاء بن السائب عن علی انہ
قال فی الحرام والبتۃ والبائن والخلیۃ
والبریۃ ثلاث ثلاث قال شعبۃ فقلت
عطاء فقلت من حدثک عن علی فقال
ابو البختری قال احمد وانا اهاب
الا الخبر
وفیہا لانہ روی عن عامۃ الناس اثنان واثنان
علی وزید وابن عمر وعامۃ التابعین وآثارا
ابن عباس وروی عنہ جماعۃ منہم سعید بن جبیر وعطاء
ابن ابی رباح وعمرو بن دینار ومالک بن الحارث ومحمد بن
ایاس بن البکیر ومعویۃ بن ابی عیاش وغیرہم رفع
الزم بالثلاث من وقفہا جملۃ
قال الامام احمد وقد ثبت عن ابن عباس
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وایام ابی بکر
عمی خلاف الثلاث واحدۃ

ایک ہی ہوتی تھی اسکو آپ کونسی چیز سے رد فرماتے ہین تو اُنہون نے فرمایا کہ
لوگ حضرت ابن عباس سے اوسکی خلاف کئی وجہ سے روایت کرتے ہین پھر چند لوگون
کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ طلاقین تین ہی ہوتی ہین اور یہی
امام احمد کا مذہب ہے اور بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص عمران بن الحصینؓ کے پاس
مسجد مین آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیبی کو ایک مجلس مین تین طلاقین دین آپ نے
فرمایا کہ تجکو معلوم نہین کہ مین اسبابمین ایسا کہہ چکا پس حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ
ہمہ مین اکثر لوگ مثل ابن نجید کے ہین۔ تو دیکھو کہ طلاقکے تین ہونے پر صحابہؓ مین سے
یعنی بڑے ماہر ہین ۱۲
حضرات عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس اور عبداللہ
بن زبیر اور عمران بن حصین اور مغیرۃ بن شعبہ اور امام حسینؓ رضی اللہ عنہم اجمعین متفق
ہین اور تابعیون مین سے اتنے لوگ ہین کہ اونکا ذکر بھی نہین ہوسکتا اور اجماع تو اِس سے
کم مین ہوجاتا ہے اور بہمین وجہ اوسکو بہت لوگون نے حکایت کیا ہے اُنمین سے ابوبکر
بن العربی اور ابوبکر رازی ہین اور یہی ہے ظاہر کلام امام احمدؒ کا کہ اُنہون نے اثرم
کی روایت مین کہا ہے اور جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ جب سنت کی مخالفت ہو تو رد کیا
جاوے سنت کیطرف اوس کے قول کو ذکر کیا ہے اور یہہ کچھہ نہین پھر کہا
ہے کہ یہہ مذہب رافضیونکا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ رجعت کی قول پر اہل سنت کا اجماع

ابن طلاقکے بیان

عنہما و عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن
عباس و عبداللہ بن الزبیر و عمران بن حصین
والمغیرۃ بن شعبۃ و الحسنین بن علی و اما
التابعون فاکثر من ان یذکروا والاجماع یثبت
بدون هذا و لقد احکاه غیر واحد منهم
ابوبکر بن العربی و ابوبکر الرازی و هو ظاهر کلام
الامام احمد فانه قال فی روایة
الاثرم و ذکر کون من قال اذا
خالف السنة یرد ان السنة
و لیس ببدعة فقال هذا
من مذهب الرافضة و
قال ان
الاجماع
اهل السنة

فرقہ دوم یہہ کہتی ہین کہ اول تو تمکو معلوم ہی کہ جس اجماع کا مخالف سنجانا جاوے
اوسمین غرض یہہ ہوتی ہی کہ مخالف کا علم نہو یہہ نہین کہ مخالف کی نہونیکا علم ہو اور علم
کا نہونا کچھہ علم نہین ہی کہ اوس سی حجت پکڑی جاوی اور صحیح نصوص پر اوسکو ترجیح
دیجاوی یہہ صورت تو جب ہی کہ مخالف اجماع کا معلوم نہوا اور جب مخالف معلوم ہو
تب کسطرح اجماع کو تقدیم ہوسکتی ہی اور اس مسئلہ مین تو نزاع صحابہؓ کیوقت سی آجتک
چلا آتا ہی ابو داؤد وغیرہ نے حماد بن زید کی حدیث ایوب سی اوسنی عکرمہ سی اوسنی
حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا جب مرد نے ایک بولی مین کہا کہ تجکو تین
طلاقین ہین تو وہ ایک ہی ہی اور یہہ اسناد بخاری کی شرط کی بموجب ہی اور عبد الرزاق
نے کہا ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ایوب سی کہا کہ حکم بن عینیہ زہری کے پاس آئی اور مین
اونکی ساتھہ تہا اوسنی پوچہا اوس بارکا حال جسکو تین طلاقین دیجاوین اونہون نے
کہا کہ یہہ مسئلہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ سی پوچہا گیا تہا
سبہون نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہین جبتک اوسکی سوا اور خاوند سی نکاح
نکری ایوب کہتی ہین کہ حکم وہان سی نکلکر طاؤس کے پاس آئی اور وہ مسجد مین تشریف
رکہتی تہی اور اونپر جہک کر حضرت ابن عباسؓ کا قول اس مسئلہ مین پوچہا اور زہری کا
قول اوسنی بیانکیا راوی کہتی ہین کہ مین نے دیکہا کہ طاؤس نے اس قول سی تعجب کرکی اپنے

ثم ذكر الحديث في الصحيح ومن الاسناد على
شرط البخاري وقال عبد الرزاق اخبرنا
معمر عن ايوب قال دخل الحكم بن عتيبة
على الزهري وانا معه فسأله عن ثلاث فقال
ابن عباس وابو هريرة وعبد الله بن
عمر فيكم قالوا لا يحل
يعني تنكح زوجا غيره فقال نعم
فانكر ذلك طاوس وقال في الصحيحين
فانكحه فقال ابن عباس
فوهما واخبره بقول ابن عباس
فقال قد اتيت طاوسا فسألته

دو فونا تھہ اُٹھانے اور کہا کہ بخدا حضرت ابن عباسؓ تو ان طلاقونکو ایک ہی ٹھہرایا کرتے تھے اور خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا کہ خبر دی ہمکو حسن بن مسلم نے ابن شہاب سی کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بی بی کو تین طلاقین دے اور اکٹھی ندی تو وہ تین ہونگی راوی کہتی ہین کہ مین نے اسحال کی خبر طاؤس کو دی اونہون نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک کے سوا اور کچھہ تجویز نکرتے تھے تو اُنکا فرمانا کہ جب تین طلاقین دی اور اکٹھی نکرے تو تین ہونگی اسکی یہہ معنی ہین کہ جب تینون علیحدہ علیحدہ ہون اس سی معلوم ہوا کہ اگر جمع کر دیگا تو ایک ہونگی اور یہی بات ہی جسپر طاؤس نے قسم کہائی کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک ٹھہرایا کرتے تھے اور ہمکو اس امر مین شک نہین ہی کہ ابن عباسؓ سی اسکی خلاف بھی ثابت ہوا ہی اور وہ طلاقین تین ہی ہین اسلئی کہ دونو روایتین حضرت ابن عباسؓ سی بیشک ثابت ہین اور ایک ہونا طاؤس کا مذہب ہی عبدالرزاق کہتی ہین کہ خبر دی ہمکو ابن جریج نے ابن طاؤس سی اور اوسنی اپنی باپ سی کہ جو طلاق کہ مخالف طلاق اور عدت کی وجہ کے ہوتی نہی طاؤس اوسکو طلاق نہ سمجھتی تھی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس اور عطا سے روایت کی ہی کہ جس صورتمین کہ مرد اپنی عورتکو تین طلاقین قبل دخول کے دیوی تو طاؤس اور عطا دونو کا قول ہی کہ یہہ ایک طلاق ہی اور یہی ہی عطا بن ابی رباح کا قول ابن ابی

عطا بن ابی رباح

قبل ان یدخل بھا

طلق الرجل امرأتہ ثلاثا

وعن عطاء انھا قالا اذا

وجہ العدۃ وہی حجۃ ابن ابی شیبۃ

انہ کان یری طلاقا خالفہ وجہ الطلاق

لاشک ان ابن عباس کان یجعلھا واحدۃ وہی

واما ثلاث فھا روایتان ثابتتان عن ابن

عباس بلاشک وہو مذہب طاؤس قال

عبد الرزاق اخبرنا ابن جریج عن ابن طاؤس عن ابیہ

فقولہ اذا اتبع بعضھا بعضا

ثلاثا قال اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثا وہی مجموعۃ

فھی ثلاث کما قال ابن عباس یرحمہ اللہ

ابن عباس کان یجعلھا واحدۃ وہی

طاؤس ان ابن عباس کان

۱۲

شیبہ نے اون سے اور جابر بن زید اور طاوس سے روایت کیا ہی کہ اُن سب نے فرمایا
کہ جب عورتکو تین طلاقین قبل صحبت کے دیوی تو وہ ایک ہی ہین اور قول محمد بن
اسحاق کا بھی یہی ہی اون سے اسکو امام احمدؒ اور اسحٰق بن راہویہ اور عمرو بن دینار
نے صحبت کے پیشتر کی طلاق مین نقل کیا ہی اور سعید بن جبیر بھی اسکے قائل ہین
اور یہہ وہ بات ہی جسپر حسن بصری کا مذہب ٹھہرا ہی اور یہی مذہب عطا بن یسار اور
حلاس بن عمرو اور محمد بن مقاتل رازی کا ہی جیساکہ مازری نے اپنی کتاب معلم فوائد مسلم
مین حکایت کیا ہی اور یہی ہی ایک روایت امام مالکؒ سی بلکہ مشہور مالکیون کے
نزدیک کچھہ اوپر دس فقیہون سے جو طلیطلہ کے فقیہون مین سے اونکی مذہب پر
فتوی دیا کرتے تھے اور صاحب ثائق کبیر نے اسباب مین اگلون اور پچھلون
کے خلاف کو نقل کیا ہی اور اُن دلائل مین سی جنکو حجت ٹھہرائے ہین حدیث
داؤد بن الحصین کو ذکر کیا ہی جو عکرمہ سی راوی ہین اور وہ حضرت ابن عباسؓ
سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ وہ ایک ہین آخر حدیث تک اور یہی مذہب ابوالبرکات کا
ہے وہ پوشیدہ اسپر فتوی دیا کرتے تھے۔ اور اسمین خلاف کو

رواہ عنہ ابن ابی شیبۃ
وعن جابر بن زید وطاوس انہم
قالوا اذا طلقہا ثلاثا قبل
ان یدخل بہا فہی واحدۃ
وبہ قال محمد بن اسحٰق کما حکاہ عنہ
الامام احمد واسحٰق بن راہویہ
وعمرو بن دینار فی الطلاق
قبل الدخول وسعید بن جبیر والذی اختاره
طائفۃ من اہل الحسن البصری وہو مذہب عطاء
بن یسار وحلاس بن عمرو ومحمد بن مقاتل الرازی
کما حکاہ المازری فی کتابہ المعلم لفوائد مسلم وہو
احد اقوال مالک وابن عن طائفۃ من اصحابہ
المشہورین عن طلیطلۃ
وقد ذکر ثابتا الحجۃ لحدیث داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس
ان رکانۃ طلق زوجتہ ثلاثا فی مجلس
واحد فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم انما تلک واحدۃ
وہو مذہب ابی البرکات
کان یفتی بہ ویذکر الخلاف

ابو الولید مفید الاحکام کے مولف نے ذکر کیا ہے اور اصحاب ظاہر کا
مذہب سوا ابن حزم کے یہی ہے اب اگر یہہ کہو کہ دوسرے خلیفہ حضرت
عمر بن خطاب رض کے باب مین تمھارا کیا عذر ہے کیا اونکو یہہ گمان
کرتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے خلیفہ اول اور
جو لوگ اُس عہد مین تھے اُن سبکو دیکھتے تھے کہ تین طلاقون کو ایک کرتے
تھے اور باوجودیکہ یہہ امر اُمت کے حق مین آسان تہا مگر حضرت عمر رض
اپنی رای سے قصدا اسکا خلاف کرکے اپنی طرف سے امت پر تین لازم کردیتے
تھے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے وسیع اور سہل کیا تہا اوسکو تنگ اور مشکل
کردیتے تھے پہر آپ کا اتباع اس امر مین اکابر صحابہ رض کرتے تھے حالانکہ سب اصحاب رض
اسباب مین خدا تعالی کا خوف زیادہ رکھتے تھے پہر اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا جواب
یہہ ہے کہ واقع مین یہہ سوال قطعی وارد ہے اور اسکے لئے جواب شافی درکار ہے
اوسکی لئے ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی دو قسمین ہین ایک تو وہ ہین کہ حضرت عمر رض اور اُنکے
موافقین کی رعایت کی جہت سے اُن احادیث کیطرف سے عذر کرتے ہین اور اونکو نہین مانتے
ہین اور ایک وہ ہین کہ احادیث کو رد نہین کرتے اور حضرت عمر رض کی
طرف سے عذر کرتے ہین اور یون تقریر کرتے ہین کہ احکام دو طرح کے ہوتے ہین

اول وہ کہ زمانہ کے بدلنے اور اجتہادات کے تغیر کے باعث وہ ایک حالت سی
نہین بدلتی جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حدود معین کہ ان امور
مین تبدل نہین ہوسکتا نہ انکے مقصود کے خلاف کوئی اجتہاد ہوتا ہی دوم وہ احکام
کہ اقتضاء مصلحت کی بموجب زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سی بدلجاتے ہین جیسے
مقدار سزاؤنکا اور اونکی صفتین کہ شارع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت کے
موافق اونکو طرح طرح پر کیا ہی مثلاً شراب خوار کو چوتھی دفعہ مین مار ڈالنے کی سزا دینی اور
زکوۃ کے نہ دینے والیکا آدہا مال لے لینا اور غلام کو ایسے شخص کی ملک سی باہر کردینا
جو اوسکو عذاب سخت دیوی اور جو شخص ایسی چیز چورا وی جسمین ہاتھہ نہ کاٹا جاوی تو اوسی
سی دونا ڈانڈ لینا اور پائی ہوئی چیز کے چھپانیوالے سے دونا دام لینا اور تین شخصونکے
قصہ مین عورتونکی نزدیکی سی منع کرنا اور اُن سی علیحدہ رہنے دینا۔ اور یہہ نہین
جنکا ذکر سورہ توبہ مین ہی
معلوم ہوا کہ آپکے درجہ سی اور قید اور تازیانہ سی سزا دی ہو البتہ تہمت کیصورت مین
حبس فرمایا ہی تاکہ حال تہمت والیکا ظاہر ہوجاوے اسیطرح آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپکے بعد
سزائین قسم قسم کی دی ہین مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے
اور مارتے اور کلالون کی دکانین اور بالاخانے جنمین شراب فروخت ہوتی پھونکدیتے
اور حضرت سعد کا گھر کوفہ مین پھونکدیا جب وہ اوسمین رعیت سی بیخبر ہوکر چھپ بیٹھے

اور سزاؤنکے بابمین آپکے بہت سی اجتہاد تھی جسپر صحابہؓ نے آپکی موافقت کی اسنظر سی کہ آپکے وقتمین وہ اسباب ہوگئی تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین نہ تھے یا تھی مگر لوگون نے اونمین زیادتی کی اور پہیم کرنے لگی آپکے اجتہادات مین سی ایک یہ ہی کہ جب لوگون نے شرابخواری زیادہ کی اور پیاپے اوسکے مرتکب ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین شرابخواری کم تھی تو حضرت عمرؓ نے اوسکی سزا اسّی درّے مقرر کئے اور اس جرم مین شہر بدر کیا ایک یہہ ہی کہ آپنے درّہ بنایا کہ جو مجرم مستحق مارنیکا ہوتا تہا اُس سے اوسکو پیٹی نہی ایک یہہ کہ آپنے ایکمکان قید خانہ کی لئی بنایا ایک یہہ ہی جب آپ نے لوگونکو طلاق پہیم دیتے دیکہا اور اوسمین کثرت ملاحظہ فرمائی اور معلوم کیا کہ لوگ اس سے وبدون سزا کے باز نہین رہینگے اسلئے اونپر تین طلاقونکا لازم کردینا اونکی سزا مقرر فرمائی تاکہ اوس سی باز رہین اور اس سزاکو یا عارضی کہو جو حاجت کیوقت دیجاتی ہی جیسے شرابخواری مین اسّی درّے مارتے اور سر منڈوا کر جلاوطن کرتے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن تین شخصون کو جنکو پیچہے چہوڑا تہا حکم اپنی عورتون سے علیحدہ رہنے کا دیا تہا تو ایکصورت تو یہہ ہوئی یا سزا اس گمان سے دی ہو کہ تین طلاقون کا ایک کرنا ایک شرط سے وابستہ تہا اور وہ جاتی رہی جیسی آپکی رای متعہ حج مین ہی

وکان ناہ فی التعزیر بمراتب
من جہتہا دات واوقفہ علیہا
الصحابۃ بحسب وقت اسباب
تقتضیہا فمنہا علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وابی بکر وکان زاجرا للناس
فیہا وقتما یجوز فیہ ذلک اعم
من ان یکون فی غیر بلد الجنایۃ
او فیہ وکان فی عہد عمر
رضی اللہ عنہ لما کثر شرب الخمر
وتہاون الناس فیہ وعلموا
انہ لا یعاقب بالحد فی الخمر
الا بعقوبۃ فوق الحد
فعزم علی ان یجعل
عقوبۃ شارب الخمر
ثمانین
فی کل زمان
وقد رای
ان یجعل
عقوبۃ
من یتتابع
الطلاق
ثلاثا
فی مجلس
واحد
ثلاثا
کما
کان
فی
عہد
رسول
اللہ
صلی
اللہ
علیہ
وآلہ
وسلم
وابی
بکر
وصدرا
من
خلافۃ
عمر
رضی
اللہ
عنہ
لما
رای
الناس
قد
تتابعوا
فی
الطلاق
وعلموا
انہ
لا
یلحقہم
الا
ما
یوقعون
فعزم
علیہ
والزموہم
بما
الزموا
بہ
انفسہم
وقد
کان
من
الناس
من
یستحل
الضرب
او
من
ذلک
او
من
ذلک
او
من
ذلک
فیما
یجوز
فیہ
وکان
فی
عہد
رسول
اللہ
صلی
اللہ
علیہ
وآلہ
وسلم
وابی
بکر
وصدرا
من
خلافۃ
عمر
رضی
اللہ
عنہ
لما
رای
الناس
قد
تتابعوا
فی
الطلاق
وعلموا
انہ
لا
یلحقہم
الا
ما
یوقعون
فعزم
علیہ
والزموہم
بما
الزموا
بہ
انفسہم
وقد
کان
من
الناس
من
یستحل
الضرب

خواہ مطلق ہو یا متعہ فسخ کہ اوس سے منع فرما دیا تہا حالانکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے یہہ دوسری صورت ہی یا آپکے زمانہ مین کوئی
مانع ایسا ہوا ہو جسنے تین طلاقونکو ایک نہونے دیا ہو جیسے آپکے نزدیک اُن
لونڈیونکی بیع مین جسکے مالک کی اولاد ہونیکی ہو مانع ہو گیا تہا یا بنی تغلب کی نصاریٰ
سے جزیہ لینے مین کوئی مانع پیدا ہو گیا تہا یا اور اسیطرح کا یہہ تیسری صورت ہی
اسلئے کہ حکم اپنی شرط کے نہونیسے دور ہوا کرتا ہی یا مانع کے پائی جانے سے اور
جدائی کا لازم کرنا فسخ سے ہو یا طلاق سے اوس شخص کے حق مین جو واجب امر کو
بجا نہ لاوے اون باتونمین سے ہی جنمین اجتہاد کو گنجایش ہی مگر یہہ جدائی کبھی تو شوہر
کا حق ہوتی ہی مثلاً ایسی صورتونمین کہ خاوند کو اپنا حق پورا لینے کی مانع ہون اور
کبھی خدا تعالیٰ کا حق ہوتی ہی جیسے خاوند بی بی مین دو پنج جدائی کر دیتے ہین اُن
لوگونکی نزدیک جو پنچونکو وکیل ٹھہراتے ہین اور یہی درست ہی اور جیسے اکثر اگلون
پچھلونکی نزدیک ایلاء[1] اسکے باعث طلاق پڑنیکی صورتمین بشرطیکہ وہ مدت انتظار مین
وفا نکرے اور جیسے بعض سلف کہتے ہین اور اوس قول پر اونکی موافقت بعض اصحاب احمدؒ
نے کی ہی کہ جب مرد و عورت دونوا غلام پر راضی ہو جاوین تو اون دونو مین جدائی
کر دیجاوے اور اسکے قریب یہ صورت ہی کہ باپ نیکبخت جب اپنی بیٹی کو طلاق کے لئے حکم کرے اور

[1] ایلاء کے معنی قسم کھانا ہین اور شرع مین ایلاء کہتے ہین قسم کھانا خاوند کا اوپر اپنی عورت کے کہ
نہ جاوے اوسکے پاس چار مہینے سے زیادہ اور اگر قسم کھاوے چار مہینے سے کم کی تو ایلاء نہین ہوتا
اور اگر قسم کھاوے ہمیشہ کی یا مدت نہ بتاوے تو ایلاء ہو جاتا ہی اور اگر قسم کھاوے چار مہینے کی
یا زیادہ کی تو ایلاء ہو جاتا ہی اور اگر قسم کھاوے چار مہینے سے کم کی تو ایلاء نہین ہوتا اور اگر
قسم کھاوے ہمیشہ کی یا مدت نہ بتاوے تو ایلاء ہو جاتا ہی اور اگر قسم کھاوے چار مہینے کی
یا زیادہ کی تو ایلاء ہو جاتا ہی اور اگر قسم کھاوے چار مہینے سے کم کی تو ایلاء نہین ہوتا

سی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیٹی پر اطاعت واجب ہی چنانچہ امام احمدؒ وغیرہ
کا قول یہی ہی اور حجت اونکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ
کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپکی اطاعت کرین جبکہ حضرت عمرؓ نے اونکو اونکی بی بی
کے طلاق دینی کا حکم کیا تہا اور اسکی اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی چونکہ طلاق سی بغض
رکہتا تہا اسنظر سی کہ اسمین زوجہ کی شکستگی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاوند بیہی
مین سی ہر ایک کو بدکاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیان طلاق کی ہین اور باوجود اسکے خاوند یا بیہی
کو اسکی احتیاج کبہی ہوا کرتی ہی اور اسمین اوسکی مصلحت ہوتی ہی اسلئے اوسکو ایسی طرح شروع
کیا کہ مصلحت بہی حاصل ہو اور خرابی دور ہو جاوے یعنی زوجکو ایسی یہہ شروع فرمایا کہ عورتکو طہر
بدون صحبت کے ایک طلاق دیکر چہوڑ دی تاکہ اپنی عدت پوری کری اس اثنا مین اگر دونو کے
درمیان مین سی برائی دور ہو جاوے تو خاوند کو سبیل اس سی صحبت کرنیکی بدستور موجود ہے
ورنہ اوسکو چہوڑ دی یہانتک کہ عدت تمام ہو جاوے پہر اگر مرد کا جی اوسکو چہوڑکر اوسمین
لگا رہی تب بہی اوسکو سبیل ہی کہ اس سی سنگنی کر کے نئی سر سی اوسکی رضا سی نکاح کرلے اور
اگر چہوڑنے پر دل اوسکا وابستہ نرہا تو وہ جس سے چاہیگی نکاح کرلیگی اور خدا تعالی نے
عدت کو تین حیض مقرر کئے تاکہ مدت اختیار کی بڑہا دی غرضکہ اسقدر کو اللہ تعالی نے
مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہین دی

سی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیٹی پر اطاعت واجب ہی چنانچہ امام احمدؒ وغیرہ
کا قول یہی ہی اور حجت اونکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ
کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپکی اطاعت کرین جبکہ حضرت عمرؓ نے اونکو اونکی بی بی
کے طلاق دینی کا حکم کیا تہا اور اسکی اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی چونکہ طلاق سی بغض
رکہتا تہا اسنظر سی کہ اسمین زوجہ کی شکستگی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاوند بیہی
مین سی ہر ایک کو بدکاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیان طلاق کی ہین اور باوجود اسکے خاوند یا بیہی
کو اسکی احتیاج کبہی ہوا کرتی ہی اور اسمین اوسکی مصلحت ہوتی ہی اسلئے اوسکو ایسی طرح شروع
کیا کہ مصلحت بہی حاصل ہو اور خرابی دور ہو جاوے یعنی زوجکو ایسی یہہ شروع فرمایا کہ عورتکو طہر
بدون صحبت کے ایک طلاق دیکر چہوڑ دی تاکہ اپنی عدت پوری کری اس اثنا مین اگر دونو کے
درمیان مین سی برائی دور ہو جاوے تو خاوند کو سبیل اس سی صحبت کرنیکی بدستور موجود ہے
ورنہ اوسکو چہوڑ دی یہانتک کہ عدت تمام ہو جاوے پہر اگر مرد کا جی اوسکو چہوڑکر اوسمین
لگا رہی تب بہی اوسکو سبیل ہی کہ اس سی سنگنی کر کے نئی سر سی اوسکی رضا سی نکاح کرلے اور
اگر چہوڑنے پر دل اوسکا وابستہ نرہا تو وہ جس سے چاہیگی نکاح کرلیگی اور خدا تعالی نے
عدت کو تین حیض مقرر کئے تاکہ مدت اختیار کی بڑہا دی غرضکہ اسقدر کو اللہ تعالی نے
مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہین دی

مگر اسطرح کہ دونو نکاح توڑنے پر راضی ہو جاوین یا عورت مال دینی پر پس جب
اوسکو ایک طلاق کے بعد دوسری دیگا تو ایک باقی رہجاویگی جب تیسری دیگا
تو یہہ طلاق عورتکو مرد پر حرام کردیگی یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سی نکاح کری اور یہ
حرمت مرد کی سزا کی لئی ہی نو جس صورتمین کہ مرد کو معلوم ہوگا کہ اُسکی محبوبہ دوسرے کے
پاس چلی جاویگی اور دوسرے کے ساتھہ مزی اوڑاویگی تو کیا عجب ہی کہ اوسکو روک
رکھی اور تیسری طلاق نہ دی حاصل یہہ کہ حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ اللہ تعالی نے تین
طلاق دینی والیکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکی بی بی کو اوس سی جدا کردیا اور اوسپر حرام
کردی جب تک کہ اوسکی سوا کسی دوسری خاوند سی نکاح کری تو معلوم فرمایا کہ یہہ سزا
اوسی طلاق کی برائی کی جہت سی جو عورتکو مرد پر حرام کردیتی ہی اسلیئے آپ نی تین
طلاقونکی اکٹھا دینی والے کی سزا مین خدا تعالی کی موافقت کی کہ مرد پر اونکو لازم اور
جاری کردیا۔ اب اگر یون کہا جاوی کہ اس سی سہل تر تو یہہ تہا کہ لوگونکو تین طلاقین
دینی سی منع فرما دیتی اور اکٹھا دینا اونپر حرام کردیتی اور جو کوئی ایسا کرتا اوسکو
زدوکوب سی سزا دیتی تاکہ یہہ خرابی جو تین کے اکٹھا دینی سی ہوتی ہی واقع ہی نہوتی
تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ ہان حضرت عمرؓ کو یہہ امر کرنا بھی ممکن تہا اور اسی لحاظ سی
آخر ایام مین آپ اپنی فعل پر پچہتائی اور چاہا کہ یہہ کام نکرتے چنانچہ حافظ ابوبکر

اسمٰعیلی نے مسند عمر مین اسکو روایت کیا ہی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مین کبھی
چیز پر اتنا پشیمان نہین ہوا جتنا تین باتون پر ہوا ہون ایک تو مین نے طلاق کو حرام
نہ کیا دوم آزاد غلامونکا نکاح نکرایا سوم حرّاع کو قتل نکیا اور ظاہر ہی کہ مراد
حضرت عمرؓ کی اوس طلاق کے حرام کرنیسے نہین تھی جسکی حرمت پر سب مسلمانونکا اتفاق
ہے یعنی حیض کے اندر طلاق دینی اور اوس طہر مین جسمین صحبت کی ہو اور نہ طلاق
قبل دخول مراد تھی جسکے بابمین خود اللہ تعالیٰ مباح ہونیکو ارشاد فرماتا ہی لَّا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً یہہ سب تو آپکی مراد
تھی پھر اگر طلاق دو عورتونکو جبتک یہ نہین کہ اونکو ہاتھہ لگایا ہو یا مقرر کیا ہوا اونکا مہر حق ا
ہونی ظاہر تر محال مین سے ہی تو قطعاً یہی ٹھہرا کہ آپ نے تین طلاقونکے دینیکی
حرمت مراد لی تھی کہ اونکی واقع کرنیکو حرام کیون نہ کر دیا پس معلوم ہوا کہ آپنے
جو ان طلاقونکو واقع کیا تو صرف اسی نظر سے کہ آپکا اعتقاد مین تین کا واقع
کرنا جائز تھا اور اسی جہت سے فرمایا کہ لوگون نے ایک چیز مین جلدی کی جسمین اونکو
تاخیر تھی تو خوب ہو کہ ہم اونپر اوسکو جاری کر دین اس سے گویا صریح معلوم ہوتا ہی
کہ تین کا دینا آپکے نزدیک حرام نہین اور اوسکو جاری اسلئے کیا کہ طلاق دینیوالے
کے لئے اللہ تعالیٰ کیطرف سے گنجایش جدا دینی مین تھی اوسنے خدا تعالیٰ کی وسعت
سے منہ پھیر کر سختی اور تنگی کیطرف رغبت کی اسلئے حضرت عمرؓ نے اوسکو اوسپر جاری فرمایا

اجمع المسلمون على عتق ولد الزنا وعلى ان لا طلاق قبل النكاح وعلى ان لا عتق قبل الملك وعلى ان لا طلاق في الحيض وفي طهر اصابها فيه ولا طلاق بالتخويف والذي قال رسول الله فيه لا جناح عليكم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن او تفرضوا لهن فريضة ثم قال متعوهن او تفرضوا لهن فريضة فهذا في الطلاق قبل الدخول وفي الطلاق في الطهر الذي لم يجامع فيه وفي الطلاق بالكتابة وفي الطلاق بالتخيير وفي الطلاق بالتمليك وفي الطلاق بالخلع وفي الطلاق بالايلاء ومن المعلوم ان عمر رضي الله عنه لم يرد بما امضاه من ايقاع الثلاث فعلها ما كان اوقعها قبل ان يكون ايقاع الثلاث فعلا

جب پیچھے آپکو ظاہر ہوا کہ اسمین یہہ بُرائی اور خرابی ہے تو بچتا ہی کہ لوگون پر
تین طلاقونکا دینا حرام کیون نکیا اور اونکو اس سی منع کیون نکر دیا اور یہی مذہب
ہے اکثر دنکا امام مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ رح کا غرضکہ حضرت عمر رض نے سمجھا
تھا کہ لوگونپر تین کو لازم کر دینی سی خرابی دفع ہو جاویگی جب آپ پر ظاہر ہوا کہ اس
سے خرابی دور نہوئی اور معاملہ مین سختی کے سوا کچھہ نہ بڑہا تو بتلایا کہ بہتر یہہ تھا
کہ مین تین طلاقکے دینی کی حرمت کیطرف میل کرتا جو خرابی کو جڑ سے دور کر دیتی
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زمانہ مین اور حضرت عمر رض کی شروع خلافت مین
حال تہا اور بُرائی اور خرابی بدون اُس حالکی اور کسی چیز سی دور نہین ہوگی نہ لوگونکی لئی سوا اُس
کے اور کوئی چیز مناسب ہے اور یہین جہت جب اکثر لوگون نے اوس سی عدول کیا تو دو
باتونمین سی ایک کی محتاج ہوئے یا تو ایسا فعل کرین جسکی کرنیوالی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لعنت فرمایا ہی یعنی حلالہ کرین یا اپنی اوپر بہت سی بوجہون اور طوقونکو لازم کرکی اپنی محبوبہ
کو حسرت سی دیکھین اور جو بات کہ اللہ تعالی اور اوسکی رسول نے مشروع فرمائی ہے
اور سنت اوسپر دلالت کرتی ہی وہ ان دونو سی نجات دیتی ہی لیکن خدا تعالی کی حکمت انکار
کرتی ہے کہ ظالمون کے لئی جو اوسکی حدود سی بڑہین دروازی آسانی اور
کشادگی کے کہولے اسلئی کہ یہہ تو اُن لوگونکی لئی ہوتا ہے جو اللہ تعالی سی خوف کرکی

چنانچہ خود سورہ طلاق مین اور اوسکے احکام اور حدود کی بیانمین ارشاد فرماتا ہے

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ
اور جوکوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کردی اسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو ۱۲ اور جوکوئی ڈرتا ہی اللہ سی
مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا اور وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا پس جو شخص بدون
کردی اوسکو اور اسکے کام مین آسانی ۱۲ اور جوکوئی ڈرتا ہی اللہ سی اوتاردی اوس سی اوسکی برائیان اور بڑا دی اوسکو بنیگ ۱۲
خدا تعالے کے خوفکے طلاق دی وہ اسی باتکے شایان ہے کہ خدا تعالے

اوسکی لئی کوئی نکلنی کی راہ نکرے نہ اوسکی کام مین کچھہ آسانی فرماوی اور اسی جہت
سی حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے اوس شخص سی فرمایا جسنے تین طلاقین اکٹھی
دی تہین کہ تونے خدا تعالی کا خوف نکیا جو وہ تیری لئی نکلنی کی راہ کرتا اور اللہ تعالے
کی عادت اوسکی مخلوق مین یون جاری ہی کہ جو شخص ظلم کری اور اوسکی حدون سے
بڑہی اور اوسکی نافرمانی کری تو اوسپر جو چیزین کہ مقدار اور شریعت کی روسی ستہری
ہین اونکو حرام کردیتا ہی اور جو شخص اوسکی امر کو رکہہ چہوڑی اور بجا نہ لاوی اور شہوتونکی
پیروی کے باعث اوسکی طاعت سی نے پرواہو جاوے تو اوسکو بتدریج سختی پر پونہچا دیتا ہی
جسطرح اوس شخص کو جو دیوے اور ڈر رکہی اور بہلی باتکو سچا جانے بتدریج آسانی پر پونہچا
دیتا ہی مگر یون کہنا مناسب ہے کہ ازانجاکہ اکثر لوگونپر حکم طلاق کا مخفی ہی اور وہ لوگ
اوسمین سی حلال اور حرام مین جہالت کے باعث تمیز نہین کرتے اور طلاق حرام کو
اوسکو جائز جانتی ہین اسلیئے سزا کے سزاوار ہین اسطرح کہ تینون طلاقین انپر لازم کردیجاوین

تین طلاق کا بیان ۱۳

فعل کرکے خجالت و قلت عزت
سنة الله في خلقه بان جرم الطبائع او
شرفا على من ظلم وتعدى حدوده وعصى
وان يسر للعسرى من بخل بما امره فافعله
واستغنى عن طاعته باتباع شهواته وهواه
كما انه يسر للسرى من اعطى واتقى
وصدق بالحسنى لكن ينبغى ان يتيقن
ان الخفى على اكثر الناس حكم
الطلاق وكونه فورا بان الخلاف
والحرام من جهلا واوقعوه
المحرم يظن نجاته من تبعته
العقوبة بتعاطيه الحرام به

اِس جہت سی کہ اونہون نے اپنی دین کو جسکا حکم اللہ تعالی نے اونکو کیا تہا نجانا
اور اوس سی روگردانی کی اور طلاق مین سی جو اونکو مباح خواہ حرام تہی اوسکا حال
کسی سی نہ پوچہا یا یہہ کہنا چاہیے کہ اِسطرحکے اشخاص مستحق سزا نہین اسلیے کہ اللہ تعالے
شرع اور مقدار کی رو سی سزا نہین دیتا مگر بعد حجت قائم کرنیکے اور اوسکی حکم کے
خلاف کرنیکی چنانچہ فرماتا ہی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا اور لوگونکا اجماع ہے کہ
(اور ہم بلا نہین دیتے جبتک کہ نہیں کوئی رسول نہ بہیجین)
حدین اوسی شخص پر واجب ہوتی ہین جو حرمت سی واقف ہو اور جان بوجہکر مرتکب
اوسکی سببونکا ہو اور تعزیرات حدون سی ملی ہوئی ہین یہہ بہی ایسی ہی لوگونپر ہوا کرتی
ہین کہ حرام ہونیسے واقف ہون اور دانستہ جرم کرین تو ان دونو قول مین سی کونسا کہنا
مناسب ہی اسی مین اختلاف ہی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ تو جو شخص طلاق دیوے اوس طرح کہ خدا تعالی نے
(گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسا جسکے ذمہ گناہ نہو)
اوسکی لئی مشروع اور مباح فرمایا ہی اور اوسکی غیر مشروع ہونے سی ناواقف ہو پہر اوسکو
جانکر پشیمان ہوا اور توبہ کری تو وہ اِسبا کا سزاوار ہی کہ سزا ندیجاوی اور اوسکو
نکلنی کی راہ کا حکم دینا چاہیے جسکو خدا تعالی اوس شخص کے لئی کرتا ہی جو اُس سی ڈرے
اور اوسکی معاملہ مین آسانی فرما دیتا ہی **ف** مترجم کہتا ہی کہ مولف نے ایک خبر واحد
طاؤس سی نہ اور گیارہ حدیثونکو مانا نہ حضرت عمر رضہ کے ساتہہ اکابر صحابہ کا اجماع پذیرا فرمایا

انجام کو تین طلاقونکے ایک کرنے مین یہ تقریر پیش کی جو نہایت پوچ ہے عذر جہالت شرعًا مفید نہین ہوتا پس طلاقین تین ہی ہونگی خواہ کسیطرح دیوے

فصل اور شیطان کے اُن فریبونمین سے جس سے کہ اوسنے اسلام اور مسلمانونکو دہوکا دیا ہی وہ حیلے اور مکر اور فریب ہین کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوی چیز کے حلال کرنے اور اوسکے فرضونکو ساقط کرنے اور اوسکے امر و نہی کے خلاف کرنے کو شامل ہین اور وہ ایسی باطل رای ہی جسکی بُرائی پر سلف کی لوگ متفق ہین کیونکہ رای دو طرحکی ہین ایک تو وہ کہ نصونکی موافق ہو اور نصین اوسکی صحت اور معتبر ہونیکی شاہد ہون تو ایسی رای تو وہ ہی جسکو سلف نے معتبر رکھا ہی اور ایک رای وہ ہے کہ نصون کے مخالف ہو اسی رای کے سلف نے مذمت اور انکار کیا ہی اسیطرح حیلے دو قسم کے ہین ایک وہ کہ امور خیر کا ذریعہ پڑے مثلاً خدا تعالی کے امر کو بجالانا اور جس چیز سے اوسنے منع فرمایا اوسکو چھوڑنا اور حرام سے بچنا اور جو ظالم حق نہ دیتا ہو اوس سے حق کا چھوڑانا اور مظلوم کو ظالم سرکش کے ہاتھ سے چھوڑانا اور ایک وہ حیلہ ہی جسمین واجبونکا ساقط ہونا اور حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہو۔ امام احمدؒ فرماتے ہین کہ جو حیلے کہ مسلمان کا حق باطل کرتے ہون اونمین سے کچھ بھی درست نہین اور

زنی کا دعوی کرنا الا استلحاق و ارسالہ الحمیل و الشکر و استخدام اعوان الذی یتضمن تخلیص الحرام و تحلیل ما حرمہ اللہ و اسقاط ما فرضہ و مضادۃ اللہ فی امرہ و نہیہ و ہی من اسوء الرای و اقبحہ و ہی الرای الذی اتفق السلف علی ذمہ فان الرای الذی یوافق المنصوص و تشہد لہ بالصحۃ و الاعتبار فہو الذی اعتد بہ السلف و ہو الذی یخالف المنصوص و ہو الذی

یتضمن تحلیل نوعان نوع ہو فصل یدل علی فعل ما امر اللہ بہ و ترک ما نہی عنہ و التخلص بہ من الحرام و تخلیص الحق من ید الظالم الذی لا یعطیہ و المظلوم من ید الظالم الذی لا یعطیہ و اسقاط الواجبات و تحلیل المحرمات و قلب المظالم و الظالم مظلوما و الحق باطلا و الباطل حقا قال الامام احمد لا یحل لاحد ان یحتال فی ابطال حق مسلم

میمون کہتے ہین کہ مین نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی بات پر قسم
کہائی پھر اوسکی باطل کرنیکا حیلہ کیا تو یہہ حیلہ جائز ہے کہ نہین آپنے فرمایا کہ
ہم تو حیلہ ایسی ہی چیز مین سمجھتے ہین جو جائز ہو مین نے کہا کہ اوس معاملہ مین ہماری
یہہ حرکت کیا حیلہ ہی نہین کہ لوگونکے اقوال کی جستجو کرین اور جب اونکا قول کسی
بات مین پاوین تو اوسکی پیروی کرین آپنے فرمایا کہ بیشک یون ہی ہے مین نے کہا
کہ پھر یہہ بات ہماری حیلہ سے شمار ہوگی کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہان غرضکہ امام احمدؒ
نے بیان فرمادیا کہ جو شخص اللہ تعالی کی مشروع کی ہوئی چیز کی پیروی کرے اور
سلف سے الفاظ کے معانی وہ لاوے جنکے اوپر احکام متعلق ہین تو وہ بُری طرح کا
حیلہ کرنیوالا نہین اور اگر اسکا نام حیلہ رکھا جاوے تو اسمین گفتگو نہین اور امام احمدؒ
کی غرض اس سے یہہ ہے کہ فرق معلوم ہوجاوے درمیان طریق مشروع کے چلنے کے
جس سے مقصود شارع کا حاصل ہو اور درمیان اُن راستون کے جو شارع کے مقصود
کے باطل کرنیکے لئے چلے جاتے ہین تو اصل فرق دونو قسمون مین یہہ ہے اور ہم
اب دوسری قسم مین کلام کرتے ہین ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس نوع کے
حیلہ کی حرمت کی دلیل کئی وجہون سے ہے اول قول اللہ تعالی کا یُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ
اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ اور یہ ارشاد اِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
ایمانوالون سے اور کسیکو وہ نہین دھوکہ دیتے مگر آپکو ۱۲ منافق جو ہین فریب بازی کرتے ہین اللہ سے اور وہی انکو

فقال المیمونی قلت لابی
عبد الله من خلف فقال یمین
ثم احتال لابطالها فقل بخ
ذلک الحیلة قال لا ازی
الحیلة ها هنا بحیلة قلت
البتة جعلت فداک ان تتبع
قالوا واذا وجدنا لهم قولا فی
شیء اتبعناه قال بلی هذا هو قلت
ولیس هذا من سخن عن حیلة قال
نعم فبین الامام احمد ان من اتبع
ما شرعه الله وجانب ما تخالف معانی الالفاظ
التی علقت بها الاحکام لیس بمحتال لابطال
وهذا موضع وان سمیت حیلة فلیس الکلام
فیها وغرض الامام احمد بهذا الفرق بین
سلوک الطریق المشروعة وبین الطرق التی شرعت
لحصول مقصود فهذا هو سر الفرق بین النوعین
وکلامنا الان فی النوع الثانی فقول
شیخنا والدلیل علی تحریم هذا
النوع من وجوه الاول قوله
تعالی ان الذین یبایعونک انما یبایعون
الله ید الله فوق ایدیهم
وقوله ان المنافقین یخادعون
الله وهو خادعهم

اور فرمایا وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ تو جسطرح کہ کہنے والا اَمَنْتُ کا یعنی جو زبان
سے ظاہر کرے کہ ایمان لایا اور جو حقیقت کہ شرع مین اوس جملہ سے مقصود ہے
اوسکا ارادہ نکرے صرف اوسکے حکم اور ثمرہ کا قصد کرے فریب دینے والا ہے اسطرح
جو یہہ الفاظ کہے کہ مین نے بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا اور
اجارہ دیا اور مساقات کی اور قرض لیا اور ان الفاظ کی حقیقت شرعی کا ارادہ
نکرے بلکہ اور باتین جنکے واسطے وہ الفاظ مشروع نہین اونکو ارادہ کرے تو وہ
بھی فریبی ہوگا اول شخص اصل ایمان مین فریب دینے والا ہے اور دوسرا ایمان کے
اعمال اور طرق یقین مین فریب دینے والا ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ یہہ ایک قسم نفاق
کی ہے خدا تعالیٰ کی آیتون اور حدیثون مین جیسے کہ اول قسم نفاق ہے اصل دین مین
سعید بن منصور کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رض کی خدمت مین آیا اور عرض
کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیبی کو تین طلاقین دی ہین اوسعورت کو کوئی مرد اوسکے لئے
حلال کر سکتا ہے کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو فریب دیتا
ہے اللہ تعالیٰ اوسکو فریب دیتا ہے۔ اور حضرت انس رض سے کسی نے
بیع عینہ کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو فریب نہین دیا جاتا
یہ اُن اشیاء مین سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی ہین

اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین ۱۲

۱۲ اور مساقات کی یعنی کسی کو درخت دیدیا کہ اوسکی خدمت کرے اور پھل مین سے کچھ حصہ لے ۱۲

۱۲ اور قرض لیا یعنی کسی سے کچھ روپیہ لیا جاتا ہے تو اوسکے عوض مین کچھ اور دیدیتے ہین ۱۲

۱۲ بیع عینہ یہ ہے کہ کسی سے کچھ روپیہ قرض لیا جاتا ہے تو اوسکے عوض مین کچھ اور دیدیتے ہین ۱۲

تو دیکھو صحابہ نے ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع ہوا اور مقصود اس سی سود ہو خدا تعالیٰ
کو فریب بنا ٹہرایا اور صحابہ اس امر مین مرجع ہین اور قرآن کے سمجھنے مین اونہین پر
اعتماد ہی اور حضرت عثمان اور عبداللہ بن عمر وغیرہ سی پہلے گذر چکا ہی کہ اُنہون نے
فرمایا ہی کہ جس عورتکو تین طلاقین دیگئی ہون اوسکو صرف نکاح رغبت کا حلال کرتا ہے
فریب کا نہین کرتا۔ دوسری وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگونکی مذمت کی ہی
جو اوسکی آیتون سی ٹہٹہا کرتے ہین اور جو شخص ایسی قول بولے جنکے لئی شارع نے
حقیقتین اور مقصود مقرر فرمائی ہین مثلاً کلمہ ایمان زبانپر لاوی یا وہ کلمہ کہ جس سے
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد اور میثاق کہ دو معاملے والے آپسمین کیا کرتے ہین
زبان سی کہی اور اوسکی مراد اُن الفاظ سی وہ حقیقتین نہون جنکے لئی وہ موضوع
ہین نہ وہ مقصود مراد ہون جنکے حاصل کرنیکے لئی وہ الفاظ بنائی گئی ہین بلکہ اُسکی
نیت مثلاً رجعت سی یہہ ہو کہ عورتکو ستاوی اور اُسکی زندگی تلخ کری اور اوسکی نکاح
کی حاجت اوسکو نہو یا نکاح اسلئی کری کہ طلاق دینی والے پر اوسکو حلال کردے
اسلئی نکری کہ اوسکو بی بی بنا وی یا بیع جائز طور کی کری اور اوسکا مقصود اوس سے
سود ہو جو خدا تعالیٰ اور اوسکی رسولؐ نے حرام فرمایا ہی تو اِسطرح کا شخص اون
لوگونمین سی ہی جو خدا تعالیٰ کی آیتون سی ٹہٹہا کرتے ہین اور اسکی توضیح وہ ہی جو

جو ابن ماجہ نے حضرت ابو موسی اشعری رض سی روایت کیا ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہی اُن لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سے کھیلتے ہین
اور اوسکی آیتون سی ٹھٹھا کرتے ہین کہ تجھی طلاق دی تجھسی رجعت کی تجھی طلاق دی تجھسی
رجعت کی اِس حدیث مین جو شخص ان حدود کو زبان سی کہی اور اونکی حقیقتونکا اور جس امر
کے لئی یہہ مشروع ہوئی ہین اونکا ارادہ نکری اوسکو خدا تعالی کی آیتونسی ٹھٹھا کرنیوالا اور
اوسکی حدودسی کھیلنیوالا فرمایا اور اوسکو ابن بطہ نے بھی روایت کیا ہی اوسکی الفاظ
یہہ ہین مین نے تجھسی خلع[1] کیا مین نے تجھسی رجعت کی مین نے تجھسے خلع کیا مین نے تجھسی رجعت
کی تیسری وجہ وہ ہی جو نسائی نے محمود بن لبید سی روایت کی ہی کہ ایک آدمی نے اپنی بیبی کو
تین طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دین تو آپنے فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب
سی کھیلا جاتا ہی اور مین تم مین موجود ہون آخر حدیث تک اور یہہ حدیث پہلی گذر چکی اسمین
باوجودیکہ مرد کی نیت طلاق کی تھی مگر چونکہ اوسنی صورت طلاق کے خلاف کیا تہا اور
خدا تعالی کی مراد کے سوا کا ارادہ کیا تہا اسلیی اوسکو کتاب اللہ سی کھیلنے والا ٹھہرایا
کیونکہ خدا تعالی کا مقصود یہہ ہی کہ طلاق ایسی طرح دی کہ جب چاہی عورتکو واپس کرلے
مگر اسنے ایسی طلاق دی کہ اوسکا واپس کرنا اسکی ملک مین نرہا علاوہ ازین ایکدفعہ
اور دفعات قران و حدیث بلکہ عرب کی لغت مین بلکہ تمام قومونکی زبانمین اسی چیز کو اسطرح

---

[1] عورت کی طرف سی ایک طلاق دینے کو خلع کہتی ہین

جو ایکبار کے بعد دوسری بار ہو تو جب اوسنے وقعہ کو ایکبار مین جمع کر دیا
تو بیشک خدا تعالیٰ کی حدود سی اور جس امر پر کہ اوسکی کتاب دلالت کرتی ہی اوس سے
تجاوز کیا اور جبکہ اوس لفظ سی جسپر شارع نے کوئی حکم مترتب کیا ہو شارع کے
مقصود کے خلاف ارادہ کیا ہو تب تو بطریق اولی اوسکی حدود سی تجاوز کریگا
چوتھی وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے باغ خروان والونکی حال سے جنکا امتحان لیا
تھا سورہ نون مین خبر دی اور یہہ کہ اونکی سزا یہہ ہوئی کہ اونکی باغ پر اونکی سو نیکے
وقتمین ایک پھیری والا بھیجدیا جس سی باغ ایسا ہو گیا جیسے ٹوٹا ہوا اور اوسکی
وجہ یہہ تہی کہ اونہون نے مسکینونکا حق دور کرنیکو حیلہ کیا تہا اس قصہ مین اور
حیلہ گرونکی لئی بھی عبرت کا مقام ہی جو اللہ تعالیٰ اور اوسکی بندون کے حقوق دور کرنیکی
لئی حیلہ کرتے ہین پانچوین وجہ یہہ ہی کہ خدا تعالیٰ نے ہفتہ والونکا حال یہود مین سے
بندر ہو جانیکا بیان فرمایا کہ جب اونہون نے الہہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ
کے دن شکار کو حیلہ کی راہ سی مباح کر لیا اسطرح کہ جمعہ کے روز جال لگا آئے اور جب
اوسمین شکار پڑ گیا تو اتوار کو اوسکو پکڑا اور اسمعاملہ کو اونہون نے حضرت موسیٰ ع کے
جھٹلانے اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سی حلال نہین جانا تہا بلکہ یہہ حلال جاننا
صرف تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطے وہ لوگ بندر ہو گئی کیونکہ بندر کیصورتمین انسان

کی شکل کی مشابہت ہی اور اُسکی بعض صفتین بھی انسانکی مشابہ ہین مگر حقیقت مین بندر
انسان سی مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین تو شکار سی بچتا تہا اور باطن
مین حد سے تجاوز کرنا غرضکہ جب اُن لوگون سے حد سے بڑہنی والون نے اللہ تعالیٰ کے دین کو مسخ
کردیا اسطرح کہ ایسی چیز کو پکڑا کہ بعض ظاہر کی باتونمین دین کے مشابہ ہو حقیقت مین تو اللہ تعالیٰ
نے بھی اونکو ٹہیک ویسا ہی بدلہ دیا کہ بندر کردیا جو ظاہر کی بعض باتونمین انسانونکی مشابہ ہین
مگر حقیقت اور دین اسکی تو ضیح یہہ ہی کہ بنی اسرائیل نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی سود وغیرہ کے کہانے سی کی
جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین قصہ بیان فرمایا ہی اور یہہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت
بہت بڑا ہی اسلئے کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کے دن مین شکار کرنا حلال ہی بہی
بنی اسرائیل کو سود کہانے اور ظلم کرنے پر صورت بدلنی کی سزا نملی جیسے حیلہ سی حرام کو حلال
جاننی پر سزا دیگئی اسلئے کہ صورت دوم مین اونکا حال منافقونکا سا ہوگیا کہ بُرا کام کیا اور اوسکو بُرا
نسمجہی تو دوسرا بیان جمہ کہین ایک بڑا گناہ دوم اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سی جرم مین بڑی ٹہہری
کیونکہ جو شخص نافرمانیکی ساتہہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ اور اُسکی آیتونپر ایمان
رکہتا ہی اور عقوبت سی ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ہوسکتا ہی کہ توبہ کری اور توبہ اوسکو
خیر اور رحمت پر پہنچا دی اور جو شخص اپنی فعل کو کسی قسم کی حیلہ سی حلال جانے وہ اوسمین
تاویل کرنیوالا اور حرام پر اصرار کرنے والا اور اوس کے حلال ہونیکا معتقد ہی

تشبہ من صورۃ الانسان
وفی بعض اوصافہ شبہ منہا
وہو مخالف لہ فی الحقیقۃ فہو
کفعلہم ظاہرہ الاتقاء و
باطنہ الاعتداء فلما مسخ
اولئک المعتدون دین
اللہ بحیث لم یبق فی بعض ظاہرہ دون الحقیقۃ
مسخہم اللہ قردۃ خاسئین فی بعض ظواہرہم
دون الحقیقۃ جزاء وفاقا لو ضعہ ان بنی اسرائیل
قد عصوا اللہ بکل الربوا وغیرہ مما قصہ اللہ فی کتابہ
وہو اعظم من الصید فی یوم من ایام السبت
فی شرعنا ومحل الصید فی یوم السبت
فیہ ولم یعاقبوا بالمسخ علی اکل الربوا
والظلم کما عوقبوا علی استحلال المحرم
بالحیلۃ لانہم صاروا بذلک کالذین یتعلق
بالقشر ولا یعتقدون انہ قبیح بخلاف
وفساد الاعتقاد فکانوا اعظم جرما
فان من اقترن بمعصیۃ اقدم
بالکتوم مومن باللہ وبآیاتہ تخاشع
من العقوبۃ ترجی لہ المغفرۃ بخلاف ان
یبقی فیقضی بہ التوبۃ الی الخیر وکذلک
ومن استحل فعلہ فہو بخلاف الاول وہا
فیہ مصر علی الحرام معتقد لحلہ

اوسکو ائی نحوست گناہ سے نکلنے کی توقع نہین کیجاتی اور ذکر صورت بدلجانیکا چند حدیثو
مین آچکا ہی مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ابو مالک اشعری کی حدیث بخاری
مین کہ اللہ تعالی دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت تکا اور انس کی حدیث مین ہے
کہ البتہ کچھ لوگ کہانے اور پینے اور باجی پر سو دینگی اور صبح کو اپنی مسند و پر بندر اور سور
ہوکر اوٹھینگے اور ابو امامہ کی حدیث مین ہی کہ ایک قوم شرابخواری اور لونڈیون کے
بجانے مین رات بسر کرینگے اور صبح کو بندر ہوجاوینگے اور حدیث حضرت عائشہؓ کی
ہی کہ میری امت مین دہنسنا زمین مین اور صورت بدلنا اور پتھر برسنا ہوگا اور نیز حدیث
ابو امامہ مین ہی کہ ایک قوم اس امت کی کہانے اور پینے اور کھیل مین رات گذارینگے پھر
صبح کرینگے کہ بندر اور سور ہوگئی ہونگے اور عمران بن حصین کی حدیث مین ہی کہ میری
امت مین پتھر برسنی اور زمین مین دہنسنا ہوگا اور اسیطرح حدیث سہل بن سعید مین ہے
اور ایسا ہی حدیث حضرت علیؓ مین ہی اور آپکا فرمانا کہ اسوقت انتظار کرین ایک
سُرخ آندہی اور زمین مین دہنسی اور صورت بدلنی کا اور حضرت علیؓ کی دوسری حدیث
مین ہی کہ میری امت کی ایک جماعت بندر اور سور کیصورت ہوجائیگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ارشاد انسؓ کی حدیث مین کہ اس امت مین زمین مین دہنسنا اور پتھر برسنا
اور صورت بدلنا ہوگا اور ابو ہریرہؓ کی حدیث مین ہی کہ اس امت مین سے ایک قوم آخر قتیبہ

بندر اور سور ونکی شکل مین ہو جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ
شہادت کلمہ طیبہ کی بھی دینے ہونگے آپنے فرمایا کہ شہادت بھی دیتے ہونگے اور روزہ اور
نماز اور حج ادا کرتے ہونگے عرض کیا کہ پھر اونکا کیا حال ہے کہ یہہ نوبت ہوگی آپنے فرمایا
کہ اُنہون نے کھیلنے کے آلات اور دفون اور گانیوالی لونڈیونکو حاصل کیا پھر شراب خواری
پر رات بسر کی تو صبح کو جو اُٹھے تو بندر اور سور ہوگئے اور جبیر بن نفیر کی حدیث مین ہے
کہ اِس امت کے پچھلے لوگ زلزلہ مین مبتلا ہونگے پس اگر وہ توبہ کرینگے تو اللہ تعالی اونپر
مہر کریگا اور اگر وہ پھر وہی حرکت کرینگے تو خدا تعالی اونپر پھر سی بھونچال اور پتھر برسنا
اور صورت بدلنا اور بجلیونکا گرنا کریگا اور سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ البتہ لوگونپر
ایک زمانہ آویگا جسمین وہ ایک شخص کے دروازہ پر اکٹھے ہوکر انتظار کرینگے کہ وہ شخص
نکلے تو اوس سے اپنی حاجت مانگین تو وہ شخص اونکی پاس باہر آویگا اور بندر یا سور
ہوچکا ہوگا اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جب تک کہ دو شخص
ایک کام کرنیکو نکلین اور اونمین ایک بیچ مین ہی دبا دیا جاوے اور دوسرا بچ جاوے
اپنی ساتھی کا حال دیکھکر جس ضرورت کو جاتا تھا اُس سے باز رہیگا یہانتک کہ اپنا مطلب
کرادیگا اور عبداللہ بن غنم کہتے ہین کہ قریب ہے کہ دو آدمی ایک چکی کے پاٹ پر بیٹھکر
پیسین پھر ایک اونمین سے صورت بدلجاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار

وذکر ما یخاف من ظهور المعازف وشرب الخمور وقال ابو عبد الله وقال لي ابو نعيم حدثنا فضيل بن مرزوق عن عطية عن ابي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم ليبيتن ناس من امتي على اشر وبطر ولعب ولهو فيمسوا قردة وخنازير بما استحلوا المحارم واتخذوا المعازف والقينات وشربوا

فرماتے ہین کہ ایک آندہی اور اندہیر لوگونپر آخر زمانہ مین آویگا تو لوگ اپنے عالمونکے
پاس پناہ لینگے اور اونکو دیکھینگے کہ شکلین بدلگئی ہین ان احادیث کو معہ انکی سندون
کے ابن ابی الدنیا نے کتاب ہم ملاہی مین بیانکیا ہی غرضکہ بندرون اور سورونکی شکل
ہوجانا اس امت مین ہوگا اور ضرور ہی کہ یہہ حال دو جماعتون مین ہو دل بُری عالمونمین جو اللہ
اور اوسکے رسول پر جھوٹ بولتے ہین اور اللہ تعالی کے دین اور شریعت کو اونہونے
بدلدیا ہی پس اللہ تعالی نے بھی اونکی صورتین بدلدین جیسے اونہونے اوسکا دین بدلا
دوم اُن لوگونمین جو کہلا کہلی نے پردہ فسق و فجور اور حرام چیزین کرتے ہین اور جو لوگ
اونمین سے دنیا مین صورت نہ بدلینگے اونکی صورت قبر مین یا قیامت مین بدلجاویگی اور ایک
حدیث مین آیا ہی جسکا حال خدا کو معلوم ہی کہ سود خوار بروز قیامت سورون اور کتون
کی شکل مین اٹھائے جاوینگے اسوجہ سے کہ اونہونے سود پر حیلے کئے ہونگے جیسے حضرت داؤد علیہ
کے ساتھی شنبہ کے دن حیلہ سے مچھلیان پکڑنیسے مسخ کیگئے ہمارے شیخ کہتے ہین کہ مسخ جو
ہوا ہی تو صرف اسبحہ سے کہ حرام کو خراب دیلون سے حیلے کرکے حلال جانا اسواسطے کہ اگر
حرام کو حلال جانتے اور تاویل نکرتے تو کافر ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی امت مین سے نہوتے اور اگر اقرار اوسکے حرام ہونیکا کرتے تو کیا عجب ہی کہ مسخ کی سزا
اونکو نملتی جیسے اور سب لوگ جو یہی گناہ کرتے ہین اور اونکی گناہ ہونیکے مقر ہین

فلیحذر الخ ۱۲

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ثواب اعمال نیتون سی ہی اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنی نیت کی آخر حدیث تک اور یہہ اصل ہی حیلونکی باطل کرنے مین اور اسی سی بخاری نے حیلہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسلیئے کہ اگر کوئی شخص ایسا معاملہ کرنا چاہی کہ اوسمین دوسرےکو ہزار لعوض پندرہ سو کے ایک میعاد پر دے پس نو سو تو اوسکو قرض دی اور سو کا ایک تہان اوسکی ہاتھہ چھہ سو کو فروخت کردی تو وہ نو سو کی قرض دینی سی نفع زائد لینی کی نیت کرتا ہی اور چھہ سو کو جو ظاہر مین قیمت بتلاتا ہی اون سی نیت سود کی ہی اور اوسکی نیت کو خدا تعالی بھی جانتا ہی اور جس شخص سی ایسا معاملہ کیا ہی یا اوسکی حقیقت حال سی واقف ہی وہ بھی جانتا ہی ساتوین وجہ وہ ہی جسکو عمرو بن شعیب نے اپنی باپ سے اور اوسنی اپنی دادی سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو خریدار فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ ایکدوسرے سی جدا ہون مگر یہہ کہ معاملہ جاکڑکا ہوا اور اوسمین سی کسیکو حلال نہین کہ اوس خوفسی علیحدہ ہوجاوے کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہیر لے یہ روایت کیا ہی اس حدیث کو سننوالونے اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا ہی اور امام احمد نے اوس سی حیلہ کی باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسواسطیکہ شارع نے اختیار کو اوس جدا ہونیکی وقت تک ثابت رکہا ہی جسکو وہ معاملہ الی اپنی طبیعتونکی خواہش سی کرین اور یہہ دلیل کمال رضامندی کی ہی دونو کی طرف سی

کما تقدم الاشارۃ الیہ فی الفصل الاول من ھذا الباب

لما صح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

بمعنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی

اخرجہ البخاری وھو صحیح

لما مر

لما ثبت فی الصحیحین عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہو بیوا لادوسرے
کی بیع توڑنیکو وے اسلئے کہ اوسسے جدا ہونیسے وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سے نہین
ہوا کرتا کیونکہ اوسسے جدائی سے اپنی بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی اسلئے
مقرر تھی کہ اونمین سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو چلا جاوے آٹھوین وجہ وہ ہے کہ محمد بن عمرو نے
ابوسلمہ سے اور اوسنے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اوس امر کے مرتکب نہو جسکے مرتکب یہود ہوئے ہین کہ تم اللہ کی حرام چیزونکو
ادنی حیلون سے حلال جاننے لگو اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے ابن بطہ نے نوین وجہ وہ ہے جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر پونہچی کہ فلان شخص نے شراب بیچی ہے آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کرے فلان کو کیا اوسے معلوم نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس اونہون نے اسکو پگلایا
پھر بیچا خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین لفظ جملوہا کے معنی یہہ ہین کہ اوسکو
پگلایا تاکہ پگلکر چکنائی ہو جاوے اور اوسسے نام چربی کا جاتا رہے اور جمیل پگلی ہوئی
چربی کو کہتے ہین اور یہہ بھی خطابی کا قول ہے کہ اس حدیث مین ہر ایک حیلہ کا باطل
ہونا ہے جس سے حرام کیطرف پونہچنے والا حیلہ کرتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چیز کا حکم
اوسکی صورت اور نام بدلنے سے نہین بدلا کرتا اور چربی والونکی حیلہ کی مثال ایسی ہے

الحدیث رواہ ابن بطۃ وفی آخرہ قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم
عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع
خمرا فقال قاتل اللہ فلانا الم یعلم ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم
فجملوہا فباعوہا فاکلوا
المطلب جملوہا اذا ابوہا حتی یصیر ودکا فاذا
غیا اسم الشحم والجمیل الشحم المذاب قال
وفی الحدیث بطلان کل حیلۃ یتحیل
بہا المتوصل الی الحرام وانہ لا ینفعہ بحال بل
یضرہ ویبطل ما توصل الیہ وقد مثل صلی اللہ علیہ وسلم
حقیقۃ وتبدل بالاسم وقد مثل صلی اللہ علیہ وسلم

جیسے کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کے گردن پھٹکنا پس وہ مال کو بیچکر اوسکا دام
وصول کرکے کہالے اور کہی کہ مین نے خود مال یتیم کو نہین کہایا بلکہ ایک چیز
اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا اور اوسکا عوض میری ذمہ رہا تو مین نے
صرف اپنا مال کہایا ہی اور اگر خداوند پاک اس امت پر رحم نکرتا یعنی بڑا فضل اوسکا
ہوا کہ نبی کریم نے جس باعث سی کہ یہود ملعون ہوئی اوسپر واقف فرمایا اور امت
مین سی پہلے لوگ پرہیزگار اور عالم ہوئی کہ مقصود شارع کو اونہون نے جان لیا جس سے
حرمت حرام چیزونکی یعنی مردار اور خون اور سور کے گوشت کی قائم رہی اگرچہ انکی صورتین
بدلجاوین اور حرمت انکی قیمتونکی بھی ثابت و مستحکم رہی ورنہ شیطان حیلہ والون کے
لئی وہی راہ چلتا جو قسمون وغیرہ مین چلا ہی کیونکہ دونو باتین ایک ہی ہین دسوین
وجہ یہ ہی کہ حرام حیلون کی جنس کا مدار اسباب پر ہی کہ چیز کا نام اوسکی نام کے
سوا کچھہ اور رکہا جاوے اور اوسکی صورت بدلدیجاوی اور حقیقت بدستور قائم رہی جیسے
حلالہ کرنیوالا کہ تحلیل کے نام کو نکاح سی اور محلل کو خاوند کے نام سی بدلتا ہی اور یہہ
ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اوسکی کرنیوالیکو لعنت فرمائی تو اوسکی وجہ
یہی ہی کہ اوسکی اندر ایسا بگاڑ ہی جسمین نام کو کچھہ اثر نہین اسلئی کہ فساد اور خرابی
حقیقت کی تابع ہوتی ہی نہ لفظونکی اور نہ صرف صورت ظاہری کی اور ایسی ہی بڑا

بین قبل راہ لا تقربا مال
الیتیم فباعه واخذ ثمنه
فقال له وقال لم آکل
نفس مال الیتیم بل اخذت
بیتا فی ذمتی وملکته
وصار عوضه فی ذمتی فاما
مالی وقد لا ان الله یعلم انا لم نتبع فیها
علمنا ومقصود الشارع فانما اتقیا علیا
ان نبع الخمر کان من المنذر وکان یهودیا
ان الیهود لما حرمت علیهم الشحوم
اذا لیاتون باب فاحلوها
ان باب التحیل لتحریم ما اراده علی التفصیل
بغیر اسمه وعلی بتغییر صورته مع بقاء حقیقته
فان المحلل غیر اسم المحلل الی الزوج وعلموا ان
واسم المحلل الی الزوج وعلموا ان
لعن الرسول صلی الله علیه وآله وسلم فعلوا
انما هو لما فیه من الفساد
الناهی لا اثر للاسم فیه
فان المفسدة انما تنبع الحقیقة
لا الاسم ولا مجرد الصورة کذا

فساد جسپر سود مشتمل ہی سود کا نام معاملہ کہنی سی نہین جاتا نہ اوسکی صورت بدلنی سی بلکہ
اوسکی حقیقت جسپر کہ عقد سی پہلے وہ نو معاملہ کرنیوالون نے اتفاق کرلیا ہی موجود رہے
اور اللہ تعالی اُن دونو کے دلون سی اوس حقیقت کو جانتا ہو گو اونہون نے
خدا تعالی کے فریب بنی کیواسطے اوسکا نام معاملہ کردیا اور اوسکی صورت کو حیلہ
و مکر سی خرید و فروخت بنادیا اور اِس معاملہ مین اور جو کام یہودیون نے کیا تہا کیا فرق
رہا اونہون نے بھی چربیان جو اللہ تعالی نے اُنپر حرام کی تہین انکا نام اور صورت
بدلکر حلال جانی تہین اور اسیطرح ہی وہ شخص جو شراب کا نام نبیذ رکہکر اوسکو حلال جانے
چنانچہ حدیث ابو مالک اشعری رضی سی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہی کہ آپ
نے فرمایا کہ کچہہ لوگ میری اُمت کی شراب پیوینگے اور اوسکا نام کچہہ اور شراب کی سوا
رکہینگے اونکی سر دن پر آلات لہو اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالی اونکو زمین مین
دہنسا دیگا اور اونمین سی بندر اور سور بنا دیگا روایت کیا ہی اسکو نسائی نے صحیح اسناد
سی اور ابن ماجہ نے عبادۃ بن صامت سی اور امام احمد نے بھی اور ابن ماجہ نے اوسکو
ابو امامہ کی حدیث سی روایت کیا ہی اور یہہ ایسی حدیث ہی جیسی ابن بطہ نے اپنی اسناد
کے ساتھہ اوزاعی سی اور اُنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی کہ لوگون پر
ایک زمانہ آویگا کہ سود کو بیع سی حلال جانینگے یعنی بیع عینہ کے باعث اور یہہ حدیث

المفسدۃ العظیمۃ التی تشتمل علیہا الربا لا ترتفع بتغیر اسمہا الی المعاملۃ وہو لا یتغیر صورتہ مع کون الحقیقۃ حاصلۃ متفق علیہا بین المتعاملین قبل العقد یعلمہا اللہ من قلوبہما وان غیرا اسمہ الی المعاملۃ وصورتہ الی التبایع حیلۃ ومکرا وخداعۃ للہ سبحانہ وای فرق بینہ وبین ما فعلتہ الیہود من استحلال ما حرم اللہ علیہم من الشحوم وبتغییر اسمہ وصورتہ وکذا من استحل الخمر باسمہ النبیذ

حدیث نمبر ۱۳

عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف والقینات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر رواہ ابن ماجہ وابن حبان

عن عبادۃ ابن الصامت رواہ ابن ماجہ

وعن ابی امامۃ رواہ ابن ماجہ وہذا لفظہ

وعن ابن بطۃ باسنادہ عن الاوزاعی عن حرام بن حکیم عن عمہ عبد اللہ بن سعد الانصاری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یستحل الربوا بالبیع

اگرچہ مرسل ہی مگر مسند احادیث سی وہ ہین جو اسکی شاہد ہین اور وہ ایسی حدیثین ہین جنسی بیع عینہ کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہی کہ نام کا بدلنا حرمت کو بدلتا نہین اور نہ اوس خرابی کو دور کرتا ہی جسکی وجہ سی سود حرام ہی بلکہ کئی وجہون سی اسکی قوت زیادہ کرتا ہی اول یہہ کہ حیلہ سی سود خوار محتاج قرضدار سی اس زور سی مطالبہ کرنیکی جرات کرتا ہی کہ ویسی صریح سود خوار نہین کیا کرتا اسلئے کہ اوسکو تو اعتماد ظاہری صورت عقد اور نام پر ہی دوسرے یہہ کہ قرضدار سی ایسا مطالبہ کرتا ہی جیسی کوئی زیادتی کے حلال و پاک ہونیکا معتقد مطالبہ کرے تیسرے یہہ کہ اسکا اعتقاد یہہ ہوتا ہی کہ یہ معاملہ تجارت ہی تو اسبابمین اوسکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی شخص کسی عورت سے سخت محبت رکھے اور اسوجہ سی کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو اوسکی وصال سی محروم رہے اسلئے حیلہ کرے کہ اپنے آپمین اور اوسمین کوئی صورت عقد کی ظاہر مین ہو جاوے جسکی کچھہ حقیقت نہوتا کہ بظاہر حرام ہونیکی قباحت جاتی رہے پس لے خوف اوسکی پاس جانے لگے حالانکہ ان دونو کا دل جانتا ہی کہ عورت واقع مین اوسکی زوجہ نہین - اور ظاہر ہی کہ اس حیلہ ہی وہ خرابی جسکی لئے حکیم حق نے سود کو حرام فرمایا ہی اور زیادہ ہو جاویگی اسلئے کہ اللہ تعالے نے سود کو اسنظر سی حرام فرمایا ہی کہ اوسمین محتاج کا ضرر اور اوسکا ہمیشہ کو مفلس بنا رہنا اور دین لازم کا مدیون رہنا اور اسی جیسی کو پہنچ جاتا ہوتا ہی جس سی اوسکی پونجی اور سامان خانہ داری اور مکان کا استیصال ہو جاتا ہی

وانکان مرسلا فمن المسند ما تشهد له وهی الاحادیث الدالة
علی تحریم العینة ومعلوم ان
تغییر الاسم لا یزیل التحریم و
ایضا فهو المفسدة التی حرم الربا
لاجلها بل تزیدها قوة من
وجوه احدها انه یفعل علی تلک
الصورة لا یفعل الا الغنی بالفقیر
والمختار بالمضطر بخلاف
صورة المعاملة الحقیقیة
انه یطالبه مطالبة من یعتقد حل الزیادة
وطیبها الثالث اعتقاده ان ذلک تجارة
فهو فی ذلک بمنزلة من حرم علیه
ومنعه من صاحبها کونها محبوبة علیه فاحتال
الی ان اوقع بینه وبینها صورة عقد
لا حقیقة لها لیتوصل بذلک الی مباشرة
فی الظاهر فصار یاتیها امنا وبهذا
یعلم ان فی الباطن انها لیست زوجته
ومن المعلوم ان هذین وان کانا یفضیان
الی نوع من المحرم
الی نوع اخف فان الله تعالی حرم
الربوا لما فیه من ضرر المحتاج
ونهی عنه للغنی الظالم والمالک بالاطلاق
ووصوله الی الغایة بتحلیله وسیلة
متاعه واثاثه وادا ی ه

تو شارع کی کمال حکمت جو بندونکی درستی کی منتظم ہی اسمین ہوئی کہ سود کو بھی حرام
فرمایا اور جو ذریعہ سود تک پہنچاوے اسکو بھی حرام فرمایا مثلاً قبضہ سی پہلے جدا ہونیکو حرام فرمایا
اور یہہ بھی حرام کیا کہ ایکدرم کو دو درموں کے بدلہ مین مدت پر بیچو اگرچہ اس جگہہ
زیادتی کچھہ نہین تو اب شارع پر کیونکر گمان ہوسکتا ہی کہ باوجود اپنی کمال حکمت کے
اس خرابی کے حاصل ہونیکے لئے حیلہ اور مکر مباح فرماوے اور وہ اتنا زائد دوگنا چوگنا
ہوا کرہی کہ حیلہ گر اُس سی مال محتاج کا کہا جاوے اور اللہ تعالی نے حرام چیزونکو اسلئے
حرام فرمایا ہی کہ دل پر ہیز کرین اور اوسکی ایمانکی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسی طبیب
مریض کو مضر چیز سی منع کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کے کہانے پر اوسکی صورت یا
نام بدلنی سی حیلہ کریگا اور اُس شی کی حقیقت اور طبیعت بدستور رہیگی تو بیشک مرض زیادہ
ہوجائیگا اور بڑا اندیشہ ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حیلونمین سی کوئی بھی درست
نہین اور حیلہ کا باطل ہونا اس حدیث کی رو سی کہ دو خرید و فروخت کرنیوالون کو
اختیار ہی اور کسیکو اُنمین سی جائز نہین کہ اپنی ساتھی سی اس ڈر سی جدا ہو کہ وہ معاملہ
کو توڑ دیگا پہلے گذر چکا اسیطرح یہہ حدیث کہ لعنت کری اللہ تعالی یہودیونکو کہ اونپر
چربیان حرام ہوئین تو اونہون نے اونکو پگلایا اور یہہ کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالی اور محلل لہ کو پہلے مذکور ہوئین اور امام احمدؒ نے اپنی بیٹی صالح

کی روایت مین فرمایا ہی کہ قسمونکو حیلون سے توڑتے ہین حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا اور تُوفُوْنَ بِالنَّذْرِ اور عدت کے ساقط کرنیکی لئی
اور نہ توڑو قسمین پکی کرکے پیچھے پوری کرو منت
حیلہ کرنیمین یہہ فرمایا ہی کہ یہہ امر کتنا عجیب ہے لوگون نے کتاب اللہ کو باطل کردیا اللہ
نے عدت ازادعورت پر حمل کے باعث مقرر فرمائی ہی تو اگر ایک لونڈی سی صحبت کری
پہر اوسکو اوسی جگہہ آزاد کرکے اوسکا نکاح کردی اور شوہر اوس سی صحبت کرنے
لگے اسصورتمین اگر وہ حاملہ ہوگی تو کیا کیا جاویگا آج اوس سی ایک صحبت کرتا ہی اور کل کو
دوسرا یہہ امر خلاف کتاب اور سنت کے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حاملہ عورت سی صحبت نکیجاوی جب تک جن نہ چکی اور نہ بے حمل والی سے جبتک حائض
نہولے اور امام احمدؒ کی تقریر سوگندون وغیرہ مین حیلے کرنیکے بابمین ایسی ہی اور
بہی ہی اور جو شخص شریعت کو سوچے اور اوسکی باب مین نفس کی سمجہہ اوسکو روزی ہو تو
دیکہیگا کہ شریعت حیلہ والونکی مقصود باطل کردیتی ہے اور اونکی مقصود کے خلاف
اونسی پیش آتی ہی مثلا جو شخص میراث کے حیلہ سی مورث کو قتل کردے تو شارع
قاتل کو میراث بالکل نہین دلاتا اسوجہہ سی کہ باطل طور پر اوسکی لئی حیلہ کیا یا جو شخص
کسیکے واسطی مال کی وصیت کرے اور وہ وصیت کرنیوالے کو مار ڈالے تو اوسکے
حق مین وصیت باطل ہوجاتی ہے اور اگر آقا اپنے غلام کو مدبر کرے

قال تعالی ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا وقال تعالی توفون بالنذر
وقال فی الحیل لا یتوقف بالبطلان
ما اعجب هذا الحیل لابطال کتاب الله جل ذکره
العدة علی الحبلی حامل
یحل فرجها فیطاها فان کانت حاملا لم یطاها حتی تضع
فرجها فیطاها الآخر فلا یطاها حتی تضع
لینقض الکتاب السنة قال صلی الله علیه وسلم
لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض
تخصیص الله عموم ذلک من الکلام علی الحیل
فی الایمان فی غیرها من تامل الشریعة ورد
فیها فقه نفس اهلها قد ابطلت علی اصحاب
الحیل مقاصدهم وقابلتهم بنقیضها فمن
ذلک منع الشارع المحتال
المیراث بقتل مورثه بمنعه
من المیراث لما احتال
علیه بالباطل
ومن ذلک
بطلان الوصیة
اذا قتل الموصی

اور وہ جلد آزاد ہو جانیکے ماریٰ آقا کو مار ڈالے تو اوسکے حق مین مدبر ہونا
باطل ہوگا اور ایک یہ صورت ہی کہ ہمارا اپنی بیبی کو میراث نملنی کے حیلہ سی طلاق
بدی تو یہ حیلہ پیش نجاویگا اور عورت جبتک عدت مین رہیگی مرد کی وارث
ہوگی اور بعضونکی نزدیک عدت کے گذرنیکے بعد جب تک نکاح نکریگی تب تک وارث
ہوگی اور بعض کے نزدیک گر نکاح بھی کرلے وارث ہوگی اور ایکصورت یہہ ہی کہ مریض
اپنی وارث سی اگر مال کا اقرار کرلے تو یہہ امر باطل ہوگا اسلئے کہ وہ اس اقرار کو
وصیت کا بہانہ کرتا ہی غرضکہ اسطرحکی صورتین بہت ہین اور اللہ تعالی نے اُن
لوگونکو جنہون نے حرام شکار پر حیلہ کیا تہا صورت بدلنی کی سزا دی اور جس شخص نے
لوگونکی مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کے کہو دینی سی کی چنانچہ فرماتا ہی
یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ تو ضرور ہی کہ وہ سود خوار کے مال کو تلف کردی
مٹاتا ہی اللہ سود اور بڑہاتا ہی خیرات ۱۲
گو کتنا ہی ہو جاوی اور اصل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے گناہگارونکی عقوبت
اونکی مقصود کی خلاف سی مقرر فرمائی ہی مثلاً جہوٹ بولنی والیکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی
کلام لغو ہو اور اوسی پر واپس کیجاوی اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہہ
ہی کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اوسکا مال جلادیا جاوی اور جو شخص حرم مین
شکار کری اوسکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور اوس جیسی جانور

کاتا وان اوس سے لیا جاتا ہی اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سے تکبر کرے
اوسکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو
شخص راستہ کو پر خوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہہ ٹہہرائی کہ اوسکی ہاتھہ
پانو کاٹے جاوین اور جلاوطن کرکے اوس پر سب راستی بند کردی جاوین کہ جہان
نکلے وہان خوف زدہ نکلی اور جس شخص کا بدن اور روح حرام صحبت سے لذت پاوے
اوسکی سزا یہہ ٹہہرائی کہ اوسکے بدن اور جان کو کوڑی سے درد پہنچایا جاوے
تاکہ تکلیف وہان پونہچی جہان لذت پونہچی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوس شخص کی سزا جو دوسرے کے گہر مین جہانکے یہہ شروع کی کہ اوسکی آنکہین
لکڑی وغیرہ سے پہوڑ دیجاوین تاکہ جس عضو سے خیانت کی تہی اور دوسرے کے گہر مین
بدون اجازت داخل کیا تہا وہی بگاڑ دیا جاوے اور ہر خیانت کرنیوالے کی سزا
یہی دی کہ اوسکے مکر کو باطل اور نکما کردیا کہ اللہ تعالی خیانت والون کے فریب
کو نہین چلنے دیتا اور جس شخص نے حاکم اور امیر اور قاضی ہونیکی حرص کی اوسکی
سزا یہہ دی کہ جس چیز کی اوسنے حرص کی اوس عہدہ کا اوسکو نملنا مشروع فرمایا
اور یہی وجہ تہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب درخت مین سے کہا نیکے باعث
نافرمانی کی تو اونکو جنت مین سے نکالدینے کی سزا ہوئی اسلئے کہ اونکو اوس کے

وجعل عقوبته من استكبر
عن عبوديته وطاعته ان
سلبه العبودية لاهل طاعته
وطاعته وجعل
عقوبته من اخاف
السبيل وقطع
الطريق في ان نفاه عن
وطنه وقطع
يديه ورجليه من خلاف
وجعل عقوبته من
تناول الحرام من مال
يتيم ظلما ان
سلبه ماله
وجعل عقوبته من
تلذذ بالحرام من
الفروج ان
سلبه
وجعل عقوبته من
خان في الامانة
ان

کہانے سی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع تھی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہہ سزا
شروع فرمائی کہ بادشاہ زبردستی کم کرنیوالون سی جسقدر کم کیا ہوا وسکا دونا
لے لے اور جو شخص زکوۃ نہ دی اوسکی سزا یہہ ٹھہرائی کہ مینہہ روکدیا جاوی اور جو
کوئی اوسکی کتاب اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سی منہ پھیرے
اور ہدایت کو اونکے سوا کہین اور تلاش کری تو اوسکی سزا راہ سی بیراہ کر دینا
اور ہدایت کی دروازی بند کر دینا مقرر کی چنانچہ حضرت علی رض کی حدیث مین ترمذی
وغیرہ کے نزدیک یہہ مضمون آیا ہی کہ جو شخص ہدایت چاہی اوسکے غیر مین تو اللہ تعالے
اوسکو گمراہ کرتا ہی **فصل** اور جب تم شریعتونکو سوچو تو معلوم کروگے کہ یہہ
ذریعونکی بند کرنیکے لئے آئی ہین اور انکا بند کرنا حیلونکے دروازی کی کھولنی کی خلاف
ہی اسلئی کہ حیلی وسیلے اور دروازے ہین حرام چیزونکی اور ذریعونکا بند کرنا اسکی خلاف ہی غرضکہ
دونو باتونمین بہت بڑا اختلاف ہی اور شارع نے ذریعونکو حرام فرمایا ہی اگرچہ اوس سے
حرام کا قصد نکیا جاوے اسلئی کہ ذریعی حرام کیطرف پہنچاتے ہین تو جس حالمین ذریعہ سے
قصد خود حرام کا ہو تو کیسی حرام نہوگا دیکھو خدا تعالی نے مشرکونکے معبودونکو گالی
دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرک دشمنی اور کفر
کی جہت سی خدا تعالی کو گالی دینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کبیرہ گناہونکی سب سی بڑا کبیرہ ہی

فصل ۱۳ حیلونکا بیان

اشیاء لم وجد فیها وارد نفیا ولا اثباتا
وذلک عکس فتح باب الحیل فانها تحیل
ومسائل والبواب الی المحرمات ومسد الذرائع
عکس ذلک فتبین الباب اعظم
تناقض والشارع حرم الذرائع
وان لم یقصد بها المحرم
لانها لیست الیه فکیف اذا
قصد بها المحرم نفسه فهی
لله عن سب الهة المشرکین
کونه سببا قریبا الی ان یسبوا
لله سبحانه عدوا بغیر علم وکفروا بذلک
صلی علیه الله وسلم من اکبر الکبائر

کہ آدمی اپنی ماباپکو گالی دی لوگون نے عرض کیا کہ کیا کوئی اپنے ماباپ کو بھی گالی
دیتا ہی آپنے فرمایا کہ ہان دوسرے شخص کے باپکو گالی دیتا ہی وہ اوسکی باپکو برا
کہتا ہی اور دوسرے کی مان کو برا کہتا ہی تو وہ اسکی مان کو برا کہتا ہی یعنی ماباپ کے
گالی کا ذریعہ یہہ شخص خود ہوتا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقونکی مارنے
سے ہاتھہ روکا باوجودیکہ مصلحت اونکی مارنے مین تھی اسمیہ سی کہ اونکو مارنا لوگون
کے بہگانے کا ذریعہ تہا اور لوگ یہہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یارون کو
قتل کرتے ہین۔ اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سی بہت سی شراب کی سی
خرابی نہین ہوتی مگر اسمیہ سی کہ تہوڑی کا پینا ذریعہ بہت کے پینے کا ہوتا ہی اسیطرح
اوسکو سرکہ بنانیکے لئی روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹھہرایا اور دو خلیطون
سے منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کے پینے سی تین دنکے بعد اور برتنونمین نبیذ بنانی
سے نہی کی اور اجنبی عورت سی تنہائی اور اوسکی ساتہہ سفر کرنے اور بدون حاجت
کے اوسکی طرف دیکہنی کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف جانیکے وقت خوشبو لگانی
اور کپڑی بسانے سی منع فرمایا اور مصیبت کیوقت نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنی سی منع
فرمایا اور اوسکی جگہہ اونکی واسطی تالی بجانا مقرر کیا اور جو عورت خاوند کے مرنیکی عدت مین
ہو اوسکو رینت اور خوشبو اور زیور سی منع فرمایا اور عدت مین مرد کو اوس سی کہیلا

پیغام نکاح کا دینے سے منع فرمایا گو نکاح بعد عدت گذرنے کے ہی ہو جاوے
اور عورتکو نہی فرمائی کہ اپنے خاوند سے دوسری عورتکو ایسی طرح بیان کرے کہ
گویا وہ اوسکو دیکھ رہا ہے اور قبر پر مسجدین بنانیسے منع فرمایا اور اوسکی مرتکب
کو لعنت کیا اور قبروں کے اونچا کرنے اور کنگرہ دار بنانیسے منع کیا اور اونکی برابر
کرنیکا حکم فرمایا اور اوپر عمارت بنانی اور گچ کرنے اور لکھنے سے اور اونکی طرف کو
اور اونکے پاس نماز پڑھنے اور چراغ جلانے سے منع فرمایا یہہ سب اسلئے کیا کہ اونکی
بت ٹھہرانیکا وسیلہ بند ہو جاوے اور آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کیوقت نماز پڑھنے سے نہی
فرمائی اسلئے کہ ان دونو وقتونمین کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین تو اسوقت نماز
پڑھنے مین بظاہر کہ ایک کفار کی مشابہت ہے اور یہہ ظاہری مشابہت موافقت اور
مشابہت باطنی کا ذریعہ ہے اسلئے نماز سے نہی فرمائی اور اسکی یہانتک تاکید کی کہ عصر
اور فجر کے بعد نماز نفل پڑھنے سے منع فرمادیا گو کافرونکی آفتاب پرستی کا وقت نہو اہو
مگر اسی غرض سے کہ جانب توحید کی اچھی طرح محفوظ رہے اور جس قدر ممکن ہو شرک کا ذریعہ
مسدود ہو جاوے۔ اور بیع صرف[1] مین باہم قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہونیکو منع فرمایا
اور اسیطرح ایک ربو کی چیز جب دوسری ربو والی چیز کے عوض بیچی جاوے جو اوسکی
جنس سے نہو دی مثلاً گیہون چنے کے بدلے مین بیچے جاوین تب بھی قبضہ

طرفین کے ہونے سے پیشتر جدا ہونا ممنوع فرمایا تاکہ اُدھار کا ذریعہ بند ہو
جو سود کا بہانہ اور اوسکا گر ہے بلکہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے
مین نقد بیچنا منع فرمایا اور بدنی اور بیع کو ایک ساتھ کرنا حرام ٹھہرایا اسلئے
کہ اوسمین نفع کا ذریعہ ہی کہ بدنی مین جس قدر دیا ہوا وس سے زیادہ لی اور بیع
اور اجارہ کو اس نفع کا وسیلہ کرے جیسا ہوا کرتا ہی اور بیچنے والیکو منع فرمایا
کہ مبیع کو اوسکے خریدار سے جتنے کو اوسنے بائع سے لی ہے کم دام پر
نہ خریدے اور یہہ مسئلہ بیع عینہ کا ہے اگرچہ بائع کا قصد سود کا نہو مگر
وسیلہ ہونیکی جہت سے ممنوع ٹھہرا اور دو شرطونکا بیع مین اکٹھا کرنا حرام
فرمایا کہ یہہ بھی وسیلہ سود کا ہی تو یہہ مسئلہ بیع عینہ کے مسئلہ پر منطبق ہے
اور اوس قرض سے منع فرمایا جس سے نفع حاصل ہوا اور اوس نفع کو سود
ٹھہرایا اور قرض دینے والیکو قرض لینے والے کا ہدیہ قبول کرنے سے منع
فرمایا بشرطیکہ پہلے سے دونو مین یہہ عادت جاری نہو چنانچہ سنن ابن
ماجہ مین یحیی بن ابی اسحاق ہنائی سے مروی ہی کہ مین نے انس بن مالک رض سے
پوچھا کہ ایک آدمی ہم مین سے اپنے بھائی مسلمانکو مال قرض دیتا ہی پھر وہ
قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بھیجتا ہے آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یحیی بن ابی اسحاق ہنائی — قال سألت انس بن مالک — الرجل منا یقرض اخاہ — مال فیهدی الیه فقال قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

کہ جب تم مین سے کوئی قرض دے پھر قرضدار اوسکے پاس ہدیہ بھیجے یا سواری پر
چڑہا دے تو اوسپر سوار نہوا اور نہ ہدیہ قبول کرے مگر اوسسے اوسطرح مین کہ پیشتر سے اُن دونو مین
یہہ معاملہ جاری ہوا اور بخاری نے اپنی تاریخ مین بریدہ بن ابی بردہ سے
اور اوسنے انس بن مالک رضہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم مین سے کوئی قرض دے تو چاہیے کہ ہدیہ نہ لیوے اور صحیح بخاری مین ابی بردہ ابوموسی
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین آیا اور عبداللہ
بن سلام رضہ سے ملاقات کی اونہون نے مجکو فرمایا کہ تم ایسے ملک مین ہو جہان سود پھیلا
ہوا ہے تو جب تمہارا حق کسی شخص پر ہو اور وہ تمکو گہاس کا گٹھا یا جو کی گٹھری یا
قت کا بوجھ ہدیہ بھیجے تو مت لینا کہ وہ سود ہے اور یہی مضمون حضرت ابن مسعود رضہ
اور ابن عباس رضہ اور ابن عمر رضہ سے آیا ہے اور کالی کو بدلے کالی کے بیچنے سے منع فرمایا
یعنی جو اُدہار بعد کو ہوا وسکو اوسی جیسی قرض کی عوض مبادلہ سے نہی فرمائی اسلئے
کہ وہ اُدہار کے سود کا ذریعہ ہے پس اگر دونو قرض اوسیوقت ہون تو منع نہین
اسلئے کہ دونو قرض ایکبارگی دونو شخصون کے ذمہ سے ساقط ہو جاوینگی اور جو صورت
منع کی ہے اوسمین بمقابلہ مدت کی ہر ایک کی ذمہ دین کے دونا ہو جانیکا ذریعہ ہے
اور یہہ خرابی بعینہ اُدہار کے سود کی ہے اور عورتونکو منع فرمایا اس سے کہ پانو مارین

تاکہ جو سنگار چھپاتی ہین وہ ظاہر ہو جاوے اسلئے کہ پانو کی دھمک پایل کی آواز کے
ظاہر ہونیکا ذریعہ ہی اور آواز کا ظاہر ہونا مردونکے میل کا وسیلہ ہی عورتونکی
طرف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردون اور عورتون کو نیچی نگاہ رکھنیکا
حکم فرمایا اسوجہ سی کہ دیکھنا ذریعہ ہی میل و محبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع باتمین
پڑنے کا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روزہ پیشتر رکھنیسی منع فرمایا
تاکہ واجب روزہ مین زیادہ ہو جانیکا ذریعہ نہو جیسا کہ اہل کتاب نے زیادہ کرلیے
اور نکاح مین جمع کرنا بیبی کا اور اوسکی پھوپھی کا یا خالہ کا منع فرمایا اسلئے کہ یہہ
صورت قرابت کی ٹوٹجانے کی ہوگی اور اسیوجہ سی آپنے اولاد کو برابر دینیکا حکم
فرمایا اور خبر دی کہ جو شخص بعض اولاد کو دینی مین خاص کریگی تو اوسکی یہہ حرکت
ظلم نا زیبا ہی اور ایسی امر پر گواہی کرنی نچاہیی اور لونڈی سی نکاح کرنیکو منع فرمایا
کہ انجام کو اولاد غلام ہوگی اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو کسیکو سوائے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہبہ کریی اور یہہ کہ عورت مالک ہو مرد کی اسلئے کہ اسکی
خلاف کرنیمین نکاح کیصورتمین زنا کے ہونیکا ذریعہ ہی اور یہمین وجہ نکاح کا ظاہر
کرنا آواز اور دف اور ولیمہ سی مستحب ہی تاکہ ہر طرحسی زنا کی مشابہت سی دور
ہو جاوے اور انہین وسیلونکی روکنی مین سی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا

فعل اہل الکتاب فی حرم الجمع بین المرأة
وعمتها وبین المرأة وخالتها لکونه ذریعة الی
قطیعة الرحم وفی امر بالتسویة بین الاولاد فی
العطیة واخبار ان تخصیص بعضهم علی بعض
لایصلح وانه ینبغی الشهادة علیه وفی النهی
لمن اراد ان یستدق الولد فیمنع نکاح المرأة
والنساء وبعض المباح لما کان
ذریعة الی المیل والمحبة الی
ذریعة الی المواقعة المحظور وفی
النهی عن استقبال رمضان بیوم او یومین
لئلا یزاد فی الصوم الواجب

حدونکی تعمیل سے دارالحرب مین اور ماتھہ کاٹنی سی لڑائی مین اسوجہ سی کہ یہہ
امور اسباتکا ذریعہ نہون کہ جسکو سزا ملی ہی وہ کافرونمین جا ملے اور انہین مین سے
یہہ ہی کہ مسلمان اگر دارالحرب مین نکاح کا محتاج ہو اور اپنی نفس پر زنا کا خوف
کرکے نکاح کرے تو اپنی بی بی سے صحبت مین انزال کیوقت علیحدہ ہوجاوے
اسپر امام احمد نے نص کی ہی اور وجہ انزال کے علیحدہ کرنیکی یہہ ہی کہ کہین نطفہ
رہجانے سی اولاد کافر نہو اور انہین مین سی ہی صحابہؓ کا متفق ہونا اس مسئلہ پر
کہ ایک مقتول کے بدلہ مین جتنے اوسکے قاتل ہون سب کو مارنا چاہیئے تاکہ ایسا نہو
کہ جماعت ملکر خون مفت کرلیا کرین اور انہین مین سی یہہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنون کے سامنی پکار کر قران پڑہنے سی منع فرمایا کیونکہ
پکار کر پڑہنا اسباتکا ذریعہ تہا کہ دشمن قران کو اور جنی اوسکو اتارا ہی اوسکو گالیان
دیتی ہی اور اسمین سے ہی یہہ ارشاد خداوندی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا
اور انہین مین سی ہی حکم فرمانا مقتدیونکو کہ بیٹہکر نماز پڑہو واسطی بند کرنے
مشابہت فارس اور روم والون کے کہ وہ اپنی بادشاہونکی سامنی کہڑی رہتی ہین
اور بادشاہ بیٹہی رہتی ہین اور انہین مین سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منع فرمایا کہ جس آدمیکی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی لے لیوی تو وہ اوسی

اپنی حق کی مثل خیانت کے طور پر لے گو اول شخص صرف اپنا ہی حق لیے یا اوس سے
کمتر لے چنانچہ ایک شخص نے جو اس مسئلہ کو آپ سی پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ جسنی
تیرے پاس امانت رکھی ہی اوسکی امانت ادا کرا ور جسنی تیری ساتھہ خیانت کی تو
اوسکی ساتھہ خیانت نکر یہہ اسلئے فرمایا کہ ایسا کرنا دوسرے شخص کے ساتھہ بدگمانی
کرنی اور اوسکی طرف خیانت لگانیکا ذریعہ ہی علاوہ ازین ایسی صورتمین چونکہ
نفس حریص ہی اسلئے آدمی صرف اپنی حق کی مقدار اور صفت پر کفایت نہین کرتا ہی
زیادہ اور عمدہ دبا لیتا ہی اور انہین مین سی یہہ ہے کہ ساجھی کو مختار کردیا کہ شتری
کے ساتھہ جس چیز مین شفعہ پہنچتا ہو نکال لیوی تاکہ شرکت اور میل کے فساد کا ذریعہ بند ہوجاوے
اور بیچنی سی پہلی دونو شریکون مین سی کسیکو نہین پونہچتا کہ اپنی ساجھی کا حصہ اوسکی قبضہ
سی نکال لے مگر جب بائع کو اپنی حصہ کی رغبت نرہی اور فروخت کی لئی اوسکو پیش کیا تو
بائع کا شریک اس چیز کا مستحق زیادہ ہی اسلئے کہ اسصورت مین شریک کا نقصان نہوگا
اور بائع کا بھی خود کچھہ ضرر نہین کیونکہ شریک دس چیز کو اوتنی ہی دام کو لیگا جتنے کو
اجنبی لیتا اور اسیوجہہ سی ٹہیک یون ہی کہ شفعہ کے دور کرنیکی لئے حیلہ کرنا جائز
نہین اور حیلہ کرنے سی شفعہ ساقط نہین ہوتا اسلئے کہ اوس کے ساقط کرنے
پر حیلہ کرنا اوس حکمت کو توڑنا اور باطل کرنا ہے جسکے لئی شفعہ مشروع ہوا ہے

باب الشرب

شرب سے مراد ہی حصہ من الکنواں وغیرہ اور عرف مین اوس حق کو کہتے ہین
جو شریک کو اپنے حصہ کی پانی سی حاصل ہو اور بیع سی پہلے شریک کو اوسکی
حق بیچنی کا اختیار ہی اسلئے کہ اوسکو اوسکی بیچنی سی ضرر ہوتا ہی اور
ضرر کو دور کرنا واجب ہی اور بیع سی پہلے اوسکو اوسکی بیچنی کا اختیار
نہونا اوسکو ضرر ہی اور ضرر کو دور کرنا واجب ہی اور بیع کے بعد
شریک کو اختیار نہونا اوسکو ضرر ہی اور ضرر کو دور کرنا واجب ہی
اور بیع کے بعد شریک کو اختیار نہونا اوسکو ضرر ہی اور ضرر کو دور کرنا واجب ہی

اور انہین مین سے ہی یہہ کہ دشمن کی شہادت اور شریک کی گواہی جس چیز مین کہ
وہ شریک ہوا اور وصی کی گواہی اوس معاملہ مین کہ وہ وصی ہو مقبول نہین اور نہ
لڑکے کی گواہی اوسکی مان کی سوت پر اور نہ قاضی کا حکم خود اپنی علم پر مانا جاتا
ہی اور انہین مین سے یہہ ہی کہ سنت اسبات پر جاری ہوئی کہ صرف ماہ رجب کا روزہ
اور اکیلے جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہی تاکہ کہین بعض اوقات کو عبادت کے لئے
خاص کرنیکا ذریعہ نہو جاوے جو شریعت مین وارد نہین غرضکہ حیلونکا جائز رکھنا
ذریعونکی بند کرنیکا مخالف اور ضد ہے شفعہ ہی کو دیکھہ لو کہ شارع نے خریدار کے
پاس سی حصہ فروخت شدہ کا نکل جانا مصلحت اور خرابی کے دور کرنیکو مباح کیا ہی
اور فرمایا کہ ایک حصہ کا مالک اپنا حصہ نہ بیچے جبتک کہ اپنی شریک کو اطلاع نکرلے پہر شریک
چاہی لے اور چاہی چھوڑدی اور حیلہ گر بائع کو یہی کہتا ہی کہ اقسام کے حیلے کر
جس سی شریک لینی پاوی اور بڑی مصیبت یہ ہی کہ حیلہ کرنیوالا ظاہر یہہ کرتا ہی کہ مین نے
وہی کام کیا جسکی اجازت شارع نے دی ہی اور مباح کیا ہی اور یہہ کہ شارع نے
اختیار دیا ہی کہ مکر و فریب اور حیلہ سی شریک کا حق دور کردی اور مقصود ہمکو حیلون کے
حرام ہونیکا بیان کرنا ہی اور یہہ کہ حیلہ گرون کے مقصود کے خلاف حکم ہوا کرتا ہی
پس حیلہ دو حال سی خالی نہین یا ایک کیطرف سی ہو یا دو اور زیادہ کیطرف سے

پس اگر دو کیطرفسے ہو مثلاً عقد بیع ہو جسپر سود کے لئے دونونے موافقت کی ہو
جیسے بیع عینہ[۵۱] مین ہی تو یہہ حکم دیا جاویگا کہ دونو عقدین فاسد ہین اور اول
شخص کو اوسکا اصل مال واپس دلایا جاویگا جیساکہ حضرت ام المومنین عائشہ رضہ نے
فرمایا ہی اور جو چیز قبضہ مین آئی اوسکا حال اوس چیز کا سا ہوگا جو سود کے عقد سے
قبضہ مین آوی کہ اُس سے نفع لینا حلال نہوگا بلکہ اوسکا پھیر دینا واجب ہوگا اگر
قابض کے پاس موجود ہوگی اور اگر جاتی رہی ہوگی تو اوسکا عوض دینا ہوگا اور یہی
حال ہے اگر دونونے اکٹھا کیا عقد بیع اور قرض کو یا اجارہ اور قرض کو خواہ
مضاربت[۵۲] یا شرکت یا مساقات[۵۳] یا مزارعت کو قرض کے ساتھہ کیا تو اِسصورتمین دونو
معاملے خراب ہونگے اور واجب ہوگا کہ جس مال کو قرض ٹھہرایا تھا اوسکا بدل پھیر دیا
جاوے اور دوسرا معاملہ فاسد ہی اور ایسا ہی اگر نکاح ہو جسپر دونو متفق ہو جاوین
تو اوسکا حکم مثل فاسد عقد دنکی ہوگا۔ اور اسیطرح اگر ہبہ پر یا بیع پر زکوۃ کے
ساقط ہونیکی لئے متفق ہو جاوین یا ہبہ پر نکاح فاسد اور وقف فاسد کے درست کرنیکی لئے
اتفاق کرین تو یہہ عقود فاسد ہونگی مثلاً عورت اپنے غلام سے صحبت کرنی چاہی اس مطلب
کی لئے اوسکو کسی مرد کو دیڈالے اور وہ شخص اُس غلام کا نکاح اوس عورت سے
کردے جب وہ اپنا مطلب غلام سے نکال چکی تو اوسکو مرد مذکور سے مانگ لے اور وہ شخص

[۵۱] بیع عینہ ایک کو قرض اور دوسرے کی خدمت اور اسکی تفسیر ہو رہی ہے

[۵۲] مضاربت ایک کا مال اور دوسرے کی محنت ہو

[۵۳] مساقات ایک کا درخت اور دوسرے کی خدمت ہو

فان کان ممن اثنین فان
کان عقد بیع تواطآ علیہ
اختار احل الربوا کما ف
العینۃ حیث صرفتا
الاول راس مالہ کما قالت
ام المومنین بعقد یبوا الاجل الانتفاع بالثمن
المقبوض بعقد لم یکن بانفاقا وبان لم یکن
والقرض اوا جارۃ او قرض اومضاربۃ
او قرض حیث صرفتا
ان ہبۃ علیہ یبدل قالہ الذی بجعلہ
قرضا والعقد الاخر فاسد وکذا
ان کان نکاحا تواطآ
علیہ کان حکمہ حکم العقد
الفاسد وکذا ان تواطآ علی ہبۃ
او بیع لاسقاط الزکوۃ او علی
ہبۃ لتصحیح نکاح فاسد او
وقف فاسد مثل ان یزید
موافقۃ ثم یطلقہا قبل الدخول
فیرجع بنصف ما اصدقہا
ممنوع اصلا وہبۃ من الرجل

غلام کو عورتکو دیدے اور عورت کے مالک ہونیسے نکاح جاتا رہی اور اگر حیلہ ایک
طرفسے ہو تو اوس حیلہ مین اگر صرف حیلہ گر ہی مستقل ہو تو اوس سی اوسکی غرض حاصل
نہوگی اور عقد فاسد ہوگا مثلاً اپنے بیٹے کو مال ہبہ کرکے چاہتا ہی کہ پھر لیلون
تاکہ مجھپر زکوۃ واجب نہو تو اسپر سے زکوۃ ساقط نہوگی کیونکہ اس ہبہ کا ہونا اور
نہونا برابر ہی لیکن اگر مقصود ظاہر ہوگا تو اوسپر حکم ظاہر و باطن دونومین مترتب ہوگا
ورنہ صرف باطن مین حیلہ فاسد رہیگا اور اگر حیلہ ایسا ہی کہ اوسمین خود مستقل نہین
دوسرے کا بھی لگاؤ ہی مثلاً حلالہ کرنیکی نیت کرے اور عورت سی ظاہر نکرے یا
عورت سی رجعت اوسکی ستانیکو کرے یا اپنا مال وارثونکی نقصان کے لئے ہبہ کردے
یا اور اسطرح کا معاملہ ہو تو اسطرح کے عقود اور ہبہ اُن شخصونکی نسبت کرجو اونکے
مقصود سی واقف ہین باطل ہین اور مرد کو جائز نہین کہ عورت سے صحبت کرے اور
اگر وہ مرجاویگی تو اوسکا وارث بھی نہوگا اور اسطرح کے عقد مین اگر جسکے واسطے ہبہ کیا ہی
اور جسکے لئے وصیت کی ہی اونکو اُس شخص کی غرض معلوم ہوجاویگی تو اونکو باطن مین
ملک حاصل نہوگی اور نہ نفع لینا ہبہ اور وصیت کی چیز سے درست ہوگا بلکہ اوسکو
پھیر دینا واجب ہوگا۔ رہا دوسرا شخص جسکو اوس عقد کی غرض معلوم نہین تو
اوسکی نسبت کہ عقد مذکور درست ہی اور اوس سی صحیح عقد کا سا مقصود حاصل ہوگا

اور اگر حیلہ حیلہ گر کے فائدہ کے لئے ہو مثلاً بیمار آدمی طلاق دیوے تو طلاق درست ہوگی اسنظر سے کہ اوسنے اپنی ملک اٹھادی اور اسوجہ سے درست نہوگی کہ اوسنے عورت کو میراث سے روکدیا اسلئے کہ بیمار کو ارث کے علیحدہ کرنیکی ممانعت ہے ملک صحبت کے دور کرنیکی ممانعت نہین۔ اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سے انجام کو حیلہ گر کی غرض نکلتی ہو مثلاً ایام گرما مین اس لئے سفر کرے کہ روزہ جاڑے دنمین رکھنا پڑے تو اس سے اوسکی غرض حاصل نہوگی بلکہ اوسکو سفر ہی مین روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ مین کہتا ہون کہ اسکی نظیر ہے جو مالکی کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنیکی اجازت مباح نہین بشرطیکہ اونکو خود مسح کے لئے پہنا ہو اگر اس صورت مین مسح کریگا تو درست نہوگا اور سب نمازونکا قضا پڑہنا اوسپر واجب ہوگا جو اس طرحکے مسح سے بڑہی ہونگی اور مسح کی اجازت اوسی شخص کے حق مین ثابت ہے جو موزون کو حاجت کے لئے پہنے یعنی سردی خواہ سواری وغیرہ کی ضرورت سے پہنے تو وہ اون پر مسح کرے کیونکہ اوسکو اونکا نکالنا دشوار ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہین کہ حیلہ کا فعل اگر ایسا ہو جو دوسرے حق کے ساقط کرنیکی طرف پہنچادی جیسے اپنے باپ یا بیٹے کی بیبی سے صحبت کرے تاکہ اونکا نکاح ٹوٹجادی یا عورت اپنے خاوند کے بیٹے یا باپ سے مباشرت کرے

جن لوگونکے نزدیک یہ فعل موجب حرمت کا ہی تو اسطرحکے حیلے ایسے ہین جیسے
قتل یا چھیننے سی ملک کہو دیجاوی ہی ان حیلونکا بیکار کرنا ممکن نہین اسلئی کہ اس
ذریعہ سی عورت کا حرام ہونا خدا تعالی کا حق ہی اور ضمنا اوسپر نکاح کا ٹوٹنا
مترتب ہوتا ہی اور جو افعال کہ حرام کرنیکے موجب ہین اونمین فعل کا بہی اعتبار نہین
ہوتا چہ جائی کہ قصد کا اور یہہ صورت بمنزلہ اسبات کی ہی کہ بہنی والی چیز کے بخس
ہو جانیکی لئی حیلہ کری کہ بہنی والی چیز دنکی نجاست خلط ہونے سی ہوتی ہی اور
مصاہرت کی حرمت حرام طور پر مباشرت سی ثابت نہین ہوتی اور اسوقت مین
صورت اسکی یہہ ہی کہ مرد کی بڑی بی بی یا اوسکی مان اوسکی صغیر سن بیٹی کو دودہ
پلا دی تاکہ اوسکا نکاح جاتا رہی کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا یہان فعل پر موقوف ہی نہ قصد
پر بلکہ اگر دودہ پلانیوالی مجنون ہو تب بھی حرمت ثابت ہوگی جیسی پانی مین کوی چیز
اوسکی نجس کرنیوالی ڈالدے بجا دیکہا اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سی اپنی لئی خواہ غیر
لئی حلال ہو جانیکی صورت ہو مثلا کسی شخص کو مار ڈالے تاکہ اوسکی بی بی کو خود
نکاح کری یا دوسرے سی نکاح کردی تو یہان وہ عورت اوس شخص کے لئی حلال نہوگی
جسکے لئی اوسکی نکاح کا ارادہ کیا گیا ہی بلکہ اوسکی سوا دوسرے کی لئی حلال ہو جاویگی
اسلئی کہ دوسرے کی نسبت کردہ عورت ایسی ہی جسکا خاوند مرگیا ہو یا کسی حق مین

حق ثابت ترتب علیہ فسخ
عنس من ہری ذلک وموجبا
للحنث ہو فعلہ لا احتمال عبارتہ
الاتلاف للملک بقتل او
غصب لا یمکن ابطالہا کان
حرمۃ المراۃ بفعل الشبر
انکاح ضمنا والافعال الموجبۃ
للحنث ہو لا یعتبر فیہا القصد فضلا عن
القصد وہذہ بمنزلۃ ان یحتال علی نجاسۃ
واقع فان نجاسۃ الماء تثبت بالمخالطۃ و
حرمۃ المصاہرۃ لا تثبت بالمباشرۃ الخ
وحینئذ فقصد ذلک وان لم یوجد اثر الکبیرۃ
حیلۃ بخاری ۱۳
وامۃ ہ ان فسخ النکاح لا یتوقف علی الفعل
فان فسخ الرضاعۃ لا یتوقف علی الفعل
ولا علی القصد بل لو کان نائما حین ارضعت
بخلاف فسخ النکاح فہو یتوقف علی الفعل
فعل المرضعۃ الخ بخلاف الرضاع فان
ان تفعل ارضعت او لم تفعل
امرأتہ او بینہ وبینہا عداوۃ
فہنا تشمل المسألۃ لفظ
متن قصد منہ وبہا
فانہا تبانہ منہ وبہا وقال
مات عنہا وہو

خواہ جہاد مین مارا گیا ہو اور اُس شخص کی نسبت کر جسکے لئے نکاح کا قصد کیا گیا ہی
خواہ عورت سے بھی سازش ہو گئی ہو یا نہوئی ہو تو یہ صورت بعض وجوہ سے اِس
صورت کے مشابہ ہی کہ شراب کو ایک جگہہ سے اوٹھا کر دوسری جگہہ سرکہ بنا لیا
بدون اسکے کہ اوسمین کچھہ ڈالا ہو اور صحیح اِسبا مین یہہ ہے کہ وہ شراب پاک نہین
ہوتی اگرچہ وہ خدا تعالی کے فعل سے خود سرکہ ہو جاتی ہے اِسیطرح اُس عورت
کا شوہر اگر بدون اس مرد کے قصد کے مرجاتا تو عورت حلال ہو جاتی اور یہہ
صورت ایسی ہی جیسے کوئی حلال شخص شکار پکڑے اور محرم کے لئے اُسکو ذبح کرے
تو وہ شکار اوس احرام والے پر حرام ہوگا اور حلال شخص پر حلال اور اسکا
حال مثل قاتل کے ہی کہ ترکہ اوسکو نہین دیا جاتا مگر ازانجاکہ مال کیطرف وارثون
کے نفس میل کرتے ہین بخلاف زوجہ کے کہ مرد کی التفات دوسرے کی بیبی کیطرف
اتنی نہین ہوتی جتنی وارث کو مورث کے مال پر ہوا کرتی ہے اسلیئے یون مشروع نہوا
کہ جو شخص کسیکو مار ڈالے تو قاتل پر مقتول کی بیبی بھی حرام ہو جاوی جیسے یہہ مشروع
ہوا کہ جو مورث کو مار ڈالے تو اوسکو اوسکا ترکہ نہ ملے ورنہ یہہ سب باتین اونہین
چیزونمین سے ہین جنمین معاملہ کی حکمت خلاف مقصود کے پائی جاتی ہی اور نہایت
درجہ جو اسکی رد مین کہا جاتا ہی یہہ ہی کہ جو افعال خدای پاک کے حق کیواسطے

حرام کرتے ہین وہ حلال کرنیکو مفید نہین ہوتے جیسے ذبح کرنا شکار کا اور
شراب کا سرکہ بنانا اور نے جگہہ ذبح کر دینا مگر جو افعال آدمی کے حق کی جہت سے
حرام کرتے ہین جیسے چھینی ہوئی جانور کو ذبح کرنا تو وہ حلال ہونیکے مفید ہین
یا یہہ کہا جاوے کہ جو فعل حکم کے ثبوت کے لئے مشروع ہے اوسمین یہہ شرط ہے
کہ مشروع طور پر واقع ہو جیسے ذبح کرنا کہ حلق مین ہونا چاہئے نے جگہہ نہو وے اور
مارڈالنا عورت کے حلال کرنیکے لئے مشروع نہین مگر چونکہ نکاح اجل کے پورا ہوجانے
سے جانا رہا تو حلال ہونا ضمنا اور تبعا حاصل ہوا اور ہوسکتا ہے کہ اسکے جواب
مین یہہ کہا جاوے کہ آدمی کا مارڈالنا خدا تعالی اور آدمی کے دونو کے حق کی
جہت سے حرام ہے اور اسیوجہہ سے اگر آدمی اوسکو مباح کر دے تو حلال ہوجاوے تو
معلوم ہوا کہ حرام وہان مالک پر مالیت کا تلف کرنا ہے نہ روح کا نکالنا۔ اور اختلاف
کیا ہے ائمہ نے چھینی ہوئی چھری وغیرہ سے ذبح کرنیمین اور اسباب مین امام احمد سے دو
روایتین ہین اور علمار کو اختلاف ہے اُس جانور کے ذبح مین جو چھینا ہوا ہو اور امام احمد
نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ حلال ہے اور رافع بن خدیج کی حدیث مین جو لوٹی ہوئی بکری کے
ذبح مین ہے اور دوسری حدیث مین جو اوس عورت کی بابت ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپکے لئے ایک بکری ذبح کی جسکو بدون اوسکے مالک کی اجازت کے

ھذا ان قتل الآدمی حرام لحق اللہ و
حق الآدمی کما ھو منتفی فی الباقی
واختلف العلماء فی ذبح المغصوب
وقد نص احمد علی انہ یذکی فی
المنھوبۃ والحق الآخر فی ذبح
حتی اضاف النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فذبحت بغیر اذنہا
فامرنی ان اطعمہا

ما نقض الحل کذبح الصید
وتخلیل الخمر والتذکیۃ
فی غیر الحل فالحق
حق الآدمی کذبح
المغصوب فانہ یفید
الحل او یقال ان
الفعل المشروع لشبوت
الحکم بشرط فیہ وقوعہ
علی الوجہ المشروع کالذکاۃ
والقتل لو بشرع لحل المراۃ وانما انقضی
الحل ضمنا وتبعا ویمکن ان یقال فی جواب

لیلیا تہا مذکور ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بکر بکو قید یونکو کہلا دو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو جانور بدون اذن مالک کے ذبح کیا جاوی تو جسکے لئی ذبح ہوا
اوسکو اوسکی کہانے سی منع کیا جاوی نہ اوسکی سوا اور ونکو جیسے شکار کو حلال اوسی
احرام والے کیواسطی ذبح کری اور صالح نے اپنے باپ سی یعنی امام احمدؒ سی نقل کی ہی کہ
اگر کوئی شخص بکری چرا کر ذبح کری تو اوسکا کہانا چور کو حلال نہین صالح کہتے ہین کہ مین نے
پوچہا کہ اگر اوسکو مالک کو واپس کردی فرمایا کہ کہائی جاوی تو اس روایت سی یہہ نکلتا
ہی کہ وہ ذبح کرنیوالے پر حرام ہی بلا قید اسلئی کہ امام احمدؒ کا قصد حرام کرنیکا اگر اسجہت سی ہوتا
کہ مالک نی اوسکی کہانیکی اجازت دی تو ذبح کرنیوالے پر حرام کرنیکی تخصیص نفرماتے
تو یہہ قول جسپر حدیث حقیقت مین دلالت کرتی ہی اسبات پر بطریق اولی حجت ہی کہ ویسی
عورت اوس مرد پر حرام ہووے جسنے اوس سی نکاح کی غرض سی اوسکی شوہر کو مار ڈالا نہ
اوسکی سوا دوسرے مرد پر یہہ سب تقریر ہماری شیخ ابن تیمیہ کی ہی اور اب یہہ معلوم کرنا چاہیے
کہ امام احمد اور مالکؒ کی قاعدہ پر حرام ہونا کئی وجہونسی عام ہے اول اسوجہ سی کہ
جو حیلہ کیا کرتا ہی اوسکے مقصود کے خلاف ہوا کرتا ہی جیسی طلاق دینا اوس شخص کا جو
عورتکو ترکہ سی محروم کرنیکی جہت سی مرض موت مین طلاق دیدے یا وارث اپنی مورث کو
مار ڈالے یا وصیت کرنیوالیکو موصی لہ مار ڈالے یا غلام براپنی آقا کو مار ڈالے اور دم درلیونکی بند کرنیکی جہت سے

فقال اطعموها الاسارى

وفى هذا دليل على ان

المسلم يجوز له الاكل من

هديه بعض المشركين

باب فى عقره بهيمة الانسان

ونحوها

وقف نقل صالح عن ابيه فى

من عقر شاة فقال لا يجبر الا

يعنى ان قتلها فقال لا يجبر

قال نوكل فقال لا ان

حرام على من ذبح ان يأكل

الخ يعنى من ذبح ان المالك لم يأذن فى الاكل

كتاب الجهاد

لقوله ان الذى حرم عليه الخ هذا القول

لبعضهم مثل هذه المسألة على القاتل

ليس بوجه فى غير هذه الصورة بطريق الاولى

هذا كله كلام شيخنا وبعد فالتخريج

مطلقا قلى قواعد تحمل فى مالك

من وجه مستقل بذاته منتفيا

مقابلة الفاعل بفقيض قصده

كطلاق الفار

وقاتل مورثه وقاتل

الموصى له وكذلك لو ذا قتل

سيده ومتهاتس الذى راقم

ششوم حیلونکے حرام ہونیسے چہارم شراب کے سرکہ بنانیکی قاعدہ سی جیسا کہ ہمارے
شیخ نے ذکر کیا ہے واللہ اعلم فرمایا کہ خلاصہ یہہ کہ حیلے دو طرحکی ہین قول اور فعل جو حیلے قول کے
ہین تو اونکی احکام کے ثبوت کی لئی عقل شرط ہی اور قصد معتبر ہے اور وہ کبھی صحیح
ہوتے ہین اور کبھی فاسد پھر جنکا حکم ثابت ہوتا ہی اونمین سے بعض ایسی ہین کہ اونکا
توڑنا اور اُٹھانا بعد واقع ہونیکے ممکن ہے جیسی بیع اور نکاح اور بعض ایسے ہین
کہ اونکا توڑنا اور باطل کرنا ممکن نہین جیسے آزاد کرنا اور طلاق دینا ہی تو اس
قسم کے حیلہ سی اگر فعل حرام کا قصد کیا جاوی یا واجب کے ساقط کرنیکا ارادہ کیا
جاوی تو ہو سکتا ہی کہ اوسکو سب وجہون سی باطل ٹھہراوین یا ایسی وجہ سی باطل کرین
جس سی حیلہ گر کا مقصود باطل ٹھہری اسطرح کہ جس غرض سی اوسنی وہ حیلہ کیا ہو وہ
اوسپر مترتب نہو جیسے صحابہؓ نے مریض کی طلاق مین حکم دیا کہ طلاق ہوئی مگر عورت
ترکہ سی محروم نہوگی - اور حیلے کی افعال اگر حیلہ گر کے لئی رخصت کی مقتضی ہونگی تو
اجازت حاصل نہوگی مثلاً سفر کرنا نماز کی کمی یا روزہ کے افطار کے لئی اور اگر غیر کے
حقین حرمت کے مقتضی ہونگی تو وہ کبھی ہو جاویگی اور بمنزلہ نفس اور مال کے ضائع
کرنیکی ہوگی اور اگر حلت عام کی مقتضی ہون خواہ بذات خود یا بدلہ ملک کی جاتی رہنی
کے تو یہہ مسئلہ قتل کا اور شکار کے ذبح کرنیکا حلال شخص کیواسطے اور چھینی ہوئی جا

کے ذبح کرنیکا چھیننے والیکے لئی ہی حاصل یہہ کہ حیلہ کے فعل سی اگر مباح کرنا
کسی حرام چیز کا مقصود ہوگا تو وہ اوسکی حق مین حلال نہوگی اور اگر غیر کے ملک کے
زائل کرنیکا قصد کیا جاویگا تاکہ فاعل کیواسطی حلال ہوجاوے تو قیاس یہی چاہتا ہے
کہ اوسکی لئی حلال نہو گو غیر کے لئی حلال ہوجاوے اور قسم اولین داخل ہی عورت کا
حیلہ کرنا نکاح توڑنے کے لئی مرتد ہونے سی کہ وہ ایسی ہی شخص کیطرف جاویگی جو
کہتا ہی کہ جدائی مرد اور عورت مین صرف مرتد ہونے سی فوراً ہوجاتی ہی یا جو یہہ
کہتا ہے کہ عورت کو قتل نکیا جاوے تو واجب اس جیسی حیلہ مین یہہ ہے کہ اوس سے
نکاح نجاوی بلکہ عذاب اور قتل کی جہت سی تو مرتد شمار ہو اور نکاح کی جانیکی اعتبار
سی غیر مرتد گنی جاوی یہانتک کہ اگر حالت مرتدی سی رجوع ہونے سی پہلی مرجاوی یا
ماریجاوی تو مرد اوسکی میراث کا مستحق ہوگا مگر اوسکو اوس عورت سی حالت مرتدی
مین صحبت کرنا جائز نہین اسلئی کہ بیبی کی صحبت بعض اوقات اوسکے طرف کے سبب ہونے
سی حرام ہوجاتی ہی جیسی مثلاً عورت احرام باندہ لے مگر جب ثابت ہوجاویگا کہ وہ
مرتد ہوگئی اور کہیگی کہ مین تو نکاح توڑنیکی لئی مرتد ہوئی ہون تو اوسکا قول مقبول
نہوگا اسلئے کہ یہہ صورت ہر ایک مرتدہ کی نکاح کی از سر نو ہونیکا ذریعہ ہوجاویگی
یعنی اوسکو سکھلادیا جاویگا کہ کہدی کہ مین نکاح توڑنیکو مرتد ہوئی ہون اور یہہ

وجہ بھی ہے کہ عورتکو اسبابمین تہمت ہوچکی اور نیز اسجہت سی کہ کلیہ یہی ہی کہ
عورت سب احکام مین مرتدی ہی **فصل** اور بخاری نے اپنی صحیح مین جسلونکی باطل ہونے
پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ارشاد سی استدلال کیا ہی کہ چاہیئے کہ متفرق مال اکٹھا
نکیا جاوے اور نہ اکٹھا مال ادہر اودہر کیا جاوے صدقہ کے خوف سے یعنی زکوۃ کے ڈر سے
ایسا حیلہ نکیا جاوے تو یہہ نہی عام ہی سال کے پیشتر اور اوسکے بعد کو اور اس
ارشاد سے جو طاعون کے بابمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
جب تو باکسی جگہہ مین پڑے اور تم وہان موجود ہو تو وہان سے بھاگ کر نکلو
اور اس حدیث سی بخاری کا استدلال کرنا اونکی باریک بینی سے ہی اس لئے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا ہو کہ بندہ پر اگر تقدیر الہی نازل
ہو تو قضاء الہی پر راضی اور اوسکے حکم کو مانکر اوسکی تقدیر سے نہ بھاگے تو
خدا تعالی کا امر اور دین اگر بندہ پر آوی اوس سی بھاگنا کیسے جائز ہوگا اور ایک
استدلال اسطرح کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ بچی ہوئے
پانی کو اس غرض سی پیچ کہ اوس سی گہاس رد کدی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جو
چیز بذات خود حرام نہین ہوتی جب اوس سی امر حرام مقصود ہوتا ہی تو وہ حرام
ہوجاتی ہی اور امام احمدؒ نے جسلونکی باطل اور حرام ہونے پر اس سی حجت نکالی ہے کہ

وان الاصل اعتبار النیۃ فی ذلک

فضل وقد استدل البخاری فی جامع الصحیح علی بطلان الحیل بقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ فان ھذا النہی یعم قبل الحول وبعدہ وبقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ وھذا مبنی دقیق فطن لہ البخاری رضی اللہ عنہ فانہ اذا نہی عن الفرار بقضاء اللہ وتسلیما لحکمہ اذا مرض بالجذام مثلا فکیف بالفرار من المرض والموت بالطاعون اذا نزل بہ وہو فی بلدہ وبانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن بیع فضل الماء لیمنعہ بہ الکلاء فقال علی ان الشیء اذا نہی عنہ لغیرہ صار ممنوعا لعینہ وفی نفسہ غایۃ ما فی الباب ان ھذا وجہ خفی وتحقیق علی بطلان الحیل وتحریمہا

باب لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالیکو لعنت کیا ہی اور اس حدیث سی کہ ایسا
نکرو جیسا یہودیون نے کیا ہی کہ ادنی حیلون سی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو حلال
جانوا ور شفعہ کے ساقط کرنیکی لئی حیلہ کے حرام ہونے پر اس حدیث سی سند کی ہی کہ ایک
شریک کو فروخت کرنا اپنی حصہ کا جائز نہین جبتک کہ اپنی شریک کو اطلاع نکری اور جو شخص
قران اور حدیث کو سوچی وہ حیلونکی حرام اور باطل ہونیکا یقین کریگا اسلئی کہ قران دلالت
کرتا ہی اسبات پر کہ مقصود اور نیتین تصرفات اور عادات مین معتبر ہین جسطرح کہ عبادات اور تقرب
کی چیزون مین معتبر ہین جیسے اللہ تعالی رجعت کی آیت مین ارشاد فرماتا ہے

ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا یہ صریح ہی اسباب مین کہ رجعت اوسی شخص کے لئی ثابت ہوگی
اور ست بند کرو اونکو ستانی کو نا زیادتی کرو ۱۲

جو قصد درستی کا کرے نہ ضرر کا اور آیت خلع مین ارشاد ہی ولا یحل لکم ان تاخذوا
اور تمکو روا نہین کہ لیلو کچھ

مما اتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما
اپنا دیا ہوا عورتون کو مگر کہ وہ دونو ڈرین کہ نہ نبھینگے نہین قاعدے اللہ کے پھر اگر تم لوگ ڈرا دگے وہ نہ نبھینگے پھر
حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ اس سی بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس خلع
قاعدے اللہ کے تو نہین گناہ دونون پر جو بدلا دیکر چھوٹے عورت ۱۲

کی اجازت دی گئی ہے وہ اوسی صورت مین ہے کہ خاوند بی بی کو یہ ڈر
ہو کہ اللہ تعالی کی حدود کو قائم نرکہین گے اور یہہ کہ دوبارہ نکاح اوس
صورت مین مباح ہوتا ہی جب دونو اسبات کا گمان کرین کہ خدا تعالے کے حدود
کو قائم رکہینگے اسلئی کہ اللہ تعالی نے خلع کی بابمین شرط حدود کے نہ قائم رکہنی کی فرمائی ہے

باب ۱۳

دل علی ان القران والسنۃ جوز جمیع ما یتعارفہ الناس من البیوع والاجارات
والعقود والتصرفات والعادات کما جوز فیھا ما یتعارفہ الناس من الاثمان
فی الذمۃ وقولہ تعالی فی ھذہ الآیۃ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک
فقد ظلم نفسہ وقولہ لا یجد الرجل ما یشتمل علی قضاء الصلاح دون الفراق وقولہ فی ھذہ الآیۃ الخلع
الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما
افتدت بہ وقولہ فی ھذہ الآیۃ فلا جناح علیھما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما
حدود اللہ وان الظن ھنا بمعنی الیقین لان الخوف لا یکون الا بعد الیقین
وقولہ فی ھذہ الآیۃ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ
فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود اللہ وقولہ
فی ھذہ الآیۃ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ

اور نکاح مین دوبارہ آنیکی شرط حدود الہی کے قائم رکھنیکے گمان کو فرمایا۔

اور آیت فرائض مین ارشاد ہی مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ
بعد وصیت کی جو ہو چکی ہو یا قرض کے جب اور ورثا کا نقصان نہ کیا ہو ۱۲

اور فرمایا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ط
اور نہ اونکو بند کرو کہ لے لو اونکا کچھ اپنا دیا مگر کہ وہ کریں بے حیائی ظاہر ۱۲

اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر عورت پر زبردستی کری تاکہ وہ کچھ دیکر اپنی آپکو مرد سے چھوڑ لے اور خاوند اوسکی واسطے عورت پر ظلم کرتا ہو تو جو کچھ عورت اوسکو دیگی وہ خاوند کو حلال نہوگا اور نہ اوسکی ملک مین آویگا چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ — اور اسی
حلال نہین تمکو کہ میراث مین لے لو عورتین زبردستی اور نہ اونکو بند کرو کہ لے لو اونسے کچھ اپنا دیا ۱۲

مین ہی یہہ کہ خرما کا توڑنا ہر ایکوقت مین مباح ہی مگر چونکہ باغ خیروان والون نے رات مین توڑنے سے فقیرونکا محروم رکھنا قصد کیا تو اللہ تعالی نے اونکی سزا یہہ کی کہ باغکو تباہ کردیا پھر فرمایا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ وپھر حدیث مین رات کو
اور آخرت کی آفت سو سب سے بڑی ۱۲

خرما توڑنے کی کراہت آئی اسوجہ سے کہ رانکو توڑنا ذریعہ اوس بڑی خرابی کا ہے

اسپر امام احمدؒ وغیرہ نے نص کی ہی حیلے والے یون کہتے ہین کہ تمنے ہمکو وہ دلیلین سنائین جنسے کل حیلونکا بطلان معلوم ہوتا ہی اب تم وہ امور سنو جنسے کہ حیلونکی جائز اور مستحب ہونے پر ہمارا عذر درست ہوتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ یہانتک کہ فرمایا لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً
جن لوگونکی جان قبض کرتے ہین فرشتے اوس حالمین کہ وہ برا کر رہے ہین اپنا ۱۲ — نکر سکتے ہین تلاش

وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ دیکھو اللہ تعالی نے اُن
اور بچانے سے ہین راہ سو ایسونکو امید ہے کہ اللہ معاف کرے ۱۲
لوگونکا عذر مانا جبکہ اُن سے کوی حیلہ نہ بن سکا جسکے باعث حرام سے بچتے یعنی
کافرونکی درمیان نرہتے اِس سے معلوم ہوا کہ جو حیلہ حرام سے بچاوے اوسکا کرنا
مستحب ہے اور اوسکی کرنیکی اجازت ہے اور اکثر حیلے جو تمنے زمانے اِسی قسم کے ہین
کہ وہ حرام سے بچاتے ہین اور اسی وجہ سے بعض لوگونے جو حیلہ کے جواز مین کتاب
لکھی ہے اوسکا نام المخارج من الحرام والتخلص من الاثام رکھا ہے مثلاً بیع عینہ کہ ربا سے
چھوڑا دیتی ہے اور عقد اجارہ اور مساقات کو اکٹھا کرنا اسبات سے بچاتا ہے کہ پہل
کو گذرانے کے پیشتر فروخت کرے اور آدمی اگر اپنا مال برس روز سے پیشتر اپنی
اپنی لڑکی یا بیبی کو ہبہ کردے تو زکوۃ ندینے کے گناہ سے بچاتا ہے جیسے زکوۃ کا نکالنا
اوس گناہ سے بچاتا ہے کیونکہ گناہ سے بچنے کے دو طور ہین اور اللہ تعالی نے تنگی کو
دور کردیا اور اُس سے بچنے کیطرف ہمکو بُلایا ہے اور بچنا بعض اوقات حیلہ سے ہوتا ہے
مثلاً اگر کوئی شخص طلاق کی قسم کہا دے کہ مین اپنی بابکو مار ڈالونگا یا شراب پیونگا تو ایسی
صورتمین حیلہ کرنیسے شرابخواری کے گناہ سے بھی بچیگا اور اپنی باپکے مار ڈالنے اور
بیبی کے جدا ہونیکی خرابی سے بھی محفوظ رہیگا اور جو لوگ حیلہ کو معتبر نہین سمجھتے اونکی
نزدیک اوس شخص کے لئے کوئی نکلنے کی راہ نہین بجز اسکے کہ طلاق پڑجاوے - اور

وعلامة الحيل التي انكرتم كذلك فانها تخالف
من احكام مستنبطة ماخوذون فيها
ذلك كتابه المخارج من الحرام والتخلص من الاثام وهو
من الاقوام فان العينة تخلص من الربا
والجمع بين الاجارة والمساقاة تخلص من
بيع الثمرة قبل بدو صلاحها وهبة الحمل
ماله قبل الحمل لولده وامرأته تخلصه من تعجيل
الزكوة كما تخلصه اخراجها فما طريق
التخلص الله تعالى في الحرج ودنا لك
التخلص منه وقد لا يكون الا بالحيل فان الرجل
اذا حلف بالطلاق ليقتلن اباه
او ليشربن الخمر فكان في الحيلة
تخليصه من مفسدة قتل
ذلك ومن مفسدة تخريبه
بيتهو مفارقة اهله ومن كبيرة
الحيلة ليس لها عنه
الحج لا بوقوع الطلاق

حیلہ کے بیان مین ۱۲

اسیطرح اگر کسی شخص کی بیبی پر تین طلاقین پڑگئی ہون اور اوسکو اپنی بیبی کے بدون
صبر نہو تو اوسکو لئی ہم یہہ حیلہ کرینگے کہ اُسعورت کا نکاح ایک غلام سی کرینگی جب وہ اُس
سی صحبت کرلیگا تو اُس غلام کو عورت کے نام ہبہ کردینگی اہس سی اوسکا نکاح ٹوٹجاویگا
اور وہ عورت اپنی خاوند پر جسنی طلاق دی تہی عدت گذرنیکی بعد حلال ہوجاویگی اور
اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ یعنی جب
(اور پکڑ اپنی مٹھی مین سینکون کا مٹہا پہر اوس سی مار اور قسم مین جھوٹا نہو)
حضرت ایوب کی بیبی نے آپکی سامنی وہ بات کہی جو شیطان نے اُن سی کہی تہی کہ اگر
تیرا خاوند ایک بول بولے تو اوسکا سب مرض دور ہوجاے تو آپنے اپنی بیبی سے
بقسم فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجکو اہس بیماری سی کہڑا کریگا تو مین تجکو سو کوڑے مارونگا
پس الہہ تعالی نے حضرت ایوب کو اونکی قسم سچی کرنیکو یون حکم دیا کہ ایک جہاڑو
یعنی ایک مٹہا مثل خرما کی ترشاخونکی لیکر اوسکو ایکدفعہ مار دو اور حضرت ابوسعید
خدریؓ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربواسی بچنے کے لئی ارشاد فرمایا
ہی حضرت ابوسعید فرماتے ہین کہ حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس برنی
خرما لائے آپنے اون سی فرمایا کہ یہ کہان سی لائی اونہون نے عرض کیا کہ ہمارے پاس
خراب خرما تھی اونمین سی دو صاع مین نے ایک صاع کے عوض مین آپکی کہانیکی لئی
بیچڈالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آہ نرا سود ہے ایسا نکرو اگر تم مول لینا چاہو

الثلاث ولا صبر له عن امرأته — فحلف له بان زوجها ما بعد — فوطيها ثم وهبها منه فانفسخ — نكاحه وحلت لزوجها الاول — بعد انقضاء العدة وقال — الله تعالى لايوب عليه السلام — وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث انا وجدناه صابرا — نعم العبد انه اواب — زوجته ان قامني الله من مرضي لاجلدنك — مائة جلدة لما عرضت عليه ما قاله لها — ابليس من انه لو تكلم صاحبها بكلمة — وحل لكشف عنه كل ضر فاذا به الله بان ايوب — ضغثا وهو اخذة من شئ مثل الشماريخ — الرطبة فيضربها به ضربة واحدة وقال النبي — صلى الله عليه وآله وسلم الى التخلص — من يمينه بابي سعيد الخدري عن النبي — صلى الله عليه وآله وسلم — فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم — تمر ردي فبعت منه صاعين — بصاع فقال — النبي صلى الله عليه وآله وسلم — اوه عين الربا لا تفعل ولكن اذا

تو اپنی خرما کو دوسری بیع سی بیچڈالو پہر اونکی دامونسی اچہی مول لے لو اور ایک روایت
مین یون ہی کہ جمع یعنی خراب خرما کو درہمون کے بدلے مین بیچدو اور درہمون سی جنیب
یعنی عمدہ خرما مول لے لو اور جمع اور جنیب خرما کی دو قسمین ہین اور یہہ ایک قسم حیلہ کی ہی
اسلئی کہ جس سی خرما خریدتا ہی اوسکی ہاتھہ بیچی یا غیر کے ہاتھہ دونو مین کچہہ فرق نہین فرمایا
تو یہہ ارشاد بیع عینہ وغیرہ کی حیلہ کیطرف راہ بتاتا ہی اور حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی
کہ جس قول سی گناہگار ہوتا ہو اوس سی خوف کیوقت کنایہ اور اشارہ سی بچنا جائز ہی
اور یہہ قول مین حیلہ ہی جیسا اول حیلہ عمل کا تھا قول کے حیلہ کی مثال یہہ ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکونکی ایک طلایہ سی ملی آپکے ہمراہ رکاب چند اصحاب تھے مشرکون نے
پوچہا کہ تم کن لوگونمین سی ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ماء سی ہین
اور اس سی مراد آپکی خدا تعالی کا یہہ قول تہا خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ پس مشرکون نے ایک
دوسرے کیطرف دیکہا اور کہا کہ یمن کے قبیلے بہت ہین شاید یہہ لوگ اونمین سی ہونگے
اور یہہ وجہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا ہی کہ مجکو تعجب ہی کہ جو شخص کنایونکو جانتا ہی وہ جہوٹ
کسطرح بولتا ہی اور اللہ تعالی نے حضرت یوسف ع کو اپنے بہائی کے لینیکا حیلہ سکہلایا
کہ اونکی کجاوہ مین کٹورہ رکہکر اونکو چور ظاہر کرو حیلونکی منکر کہتے ہین کہ حیلے تین
طرحکے ہین ایک قسم تو ثواب اور طاعت ہی اور ایک قسم مباح اور جائز ہے

فی بیان الحیلة ۱۳

فقال المشرکون نحن من ماء فقال صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نحن من ماء دافق فضل بعضهم على البعض
فقالوا انتم اکثر یمن کثیر لعلهم صحفوا المعاریض کیف
قال عمر عجبت لمن یعرف المعاریض کیف
یکذب فقد علم اللہ یوسف
لاحتیال لاخذ اخیه
باظهار انه سارق ووضع
الصواع فی رحله قال ابن کثیر
الحیل ثلاثة اقسام
قسم قربة وطاعة و
قسم مباح وجائز

کرا وسکا کرنا نکرنیکی نسبت کر غالب ہی یا اوس حیلہ کا خلاف اوسیکی مصلحت کے تابع
ہے اور ایک قسم حرام اور اللہ پاک کو فریب دینا ہی اور اوسکو واجب کے ساقط
کرنے اور مشروع امر کے باطل کرنے اور حرام کی ہوئی چیز کے حلال کرنیکو متضمن
ہے ائمہ سلف اور حدیث والے جو حیلہ کا انکار کرتے ہین وہ یہی قسم ہی اسلئے کہ
حیلہ خود تعریف اور مذمت کیا نہین جاتا بلکہ جس امر پر حیلہ کیا جاتا ہی وہ اگر اچھا
ہی تو حیلہ اچھا ہی اور اگر وہ برا ہے تو حیلہ بھی برا ہی اگر وہ طاعت ہی تو وہ بھی طاعت
ہی اور معصیت ہی تو وہ بھی معصیت ہی اور ازانجاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ ایسا نکرو جیسا یہودیون نے کیا کہ ادنی حیلون سی خدا تعالی کی حرام کی
ہوئی چیزونکو حلال جانو اسلئے فقہا کی اصطلاح مین حیلہ جب مطلق بولا جاتا ہی تو اُس
سی ایسی ہی حیلے مقصود ہوتے ہین جنسی محرمات حلال سمجھی جاوین جیسی یہودیون کے
حیلے اور ہر ایک حیلہ جو متضمن خدا تعالی کے حق کے دور کرنیکا ہو اور حیلہ کا حال
مثل فریب دینے کی ہی کہ اوسکی دو قسمین ہین اچھا اور برا اگر حق کے ساتھہ ہو تو اچھا
ہوتا ہی اور اگر باطل طور پر ہو تو برا اچھی قسم کے فریب مین سی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اس ارشاد مین کہ لڑائی فریب ہی اور بری قسم مین سی ہی حدیث عیاض
بن حماد مین جو مسلم کی نزدیک ثابت ہی آیا ارشاد کہ دوزخ والے پانچ ہین اور

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ترتکبوا ما ارتکبت
الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل صارت فی
عرف الفقہا عاذا اطلقت یقصد بہا الحیل التی
تستحل بہا المحارم کالحیل الیہودیۃ وکل حیلۃ تتضمن
اسقاط حق اللہ او ادخال ضرر علی الخلق فہو
محرم او مبطل وذلک کالحیل التی یقصد بہا
التوصل الی محبوب ومنع مکروہ وہی علی نوعین
منہا ما یحرم ویبطل ومنہا ما یجب او یستحب
وہی من حیث ہی لا تمدح ولا تذم
انما تعتبر بالامر الحامل علیہ فان کان
حسنا کانت حسنۃ وان کان قبیحا کانت
قبیحۃ وان کان طاعۃ کانت طاعۃ و
ان کان معصیۃ کانت معصیۃ ولہذا قال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ترتکبوا ما ارتکبت
الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل صارت فی
عرف الفقہا عاذا اطلقت یقصد بہا الحیل التی
تستحل بہا المحارم کالحیل الیہودیۃ وکل حیلۃ تتضمن
اسقاط حق اللہ او ادخال ضرر علی الخلق فہو
محرم او مبطل وذلک کالحیل التی یقصد بہا
التوصل الی محبوب ومنع مکروہ وہی علی نوعین
منہا ما یحرم ویبطل ومنہا ما یجب او یستحب
وہی من حیث ہی لا تمدح ولا تذم
انما تعتبر بالامر الحامل علیہ فان کان
حسنا کانت حسنۃ وان کان قبیحا کانت
قبیحۃ وان کان طاعۃ کانت طاعۃ و
ان کان معصیۃ کانت معصیۃ ولہذا قال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ترتکبوا ما ارتکبت
الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل صارت فی
عرف الفقہا عاذا اطلقت یقصد بہا الحیل التی
تستحل بہا المحارم کالحیل الیہودیۃ وکل حیلۃ تتضمن
اسقاط حق اللہ او ادخال ضرر علی الخلق فہو
محرم او مبطل وذلک کالحیل التی یقصد بہا
التوصل الی محبوب ومنع مکروہ وہی علی نوعین
منہا ما یحرم ویبطل ومنہا ما یجب او یستحب
وہی من حیث ہی لا تمدح ولا تذم
انما تعتبر بالامر الحامل علیہ فان کان
حسنا کانت حسنۃ وان کان قبیحا کانت
قبیحۃ وان کان طاعۃ کانت طاعۃ و
ان کان معصیۃ کانت معصیۃ ولہذا قال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ترتکبوا ما ارتکبت
الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل صارت فی
عرف الفقہا عاذا اطلقت یقصد بہا الحیل التی
تستحل بہا المحارم کالحیل الیہودیۃ وکل حیلۃ تتضمن
اسقاط حق اللہ او ادخال ضرر علی الخلق فہو
محرم او مبطل وذلک کالحیل التی یقصد بہا
التوصل الی محبوب ومنع مکروہ وہی علی نوعین
منہا ما یحرم ویبطل ومنہا ما یجب او یستحب
وہی من حیث ہی لا تمدح ولا تذم
انما تعتبر بالامر الحامل علیہ فان کان
حسنا کانت حسنۃ وان کان قبیحا کانت
قبیحۃ وان کان طاعۃ کانت طاعۃ و
ان کان معصیۃ کانت معصیۃ ولہذا قال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ترتکبوا ما ارتکبت
الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل صارت فی
عرف الفقہا عاذا اطلقت یقصد بہا الحیل التی
تستحل بہا المحارم کالحیل الیہودیۃ وکل حیلۃ تتضمن
اسقاط حق اللہ او ادخال ضرر علی الخلق فہو
محرم او مبطل وذلک کالحیل التی یقصد بہا
التوصل الی محبوب ومنع مکروہ وہی علی نوعین
منہا ما یحرم ویبطل ومنہا ما یجب او یستحب
وہی من حیث ہی لا تمدح ولا تذم
انما تعتبر بالامر الحامل علیہ فان کان
حسنا کانت حسنۃ وان کان قبیحا کانت
قبیحۃ وان کان طاعۃ کانت طاعۃ و
ان کان معصیۃ کانت معصیۃ ولہذا قال
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ترتکبوا ما ارتکبت
الیہود فتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل صارت فی
عرف الفقہا عاذا اطلقت یقصد بہا الحیل التی
تستحل بہا المحارم کالحیل الیہودیۃ وکل حیلۃ تتضمن
اسقاط حق اللہ او ادخال ضرر علی الخلق فہو
محرم او مبطل وذلک کالحیل التی یقصد بہا
التوصل الی محبوب ومنع مکروہ وہی علی نوعین
منہا ما یحرم ویبطل ومنہا ما یجب او یستحب
وہی من حیث ہی لا تمدح ولا تذم
انما تعتبر بالامر الحامل علیہ فان کان
حسنا کانت حسنۃ وان کان قبیحا کانت
قبیحۃ وان کان طاعۃ کانت طاعۃ و
ان کان معصیۃ کانت معصیۃ ولہذا قال

اونمین سے ایک اُسکو ذکر فرمایا کہ صبح اور شام تمکو تمہارے اہل اور مال کی
طرف سے فریب ہی دیتا رہی اور ان آیتونمین بھی بُری قسم مذکور ہی یُخَادِعُونَ
اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ اور اچھی قسم مین سے ہی
اللہ کو اور ایمان والونسے ۱۲ اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین ۱۲
فریب دینا کعب بن اشرف اور ابو رافع کو جو دو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تھے اور فریب دینا نعیم بن مسعود کا بنی قریظہ اور احزاب کو کہ اونمین ایک
ایسی بات ڈالدی جو سبب اونکی جدائی اور پھر جانیکا ہوگئی اسیطرح مکر بھی دو قسمون
پر منقسم ہی اچھا اور بُرا اور اچھی قسم مین سے ہی خدا تعالیٰ کا مکر اصحاب مکر سے
اونکی فعل کے مقابلہ مین جیسا قرآن مجید مین ہے وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور
اور وہ بھی فریب کرتی تھی اور اللہ بھی فریب
وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا اور یہی حال کید کا ہی جیسا اس آیت مین ہی اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ
اور انہون نے بنایا ایک فریب اور ہمنے بنایا ایک فریب ۱۲ اللہ تاڑ گئے ہین ۱۲
کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا **فصل** جب یہ جان چکے تو کچھہ دشوار نہین کہ آدمیکو ایسا
داؤ کرنے مین اور مین نگاہ ہو ایک داؤ کرنے ہین ۱۲
قول یا فعل کرنا درست ہو جس سے مقصود عمدہ مطلب ہو گو قول و فعل ظاہر کی رو سے
خلاف مقصود ہو مگر جب اسمین مصلحت اور نیت ظلم کی دور کرنے اور کسی حرام حیلہ
کے باطل کرنیکی ہو تو جائز ہو سکتا ہی اور حرام یہہ امر ہی کہ معاملات شرعی سے وہ
چیز قصد کری جو خدا تعالیٰ نے اوسکے لئے مشروع نہین فرمائی تو اسصورت مین
خدا تعالیٰ کے دین سے فریب کرنیوالا اور اوسکی شریعت کا جُل دینے والا ہو جاویگا

ذٰلِکُمْ مَّنْصُوْرٌ رجل لا یصبر ولا
اَوْ ھُوَ بِھَا دَعَاکَ عَنْ اَھْلِکَ
وَمَالِکَ وَقَوْلِھِمْ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ
اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا
اَنْ یَّخْدَعُوْکَ وَمِنَ النَّوْعِ
اِلٰھُمْ وَمِنْ عَکْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ
اَبِیْ رَافِعٍ عَدُوَّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمِنْ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ لِبَنِیْ قُرَیْظَۃَ
وَالْاَحْزَابِ حَتّٰی اَلْقٰی بَیْنَھُمْ مَا کَانَ سَبَبًا لِتَفَرُّقِھِمْ
وَرُجُوْعِھِمْ وَکَذٰلِکَ الْمَکْرُ یَنْقَسِمُ اِلٰی مَحْمُوْدٍ وَمَذْمُوْمٍ
فَمِنَ الْمَحْمُوْدِ مَکْرُہٗ تَعَالٰی بِاَھْلِ الْمَکْرِ مُقَابَلَۃً
لِفِعْلِھِمْ وَھُمْ یَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ
وَاَمَّا مَکْرُ الْمَخْلُوْقِ بِالْمَخْلُوْقِ اِذَا کَانَ لِدَفْعِ ظُلْمٍ اَوْ
لِتَحْصِیْلِ حَقٍّ وَلَمْ یَتَضَمَّنْ مَحْظُوْرًا فَلَا بَاْسَ بِہٖ
فصل وَاِنْ کَانَ لِاِبْطَالِ حِیْلَۃٍ مُحَرَّمَۃٍ اَوْ
لِلتَّوَصُّلِ اِلٰی وَاجِبٍ اَوْ مُسْتَحَبٍّ فَھُوَ مِثْلُ دَفْعِ الظُّلْمِ اَوْ
اَشَدُّ وَاِنَّمَا الْمَحْذُوْرُ اَنْ یُّقْصَدَ بِالْفِعْلِ
اَوِ الْقَوْلِ مَا شَرَعَ اللّٰہُ
فَیُجْعَلُ مَا لَیْسَ بِسَبَبٍ
سَبَبًا وَمَا لَیْسَ بِمَشْرُوْعٍ
مَشْرُوْعًا وَکُلُّ ذٰلِکَ

کیونکہ اوسکا مقصود حاصل ہونا اوسبات کا ہی جسکو اللہ تعالی نے اِس حیلہ سے
لینا حرام کیا تہا یا یہہ غرض ہی کہ جو چیز اللہ تعالی نے واجب کی ہی اوسکو دور کرے
اور ان دونو قسمونکی مثال قسم ہی پس اگرچہ اوسکے ذمہ پر ہی اور یہہ اوسکا انکار
کری یا انکار پر تاویل کی روسی قسم کہا وی تو اوسکی تاویل جہوٹی قسم کے گناہ
کو دور نکریگی اور اسبابمین قسم کہانیوالی ہی کی قسم کا اعتبار ہوتا ہی اور مظلوم محتاج
کو البتہ تاویل مفید ہی اور گناہ سی بچاتی ہی اور قسم اوسکی نیت کی موافق ہوجاتی ہی
مثلاً جب اوس سی کوئی ظالم ایمان چاہی اور وہ ایمان کے معنی جمع یمین بمعنی ہاتھ
کے ٹھہرالے اور طلاق کی معنی یون بنالے کہ اوسکی بیبی قید سی چہٹی ہوئی ہے
یا غیر کے نکاح سی آزاد ہی اور محرا ور عتیق کے معنی یون بدلدی کہ اوسکی مملوک یا سا
ور کریم ہین یا اور اسطرحکی تاویل کری تو اوسکو یہہ تاویل بچا دیگی **فصل** اور جس
مظلوم سی قسم لیجاتی ہی اوسکی لئی دو نکلنی کے راستی ہین ایک تو قسم کے وقت تاویل
سی اور اگر یہہ اوس سی نہ بن سکی تو دوسرا اور طریق نکلنی کا ہی جس سی بعد کو چہٹتا ہی
مثلاً جب مظلوم سی راہزن وغیرہ اسبات کی قسم لیلین کہ ہمارا حال کسی سی نہ کہی تو
اسکا حیلہ یہ ہی کہ حاکم اوس شخص سی جسپر تہمت والیکا حال پوچہی اور وہ بیگناہ کو تو
بری کردی اور تہمت والیکی حالین سکوت کری اور جب اوس سی کوئی ظالم قسم لے

کہ اپنی قرضدار کا شکوہ نکرے نہ اوس سے اپنا حق مانگے اور اسی قسم کہالی اور نا دیلی
نکلی تو قرض کا حوالہ کسی اور شخص پر کردی جو قرضدار سے مطالبہ کرے اور اسیطرح اگر
کوئی ظالم اوس سے قسم لے کہ میرے ہاتھہ فلان چیز بیچدیگا تو اوسکو چاہیے کہ اوس
شے کا مالک اپنی بیبی یا اولاد کو کردی پھر جب اسکے بعد ظالم اوس سے وہ چیز خریدے تو یہہ اپنی
قسم کو پورا کردی مگر جسکو اوس چیز کا مالک کردیا ہے وہ اوس چیز کی حوالہ کرنیسے باز رہے

فصل اور اُن حیلونکی جنکے باعث آدمی مکر سے بچے بہت سی مثالین ہین اول یہہ
کہ کسی زمین کو کئی برس کے لئے اجارہ پر جب زمین درست ہوجاوے تو ڈرے کہ مالک کچھہ
نہ کچھہ فریب اور دغا کریگا اور نہین تو یہی سہی کہ اسوقت زمین کا اجارہ اسقدر رہنے دیگا
ہے جو پہلے کہدیا ہے تو اس مکر سے بچنے کا حیلہ یہہ ہے کہ ہر برس کا اجارہ مقرر کردے اور پچھلی برسون
کا اجارہ زیادہ کرے اور پہلونکا کم تو اس تدبیر سے اسکو دغا کرنی آسان نہوگی اور اسکی برعکس اگر
مالک کو مستاجر کے دہوکے اور دغا کا خوف آیندہ کو ہو تو وہ شروع کی برسونمین
زیادہ اجارہ مقرر کرے دوسری مثال یہہ ہے کہ آدمیکو یہہ خوف ہو وے کہ
زمیندار اجارہ مینجسکو وہ زمین دیگا جو اوس کی ملک نہین یا بائع
میرے ہاتھہ غیر کی چیز بیچ لیگا اور مالک آویگا تو معاملہ جاتا
رہیگا تو اس کی تدبیر یہہ ہے کہ زمیندار خواہ بائع سے اجارہ

ان لا یشکوا غریمہ ولا یطالبہ
بحقہ فی مخلف وعد ونحو ذلک
احال علیہ بدین لہ علیہ
من یطالبہ بدون ذلک الحق
یستحلفہ ظالم ان
شیئا فباعہ ان یفعل
زوجتہ او ولدہ الا فاذا باعہ
فصل
صلحت الارض بنوع من انواع المکاسب
حیلۃ کی ثالثین
۱۳
ولو لم یکن الاجان یدعی ان اجرۃ المثل
فی ظن الحال اکثر مما سمی فلجہالۃ
فی امنہ من ذلک ان یبین لکل سنۃ
اجرا معلوما ویجعل اجرۃ السنین المتاخرۃ
معظم الاجرۃ واقلہا للسنین الاول فاذا
علیہ الاکثر بعد ذلک وعکسہ اذا خاف
المؤجر فلم یستاجر وغرر بہ فی
المستقبل فجعل معظم الاجرۃ فی السنین
الاول لئلا ان یخاف
ان یؤجر فلا یملک ذو
یبیع منہ ما لا یملک فیفسخ
العقد فلجہالۃ

کی زمین یا مبیع کا ضامن ہے لیوی کہ دوسرے کے استحقاق کی صورتمین جوابدہی
ہماری ذمہ ہی اور اگر اوس شخص کو ضامن لیوی جسکے استحقاق یا مطالبہ کا خوف ہو
تو یہہ بڑی پکی بات ہی تیسری مثال یہہ ہی کہ درختونکی اجارہ لینی کا اُرادہ کرے
لوگ کہتے ہین کہ اونکا اجارہ جائز نہین اسلیئے کہ مقصود درختون سے میوہ ہین تو
اونکی اجارہ کے یہہ معنی ہوئے کہ میوونکی بیع پہلے گدر انیسے درست ہی تو درختون
کے اجارہ کی جواز کا حیلہ یہہ ہی کہ زمیندار سے زمین اجارہ لے اور درختونپر اوس
سے عقد مساقات ایک حصہ مقرری پر کرلے شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اسکی
کچھہ حاجت نہین بلکہ صواب یہی ہی کہ درخت کا اجارہ درست ہی چنانچہ حضرت عمر
بن خطاب نے اسید بن حضیر کے باغکو چند سال اجارہ دیکر زر اجارہ سے اوس کا
قرض ادا کیا تہا اور یہہ بہی شیخ الاسلام کا قول ہی کہ درختونکا اجارہ لینا پہلون
کے لئے ایسا ہی جیسا زمین کا اجارہ لینا غلہ کی لئے کیونکہ مستاجر درختونکی خدمت
پانی دینے اور درست کرنے سے کرتا ہی یہانتک کہ پہل حاصل ہون جیسے مستاجر زمین
کا زمین کی خدمت جوتنے بونے اور پانی دینے سے کرتا ہی تاکہ غلہ حاصل ہو پس درختونکا
پہل بمنزلہ زمین کے غلہ کے ہی اب اگر کہا جاوے کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہی
کہ زمین کے اجارہ مین بیج کا غلہ مستاجر کی ملک ہوتی ہی اور معاملہ اسپر ہوا ہی کہ اوسکو

ان یضمن الموجر والبائع درک المؤجر والمبیع وان ضمن من یخاف منه الاستحقاق والمطالبة فهو اقوی المثال الثالث اذا اراد ان یستاجر اشجارا وقد قالوا لا یجوز لان المقصود منها الفواکه فیودی الی ان یکون من بیع الثمر قبل بدو صلاحه فالحیلة فی الجواز ان یوجره الارض فیسافیه علی الشجر جزء معلوم قال شیخ الاسلام وهذا لا یحتاج الیه بل الصواب جواز الاجارة کما فعل عمر بن الخطاب

جلد ۱۳

رضی اللہ عنہ

بحدیقة اسید بن حضیر فانه اجر هاسنین وقضی بها دینه قال واجارة الشجر اجل منها یعنی هذه اجارة الارض لمغارسها فان المستاجر یقوم علی الشجر بالسقی والاصلاح حتی یحصل المغل فتقوة الارض بتعریضی بعض المغل فاشبه المساقاة بجزء شائع والمعقود علیه

زمین مین ڈالکر پانی دینے اور خدمت کرنے سے فائدہ اوٹھاوے بخلاف درختوں کے
اجارہ لینے کے کہ اسصورت مین پھل درخت مین سے نکلتا ہے اور وہ ملک زمیندار
کی ہے تو اسکا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ اس فرق کو معاملہ کی درستی مین
کچھہ اثر نہین دوسرے یہہ کہ اس فرق سے زمین کا اجارہ لینا گہاس بھوس کیواسطے
باطل ٹھہرتا ہے جسکو خدا تعالی بدون توجہ مستاجر کے اُگاتا ہے اور یہہ گہاس
وغیرہ نظیر درخت کے پھل کی ہے تیسرے یہہ کہ پھل جو حاصل ہوا ہے تو صرف پانی دینے
اور خدمت کرنے اور خبرگیری سے ہوا ہے تو وہ مستاجر کے عمل اور درخت سے پیدا
ہوا ہے یعنی اوسکے حاصل ہونے مین مستاجر کا بھی اثر اور کام ہے چوتھے یہہ کہ کھیتی
کا پیدا ہونا صرف تخم سے نہین بلکہ تخم اور مٹی سے ہے اور مٹی ملک زمیندار کی ہے
جیسے پھل درخت سے حاصل ہوا اور وہ ملک مالک کی ہے اور زمین مین تخم ڈالنا قائم مقام
درخت مین پانی دینے کے ہے اتنا ہی ہے کہ مستاجر زمین نے زمیندار کی زمین مین ایک
بستہ چیز رکھی اور درخت کے مستاجر نے درخت مین ایک بہتی چیز رکھی پھر مالک
کی اصل اور مستاجر کے پانی اور کام سے پھل پیدا ہوا جیسے غلہ زمیندار کی زمین اور
مستاجر کے بیج اور خدمت سے حاصل ہوا اور یہہ نہایت صحیح قیاس روی زمین پر
ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ امت مین سے فقیہ تر اور عالم تر اُن باتون کے تھے

الانتفاع عما یبدع فی الارض
وستقیہ والقیام علیہ بنفسہ
استیجار الشجر فان الثمرۃ من
الشجر وھی ملک المؤجر فاجاب
من وجوہ الاول ان ھذا فرق
لا یاثر لہ فی صحۃ العقد
الثانی ان ھذا یبطل استیجار
الارض لانتفاعہ بما ینبعہ اللہ
بدون عنایۃ من المستاجر وھو باطل
الثالث ان الثمر انما حصلت بالشجر
والسقی والقیام علی الشجر فھی
عمل المستاجر وجزء من الشجر فالمستاجر
انما وقع عملہ فی حصولہ الا قلیل
من البنر ومحض بل من البنر والتراب الذی یھوی
والھواء فحصول الزرع من التراب الذی یھوی
المؤجر کحصول الثمر من الشجر والبنر فی
الارض فانہ مقام للسقی للشجر فمن
اودع فی الارض ما یوجر عینا نافعۃ
وھمنا اودع فی شجر عینا نافعۃ
ثم حصلت الثمر من اصل ھذا
وماء المستاجر وعملہ کحصلہ
المغل من ارض ھذا من اصل ھذا
وعملہ وھذا من حجر فلس علی ھذا
بہذین ان الصحابۃ افقہ کما ھو علیہ

جو حکمونمین تاثیر کرتی ہین اور کسی نے صحابہ مین سی حضرت عمرؓ پر بانکے اجارہ دینے
مین انکار نکیا تو اسپر انکا اجماع پایا جاتا ہی علاوہ ازین جو حیلہ کہ اسباب مین
لوگون نے ذکر کیا ہی وہ سب جگہہ نہین چلتا مثلاً باغ اگر کسی یتیم کا ہو تو اوسکی اجارہ
دینے والیکو جائز نہین کہ اسصورتمین مساقات مین فروگذاشت کری چوتھی مثال یہہ ہے
کہ جس صورتمین ایکعورت معین سی نکاح کرنیکو یا ایک معین لونڈی کے خریدنیکو
دوسرے شخص کو وکیل کری اور اسبات کا ڈر ہو کہ کہین وکیل کو وہ پسند نہ آجاوے
اور اُس سی خود اپنی شادی کرلے یا لونڈی اپنی لئی مول لے تو لونڈی کے
بابمین یہہ حیلہ ہی کہ وکیل سی کہدی کہ اگر تو اوسکو اپنی لئی خریدی تو وہ آزاد ہے
اور عورت کی بابمین یہہ کہدینا کہ تو اپنی آپ اگر اوس سی نکاح کری تو اوسکو طلاق ہی
اُن لوگونکی نزدیک مفید ہی کہ عورت کے بابمین طلاق مشروط کو صحیح کہتے ہین جیسے امام
مالک اور امام ابوحنیفہؒ مگر امام شافعی اور احمدؒ کے قولکے بموجب یہہ کارآمد نہین اب
اگر وکیل اُسعورت سی اپنا نکاح چاہی یا لونڈی خاص اپنی واسطے لیا چاہی اور منظور
یہہ ہو کہ اپنی اور خدا تعالیٰ کے درمیان کے معاملہ مین گناہگار نہو تو اوسکا حیلہ
یہہ ہی کہ اپنی آپکو وکالت سی برطرف کردی پھر اوس عورت کا معاملہ اپنی لئی کری اور اگر
اوسکا معاملہ اپنی لئی کرلیگا تو اِس حرکت سی بھی وکالت سی معزول ہوجاویگا لیکن

اذا اراد ان یتزوج امرأة معینة او یشتری
جاریة معینة وخاف ان یتجرد وکیله
فیتزوجها او یشتریها لنفسه فالحیلة فی النکاح
ان یقول وهی تسمع لنفسک ویسمی نفسه
فیقول زوجتک نفسی فیقول قبلت ذلک
وان اراد ان یشتری لنفسه فالحیلة
ان یقول اشتریت لک نفسی فیقول
قبلت ذلک وان اراد ان یتزوجها
لنفسه فالحیلة ان یقول
لا اتولی طرفی النکاح فیتولی
طرفیه رجلان
وان اراد ان یشتری لنفسه فالحیلة
ان یقول لا اتولی طرفی البیع
وان اراد ان یتزوج لنفسه فالحیلة
ان یقول لا اتولی طرفی النکاح

اگر وکیل کو یہ خوف ہو کہ یہ بیل مُنڈھے نہ چڑھیگی اسطرح کہ موکل ایک حنفی حاکم کی
یہان مرافعہ کریگا جسکا مذہب یہہ ہی کہ وکیل اپنی آپکو موکل کی غیبت مین مغزول
کرلینے کا مالک نہین تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ اوس لونڈی کو ایسی چیز کے عوض مین
اپنی لئی مول لے کہ جس چیز کے عوض مین موکل نے اجازت دی ہی اوسکی جنس
سے نہو تو اسوقت یہ خرید ایسی ہو جاویگی پانچوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص کا
دوسرے کے ذمہ قرض ہی اور قرضخواہ نے سفر کرنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ قرضدار سے
کچھہ کم کرکے باقی کو اوسکو قسطون سے لی تو اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہی ابن عباسؓ اسکو
جائز فرماتے ہین اور ابن عمرؓ حرام اور امام احمدؒ سے دو روایتین ہین مشہور تر روایت اس سے
منع کی ہی اور دوسری روایت جواز کی اور یہی روایت ہمارے شیخ نے اختیار کی ہی اور
ابن عبد البر نے جو امام شافعیؒ سے استذکار مین جواز کی صورت نقل کی ہی تو وہ اسی صورت
مین ہی کہ یہ معاملہ بدون شرط کی ہوا ہو یعنی قرضدار نے قرضخواہ کو کچھہ قرض ادا کردیا اور باقی قرض
سے قرضخواہ نے اوسکو بری کردیا یہانتک کہ اگر پہلے ادا کرنے اور معاف کرنے باقی کی شرط بھی
کرلی ہو اور پھر اس شرط کی بموجب عمل کیا ہو تو امام شافعی کے نزدیک درست ہوگا اسلئے کہ
اونکے مذہب مین شرط موثر وہی ہوتی ہی جو معاملہ کے ساتھہ ہو اور امام مالکؒ اسصورت
کو نہ شرط کے ساتھہ جائز رکھتے ہین نہ بدون شرط کے تاکہ ذریعہ مسدود ہووے

فان خاف ان لا یثمر ذلک
کان یرفعھ الی حاکم
حنفی یری انہ لا یملک
عزلہ
فی غیبۃ الموکل فالحیلۃ
ان یشتریھا لنفسہ بعین
الثمن الخامس اذا کان لہ
دین موجل واراد ان
یضعہ عن الغریم المبعض ویعجل لہ
اختلف فی ذلک فاجازہ ابن عباس
وابن عمر وعن احمد روایتان
والثانیۃ انحوازہ وھو اختیار شیخنا و
امّا مالک فکابن عبد البر فی
الاستذکار عن الشافعی فاما ھو بحث
بعوض بشرط بل عجل لہ بعض دینہ
فابرأہ عن الباقی حتی لو کان قبل
شرط ذلک قبل القبض
والتعجیل ثم فعلاہ علی الشرط
المتقدم صح عندھما ان شرط
الموثر فی مذھبہ ھو الشرط
المقارن واما مالک فانہ لا یجوز مع الشرط
ولا دونہ سدا للذریعۃ

جو لوگ اسصورت سی منع کرتے ہین وہ اپنی دلیل احادیث اور غرض سی کرتے
ہین احادیث تو یہہ ہین کہ سنن بیہقی مین مقداد بن اسود سی روایت ہی کہ مین نے
ایک شخص کو سو دینار قرض دئی پہر میرا قرعہ ایک لشکر مین نکلا جسکو رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تہا تو مین نے اوس شخص سی کہا کہ تو مجکو ابھی نقد دینار دیدے
دس دینار تجکو مین چہوڑ دونگا اوسنی کہا اچہا پہر اسکا ذکر اوس شخص نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے مقداد کا سود کہایا اور اوسکو کہلایا
اور اس حدیث کی سند مین ضعف ہی اور ابن عمر رض سی صحت کو پونہچا ہی کہ جس صورت
مین ایک شخص کا قرض دوسرے کے پاس ہو اور مال والا اوس سی کسیقدر کم کردی اور
دوسرا شخص باقی مال اوسکو اوسیوقت دیدی تو اسباتکو حضرت ابن عمر رض نے مکروہ
جانا اور اوس سی منع فرمایا اور ابو منہال سی صحیح روایت ہی کہ اوسنی حضرت ابن
عمر رض سی یہہ سوال کیا کہ ایک شخص کا میری اوپر قرض ہی اور وہ مجہہ سی کہتا ہی کہ تم مجکو
ابہی دیدو تو مین تم سی کچہہ کم کردونگا حضرت ابن عمر رض نے مجکو اس امر سی منع فرمایا
اور فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر رض نے ہمکو منع فرمایا ہی کہ نقد چیز کو قرض کے بدلہ
مین بیچین - اور ابو صالح مولی سفاح جنکا نام عبید ہی کہتے ہین کہ مین نے بازار والو کے
ہاتہہ گیہون کچہہ مدت پر بیچی تہی پہر مین نے کوفہ کو جانا چاہا اُن لوگون نے مجہہ سی کہا کہ تم

واجب المانع بالاکثار والعین
اما الاثار فی سنن البیہقی
عن المقداد بن اسود قال سلفت
رجلا مائة دینار ثم خرج
سہمی فبعث بعثة رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم فقلت له
عجل لستین دینارا وحط عنی
دنانیر فقال نعم فذکرت لرسول الله صلی
علیه آله وسلم فقال اکلت لوم وقاذ واطعمته و
سنده ضعیف وصح عن ابن عمر انه یکون
الدین علی رجل الی اجل فیضع عنه
صاحبه ویعجل له الاخر فکره ذلک

جلد ثانی ۱۳

ابن عمر وروی عنه وصح عن ابی المنهال انه
سال ابن عمر فقال لرجل علی دین
فقال لی عجل لی وأضع عنک
قال فنهانی عنه وقال نهی امیر
المؤمنین عمر عن سلف وبیع العینین یا الدین
وقال ابو صالح هو السفاح واسمه
عبید بعثت بزا من
الکوفة فقلت لاهل السوق
اجل لکم فاردت الخروج
الی الکوفة فقلت ضعوا عنی

ہمکو کچھہ چھوڑ دو تو ہم ابھی نقد حوالہ کرین مین نے اس امر کو حضرت زید بن ثابت سے
پوچھا آپ نے فرمایا کہ مین تجکو حکم نہین کرتا کہ اس مال کو کھا دی یا کھلا دی روایت
کیا ہی اسکو مالک نے موطا مین اور غرض کی جہت سی یہہ دلیل ہی کہ جب بعض قرض
نقد لیلیا اور باقی کو چھوڑ دیا تو اس سی یہہ غرض ہوئی کہ مدت کو اوس مال کی عوض
جو چھوڑ دیا ہی بیچڈالا اور یہہ بعینہ سود ہی جیسے مدت کو اوس مقدار کی عوض بیچے
جو قرضدار پر بڑہا دی یعنی جسوقت قرض کی مدت پوری ہو جاوے تو قرضدار سے
کہی کہ تو قرض مین زیادتی کر دے مین مہلت مین بڑہا دونگا تو ان دونو صورتون
مین کیا فرق ہی خواہ یہہ کہی کہ مدت کم کر دی قرض کم کر دونگا یا یہہ کہی کہ مدت بڑہا دے
مین قرض زیادہ کر دونگا زید بن اسلم کہتے ہین کہ جاہلیت کا سود یہہ تہا کہ ایک شخص
کا حق دوسرے پر ایکمدت کے لئی ہوتا تہا جب اوس حق کی مدت پوری ہو جاتی تھی تو قرضخواہ
قرضدار سی کہتا تہا کہ تو میرا حق ادا کرتا ہی یا سود دیگا اگر وہ دیدیتا تو لے لیتا ورنہ
حق مین زیادہ کر کے مدت بڑہا دیتا روایت کیا اسکو امام مالک نے اور اس سود
کی حرمت پر اتفاق ہی بلکہ دین اسلام مین اوسکی حرمت ظاہر ہی اس معاملہ کی منع کرنیوالے
کہتے ہین کہ مدت کا ناقص کرنا بعوض مال کے کم کرنیکے ایسا ہی جیسا مدت کا بڑہانا بمقابلہ
مال کے بڑہانیکے تو جسطرح دوسری صورت باتفاق سود ہی اسیطرح اول بہی سود ہونی

عن زید بن ثابت فسئلت عن ذلک زید بن
ثابت فقال لا آمرک ان تاکل
هذا ولا توکله رواه مالک
فی الموطا وانما المعنی فانه
اذا انجل الاجل بعضه استقط
الباقی فصار کانه باع الاجل بالاجل ناقصا
الاجل بالاجل وذلک عین الربوا اذا حل علیه
الاجل فقال زید بن اسلم فی الرجل
له علی الرجل مائة دینار الی اجل فلما حل
الاجل قال له غریمه انقض عنی وازید
فی حقک وانظرک فقال نعم فان قضاه
والا زاده فی حقه واخر عنه فی الاجل
رواه مالک وهذا
الذی اجمع
علیه اهل
العلم

چاہیے اور جو لوگ اسمعاملہ کے جواز کیطرف گئے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ حضرت
ابن عباسؓ سے صحیح ہوا ہے کہ وہ اسصورت مین کچھہ مضایقہ نہین دیکھتے تھے
کہ قرضدار کہے کہ مین تجھے نقد ابھی دیدونگا اگر تو کم کردے اور یہی صورت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپنے بنی نضیر کو مدینہ منورہ مین سے نکالدینے کا حکم فرمایا
تو کچھہ لوگ اونمین سے آپکی خدمتمین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے
بنی نضیر کے نکالدینے کا ارشاد فرمایا ہے اور اونکا قرض لوگونکی ذمہ ہے کہ ابھی اسکا
وقت ادا کا نہین آیا آپنے فرمایا کہ کچھہ کم کرکے نقد اسیوقت لیلو ابو عبداللہ حاکم
کہتے ہین کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے مین کہتا ہون کہ یہہ اسناد سنن کی شروط کے بموجب
ہے مگر بیہقی نے اس اسناد کو ضعیف کہا ہے اور اسناد مین معتبر لوگ ہین الا بیہقی نے مسلم بن
خالد زنجی کی جہت سے ضعیف کہا ہے حالانکہ وہ شخص معتبر اور فقیہ ہے امام شافعیؒ اُس
سے روایت کرتے ہین اور اسکی روایت سے حجت کرتے ہین اور بیہقی نے اسمعاملہ کا عنوان
یہہ لکھا ہے باب ہے اوس شخص کا جسکو اوسکے حق سے کمتر دیا جاوے پیشتر وقت کے آنیسے اور
وہ قرضدار سے کم کردے اور دونوکا دل اس سے راضی ہو اور شاید مراد انکی یہہ ہے کہ یہ معاملہ
نے شرط ہوا ہو کہ اسنے جلد ادا کیا اور اوسنے حق کم کردیا اور اسمین کچھہ ممنوع امر نہین
اباحت دے یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ صورت سود کی صورت کے خلاف ہے اسلئے کہ سود کی صورت

تو مدت اور قرض دونونکی زیادتی کو متضمن ہی جسمین قرضدار کا بڑا ضرر ہے اور
ہمارا مسئلہ اس امر کو متضمن ہی کہ قرضدار کا ذمہ قرض سی پاک ہوجاوے اور مالک
مال جو مال جلد پاوی تو اوس سی فائدہ اوٹھاوی غرضکہ اسصورتمین دونو شخصونکا
فائدہ ہی اور ضرر کچھ نہین بخلاف سود کیصورت کے جسپر اتفاق ہی کہ اوسمین مدیونکا
ضرر ہی اور قرضخواہ کا فائدہ اِس سے معلوم ہوا کہ یہہ صورت سود کیصورت کے ظاہر و باطن
مین خلاف ہی اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ مدت کی عوض مین سود بڑہا دینا ایک بڑی
ضرر کا ذریعہ ہی کہ ایکدرم ہوتی ہزارون ہوجاوینگی قرضدار کا ذمہ بیفائدہ ہمیشہا
رہیگا اور کم کرنے اور جلد لینی کیصورتمین قرضدار کا تو ذمہ پاک ہوتا ہی اور قرضخواہ
جلد مال لیکر فائدہ اوٹھاتا ہی اور نیز شارع کو دین سے ذمونکی بری ہونے کیطرف نظر
ہے اور قرضدار مدیون کا نام اسیر رکہا ہی تو اوسکے ذمہ کے پاک کرنیمین اوسکو
قید سی چہوڑانا ہی اور یہہ امر ضد ہی اوسکی ذمہ کو زیادتی مین مشغول کردینی کا۔
چہٹی[1] مثال یہہ ہی کہ بری کرنیکو شرط سے معلق کرنا درست ہی اور اوسکو امام احمدؒ
نے کیا ہی اور ہماری اصحاب کہتے ہین کہ درست نہین مثلاً جب کہا کہ اگر مین مرجاؤن
تو جو مال میرا تیری ذمہ ہی اوس سی تو بری ہی تو اگر برارت کو خود اپنی مرنے پر معلق کرتا
تو درست ہوگا اسلئے کہ یہہ صورت وصیت کیہی اور اگر یہہ کہیگا کہ تو مرجاوی تو بری ہے

تبصرہ مع الزیادۃ فی الاجل

وان الدین وذلک ضرر محض

بالنص ہم مسئلتنا تضمن

براءۃ ذمۃ الغریم من الدین

وانتفاع صاحبہ بتعجیلہ

وکلاھما حصول الانتفاع

من غیر ضرر یخلاف الربا الجھ

علیہ فان ضرر ہ لاحق بالمدین وھو ضعف

مختص رب الدین وھو ضعف الربا الزیادۃ فی الاجل

قالوا وان تعاملا بالاجل بالزیادۃ فی الربا زیادۃ

الی عظم الضرر وھو ان یصیر الدرھم الواحد

الوفا ھو موقفہ فتشتغل الذمۃ بغیر فائدۃ وفی ضم

وتحصل الخلاص فتضاعف امن الدین ویشتغل ذالک الغیر بالدین

قالوا والشارع لہ نظر الی براءۃ الذمم من الدیون

ویسمی الغریم المدین اسیرا فی براءۃ ذمتہ

تخلیص لھا من الاسر ومن اضر

شغلھا بالزیادۃ المثال السادس

یجوز تعلیق الابراء بالشرط

وقال اصحابنا لا یصح فالا

ویصح وفعلہ الامام احمد

فساد ذا قال ان مت

من مالی علیک فان علیک

ذالک فمات فی الحال

صح لانہ وصیۃ

یعنی بُری ہونیکو مدیون کے مرنے پر معلق کریگا تو درست نہو گا اسلیئے کہ اِسصورت
مین بری ہونیکو شرط پر معلق کیا ہی اور وہ درست نہین جیسے کہ ہبہ کا شرط پر معلق
کرنا درست نہین پس جو لوگ تعلیق کو درست کہتے ہین وہ اول تو یہہ کہتے ہین کہ عدم
جواز اصل مین یعنی ہبہ مین نص سے ثابت ہی نہ اجماع سے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے جابرؓ کی حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آپنے ہبہ کو شرط پر معلق کیا ہی یعنی یہہ فرمایا
کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجکو اتنا پہر اتنا تین لپ بھر دونگا اور حضرت صدیقؓ
نے جابرؓ کو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرین کے مال مین سے وتناہی
پورا دیا - اب اگر کوئی کہے کہ یہہ تو وعدہ تھا ہبہ کہان ہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک
وعدہ تھا اور یہہ جو شرط سے معلق ہوتا ہی وہ بھی وعدہ ہی ہی اور اسیطرح فعل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسوقت کہ نجاشی کو مشک کا ہدیہ بھیجا اور ام المومنین ام سلمہؓ
سے فرمایا کہ مین نے نجاشی کو ایک حُلّہ اور مشک کی برتن ہدیہ بھیجے اور مجکو یون ہی سوجھتا ہے
کہ نجاشی مرگیا اور مجھے معلوم ہوتا ہی کہ میرا ہدیہ پھیر دیگا تو اگر میرے پاس آویگا تو وہ
تیرا ہی وذکر کیا حدیث کو روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور صحیح یہہ ہی کہ ان دو نو حدیثون
پر عمل کرنیسے ہبہ کا معلق کرنا شرط سے درست ہی اور نیز وصیت مالک کرنا ہی تو حقیقت مین
وصیت یہہ ہی کہ مالک کردینے کو موت پر معلق کردے یعنی جب یہہ کہے کہ اگر مین اس مرض سے

مرجاؤن تو فلان شخص کو اتنی اتنی مال کی وصیت کرتا ہون تو یہہ صورت مالک
کر دیتا ہی جو موت سے وابستہ ہی اور اسیوجہ سی صحیح یہہ ہی کہ وقف کا معلق کرنا شرط سی درست
ہے میمونی کی روایت مین وقف کے معلق کرنیکی موت پر تصریح کی گئی ہی اور تمام
تعلیقین اسیکے مضمونمین ہین ہرگز کچھہ فرق نہین اور اسلیئے ابو الخطاب نے سب
تعلیقونکا عام قاعدہ کیا ہی اور کہا ہی کہ وقف کا معلق کرنا موت پر درست نہین اور
بہتر یہہ ہی کہ نص کو عام کیا جاوی اور کہا جاوے کہ وقف کی تعلیق موت وغیرہ پر درست
نہین اور یہہ ایکوجہ ہی امام احمد کے مذہب مین کی دو وجہون مین ہی اور یہی مذہب
مالک کا ہی اور امام احمد سے تصریح اسکی درست نہونیکی معلوم نہین ہوتی بلکہ درست
نہونا قول قاضی اور اوسکی ساتھیونکا ہی اور مسئلہ مین ایک تیسری صورت ہی کہ اوسکا معلق
کرنا موت کی شرط پر درست ہی نہ اوسکی سوا اور کسی شرط پر اور یہی اختیار کیا ہی شیخ
موفق الدین نے اور فرق یہہ بیان کیا ہی کہ وقف کو موت پر معلق کرنا وصیت ہی اور
وصیت مین گنجایش بنسبت زندگی کے تصرف کی زیادہ ہی اسوجہ سی کہ وصیت مجہول
اور معدوم اور حمل کی بھی ہوا کرتی ہی اور صحیح یہہ ہی کہ وقف کی تعلیق مطلقا درست ہی
اور اگر موت پر اوسکو معلق کرنا وصیت ہوتا تو چاہئے تھا کہ وارث پر ممتنع ہوتا جیسے
وصیت اوسکے حق مین نہین ہوسکتی اور اسمین کچھہ خلاف نہین کہ وقف کا معلق کرنا شرط

حاشیہ کی بقیہ

وفاق لایصح تعلیقه بالموت وغیره وهو محل الوجهین مبنیان علی ان الوقف هل هو عقد او اسقاط وفیه عن احمد نص علی عدم صحته وهو قول القاضی واصحابه

وفی المسئلة وجه ثالث انه یصح تعلیقه بشرط الموت دون غیره بین الشرط وهو اختیار الشیخ موفق الدین و فرق بان تعلیقه بالموت وصیة والوصیة اوسع من التصرف فی الحیوة بدلیل الوصیة بالمجهول والمعدوم والحمل کما یصح الوصیة

وفرق ابن عقیل وصاحب التلخیص بین تعلیقه بالموت وصیة وبین تعلیقه بشرط فی حیوته کقدوم زید فانه یصح تعلیقه بالشرط

وفرق ابن عقیل وصاحب التلخیص بین تعلیقه بالموت وصیة وبین تعلیقه بشرط فی حیوته کقدوم زید فانه یصح تعلیقه بالشرط

وفی المبهج تعلیق الوقف علی شرط نص علیه فی روایة المیمونی فی تعلیقه بالموت وفی معناه التعلیق علی شرط ممتنع علی الوارث والاجانب

کہ ہمارا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھہ مین آکر پیشتر اس سے کہ وہ اپنی ذمہ قرض
کرکے تلف ہوجاوے تو وہ پہر مجھہ سے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لئی یہہ تدبیر ہے کہ
وہ محال علیہ یعنی بکر سے کہے کہ تو میرا طرفسے میرے ذمہ کی قرضکا اس طالب کیواسطے ضامن
ہوجاتو وہ اگر ضامن ہوجاویگا تو پہر جو کچھہ عمرو اوس سے وصول کریگا وہ اپنی ہی واسطے
قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا تیسرین مثال یہ
ہی کہ اگر کسی شخص کا قرض دوسرے کے ذمہ ہو اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا
غلام اسکی پاس گرو رکہدی اور وہ ڈری کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو
قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کری جسکے نزدیک گرو چیز کے جانے رہنے سے
قرض جاتا رہتا ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ قرضدار سے غلام مذکور کو اپنی قرض کے عوض
مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکری قرضدار ہی کے پاس رہنے دی پہر اگر وہ قرض
ادا کردی تو غلام کی بیع توڑ دی اور اگر وہ قرض ندی تو اوس سے غلام کا مطالبہ کری
کہ میری چیز مجھہ دو اور اگر غلام جاتا رہی تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا
دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہی کہ خوف اسبات کا
ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہوجاویگا تو حیلہ یہ ہی کہ جس شخص
کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرلے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو مین دونگا

حق نہین یا زید کے آنے پر میرا اُسکا ذمہ کچھہ نہین یا فلان مہینے کے بعد یا زید کے آنے
پر جو دعوی ہین اوسپر فلان سبب سے کردن وہ جھوٹا دعوی ہے ساتوین مثال یہہ ہے کہ جب
اپنی دختر کا نکاح اپنے غلام سے کردی پھر اوسکو موت آوی تو ڈری کہ اگر یہہ لڑکی اس
غلام کی کسی حصہ کی مالک ہو جاویگی تو نکاح ٹوٹجاویگا تو اسکا حیلہ یہہ ہے کہ غلام کو کسی
اجنبی کے ہاتھہ بیچڈالے چاہے اوسکا دام لے یا اوسکا ذمہ باقی رکھے تو ان دونو کا حال اوسکی اور
قرضونکا سا ہوگا یعنی اگر اوسکی لڑکی اُس قیمت مین سے کسی حصہ کی وارث ہوگی تو نکاح
نہ ٹوٹیگا اور اگر نکاح کرنے سے پہلے ہی غلام کو دوسرے کے ہاتھہ بیچدے پھر اوس سے اپنی لڑکی
کا نکاح کرے تب بھی نکاح ٹوٹنے سے مامون رہیگا اور اسیطرح اگر اپنی لونڈی کا نکاح اپنے
بیٹے سے کردے اور ڈرے کہ مرنے پر لڑکا اپنی زوجہ کا مالک ہو جاویگا تو نکاح جاتا رہیگا تو
اُس لونڈی کو اجنبی کے ہاتھہ بیچدے پھر اوس سے اپنی پسر کا نکاح کردے یا عقد نکاح کے بعد بیع
کردے آٹھوین مثال یہہ ہے کہ مثلاً زید پر عمرو کا قرض ہے زید نے اوسکو بکر پر حوالہ کردیا کہ اوس سے لے
اب عمرو کو خوف ہوا کہ کہین بکر کی پاس سے مال جاتا رہے اور اس نظر سے اپنے مال کو پختہ کرنا چاہے تو
حیلہ یہہ ہے کہ زید سے کہے کہ تو مجھہ مال کا حوالہ مت کر بلکہ بکر سے وصول کرنیکا وکیل کردے اور مین جو کچھہ اُس سے
وصول کرونگا اوسکو اپنے ذمہ قرض کرلونگا۔ اس تدبیر سے دونو قرضونکی ایکدوسرے سے مجرا
ہو جانے سے دونو شخص بری ہو جاوینگے اب اگر حوالہ کرنیوالے یعنے زید کو خوف ہووے

کہ مبادا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھہ مین آکر پیشتر اس سے کہ وہ اپنی ذمہ قرض
کرے تلف ہو جاوے تو وہ پہر مجھہ سے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لیئے یہہ تدبیر ہے کہ
وہ محال علیہ یعنی بکر سے کہے کہ تو میرا طلب فسخ میرے ذمہ کی قرضکا اس طالب کیواسطے ضامن
ہو جاوے وہ اگر ضامن ہو جاویگا تو پہر جو کچھہ عمرو اوس سے وصول کریگا وہ اپنے ہی واسطے
قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا نوین مثال یہ
ہے کہ اگر کسی شخص کا قرض دوسرے کے ذمہ ہو اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا
غلام اسکی پاس گرو رکہدے اور وہ ڈرے کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو
قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کرے جسکے نزدیک گرو چیز کے جاتے رہنے سے
قرض جاتا رہتا ہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار سے غلام مذکور کو اپنے قرض کے عوض
مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکرے قرضدار ہی کے پاس رہنے دے پہر اگر وہ قرض
ادا کردے تو غلام کی بیع توڑ دے اور اگر وہ قرض نہ دے تو اوس سے غلام کا مطالبہ کرے
کہ میری چیز مجھہ دو اور اگر غلام جاتا رہے تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا
دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہے کہ خوف اسباب کا
ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہو جاویگا تو حیلہ یہ ہے کہ جس شخص
کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرلے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو مین دونگا

یا رہن نامہ پر اوسکی گواہی کرائے کہ میرا اسمین کچھہ حق نہین اور جب اوسمین کسی
حق کا دعوی کرون تو وہ دعوے جھوٹا ہوگا گیارہوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص
کے دوسرے پر سو دینار ہون پچاس تو نسک کی بنا پر اور پچاس بدون دستاویز
کے اور ڈری کہ کہین اُن پچاس کا انکار نکر بیٹھے جنکی دستاویز نہین تو اسکا حیلہ یہہ ہے
کہ ایک مسافر شخص کو تمسکی مال کے لینے کے لئے وکیل کری اور اوسکی وکالت پر علانیہ
گواہی کرادی اور پھر اور گواہ اِسبات پر کردی کہ مین نے وکیل کو وکالت سی معزول
کیا پھر وہ وکیل اوس قرضدار سی وہ پچاس دینار مانگی اور اپنی وکالت کی گواہ سے
وکالت ثابت کردی اور جب پچاس دینار لیلے تو مالک کو حوالہ کرکے چلدی پھر مالک
اوس قرضدار سے اونہین پچاس کا مطالبہ کری اگر وہ جواب دے کہ مین یہہ دینار اسکے
وکیل کو دیچکا ہون تو مدعی گواہ گذرانے کہ مین اوسکو لینے سی پیشتر وکالت سی
معزول کرچکا ہون اِسصورتمین حاکم مدعا علیہ پر مال لازم کریگا اور کہیگا کہ تو نے
جسکو پچاس دینار دئی ہین اپنے اوس سی جاکر وصول کر لیکن اگر قرضدار ہوشیار ہو
تو وکیل کو اِسی جیسے معاملہ کے ڈر سی کچھہ نہ دی اور کہی کہ مین تجکو بدون موکل کے
سامنی ہونے اور تیری وکالت کے اقرار کرنیکے کچھہ نہ دونگا تو پھر یہہ حیلہ بیکار
ہوجاویگا بارہوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو مجھہ سی

او نہیں علیہ انہ لا حق
لہ قبلہ وہی المدعی فیہ جحدہا
فاقام البینۃ باطل لانہا شہدت
عشرۃ اذا کان لہ علی رجل
مائۃ دینار خمسون منہا
بوثیقۃ وخمسون بغیر
وثیقۃ وخاف ان یجحد
حقہ او یفلس او یموت
غائبا فاخذ کفیلا بالوثیقۃ
علی وکالۃ علانیۃ وشہد
شہود بالوکالۃ ثم
ان الطالب وکل
بالمطالبۃ
بالخمسین
التی
لیس
بہا
وثیقۃ
ثم
ان
الوکیل
قبض
المال
وتوی
بالوثیقۃ
وتوی
الخمسون
التی
لیس
بہا
وثیقۃ
ثم
ان
الطالب
اقام
البینۃ
علی
الوکالۃ
بعد
ما
قبض
الوکیل
المال
وتوی
بالوثیقۃ
وتوی
الخمسون
التی
لیس
بہا
وثیقۃ
فاذا
قبض
الخمسین
التی
لیس
بہا
وثیقۃ

خلع کا سوال کریگی تو تجکو تین طلاقین ہین اگیسین خلع نکرون اور عورت نے یہہ کہا کہ میرے
سب غلام آزاد ہین اگر مین تجہ سے آج خلع کا سوال نکرون پس یہہ مسئلہ امام ابوحنیفہؒ
سے پوچھا گیا آپنے عورتکو ارشاد فرمایا کہ اپنی شوہر سے درخواست خلع کی کراوے
شوہر سے کہا کہ مین تجہ سے درخواست خلع کی یعنی مال کے عوضمین طلاق کی کرتی ہون پھر
آپ نے خاوند کو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین ہزار درم پر تجہ سے خلع کرتا ہون اوسنے ویسا ہی کہا
پھر آپنے عورتکو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین قبول نہین کرتی اوسنے کہدیا کہ اتنے پر مین نہین
مانتی آپنے اُسکو فرمایا کہ اب اپنے خاوند کو ساتھہ چلی جا کہ تم دونو کی قسم سچی ہوگئی
نظیر ۱۳ ہوین مثال یہ ہی کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ دو بھائیون نے دو بہنون سے
نکاح کیا اور زفاف کیوقت ایک کی منکوحہ دوسرے کے پاس چلی گئی اور دونو نے صحبت کی
اور صبح تک اس حالتکو نجانا آپنے پوچھا کہ اب دونو کیا اوسی سے راضی ہین جس سے صحبت کی
ہی لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا کہ تو ہر واحد اُنمین سے اپنی بیبی کو ایک طلاق دیدے
اُن دونو نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا کہ ہر ایک اونمین سے اوسعورت سے نکاح کرلے جس سے
صحبت کی ہے اُن دونو کی جی خوش ہوگئی نظیر ۱۴ دہوین مثال یہ ہی کہ جس صورت مین
آدمی اپنے مال مین اچھی طرح صرف کرتا ہو اور اسراف نکرتا ہو اور حاکم کے یہان ناشر
ہو کہ یہ مُسرف ہی اور گواہ گذرجاوین اور اسکو خوف ہو کہ حاکم کہین مجکو صرف سے

روک ندی تو اسکی تدبیر یہہ ہی کہ حاکم سی یون کہی کہ اگر تم مجہپر روک کروگے تو میرے
غلام ازاد ہین اور میرا مال مساکین پر خیرات ہی اسصورتمین قاضی اوسپر روک نکر سکیگا
اسلئے کہ قاضی جو اوسپر مال کی روک کرتا ہی تو صرف اوسکی مال کی حفاظت کی لئے ہوتی
ہے اور صورت مذکورہ مین روکنا مال کا برباد کرنا ہی تو جو بات روکنے سی مقصود ہوا
کرتی ہے وہ نہ روکنے سی حاصل ہوگی پندرہوین مسئلہ یہہ ہی کہ باوجود انکار کے
صلح کرنا ہمارے نزدیک اور امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست ہی مثلاً ایک
شخص نے کسی پر کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُسکا انکار کردیا پہر مدعی سے
تہوڑی سی چیز پر صلح کی تو یہہ صلح درست ہی اور امام شافعی اس صلح کو درست نہین فرماتے
اُنکی دلیل یہہ ہی کہ جب مدعی کے نزدیک کوئی چیز مدعا علیہ پر ثابت نہین ہوئی تو پہر کونسی راہ
سی جس چیز پر صلح کرتا ہی اوسکو مدعا علیہ سی لیتا ہی بخلاف اقرار پر صلح کرنیکی کہ جب مدعا علیہ نے مدعی کے دین کا یا
کسی چیز کا اپنے ذمہ اقرار کرلیا پہر اُس سی کسیقدر پر صلح کی تو امین ہوگا کہ بقیہ کو مدعی نے یا اسکو ہبہ کردیا
یا معاف کردیا اور سب لوگ جو صلح مذکور کو درست کہتے ہین وہ یہ کہتے کہ اس صلح کی صحت پر کتاب اور
سنت اور قیاس دلالت کرتے ہین اسلئے کہ اللہ تعالی نے لوگونکی درمیانمین میل کرنیکی طرف
بلایا ہی اور خبر دی کہ اَلصُّلْحُ خَیْرٌ اور فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلح کرنی مسلمانون کے درمیانمین درست ہی

صلح جو چیز حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرے

ان مجبر علیک یقال ان
احرار وطاب صحت قد
علی المسا
علیک یعلم ذلک لانہ
کما لہ وقف المجبر علیہ انلاف مالہ
فہو بعوض الصلح علی الانکار عندنا وعند الجمہور
عشر یعطی الصلح علی الانکار ثم صالح علیہ
وقال الشافعی لا یجوز ذلک لانہ اثبت عند
فجاز فیہ الصلح بالخلاف کالصلح
عن الاقرار فانہ اذا اقر لہ بالف
او العین فصالحہ علی البعض کان
قد وہب لہ البعض والجمہور یقولون قد دل الکتاب
والسنۃ والقیاس علی صحتہ

صلح الاصلاح بین الناس واجب
ان الصلح خیر وقال انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم
اتقوا فاصلحوا بین اخویکم
وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
الصلح بین المسلمین جائز

بگروہ صلح کہ حلال کرے کسی حرام کو یا حرام کرے کسی حلال کو اور قیاس یہہ ہے کہ مدعا علیہ
اپنا تہوڑا سا مال اسبات کی عوضین دیتا ہے کہ مجھہ سے قسم کا مطالبہ نہو اور گواہ وغیرہ
لوازم نہ قائم کرنے پڑین اسکے بدلہ مین کچھہ دیکر دعوی سے چھوٹجاؤن تو یہہ بات
ایک غرض صحیح ہے غایت یہہ ہے کہ مدعی جہوٹا ہوتا ہم مدعا علیہ اس امر سے چھوٹتا ہے
کہ مدعی اوسکو قسم دلادے اور مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تب اسی انکار کے سبب
اوسپر دعوی ثابت ہوجاوے یا قسم نمانی جاوے اور مدعیکا دعوی دینا پڑے۔
بلکہ جونی کے نزدیک صلح انکار ہی پر درست ہے اقرار پر صحیح نہین وہ یہہ کہتے ہین کہ اقرار
کیصورت مین حق کا توڑنا اور ناقص کرنا لازم آتا ہے غرضکہ جب کسی سے انکار کے ساتھہ
صلح کرے اور اسبات کا خوف ہو کہ کہین دوسرا شخص ایسے حاکم کے یہان مقدمہ پیش
نکردے جو اس صلح کو باطل کردے تو اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ انکار کرنیوالے سے ایک شخص
اجنبی صلح کرے اور وہ اجنبی مدعیکے لئے اوسکی دعویکا اقرار کرے پہر اس دعوی
سے کسیقدر مال پر صلح کرے اور اس امر مین حاجت مدعا علیہ کی اجازت اور اوس
اجنبی کو وکیل کرنیکی نہین بشرطیکہ دعوی کی چیز قرض ہو یعنی روپیہ پیسا ہو اسلیے
کہ وہ اجنبی یہہ کہیگا کہ اگر مدعی جہوٹا ہے تو مین مدعا علیہ کو اس دعوی سے چھوڑاتا ہون
اور یہہ چھوڑانا بمنزلہ قیدی کے چھوڑانیکے ہے اور اگر وہ سچا ہے تو مین مدعا علیہ کیطرف سے

الا صلحا احل حراما او حرم حلالا وانما القياس فان
المدعى عليه يعتاض عن مطالبته
بالبينة واقامة البينة ونوابه
ذلك وشيء من مآله
بينه ليستخلص مين
الدعوى وتوازرها فان ذلك
غرض صحيح وغايته ما تقدم ان يكون
المدعى كاذبا فهو يتخلص من
خلبة الله وتعريضه للكول فيقضى
عليه به او هي اليمين بل عن الحق لا يصح
الصلح الا على الانكار ولا يصح مع الاقرار قال

جونی شافعی

لانه يلزمه ان هضما لحق فاذا اصالحه مع
الانكار رفعا ان يرفعه الى حاكم يرى بطلان
الصلح فالحيلة ان يصالح الاجنبي عن المنكر ويقر
الاجنبي للمدعي بما ادعاه على غريمه ثم يصالح
من دعواه على مال ولا يشترط اذن المدعى عليه
فلو كان المدعى دينا لم يجز
فصل استغنى ما يمين
المدعى وذلك على ثلثة
فكان الاصل ان كان
صادقا فقد قضيت عنه

بعض قرض ادا کردیا اور باقی سے اوسکو مدعی نے بری کر دیا اور اسبات مین
حاجت مدعا علیہ کی اجازت کی نہین اور اگر دعوی شے معین کا ہے تو درست
نہین جب تک کہ اجنبی یہہ نہ کہی کہ مجکو منکر نے وکیل کیا ہے اسلیئے کہ وہ یہہ کہیگا
کہ مین نے اس شی کو اوس مال کے بدلہ مین جسپر تجھہ سی صلح کرتا ہون منکر کیواسطے
مول لی ہے یا اجنبی خود اپنی واسطے صلح کریگا تو ایسا ہوگا کہ گویا چھینی ہوئی چیز
کو خریدتا ہی پس اگر مدعی اوس چیز کا اقرار اوسکی لئیے باطن مین کرے تو خود مدعا علیہ
ٹھہرتا ہی اور اگر اقرار نہین کرتا تو اوسکو گنجایش نہین کہ مدعا علیہ سی اوسکی بابت مین
جھگڑے اور ظاہر مین اوسکی کہنے سے صلح کی درستی کا حیلہ ہو جاویگا سو لہوین مثال یہ
ہے کہ مزدور سی کہانے کپڑے پر محنت لینی اور جانور سی گہاس کہلانے کی عوض
کام لینا اور دایہ دودھ پلائی سی روٹی کپڑے پر دودھ پلوانا ہمارے نزدیک درست ہے
اور یہی مذہب امام مالک رح کا ہی امام شافعی رح نے اسمین خلاف کیا ہی اور امام اعظم رح اسکو
صرف دایہ مین جائز فرماتے ہین اور دونمین نہین پس اگر کوئی شخص اسپر حکی اجرت کا
معاملہ کرے اور ڈرے کہ کہین ایسی حاکم کے یہان مقدمہ پیش ہو جو اس معاملہ کو باطل
سمجھتا ہی تو حاکم معمولی اجرت مجھہ سی دلاویگا تو اوسکا حیلہ یہہ ہی کہ مزدور کو ایک
معین نقدی کے عوضمین نوکر رکھی جسکی مقدار کہانے اور کپڑی کی برابر ہو پہر اسکا

بعض دینہ واجرۃ المدعی
من باقیہ وذلک لا یفتقر
الی اذنہ وانکان المدعی
عینا لغیرہ حتی یقول قد
وکلنی المنکر
لانہ یقول قد اشتریت
لہ ھذا العین المدعاۃ
بالمال الذی اصالحک علیہ فیکون عبدا لہ
بخلاف الاجنبی نفسہ فانہ اعترف بھا للمدعی
بخلاف ما اذا کان المدعی ھو المخصوص فیھا وان لم یعترف
وھذا کلہ اذا اعترفہ لہ بھا ظاہرا
حیلۃ علی تصحیح الصلح المشتمل علی
عشرۃ بکلی فی استیجار الاجیر بطعامہ وکسوتہ
عندنا وال دایۃ بعلفھا والظئر الضعۃ
وھو مذھب مالک خلافا للشافعی فی جوزہ
ابو حنیفۃ فی الظئر خاصۃ فاذا
عقد الاجاق وخاف
ان یرفعہ الی الحاکم
فباعہ بطعامھا فیلزمہ بالجنس
مثل ما شرط لھا من الطعام
بقدر معلوم ویکون بقدر
الطعام والکسوۃ ثم یشتد

گواہ لوگونکو کردی کہ اس نوکر نے اپنی تنخواہ کو اپنی کہانے اور کپڑہ مین صرف کرنیکے
باب مین مجکو وکیل کیا ہی اور یہی حال جانور کے بابمین ہی ستر ہوین مثال یہہ ہی کہ جسکو
وصیت کی اور خوف ہوا کہ وہ قبول نہین کریگا اور یہہ کہا کہ اگر وہ نمانے تو فلان شخص
وصی ہی تو یہہ کہنا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی درست ہی اسلئی کہ آپ نے امارت کو شرط
پر معلق فرمایا تہا تو وصیت کا معلق کرنا بطریق اولی درست ہوا کیونکہ آدمی جسقدر امارت
سی فائدہ اُٹہاتا ہی وہ وصیت کے فائدہ کی نسبت کزائد ہی اور بعض فقہا اسکو باطل
کہتے ہین تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ مریض گواہ کردی کہ وہ دونو شخص میرے وصی ہین اس
صورتمین اگر ایک قبول نکریگا اور دوسرا کریگا تو جو قبول کریگا وہی صرف وصی ہوگا اور
اگر دونو قبول کرلینگے تو اونمین سی ہر ایک کو تنہا تصرف پہنچ سکتا ہی اسلئی کہ وصیت
کرنیوالا اُن دونومین سی ہر ایک کی تصرف پر راضی تہا یہہ قول قاضی کا ہی پس اگر مریض کو
خوف ہو کہ جس شخص کے نزدیک اونمین سی ایک کا تصرف درست نہین وہ اکیلی کو تصرف
نکرنے دیگا اور کہیگا کہ مریض نے تو ان دونو کو شریک کیا ہی اور دونو کو بجای ایک کے
قرار دیا ہی تو حیلہ جائز ہونیکا یہہ ہی کہ مریض یہہ کہی کہ مین ان دونو کو اکٹہا بہی وصیت
کرتا ہون اور جدا جدا بہی وصی کرتا ہون اٹہارہوین مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین
وصی یتیم کے مال مین تصرف کرتا ہی اور خرید و فروخت اور اوسپر نفقہ کرتا ہے تو

فان لم یقبل احدھما وصی وحدہ فان قبلا جمیعا فالکل
منھما کان یتصرف کل منھما فی نصف ما لہ الخ فان خاف
ان یتصرف کل منھما فی الکل فلہ ان یشھد علی بعض
الفقہاء یبطل ذالک
فالحیلۃ ان
یقول فی شہادتہ ھما وصیای
جمیعا
ویقول فی شہادۃ کل منھما وصیی وحدہ
بخلاف ما لو انفرد احدھما بالتصرف
فی الجملۃ ان یقول اوصیت
الیھما علی الاجتماع
والانفراد
عشرۃ اذا تصرف کوصی
والثامنۃ عشرۃ اذا انفق علی الیتیم

حاکم کو پونچتا ہے کہ وصی سے حساب لیوے اور اوسکے معاملات کی وجہین پوچھے
اور وصی کا امانت دار ہونا حاکم کے حساب کتاب لینے کا مانع نہین اسلئے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عاملون سے حساب لیا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ لڑکے کو خیرات پر بھیجا اور جب وہ آیا تو اُس سے
حساب لیا پس اگر وصی اس حساب سے چھوٹنا چاہے تو حیلہ یہ ہے کہ اپنے سوا کسی اور کو
مقرر کردے جو ترکہ کی خرید و فروخت اور قرضہ کا وصول کرنا اور خرچ کرنا کیا کرے
اور اپنے آپ کسی چیز کے وصول ہونیکا اوس شخص کو گواہ نہ بنے پس اگر وہ شخص تصرف
اچھی طرح کریگا اور حق طور پر کرتا ہوگا تو اسکو درست ہے کہ اپنی قسم مین تاویل کرے
کہ مین نے نہ قبضہ مال کا کیا نہ وکیل کیا اور اگر ظالم ہوگا تو تاویل اُسکی کچھہ کام نہ آویگی
انیسوین[19] مثال یہہ ہے کہ ضامن ہوجانا کسیکی طرف سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ قرضدار ذمہ
کو بری نہین کرتا اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہے اگر
وہ مردہ ہووے تو اُس کا ذمہ بری ہوجاتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ
کا ہے اور اسمین یہہ قول ہے کہ ضامن ہونا ایسی طرح کہ جسکی طرف سے ضمانت
کی ہے اوسکا پلہ پاک ہوا اوسکا حیلہ یہہ ہے کہ ضامن یون کہے کہ مین اوس
کے قرض کا ضامن نہین ہوتا ہون مگر اس شرط سے کہ تو قرضدار کو بری کردے

فالتجا عن ان حاسبه
ولا يمنع من حاسبه
كما امنا فان النبي صلى
الله عليه وآله وسلم
حاسب عماله وفي صحيح
البخاري انه صلى الله عليه
وآله وسلم بعث ابن اللتبية فلما جاء حاسبه
الصدقة فلما خلص ان يجعل غايبا ويقول
بيعه الزمه وقبض ثمنه ونحو ذلك الا فكان
يحتاج بوصول شئ منه
يحتاج فيه
انها قابض ولا
كل وكان
عشر الضمان لا تبرئ ذمة المضمون عنه
كان المضمون عنه
ذمته الميت وهي مذهب
ابن حنيفة وقيل
ان ضمانه
تبرئ كل ذمة المضمون
عنه فالحيلة ان
يقول لا اضمن دينه
الا بشرط ان تبرئه منه

جب تو اُسکو بری کردیگا تو مین اوسکا ضامن ہون اور ضمانت کو کسی شرط پر
معلق کردینا دو وجہونمین سے قوی ترمین درست ہی بیسوین مثال یہہ ہی کہ
جب عورت خاوند پر غالب ہوا ور خاوند اوس سی کہی کہ طلاق مجکو تجہہ سی لازم
ہوگی اگر جو کچہہ تو مجہہ سی کہیگی ویسا ہی مین تجکو نکہدونگا پس عورت نے کہا کہ انت
طالق ثلاثا یعنی تجکو تین طلاق ہین تو حیلہ یہہ ہی کہ عورت سی یون کہی کہ اَنتُ
طَالِقٌ ثَلَاثًا کے زبر سے اسصورتمین طلاق نہوگی کیونکہ عورتمین لیاقت
خطاب کی نہین اِسلئی کہ تَ کے زبر سی خطاب مذکر کا ہوا کرتا ہے اور یہہ حیلہ ضعیف
ہے اسلئے کہ اگر عورت تَ کے کسرہ یعنی زیر سی کہیگی تو پہر مردکات کی زبر سے
کہنا ویسا کہان ہوگا جیسا عورت نے کہا تہا اور بعضون نے یہہ حیلہ کیا ہی کہ عورت
سی یون کہی کہ انت طالق ان لم افعل اور یہہ بھی ضعیف ہی اسلئی کہ کلام بین
بڑہا دینا کلام کو توڑتا ہی اور کلام زیادتی کے ساتھہ وہی کلام نہین ہوتا جو بدون
زیادتی کے ہو تو بہتر یہہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ یہہ کلام جو عورت سی صادر ہوا
یہہ مرد کی قسم مین داخل نہین اسلئی کہ اوسنی نہ اسکو ارادہ کیا نہ اوسکے دلمین
گذرا اور لفظ عام نیت اور عرف کے باعث خاص ہو جایا کرتا ہی اور یہہ صورت
امام مالک اور احمدؒ کے قواعد پر بن سکتی ہے کہ وہ قسم کہانیوالی مین اسکی عرف

فی امرأته منه فانا ضامن
له وبهذا تعلیق الضمان
بالشرط فاقوی الوجهین
المثال العشرون اذا قال
الزوج قبل الزوج فقال
فی الطلاق یلزمنی منه
لا تقولت بی شیئا الا قلت
لک مثله فقالت انت طالق
ثلاثا فالحیلة ان یقول لها انت طالق
ثلاثا بفتح التاء فلا تطلق لعدم صلاحیة
الخطاب لها وهذا ضعیف لانه مع الفتح
لم یقل لها مثل ما قالت انکانت کسر التاء
وقیل یقول لها انت طالق ان لم افعل
وهذا ضعیف ایضا لان الزیادة تنقض
الکلام والا یکون الکلام معها عابثا
الکلام الذی هو یمین ولیها فلا یجوز ان
یکون هذا من ایمان
مسئلة لا یمین علیه لانه لم یرد الدخول
فی یمینه عند الاطلاق لانه لم یرد اللفظ
والمعنی مخصص بالنیة
علی اصول مالک و
احمد فی عنایهم عرف المحالف

اور نیت اور قسم کے سبب کا اعتبار کرتے ہین اکیسوین[۲۱] مثال یہہ ہی کہ کرایہ لینا
گا ہی اور بکری وغیرہ کا مدت معین تک دودہ کے لئی گہاس دانہ کے عوض یا معین
دامون کے عوض کہ گہاس اوسکے ذمہ رہی درست ہی یہہ مذہب امام مالک کا ہی اور
اوسکو ہماری شیخ نے اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اسلئی کہ اسکی طرف حاجت ہوا
کرتی ہی اور مثل دایہ دودہ پلائی کے ہی اور اسوجہ سی کہ دودہ اگرچہ ایک عین یعنی
چیز ہے مگر باین لحاظ کہ تہوڑا اب ہوا اور تہوڑا بعد کو ہوا مثل منافع کے ہی اور
زمین کے اجارہ کیطرح ہی کیونکہ اوسمین بھی گہاس اور کانٹا پیدا ہوتا ہی اور ایکوجہ
یہہ ہی کہ دودہ گہاس اور خدمت سی ایسا حاصل ہوتا ہی جیسی کہیتی بیج سی اور خدمت
سے ہوتی ہی دونو مین کچھہ فرق نہین کیونکہ گہاس سی دودہ ایسا ہی پیدا ہوتا ہے
جیسے بیج سی کہیتی اور یہہ صحیح تر قیاس مین سے ہی اور نیز جانور کا وقف کرنا درست ہے
کہ جسپر وقف کری وہ اوسکی دودہ سے نفع لے اور وقف کرنیوالیکا حق وقف چیز کے
نفع ہی مین ہوتا ہی اوسکی ذات قائم رہتی ہی اور یہی جانور دوسرے شخص کو ایکمدت
معین تک دودہ کیواسطے دیڈالنا جائز ہے اسطرح کہ وہ ملک دینے والیکی رہی تو
جانور کا دیڈالنا ایسا ہوگا جیسا جانور کو مانگا دینا اور مانگا دینی نفع ہی کا مباح کرنا ہوتا ہی تو چونکہ دودہ
وقف اور عاریت مین قایم مقام نفع کے ہوتا ہے اجارہ مین بہی اوسی کے جگہہ ہوا

وہو الصحیح لان اللبن والولد کالثمرۃ والنتاج فی الارض
کانظائر ولان اللبن وان کان عینا کالثمرۃ فہو شیئا بعد شیئ وکالنتاج والشعر
فی حصول بالتعلف والمؤنۃ حصول المتقوم بالمتقوم
کما نبت بہا بین الکراء والشعر
ثم الاوقف فان قولہ اللبن من التعلف
کقولہ الحمل من البیت فہذا من اصحہ
القیاس وایضا فانہ یجوز ان یقفہا فتستغنی
الوقف فی طلبہ بلبنہا وحق الواقف
فی منفعۃ الوقف فہو بقاء عینہ وایضا فانہ
یجوز ان یحتاج غیرہ من معہ
للحمل لبنہا وہی قیمۃ علی
فاذا کان اللبن بجزی
اقاضا والعاریۃ انما
بجزی فی المنفعۃ فی الوقف والعاریۃ
بجزی فی بعض منافع الاجارۃ

اور اللہ تعالی فرماتا ہے فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن تو دیکھو کہ جو چیز
پھر اگر دودہ پلاویں تمہارے خاطر تو دو انکو انکی نیگ ۱۲
دودہ پلانیوالی لیتی ہے اوسکو خدا تعالے نے اجرت فرمایا ہی مول نہین
فرمایا۔ اور بھی کسی کنوئین کا کرایہ لینا ایک مدت معین کے لئے اوسمین سے پانی
بہر نیکو درست ہی حالانکہ پانی اوسکی عمل سے حاصل نہین ہوا تو اب اگر بکری کو
دودہ کیواسطے اجارہ لے جو اوسکی گہاس دینے اور خدمت سے حاصل ہوگا بطریق
اولے درست ہونا چاہیے اور بھی کسی حوض کا ٹہیکہ لینا جسمین مچھلیان ہوتی
ہین مچھلیونکی خاطر درست ہی تو یہہ صورت جانور کے ٹہیکہ کی بھی بطریق اولی
درست ہونی چاہیئے اسواسطے کہ یہہ صورت عرف مین مشہور ہی اور دودہ اوسکے
گہاس دینے اور جانور کی خدمت سے حاصل ہوتا ہی اور جو لوگ اس مسئلہ کو اسپر قیاس
کرتے ہین کہ دودہ کا جانور کے تہنون مین فروخت کرنا حرام ہے تو یہہ قیاس خراب
ہی اسلئے کہ تہنون کیصورت مین دودہ نامعلوم ہی اوسکی مقدار معلوم نہین تو فروخت
معدوم کی ہوی اور اجارہ مین بیع کی نسبت کرزیادہ گنجایش ہی اور اسیوجہ سے
اجارہ اُن منافع کا درست ہی جو تہوڑی تہوڑی ایک دوسرے کے بعد ہوا کرتے
ہین غرضکہ دودہ اس صورت مین ٹہیک مثل منفعت کے ہی اگرچہ عین ہے۔
پس اگر جانور کے اجارہ لینے پر خوف ہوا کہ طرفانی کہین ایسی حاکم کے یہان مقدمہ

پیش کری جو یہہ معاملہ باطل کردی تو اسکے باقی رہنے کا حیلہ یہہ ہی کہ جانور
کو ایکمدت کے لئے درمون کے عوض اجارہ دے پہر اجارہ لینیوالیکو
اجازت دے کہ ان درمونمین سے اوسکو گہاس دیا کرا ور دودہ کو اوسکے
لئے مباح کردی اور یہہ حیلہ گاے اور اونٹنی اور بھینس مین چلتا ہے کہ
اونسے کہیتی کرنی اور اونپر سواری ممکن ہے مگر بکری سے تو غرض دودہ اور
بچے ہوتے ہین تو اُسکے نفع پر اجارہ کی صورت نہوگی اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ
اوسکو اپنی بکری کے بچہ کے دودہ پلانے کو ایک مدت معلوم تک اجارہ
لے اور مالک بکری کا لینے والے کو وکیل کردے کہ ان اجرت کے
دامون سے یا اونمین سے کسیقدر دامون سے اوسکا گہاس دانہ دیا
کرے اور دودہ اوسکو مباح کردے بائیسوین مثال یہہ ہے کہ کسی
شخص نے دوسرےکو اپنا کپڑا دیا اور کہدیا کہ اسکو دس کو بیچنا اور جو
زیادہ ہووہ تیرا ہی تو اسصورت کے درست ہونے پر امام احمدؒ نے نص کی
ہی بسبب پیروی حضرت ابن عباسؓ کے اور اسحق نے امام احمد کی موافقت کی
ہے اور اکثر لوگون نے اسصورت سے منع فرمایا ہی اور خلاف کی وجہ یہہ
ہے کہ اس معاملہ مین وکالت اور اجارہ اور مضاربت کا میل ہے

تو جس شخص نے وکالت کی جانب کو غالب کیا ہی اوسنی اس معاملہ کو درست کہا
ہے اور جسنے اجارہ یا مضاربت کی جانب کو غلبہ دیا ہی اوسنی اسکو باطل
ٹھہرایا ہی اسلیے کہ اجرت اور منفعت دونو نا معلوم ہین اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت
جائز ہی اسلیے کہ دس قائم مقام اصل مال کے ہین مضاربت کی صورتمین اور جو مقدار
زیادہ ہووہ مثل نفع کے ہی اور تمام نفع کو جو دوسرے شخص کے لئے کر دیا تو یہہ معاملہ
نقصان اوٹھانیکا ہوا جیسے ایسا مال مضارب کو دیدی جسمین مضاربت نکری اور کہدی
کہ جو فائدہ ہووہ تیرا ہی حاصل یہہ کہ یہہ معاملہ اجارون کے اقسام سے نہین بلکہ
شرکت کے معاملون سے مشابہ تر ہی پس اگر معاملہ والا ڈری کہ مبادا طرفثانی ایسے
شخص کے بہانے مقدمہ دائر کری جو اوسکی باطل ہونیکا حکم کری تو حیلہ یہہ ہی کہ یون کہدی
کہ مین تجکو اس کپڑے کو دس کی عوض بیچڈالنے کا وکیل کرتا ہون پس اگر تو اسکو
زیادہ کی عوض بیچیگا تو زیادتی مین میرا کچھہ حق نہین اسصورت مین زیادتی وکیل
ہی کی ہوگی تیئیسوین[۲۳] مثال یہہ ہی کہ امام احمد رح فرماتے ہین کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہین
کہ کھیتی کو کاٹے اور درخت کے پھل توڑی بعوض چھٹے حصہ غلہ خواہ میوہ کے اور یہہ
صورت مجکو چکوتے کی نسبت کرزیادہ پسند ہی اور اسیطرح جو شخص اپنا جانور کسی
دوسرے کو دی کہ اوسپر کام کری اور جو کچھہ خدا تعالی دیگا وہ آدہون آدہ لیونگی

اور اسکے درست ہونے کی وجہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خیبر کو نصف پر دیا تہا اور یہی حال ہی اگر کوئی شخص اپنا گہوڑا دوسرے کو
جہاد کیواسطے دی اس شرط پر کہ لوٹ آدہی لے لونگا یا اپنا غلام دوسرے کو دی کہ
وہ اوس سی کماوی اور کمائی کی تہائی یا چوتہائی لونگا اور اسیطرح اگر ایک نہان
ورزی کو دی اور کہی کہ اسکی کرتے سیدی آدہا نفع تجکو دونگا یا سوت بنئی دلیکو
اسی شرط سی دی اسیطرح کہا ہی مغنی مین اور امام احمدؒ کے قیاس کی موجب یہہ
صورت بہی جائز ہے کہ پینے والے کو چند پیمانے اناج کے دے کہ اونکو اوسی مین سی ایک
پیمانہ کے عوض پیسدی اور ابن عقیل سی اسمعالہ کی ممانعت مروی ہی اور حجت یہہ
بیان کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنی والیکے پیمانہ سی منع فرمایا ہی شیخ
ابن تیمیہ کہتی ہین کہ اس حدیث کو ہم نہین پہچانتی اور ہماری نزدیک اوسکی صحت ثابت
نہین ہوئی اور اسیطرح مچہوی کو جال دینا کہ اوس سی مچہلیان پکڑی اور جتنی مچہلیان
اوس سی ماری اونمین سی آدہی دیوی اور ایسا ہی اگر آدمی سی کوئی چیز چہین جاوی
اور دوسرے سی کہی کہ تم اوسکو چہڑادو تو آدہی تمہاری ہی اور جب اسباب ڈوبجاوی تو
کسی شخص سی کہی کہ جسقدر تم نکالدوگی اوسکا آدہا تمہارا ہی یا اوسکا غلام بہاگ جاوے
اور کہی کہ جو اوسکو میری پاس پہنچالاویگا تو وہ اسکی آدہی کا شریک ہی اور جو اوسکی مشابہ ہو

حاشیہ

وکذا من دفع ثوبا الی الحائک لیبسطہ علیہ و
یکون لہ ثلث الکتان او ربعہ
وکذا من دفع ثوبا الی الحائک لیبسطہ علیہ و
یکون لہ نصف الثوب او دفع غزلا الی
من ینسجہ کذلک قال فی المغنی وعلی قیاس ہذا
یجوز ان یعطی الطحان اقفزۃ معلومۃ
من نصیبہ بقفیز منہا وحکی عن ابن عقیل
انہ ما خبر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نہی عن قفیز الطحان قال الشیخ
ابن تیمیۃ ہذا الحدیث لا نعرفہ ولا ثبت عندنا صحتہ
وکذا دفع الشبکۃ الی الصیاد لیصید بہا علی
النصف من السمک الذی یصاد بہا
فرسنا لو غصبت منہ عن فقال
الرجل خلصہا لی وللشر
نصفہا واذا غرق
متاعہ فقال الرجل ما
خلصتہ منہ فلک
نصفہ او لبق علی
فقال من رد
نصفہ وما شبہ ذلک

اور اگر یون کہے کہ تو کہیتی کاٹ جسقدر تو کاٹیگا تو اُسکا آدہا تیرا ہی تو یہہ صورت ابن
قاسم کے نزدیک جائز ہی اور سحنون روایت کرتے ہین کہ درست نہین ہی اور اگر کہی
کہ میرا زیتون جہاڑ دی جسقدر تو اوٹہا دیگا تو تجکو اوسکا آدہا ہی تو یہہ عقد ابن قاسم
کے نزدیک درست نہین اور اسکو عبد الملک بن حبیب نے اختیار کیا ہی۔ پس اگر یون کہے
کہ میرے سو دینار جو فلان شخص کے ذمہ ہین انکو تو وصول کردی تو اُنکا دسوان حصہ
تیرا ہی ابن قاسم اور ابن وہب کے نزدیک درست ہی اور اشہب کے نزدیک ناجائز ہی اور اگر
یہہ کہے کہ میرا قرض جو فلان شخص پر ہے وہ وصول کردی تجکو دہ یکی دونگا اور مقدار قرض کی
بیان نکری تو ابن وہب کی نزدیک جائز نہوگا اور ابن قاسم اور اصبغ نے اوسکو جائز کہا
ہے جو لوگ اسکو ناجائز کہتے ہین اونہون نے اسکو اجارہ ٹہہرایا ہی اور اجرت اسمین
مجہول ہی اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت اجارون کی جنس سی نہین بلکہ مشارکتون کی قسم
سی ہی اور اسپر امام احمدؒ نے نص کی ہی اور سنت اسپر دلالت کرتی ہی چنانچہ مسند اور سنن
مین رویفع بن ثابت سی مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ ہم مین سی کوئی زمانہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی بہائی مسلمان کا لاغر گہوڑا لیتا تہا اس شرط پر کہ جو مال غنیمت اوسکی
ہاتہہ لگی اُسمین سے آدہا وہ لے اور آدہا مالک۔ اور ہم مین سی کسیکے حصہ مین بہال اور پر ہوتے
اور دوسرے کے لئی تیر کا نیزہ یعنی تیر مین نصف کی تقسیم اسطرح ہوتی اور اسکی اصل یہہ ہے

وان قال احصد الیکما فما حصلت فلک نصفه ۞ جاز عند ابن القاسم وروی سحنون انه لا یجوز ۞ ولو قال اقبض زیتون فما لقطت فلک نصفه ۞ لم یجز عند ابن القاسم واختاره عبد الملک بن حبیب فان قال اقبض لی مائة الدینار التی علی فلان ولک عشرها جاز عند ابن القاسم وابن وهب وکره عند اشهب لانه جعل جزءا من الذی علی فلان فی مقابلة عمله

قال الکاسانی لو قال لغیره اعمل فی ارضی هذه او فی بستانی هذا او فی هذا الثوب او فی هذا الغزل او فی هذا الحدید او فی هذا الخشب او فی هذا الطین او فی هذا الآجر او فی هذا الجص او فی هذا النورة او فی هذا الزجاج او فی هذا الصفر او فی هذا النحاس او فی هذا الرصاص او فی هذا الحجر او فی هذا الرخام او فی هذا الساج او فی هذا الآبنوس او فی هذا العاج او فی هذا الذهب او فی هذا الفضة او فی هذا اللؤلؤ او فی هذا الیاقوت او فی هذا الزمرد او فی هذا الفیروزج او فی هذا العقیق او فی هذا البلور او فی هذا الزجاج او فی هذا الخزف او فی هذا الفخار او فی هذا الآجر او فی هذا الجص او فی هذا النورة او فی هذا الزجاج او فی هذا الصفر او فی هذا النحاس او فی هذا الرصاص او فی هذا الحجر او فی هذا الرخام او فی هذا الساج او فی هذا الآبنوس او فی هذا العاج او فی هذا الذهب او فی هذا الفضة او فی هذا اللؤلؤ او فی هذا الیاقوت او فی هذا الزمرد او فی هذا الفیروزج او فی هذا العقیق او فی هذا البلور

وروی رویفع بن ثابت قال انا کان احدنا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یستعیر البعیر فیشترط علی ان الله ما غنم نصیبا کذا وکذا فله کذا وکذا وان غنم کذا وکذا فله کذا وکذا

وان کان احدنا یستعیر البعیر فیشترط علی ان الله ما غنم نصیبا کذا وکذا فله کذا وکذا وان غنم کذا وکذا فله کذا وکذا

والشیخ والاخر القاضی وأصل هذا

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین خیبر کو یہودیونکو دیا کہ اسمین کماوین اور جو کچھ
پیدا ہوا وسکا آدھا دیوین اور مسلمانونکا اتفاق ہی مضاربت کے جائز ہونیپر
اور اسمین یہی ہوتا ہی کہ مال اُس شخص کو دیا جاتا ہی جو اس سی تجارت کری اور اوسکی نفع
مین سے کوئی حصہ مالک کا ہوتا ہی اور جو لوگ اس معاملہ کو ناجائز کہتی ہین اونکی پاس
کوئی دلیل نہین بجز اسکی کہ اسصورتمکو اجارہ کی جنس مین سی گمان کرلیا ہی مجہول اجرت
کے عوض مین اور یہین وجہ مساقات اور مزارعت کو باطل ٹھہرایا ہی اور مضاربت
کو خلاف قیاس کہتی ہین اس گمان سی کہ وہ بھی اجارہ ہی جسکی اجرت کی مقدار معلوم
نہین اور امام احمدؒ کے نزدیک یہہ سب معاملات اجارہ کی نسبت کرپاک اور حلال زیادہ
ہین سو اسطی کہ اجارہ مین اجارہ دینے والے کی اجرت یقینا سلامت رہتی ہی اور اجارہ
لینے والا عوض کی سلامت رہنی اور ہلاک ہونیمین متردد رہتا ہی تو وہ خطرہ مین ہی حالانکہ
عدل کا قاعدہ معاوضونمین یہہ ہی کہ دونو معاملہ کرنیوالے بیم ورجا مین برابر رہین
اور یہہ بات مزارعت اور مساقات اور مضاربت اور تمام معاملات مین جو ان سی ملتی ہین
حاصل ہے اس لئے کہ اگر نفع بچا رہیگا تو دونو کے واسطے بچا رہیگا
اور جاتا رہیگا تو دونو کے واسطے جاتا رہیگا اور یہہ بہت عمدہ عدل ہے۔
اور منع کرنے والون مین سے پہلے لوگ ابو سعید خدریؓ کی حدیث کو حجت لاتے ہین

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وعاملہم فی اموالہم علی ان لہم شطر
ما یخرج منہا من ثمر او زرع
جواز المضاربۃ
ما یلتبس بہ
سوی ظن
وقاسوا المضاربۃ علی الاجارۃ بعوض لا یعلم
واحمل عن ہذا الباب کلہ
واحمل من الوجوہ
یحصل الوجوہ
فاعدل العدل
وسائر الصور
من اما تعین

جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ
سے منع فرمایا اور یہہ حدیث صحیح نہین ہوتی اور مین نے شیخ الاسلام سے سُنا ہی کہ وہ کہتے
تھے کہ یہہ حدیث موضوع ہی اور ہماری بعض اصحاب نے اس حدیث کی یہہ معنی کہی ہین کہ اسمین
نہی ڈہیری کے پیسنے سی ہی جسکے پیمانے معلوم نہون کہ ڈہیری کو اوسمین سی ایک پیمانہ
کے عوض بیچے اسوجہ سے کہ باقی مجہول رہتی ہے تو یہہ صورت ایسی ہوئی
جیسے ڈہیری کو فروخت کری اور ایک پیمانہ کو نہ بیچے پس اگر پیمانے معلوم ہون اور کہے کہ
ان دس پیمانونکو انمین سی ایک پیمانے کے عوض بیسد ی یہہ پیمانہ دانونکا ہوخواہ آٹے کا اگر
دانونکا ہوگا تو یہہ صورت ہوئی کہ نو پیمانے گیہون پیسنے کو ایک پیمانہ کے عوض ٹہیکہ
لیا اور اگر آٹے کا ہوگا تو یہہ ہوا کہ آٹے مین شرکت ہوئی کہ دسوان حصہ پیسنے والیکا
اور نو حصے مالک کے۔ اب اگر کوئی کہے کہ تمہارے نزدیک شرکت عوض کے بدلہ مین درست
نہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ صحیح نزدورد ایتو نمین سی یہہ ہی کہ اسطرحکی شرکت صحیح ہے
اور اگر ہم دوسری روایت کی بموجب کہین تب بھی اسصورتکو مساقات اور مزارعت مین
ملانا اسباب کی مضاربت مین ملانیکی نسبت کرا ولی ہی اسلئے کہ اسباب سی مضاربت کرنی
متضمن ہی تجارت کو اور اوس مال مین تصرف کرنیکو اسطرح کہ اوسکو دوسرے مال سے
بدل لی بخلاف اسصورت کی کہ اسمین یہہ بات نہین پائی جاتی اب اگر یہہ کہا جاوی کہ

غلہ کو ایسے شخص کو دینا جو اوسکو پسند ہی اور پسے ہوئی آٹے مین سے کوئی حصہ
اجرت مین لے لے یا سوت بُننے والیکو دی کہ اوسکو بُنکر اجرت کپڑے مین سے
کوئی حصہ لے تو اس سی دو خرابیان لازم آوینگی اول یہہ کہ مقدار اجرت کا
پیسنا اور بننا اجارہ کی رو سی تو عامل کو دینا چاہیئے اور اجرت ہونیکی حکم سے
عامل اوسکی لینی کا مستحق ہی اور یہہ دونو باتین ایکدوسرے کے خلاف ہین اسلئی
کہ اول صورت مین مستاجر سی اوسکا مطالبہ ہونا چاہیئی اور دوسری صورت مین مستاجر
کا مطالبہ اجارہ دینی والے سی ہونا چاہیئی دوسری خرابی یہہ ہی کہ جس چیز پر عقد ہوا ہے
اوسمین کا کچھہ حصہ خود ہی عوض بھی ہی اور یہہ نہین ہوسکتا تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہ خرابیان اس سی پیدا ہوتی ہین کہ ہمنے تکو اجارہ گمان کرلیا حالانکہ ہم بیان
کر چکے کہ یہہ معاملہ باہم شرکت کی قسم سی ہی اور اگر مان لیا جاوے کہ یہہ اجارہ ہی کی
قسم سی ہی تب بھی کچھہ تناقض نہین اسلئی کہ استحقاق کی جہت مختلف ہی یعنی جس
جہت سی کہ مستاجر پانیکا مستحق ہی وہ اور ہی اور جس جہت سی دینی کا مستحق ہی وہ
اور ہی تو اسمین کیا خرابی ہی اور یہہ جو کہتی ہو کہ جس چیز پر عقد ہوا اوسکا حصہ
عوض ہی یہہ بھی نہین اسلئی کہ عقد تو مستاجر کے کام پر ہوا ہے پس معقود علیہ کام ہی
اور چیز کے کسی حصہ سی فائدہ اور یہہ بات شرع اور قیاس کی رو سی متصور ہے

تو ظاہر ہوا کہ اِسباب کی صحت بموجب نص اور قیاس کے ہی مگر جب خوف ہو کہ مالش
ایسے حاکم کے یہان پیش ہو جو اسصورت کو باطل ٹھہرا دی تو حیلہ یہہ ہی کہ مستاجر
کو شلا چوتہائی سوت خواہ غلہ دیدی اور کہی کہ باقی اسقدر کے بدلے مین بُن دے
یا پیسدی اسصورت مین سوت اور غلہ مین دونو شریک ہو جاوینگے تو جب اوس مین
شریک ہوونگی تو بعد کا معاملہ درست ہوگا اور جس قدر پر دونونے شرط کرلی ہوگی
دونو مین اوسیطرح ہوگا۔ اور تعجب یہہ ہے کہ مانعون نے اوسصورت کو اسوجہ پر جائز
رکہا ہی اور اسکو مشارکت ٹھہرایا ہی نہ اجارہ تو بہلا اصل صورت ہی سی مشارکت
کہکر کیون ناجائز بنایا معاملات مین تو اعتبار مقصودون اور حقیقتونکا ہی ہوتا ہی صورتون
اور لفظونکا چوبیسوین[۲۴] مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین کسی شخص کا قرض دوسرے پر ہو اور جسپر
مال ہو وہ غائب ہو جاوے تو صحیح تر امام احمدؒ کے دو قولونمین سی یہہ ہی کہ حاکم غائب
شخص پر حکم کردی باوجود اوسکے اپنی حجت پر باقی رہیگے اور یہی مذہب امام
مالک اور شافعیؒ کا ہی پس اگر حاکم حنفی ہو جسکے نزدیک غائب پر حکم کرنا درست نہو
تو حیلہ یہہ ہی کہ ایک شخص آکر مدعی کے لئے اوس قرض کا جو غائب پر ہی ضامن ہو جاوے
اور اپنی ضمانت کا اقرار حاکم کے سامنے کردی مگر یون کہی کہ مین نہین جانتا کہ اوسکے
ذمہ اسکا کتنا قرض ہی اور نہ یہہ جانون کہ ہی بہی یا نہین لیکن جسقدر ثابت ہو جاویگا

کہ اوسکے ذمہ ہے اوسقدر کا مین ضامن ہون اسصورتمین قاضی مدعیکو حکم
کریگا کہ اپنا قرض اور اوسکی مقدار ثابت کرا اور قاضی ضامن کو غائب کیطرف سے جوابدہ ٹہراوے
اسلئے کہ وہ اُسکی ذمہ کے قرض کا ضامن ہوا ہی اور ضامن پر حکم جائز نہین جب تک
کہ اوس شخص پر نہوے جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہی پہر وہی حکم ضامن پر ہوگا اسلئے
کہ ضامن اوسکی فرع ہی تو جبتک مال اصل پر نہ ثابت ہوگا فرع پر بھی نہوگا پچیسوین[۲۵]
مثال یہ ہی کہ ایک شخص کا مال دوسرے نے بزور چہین لیا اور خفیہ تو اُسکی چیز کا اقرار
کرتا ہی اور ظاہر مین انکار کرتا ہی تو حیلہ یہ ہی کہ مالک اُس چیز کو کسی معتبر شخص کی ہاتہہ بیچدی
اور اس بیع پر گواہ کردی پہر کچہہ مدت کے بعد اُس چیز کو غاصب کے ہاتہہ فروخت کردی
مگر مدت اتنی ہو کہ گواہ اوسکو جان لین تاکہ ادا شہادت کیوقت اُسکا یقین کرین
اگر غاصب گواہ گذرانیگا کہ میری ہاتہہ فروخت کردی ہے تو جس شخص کے ہاتہہ اوس شی
کو پہلے فروخت کردیا تہا وہ اپنی گواہ پیش کریگا چھبیسوین[۲۶] مثال یہ ہی کہ جس صورت
مین ایک شخص کو کسی نے قرض دیا اور اوسکی میعاد ٹہہرادی تو یہہ میعاد مہلت کی
لازم ہوگی دو مذہبون مین سے صحیح تر کے بموجب اور یہی مذہب ہی امام مالکؒ
کا اور ایک قول ہے امام احمدؒ کے مذہب مین اور جس امر پر نص ہے وہ یہ
ہے کہ میعادی نہین ہوتا ہی چنانچہ یہی قول امام شافعی اور امام اعظم رح کا ہے

فان اقام ضامن به فان القاضي يكلف المضمون ان يثبت ان له وقبله حقا وجعل القاضي المضمون خصما عن الغائب لانه فرع المضمون عنه فلا يثبت الحكم على الفرع الا بعد ثبوت الحكم على الاصل والضمان حق يجب على المضمون فيحكم به على المضمون عنه ثم يثبت الحكم على الاصل والمثال الخامس والعشرون اذا غصب رجل من رجل مالا وباعه وقبضه من المشتري وغاب الغاصب وليكن ان البيعين من الغاصب وليكن ان البيعين من الغاصب ثم ان المشتري اقام البينة على البيع فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على المشتري ثم ان المشتري اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الاول ثم ان المشتري الاول اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الثاني ثم ان المشتري الثاني اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الثالث ثم ان المشتري الثالث اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الرابع ثم ان المشتري الرابع اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الخامس بعد ذلك

۱۳

ثم ان المشتري الخامس اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري السادس ثم ان المشتري السادس اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري السابع ثم ان المشتري السابع اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الثامن ثم ان المشتري الثامن اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري التاسع ثم ان المشتري التاسع اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري العاشر ثم ان المشتري العاشر اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الحادي عشر ثم ان المشتري الحادي عشر اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الثاني عشر فهذا هو المثال الخامس والعشرون اذا غصب رجل من رجل مالا وباعه وقبضه من المشتري وغاب الغاصب وليكن ان البيعين من الغاصب وليكن ان البيعين من الغاصب ثم ان المشتري اقام البينة على البيع فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على المشتري ثم ان المشتري اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الاول ثم ان المشتري الاول اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الثاني ثم ان المشتري الثاني اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الثالث ثم ان المشتري الثالث اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الرابع ثم ان المشتري الرابع اقام البينة على البيع الذي باعه من الغاصب فانه يقضي بالبينة على البيع ويقضي بالثمن على الغاصب ويكون الثمن للمشتري الخامس بعد ذلك

اور مہلت کے ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
(اے ایمان والو)
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور یہہ قول یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ
(پورا کرو قرارداد ۱۲) (اے ایمان والو کیون کہتے ہو منہ سے جو نہین کرتے بڑی
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور یہہ ارشاد وَاَوْفُوْا بِالْعَہْدِ اور یہہ
(بیزاری ہی اللہ کی یہان کہ کہو وہ چیز جو نکرو ۱۲) (اور پورا کرو قرار کو ۱۲)
قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایماندار اپنی شرط پر رہتے ہین اور یہہ حدیث
کہ منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کہی تو جھوٹ بولے جب عہد کری تو وفا
نکرے اور جب عدہ کری تو خلاف کری اور یہہ حدیث کہ قیامت کے روز ہر بیوفا
کے لئی ایک جھنڈا اوسکی بیوفائی کی برابر اوسکے سرین کے پاس کھڑا کیا جائیگا اور
آپکا یہہ ارشاد کہ بیوفائی مت کرو اور یہہ ارشاد کہ بیوفائی زیبا نہین اور منافق
کی صفت مین یہہ فرمایا کہ جب عدہ کرتا ہی خلاف کرتا ہی اور وعدہ کے خلاف کرنا ان
اشیا مین سی ہی جنکی برائی اور قبیح جانی پر خدا تعالیٰ نے بندونکی سرشت بنائی ہی اور ایسے
بھی اگر حاکم ایسا ہو جو میعاد کو جائز نہ سمجھتا ہو تو حیلہ کرنا درست ہی اسطرح کہ قرضدار
مال والے کے مال کا حوالہ برس روز یا اوسکی مثل تک جتنی مہلت دونو کو منظور ہو دوسرے
شخص پر کردی اسصورت مین مال جس شخص پر حوالہ ہوا ہی اوسپر میعاد مذکور تک ہوگا اور
مانگنی والیکو قرضدار پر کچھہ سبیل نرہیگی اسلئی کہ حوالہ حق کو بدلدیتا ہی ستائیسوین مثال
یہہ ہی کہ امام مالک فرماتے ہین کہ قرض کی مقدار مین قول مرتہن کا معتبر ہی بشرطیکہ
(بقسم ۱۲)

وقولہ او وعد بالعقد وقولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیۃ المنافق
عند شروطہ وقولہ ان آیۃ المنافق
ثلاث اذا حدث کذب واذا عاھد غدر
واذا وعد اخلف وقولہ بنصب لکل غادر لواء عند
استہ یوم القیمۃ بقدر غدرہ وقولہ لا تغدروا

وقولہ ان الغدر لا یصلح وقولہ فی صفۃ المنافق
اذا وعد اخلف واخلاف الوعد علی ما فطر اللہ العباد
علیہ واستقباحہ وعلی ھذا اذا کان لہ علی الغریم
الامر ایجاز التمثیل بان جعل المستقرض صاحب المال
فیکون المال علی الحال علیہ الی الاجل ولا یکون للطالب
سبیل علی المستقرض
فان الحوالۃ تنقل الحق
الی ذمۃ المحیل
قال قال
فصل لما نعین فی قول المرتہن

بشرطیکہ رہن کی قیمت سی زیادہ کا دعوی نکری یعنی مرتہن اگر قسم سی کہے کہ رہن کے
بدلہ مین مین نے اتنا قرض دیا ہی تو وہی معتبر ہوگا اگر گروچیز کے مول سی زیادہ نکہیگا
اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اونکی خلاف پر ہین اور غلبہ امام مالکؒ
ہی قول کو ہی اور وہی ہمارے شیخ کو پسند ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے رہن
کو اوس نوشتہ کا عوض اور قائم مقام ٹھہرایا ہی جو مقدار حق کا شاہد ہوتا ہی اسصورت
مین اگر مرتہن کا قول قبول نکیا جاوی تو رہن سی دستاویز کرنی نکمی ٹھہریگی اور راہن
دعوی کریگا کہ میری چیز ایک ادنی چیز کے عوض رہن ہی تو رہن مین کچھہ فائدہ نہوا
حالانکہ اللہ تعالی نے بندونکو آیت مداینت مین یعنی سورہ بقر کے اونیسوین رکوع
مین جسمین لین دین کا ذکر ہی ارشاد فرمایا کہ حقوق کی یادداشت لکھکر کرین اور لکھنی والیکو
لکھنی کا حکم فرمایا پھر دوبارہ اوسکو لکھنی کا امر فرمایا اور جسپر حق ہوا وسکو حکم فرمایا
کہ لکھاوی اور خدا کا خوف کری اور حق مین سی کچھہ کم نکری یہہ باتین جو ہدایت فرمائین
تو انمین کامل یادداشت ہی کہ اونکی ہوتے ہوئی حق والیکو قسم کی ضرورت نہین اور گواہون
کو بلائی جانے پر انکار کرنیسی منع فرمایا اور اس سی کہ چھوٹی اور بڑی کے لکھنی سی ملال
و عاجزی کے باعث رک رہین اور خبردی کہ یہہ بات ہمارے نزدیک بہت ٹھیک اور
نہایت درست ہی گواہی کے حق مین کہ گواہ جب اپنا خط دیکھیگا تو یاد کریگا اور گواہی

اذا رھن خلافا للشافعی وابی حنیفۃ
واحمد وقول مالک ہو الراجح وہو
اختیار شیخنا لان اللہ
جعل الرھن بدلا مما للمتاھن
فاقامہ مقامہ فاولم یعتبر قول
المرتہن بطلت الوثیقۃ بالرھن واشبہ
ما لو رھن عبدا فاقل شیئ
الرھن فیہ ان ھلک فی ید المرتہن فاشبہ
فلو ھلک
قال ربیعۃ الی حفظ استحقاق بالکتاب
واما الکاتب ان یکتب فریضۃ ان یکتب
ثم اعاد الامر بان یکتب
وامر من علیہ الحق ان یملل
ولیتق ربہ ولا یبخس منہ شیئا ارشاد الی
الحفظ التام
الذی لا یحتاج صاحبہ
الی معہ الی یمین
وفی الشہود ان شاء تحملوا واذا دعوا
وان یستنوا ان یکتبوہ صغیرا
وابی کبیرا ان تکتبوہ
اخبران ذالک اعدل عند اللہ واقوم
للشہادۃ وادنی الا ترتابوا فاذا عاین الخطہ فیہ

ادا کریگا اور اسمین تنبیہ ہی اسبات پر کہ گواہ کو چاہیئے کہ جب اپنا خط دیکھے گواہی
ادا کرے اور یقین سے کہے ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وجہ لکھنے کی اقوم للشہادۃ یعنی
گواہی کے لئے یہہ بات بہت درست ہی فرمائی ہی اوسکا کچھہ فائدہ نہوگا اور خبر دی کہ
یہہ لکھہ لینا یقین سے قریب ہی پھر جب بیع موجود ہو جسمین ایک ہاتھہ لینا اور ایک
ہاتھہ دینا ہو تو اوسکے نہ لکھنے سے گناہ کو دور فرمایا یعنی اسطرح کے معاملات کے
نہ لکھنے کا کچھہ مضائقہ نہین ان سبکے بعد وہ چیز بیان فرمائی جس سے حقوق کی
یاد داشت رہے اور مصور تہین کہ آدمی لکھنے اور گواہی کرانے پر قادر نہو اور یہہ بات
اکثر سفر مین ہوتی ہی اسلیئے فرمایا وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ
اور اگر تم سفر مین ہو اور کاتب کو لکھنے والا نہ پاؤ گروی ہاتھہ مین قبضہ
تو یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہی کہ رہن قائم مقام قبالہ اور گواہ ہونے کے ہی اور حق
کا گواہ اور خبر دینے والا ہی جیسے قبالہ اور گواہ حق کو بتلاتے ہین پس اگر مرتہن
کا قول قبول نکیا جاوے تو رہن دستاویز نرہیگا نہ اوسکے قرض کا نگاہبان نہ
قبالہ اور گواہ ہونیکا عوض ہوگا اسلیئے کہ راہن اوسکو مرتہن کے ہاتھہ سے نکال لیگا اور
کہیگا کہ مین نے تو ایکدرم اور اسکی مثل اور کسی ادنی قرض کے عوض رہن کیا تہا غرضکہ
جسبات کا ہم اعتقاد رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اوس سے ہوتی ہی وہ اہل مدینہ
کا قول ہی اب اگر مرتہن کو خوف ہو کہ مقدمہ ایسے حاکم کے جاوے جو مرتہن کا قول

وفی ذلک تنبیہ علی ان لہ ان یقیمہا اذا رای خطہ فیتذکر الشہادۃ ویخبر بہا علی ما ہو بہ
بقولہ واقوم للشہادۃ فائدۃ ترجع الیہ ولا یکون للتعلیل
بقولہ واقرب الا ترتابوا واخبر ان ذلک اقرب الی
الیقین ثم رفع الجناح بذکر
فیہ التقابض بین الجانبین ثم ذکر
ما یحفظ بہ الحق وتعین عدم القبض
علی الکاتب والشہود وہو قولہ
السفر فی الغالب فقال وان کنتم
علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ

فدل ذلک دلالۃ بینۃ ان الرہن قائم
مقام الکتاب والشہود فاعلم ذلک
ایہا المخبر بہ الکتاب والشہود فاعلم ایضا
ان الرہن لیس بلازم ولا یجب
والشہود فان الذی ائتمن بعضکم
منہ ویقول انما رہنتک
عبدی فلان بدرہم ونحوہ
ذلک فان ہذا لا یقتضی
ویبین ان الله بما تقول علیم
فان خاف المرتہن ان یجحدہ
ان من لا یری ذلک

معتبر نجانتا ہو تو حیلہ رہن رکھنی کا یہہ ہی کہ راہن سی رہن کی قیمت پر اوسکو رہن رکھی اور
جس مقدار پر دونو متفق ہوئی ہین اوسقدر راہن کو دیدی اور راہن گواہ کر دی کہ باقی
قیمت اس شی کی مرتہن کے پاس امانت ہی یا اوسکی ذمہ قرض ہی جب مین چاہونگا اوس سے
لے لونگا اسصورت سی دونو شخص اپنا اپنا حق لے سکین گے اور ایکدوسرے کے ظلم سے
محفوظ رہین گے اٹھائیسوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص کے ہزار درم دوسرے پر ہون
اور اونکی بدلے مین کوئی چیز اوسکے پاس رہن ہو اور مال والا قرضدار سی درمونکا مطالبہ
کری اور رہن ظاہر کرنے سی ڈری کہ راہن یون کہدیگا کہ میری ذمہ مرتہن کا قرض نہین
اور جس چیز کو یہہ اپنی پاس رہن بتلاتا ہے وہ اسکی پاس میری امانت ہی یا اور کسیطرح
ہی تو حیلہ اس سی بچنی کا یہہ ہی کہ اول ہزار کا دعوی کری اگر راہن اوسکا اقرار کری
اور رہن کا دعوی کری تو اوس سی اپنا قرض بھرلے اور رہن حوالہ کر دی اور اگر قرض کا
انکار کری اور رہن کا مدعی ہو تو مرتہن حاکم سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہی
وہ میرے پاس کسوجہ سی ہی زبردستی چھین لی ہی یا منگنی ہی یا امانت ہی یا رہن ہی پس اگر
راہن دعوی کری کہ اوسکی قبضہ مین رہن کی وجہ سی نہین ہی تو مرتہن سی قسم لیجاوی کہ
راہن کا دعوی جھوٹ ہے اور قسم مین سچا ہوگا رہن ثابت ہوجاویگا اور اگر راہن اقرار کری کہ رہن کے
طور پر اسکی پاس ہی تو قاضی سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ کتنی پر رہن ہے پس اگر مقدار حق پر اقرار کری تو مرتہن بھی اسکی چیز کا اقرار کری

فاستحیاء ان یکذب رھنہ علی حال
فیہتھم ویلزم الراھن ما اتفقا
علیہ ویشہد ان کان الحق فی ما بقی
او قرض فی ذمتہ یطالبہ
بہ متی شاء فیتمکن کل منھما
من اخذ حقہ ویامن ظلم
الآخر لہ المثال الثامن والعشرون اذا کان
رھن علی اخر الف درھم وبینھما رھن بالالف
وخاف صاحب المال الغرق او خاف ان یظھر الراھن فقول
الراھن لیکن الرھن عندی او دیعۃ او فی ید عدل
او عند المرتہن او فی ید ثالث فالحیلۃ ان
یقول ھو رھن
حیلۃ ۱۳

قول او دیعۃ او عند عدل او فی ید ثالث ان یدعی الکاذب
الرھن وان انکر المال ثم ادعی الرھن استوفی منہ وسلم الیہ
الرھن وان انکر المال ثم ادعی الرھن فان
الحکم اسلہ عن ھذا الذی یدعی الرھن فان
عدل اعطی ما یطلبہ وان اعتصب اجبر فان ھرب
ادعی انہ فی ید علی غیر وجہ الرھن فان
حلف علی ابطال دعواہ وکان
ضمانہ علی وجہ الرھن فان
اقر انہ

اور اپنی حق کا طالب ہو اور اگر وہ مقدار حق مین سی کسیقدر کا منکر ہو تو مرتہن اوسکے
دعوی کے نہونے پر قسم کہا وی اور اس قسم مین یہہ سچا ہوگا اُنتیسوین مثال یہہ ہے
کہ جب عورت اپنی شوہر پر دعوی کری کہ اسنی جب سی مین اسکے ساتھ رہی ہون یا بہت برسون
سی مجکو نہ کہانا دیا نہ کپڑا اور بظاہر اور عرف کی رو سی وہ جھوٹی معلوم ہوتی ہو تو حاکم
کو حلال نہین کہ اوسکی دعوی کو سنی اور اوسکی شوہر سی جواب طلب کری اسلئی کہ دعوی
کو جب ظاہر حال اور عادت معروف رد کردیتی ہین تو وہ جھوٹا ہوتا ہی اور اس جیسی دعوی
کو سننے اور مدعا علیہ سی قسم لینی مین اوس بات کی پشتی دینی ہے جسکو ظاہر اور عادت
جھٹلاوین اور شوہر کو اسبات پر مجبور کرتا ہی کہ ہر وقت خرچ دینی پر گواہ کیا کرے۔
اور اگر شوہر حاکم سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ یہہ کہان سی کہاتی پیتی پہنتی تھی تو حاکم
کو نہین پہنچتا کہ کہی کہ عورت کے ذمہ جواب دینا لازم نہین پھر اگر وہ عورت کسی اجنبی کا
نام نفقہ دینی مین لیوی تو حاکم اوس سی گواہ طلب کری اور اگر کہی کہ مین اپنی آپکو خود
کھلاتی تہی تو اوسکا جھوٹ ظاہر ہی اسصورت مین حق وہی ہی جو امام مالک رح اور مدینہ
منورہ کے فقہا فرماتے ہین کہ نفقہ کیواسطی بیبی کا دعوی ظاہر کے بھی مخالف ہی اسلئی کہ
نفقہ کا وجوب خاوند پر ہی اور وہی اوسپر قائم ہی اور عورت اسبابین شوہر کی نیابت
کا دعوی کرتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس مکہ معظمہ اور دس برس

اتحاف الزوجة الی ان لیس لها کل وقت عمل
الانفاق ولیس لها ان تعمل ونشز وقیل بس
الزوجیة وان قالت انا اعمل لنفسی
کان لها ما معلوما فالحق ما قال مالک
وفقهاء المدینة من ان دعوی
لذلک خلاف الظاهر فلا تسمع
والاصل ایضا ان الوجوب علی الغریم
وهو القائم بذلک وهی علی النیابة
عن فی ذلک وقد اقام رسول الله صلی
علیه وسلم ثلاث عشر سنة بمکة وعشرا

مدینہ منورہ مین تشریف رکھی مگر کسی خاوند کے ذمہ کبھی خرچ اور لباس ایام گذشتہ
کا لازم نہین فرمایا اسیطرح آپکے خلفاء راشدین نے آپکے بعد اور صحابہؓ اور تابعینؒ
کے زمانہ مین کسی پر لازم نکیا نہ کوئی شوہر اسمقدمہ مین عہد مبارک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب و تابعینؒ کے عہد مین قید ہوا نہ اپنی بیبی کے مہر مین
محبوس ہوا سب عورتین محفوظ اپنی اپنی گھرونمین بیٹھی رہتی تہین حاصل یہ کہ دعوے
اگر ایسا ہو جسکو عرف اور عادت رد کرتی ہون تو اوسکی شنوائی درست نہین اور اسیوجہ
سے امام مالک کی تابعین کہتے ہین کہ جب ایک شخص ایک گھر پر قابض ہوا اور مدت سے
بنائے اور بگاڑنے اور کرایہ دینے اور آباد کرنے کا تصرف کرتا ہوا اور اسکو اپنا
کہتا ہوا اور دوسرا شخص اسحال سے واقف ہوا اور برابر اوس مدت تک دیکھتا رہا ہو
اور کبھی نکہا ہو کہ میرا بھی اس گھر مین کچھ حق ہے اور نہ کبھی اول شخص سے اوسکی باب
مین جھگڑا ہوا باوجودیکہ کوئی مانع بھی نہو کہ مثلاً حاکم کا خوف ہو یا کسی ضرر کی توقع
ہو یا قابض کی ساتھ کچھ اپنی قرابت ہو یا شرکت ہو یا کوئی اور ایسا ہی سبب ہو
جس سے آدمی چشم پوشی کیا کرتے ہین پھر بھی دوسرا شخص اگر اوس گھر کا دعوی کرے
اور گواہ قائم کرنیکا ارادہ کرے تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا گواہونکا قبول ہونا تو
درکنار رہا مین کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ظن اس ظاہر حال سے حاصل ہوتا ہے

فیما لم یتقدم ذکرہ مما یحافظ بہ بقیۃ
وکسوۃ ماضیۃ وکل ذلک
خلفاءہ الراشدین و
من بعدہ وعصر الصحابۃ
وعصر التابعین ولا حبس
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وعہد خلفائہ الراشدین
رجل واحد علی ذلک ولا علی
معہ صبیانہ ولا ہو ولا
وان کان معہ ذلک
وان قال احلفوا بالبناء والعمارۃ
فیما مضی طویلۃ
وتسبیہا الی نفسہ والسنان اخر بقلعہ
علی ذلک وتشاہد علی ذلک
مع ذلک لا یبین کون لہ فیہا حقا ولا ینازعہ
مع علمہ بانہ لا مانع من حق فی
ضرر ولا قرابۃ بینہ وبین
ولا شرکۃ وحتی ذلک
الذی کان یجاء بعض ذلک
نفسہ ویقاول قائمہ
بینہ ثم یسمع دعواہ
فضل عن قبول بینہ
قلت وکما یدل علی ان
الظن المستفاد من الظاہر

وہ اوس ظن کی نسبت کہ بہت قوی ہی جو شہادت سی یا گواہی مع قسم سی یا
صرف قسم کے انکار سے حاصل ہوتا ہی اور نیز مرد کو اپنی بیبی پر خرچ کرنیکا
اختیار اور حکومت حاصل ہی تو عورت مرد کے ساتھہ ایسی ہی جیسا لڑکا اپنی ولی
کے ساتھہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا
اور مت پکڑا دو بیقلوں کو اپنے مال جنکو اللہ نے تمہاری گذران
وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ایسا نکر کہ جو مال
اور اونکو اوسمین کھلاؤ اور پہناؤ ۱۲
تجکو خدا تعالی نے عطا فرمایا اور اُسکو تیری معاش ٹھہرائی تو اُسکو اپنی بیبی اور
بیٹیونکو دیدی اور وہی لوگ پہر اپنی لباس اور روزی اور مشقت مین تیرے سریون اس
روایت سی معلوم ہوا کہ بیوقوف عورتین اور لڑکی ہین اور اللہ تعالی نے خاوندونکو
عورتونپر حاکم مقرر فرمایا ہی جیسے لڑکی کے ولی کو لڑکی پر حاکم بنایا ہی اور حاکم اوسپر
امین ہی تو جو شخص عورت کا قول خواہ لڑکی کا قول بعد بالغ ہونیکی اسبابمین قبول کرتا ہی
کہ خرچ انکو نہین پونہچا تو وہ عورت اور لڑکے کو خاوندون اور ولیونپر حاکم
بناتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اور غلاموںکو نفقہ مین برابری فرمائی اور
عورت کو عانی ٹھہرایا عانی کے معنی قیدی کے ہین اور وہ ایک قسم کی غلامی ہے
چنانچہ عورت کے بابمین ارشاد فرمایا کہ اوسکو جس چیز مین سی خود کھاوی اوسمین سے
کھلاوی اور جو خود پہنے اوسمین سی اوسکو پہناوی اور اسی جیسا ارشاد غلام کے بابمین فرمایا ہی

تو معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیبی اور غلام اور اولاد کے نفقہ دینے مین امین ہی اسمین
سی کہ وہ اونکا خدمتگذار ہی اور اللہ تعالی نے خاوند و پر ہرگز واجب نہین فرمایا کہ
عورتونکو کہانے اور سالن اور دراہم کا مالک کردیا کرین بلکہ اُنکو کہانا اور کپڑا اچھی
طرح کہلانا پہنانا واجب کیا ہی اور مالک کردینے کا واجب کرنا اُن باتونمین سی ہے
جسپر کتاب دلالت کرتی ہی نہ حدیث نہ کسی صحابی اور تابعی کا ارشاد نہ چارون اماموں
مین سے کسیکا قول اسلئے کہ ان چارونمین بعضے غلہ سے نفقہ کا اندازہ کرنیکے
قائل ہین جیسے امام شافعیؒ اور بعضے عرف پر چھوڑتے ہین اور یہہ لوگ جمہور ہین
مگر سلف سے کسی سی ثابت نہین ہوتا کہ نفقہ کا اندازہ درہمون سی کیا ہو پھر اسمین
بھہ بھی ہی کہ جو چیز عورت کی لئی واجب ہی یعنی غلہ خواہ جو عرف مین ٹھہری اوسکو
چھوڑکر اوسکی بدلہ کا واجب کرنا ہوتا ہی اس سی معلوم ہوا کہ دراہم کا مقرر کرنا تمام
سلف کے لوگون اور اماموں کے قول کے مخالف ہی خلاصہ یہہ کہ دعودن مین
حکم کی بنا رگمان غالب پر ہوتی ہی جو کبھی تو اصل کے بری ہونیسی حاصل ہوتا ہی کبھی
اقرار سی کبھی گواہون سے کبھی قسم کی انکار سی اس انکار کے ساتھہ طالب کی قسم ہوکر نمانی
گئی ہو یا قسم نہوئی ہو اور یہہ سب امور اس طرح ہین کہ حق کو کھلا بیان کردیتے ہین
تو یہہ بینہ ہین اور بینہ کو گواہون کے لئے خاص کرلینا عرف خاص ہے

فقہا امین ہین عمل نفقہ اسمین
وزوجہ او اولادہ بحکم
قضاء علیھم ولیس لہ
حلف الزوج علی
طعاما او ادمًا او اولادہ
اصلا وانما اوجب
وکسوتھن بالمعروف
المتعارف
کتاب ولا سنۃ ولا
اقوال اصحابہ
ولا احد من
قائل بتقدیرہا بالحب
العرف وھم
من السلف نقدرھا بالدراھم
فیہ ایجاب المعاوضۃ
من الحب والواجب بالعرف
مخالف لاقوال السلف
فیبنی الحکم
من براءۃ الاصل
ومن البینۃ
ومع یمین الطالب
وبدونھا وظھر
البینۃ بالشھود
الیمین

ورنہ بینہ اوسی چیز کا نام ہی جو حق کو بیان کردی اسصورت مین سچ کا گمان جس
شخص کیطرف سی قوی تر ہوگا اوسیکی حکم کا ہونا بہتر ہے اور اسی بنا پر جسجگہ نہ گواہ
ہون اقرار نہ قسم سی انکار نہ کوئی وقت کا حاضر اوسجگہ ہم مدعا علیہ کی جانب کو اصل
مین بری ہونیکی گمان پر مقدم رکھتے ہین اور اسیطرح اگر اوسکی جانب مین حد ہو اور قسم سی
اُسکا بیکار کر دیتا ہو اور لوگونکا اتفاق ہی کہ جو عورت تخت کی رات مین مرد کے
پاس بھیجدی جاوے اگرچہ مرد نے اوسکو پہلے نہ دیکھا ہو اور نہ کسی نے اوسکی پہچان اوسکو
بتلائی ہو بدون شرط لگانے دو گواہون عادل کی گواہی کے اسبات پر کہ یہ وہی
عورت ہی جسکی ساتھہ نکاح ہوا ہی مرد کو اوس سی صحبت کرنی درست ہی ظن غالب پر کفایت
کرنی کے اعتبار سی بلکہ اوس یقین پر اکتفا کرنیکی رو سی جو شاہد حال سی حاصل ہوتا ہی
اسیطرح فقیر کو ایسی چیز کا کہانا جو اڑکا اوسکو گہر مین سی نکالکر ٹکڑا وغیرہ دیدے
شاہد حال کے اعتبار پر درست ہی۔ اسیطرح حال موجود پر فقیر چیزون کی بیع مین
اکتفا کر لیجاتی ہی کہ بدون زبان سی کہی خرید و فروخت ایسی اشیا کی دینی اور لینی
سی ہو جاتی ہی اور حال ہی کو دیکھکر کنواری عورتکی سکوت پر اجازت لینی کیوقت کفایت
کیجاتی ہی اور سکوت ہی کو دلیل رضامندی کی ٹہرالی ہی۔ اور ایسا ہی حال معاملات
ہدیون اور احسانونمین ہی کہ لوگ صرف تقسیم کرنیوالیکے قول پر یا دو شخصون کے

وان لم یکن ذا عدالة ظاهرة ولا باطنة اذا كان الشئ في يده وادعى انه اشتراه من سوق المسلمين او من رجل يعرفه بالعدالة الظاهرة والباطنة جاز له ان يشهد بالملك ويجوز ان يشهد بالملك اذا رأى عبدا يبيع ويشتري ويؤاجر نفسه ويعامل الناس معاملة الاحرار وان لم يكن في يده ولا رآه قبل ذلك ولا يجوز ان يشهد بالملك اذا رأى امة تخدم وتؤاجر نفسها ويطأها الرجال الا ان يكون في يدها او رآها قبل ذلك او سمع من الناس انها ملكه او شهد بذلك من يثق بخبره او رأى ولدها في منزله او رأى ابا الصبي او من يثق بخبره يشتري لها الطعام والكسوة ويدفع اليها الثمن ويأمرها بالقبض والاستيفاء ويأمرها بالخياطة والصبغ وما اشبه ذلك فان كان ظن الفضولي في ذلك اقوى كان بالحكم اولى وكل ما قلنا من يجوز ان يشهد بالملك على ما يتبين فانه يجوز ان يشهد على الملك المطلق الا ان يقول المدعي عليه بحق بينة فحينئذ لا يجوز ان يشهد الا ان يعاين ما يتبين به الملك المطلق وكذلك اذا كان في يد رجل عبد او امة او دابة او ثوب او متاع او عقار او دار او ارض او بناء او غراس او زرع او ما اشبه ذلك فقال هو ملكي ولا يقول غصبته ولا استودعنيه ولا استأجرته ولا ارتهنته ولا اودعنيه ولا وكلني ببيعه ولا بقبضه ولا بشئ من الاشياء التي تستفاد بالوكالة ولا اقرت لي بالملك ولا بشئ من الاشياء التي تستفاد بالاقرار ولا اكتريت منه ولا استعرته ولا استأجرته ولا ارتهنته ولا اودعنيه ولا وكلني ببيعه ولا بقبضه ولا بشئ من الاشياء التي تستفاد بالوكالة ولا اقرت لي بالملك ولا بشئ من الاشياء التي تستفاد بالاقرار

قول پر کفایت کرلیتے ہین اور یہی حال قیافہ شناس اور دو قیافہ والونکی قول کا ہے
اور جس شخص کا حال ازادی اور رشد کا معلوم نہوا وسکا معاملہ اور اسکی کہانے اور
ہدیہ کے قبول کرنے اور اوسکی گہر مین جانیکا حال بھی یہی ہی اور شارع نے ایک
اندازہ کرنیوالیکے قول پر گمان کی جگہہ کفایت کی اور شکار کے بدلہ مین دو شخصونکی
قیمت مقرر کرنے پر اور رمضان مبارک کے چاند دیکھنے مین ایک کے قول پر اور افطار
کے بابمین موذن واحد کے قول پر اور بہت سی فقہا نے چھوٹے لڑکے کی نسب
لگانے مین جب وہ مرد یا زیادہ اوسکی مدعی ہون اوسکی طبیعت کی خواہش پر کفایت
کی بسبب اعتماد کرنے اوس ظن کے جو رغبت سے حاصل ہوتا ہی اور یہہ ظن نہایت
کم درجہ کا ہی اور یہین جہت اسکا رتبہ نسب لگانے مین فقہا کے نزدیک آخر مین ہے
جب قیافہ شناس نہوا اور اسطرح پائی ہوئی چیز کے اوصاف اگر کوئی بتلاوے تو
اوصاف بتانے کے گمان پر چیز کو اوسکے حوالہ کرنا اور دیدالنی کے واجب یا جائز
ہونے پر تکیہ کرنا ہی اور اسطرح طہارت اور نجاست کی علامات پر اور قبلہ پر اور ناپنے
تولنے والے کی قول پر اور بہت سی فقہا نے مدعا علیہ کی حبس کرنیکو دو مستور الحال
شخصونکی گواہی سے کہا ہی جبتک کہ اونکی عدالت ثابت ہو اسلئے کہ غالب یہی ہے کہ
مستور الحال عادل ہی ہوگا تو دیکھو ایکمرد مسلمان کا حبس کرنا اس جیسے گمان سے جائز

وکل ما ذکرنا من القیافۃ والقائف
وما لم یعرف مجہول الحریۃ
والرشد واکل طعامہ
وقبول ھدیتہ ودخولہ منزلہ
ورمی نصل فی الصید
وقول المخارص
فی جزاء الصید
ورمضان وقبول المؤذن
فی الصلوٰۃ
وکثیر من الفقہاء یثبتون
بقولہ النسب فی الجملۃ
وکل ذلک یثبت
عند عدم القرائن
وقبول قول الکیال والوزان
وقال کثیر من الفقہاء
بحبس المدعی علیہ بشہادۃ
المستورین لان الغالب
فاشتجار واعشق وبہ
الرجل المسلم مثل ھذا الظن

رکھا اور فقہا یہہ بہی کہتے ہین کہ اقرار کرنیوالے کیلیے مقابل مین گواہی مسموع ہونی
چاہیئے گو دونو گواہ یہہ نہ بیان کرین کہ مقر اپنے اقرار کیوقت اہل اور لائق اقرار کے
تھا اسلیئے کہ ظن یہی ہے کہ عاقل اور خود مختار ہوا اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین
اُس گواہ کا حال نقل فرمایا ہے جسنے قرینہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بری ہونے
پر گواہی دی تھی اور یہہ کہا تہا اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
اگر ہو اوسکا کرتا پہٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا
وَاِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ - آخر قصہ تک اور اللہ تعالی
اور اگر ہو اوسکا کرتا پہٹا پیچھے سے تو یہہ جھوٹی اور وہ ہے سچا
نے اسکا نام علامت رکھا اور یہہ بینہ کی نسبت کرکامل تر ہے اور نقل جو فرمایا تو اسی
جہت سے کہ ثابت اور مقرر ہو جاوے اور اسی قسم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم
اُس لڑکے کے باب مین جسمین دو عورتون نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جہگڑا کیا
اور آپ نے لڑکا بڑی عورت کو دلوادیا وہ دونو وہانسے نکلکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے
پاس آئین اور اون سے ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ایک چھری لاؤ کہ اس لڑکے
کے دو کرکے دونو کو آدہا آدہا دون اور اسیطرح فرمایا کہ اُنہون نے وہم کرلیا کہ ایسا ہی
کرینگے پس چھوٹی عورت نے کہا کہ آپ اسکی دو ٹکڑی نکیجے یہہ لڑکا بڑی عورت کا ہے آپ نے
وہ چھوٹی عورت کو دلوایا اسلیئے کہ دیکہا کہ بڑی عورت کو اطمینان اور تسلی ہو گئی کہ جیسا
میرا لڑکا گیا اسکا بھی جاتا رہیگا اور چھوٹی مین شفقت مادری ملاحظہ فرمائی کہ لڑکی کی

قالوا تسمع الشہادۃ علی الاقرار
من غیر ذکر الشاہد بان
اہلیۃ المقر حال اقراره اعتمادا
علی ظن الرشد والاختیار
وقد حکی اللہ سبحانہ وتعالی
ان یعقوب علیہ السلام
لما رای القمیص
یوسف اعلم بالقرینۃ فقال
فقیصہ قد من قبل فصدقت وہو
من الکاذبین وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وہو من الصادقین
وہذہ وقعۃ فی زمن یوسف علیہ السلام
وحکم سلیمان علیہ السلام بالولد للصغری
حکم سلیمان علیہ السلام بالولد للصغری
فی واقعۃ اخری
وح

زندہ رہنے اور دیکھنے پر مطمئن ہوئی گو دوسرے کے پاس ہوا ور حضرت سلیمان ع کے
حکم کو سوچکہ لڑکا چھوٹی کو دلوا دیا با وجودیکہ وہ بڑی کے لئے اُسکا اقرار کر چکی تھی تو
اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اگر اقرار کے جھوٹا ہونیکی علامتیں ظاہر ہون تو اوسکی طرف التفات
نہین کیا جاتا اور ایسے اقرار کا ہونا نہونا برابر ہی اور ایسا ہی اگر اقرار کرنیوالا غلطی کر
یا بھول چوک جاوی یا ایسا اقرار کری جسکا مضمون نہ پہچانا جاوے تو اس اقرار پر پکڑا
نجاویگا اور ایسا ہوگا جیسے زبردستی اقرار کیا اور اللہ تعالی نے لغو قسم پر گرفت
دور فرمائی اسلئے کہ قسم کہانیوالے نے اسکی علت غائی مراد نہین لی اور خبر دی کہ وہ
گرفت دلکی فعل کی فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ خطا کرنیوالی اور بھولنے والے اور جاہل اور مجبور آدمی
کے الفاظ کا مضمون دلمین کچھہ بھی حاصل نہین ہوتا اور مقصود یہہ ہے کہ جس شوہر پر جھوٹا
دعوی ہوا ہو کہ اوسنے اُن برسونکا خرچ اور لباس نہین دیا مثلا ایسی طرح کہ معلوم ہوجاوے
کہ عورت اُسپر جھوٹ بولتی ہی تو حاکم کو جائز نہین کہ عورت کی دعوی سُنے اور مرد سے جوابدہی کا مطالبہ
کری اور اس دعوی کی چھوٹنی کی تدبیرین مرد کے لئے کی گئی ہین اول یہہ کہ کہی کہ جس دعوی کو عادت اور
عرف اور ہمسایونکا معاینہ جھوٹ کہی وہ کیسے صحیح ہوسکتا ہی دوم یہہ کہ حاکم سے کہی کہ اس
سے پوچھو اسپر کون خرچ کرتا تھا پس اگر عورت دعوی کری کہ شوہر کے سوا دوسرا مرد خرچ کرتا
اور شوہر کیطرف سے یا کرتا تھا تو عورت کا دعوی سنا نجاویگا بلکہ دعوی اُس مرد کا ہونا چاہیئے

جو شوہر کیطرف سے دیتا تہا اور اگر کہے کہ مین اپنے آپ اپنے نفس پر خرچ کیا کرتی تہی
تو شوہر کہے کہ اس سے پوچھو کہ یہہ خود ہی باہر آمد و رفت کرکے کہاتا اور سامان مول لیا
کرتی تہی اگر عورت کہے کہ ہان تو اسکا جھوٹ ظاہر ہے خصوصاً اوس صورتمین کہ وہ شریف
اور عزت والی ہو اور اگر کہے کہ مین دوسرے کو وکیل کردیا کرتی تہی تو شوہر کے بیان
سے اوسکو الزام دیا جاے لیکن اگر حاکم ایسا ہو جو شوہر کا قول اسبابمین کچہہ نمانے
تو شوہر کو جائز ہے کہ حیلہ کرکے عورت کے استحقاق کا انکار کرے اور مفصل جواب کی
طرف میل نکرے اسصورتمین عورت استحقاق کی لئے گواہ گذرانے کی محتاج ہوگی پہر جب
گواہ گذرانے تو شوہر دعوی کرے کہ مجکو اسسے صحبت کرنے پر قابو نہدیا اور اس
بابمین قول شوہر ہی کا معتبر ہوگا اسلئے کہ اصل قابو کا نہ دینا ہے اور یہہ صورت
نشوز کے دعوی سے مخالف ہے اسواسطے کہ نشوز نافرمانی کو کہتے ہین اور اصل فرمانی
کا نہونا ہے اسلئے نشوز کے دعوی مین شوہر کا قول معتبر نہین اور اسصورتمین شوہر اپنے
حق کے پورا کرلینے کا منکر ہے اور اصل اسمین اوسکا نہونا ہے اسلئے قول معتبر ہوا۔
اور ایک حیلہ یہ ہے کہ دو گواہون عادل کو در پردہ کہڑا کردے کہ وہ عورت کی بات
سنین اور عورت اونکو نہدیکہے بعد اسکے شوہر اوسکو کچہہ مال یا جس چیز سے وہ خوش
ہو دیوے پہر کہے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ ہر ایک ہم مین سے ایکدوسرے کو معاف کردے

کہ دونو کا دل خوش ہو جاوی یا اور کوئی اسطرح کا قول کہی اور عورت سی اوسکا جواب مانگی کہ یون کہدی کہ اسوقت کوئی حق میرا خرچ اور لباس کے بابمین تجھپر نہین **فصل** جب یہہ معلوم ہو چکا تو معلوم ہوا کہ وہ تدبیرین جنمین مسلمانون کا فائدہ اور دین کیطرف سے برائی کو دور کرنا اور مظلومونکی مدد اور ناتوانونکی فریادرسی اور حیلہ گرونکا مقابلہ اور کافرون بدکارون ظالمون صاحبان مکر حیلہ کا فریب دینا پایا جاتا ہی وہ اُن تدبیرون کے مخالف ہین جنمین قواعد شرعی پر حیلہ کرنا اور خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال جاننا اور جو چیز اوسنی واجب کی ہی اوسکو گرا دینا پایا جاوی اور ان قسمونمین فرق ایسا ہی جیسا قسم کے سچا کرنے اور جھوٹا کرنیمین ہی یا جیسا عدل و ظلم مین ہے اور حیلے چند قسمونپر ہین اول وہ خفیہ تدابیر ہین جنسی ایسی چیزونکی طرف پونہچتی ہین جو خود اپنی ذات سی حرام ہین مثلاً جانون کے مارنیکی لئی حیلہ کرنا اور مالونکی لینی اور آپسمین بگاڑ ڈالنی کا بہانہ کرنا اور اس قسم کا خفیہ حیلہ اوس تدبیر سی بکری ہی جو حرام پر ظاہری تدبیر سی پہنچاوی اور اسیوجہ سی چور کا ہاتھہ کاٹا جاتا ہی نہ غارت گر کا اور اسیوجہ سی امام مالک اسطرف گئی ہین کہ جو شخص اچانک مار ڈالے اوسکو مار ڈالا جاوے گو اوسنی ایسی شخص کو مارا ہو جسکا قصاص نہوتا ہو مگر اس جہت سی کہ اوسکی حرکت کی خرابی بڑی ہی اور اُس سی بچنا ممکن نہین اور اسی مین سی ہی تجویز حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کا گھہ کتری کی ہاتھہ کاٹنی کی

حتی تطیب انفسنا وحق
ذلک ولیست منطقہا بانہا
لا تستحق علیہ فی ذلک
ارفق تنفقہ ولا کسق
فصل ہذا عرف ہذا
فالطرق التی تتضمن نفع
المسلمین ودفع المظلومین والذب
عن الدین ونصر المظلومین والانتصار
والانتقام ومعارضۃ الظلمۃ بمثل
ما عملوہ فان والانتصار والظلمۃ
والاحتیال لمخالفۃ الطرق المتضمنۃ
علی تفویت ما اوجبہ والفرق بین
البر والحنث والعدل والظلم والجمل
احد ہا الطرق الخفیۃ الموصلۃ
فی نفسہا کالمثل علی قتل النفوس
فساد ذات البین وہذا اعظم
الحرام بالطرق الظاہرۃ
بل الشارع قد یبیح
وان قتل من لا یفساد بہ
معفسدۃ فعلہ وعن
امکان الذی نہی عنہ ومنہ
عبداللہ ابن الزبیر

باہمین باینوجہ کہ اوسکا ضرر مالونپر بہت ہی اور اوس سی بچنا ممکن نہین تو چور کے
ہاتھہ کاٹنے کی نسبت کرا یسے شخص کا ہاتھہ کاٹنا بہتر ہی اور اسکا قول یقینا قوی ہی اور اسمین
سی ہی امام احمدؒ کی تجویز عاریت چیز کے منکر کے ہاتھہ کاٹنے کے باہمین بخلاف امانت
کے منکر کے اسلئے کہ اول شخص سی تو بچنا ممکن نہین اور امانت کی منکر کو تو امانت رکھنے
والے نے امین جانا تہا دوسری قسم حیلونکی وہ ہی کہ اوس سی بھی حرام کیطرف
پونہچتے ہین مگر حیلہ گر ظاہر یون کرتا ہی کہ میرا قصد خیر کا ہی حالانکہ اوسکا مقصود بجز
حد سی بڑہنے اور بدی کے اور کچھہ نہین مثلا بیمار آدمی وارث کی نقصان کی خاطر
کسی دوسرے شخص کے لئے اقرار کردی کہ اُسکا میرے ذمہ اتنا ہی اور درحقیقت اوسکی کوئی چیز
بیمار کے پاس نہین یا کسی اجنبی کو اپنا وارث کہی اور وہ واقع مین وارث نہین اس قسم
کا حیلہ حرام ہے اور اوسپر گواہی بھی حرام اور حیلہ بذات خود جھوٹ اور فریب ہوتا ہی مگر
ازانجاکہ اُسکا سچ ہونا بھی ممکن ہی اسلئے علما کو اختلاف ہی کہ اگر مریض کسی وارث کا اقرار
کردی تو یہ اقرار بوجہ ذریعہ کی بند کرنے کے اور اقرار کے رد کرنیکی باطل ہے اسلئے کہ یہ صورت
اپنی نفس پر گواہی دینے کی ہی اور مریض اسبابمین تہمت لگایا ہوا ہے تو تہمت کی جہت سے
اوسکا قول نمانا جاویگا جیسی غیر پر گواہی دینی یا یہہ اقرار مقرر اچہا گمان کرنیکی جہت سے
خصوص حاجت کیوقتمین مقبول ہی اور اسمین سی ہی عورتکا حیلہ کرنا خاوند کی نکاح توڑنیکو

باوجود اسکے اچھی طرح رکھنے کی اسطرح کہ کہدی کہ مینے ولی کو اجازت نہین دی یا خاوند
بُری طرح مجکو رکھتا ہی یا اور اسیطرح کا حیلہ اور بائع شخص کا حیلہ کرنا بیع کی توڑنیکو اسطرح
کہ دعوی کریگی کہ بیع کیوقت مین حاکم کیطرف سے روک مین تہا اور خرید و فروخت کا مجاز نہ تہا اور
حیلہ کرنا خریدار کا بیع کی توڑنے پر کہ مینے بیع کو نہین دیکہا اور مثل اسکی تیسری قسم حیلہ
کی وہ ہی کہ بذات خود مباح ہی مگر حرام کے ارادہ کرنیکے باعث حرام ہوجاوے مثلاً سفر کرنا رہزنی
کیواسطے کہ مقصود یعنی رہزنی حرام ہی تو اوسکا وسیلہ یعنی سفر اگرچہ بذات خود حرام نہا مگر حرام
کا وسیلہ ہونیکے باعث حرام ہوگیا چوتھی قسم حیلہ کی وہ ہی کہ اُس سے کسی حق کا لینا یا باطل
کا دفع کرنا مقصود ہو مگر اسکے لینے کا طریق حرام ہو مثلاً اِس شخص کا حق دوسرے ذمہ ہو اور وہ
انکار کرجاوے تو یہ دو گواہ کہڑے کرے جو قرضدار کو پہچانتے ہون اُسکو دیکہا ہو اور اسکی دعوی کی
گواہی اُسکی مرضی کے موافق جہوٹی دیدین تو یہ گواہی دلوانی حرام ہی اسلئے کہ اس سے گواہون کو
حرام پر برانگیختہ کرنا ہی اور اسیطرح ہی اگر ایک آدمی کا دوسرے کی پاس قرض ہو اور وہ قرض کا
منکر ہوجاوے یا امانت نہی اور اسکا انکار کردیا اور بدون تاویل قسم کہالی کہ میری پاس امانت
نہین رکہی یا عورت نے اوسپر دعوے کیا کہ اوسنے مجکو خرچ نہین دیا اور وہ اپنے دعوی
مین جہوٹی ہی تو اوسنے بالکل اوسکی نکاح کا انکار کردیا اور قسم مین تاویل نہ کی
اب اگر یہہ کہا جاوے کہ ایک شخص نے سود کا معاملہ کیا اور قرضدار سے اصل مال سب وصول کرلیا

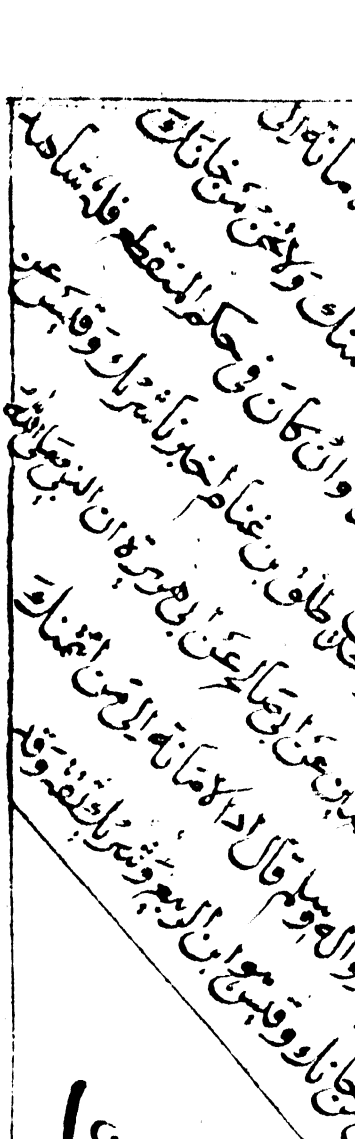
پہر اوسپر حرام زائد کا دعوی کیا تو قرضدار کو جائز ہے کہ معاملہ کا انکار کرے یا
اوسپر قسم کہالی تو بعضون نے کہا ہی کہ زیادتی کے استحقاق نہونے کی قسم کہادی اور
یہہ کہ دعوی زیادتی کا جہوٹا ہی پس اگر حاکم اوس سی یہہ جواب نا نے تب البتہ اوسکو قسم
مین تاویل کرنی جائز ہی اسلئی کہ وہ مظلوم ہی مگر انکار اور قسم بدون تاویل کے درست
نہین کہ وہ تو کہلا جہوت ہی غرضکہ آدمی کو جائز نہین کہ گناہ کے بدلہ مین خود بہی
ویسا ہی گناہ کری مثلا اگر کوئی اوسپر جہوٹ بولے تو یہہ بہی اوسپر جہوٹ بولے یا جو
اسکو گالی دی تو یہہ اسکو گالی دی یا کوئی اسکی زوجہ کے ساتہہ بدفعلی کری تو یہہ بہی اوسکی
بہنی سی بدفعلی کری یا اسکی لڑکی سی بدکاری کری تو یہہ اوسکی لڑکی سی کری - اب اگر یہہ
کہو کہ پہر قابو پانے کے مسئلہ مین تمہارا کیا قول ہی آیا وہ اسی حیلہ کی قسم سی ہی
یا مباح قصاص کی جنس سی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ عالمونکا اسباب مین اختلاف پانچ
قولون سی ہی اول تو یہہ کہ یہہ مسئلہ بہی اسی قسم کی حیلہ سی ہی اور آدمی کو جائز نہین کہ جو
اس سی خیانت کری تو یہہ اوس سی کرے اور جو اسکی حق کا منکر ہو تو یہہ اوسکی حق کا منکر ہو
اور جو اسکا مال زبردستی چہین لے تو یہہ اوسکا مال چہین لے اور یہہ قول ظاہر امام احمد
اور مالک یہ کا ہی دوسرا قول یہہ ہی کہ جب آدمی دوسری کے مال پر قابو پادی تو جتنا اسکا
حق اوسکی ذمہ ہوا اوسقدر لیلے خواہ اپنی حق کی جنس پر قابو ہوا ہو یا غیر جنس پر اور

غیر جنس کیصورتمین دہ مال حاکم کو دیدی کہ اوسکو بیچڈالے اور اوسکی قیمت سے
اپنا حق لے لے یہہ قول شافعیونکا ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ جب قابو اپنی حق کی جنس
پر ہوا وسصورتمین اپنا حق بہرے مگر یہہ درست نہین کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو
پاوی تب بہی اپنا حق لیوی اور یہہ قول حنفیونکا ہی چوتہا قول یہہ ہی کہ اگر دوسرے
شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانیوالیکو لینا درست نہین اور اگر کسی کا
قرض اوسکے ذمہ نہو تو درست ہی اور یہہ ایک روایت ہی مالک سی پانچوان قول یہ
ہے کہ اگر حق کا سبب ظاہر ہو جیسی نکاح اور قرابت اور مہمان کا حق ہی تو حقدار کو
اپنی حق کی مقدار لینی درست ہی چنانچہ اسمقدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سمانہ ہند کو اجازت فرمائی کہ ابوسفیان اپنے شوہر کے مال مین سی اوسقدر لیلی
کہ اوسکو اور اوسکی اولاد کو کافی ہو اور جو شخص کسی قوم مین اُترے اور وہ اوسکی دعوت
نکرین تو اوسکو اجازت دی کہ اپنی مہمانی کے قدر اونکی مال مین تدارک کری چنانچہ
بخاری اور مسلم مین عقبہ بن عامر سی مروی ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ آپ ہمکو بہیجتے ہین تو ہم ایسی لوگونمین اُترتے ہین کہ وہ ہماری
دعوت نہین کرتے اسمین آپکا کیا ارشاد ہی آپنے ہم سی فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر اُترو
اور وہ جو کچہہ مہمان کیواسطے چاہیے اوسکو تم سی کہین تو تم قبول کرو اور اگر وہ ایسا

غیر جنس کیصورتمین دہ مال حاکم کو دیدی کہ اوسکو بیچڈالے اور اوسکی قیمت سے
اپنا حق لے لے یہہ قول شافعیونکا ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ جب قابو اپنی حق کی جنس
پر ہوا وسصورتمین اپنا حق بہرے مگر یہہ درست نہین کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو
پاوی تب بہی اپنا حق لیوی اور یہہ قول حنفیونکا ہی چوتہا قول یہہ ہی کہ اگر دوسرے
شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانیوالیکو لینا درست نہین اور اگر کسی کا
قرض اوسکے ذمہ نہو تو درست ہی اور یہہ ایک روایت ہی مالک سی پانچوان قول یہ
ہے کہ اگر حق کا سبب ظاہر ہو جیسی نکاح اور قرابت اور مہمان کا حق ہی تو حقدار کو
اپنی حق کی مقدار لینی درست ہی چنانچہ اسمقدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سمانہ ہند کو اجازت فرمائی کہ ابوسفیان اپنے شوہر کے مال مین سی اوسقدر لیلی
کہ اوسکو اور اوسکی اولاد کو کافی ہو اور جو شخص کسی قوم مین اُترے اور وہ اوسکی دعوت
نکرین تو اوسکو اجازت دی کہ اپنی مہمانی کے قدر اونکی مال مین تدارک کری چنانچہ
بخاری اور مسلم مین عقبہ بن عامر سی مروی ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ آپ ہمکو بہیجتے ہین تو ہم ایسی لوگونمین اُترتے ہین کہ وہ ہماری
دعوت نہین کرتے اسمین آپکا کیا ارشاد ہی آپنے ہم سی فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر اُترو
اور وہ جو کچہہ مہمان کیواسطے چاہیے اوسکو تم سی کہین تو تم قبول کرو اور اگر وہ ایسا

نکرین تو تم اُن سے حق مہمان کا لے لو جو اونکو شایان تہا اور مسند امام احمد مین مقدام
بن ابی کریمہ کی حدیث ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ ارشاد فرماتے
تھے کہ جو شخص کسی قوم کے پاس اُترے تو اُنپر واجب ہی کہ اُسکی دعوت کرین پس اگر وہ دعوت
نکرین تو اُسکو جائز ہی کہ وہ اپنی دعوت پر اونکو سزا دے اور بھی اُسی مسند مین ابوہریرہؓ کی
حدیث مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مہمان
کسی قوم کے پاس اُترے اور صبح کو محروم اُٹھے تو اُسکو درست ہی کہ اپنی
دعوت کی مقدار لے لے اور اوسپر کچھہ حرج نہین - اور اگر حقدار کے حق کا سبب
پوشیدہ ہو اسطرح کہ لینے کی صورتمین خیانت کی تہمت اوسپر لگیگی اور خائن
کہلاویگا تو اسصورت مین اوسکو لینا اور اپنے آپ کو تہمت پر پیش کرنا نچاہیئے گو
باطن مین وہ اپنا حق ہی لیگا جیسے اِسکی سوا اور مقدمہ مین اوسکو اپنے نفس کو
ایسی تہمت کی لئے پیش کرنا جائز نہین جس سے لوگ اُسکی آبرو پر مسلط ہو جاوین
اور یہہ قول سب قولونمین صحیح تر اور قواعد شرعی کے بہت موافق ہے اور اِس سے
سب حدیثونکا اتفاق ہو جاتا ہی اسلئے کہ ابوداؤد نے یوسف بن مالک کی حدیث
روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین فلان شخص کیواسطے بیمونکا خرچ لکہا کرتا
تہا کہ وہ اُنکا دلی تہا پس لوگون نے اوسکو ہزار درم کا دہوکا دیا اُسنے اُنکو ہزار

ادا کردی پھر اونکی مال مین سی میرے ساتھ ہزار لگ گئی مین نے اُس سی کہا کہ یہہ
ہزار وصول کرلو جو تم سی لوگ لیگئے ہین اوسنی کہا کہ نہین میرے باپنے مجھہ سی حدیث
بیان کی کہ انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھے کہ امانت ادا کر اوس
شخص کو جو تیری پاس امانت رکھی اور خیانت نکر اوسکی جو تجھہ سی خیانت کری اور یہہ
حدیث اگرچہ منقطع کے حکم مین ہی مگر اوسکی شاہد دوسری حدیث طلق بن غنام کی ہی
وہ یہہ ہی کہ خبر دی ہمکو شریک اور قیس نے ابوحصین سی اوسنی ابو صالح سی اوسنی حضرت
ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادا کر امانت اُسکو جسنی تیرے
پاس امانت رکھی اور خیانت نکر اوس سی جسنی تجھہ سی خیانت کی اِس روایت مین قیس بیع
کا بیٹا ہی اور شریک معتبر ہی اور اسکی حدیث اِسوجہ سی کہ قیس نے اوسکی پیروی کی قوی ہوگئی
اگرچہ اُسمین ضعف تہا اور اسکا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہی ابن سوید سی اور وہ راوی
ہی ابوالتیاح سی اور وہ حضرت انس رض سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مثل مذکورہ بالا کے۔ اور
حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اُسمین ضعف ہی الا اسکی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکھتی ہی اور
اسکا ایک اور شاہد ہی ہرچند ضعیف ہی مگر ان حدیثونکو اوسمین ملانے سی قوی ہو جاتا ہے
روایت کیا اوسکو یحییٰ بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنی ابوجعفص دمشقی سی اوسنی
مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابوامامہ باہلی سی پوچھا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکھتا ہون



یا میرا حق اوسکو نہ دیتا ہی اور وہ منکر ہو جاتا ہی پھر وہ میرے پاس امانت رکھتا ہی یا اوسکا
میرے ذمہ کچھ ہو جاتا ہی تو مین بھی انکار کردون کہ نہین اونہون نے فرمایا کہ نہین
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے تھے ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین جانے اور خیانت نکر اوس سے جو تجھ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد مرسل ہے
یحیی بن ایوب ابن جریج سے اور وہ حسن سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ادا کر امانت اوسکو جو تجکو امین جانے اور خیانت نکر
اوس سے جو تجھ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ترمذی نے مالک بن نضلہ
کی حدیث روایت کی ہی راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایک شخص کے پاس سے
گذرتا ہون تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہی نہ مہمانی پھر وہ میرے پاس سے گذرتا ہی تو مین اس
سے اپنا عوض لون یا نہین آپنے فرمایا کہ عوض مت لے بلکہ اوسکی دعوت کر ترمذی کہتے
ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے حدیث بشیر بن
خصاصہ کی روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
عرض کیا کہ زکوۃ لینے والے ہم پر زیادتی کرتے ہین تو ہم اپنے اوسقدر مال کو چھپا لیا کرین
جسقدر وہ ہم سے زیادہ لیا کرتے ہین آپنے فرمایا کہ نہین اور اسکا ایک اور شاہد اسی
بشیر کی حدیث ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری پروسی ایسی ہین

اول کون لی علیہ فجحد ان
اخر بسنو دعی اوبکر زلہ
عن ی فان نحن قال لا سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقول ادا لامانۃ الی
من ائتمنک ولا تخن من
خانک وھو شاھد اخر وھو ما رواہ
یحیی بن ایوب عن ابن جریج عن الحسن
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ادا لامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من
خانک وھو شاھد اخر وھو ما رواہ
الترمذی من حدیث مالک بن
نضلہ قال قلت یا رسول اللہ الرجل
امر بہ فلا یقرینی ولا یضیفنی فیمر بی
افاجزیہ قال لا اقرہ قال الترمذی
ھذا حدیث حسن صحیح وھو شاھد
اخر وھو ما رواہ ابو داؤد من
حدیث بشیر بن الخصاصیۃ
قال قلت یا رسول اللہ
ان اھل الصدقۃ یعتدون
علینا افنکتم من اموالنا
بقدر ما یعتدون علینا قال لا وقد
شاھد اخر من حدیث انس رضی اللہ عنہ
قال قلت یا رسول اللہ انا حی

کہ ہماری گری پڑی چیز کچھہ نہین چھوڑتے اوسکو لیتے ہین تو جب ہمکو اونکی
کسی چیز پر قابو ہو تو ہم بھی لے لین آپنے فرمایا کہ ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین سمجھی اور خیانت مت کر اوس سی جو تجھہ سی خیانت کرے ذکر کیا اوسکو ہمارے
شیخ نے کتاب البطال الحیل مین تو یہہ حدیثین جنکے طریق متعدد اور مخرج
مختلف ہین ایکدوسرے کی پشتی کرتے ہین اور انمین کا لینا اوس لینے کے مشابہ نہین
جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو جگہونمین مباح فرمایا یعنی ہند کو اپنے شوہر
کے مال مین سی اور مسافر کو بقدر اپنی دعوت کے اسلئے کہ ان دونو صورتون
مین حق کے ظاہر ہونیکے سبب سے لینے کو مباح فرمایا تو یہہ لینا خیانت کیطرف منسوب
نہوگا اور نہ تہمت کو اوسکی طرف راہ ہے علاوہ ازین حاکم سی نالش کرنا اور اپنے
حق کا مطالبہ کرنا ان دونو جگہہ مین دشوار ہے۔ اور جو لوگ قابو پانی پر لینا
جائز سمجھتے ہین وہ کہتے ہین کہ جب اپنے حق کی مقدار بدون زیادتی کے لیگا تو
خیانت نہوگی اسلئے کہ خیانت اوس چیز کا لینا ہے جسکا لینا حلال نہوا اور یہہ قول
بہت ضعیف ہے اسلئے کہ یہہ حدیث کے فائدہ کو بیکار کر دیتا ہے کیونکہ آپ کا ارشاد
ہے کہ خیانت نکر اوس سی جو تجھہ سی خیانت کرے تو دیکھو حق لینے والیکی معاملہ کو دوسرے
ساتھہ خیانت ٹھہرایا اور اوسکو اوس سی منع فرمایا پس حدیث صحیح ہونے کی ساتھہ نقص

تو اسکا خلاف کب درست ہے اب اگر یہہ کہو کہ تمنے اِس صورت کو ہبہ کیون
نہ ٹھہرایا کہ جب آدمی حاکم کے ذریعہ سے اپنا حق نہ لے سکے تو اپنے آپ لے لے
مثلاً جس شخص کا مال چھین جاوے اور وہ اوسکو چھیننے والیکے ہاتھہ مین دیکھے اور
اوسکو زبردستی اوس سے لینے کی قدرت ہو تو کیا یہہ کہتے ہو کہ اسکو اپنا وہی
مال لینا ظالم کے ہاتھہ سے درست نہین اور ظالم کو اپنے گھر اور زمین مین سے
نکالدینا جائز نہین اور اسیطرح اگر کوئی شخص دوسرے کی بی بی چھین لے اور خاوند
بیبی مین حائل ہو کر عورت سے ظاہر مین عقد کرلے کہ کوئی تہمت نکرے تو کیا شوہر
اول کو تہمت کے خوف سے اپنی بیبی کا اوس شخص کے پاس سے نکالنا حرام ہے
اور اسیکے قائل امام شافعیؒ ہین یعنی مسئلہ قابو کو غصب کیصورت کے مشابہ
کرتے ہین اور حدیث ہند کی اسباب مین پہلے گذر چکی اور جب حدیث سے
اور اکثر اہل علم کے اجماع سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنا حق پوشیدہ لے لے تو
معلوم ہوا کہ حق کا خفیہ لے لینا خیانت نہین اسلئے کہ خیانت اُس چیز کی لینے کا نام
ہے جسکا لینا حلال نہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ ہم بھی کہتے ہین کہ آدمیکو اپنے حق کی
مقدار کا لے لینا درست ہے مگر مباح طور سے لینا جائز ہے خیانت اور حرام طور سے لینا
جائز نہین اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ یہہ خیانت نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بلاشک یہہ خیانت ہے

حقیقت اور شریعت کی رو سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نام خیانت
مقابلہ اور تدارک کی رو سے فرمایا ہے نہ ابتدا مین خیانت کی جہت سے پس ہر ایک
اُن دونو مین سے ایک دوسرے پر ظالم ہے متصور تہین اگر دونو نے نقدار اور
صفت مین برابر ہونگی تو دونو کا گناہ اور آخرت کا مطالبہ جاتا رہیگا کیونکہ
ہر ایک کا دونو مین سے دوسرے پر حق یکسان رہیگا اور اگر دونو مین سے کسیکو
زیادتی ہوگی وہی دینی پڑیگی تو یہہ حال تو ثواب اور عذاب مین ہوا مگر دنیا کے
احکام مین اسطرح نہین اسلیئے کہ یہانکے احکام ظاہر چیزونپر مرتب ہوتے ہین
اور باطن کے حالات سپرد بخدا ہین اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ تم میرے پاس جھگڑا لاتے ہو اور مین آدمی ہی ہون جیسا کچھہ سنتا
ہون ویسا ہی حکم دیتا ہون اور شاید تم مین سے بعض لوگ اپنی حجت مین حاضر جواب اور
خوش تقریر زیادہ ہون بہ نسبت دوسرے کے تو جس شخص کو مین کچھہ حق اوسکے بھائی کا
دلادون تو چاہیئے کہ وہ نہ لیوے اور مین اوسکے لیئے ایک آگ کا ٹکڑا ہی علیحدہ کرتا ہون
اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلادیا کہ آپ لوگونمین حکم ظاہر کے حالات
کے بموجب فرماتے ہین اور جو شخص نفس الامر مین باطل پر ہووے اوسکو
واقف کردیا کہ ہماری حکم سے اوسکو جائز نہین کہ جس چیز کا حکم کیا ہے اُسکو لے

وصفة فقد بتنا قطائها والمطالبة
فان تساوت الحالتان فلا
فی الآخرة مثل الآخر علیه وان بخس احدهما
علی الآخر شیئا فعلیه رد مثله
فصل ترجمه باب فی احکام وما فی احکام من الثواب والعقاب
الظواهر وامّا السرائر فالی الله و
لهذا قال صلی الله علیه وآله وسلم
انکم تختصمون الی وانما انا بشر افضی نحو ما اسمع
وقد یلحن بعضکم ان یکون ألحن بحجته من بعض فمن
قضیت له بشیء من حق اخیه فانما اقطع له قطعة من
النار فاخبر صلی الله علیه
وآله وسلم انه یحکم بالظاهر والله یتولی السرائر
فیما بینه وبین ربه فلا یحل
الباطل بقضاء القاضی ولا یحرم الحلال
حکمه کما یحل الخنزیر

اور یہہ کہ باوجود اوس چیز کے دلانیکے حکم کرنیکے اوسکے حق مین ہم ایک آگ
کا ٹکرا علیحدہ کرتے ہین اِس سی معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ ظاہر مین حق بجانب طرفثانی
کے ہو تو حاکم پر واجب ہی کہ اُس شی کا حکم طرفثانی کے لئے کری اور اوسکا قبضہ بحال
رکہی اگرچہ نفس الامر مین وہ باطل پر ہو اور اوسکا قبضہ ظلم و تعدی کی راہ سی ہو
تو پہر اوسکی مخالف کو کیونکر جائز ہوگا کہ آپ اپنی واسطے حکم کرلے اور ایسی حرام اور
باطل طریق سی کہ اوس جیسی سی حاکم بھی حکم نکری گو نفس الامر مین حق پر ہو اپنا حق پورا
کرلے اور یہہ صورت ایسی نہین کہ کوئی شخص اپنا مال معین یا لونڈی یا بی بی ظالم
کے ہاتہہ مین دیکہی اور اوسکو زبردستی اوس سی چہین لے اسلئے کہ اسصورتمین تو اوس کا
حق اوس معین چیز مین متعین ہی بخلاف قرض دالیکے کہ اُسکا حق اُس چیز مین معین نہین
ہوا جسمین سی وہ لیا چاہتا ہی اور ایک فرق یہہ ہی کہ ظالم اپنا مال چہپنی کو آدمی
چہپاتا نہین بلکہ وہ قبضہ والے سی لڑتا ہی اور دہینگا مشتی کرتا ہی اور لوگون سے
مدد چاہتا ہی اِسلئے سی خیانت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور صورت مفروض مین
حقدار خائن اور چور کیطرح چہپتا ہی پس ان دونو صورتون مین سی ایک کو دوسرے مین
ملانا باطل ہی پانچوین قسم حیلہ کی یہہ ہی کہ اوس سی شارع کی حرام کی ہوئی چیز کو
حلال کرنیکا یا اوسکی واجب کی ہوئی چیز کے ساقط کرنیکا قصد کری مثلاً شارع

نے ایک سبب کو امر مباح اور مقصود کا سبب کیا ہی اور حیلہ گر فریبی اوس کو
ایسی بات کا سبب کری جس سی بچنا مقصود ہوا اور یہی حیلے حرام ہین جنکو سلف
والون نے بُرا کہا ہی اور اونکی کرنیکو ناجائز ٹہہرایا ہی اور اونکی حرمت دو وجہ
سی ہی اول تو اونکی انجام کی وجہ سی دوم سبب کی جہت سی انجام کی جہت سی حرمت
اسطرح ہی کہ ان حیلون سی علت غائی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو مباح کرنا اور
اوسکی واجب کی ہوئی چیز کو ساقط کرنا ہی اور سبب کی جہت سی اسواسطے حرام ہین کہ
یہہ باعث ہین خدا تعالی کی آیتون سی ٹہٹہا کرنیکے اور سبب کو قصدا ایسی چیز کا وسیلہ
کرنیکے جسکے لئی وہ مشروع نہین ہوا اور بعض اوقات اول قسم کے حیلی کرنیوالے
بہت اچہے ہوتے ہین اس قسم کے اکثر حیلہ گرون سی اسلئی کہ پہلی قسم کے حیلہ والے
اپنے آپکو شریعت کی بموجب عامل نہین ٹہہراتے بخلاف ان لوگونکی کہ ان کا اعتقاد
یہہ ہی کہ جو کچہہ ہم کرتے ہین وہ شریعت مین آچکا ہے اور یہہ قسم حیلونکی شارع کیطرف
ایک امر لغو کو منسوب کئی دیتی ہی کیونکہ حیلہ کرنیوالے نے اون سی وہ مقصود ارادہ
نکئی جنکی لئی وہ مشروع ہوئی تہی بلکہ اونکی باعث ایسی چیز کیطرف پونہچ گیا جس سے
وہ منع کیا گیا تہا اور شریعت کی سانچی مین اوسکو ڈہال لیا جیسا تمام بدعت والون نے
اپنی بدعت کو سنت کی سانچی مین ڈہال لیا **فصل** اور یہہ قسم حیلونکی کئی طور پر ہے

اول حیلہ کرنا واسطے حلال کرنے اس چیز کے جو بالفعل حرام ہے جیسے سود کے
حیلے اور حلالہ کرنیکے حیلے دوم حیلہ کرنا اس شی کے حلال ہونے پر جسکی حرمت
کا سبب ہو چکا ہو اور وہ حرام ہوا چاہتی ہو مثلاً کسی شخص نے اپنی بیبی کی طلاق کو
ایسی شرط سے وابستہ کیا جو ضرور ہی ہو پھر چاہا کہ طلاق نہ پڑے تو حیلہ سے اس سے
خلع کر لیا یہانتک کہ وہ جدا ہو گئی پھر اس سے نکاح کر لیا تیسرا حیلہ کرنا اس شے
کے ساقط کرنیکو جو واجب ہے مثلاً خرچ واجب کے ساقط کرنے اور فرض کے ادا
نکرنیکے لئے حیلہ کرنا اسطرح کہ مال کا مالک اپنی بیبی یا لڑکے کو کر دے خواہ جیسے کسی
رمضان میں آجاوے اور وہ روزے رکھنے چاہے اور اس غرض سے سفر کر جاوے اور افطار
کے سوا اور کوئی مطلب سفر سے نہو یا اور ایسی جیسی صورت ہو چوتھا حیلہ کرنا ایسی واجب
کے ساقط کرنیکا جسکا سبب تو ہو چکا ہو اور واجب نہوا ہو مگر واجب ہونے ہی کو ہو تو
یہہ ایسا حیلہ کرے کہ واجب نہونے پاوے مثلاً زکوۃ کے ساقط کرنیکو حیلہ کرنا کہ برس
کے گذرنے سے پیشتر مال کسی اپنے گھر والے کی ملک کر دے پھر بعد اسکی اوس سے
مال واپس لے اور یہہ طور دو طرح پر ہے ایک تو ساقط کرنا خدا تعالیٰ کے حق کا
بعد واجب ہونے کے یا سبب جو کے ہو چکنے کے جیسے اوپر کی مثال ہے دوسرے
مسلمان کا حق ساقط کرنا بعد واجب ہونے کے یا سبب جو کے ہو چکنے کی مثلاً شفعہ کی ساقط

کرنے پر جو شریک کا نقصان دور کرنیکے لئے شروع ہوا ہی اوسکے واجب ہونے
سے پیشتر یا بعد حیلہ کرنا پانچوان حیلہ کرنا اپنی کُل حق یا بعض کے لینے کے لئے
یا اوسکا عوض لینے کو خیانت سی جیسا پہلے گذرا اور اوسکی بہت سی صورتین ہین
یعنی کسیکے قرض کا منکر ہو جانا جیسا وہ اسکے قرض کا منکر ہوگیا یا اوسکی امانت مین
خیانت کرنی جیسے اُسنے خیانت کی یا اور اسیطرح کا معاملہ ہو **فصل** جو کچھہ ہمنے ذکر کیا
اُس سے اُن حیلون مین جنکے باعث ظلم اور تعدی سے نجات ملتی ہے اور اُن حیلون
مین جنسے حرام کے مباح ہونے اور واجب کے ساقط کرنے پر حیلہ کیا جاتا ہی فرق
معلوم ہوا گو دونو کا نام حیلہ اور وسیلہ ہی اور اُس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بیع عینہ حرام
سے بچاتی نہین بلکہ حرام کا وسیلہ ہوتی ہی اور اوس سے حرام ہی مقصود ہی جسپر
بائع و مشتری متفق ہین اور اللہ تعالی اونکے دلون سے اسبات کو جانتا ہی اور وہ
دونو خود اور اونکے گواہ بھی واقف ہین - اور اسیطرح مال کا مالک کر دینا اپنے لڑکے
کو برس روز پورا ہونیکے قریب تاکہ زکوۃ نہ دینی پڑے آدمی کو گناہ سے نہین بچاتا
بلکہ اُسمین غوطہ دیتا ہے اسلئے کہ اُسنے ایسے فرض کے ساقط کرنیکا قصد کیا جسکا سبب ہو چکا تھا اور جو شخص اس
صورت کو جائز کہتے ہین وہ یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہی وہ واجب کو ساقط نہین کرتا بلکہ واجب
ہونیکو ساقط کرتا ہی اور دونو باتونمین فرق ہے آدمی واجب ہونے کو تو روک سکتا ہی

اسقاط الشفعة الذی شرع
دفعا للضرر عن الشریک وقد
وجبها او یعجل الخاسس
الاحتیال علی اخذ حقه
او بعضه او ابدال ما هو حقه
ان یحتال لدفع ذلک فصل وقد عرف بما ذکرنا الفرق
بین الحیل التی یتخلص بها من الحرام والظلم والحیل
التی یحتال بها علی اخذ الحرام واسقاط الواجب
وان جمیعها اسم للخبثة والوسیلة وعرف بذلک
حکم بیع العینة
ان العینة لا تخلص من الحرام وانما
توسل بها الیه وهی المقصود
علیه ویعامله الله من انفسهما
ویعامله شهودهما وکل
ذلک مما لا عبرة به
ان الحق لا یخلص من الحرام
بمثله فیه لانه فصل
اسقاط فرض قد انعقد سببه
ولکن عن دین حق ذلک
استحق ان یسقط الواجب
وانما اسقط الوجوب وفرق
بین الامرین فان الاول یعدم الوجوب

مگر اوسکو درست نہین کہ واجب چیز کو روکدی اور اسیطرح بیع سی پیشتر شفعہ کے
ساقط کرنیکے لئی حیلہ کرنے مین کہتی ہین کہ قبل بیع کے حیلہ کرنے سی بائع استحقاق
کا وجوب نہین ہونے دیتا یہہ نہین کہ جو حق بیع سی واجب ہوگیا اوسکو نہین دیتا یہہ صورت
تو ناجائز ہے اور یہی نظیر زکوۃ ندینی کی بعد وجوب کے ہی کہ واجب ہونیکے بعد اوسکا ندینا
نہ حیلہ سی درست ہی نہ بدون حیلہ کے اسیطرح حیلہ کرنا جمعہ کے واجب نہونے پر
اسطور پر کہ کسی ایسی جگہہ جارہی جہان اذان نہ پونہچی اور دنان سی جمعہ مین جانا اور
اوسی روز پہر آنا غیر ممکن ہو یا جمعہ کیوقت سی پیشتر سفر کرجاوی تو یہہ جائز ہی اور
جب جمعہ واجب ہوچکی تو بعد وجوب کے اوسکی نہ پڑہنی کا حیلہ جائز نہین اسیطرح اپنے
رشتہ دار پر خرچ کرنیکا واجب نہونے دینا اسطور پر کہ اتنا نکمادی جسمین دوسری کو
خرچ دینا واجب ہو اسکی لئی حیلہ جائز ہے اور واجب ہونیکے بعد ندینا درست نہین غرضکہ
دونو حیلونمین فرق کا بہید یہہ ہے جسپر حیلہ والے اتکیہ کرتے ہین۔ اور جو لوگ حیلون کے
مانع ہین وہ یہہ جواب دیتے ہین کہ اگر حیلہ والونکی یہہ بات چلتی تو اللہ تعالی اُن باغ
والونکو سزا دیتا جنہون نے اوسکو رات مین توڑنیکا ارادہ کیا تہا اس نظر سی کہ اونکی
پاس مساکین نہ آوین اُن لوگون نے بہی تو وجوب کے دور کرنیکا ارادہ کیا تہا بعد اِس کے
کہ اوسکا سبب ہوچکا تہا اور وہ نظیر زکوۃ ساقط کرنیکے لئے حیلہ کرنے کی ہی جبکہ

باب الحیل ۱۲

وقتہا ولا یجب کذلک الحیل علی ترکہا بعد الوجوب لان الاسقاط
علیہ یجوز بان یکتسب ما یجب فیہ الانفاق
علی الفقیر بان کان ممن یعتاد الصدقات
قولہ ذلک واجاب بانہ انما نفعل عن ذلک
ان ہذا لو اجری علی الحیل بطلت
انہ بنی ہذا الامر علی
قولہ یعنی کما ان من عزم علی
صار ہذا کما اذا احضر رمضان
فصل وادفع الوجوب بعد الانعقاد
سببہ وہو نظیر الحیل لاسقاط الزکوۃ

اُسکا سبب ہو چکا ہو اور نیز اسطرح کے حیلہ کا درست ہونا خدا تعالیٰ کی واجب
کرنیکی حکمت کو بیکار کرتا ہے اسطرح کہ خدا تعالیٰ نے جو زکوۃ تو انگروں کے
مال مین واجب کی تو اُن لوگونکی پاکی اور صفائی اور مسکینون پر مہر اور اونکی حاجت
براری کے لئے فرمائی تو اوسکی وجوب کے نہونے کو حیلہ کرنا ان سب امور کا بیکار
کرنا ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب ہو چکنے کے اگر وجوب کے نہونے کی لئے حیلہ درست کہا
جاوی تو واجب کرنے مین کوئی فائدہ نہین رہتا اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا
نہین جو ادنی حیلہ سے واجب کو دفع نکر سکے تو پھر واجب کرنا بیفائدہ ہوا اسلئے
کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو واجب کیا اور اوسکی سبب ہو چکنے کے بعد اوسکا
ساقط کر دینا جائز فرمایا تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جو قصد کیا تہا اوسکے خلاف ہوا
اور ایک یہہ کہ جب وجوب کا سبب منعقد ہو گیا تو وجوب مکلف سے وابستہ ہو چکا اور شارع
(جسپر حکم شرعی ہے) اوسکو اس تعلق کے قطع پر قدرت نہین دیتا خصوص جب وقت وجوب کا نزدیک اور
موجود ہو اسصورت مین اُسکا حال ایسا ہوگا کہ گویا اوسمین داخل ہو چکا مثلاً جب
برس روز مین ایکدن یا ایک گہنٹہ رہجاوی تو زکوۃ کا ساقط کرنا یہان ایسا ہے
جیسا برس دن کے گذرنے کے بعد ساقط کرنا اور جو خرابی اوسمین ہی وہ اسمین
ہے غرضکہ جو مصلحت اس ساعت کی گذرنیکے بعد زکوۃ تدینے سے فوت ہوتی ہی

هذا ابطال حكمة الايجاب
كان الله سبحانه انما
اوجبها في اموال الاغنياء
طهرة لهم وزكوة وحظا
للمساكين وسد الخلة
فالتحيل على ذلك
يعود على ذلك
وبان الشارع لو جعل
لانعقاد سببه لم يكن
فائدة اذا امكن
التحيل على رفع
الايجاب
فيكون
الايجاب
لغوا
انعقاد سبب الايجاب فاذا
ما قصد
فقد تعلق
الشارع من قطع هذا التعلق
شارف وقت الوجوب
كانه دخل فيه
من الحول
بقي
الاسقاط
تفسد
الفائتة

وہ ہر ایک وجہ سے مثل اُس خرابی کے ہی جو اُس ساعت کے پیشتر مذہبی سے
ہوتی ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب کے منعقد ہونیکے حکم ایسا ہی ہی کہ صحیح ہوچکا اور پایا
گیا اور ایک یہہ کہ سبب کے ہوچکنے سے وجوب ثابت ہوچکا اور اوسکو جو مہلت برس
کے روز کے پوری ہونے تک کی جائز کی گئی تو صرف اوسپر فراخی اور گنجایش کیواسطے
ہے اور یہہ جہت آدمی بر سکے پورا ہونیسے پیشتر زکوۃ واجب کا ادا کردینا درست
ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہوجاویگی اور ایکو وجہ یہہ ہے کہ ایجاب سے گریز کرنا اسلئے
قصد کیا جاتا ہی کہ واجب کی ادا سے گریز ہوجاوے اور جو چیز اللہ تعالی نے اوسپر
برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہی وہ ساقط ہوجاوی اور یہہ صورت ایسی نہین جیسے
کوئی وجوب زکوۃ سے گریز کرکے مال کا کمانا ہی چھوڑ دی جسمین زکوۃ واجب ہوتی ہے
یا شفیع کے لینے سے گریز کرکے اپنے حصہ کی فروخت ہی کو ترک کری یا خرچ دینے سے
بھاگنے کے لئے بیاہ ہی نکری یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئے کہ ان صورتونمین
اُس شخص کے حق مین سبب ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنے وہ چیز ہی ترک کردی جو ایجاب کو
پہنچاتی اور صورت مفروضہ مین سبب ہونیکے بعد اوس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہی
جس سے ادا واجب متعلق ہی اور نیز سبب ہونیکو قطع کردینا حکم خدا تعالی کو بدلنا
اور حیلہ سے سبب ہونیکو ساقط کرنا ہی اور یہہ بات مکلف کو نہین پونہچتی اسلئے کہ اللہ

ہی نے اپنی حکم اور حکمت سے اُس سبب کو سبب بنایا تہا تو اس بنانے کو حیلہ اور فریب
سے باطل کرنا بندہ کو درست نہین - اور یہہ صورت اسصورت کے خلاف ہی کہ اپنے
مال کو ظاہر اور باطن مین ہبہ کردی یا خرچ کرڈالے اِسلئے کہ اوس شخص نے واجب ہونے
پر حیلہ نہین کیا کہ ظاہر کچھہ کری اور باطن مین اوسکے خلاف ہو پہر جو شخص حرام چیزون
اور واجبات کی ساقط کرنے پر حیلہ کرتا ہے اوسکا مقصود خراب ہی اور وسیلہ باطل
کیونکہ اوسنے ایک چیز کو وسیلہ اُس چیز کا کیا جو اُس سے مقصود نہوا اور اوسکو ذریعہ حرام مقصود
کا بنایا مثلاً اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور رحمت اور سسرال اور نسل اور آنکہہ نیچی
رہنی اور ستر کی حفاظت وغیرہ کا وسیلہ مقرر کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا نکاح کو انمین
سے کسی چیز کا وسیلہ نہین کرتا بلکہ جس چیز کو خدا تعالی نے حرام فرمایا ہی اوسکی
حلال کرنیکا وسیلہ کرتا ہی یعنی خدا تعالی نے عورتکو تین طلاق دینیوالے پر اوسکی
سزا کے لئے حرام فرمایا اور حلالہ کرنیوالے نے اُس عورت سے نکاح کرنیکو وسیلہ
اوسپر حلال کردینے کا کیا جس امر کے لئے نکاح مشروع تہا اوسکا وسیلہ نکیا اسلئے
اوسکا قصد حرام اور وسیلہ باطل ہوا اِسیطرح بیع شرع مین وسیلہ اسبات کا ہی کہ
خریدار چیز سے اور بائع قیمت سے نفع لے مگر سود خوار نے اوس کو محض
سود کا وسیلہ کیا اور شفعہ شریک کا ضرر دفع کرنیکو مشروع ہوا ہے

مگر اوسکے باطل کرنیوالے نے بذریعہ کسی چیز ظاہر کرنیکے جسکی کچھہ حقیقت نہیں
اوسکو باطل کردیا اسلیے اوسکا ذریعہ باطل اور مقصود حرام ٹھہرا اسیطرح زکوۃ
مسکینونکی لئے رحمت اور تونگروں کے لئے پاکی کیواسطے فرض ہوئی مگر اوسکے ساقط کرنیوالے
نے بذریعہ ایک عقد بحقیقت کے اس مقصود کو باطل کردیا اسیطرح پہلونکا بیچنا تیاری
سے پہلے باطل ہی اسنظر سے کہ اوسکا انجام مال کو باطل کے عوض کہانا ہی تو جس
صورتمین اوس بیع پر حیلہ کریگا اس طرح کہ پہلونکے توڑنیکی شرط کرلیگا پھر درخت پر
چھوڑدیگا یہانتک کہ وہ تیار ہوجاوین تو ایک شرط حرام غیر مقصود کی لئے حیلہ کریگا
حالانکہ دونو معاملہ والے اور دوسرے لوگ جانتے ہین کہ خریدار توڑنیکا نہین اور یہی
حال تمام حیلونکا ہی جو انجام کو شارع کے مقصود کو خراب کرین مثلاً عورت کا مال دینا
شوہر کو اور خلع کرلینا اللہ تعالیٰ نے اسلئے مشروع فرمایا ہی کہ زن و شوہر جس صورت
مین کہ دونو مین خلاف واقع ہوا یکدوسرے سے چھٹی پاوین اوسکو لوگون نے قسم کے
ٹوٹنے اور نکاح کے باقی رہنے کا حیلہ ٹھہرالیا اور اللہ پاک نے نکاح ٹوٹنے کے لئے
اوسکو اوس مصلحت کی جہت سے مشروع فرمایا تھا **فصل** اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ جو
شخص اپنی بیبی کی طلاق کی قسم کہاوے کہ مین یہہ شراب پیونگا یا اس شخص کو قتل
کرونگا اور حیلہ کرنے مین اوسکو دونو خرابیون سے بچانا ہی تو اسکے جواب مین

فتوسل المبطل لحقا باظہار
ما لا حقیقۃ لہ ان ابطالہا
فکانت وسیلۃ الی باطل
ومقصود حرما وکذلک
فرض الزکوۃ رحمۃ للمساکین
وطہرۃ للاغنیاء فتوسل
المسقط لہا الی ابطال ہذہ
المقصود باظہار عقد لا حقیقۃ لہ وکذلک
بیع الثمر قبل بدو صلاحہ باطل لما یفضی
الیہ من اکل المال بالباطل فاذا
اتصل علیہ بان شرط القطع ثم ترکہ
حتی یتسلسل کان فی احتمال الاولی

جلد ۲ باب ۱۳

وغایر بہما انہ لا یقطعہ وکذلک سائر
الحیل التی تعود علی مقصود الشارع بالنقض کالنفقۃ
والخلع اذا وقع الشقاق بینہما لخلاف ما شرعہ اللہ لہ من الزوجیۃ
للعشرۃ بالمعروف وبقاء النکاح وانہ
یمین لغو لا یتعلق بہا حنث
فصل
وامّا قولکم فی الحیلۃ لتخلیص الحالف
من الحنث فی طلاق زوجتہ لتبین بذلک
انہ یمین یقتل بہا الرجل
فہی حیلۃ لتخلیصہ من ہذا القسم

ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اوسکی لئی ایسا امر مشروع کیا ہی کہ اُس سی وہ شخص
بچ بھی جاوی اور حاجت اس مکر و فریب کی نہو جو تم کہتے ہو تو یہان کئی طریق ہین
اول طریق تو اُن لوگونکا ہی جو یہہ کہتے ہین کہ یہہ قسم کسی حالمین ہوتی ہی نہین خواہ
قسم کے الفاظ سی کہی مثلاً اسطرح کہ مجکو طلاق دینی لازم ہی مین ضرور یہہ کام کرونگا یا
شرط کے الفاظ سی کہی جیسی یون کہی کہ اگر آفتاب نکلیگا تو عورتکو طلاق ہی اور یہہ طریق
ابو عبد الرحمن کو پسند ہی جو اصحاب شافعی مین بزرگتر ہین اور یہی مختار اکثر ظاہر والونکا ہے
کہ اونکی نزدیک طلاق شرط کو قبول نہین کرتی مثل نکاح کے اور اونکی مخالفون نے اونپر کوئی
حجت شافعی وارد نہین کی دوسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو اسبات کی قائل ہین کہ جس طلاق
یا آزاد کرنے پر قسم کہائی ہو واقع نہین ہوتی بلکہ قسم کہانیوالے پر اگر قسم مین جھوٹا
ہو تو کفارہ قسم کا دینا لازم آویگا اور یہہ مذہب حضرات ابن عمر اور ابن عباس اور
ابو ہریرہ اور ام المومنین عائشہ اور زینب بنت ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا
ازادی پر قسم کہانیکے بابمین ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک نہایت محبوب قربتون مین سی
ہی اور غیر کی ملک مین چلتی ہے تو یہہ لوگ طلاق پر قسم کہانیکے بابمین کیا کہینگے جو
خدا تعالی کے نزدیک حلال مین سی ناخوش تر اور سلطانکی نزدیک سب چیزون سے محبوب تر
ہے اسلئے کہ اونسی ایکمورت نے سوال کیا کہ مین نے قسم کہائی ہی کہ میرے سارے مملوک

آزاد ہین اگر اپنے غلام اور اوسکی بیبی مین جدائی ڈالون تو اُنہون نے جوابدیا
کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور مرد کو اور اوسکی بیبی کو بدستور رہنے دے اور یہہ اصحاب
اللہ تعالی کے دین مین فقیہہ تر اور زیادہ جاننے والے تھے یہہ نہین ہوسکتا کہ آزادی
پر قسم کہانیکی یا یمین تو کفارہ کا فتوی دین اور اوسکو قسم سمجھین اور طلاق پر قسم
کہانیکو قسم نجانین بلکہ قسم توڑنیوالے پر طلاق کا پڑنا لازم کہین اور امام احمدؒ
نے اس روایت کو اسلئے اختیار نکیا کہ اونکے نزدیک اُسکا ثبوت صرف سلیمان تیمی کی روایت
سے ہے اور اونکے اعتقاد مین سلیمان تیمی اس روایت مین تنہا ہے اور اس امر مین اُنکا
اتباع محمد بن عبداللہ انصاری اور اشعب حمرانی نے کیا ہے اور ابو ثور کو طلاق کے لازم
ہونے پر اجماع کا وہم ہوگیا ہے اسلئے اوسپر عمل نہین کیا تیسرا طریق اُن لوگونکا ہے جو
کہتے ہین کہ طلاق پر قسم کہانا کچھہ نہین اور یہہ امر ابن طاؤس سے صحت کو پونچا ہے اور وہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ طلاق پر قسم کہانیکو کچھہ نجانتے تھے اور بعض متعصب
مقلدون نے اس نقل کو رد کیا ہے اسطرح کہ عبدالرزاق نے اُسکو زبردستی سے قسم لئے ہوئے
باب مین ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ طلاق پر قسم کہانا بھی زبردستی ہی مراد ہے اور یہہ بات خراب ہے
اسلئے کہ دلیل عنوان باب مین نہین ہوتی بلکہ اعتبار اُس روایت کا ہے جو عنوان کے تلے مروی ہو
خصوصا متقدمین مثل ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور وکیع کہ یہہ لوگ عنوان کے نیچے ایسی احادیث

لکھتے ہین کہ عنوان کے مطابق نہون گو کسیطرحکا علاقہ اُنکو عنوان سی ہو پھر اگر عبدالرزاق
نے اِس روایت کو زبردستی سی قسم لئی ہوئی کی بابہین سمجھہ لیا تو اُنکی سمجھہ حجت نہوگی بلکہ حجت
اُس روایت مین ہی جو بیانکی ہی پھر طلاق پر قسم کہانیکی خصوصیت مین کیا فائدہ ہی اسلئی کہ
زبردستی کے ساتھہ ہر ایک قسم کہانیوالیکی قسم کچھہ نہین ہوتی اور شنید بن داؤد نے
اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ حدیث کی ہم سی عباد بن عباد مہلبی نے عاصم احول سی اور
اوسنی عکرمہ سی اِس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے اپنے غلام سی کہا کہ اگر مین تیری سو کوڑی مارون
تو میری زوجہ پر طلاق ہی تو عکرمہ نے فرمایا کہ نہ اپنے غلام کے کوڑی ماری نہ اوسکی بیبی
کو طلاق ہوئی یہ قول اُسکا شیطانکی خطرات مین سی ہی پس جب اِس روایت کو اُس روایت
مین ملاؤ جو ابن طاؤس نے اپنے باپ سی کی ہی اور اوسمین جو حضرت ابن عباسؓ سی مروی ہی
اُس عورتکی باب مین کہ اپنے غلام سی کہا کہ اگر مین تجھہ مین اور تیری بیبی مین جدائی نڈالون
تو میرا ہر ایک مملوک آزاد ہی اور دوسری اثار جو حضرت ابن عباسؓ سی زوجہ کی حرام
کرلینی پر قسم کہانیکے بابہین مروی ہین کہ اسطرحکے حلف قسم ہین اونکا کفارہ دیدے
اوسپر اضافہ کرو تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ حضرت ابن عباسؓ اور اونکی اصحاب
کا اسباب مین کیا مسلک تہا اور جب ان اثار کو صحابہ کے اثار مین ملاؤ کہ تعلیقات
پر قسم کہانا مثلاً حج اور روزہ اور صدقہ اور قربانی اور مکہ معظمہ تک پا پیادہ جانا وغیرہ

لا تطابق الترجمة والبيان لها

بيانا نوعا تعلق ثم نوعهم عبد الرزاق

زنا في جامن المالك لم يكن

ترجمة في فعلها بان فيما رواه

شعراني فاتان في تخصيص

الحلف بالطلاق بن لك

فان كل ما حلف

ليست جامنهم بشيء وقال وفي شنبذ

بن داؤد في تفسيره بحدثنا عباد بن عباد عن عاصم الاحول عن عكرمة في رجل قال لامرأته

ان لم اجلدك مائة سوط فانت طالق قال لا تطلق امرأته صدق الله

عن علامه ولا تطلق امرأته

خطرات الشيطان فاذا ضممت هذا

الاثر الى اثر ابن طاؤس عن ابيه الى اثر ابن

عباس فيمن قال لمملوكه ان لم افعل كذا فانت حر

وبين امرأتك كل مملوك لي حر الا كفارة

عن ابن عباس في الحلف بحج

انها كيمين بكفرها كيمين بذلك

كان عليه ابن عباس واصحابه

في من الكتاب فاذا ضممت

ذلك الى اثار الصحابة في

الحلف بالتعليقات فاذا هي كالصوم

والصدقة والهدي والمشي الى

مكة حافيا فاذا في ذلك

کہ یہ سب امور قسمین ہین کفارہ دینا چاہیئے تو تمکو معلوم ہو جاویگا کہ صحابہؓ کی اس
باب مین کیا رای تھی اور جب اسکو اوس قیاس پر اضافہ کرو جسمین اصل و فرع کا حکم
برابر ہوتا ہی تو معلوم کرلوگے کہ غالب کون ہی اور مغلوب کیا ہی اور باوجود اسکے
تمکو دسترس نہین کہ شیطان سی اور اوس شخص سی کہ یون کہی کہ مین نے حلف کیا اور میرے
نزدیک ثابت ہوا زور کرو اور اللہ سی مدد کی خواہش ہی چوتھا طریق اُن لوگون کا ہی جو
اپنی بیبی کے فعل پر یا خود اپنے فعل پر یا غیر زوجہ کے فعل پر حلف کرنیمین فرق کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اگر اپنی بیبی سی کہا کہ اگر تو گھر سی نکلیگی یا فلان شخص سی بولیگی تو
تجکو طلاق ہی تو اوسپر اس کام کرنے سی طلاق نہ پڑیگی اور اگر اپنے آپ پر یا بیبی کے
سوا اوپر قسم کی اور حانث ہوا تو طلاق لازم ہوگی اور یہہ قول اشہب بن عبد العزیز کا
ہے جو امام مالک کے سب اصحاب مین سے فقیہ تر ہین اور اسکا ماخذ یہہ ہی کہ عورت جب یہہ
کام اسغرض سی کریگی کہ مجکو طلاق ہو جاوی تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اوسکی سزا کی
جہت سی اور اسنظر سی کہ جو قصد اوسنے کیا اوسکی خلاف معاملہ کیا جاوی اور یہہ امام مالک
اور احمد اور اونکی موافقین کی اصول پر چلتا ہی کہ جو شخص عورت کے وارث کرنیسی بھاگتا ہی
اور زکوۃ کی دینی سے گریز کرتا ہی اور میراث اور وصیت کرنیوالے اور مدبر کرنیوالیکو
قتل کرتا ہی اُن سبکی سزا اونکی نزدیک یہہ ہی کہ جو کچھہ اونہون نے قصد کیا ہوا اوسکی خلاف

فصل ۱۳

فانت طالق فالراجح عدم الطلاق علیہا بفعلہا
ذلک وان حلف علی نفسہا او غیرہا
وحنث لزمہ الطلاق وہو اشہب بن
عبد العزیز وما خذ ذلک ان المرأۃ اذا فعلت ذلک
لتطلق نفسہا کعرضہا معاقبۃ لہا ومعاملۃ بنقیض
قصدہا وہذا مالک واحمد ومن
وافقہما ومعاقبۃ بالفار من
المیراث والزکوۃ وقاتل مورثہ
والموصی لہ ومن یرید بہ نقیض قصدہ

ہونا چاہیے اور یہی فقہ نے خصوص ایسے حالمین کہ شوہر نے عورت کی طلاق کا
ارادہ نکیا ہو بلکہ اوسکو برانگیختہ کرنا خواہ روکنا کسیکام سے ارادہ کیا ہو اور یہہ
کہ ایسا کام نکرے جسمین شوہر کو ایذا نہو تو اوسکا فعل شوہر کی سب سے بڑی ایذا کا سبب
کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ اوسنے عورتکو اپنی ایذا دہی کا وکیل کرکے مالک نہین کیا
نہ خدا تعالی نے اوسکو اختیار دیا کہ شوہر کو نکاح توڑنے سے ایذا دے تو جدائی
عورت کے اختیار مین کسطرح ہوگی پانچوان طریق اُن لوگونکا ہے جو حلف مین شرط و جزا کے
الفاظ سے اور التزام کے الفاظ سے فرق بتلاتے ہین یعنی اگر یون کہے کہ اگر مین
ایسا کرونگا تو یہ ہے تو ایسے الفاظ سے حلف کرنے مین طلاق لازم آویگا اور اگر
ان الفاظ سے کہیگا کہ میرے اوپر فلان چیز لازم ہے اگر مین ایسا کرون تو اسصورت
مین طلاق لازم نہین اور اصحاب شافعی سے جو صورتین مروی ہین اونمین کی یہہ ایک
صورت ہے اور امام ابو حنیفہ سے بھی یہی منقول ہے چھٹا طریق یہہ ہے کہ جسبات کے
لئے قسم تھی وہی جاتی رہے اسکے بعد جس چیز پر قسم کہائی ہے اگر اوسکو کریگا تو قسم مین
جھوٹا نہوگا اسلئے کہ اُسکام کا نکرنا قسم کے ساتھ ایک علت کی جہت سے تھا جب
علت جاتی رہی تو کام سے باز رہنا بھی جاتا رہا اور یہہ بات شریعت کے اصول اور
امام احمدؒ اور اُن لوگونکی مذہب کے قواعد عامہ سے ہے جو قسم کے عام اور خاص ہونے اور مطلق اور مقید

بالیمین انما کان تعلقہ فزوال
ذلک لم یحنث لان امتناعہ
فاذا فعل الحلف علیہ بعد
وجہ اصحاب الشافعی والمستفول
عن ابی حنیفۃ الطریق السادس ان
یزول المعنی الذی کانت الیمین لاجلہ
الطلاق فی الاول لا الثانی وہو
علی یلزمنی کذا ان فعلت کذا فانہ
الشرع وقواعدہ فی الفصل فی الیمین
بغیر النیۃ والفصل فی الیمین
بقسمتہا وتخصیصہا وطلاقہا وتقییدہ

ہونے مین نیت اور قصد کا اعتبار کرتے ہین پس اگر قسم کہا جاوی کہ مین فلان
عورت سی نبولونگا اور سبب قسم کا یہہ تہا کہ وہ عورت اجنبی تھی اور اُس سی بولنی سے
خوف تہا کہ کہین میری آبرو مین بٹا لگے پہر اوس سی نکاح کرلیا تو اب اگر اوس سے
گفتگو کریگا تو قسم مین جہوٹا نہوگا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس شخص کو قسم کیوقت
کچہہ نیت نہوا اور اگر اوسنی نیت بھی کرلی تہی کہ جبتک اجنبی رہیگی تبتک نہ بولونگا تب تو
کچہہ دقت ہی نہین کہ قسم نیت سی مقید ہوجائیگی اور اسپر امام ابوحنیفہؒ اور ابویوسفؒ
نے فتوی دیا ہی اِس مسئلہ مین کہ کوئی شخص قسم کہاوی کہ مین فلان شخص کے اس گہر مین
نجاوونگا اور نہ اُسکی غلام سی بولونگا اور وہ شخص اپنا غلام اور گہر بیچڈالے اور اسکی نظیر
یہہ صورت ہی کہ کوئی قسم کہاوی کہ مین فلان شخص سی گفتگو نکرونگا اور باعث اِس قسم کا اوسکو
یہہ ہو کہ دوسرا شخص نماز نہ پڑہتا ہو یا کوئی اور اسیطرح کا عیب ہو پہر وہ توبہ کرلے اور
جس بات کے لئے قسم ہوئی نہی وہ اسمین سی جاتی رہی حاصل یہہ کہ اگر قصد قسم کہانیوالے
کا ظاہر ہوگا تو اوسی کیطرف رجوع کیا جاویگا اِسلئے کہ الفاظ اسی جہت سی معتبر ہین
کہ مقصود پر دلالت کرین تو جس صورتمین مقصود ظاہر ہوگا تو اوسکا اعتبار ہوگا اور
اِسیوجہ سے اگر قسم کہاوی کہ اسکا حق کل کو دونگا اور مقصود یا سبب یہہ ہے کہ کل سی
نہ بڑہوگا اور کل سی پیشتر ادا کردی تو جہوٹا نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کہاوی کہ مین

فاذا حلف لا اکلم فلانة
وکان سبب الیمین کلامها
فزوجها فکلمته لم یحنث بکلامها
عرضه فحلف لا یوفی
فاذا لم یوف حنث
بنیة فان لم تکن لا یدین فی القضاء
ما دامت کذلک فلا اشکال
فی قبض البین بها وقد افتی
ابوحنیفة وابو یوسف
لا دخلت دار فلان هذه وهو
فی العبد والدار ونظائرها
لا یحنث
فی الدار
فی العبد

اپنا غلام ہزار ہی کو بیچونگا اور پہر اُس سی زیادہ کو بیچدی آور بہت سی علمانے
جنمین سی ابن عقیل اور ہماری شیخ ہین اسی پر فتوا دیا ہی اسصورتمین کہ کسی
شخص سی کہا گیا کہ تیری بیبی گہر سی نکلگئی یا اُسنے فلان مرد سی زنا کیا اوسنی
سُنتے ہی کہا کہ اوسکو طلاق ہے پہر اوسکو ظاہر ہوا کہ عورت گہر سے نہین
نکلی اور جس مرد سی اوسکو تہمت لگائی گئی وہ اِتنی فاصلہ پر ہے کہ اُسکا پونہچنا
عورت تک یقیناً ناممکن ہی یا معلوم ہوا کہ وہ شخص مرگیا ہی اور یہہ وہی امر ہے
کہ قواعد فقہ اسکی سوا کے مقتضی نہین حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہے
اور اگر ان طریقون کو تم تامل کرو تو اُنکا چلنا تمکو حیلونکی طریقونکی چلنی سی بہتر
معلوم ہوگا کہ عورتکو چہوڑ دی یا خلع کرے یا نکاح کے خراب اور باطل
ہونے کا دعوی کرے اِسطرح کہ دلی نے وہ کام کیا تہا جس سی وہ فاسق
ہوگیا تہا یا گواہان نکاح حریر پر بیٹھے ہوتے تھے یا اور اسی طرحکا معاملہ
تھا جس سے نکاح باطل ہوا اور جب انمین سے کوئی بات نہین بن پڑتی
تب عاریتی بکری سے التجا کرتے ہین اور جنتی کے واسطے اوسکو کرایہ لیتے ہین
کہ جنتی کرے اور اپنی مزدوری لے **فصل** اور یہہ آیت جو حیلی کی باب مین لکہی ہی

عجبا لاخلاف فاضغة بابل
وقال فتی کنا نعدّ من العقلاء
منهم ابن عقیل وشیخنا
فیمن قبل له ان امرأتك
قد خرجت حتی بیتك
او قد ماتت بعد ان
فقال هی طالق لانی
لم اعلم انها تخرج وان الذی
اخبرنی بذلك فاسق
وانی لم اعلم بصدقه
وانما قلت ذلك
لانی لا اقتضی قواعد الفقه
وسلوك الاحتیاط
خوفا من ان یکون الامر
بخلاف ما ظننت
فاذا غلبوا عن شیء من
ذلك قالوا ان النبی
صلی الله علیه وآله وسلم
قال انما الاعمال بالنیات
وانت لم تنو شیئا
فیقال لهم
فلم لا تحتالون
لانفسکم بالحیل
الشرعیة
ویلکن علی شفا هدم
اجر فصل

کہ اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ خُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّہٖ (اور پکڑ اپنے ہاتھ مین سینکون کا مٹھا پھر مار اسکے) وَلَا تَحْنَثْ تو تعجب ہی کہ اس آیت کو وہ لوگ حجت پکڑین جو اس مسئلہ کے (اور قسم مین جھوٹا نہو) قائل ہین کہ اگر ایک شخص نے قسم کہائی کہ دوسرے کے دس کوڑے مارونگا اور اوسنے دسونکو اکٹھا کرکے ایک چوٹ اسکی لگا دی تو اسکی قسم سچی نہوئی اور اسکی قائل امام ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کے اصحاب ہین اور امام شافعی فرماتے ہین کہ اگر مارنیوالیکو یقینا معلوم ہو کہ دسون کوڑے اسکے بدنکو لگ گئے ہین تب تو قسم مین سچا ہوگا اور اگر یقینا جانے کہ سب نہین لگی تو قسم مین سچا نہوگا اور اگر شک ہو کہ لگی ہین یا نہین تو جھوٹا نہوگا اور اگر بالفرض بہ طور قسم کہانیوالیکے سچا ہونیکا منوجب ہوتا تو زنا کرنیوالی اور تہمت زنا لگانیوالے اور شراب پینے والے سے گنتی ضرب کی دور ہو جاتی یعنی سو کوڑون یا اسّی کوڑونکو ایکجا کرکے اون سے ایک چوٹ ایسے شخص پر لگا دیجاتی اور یہہ صورت صرف مریض کے حقمین چلتی ہی چنانچہ امام احمدؒ نے اوسکو ابوامامۃ بن سہیل سے اور اوسنے سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہی کہ ہمارے گہر دنمین ایک چھوٹا سا مرد ضعیف تجربہ کار تہا اوسنے قوم کا کچہہ پاس نکیا کہ اونکی ایک لونڈی سے زنا کر بیٹہا اور وہی کہتا ہی کہ اس خبر کو سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کیا اور وہ مرد ضعیف مسلمان تہا آپ نے

عن الزہری والقاذف والشارب علی المضروب بان یجمع لہ ما یستوفی بہ الحد ویضرب ضربۃ واحدۃ وہو قول مالک واصحاب ابی حنیفۃ و احمد وقال الشافعی ان علم انہا مستغرقۃ لہا برئی ہمینہ وان علم انہا مستغرقۃ لبعضہا برئی فی بعضہا وان شک لم یبرء وان شاء ترک وتوی من اموالہم جمیعا کبر الحالف لم یسقط

وفی المریض یاخذ عثکالا فیہ مائۃ شمراخ او نحوہا فیضربہ بہا ضربۃ واحدۃ کما رواہ احمد عن ابن کاسۃ بن سعید عن رجل ضعیف عن سعید بن سعد بن عبادۃ قال کان فی حینا رجل ضعیف فذکر نحوہ الا انہ قال فاخذ عثکالا فیہ مائۃ شمراخ او مائتا شمراخ فضربہ بہا ضربۃ واحدۃ فبرء فاتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال ان اللہ غفر لہ بحسن نیتہ وبرحمتہ لنبیہ ورحمتہ لہذا المسکین وکان الرجل مسلما فقال

فرمایا کہ اوسکو واسطے ایک شاخ خرما کی لو جسمین سو قمچیان ہون پہر اوس سے اوس شخص کو
ایکدفعہ مارو لوگون نے یہی کیا باقی رہا قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا تو اوسکی
ایکوجہ باریک ہی کہ آپکی بیبی چونکہ آپکی شفا یابی اور درد سے رہا پانے پر نہایت حریص
تھی اسلیئے اپنے مقدور کے موافق آپکا علاج ڈہونڈہتی تہی پس جب شیطان آپکی
بیبی کو ملا اور اپنا قول کہا تو آپ کی بی بی نے اُسکی قول کو آپکے سامنے کہا آپ نے
فرمایا کہ وہ شیطان ہی پہر قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالی مجکو شفا دیگا تو بیبی کو سو کوڑے
مارونگا حالانکہ وہ بیچاری معذور تھی اور آپکی حق مین اچہا کرتی تہی اور اُنکی شرط
مین قسم کا عوض کچہہ نہ تھا اسلیئے کہ اگر ہوتا تو حضرت ایوبؑ کفارہ کیطرف جہکتے اور مارنے
کے محتاج نہوتے اِس سبب سے اونکے نزدیک قسم مثل حدود کے واجب تھی اور یہ بات
ثابت ہوچکی ہی کہ جس شخص پر حد لگائی جاتی ہی اگر وہ معذور ہو تو اوسکی حد مین تخفیف
کردی جاتی ہے یعنی سو قمچیان یا سو کوڑے اکٹہے کرکے اوسکو ایکدفعہ مار دئے جاتے
ہین اور حضرت ایوبؑ کی بیبی معذور تہین اُنکو معلوم نہا کہ جس شخص نے اُن سے کلام
کیا وہ شیطان ہی اسلیئے مستحق سزا نہین پس اللہ تعالی نے اپنے نبی ایوبؑ کو حکم فرمایا
کہ اُنسے معذور کا سا معاملہ برتین اور خدا تعالی نے حضرت ایوبؑ کی لئے دونو باتین
اکٹہی کردین کہ اپنی قسم مین بہی سچے رہین اور اپنی بیبی معذور اور سلوک کرنیوالیکی ساتہہ بہی

نرمی کرین تو اب نص قران کا موافق ہونا حدیث کی نص کے اُس ضعیف کی بابہین
جسنے زنا کیا تہا ظاہر ہوگیا پس اس آیت کا حکم اپنی جگہہ سے زیادہ نہ بڑہیگا اور
اس امت مین سے اگر کوئی شخص قسم کہا لیگا کہ مین اپنی بیبی یا لونڈی کے سو کوڑے
مارونگا تو ویسا حکم لازم نہوگا گو بیبی اور لونڈی معذور ہون اسلئے کہ اللہ تعالی
نے مرد کے لئے نکلنی کی راہ کفارہ سے مقرر فرمائی ہی اب اگر یہہ کہو کہ جب زنا
واجب ہو مثلا حد مارنی ہو تو اُسوقت بہی معذور ہونا مفید ہی یا نہین تو اوسکا
جواب یہہ ہی کہ اگر عذر ایسا ہو جسکی دور ہونیکی توقع ہو مثلا گرمی اور سردی شدت سے ہو
یا تہوڑا سا مرض ہو تو اوسکی دور ہونیکا انتظار کیا جاویگا اور اوسکے جاتے رہنے کے
بعد حد واجب لگائی جاویگی جیسے مسلم کی حدیث حضرت علی رض سے مروی ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا آپنے مجکو ارشاد فرمایا کہ اسکی کوڑے لگاؤ
مین جو اوسکے پاس گیا تو دیکہا کہ وہ تہوڑے ہی دنون سے نفاس مین ہے مجکو ڈر ہوا کہ اگر کوڑے
مارون تو کہین اُسکو جان سے نہ مار دون مین نے یہہ یا جرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا آپ
نے فرمایا کہ تمنے خوب کیا تم اُسکو چہوڑ دو جبتک اچہی ہو **فصل** اور بلال کی حدیث مرفوعہ کے
بابہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکو فرمانا کہ خرما کو درہمونکی بدی بیچکر اُن درہمون سے
اچہی خرما مول لے لو اسکا حال یہہ ہے کہ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس حدیث مین ایسے معاملہ سے

فظهر موافقة نص القران
نص السنة في شان
الضعيف الذي زنا فالتقوى
بما عين محلها ولا يلزم
مثل ذلك فيمن حلف
من حلف يمينا فرات
مترا وكانا معذورين كان الله قد
جعل له مخرجا كالكفارة فان قيل اذا
كان الضرب واجبا كالحد هل يعتبر
بفعله ذلك قبل ان كان العذر يجوز الزوال
كالحر والبرد الشديدين والمرض اليسير انتظر

الباب ١٣

وآله ثم جعل الحد الواجب حق
عن علي ان امة زنت فامرني
ان اجلد فاتيتها فاذا هي حديثة
عهد بنفاس فخشيت ان اجلد فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال احسنت انزل حتى
فصل وفي حديث بلال وامره
وقوله صلى الله عليه
وآله وسلم بيع التمر بالدراهم جنيبا
ثم اشتر بالدراهم جنيبا
فقال شيخنا الامين فتاوى

جو مقصود نہین ہوتے حیلہ کرنیکی دلالت کئی وجہون سی نہین اول تو یہہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اپنا پہلا مال بیچدو اور اوسکی قیمت سی دوسرا
مال خرید لو اور ظاہر ہی کہ یہہ امر صحیح بیع کو چاہتا ہی اور جب دو نو بیع درست طور پر پائی
جاوینگی تو بلاشک معاملہ درست ہوگا اور ہم بیان اُن بیعونکا کرتے ہین جو حدیث اور
صحابہؓ کے اقوال کی رو سی معلوم ہوتے ہون کہ سو ہین گو ظاہر مین بیع ہون اور اسطرحکی بیع
خراب ہے تو اس حدیث کے لفظون مین سوا بیع صحیح کے اور کوئی داخل نہوگی ورنہ اسی
حدیث سی کوئی حجت کرنیوالا یہہ بھی حجت کرسکتا ہی کہ عیبدار چیز کا بیچنا یا شرط خیار یعنی
جاکڑ کی مدت تین دن سی زیادہ کرکے بیچنا یا عیب سے پاک ہونیکی شرط لگاکر بیچنا یا اور
طرحکی بیع جنکی صحت مین اختلاف ہی سب درست ہین دوسری وجہ یہہ ہی کہ حدیث مین عموم
نہین اسلئے کہ یہہ ارشاد فرمایا کہ درمونکی عوض مین اچھی خرما مول لیلو اور مطلق حقیقت کا
امر کسی قید کے ساتھہ امر نہین اسلئے کہ حقیقت سب فردون مین مشترک ہی اور مقدار مشترک ایسی نہین
جس سی ہر ایک فرد دوسرے سی جدا ہوجاوی اور اُس سی یہہ لازم بھی نہین آتا تو مشترک کا امر فرمانا
کسی حالمین علیحدہ کا امر نہوگا ہان اوسقدر مشترک ہی سی بعض ان قیدونکی لازم آتی ہین
مگر وہ قیدین معین نہین اسلئے اُن قیدونکی بابمین حدیث بطور بدلیت عام ہی مگر یہہ اس
بات کا مقتضی نہین کہ افراد پر عموم جمع کے طور پر ہو جو مقصود ہے

حلیۃ الاحوذی ۱۳

حتی الاحتمال بالعقد الذی
لیست مقصودۃ لتوجہ احمل
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم امرہ ان یبیع سلعتہ
الاولی ثم یشتری بثمنہا السلعۃ
الاخری وقد علم من ذلک انہما
یقصدان البیع الصحیح وہی
الشان فی البیوع التی لم یرد
الشارع بہا فاسدا ولا باطلا
البیع المعیب او علی البیع بشرط البراءۃ وغیر ذلک
فی صحتہا الخلاف
وانتم تقولون ہم مجتہدون والامر
فی ذلک مشترک
والقدر المشترک لیس بمقصود
عن الاخر ولا ہو مستلزم
لبعضہا فلا یقتضی ذلک
علی سبیل البدل لکن
بالواو او علی سبیل الجمع وہی للجمع

یعنی حدیث مین یہہ نہین ہی کہ حضرت بلال کو فرمایا ہو کہ مشتری ہی سی خریدین نہ یہہ
حکم ہے کہ اوسکی غیر سی خریدین نہ یہ کہ شہر کے رائج سکہ کے عوض لین نہ اوسکی غیر کی
عوض کا ارشاد ہی نہ قیمت نقد کا امر ہی نہ اُدہار کا اِسمعصود نہین جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ اگر
مشتری سی خریدنا حرام ہوتا تو آپ منع فرمادیتی مردود ہی اسلئی کہ مقصود آنحضرت
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا اُس تدبیر کا بیان ہی جس سی وہ شخص جسکے پاس خراب خرما ہون اچھے
خرمالے سکی بیع کی شرطون اور اوسکی موانع کا ذکر فرمانا مقصود نہین ورنہ اِس قول
خداوندی سی کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ
یہہ حجت کرنی درست ہونی چاہیی کہ درندون مین سی چیلی والیکا اور پرندون مین سی
چنگل والیکا کہانا جائز ہے اور جن پینی کی چیزون مین اختلاف ہی اونکا پینا حلال
ہے حالانکہ یہ باطل ہی اسلئی کہ آیت مذکور مین صرف کہانے اور پینی کا وقت
اور اوسکی تمام ہونیکا بیان مقصود ہی اور اشیاء کی حلت و حرمت کا ذکر نہین اور اسیطرح
اِس آیت سی وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ حجت پکڑنا کہ زناکار عورت کا نکاح توبہ سی پہلے
درست ہی اور حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور پانچون نکاح اور متعہ کا نکاح اور شغار
کا نکاح یا اور ایسا ہی صحیح ہی اور اسیطرح اللہ تعالی کے ارشاد وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ
سی کتی کی بیع کی حلت پر اور اسیطرح کی اور بیعونکی حلت پر دلیل لانی ہی جب یہہ

معلوم ہوا تو حدیث سی کسیطرح معلوم نہین ہوتا کہ بیع عینہ جائز ہو اور یہہ غالب نہین
کہ خرما کو درمون کے عوض بیچنے والا مشتری ہی سی اچہی خرمی مول لے تاکہ یہ کہا جاوے
کہ یہی صورت غالب ہی اسواسطے کہ غالب تو یہی ہی کہ اسباب ایسی شخص کے ہاتہہ بیچتے
ہین جو دام دیدے اور مول اوس سی لیا کرتے ہین جسکی پاس اپنی مرغوب چیز پائی جاوے
تیسری وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچو پھر
اُس سے بیع مقصود ہی سمجہی جاتی ہی جو ایسی شرط سے خالی ہو کہ بیع کے مقصود ہونیکی
مانع ہو بخلاف اُس بیع کے جو مقصود نہو کیونکہ اگر مثلاً یہہ کہا کہ اس کپڑے کو بیچدی
یا مین نے یہہ کپڑا بیچا تو اوس سی نہین سمجہا جاویگا کہ بیع زبردستی سی کی ہی یا ہنسی
سے یا اور اسیطرح کی ممنوع بیع کی ہے چوتھی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک بیع مین دو بیعون سی منع فرمایا اور جس صورتمین کہ دونون اسبات پر متفق
ہونگی کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتہہ مول کے بدلہ بیچے پہر اوسی مول کے عوض اوس سے
کوئی چیز خریدلے تو ظاہر ہی کہ یہہ دو بیعین ایک بیع مین ہونگی تو یہہ صورت اُس حدیث
مین داخل نہوگی اسلئے کہ جس معاملہ کی اجازت دیگئی وہ اوس معاملہ کو شامل نہوگا جس
منع کردیا گیا ہی پانچوین وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمع
کو درمون کے عوض بیچو پہر درمون کے عوض جنیب خرید کرو یہہ ارشاد ایسی بیع کو چاہتا ہے

عمدہ قسم فرمانا ۱۲

۱۳
حدیث بیان

جسکو بائع اول بیع کے ہو چکنے کے بعد انشا اور ابتدا کرے اور جب اول ہی
سے دونو اوسپر متفق ہو جاوینگی تو دونو کا اتفاق و عقد ونپر ایک ساتھہ بلا ترتیب
ہو جاویگا تو یہہ صورت اجازت کی حدیث مین داخل نہو گی بلکہ نہی کی حدیث مین داخل
ہو گی چھٹی وجہ یہ ہی کہ اگر فرض کیا جاوی کہ حدیث مین عموم لفظی ہی تب بھی وہ بیشمار صورتو سے
مخصوص ہو گی اسلئے کہ ہر ایک بیع فاسد تو اوسمین آہی نہین گئی اسصورتمین اسکی دلالت
ضعیف ہو گی اور جو صورت کہ ہمنے ذکر کی ہی اوسکو اون دلیلون سے خاص کیا جاویگا جو
نص ہین یا مثل نص کے ہین **فصل** اور اس سے ظاہر ہوا کہ باطل حیلونکی جائز ہونے
پر اللہ تعالی کے ارشاد اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ سے دلیل لانا باطل ہی
اگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا ہیر پھیر بیان کرتے ہوئے آپس مین ۱۲
اور یہہ کہنا کہ یہہ آیت شامل ہی عینہ وغیرہ کو اسلئے کہ بائع و مشتری آپس مین
نوٹ پھیر کرتے ہین اور وجہ باطل ہونیکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے جن بیعون کو
اپنے بندون کے واسطے مشروع فرمایا ہی اونکو دو قسم کیا ہی کہ نقد ہون یا بمدت پھر بندہ
ارشاد فرمایا کہ مدت والی یعنی ادھار بیعونمین دستاویز کرالین اور بیعِ نقد یعنی نقد معاملہ
جسمین خرابی انکار کرنے طرفین کا اندیشہ نہو اوسکو دستاویز نکرانے کے باب مین
خاص کیا اور کسی نے صحابہؓ اور اونکے بعد کے لوگونمین سے اس آیت مین سودی
معاملہ کا داخل ہونا نہ سمجھا بلکہ اس سے وہی بیعین مقصود شرعی سمجھین جو سود سے خالی ہون

فصل

فصل اور کنایون سی جو تم حیلونکی درست ہونے پر دلیل لاتی ہو تو یہہ بڑی ہی باطل دلیل ہی اسلئے کہ کہان وہ کنایات جنسی آدمی ظلم اور جھوٹ سی رہائی پاوی اور کہان وہ حیلی جنسے اللہ تعالی کی فرض چیز کو ساقط کری اور اوسکی حرام کی ہوئی شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والا حق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظونسی اُنکے معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اِس کنایہ کرنے سی لغت کی حد سی باہر نہین جاتا کہ لغت مین حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباین سب کچھہ ہوتے ہین انکو اُن حیلونسی کیا نسبت جنمین عقد سی وہ بات مقصود ہو جسکے لئی نہ عقد مشروع ہی نہ وہ عقد کا مقتضا شریعت اور حقیقت کی رو سی ہی اور نیز ایک فرق یہہ ہے کہ اگر کنایہ والا اپنی قصد کو ظاہر کردی تو وہ باطل و حرام نہوگا بخلاف حیلہ گر کے کہ اگر وہ چیز جو اوسکو عقد ظاہری سی مقصود ہی اوسکی تصریح کردی تو وہ حرام باطل ہوگی مثلاً سود کے لئی حیلہ کرنیوالا اگر یون کہی کہ مین تیری ہاتھہ سو نقد ایکسو بیس کے عوض برس روز کے وعدہ پر بیچتا ہون یا یہہ کہی کہ مین تجکو ہزار اِس شرط سی قرض دیتا ہون کہ تو مجکو اسقدر زیادہ ملاکر ادا کردینا تو حرام اور باطل ہوگا حالانکہ یہہ اوسکا عین مقصود ہی اسیطرح اگر حلالہ کرنیوالا کہی کہ مین عورتکو اس شرط پر نکاح کیا کہ اوسکو پہلی شوہر مین طلاق دینی والے پر حلال کردون تو حرام ہوگا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیکا مقصد صحیح اور وسیلہ درست ہی

فصل فی ما یستدل بہ علی ابطال الحیل

فمما یدل علی بطلانہا ما ثبت بالاستقراء من ان الشارع انما رخص فی بعض الانواع التی یتناولہا اسم المحظور لحاجۃ الانسان الی ذلک النوع کما رخص فی الکلام الکاذب لاصلاح ذات البین و فی النظر الی المخطوبۃ و نحو ذلک و لم یرخص فی شیء من ذلک لمجرد التوصل الی الفعل المحظور بل حرمہ و ذم فاعلہ و لعنہ و ہذا امر یعلمہ کل من لہ ادنی فقہ بالشریعۃ و ایضا فان فیہا الحقیقۃ و المجاز و العام و الخاص و المطلق و المقید و المشترک و المتباین فما من نوع من انواع الکلام الا و ہو مقتضاہ عارٍ عن التغییر عما ہو مقتضاہ شرعا و لغۃ و ایضا فان فیہا ما یصرح بالغرض بقصد منہ لیکون باطلا و فیہا ما یخالف ذلک فلا یکون باطلا فصل باظہار صورۃ العقل کان محرما باطلا فانہ لو قال لمحلل لا اتزوجہا بعد ما تحللہا لم یکن محرما باطلا و لو قال لہ تزوجہا علی ان تحللہا لی و نحن نعلم ذلک کان حراما باطلا و ذلک

اور اُسکے مقصود مین کچھہ شریعت کی روک اوسپر نہین نہ اوسکے وسیلہ مین کچھہ ممانعت
ہے نہ کنایہ مین خدا تعالی کو کسی چیز مین دہوکا دینا ہی غایت یہہ ہی کہ کنایہ سی خلق کو
فریب دینا ہی جسکا فریب دینا ظلم کے باعث شارع نے مباح فرمایا ہی پہر کنایہ کرنیوالا
شر کو دفع کرتا ہی اور حیلہ گر امر باطل سی حق کو دفع کیا چاہتا ہی۔ اور کنایہ کرنا
جیسا قول سی ہوتا ہی ویسا ہی فعل سی بھی ہوتا ہی مثلاً لڑائی کرنیوالا اپنا سفر ایسی
طرف کو بتادی جو دشمن کیطرف کے خلاف ہو تاکہ دشمن یہہ جانے کہ یہہ میرے اوپر چڑہنا
نہین چاہتا یا اپنی مقابل سی ایسی تدبیر کری کہ اوسکو یہہ وہم ہو کہ یہہ بہاگ چلا
پہر اوسکی طرف پہر پڑی یا ظاہر کرنا بہرے پن اور نیند اور شکم سیری اور تونگری وغیرہ کا

فصل اور حیلہ والے یہہ دلیل جولاتے ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی یوسف
علیہ السلام کو وہ حیلہ سکہایا جس سی وہ اپنے بہائی کے رکہہ لینے پر پونہچ گئے تو
بعض حیلہ والون نے گمان کیا ہی کہ یہہ قصہ اونکی لئی حیلہ کے باب مین مفید ہے
حالانکہ جیسا وہ گمان کرتے ہین ویسا نہین اسلئی کہ اس جیسا حیلہ ہماری شریعت
مین کسیطرح درست نہین تو حجت کرنیوالا ایسی چیز سی کیسی حجت کرتا ہے جسپر عمل
حرام ہو اور اللہ تعالی نے جو اس حیلہ کو اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے
لئے مشروع فرمایا تہا تو اوسکی وجہ انکے بہائیونکی سزا اور تدارک اور حضرت

یوسف کو انپر جتانا اور اُنکے خواب کو سچا کرنا تہا اور آپ کے قصہ مین عمدہ
حیلونکی بہت سی قسمین ہین اول تو حضرت یوسف کا اپنے خادمون سے فرمانا
اجعلوا بضاعتہم فی رحالہم لعلہم یعرفونہا اذا انقلبوا الی اہلہم لعلہم یرجعون
رکہہ دو ابو بکی پونجی اونکے بورہون مین شاید اسکو پہچانین جب پہر کر جاوین اپنے گہر شاید وہ پہر آوین ۱۲
یہہ اسی لطر سے فرمایا تہا کہ آپکے بہائی دوبارہ اوین مفسرین نے اسمین بہت
باتین ذکر فرمائی ہین ایک یہہ کہ آپکو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ اونکے پاس روپیہ
نہو جس سے پہر کر آوین دوسرے یہہ کہ آپ ڈرے کہ اونسے مول لینے مین اُنکو کہین
ضرر نہو تیسرے یہہ کہ اُنسے دام لینا ملامت سمجہا چوتہی یہہ کہ اُنکو اپنا کرم دکہلایا
کہ اُنکا مال پہیر دیا تاکہ یہہ امر زیادہ تر اونکے پہر آنیکا موجب ہو غرضکہ یہہ حیلہ
ایک عمل نیک تہا اور بہائیون سے جو اپنے آپ کو نہ بتایا تو چند دوسرے اسباب
کی جہت سے جنمین بہائیونکی اور اونکے باپکی اور خود اپنی منفعت تہی اور جو چیز کہ اللہ
تعالیٰ کو اس بلا مین اونکے ساتہہ منظور تہی اوسکا کمال تہا اور اونکی اور اونکے
باپ کے جمع ہونیکی وقعت کا بڑا کرنا تہا جیسے خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اپنے بندہ
کو کسی رتبہ کمال پر پونہچانا چاہتا ہے تو اوسکی لئے اسباب محنتون اور مشقتون
کے تیار فرما دیتا ہے تاکہ بعد ان مشقتون کے اُن مراتب پر پہنچنا نہایت وقعت
کا ہو اور یہہ ایسا ہی جیسے جنت والے جنت مین مرنیکے بعد اور برزخ کی احوال

اور حشر اور نشر امد موقف اور حساب اور پل صراط اور اُن دہشتون کے بھگتنے کی
بعد پہنچینگے اور جیسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ معاملہ ہوا کہ آپکو مکہ معظمہ مین
اُس ہوم سی داخل کیا بعد اسکی کہ کفار نے آپکو نکالدیا تہا اور مکروہات مین سی بہت
کچھہ بھگتا تہا اور اسیطرح ہی وہ معاملہ جو سب انبیا علیہم السلام کے ساتھہ کیا اور اسیوجہ
سی جنت احاطہ کی گئی ہی سختیون سی یعنی بہت سختیان بھگتی تب بہشت مین داخل ہو

فصل اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین جو حیلے ہین اونمین سی ایک یہہ ہے
کہ جب دوسری بار اونکی واسطے سامان تیار کیا گیا تو کنورہ اپنی بہائی کی خرجی مین
رکھدیا اسمین اپنی بہائی کو چوری کی تہمت لگانی لازم آتی ہی بعضے کہتے ہین کہ
یہہ امر آپنے اپنی بہائی کی موافقت اور اوسکی رضا سی کیا تہا اور ایسا ہی کچھہ
اس آیت سی معلوم ہوتا ہی وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا
اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس رکہا اپنے پاس رکہا اپنی بہائی کو کہا مین تحقیق تیرا
أَخُوكَ آخر آیت تک اور بعضے کہتے ہین کہ آپنے بہائی سے صراحۃ ذکر اپنا نہین
بہائی
فرمایا اور انی انا اخوک سی یہہ مراد تہی کہ جو بہای تیرا گم ہوگیا ہے مین اسکی
جگہہ ہون اور کنورہ کو جو اوسکی خرجی مین رکہا تہا تو بہائی کو اوسکا علم نہ تہا
اور قران مجید سے اس قول کے خلاف معلوم ہوتا ہی جیسا مذکور ہوا اور ایک
پاکیزہ حیلہ اس قصہ مین یہہ ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہائی

کالے لینا چاہا تو اوسکی لینے کے لئے وہ بات کی کہ آپکی سوتیلے بہائی اقرار کرین
کہ یہہ امر حق اور انصاف سے ہوا اور اگر آپ اپنے بہائی کو اپنی قدرت اور سلطنت کے
زور سے رکہہ لیتے تو جور اور ظلم کیطرف منسوب ہوتے اور بادشاہ کے دین
مین کوئی تدبیر تہی جس سے آپ بہائی کو رکہہ لیتے اسلئے اوسکے رکہنے کے لئے وہ تدبیر
کی جسکو سوتیلے بہائی مقر ہون کہ یہہ ظلم نہین غرضکہ کٹورہ اپنے بہائی کی ساز سے شے
اوسکی شلیتے مین رکہدیا اور اسلئے فرمایا فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور ایک اور تدبیر
پاکیزہ یہہ ہے کہ بہائیونکی شلیتونکی تلاشی اوسوقت نلی جبکہ آپکے پاس نہو بلکہ انکی سامان
کردینے اور شہر سے نکلنے کی مہلت دی اور پہر آدمی اونکے پیچہے بہیجا اسلئے کہ اگر پہلے ہی تلاشی
لیتے تو کیا عجب تہا کہ آپکے بہائی حیلہ سمجہہ جاتے اور پکارنیوالے نے آواز بلند سے انکو پکارا
کہ سب نین اسپر اکتفا نکیا کہ ایک ہی شخص سے کہدیتا اس سے یہہ جتانا منظور تہا کہ
کٹورہ کا جانا مشہور ہوگیا ہی اور اسکی تہمت بجز انکے اور کسی پر نہین اور منادی نے
یون کہا کہ تم چور ہو مگر چوری کی چیز کو معین نکیا یہانتک کہ بہائیون نے اس سے پوچہا اسلئے
کہ انکے نزدیک یہہ امر جہا دی کہ تہمت کٹورہ سے متعلق ہی اگر وہ نکلیگا تو تہمت سچی ہوگی
اور منادی نے یہہ کہا کہ اگر تم جہوٹے ہو تو تمہاری سزا کیا ہے یہہ اس واسطے
کہا کہ آپ کو معلوم تہا کہ وہی جواب دیوین گے جو انہون نے دیا تہا

توجو کچھہ وہ اپنے آپ پر حکم کرینگے اوسکا مواخذہ اُن سے کیا جاویگا پھر سوتیلے
بھائیون کے اسباب کی تلاشی حقیقی بھائی کے اسباب کی تلاشی سے پیشتر کی
تاکہ وہم سازش کا دور رہے اور یہہ وہ داؤ ہے کہ جس سے آدمی خدا تعالی اور اسکے
رسول کی طاعت اور حق والے کی مددگاری پر پونہچتا ہے اور اُنکو چور کہدینے کی دو
وجہین بیان کرتے ہین اول یہہ کہ از قسم کنایہ تہا اور یوسف علیہ السلام نے
اِس سے نیت یہہ کی تہی کہ بھائیون نے آپکو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس سے
چرا لیا تہا اسلئے کہ اُنہون نے حضرت یوسفؑ کو اونکے پاس سے غائب کردیا تہا
اور اونکی بابہن باپ سے خیانت کی تہی اور خائن کو چور کہا ہی کرتے ہین استطرہی
چور کہا تہا دوسری وجہ یہ لکہی ہے کہ یہہ لفظ منادی ہی نے کہا تہا حضرت
یوسف علیہ السلام کے حکم سے نہین کہا تہا قاضی ابو یعلی کہتے ہین کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنے بعض مصاحبون سے فرمایا کہ ہماری بھائی کے اسباب مین کٹورہ
رکہدو پھر جن لوگونکی وہ سپرد تہا جب اُسکو نپایا اور معلوم نہوا کہ کسنے لیا اونمین سے
کسنے کہدیا کہ اے قافلہ والو تمہین چور ہو اِس گمان پر کہ وہ ایسے ہی ہین اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے اونکو نہین اجازت دی کہ یون کہو اور شاید
حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سے کہدیا ہو کہ اِن لوگون نے چرایا ہے

وذلک کمن ینوی صلة به الی
طاعة الله وتسوق له
ونصر الحق وقد ذکر وفی
تسمیتهم سارقین وجهین احدهما
انه من باب المعاریض وان من
نوی بذلک
من اجله جرت علیهم وخانوه فیه

واختلفوا من ینادی مناد قال ابن
هو الذی قال ذلک لا عن امر یوسف قال
اصحابنا یجوز ان یجعل الله عز وجل
هم لما فقدوا وتحیروا
عمل ظن منهم انهم
یوسف وتعمل به هؤلاء قال

اور مراد لے لی ہو کہ مجکو میرے باپکے پاس سے چرایا ہی اور منادی کے اس
قولکو سوچکہ کہا تم مقرر چور ہو اور یہہ نکہا کہ بادشاہ کے کٹورہ کے چور ہو پھر جب
گم ہوئی چیز کا ذکر ہوا تو یون کہا کہ ہمکو بادشاہی پیمانہ نہین ملتا یہ نکہا کہ پیمانہ
تمنے چرا لیا ہی اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے بھائیونمین سے ایک نے
یہہ کہا کہ ہم مین سے کسیکو رکھہ تو آپنے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا
(اللہ پناہ دے کہ ہم کسیکو پکڑین مگر جس پاس پائی
مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ یعنے نہ فرمایا کہ ہم اوسیکو پکڑینگے جسنے چوری کی - اور مقصود یہ
اپنی چیز ۱۲
کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قصہ مین حیلہ والونکی مفید کوئی شبہہ بھی نہین چہ جائیکہ حجت
ہو اسلئے کہ ہم اُن حیلونمین کلام کرتے ہین جو بندی کرتے ہین اور اُنکا حکم مباح کرنے
اور حرام کرنے مین ہی نہ اُن حیلونمین جو اللہ تعالیٰ اپنی بندہ کے لئے کرتا ہی بلکہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی قصہ مین تنبیہہ ہی اسبات پر کہ جو شخص دوسرے کیساتھہ حرام داؤ
کریگا تو اللہ تعالیٰ ضرور اوسکی ساتھہ داؤ کھیلیگا اور یہہ کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی خاطر
داؤ کیا کرتا ہی بشرطیکہ وہ اپنی داؤ کرنیوالیکے داؤ پر صبر کری اور اوسکی ساتھہ نرمی
برتے پس ایماندار آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنیوالیکے ساتھہ اگر مخلوق داؤ چلیگی
تو ضرور ہی کہ خدا تعالیٰ اُسکی خاطر داؤ چلے اور اوسکا بدلہ لے بدون اُسکی زور و طاقت
کے اور یہہ خدا تعالیٰ کی داؤ دنکی دو قسمونمین سے جو اپنی بندہ کی خاطر کیا کرتا ہی ایک قسم ہی

وعنی تب رفقہ مین تبعہ
وتامل فوج انکہ تسارقون
وقیل صواع الملک
تصریحا بجاء الخ
المنفق وقال تفقد صواع
الملک وقال بعض
لما عرض معاذ الله ان
من وجدنا متاعنا عنده
نا خذ الا من سرق والمقصود ان
فضاء الله سبحنه تعبك
لا فضاء بكيد الله سبحنه تعبك
بل فى قضاء بوصف تنبيه على ان من
كاد غيره كيدا فان الله سبحنه
يكيد له كيدا
يكيد ان يكيد
اذا صبر على كيده
كاتكل ه وتلطف له فانه من
المتوكل على الله اذا كاده
المخلوق فان الله يكيد له وينتصر له
بغير حق كما منه ولا فوق قدرته
احل العوض من يكيد بسبب تعبه

دوسری قسم یہہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے بندہ کو ایک امر مباح یا مستحب یا واجب
الہام کردیتا ہے جو بندہ کو عہدہ مقصود پر پونہچا دیتا ہی اور یہہ داؤ اُس قسم کا
نہین جس سی حرام چیزونکو حلال جانا جاوے اور واجبات کو ساقط کرلیا جاوے اسلیئے کہ
یہہ تو خدا کو دم دینا اور اوسکی دین مین داؤ کھیلنا ہی ایسی باتکو خدا تعالی کا مشروع
فرمانا نہین ہوسکتا پھر یہہ داؤ پورا جب ہوتا ہی کہ کوئی کام غیر مشروع کیا جاوی اور
اس سی مراد اوسکا مقصود شرعی نہو تو ایسی باتکو اللہ تعالی کسطرح مشروع فرماویگا پھر
وہ داؤ عام ہی کوئی شخص اُس سی خاص نہین اب اگر کوئی شخص فقہی حیلہ حرام یا مباح
کرتا ہی تو یہہ حیلہ خاص اوسیکی لئی نہین ہوتا حالانکہ اللہ نے جو حضرت یوسف ع کی خاطر
داؤ کیا تہا تو وہ داؤ خاص نہین کیونکہ اسطی تہا کہ اونکو اونکی صبر اور سلوک کا بدلہ دینا
تہا اور وہ داؤ دونو قسمون سی باہر تہا یعنی اول خدا تعالی کا آپکو الہام کردینا
ایسا کام جسکا کرنا مباح ہو دوسرے خود اللہ تعالی کا فعل جو بندہ کی قدرت سی باہر ہو
اور یہہ دونو قسمین مخالف ہین اون حرام حیلونکی جنسی واجب چیزونکی ساقط کرنے اور
حرام چیزونکی مباح کرنیکا حیلہ کیا جاتا ہی **فصل** اور شیطان کے مکرون اور جالون
مین سی وہ ہی جسمین صورتون کے عاشقونکو پہنسایا ہی اور یہہ مکر بخدا بہت بڑا
فتنہ اور مصیبت سخت ہی اسی نے نفسونکو خالق کے سوا بندہ بنایا اور عاشقونکی

دلونکا مالک انکی ذلت چاہنے والونکو ٹہرایا اسی نے عشق اور توحید مین
لڑائی کا رنگ جمایا اسی نے ہر ایک شیطان سرکش کی دوستی کیطرف بلایا
یہی نفسونکی درستی اور راستی کے مانع ہوئی اور اسی نے انکو طریق مقصود سے پہرایا
پس نہایت حسرت ہی اس عاشق کے حال پر جسنے اپنی نفس کو کہوٹی دامونکی عوض معشوق
اول کے سوا دوسرے کا ہاتہہ فروخت کیا اور ایسی خواہش سرد ست کے بدلہ مین دیا جسکی لذت جاتی
رہی اور انجام بد باقی رہا **فصل** جہان مین ہر فعل اور حرکت کی اصل محبت اور
خواہش ہی ہی تو یہ دونو چیزین تمام افعال و حرکات کا آغاز اسیطرح ہین جیسی بغض
اور نفرت ہر ایک رکہنی اور چہوڑنیکی آغاز مین انمین سے محبت وہ ہی جو عاشق کو اپنی
معشوق کی طلب مین وہ جنبش دیتی ہی جسکے ہونیسے عاشق کا کمال ہو جاتا ہی جیسے خدا اور
کے عاشق کی جنبش اور قران کے عاشق اور علم و ایمان کے دوست رکہنیوالے
اور بتون اور صلیبون کی محبت کرنیوالے اور عورتون اور امردون کے چاہنیوالے
اور وطن کے محب اور بہائیون سے دوستی رکہنیوالیکی جنبش کہ ہر ایک کی دلمین اسکی
محبوب کیطرف حرکت ابہرتی ہی جب ان چیزون مین اوسکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا
ہے تو اوسکے ذکر سے دلمین جنبش ہوتی ہی اور کسی ذکر سے نہین ہوتی اسلیئے
تم دیکہتے ہو کہ جو لوگ عورتون کو اور لڑکون کو چاہتے ہین

وعالمك العشاق ليس يحبونها
ويهوون من عشاقها او
النفس المحبوب بان العشق
وانه وحبها ودعت اليه
هو الاله كل تبتغيه
وفي محالك بين الورى
وبان رشد هما وصار فيها
عن طريق قصد هما فيها
عاجلا دعت نفسه تغاير المحبوب الاول بمن يحب وتبغضه
اصل كل افعال والحركات كما ان البغض او
الكراهة مبدأ كل كف وترك فالمحبة هي التي
هزة المحب فطلب محبوبه الذي يكمل حصوله
له كما هزة محبة الرحمن ومحبة القران ومحبة العلم و
الايمان ومحبة الاوثان والصلبان
ومحبة النسوان والمردان و
محبة الاوطان ومحبة
كل قلب
الانسان فتشتاق من
كل محبوبه من
الاشياء فيحزن عند ذكر محبوبه
مستكرهون غيره ولذا
بخلاف محبة النسوان والصبيان

اور شیطانی قران آواز و نغمون سی پسند کرتے ہین وہ علم کے ذکر سننے اور قران
کی تلاوت سی حرکت نہین کرتے یہانتک کہ جب انکے سامنی انکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا ہی تو
اوسکی طرف شوق اور خوشی کے ماری انکا باطن جنبش اور جوش مین اور ظاہر حرکت
مین آجاتا ہی اور جتنی یہہ محبتین ہین سب باطل اور سست ہین سوا اللہ تعالی کی محبت
کے اور جو اوسکی قریب ہو یعنی محبت اوسکی رسول اور اسکی کتاب کی کہ یہہ محبت البتہ
ہمیشہ کو رہتی ہی اور اسکا ثمرہ پایدار رہتا ہی اور جب سب محبوب کے علاقے اور انکی
دوستیون کے سبب جاتے رہینگے تو اس محبت کا رشتہ نہ ٹوٹیگا اللہ تعالی فرماتا ہی

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ
جب الگ ہوجاوینگے جنکی ساتھ ہوتے تھے اپنے ساتھ والون سی اور دیکھینگے عذاب اور ٹوٹ جاوینگے اونکے علاقے یہ
عطاء حضرت ابن عباس سی راوی ہین کہ اسباب سی غرض دوستی ہی اور مجاہد فرماتے
ہین کہ انکا ملنا جلنا دنیا مین مراد ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ اونکی رشتے اور قرابتین
ٹوٹجاوینگی اور وہ وزخمین اونکی جگہین علحدہ علحدہ ہوجاوینگی اور ابو صالح نے کہا ہی
کہ اعمال سی غرض ہی اور یہہ سب قول صحیح ہین اور حاصل یہہ کہ اسباب یعنی وہ
سیل جو اُن لوگون مین دنیا مین تھا جسوقت کہ اوسکی زیادہ تر محتاج ہونگی انسی جاتا
رہیگا مگر اسباب توحید والونکا جو اللہ تعالی سی اخلاص رکھتے ہین ہمیشہ اُن سے
ملا رہیگا جبتک کہ انکا معبود اور محبوب قایم رہیگا **فصل** جب یہہ بات معلوم ہوچکی تو اصل

اور عمدہ محبت جسکا خدا تعالی نے امر کیا ہی اور اپنی مخلوق کو اُسکی لئی پیدا کیا ہی وہ
محبت اوسی اکیلی ذات کی ہی جسکا کوئی ساجھی نہین یہہ محبت اُسکی عبادت کو متضمن ہی
نہ غیر کی پرستش کو اور ایمان کا ذائقہ اُسی شخص کو نصیب ہوگا جسکے نزدیک خدا تعالی
اور اُسکا رسول اپنی ماسوا کی نسبت کر محبوب تر ہونگے اور اسی جہت سی اول سی لیکر آخر
تک تمام انبیا علیہم السلام نے خلق کو خدا تعالی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیطرف بلایا
اور عبادت کی اصل اور تمامی محبت ہی اور خدای پاک کو اُس محبت مین یکتا کرنا اور
محبت دو قسم کی ہے ایک نفع دینی والی دوسری ضرر دینی والی محبت مفیدہ وہ
جو محبت والیکے واسطے اوسکی مفید چیزین یعنی سعادت اور نعمت پیدا کرتی ہی
اور محبت مضرہ ہی جو اوسکی لئی ایسی چیزین کہینچ لاوی جو اوسکو ضرر پونہچاوین
یعنی بیماری اور رنج وغیرہ اب جو شخص زندہ اور عالم اور اپنی نفس کا خیر خواہ ہے
وہ محبت ایسی چیز کی اختیار نکریگا جو اوسکو ضرر دے اور اگر ایسا ہوگا تو اوس
شخص کے تصور اور معرفت کی خرابی سی یا قصد و ارادہ کے بگاڑ سے ہوگا اول تو
جہالت ہی اور دوسرا ظلم اور انسان اصل مین جاہل اور ظالم پیدا ہوا ہی اور انسان
سی جہالت اور ظلم علیحدہ نہین ہوتا بجز اسطور کے کہ خدا تعالی اُسکو وہ چیز سکہاوے
جو اوسکو مفید ہو اور اُسکی راستی اور درستی جس بات مین ہو وہ اوسپر الہام کردے

فاصل المحبة الحق والباطل
زمر الله بها وخالف خلافها
لا يجتمعان في محبة واحدة
لا تنبغي الا لله المتضمنة
مما يحبه ويرضاه
وحقيقة الايمان ان لا يحب المرء
وحقيقة الايمان ان لا يحب المرء
ولا يبغض الا لله
وحقيقة الايمان ان لا يحب المرء
وحقيقة الايمان ان لا يحب المرء
وحقيقة الايمان ان لا يحب المرء

کیونکہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہی اوسکو اوسکی مفید باتین سکھلا دیتا ہے
جنکے باعث وہ جہل سی باہر ہو جاتا ہی اور جو کچھہ اوسکو سکھاتا ہی اوسکو اُس سے
فائدہ دیتا ہی اس سی وہ شخص ظلم سے نکلجاتا ہے اور جس شخص کی بہتری نہین
چاہتا اوسکو اوسکی اصل پیدایش ہی پر باقی رکھتا ہے چنانچہ مسند مین حدیث
عبداللہ بن عمرو کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اللہ نے اپنی خلق کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر اونپر کچھہ نور ڈالا تو جس شخص کو وہ نور پہنچا
اوسنے ہدایت پائی اور جسکو نہ پہنچا وہ گمراہ ہوا اور مقصود یہہ ہی کہ ظلم اور حد سے
بڑھنی کی محبت کو علم کا فساد یا قصد کی خرابی یا دونو کا بگاڑ پائدار کر دیتا ہی اور
کہتے ہین کہ قصد کا فساد علم کے فساد سی ہی ورنہ اگر آدمی مضر کے ضرر اور لوازم کو
جیسا چاہئے ویسا جانتا تو کبھی اوسکو اختیار نکرتا مثلاً اگر کوئی شخص کسی کھانے کو
جانے کہ اسمین زہر پڑا ہوا ہی تو وہ اوسپر جرأت نکریگا گو بھوکا ہی ہو اس سے معلوم
ہوا کہ مضر چیز کے ضررونکی وجھونکو کم جاننا اور اُس سی بچنی کیواسطے عزم مین ضعیف
ہو جانا آدمیکو اوسکی کر بیٹھنی مین مبتلا کیا کرتا ہی اور اسیوجہ سے ایمان حقیقی وہ
ہے جو ایماندار کو مفید کام کرنے اور مضر کام کے نکرنے پر برانگیختہ کرے
پس اگر نہ مفید کو کیا نہ ضرر کی چیز کو چھوڑا تو اوسکا ایمان حقیقت کے بموجب نہوا

بلکہ اوسکے ساتہہ ایمان اوسی مقدار پر ہوگا جتنا وہ مفید کو کریگا اور مضر سے
بچتا ہوگا مثلاً جو شخص دوزخ پر ایمان حقیقت مین رکہتا ہی یہانتک کہ گویا اوسکو
دیکہہ رہا ہی تو وہ ایسی راہ نہ چلیگا جو دوزخ کیطرف پونہچادی اسکا تو کیا ذکر
ہے کہ اپنی کوشش سے اوسکی طرف دوڑے اور جو شخص جنت پر حقیقت
مین ایمان رکہتا ہی تو اوسکی طلب سی بیٹہہ رہنے کو اوسکا نفس نمانے گا +

فصل جب یہہ ظاہر ہوچکا تو بندہ کو سب سی زیادہ حاجت اپنی مضر چیز کے
جاننی کی ہے تاکہ اس سی کنارہ کری اور اپنی فائدہ مند چیز کی ضرورت ہی تاکہ
اسکا حریص ہو پس مفید چیز سے محبت کری اور مضر سے نفرت اور اوسکی محبت و
نفرت موافق ہون اللہ تعالیٰ کی محبت اور نفرت کے اور یہہ بات بندہ ہونیکے
لوازم سی ہی کہ جس چیز سی آقا کو محبت یا نفرت ہو اسی سی بندہ کو ہو اور مفید اور مضر
عملونکی پہچاننے کی دو طریق ہین ایک عقل دوسری شریعت عقل کا طریق تو یہہ ہی کہ اللہ
نے اشیاء مفصلہ ذیل کی خوبی عقلون مین رکہدی ہی یعنی سچ بولنا اور عدل و احسان اور
اوسلوک اور فقہ اور شجاعت اور عفو عادات اور امانتونکا ادا کرنا اور رشتہ دار و نسبی میل رکہنا اور خلق کی خیر خواہی کرنی اور
عہد کو پورا کرنا اور ہمسایہ کی رعایت کرنی اور مظلوم کی مدد کرنی اور حق کی مصیبتون پر اعانت کرنی
وغیرہ اور انکی مقابل چیزونکی برائی عقل مین پیدا کردی ہی اور یہہ برائی اور خوبی عقل کی نسبت کرایسی ہی جیسے پانی مین میٹہا پانا کہ

اور بھوک کیوقت لذیذ اور مفید کہانیکا کہانا اور سردی کیوقت ایسی کپڑونکا پہننا
جو گرم کردین اچھا معلوم ہوتا ہی تو جسطرح کہ آدمی سی نہین ہوسکتا کہ اپنی نفس اور
طبیعت سے اُن چیزونکے اچھا معلوم ہونے اور مفید ہونیکو دور کردی اسیطرح وہ اپنی نفس
اور پیدائش سی صفت کمال کا اچھا معلوم کرنا اور انکا مفید ہونا اور اُنکی ضدون کا
بُرا جاننا دور نہین کرسکتا اور جولوگ یہہ کہتی ہین کہ صفات کمال کی خوبی عقل اور
فطرت سی نہین معلوم ہوتی بلکہ صرف سنتی سی پہچانی جاتی ہی تو اُنکا قول باطل ہے
ہمنے اُسکے باطل ہونیکو کتاب مفتاح مین ساٹھ وجہون سی لکھا ہی اور اُسی جگہہ بیان
کیا ہی کہ قران وحدیث اور عقلون اور سرشتون سی اس قولکی خرابی پائی جاتی ہی
دوسرا طریق مضر اور مفید اعمال کے پہچاننے کا سننا ہی اور یہہ طریق پہلے طریق کی
نسبت کرزیادہ وسیع اور ظاہر اور سچا ہی اسلئے کہ اعمال کی صفات اور احوال اور نتیجے
پوشیدہ ہین اونکو تفصیلوار بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہین جانتا اس
سی معلوم ہوا کہ سب لوگونسی زیادہ عالم اور صحیح تر عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنیمین وہ
شخص ہوگا جسکی عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی اور قیاس موافق سنت کی ہوگی
جیسے مجاہد فرماتے ہین کہ عبادت مین سے افضل عمدہ رای ہے اور وہ اتباع سنت ہی
اللہ تعالی فرماتا ہی وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ
اور دیکھین جنکو ملی ہی سمجھ کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے رب سی وہی ٹھیک ہے ۱۲

محبت کا بیان ۱۲۰

اور جن لوگونکی راے سنت کے مخالف ہی اور علم کے مسائل جزئیہ اور علمی احکام
کے مسائل مین جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اوسکی بھی مخالف ہے
ایسی راے والونکو سلف کے لوگ شبہ والے اور خواہشون والے کہا کرتے تھے اسلئے
کہ جو راے سنت کے مخالف ہی وہ جہل ہی نہ علم اور خواہش نفس ہے نہ دین **فصل**
مفید محبت مین سے ہی بی بی کی محبت اور اُس لونڈی کی جو مرد کی ملک مین آوے
اسلئے کہ یہہ محبت اُس مقصود کی مدد کرتی ہی جسکے لئے اللہ تعالی نے نکاح کو اور
ملک مین آجانیکو مشروع فرمایا ہی یعنی مرد کو اور اوسکی گھر والونکو زنا سے محفوظ رکھنا
کہ مرد کا نفس اُس عورت کی سوا حرام پر حریص نہوا اور عورت کی حفاظت اسطرح
کہ اوسکا نفس بھی بجز اپنے مرد کے غیر کی رغبت نکرے اور جسقدر خاوند بیبی مین
محبت پوری اور قوی ہوگی اوسیقدر یہہ مقصود تمام اور کامل ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے
هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا اور فرمایا
وہی ہے جسنے بنایا تمکو ایکہی جان سے اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا کہ اوسمین اوس آرام پکڑے ۱۲
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً
اور اوسکی نشانیون سے ہے کہ بنادی تمکو تمہاری قسم سے جوڑی کہ چین پکڑو اونسے پھر اور رکھا تمہارے بیچ پیار
وَرَحْمَةً اور روایت صحیح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے ۱۲
پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سب لوگونمین سے محبوب تر کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ رض
اب محبت مفید تین قسم ہے اول اللہ تعالی کی محبت دوم اللہ تعالی کی وجہ سے دوسری

وكان الشائع بينهم أن أهل
البدع هم المخالفة للسنة
وما جاء به الرسول صلى الله
عليه وسلم في مسائل العلم
الخبرية والمسائل العملية أهل الشبهات
والأهواء لأن الرأي المخالف
للسنة جهل لا علم وهوى لا دين فصل
فمن المحبة المنافعة المحضة المعينة على ما ينفع في الدين
كمحبة الرجل فانها معينة على ما ينفع في الدين
كمحبة النكاح وملك اليمين من الزوجة والمملوكة
فان النكاح والملك قد انتظم نفسه الى ما هو أعظم
من الحرام وبعضها فالحفظ نفسها الى غيره
وكلما كانت المحبة بين الزوجين أتم
وأقوى كان هذا المقصود أتم وأكمل
قال تعالى هو الذي خلقكم من نفس
واحدة وخلق منها زوجها ليسكن
إليها وقال ومن آياته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا
إليها وجعل بينكم مودة
ورحمة وفي الصحيح عنه صلى الله عليه
وآله وسلم أنه سئل من أحب الناس
إليك فقال عائشة فقيل له من الرجال
فقال أبوها ثم قال بعد ذلك
ثم أخوها ثم قال بعد ذلك
ثم أخوها فعد رجالا
فصل
ثم النوع محبة الله والحب في الله

چیز کی محبت سوم اُس چیز کی محبت جو اللہ تعالی کی طاعت پر مدد کرے اور محبت ضرر
کرنیوالی بھی تین طرح کی ہے اول خدا تعالی کے ہوتے ہوئے دوسرے کے ساتھہ محبت
کرنی دوم اُس چیز کی محبت کرنی جس سے خدا تعالی کو نفرت ہو سوم ایسی چیز کی
محبت جسکی محبت آدمی کو خدا تعالی کی محبت سے بالکل علیحدہ کردے یا محبت کو گھٹادے
انمین سے اللہ تعالی کی محبت عمدہ محبتونکی اصل ہے اور ایمان و توحید کی جڑ اور خدا
کے ساتھہ مین دوسرے سے محبت رکھنی شرک کی اور بُری محبتونکی اصل ہے اور حرام صورتون
سے محبت اور عشق رکھنا شرک کی موجبات مین سے اور جسقدر کہ بندہ شرک سے قریب اور
اخلاص سے دور ہوگا اوسیقدر صورتونکی عشق کی محبت اوسکو زیادہ سخت ہوگی اور یہمین وجہ
عزیز کی بی بی زلیخا کو شرک کی باعث عشق سے کیا کچھہ نوبت پونہچی اور حضرت یوسف صدیق
علیہ السلام بسبب اخلاص کے اُس سے بچ رہے خدا تعالی فرماتا ہے کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
یون ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹادین ہم اوس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہے ہمارے چنے ہوئے بندون مین سے وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ سو سے مراد عشق ہے اور فحشا سے زنا ۔

فصل اور کامل تر فریب شیطانکا یہہ ہے کہ جو لوگ حسن پرستی مین مبتلا ہین اُنمین سے
بعض کو یہہ آرزو دلاتا ہے کہ مین جو اس مرد یا اجنبی عورت کو چاہتا ہون تو خدا
کیواسطے ہے کسی بدی کے لئے نہین حالانکہ یہی بات پوشیدہ یاری ہے جسکو خدا نے عورتونکے
حق مین اشارہ فرمایا اس آیت مین غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ اور مردونکے

بستی نخلستان زیارگرتان جہیکر ۱۲

خصمین اس قول مین محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان اور یہہ بڑی گمراہی
مبدعین لانے نے مستثنیٰ نکالکر جیسی اشنائی کرلے ۱۲
اور دین کا بدلنا ہی کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مکروہ اور برا جانا ہو اوسکو محبوب
ٹھہرالین اور یہہ بھی ایک قسم شرک کی ہے اور جو محبوب کہ خدا تعالیٰ کے سوا مقرر کرلیا
جاوی وہ شیطان ہی اور یہہ فعل شرک ہی مثل بتون کے مقرر کرنیکے **فصل** اور جنسیت
چار قسم کے ہین اول تو وہ کہ اپنے اس فعل کو خدا کیواسطے اعتقاد کرتے ہین جیسی وہ
لوگ کہ تصوف کیطرف منسوب ہین اور اکثر ترک دوم وہ کہ اس فعل کو یقینا جانتے
ہین کہ خدا کیواسطے نہین مگر اس سے اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور یہہ لوگ ایک وجہ سے
مغفرت کے قریب ہین گو توقع پڑتی ہے کہ توبہ کرلین تیسرے وہ کہ اُنکا مقصود بدکاری
ہے اور کبھی دونو مین اسطرحکا اتصال ہوجاتا ہی کہ اُسکا نام بدکار کہتے ہین اور جو لوگ کہ
فاسق بیباک ہین اونکو اسطرحکی باتین بہت ہوا کرتی ہین مثلاً بیریش لڑکے کو کہتے ہین
کہ وہ اللہ کا حبیب ہی اور داڑہی والا خدا کا دشمن ہی اور لونڈی بازی کو عورتون کے
نکاح پر ترجیح دینا اور بعض حسن پرستون نے اسبابین ایک کتاب بنائی ہی اوسمین ایک
جگہہ یہ کہا ہے (کہ باب ہی مذہب امام مالکؒ کی بیانمین) اور اسباب مین اُنے اغلام کو
ذکر کیا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ امام مالکؒ اغلام والیکے حق مین سب سے زیادہ سخت سزا دیتے
ہین کیونکہ اُنکے نزدیک سزا لوطی کی مار ڈالنا ہے خواہ کنوارا ہو خواہ بیاہا

وصل ہم اربعہ
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک للہ کالمتنسکین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک لغیر اللہ کالمتصوفین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک للہ ولغیر اللہ کالمتنسکین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک لغیر اللہ کالمتصوفین
وصل ہم اربعہ
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک للہ کالمتنسکین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک لغیر اللہ کالمتصوفین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک للہ ولغیر اللہ کالمتنسکین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک لغیر اللہ کالمتصوفین
وصل ہم اربعہ
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک للہ کالمتنسکین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک لغیر اللہ کالمتصوفین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک للہ ولغیر اللہ کالمتنسکین
ھذا مع وقوع بعض ھذہ الاقسام فی بعض الاوقات وکل ذلک لغیر اللہ کالمتصوفین

فصل
ھل من اللہ وبالله ما ارجح ھذہ من التوبة والقسم الثالث
مقصودہ دوم الفاحشة وقد تتبین بانہا الاصرار
کی بہی ہوتی ہے اور کبھی زوجا و بقبح کان الفسقة یاتی
ھل یجی شی کبیر کفوھم لا ما ھو بحبیب اللہ
والملحق عند اللہ وترجیحہ وعلی
علی نکاح
بعضھم کتابا فی اسباب وقال
فی اشنائہ باب فی مذھب مالک
وذکر فیہ بجماع الذکر وقد
علی الحرمان مالک
علی اشنع الناس علی فاعل
ذلک فانہ یجعل حد اللوطی
القتل کبرا کان او بکرا

چنانچہ نصین بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم
کا اتفاق اسی پر ہی گو کیفیت قتل مین اختلاف کیا ہی اور وجہ اس شخص کو مغالطہ
پڑنیکی یہہ ہوئی کہ امام مالک سے کسی نے نقل کر دیا ہی کہ اونکے نزدیک مرد اگر اپنی بیبی سے
اغلام کری تو درست ہی حالانکہ امام مالک پر اور اونکے اصحاب پر بھی یہہ دروغ بندی
ہے انکی کتابونمین اس فعل کی حرمت کہلی ہوئی موجود ہی اور اس جھوٹے گمان
کی نظیر بہت سی جاہلون کا گمان کرنا ہی کہ بدکاری اپنی غلام سی مباح ہی اسلئے کہ
دوسرے کیساتھہ بدکاری کرنیکی نسبت کریہہ آسان تر ہی اور وجہ اس اباحت کی یہ
ہوئی کہ انکو وہم ہوا کہ اللہ تعالی نے جو فرمایا اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اوس سی یہی مراد ہے
(یا اپنے ہاتھہ کے مال پر)
یہانتک کہ بعض عورتین اپنے غلام کو اپنی نفس پر قادر کر لیتی ہین اور قران کے معنی
اسیکے بموجب کہہ لیتی ہین چنانچہ حضرت عمر رضہ کے سامنے ایکعورت پیش کی گئی جسنے
اپنے غلام سی نکاح کر لیا تہا اور اس آیت کی معنی بنا لی تہی آپنے دونو مین جدائی
کر دی اور عورت کو سزا دی اور فرمایا کہ تیرا برا ہو یہہ حکم مردون ہی کی لئے ہے
اور اُنمین سی کچھہ ایسے ہین کہ اس صورت کو علما کی نزاع کی جگہہ ٹھہراتے ہین اور کہتے
ہین کہ اُنکا اختلاف شبہہ مین ڈالتا ہی اور کوئی اُنمین سی یہہ کہتا ہی کہ یہہ فعل ضرورت
کیوقت مباح ہی اور کسی نے جو علما کا اختلاف اغلام کی حد مین سنا تو یہی ہم کر لیا کہ

کہ اسکے حرام ہونے مین اختلاف ہی اور شیطان اکثر خلق سی ایسا کہیلتا ہے
جیسے لڑکے گیند سے کہیلتے ہین اور بدکاری کے مراتب اوسکی خرابیون کے
اعتبار سے متفاوت ہین کبھی سہلتر مین ایسا گناہ ملجاتا ہے جو اوسکو اوسکے
اوپر کے مرتبہ کی نسبت کرگناہ مین زیادہ کردیتا ہے جیسے وہ عشق کہ معشوق
کے ساتھہ دلکے مشغول ہونے اور اوسکی معبود ہوجانے اور تعظیم کرنے اور اوسکی
اطاعت کو خدا تعالی اور اوسکے رسول کی طاعت پر مقدم کرنیکا موجب ہو ایسے
عشق کو بدکاری کی طرف نسبت کرکے دیکھو تو گناہ مین بدکاری سی بڑہکر ہوگا
اسلئے کہ سوا خدا تعالی کے جو چیزین ایسی محبوب ہوتی ہین شارع نے اونمین بندگی کا نام
ثابت کیا ہی یعنی محب کو اُن چیزونکا بندہ فرمایا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ ہلاک ہو بندہ
درم کا ہلاک ہو بندہ چادر کا ہلاک ہو بندہ بہوکا ہلاک ہو اور اوندہے منہ گرے اور اگر اُسکی کانٹا لگے تو نہ
نکالا جاوے اگر اوسکو دیا جاوے تو خوش ہو اور اگر نہ دیا جاوے تو ناراض ہو روایت
کیا اسکو بخاری نے اِس حدیث مین شارع نے ان لوگونکو اُن چیزونکا بندہ فرمایا
جو اونکو دیجاوین تو راضی ہون اور نہ دیجاوین تو ناراض ہون اور جب انسان خدا
کے سوا کسی صورتکی محبت مین اسطرح فریفتہ ہوتا ہی کہ اُس تک پونہچنا اور اُسکا
ملنا اوسکو اچہا معلوم ہوتا ہی اور نملنا ناخوش کرتا ہی تو اُس شخص کو اُس چیز کی بندگی

ان ذلک وخلاف فی التحریم
وقول تا اعجب الشیطان
ما اکثر هذا الخلق کتا اعب
الصبیان بالکاف وتمرتب
مفاسد بحسب تفاوت
تفاوتون بالاعظم فالاعظم
فوقع بسبب العشق الی
یوجب العشق وقد یکون
طاعة الله ورسوله بالنسبة
الی فعل الفاحشة وقد یکون
یحبون بالله کحب الله وقد یثبت
الشارع فیما اسم العبد للعبد بقوله
تعس عبد القطیفة تعس عبد الخمیصة
تعس وانتکس واذا شبک فلا انتقش
یعطی رضی وان لم یعط سخط رواه البخاری فیه
هو عبد الدنیا کالشیء الذی اعطی هذا رضی
وان لم یعط سخط واذا اشتغل
بغیر الله بغیر رضیه وصوله الیها وظفره
بها وبحظه فقد ذلک کان فیه

اوسیقدر ہوتی ہی اسی جہت سی محبت کیلئے مراتب مقرر کرتے ہین اول مرتبہ کو
صرف علاقہ کہتی ہین اور اُس سی زیادہ کو فریفتگی پہر عشق اور سب سی پہیلے کو تتیم
یعنی معشوق کا بندہ ہوجانا کہتی ہین اسمرتبہ مین آکر آدمی اپنی معشوق کا بندہ ہوجاتا ہے
اور اللہ تعالی نے صور تونکا عشق قران مجید مین مشرکین ہی کیطرف نسبی نقل کیا ہی چنانچہ
عزیز کی عورت کا حال نقل فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حکایت مین ارشاد فرمایا
لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ اور اخلاص والون سی اوسکو ٹالے رکھنی کی خبر دی چنانچہ
قسم ہی تیری لیکن کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین ۱۲
حضرت یوسف علیہ السلام کے حالمین فرمایا کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّہٗ مِنْ
یون ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹا دین ہم اوس سی برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہے
عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ غرضکہ ستر سی زنا کرنا اگر صغیرہ گناہ کرنے سی مثل دیدبازی اور بوسہ
ہمارے چنے بندون مین ۱۲
اور چھونے کے بڑا ہی مگر عاشق کا ہٹ کرنا فعل کی محبت اور اوسکی توابع اور لوازم پر اور
اوسکی آرزو اپنی لئی کرنی اور جی مین کہنا کہ اسکو نچھوڑونگا اور دل کا معشوق کی ساتھہ
لگا رہنا کبھی بدکاری کرنیسی ضرر کرنیمین نہایت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین کبیرہ گناہ
سے تو کبھی توبہ سی بھی چھٹی ہوجاتی ہے مگر عشق جب جگہہ پکڑ لیتا ہی تو اوس سے
چھوٹنا اوسکو دشوار ہی جیسی کسی نے کہا ہی ؎ جو پڑا قید مین آنکھونکی تمہاری نجدا خلق
کو اُسکا چھڑا دینا ہی اک کام بڑا + اور ظاہر ہی کہ اس عشق کا ضرر اور بگاڑ اُس بدکاری کی
نسبت کربڑا ہی جسکو آدمی بُرا جانکر کرتا ہو اور جس سی بدکاری کی ہو دل اُسکا بندہ نہوگیا ہو

من التعشق طائفۃ کذلک واذا
فان الخلق الحب مراتب
اولہ العلاقۃ ثم الصبابۃ
ثم الغرام ثم العشق واخرہ
ذلک التتیم وھو التعبد
للمعشوق فیصیر عبدا لمعشوقہ
واللہ سبحانہ انما حکی عشق
الصور فی القرآن عن المشرکین کما حکی عن امرأۃ
العزیز وعن قوم لوط فقال العزیز
لامرأتہ واخبر بصرف عن اھل الاخلاص فقال
حق یوسف علیہ السلام کذٰلک لنصرف عنہ السوء
والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین فان ترک الفعل
وان کان اعظم من الاتیان بالصغائر کالنظر
والمس والقبلۃ وتوابعہ ولوازمہ
وتمنیہ وتحدث نفسہ بہ
واشتغال قلبہ بالمعشوق فان ھذہ کلھا ضرر اشد من نفس الفاحشۃ
واما العشق فانہ قد یخلص منہ بالکلیۃ
ایضا فانہ اذا تمکن
من قلبہ صار ھو المستولی
علیہ
ما امرت بہ والحفظ امر
وعن علی الوری تستفاد
ان ھذا اعظم ضررا وفسادا
من فاحشۃ ترتکب مرۃ
وتفارقہ

اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ شیطانکا غلبہ اُنہین لوگونپر ہی جو اُسکو دوست رکھتے ہین اور خدا
کے ساتھ اُسکو شریک کرتے ہین اور اُنکی سلطنت اُسی شخص پر ہے جو عادتین مین سے اوسکا تابع ہی اور
عشق جو خواہش نفس اور شہوات کی پیروی کا نام ہی جیسے ضلال گمانون اور شبہونکی اتباع کو
کہتے ہین اور غی کی بنا غیر الٰہ کی محبت سے ہی اسلئے کہ غیر اللہ کی محبت اخلاص کو ضعیف کرتی
ہے اور شرک کو قوی تو عشق شیطانی والونکو شیطان کی محبت اور اُسکو شریک ٹھہرانا
اسی مقدار عشق کی موافق ہوگا اسلئے کہ انمین اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک موجود ہے اور اخلاص
کسیقدر مفقود اسلئے اُنمین خدا تعالیٰ کے ساتھ شرکون کے ٹھہرانیکا بہرہ ہے اور اسیوجہ سے اکثر
عاشقونکو بندہ اپنے معشوق کا اور سرگشتہ پاؤگے کہ اُسکی سامنے اور پیٹھ پیچھے کہلا کہلی
کہتے ہین کہ ہم تمہاری بندی ہین غرضکہ عاشق اپنے معشوقکی یاد اپنے رب کی نسبت کرزیادہ
کرتا ہی اور معشوقکی محبت اوسکی دلمین خدا تعالیٰ کی محبت سے بڑھکر ہوتی ہی پس اگر بالفرض
عاشق کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے معشوقکی خوشی پسند کرے چاہے خدا تعالیٰ کی تو وہ اپنے رب کی رضا
معشوقکی رضا کو پسند کریگا اور معشوقکا ملنا اوسکو رب کے ملنے کی نسبت کرزیادہ محبوب ہوگا
اور قرب معشوقکی تمنا قرب خدا کی آرزو سے بڑھکر ہوگی اور معشوقکی ناخوشی سے گریز کرنا خدا تعالیٰ
کی ناخوشی سے بھاگنے کی نسبت کرا وسپر زیادہ سخت ہوگا اور معشوق کی مصلحتون اور
حاجتون کو اپنے رب کی طاعتون پر مقدم جانیگا پس اگر وقت مین سے کچھ بچ رہیگا

وقد اخبر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان الشیطان انما یتولی الذین ھم بہ مشرکون وان سلطانہ انما ھو علی من اتبعہ من الغاوین وان العشق فانہ یضعف الاخلاص وھو نوع الشرک فالعشق الشیطانی ھو من تولی الشیطان والاشراک بہ والعشق الالٰہی ھو من اصل الدین والاخلاص للہ وھو حقیقۃ قولنا لا الٰہ الا اللہ فان الالٰہ ھو المعشوق المحبوب المراد الذی یستحق ان یکون ھو المعبود المقصود فھو اعظم ذکر اللہ من ربہ وجہ وقلبہ اعظم من حب اللہ قلبہ فلو خیر بین رضاہ ورضی اللہ لاختار رضی معشوقہ علی رضی ربہ ولقاء معشوقہ احب الیہ من لقاء ربہ وتمنیہ لقربہ اعظم من تمنیہ لقرب ربہ وھربہ من سخطہ علیہ اشد من ھربہ من سخط ربہ علیہ ویقدم مصلحۃ معشوقہ وھواجتہ علی طاعات ربہ فان فضل من وقتہ فضلۃ

محبت کا بیان

اور اوسکو کسیقدر ایمان بھی ہوگا تب تو اس بچی ہوئی وقت کو اپنے رب کی طاعت
مین صرف کریگا اور اگر معشوقکی حاجتین اور کام تمام وقت کے حاوی ہوجاوین
تو اپنا سارا وقت اونہین مین صرف کردیگا اور خدا تعالے کے امر کو چھوڑ دیگا
اور اسمین کچھہ شک نہین کہ اِس قسم کے لوگ ان لوگون مین سے ہین جنہون نے خدا تعالی
کے سوا شریک ٹھہرالئے ہین کہ انسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسی خدا تعالی سے اور
اُن لوگونکی عشق مین چارون باتین حرام جمع ہین یعنی ظاہر اور باطن کی بدکاری
اور گناہ اور سرکشی ناحق اور اللہ تعالے کے ساتھہ اُس چیز کو شریک کرنا جسکی حجت اوسنے
نہین اُتاری اور اللہ تعالے پر وہ بات کہنی جسکا علم نہین اسلئے کہ اکثر اس عشق مین بظاہر
یہہ خرابیان دیکھی جاتی ہین کہ چھوٹا اور بڑا شرک کرنا اور معشوقکے اوپر غیرت کرکے
جانونکو مار ڈالنا اور باطل طور پر لوگونکا مال لیلینا تاکہ معشوقکی خوشی مین اسکو صرف کرے اور جھوٹ
بولنا اور ظلم کرنا اور ان سبکی اصل دلکا خالی ہونا اللہ کی محبت اور اُسکے اخلاص سے اور محبت مین
اسکو اور اسکے غیر کو شریک کرنا اور غیر اللہ کی خاطر کسی چیز کو محبوب جاننا ہی یہہ باتین دل مین قائم
ہوجاتی ہین اور اُنہین کے موافق اعضا سے عمل کرتا ہی اور یہی اِس نفس کی پیروی کی حقیقت ہے بعض علما کا
قول ہے کہ کوئی چیز محبوب چیز دنیا مین ایسی نہین جو دلکو گھیرلی بجز محبت الہی یا محبت اُسنے جیسے آدمی کے
محبت الہی کیواسطے تو بندے پیدا ہی ہوئے ہین اور اُسی مین اُنکی نہایت سعادت اور کامل نعمت ہی اور اپنی مثل

وکان عنق قبل من الایمان — صرف تلک الفضلة فی طاعة ربه — وان استغرق الزمان حوائج معشوقه — وقضاها کلها صرف زمانه کله فیها — واهمل امر الله ولم یبال فان — هؤلاء من الذین اتخذوا من دون الله — انداداً یحبونهم کحب الله وعشقهم — یجمع المحرمات کلها یجمع من الفواحش الظاهرة — والباطنة والاخرس والبغی بغیر الحق و — الشرک بالله مالم ینزل به سلطاناً والقول — علی الله مالا یعلمون وقد کثر ما یوجد — فی اهل العشق من الشرک الاکبر والاصغر

محبت کا بیان ۱۲

ومن قال النفوس تتمایز علی المعشوق واخذ — اموال الناس بالباطل لاجله وقتل ذلک کله من — الظلم والفواحش ومن یحبه الله والاخلاص له ومن تشریک — الخلق بالله فی محبته وعبادته بغیر ما انزل الله — فنفعل ذلک بالقلب ویعمل الجوارح — ما هو حقیقة اتباعه — الی قال بعض العلماء المحبة — تتبع من یحبک لتنال عطفه — الا تحبه الله وعبد بغیر ما انزل الله — محبة الله فی خلقه وعمل لغیر الله — سعادتهم وعلی غیر ما یحب الله

آدمی کی محبت خواہ مرد ہو یا عورت اسلئے زیادہ ہوتی ہے کہ آدمی مین در اعاشق مین مشکل ہونا اتنا ہی جتنا اوسمین اور دوسری کسی جنس مین مخلوقات سے نہین

فصل اور صورتون کے عشق مین مبتلا ہونا اسبات کے خلاف ہی کہ آدمی کا تمام دین خدا تعالیٰ کے لئے ہو بلکہ جسقدر اوسکو عشق مین مبتلا ہونا حاصل ہوگا اوسقدر اوسکا دین اللہ کے لئے ہونیسے ناقص ہو جائیگا اور بعض اوقات یہ فتنہ عاشق کو اس امر سے باہر کردیگا کہ اوسکے پاس کچھہ دین اللہ کا باقی رہی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ اور بندہ اس دنیا مین اپنی

اور لڑتے رہو اونسے جب تک نہ ہو فساد اور ہو جاوے حکم سب اللہ کا

شہوات اور نفس امارہ اور شیطان بہکانیوالی اور جس چیز مین اوسکا صبر عاجز ہو اوسکو دیکھنے اور مشاہدہ کرنیمین مبتلا ہوا ہی اور اسکے ساتھہ ہی ایمان و یقین کا ضعیف ہونا اور دل کا کمزور ہونا اور صبر کی تلخی اور سردست چیز کی حلاوت کا چکھنا اور دنیاوی زندگی کی تازگی کیطرف نفس کا خواہش کرنا اور بدلہ اعمال کا دوسرے عالم مین مہلت سے ملنا نہ اس عالم مین جسمین پیدا ہوا اور نشو و نما پائی جمع ہوا ہے اور اسکو حکم ہی کہ اپنی خواہش موجود اور محسوس کو چھوڑے بدون اسکے کہ اُس سے اُسپر ایمانی طلب ہو **قطعہ**

قسم ہی بندہ کو دیتا نہ گر خدا توفیق	سعادت ابدی کے لئے براہ کرم
تو دلمین اوسکے یہ ایمان ایکدن رہتا	سیہ روگ دلکی نہایت ہین بندہ پر اعظم

نہ نفس ہوتا مطیع اسکا ترک شہوت مین	بخوف آتش دوزخ جو دھکے ہے پیہم
نہ خوف کرتا کہڑا ہو نیسی وہان اک روز	جہان کہ عدل کریگا خدا نہ جور وستم

فصل اور فتنہ دو قسم ہی ایک شبہونکا دوسرا شہوتونکا۔ شبہونکا فتنہ عقل کی ضعیف ہونے اور علم کے کم ہونیسے ہوتا ہی خصوص جسوقت کہ اسکے ساتھہ قصد کی خرابی اور خواہش نفس کا حاصل ہونا ملا ہو اللہ تعالی فرماتا ہی اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَہْوَی الْاَنْفُسُ (نری اٹکل پر چلتے ہین اور جو جیکے چاہے ہین ۱۲) اور اس فتنہ کا انجام کفر اور نفاق پر ہوتا ہی اور یہہ فتنہ منافقون اور بدعت والونکا اُنکے مراتب کی موافق بدعت کرنیمین ہی اور اس فتنہ سے نجات کیصورت بجز اوسکے نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خالص کیجاوے اور دین کے چھوٹے بڑے کام مین اور ظاہر و باطن مین اوسیکو حکم کیا جاوے اسلئے کہ ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولون اور فعلون مین دائر ہے اور جو کچھہ آپ کے قول اور فعل سے خارج ہی وہ گمراہی ہے اور شہوات کے فتنہ کا حال یہہ ہی کہ وہ صبر سے ایسا دفع ہوتا ہی جیسا شبہات کا فتنہ یقین سے دور ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (اور اسمین تقید بہ دین کا ہے ۱۲) اشارہ ہی اُس چیز کیطرف جس سے شبہات کا فتنہ دفع کیا جاتا ہی اور اوس کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (اور اسمین تقید بہ شہوات کا ہے ۱۲) اشارہ اُس چیز کی طرف ہے جس سے شہوات کا فتنہ دور کیا جاتا ہی

فصل فی الفتنۃ وقوان
فتنۃ الشبہات وفتنۃ
الشہوات ففتنۃ الشبہات
من ضعف البصیرۃ وقلۃ العلم وہی
سببہا اذا اقترن بذلک فساد القصد
وخصوصا اذا وافق قال تعالی ان یتبعون
الا الظن وما تہوی الانفس وہذہ
الفتنۃ قد تفضی الی الکفر والنفاق وہی فتنۃ
المنافقین والمبتدعۃ اعمال البدع علی حسب
مراتبہم وفتنۃ اعمال البدع من غیر الفضاح
لا یخلص منہا الا بتجرید متابعۃ الرسول وتحکیمہ فی دق
الدین وجلہ واقوالہ وافعالہ وکلما خرج عنہا فہو
داخل علی قولہ تعالی وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
فتنۃ الشبہات بالیقین وفتنۃ الشہوات بالصبر کما قال
تعالی وتواصوا بالحق اشارۃ الی ما یدفع بہ الشبہات
وقولہ وتواصوا بالصبر اشارۃ الی ما یدفع بہ فتنۃ الشہوات

فصل

فصل جب بندہ شبہون اور شہوتونکی فتنہ سے بچ جاتا ہی تو اوسکو دو بڑی
مرتبے جن سے اوسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہین
یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالی فرماتا ہی فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من
پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندونمین کا جسکو دی تھی ہمنے اپنی
عندنا وعلمناہ من لدنا علما اُس بندہ کیواسطے رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا
اپنے پاس سے اور سکھایا اپنے پاس سے ایک علم ۱۲
اور یہہ مثل اصحاب کہف کی قولکے ہی کہ یہہ دعا مانگی تھی ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وہیی لنا
اے رب ہمکو اپنے پاس سے اور بنا
من امرنا رشدا اسلیے کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اوسکی بموجب عمل کرنا ہی
ہمارے کام کا بنا دے ۱۲
اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولین تو ایک متضمن دوسرے کی ہوتی ہی اور جب ایک کو
دوسرے کیساتھہ ذکر کرتے ہین تو اوسوقت مین ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے
ہوتے ہین اور رشد کے معنی اوسکے بموجب عمل کرنیکے ہوتے ہین اور ان دونو کی ضدغی
اور خواہش نفس کی پیروی ہے اور رشد کبھی متقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے
قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا اور ایماندار جنون کا قول نقل فرمایا وانا لا ندری
کہدے کہ مین نہین اختیار رکھتا تمہارا اور نہ راہ پر لانا ۱۲
اشر اراد بمن فی الارض ام اراد بہم ربہم رشدا اور قرآن مجید ہدایت اور رحمت
کچھ برا ارادہ ہے زمین کے رہنے والون پر یا انکا اوسنے حق مین رشد یا راہ پر لانا ۱۲
اور شفا اور نصیحت ہی اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ
اے لوگو آئی ہے تمکو نصیحت
من ربکم وشفاء لما فی الصدور وہدی ورحمۃ للمومنین اور اللہ تعالی
تمہارے رب کے اور اچھے کرنے جو من کے روگ
اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

وہ اُس بندہ متقی کا دل ہی جو اپنے رب کیطرف راجع ہوا اور اُس سے ڈرتا ہو اور
اوسکی رضا کا طالب اور اسکی ناخوشی سے گریزان ہو پس جب ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ
ہدایت کرتا ہی تو قران کا اثر قبول کرنیوالی جگہہ مین پونہچتا ہی اور تاثیر کرتا ہی ایسی کے
حق مین قران ہدایت اور شفا اور نصیحت ہو جاتا ہی ہدایت کی آنے اور تاثیر کرنے اور
محل کے قبول کرنیکے باعث اور اگر محل قابل نہین ہوتا اور اوسکی طرف ہدایت
جاتی ہے تو اسمین اثر نہین کرتی جیسے غذا ایسی جگہہ مین پونہچی جو غذا لینے کے
قابل نہو تو وہ اوسمین کچھہ تاثیر نہین کرتی بلکہ اسصورتمین سوا ضعف اور خرابی پر خرابی
کے اور کچھہ نہین بڑہاتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ
یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین اونکو زیادہ کیا ایمان مین اور وہ
یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ اور فرمایا
خوشوقتی کرتے ہین اور جنکے دلون مین یعنی بیمار ہی سو اونکو بڑہائی انکی گندگی پر گندگی
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا - اور
اور ہم اوتارتے ہین قران مین سے جس سے روگ چنگی ہون اور مہربانی ہو ایمان والون کو اور گنہگارون کو نہین بڑہتا ہے نقصان
ایمانداروں کے حق مین رحمت دو ہین ایک سرو دست اور دوسری بمہلت رحمت
سرو دست تو وہ ہی جو اللہ تعالیٰ ایمانوالونکو دنیا مین دیتا ہی یعنی خیرات اور سلوک
کی محبت اور ذائقہ ایمان کا مزہ اور اسکی حلاوت پانی اور اس بات سے خوش ہونا
کہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ہدایت کیا وہ امر جس سے اور لوگ بہک گئے اور وہ حق جسمین
اوسکے حکم سے اختلاف ہو گیا اور دوسری رحمت جو دیر کر ملیگی وہ وہ ہی کہ اُنکی لئے

آخرت مین نعمتین تیار کی ہین اور اسمقام مین ایک نکتہ ہی وہ یہہ ہی کہ جو مصیبتین اکثر
ایماندارونکو دنیا مین ہوتی ہین اور ریاست اور مال وغیرہ جو اکثر بدکارونکو دنیا مین
ملجاتا ہی تو آدمی اُنکو کبھی سُنکر اور دیکھکر یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ نعمت دنیا مین بجز کافرون اور
بدکارون کے اور کسیکو نہین ہوتی ایماندارونکا حصہ نعمت سی دنیا مین کم ہی اور اسطرح
کبھی یہہ اعتقاد کرلیتا ہی کہ عزت اور فتح دنیا مین کافرون اور منافقونکو ایمانداررون پر
ہوا کرتی ہے تو جب اسطرحکا شخص قران مجید مین یہہ ارشاد خداوند جلشانہ کا سنتا ہے
وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور یہہ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور یہہ کَتَبَ اللّٰہُ
اور عزت اللہکا اور اوسکے رسولؐ اور ایمان والونکا ۱۲ اور ہمارا لشکر جو ہی البتہ وہی زبردست ہی ۱۲ اللہ لکھ چکا
لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور یہہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اور دوسری اسطرحکی آیتین سنتا ہی
کہ مین زبردست رہونگا اور میرے رسول ۱۲ اور آخر بھلا ہی ڈرواتونکا ۱۲
اور اُن لوگونمین سی ہوتا ہی جو قران کو سچ جانتے ہین تو اِن باتونکو یون تصور
کرتا ہی کہ انکا ہونا صرف آخرت مین ہوگا اور کہتا ہی کہ دنیا مین تو ہم کافرون اور
منافقون ہی کو غالب ہوتے اور دبا دیتے دیکھتے ہین اُنہین کی جیت اور فتح ہوتی ہی
اور قران مجید مین خلاف تجربہ نہین ہونیکا اور اِس گمان پر اور بھی تکیہ کرتا ہی اُس
آیہ کریمہ پر کہ کوئی دشمن کافرون اور منافقونکی جنس یا بدکار ظالمون کے گروہ کا اُنپر
غالب ہوجاوے اور وہ شخص اپنے عندیہ مین ایمان اور تقوی والونمین سی ہوتو یہی
سمجھیگا کہ باطل والا حق والے پر غالب ہوگیا اور اگر کوئی اُس سی خدا تعالی کی وعدہ

کا ذکر کرے کہ انجام اچھا متقیونکے لئے ہی تو کہتا ہی کہ یہ بات آخرت مین ہی الا دنیا مین
تو حق والا مغلوب اور دبا ہوا رہتا ہی اور اگر اُس سے یہہ کہا جاوی کہ خدا تعالے
اپنے دوستون اور اہل حق کو مغلوب کیسے رکھیگا تو اگر وہ شخص اُن لوگونمین سے
ہوتا ہی جو خدا تعالی کے افعال کے لئے حکمتون اور مصلحتونکو علت نہین کہتے تو یہہ جواب
دیتا ہی کہ اللہ تعالی اپنے ملک مین جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی سو حکم دیتا ہی
اُس سے اُسکے کام کی پوچھہ نہین اور لوگونسے باز پرس ہوگی اور اگر وہ اُن لوگونمین سے ہوتا ہی
جو اللہ کے افعال کی کوئی علت ٹھہراتے ہین تو یہہ کہتا ہی کہ اپنے دوستون سے خدا
یہہ باتین اسلئے کرتا ہی کہ اونکو اُنپر صبر کرنیسے آخرت کا ثواب اور بلند درجے اور بے گنتی
اجر عنایت فرماوے - اور مینے سُنا بھی ہی اور دیکھا بھی کہ اکثر اس قسم کے لوگ خدا تعالے
کو ظالم بھی کہتے ہین اور اُسپر ایسی چیز کی تہمت لگاتے ہین جو دشمن ہی سے سرزد ہوا
کرتی ہی چنانچہ جہم اپنے ساتھیون کے ساتھہ نکلتا اور انکو خدام والون اور بیمارونپر
کھڑا کرتا اور رحمت کے انکار کے لئے کہتا کہ دیکھو ارحم الراحمین ایسی کام کرتا ہی اور
یہہ شخص خدا تعالی کی حکمت کا بھی منکر تہا اسلئے جہم اور اوسکے پیروونکی عند یہہ ہین
خدا تعالی نہ رحیم ہی نہ حکیم اور انکی بعض پر کہون نے بکا ہی کہ خلق کے حق مین خالق
کے سوا کوئی چیز زیادہ ضرر رسان نہین اور اُنمین سے کوئی شخص شائلین یہہ کہا کرتا

تنہا ہے جس حالمین کہ دوست سے اوسکا ہو یہ سلوک ✤ کر تو قیاس اس سے کہ دشمن سے کیا کریگا ✤
اور مجھسے بہت لوگون نے ذکر کیا کہ جب مین خدا تعالے کے روبرو توبہ کرتا ہون اور اسکی طرف
رجوع کرکے نیک کام کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور جب پھر
گناہ کرتا ہون اور اپنے نفس کو اوسکی خواہش کی چیز دیتا ہون تو میری پاس روزی بفراغت
آتی ہے پس مین نے انمین سے ایک کو کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالی تیرا سچا اور صبر دیکھتا
ہے کہ آیا تو اپنی توجہ کرنیمین اسکی طرف سچا ہے اور اوسکی مصیبت پر انجام نیک
حاصل کریگا یا تو جھوٹا ہے اور اُلٹے پانو پھر جاویگا اور یہ جھوٹے گمان و مقدمون پر
مبنی ہین اول آدمی کا اپنے ساتھ اور اپنی دینداری کے ساتھ گمان نیک رکھنا اور معتقد
ہونا اسطرح کہ جو چیز مجھپر واجب ہے اسکو بجالاتا ہون اور جس سے مجکو منع کیا گیا ہے اوسکا تارک
ہون اور اپنی طرف ثانی اور دشمن مین اسکی خلاف اعتقاد رکھنا کہ وہ حکم کی ہوئی چیز کا تارک
اور ممنوع چیز کا مرتکب ہے دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اوسکو اعتقاد ہو جاتا ہے کہ خدا تعالے بعض اوقات سچے دین
والیکی مدد نہین کرتا اور دنیا مین کسیطرح اسکا انجام اچھا نہین کرتا بلکہ ایسا شخص عمر بھر مظلوم اور
مغلوب بسر کرتا ہے باوجودیکہ جس چیز کا حکم اُسکو ہوا ہے ظاہر و باطن مین اوسکو بجالاتا ہے اسصورت
مین وہ شخص اپنے عندیہ مین اسلام کے طریقون اور ایمان کی حقیقت پر قائم
ہوکر ظلم اور بدکاری اور زیادتی والون کے پنجہ مین مغلوب رہتا ہے

فصل ۱۳

حسن ظن العبد بنفسه وتدينه واعتقاده
انه قائم بما يجب عليه تاركٌ لما نهي عنه و
اعتقاده في خصمه وعدوه خلاف ذلك و
انه تاركٌ للواجبات مرتكبٌ للمحظورات والتقرير
الثاني اعتقاده ان الله سبحانه قد يديل احيانا
الباطل على الحق وقد لا يجعل له العاقبة
في الدنيا بوجه من الوجوه بل
يعيش عمره مظلوما مقهورا
قد غلبه امر الباطل ظاهرا وباطنا
في عنفوان شبابه فاتر الهمة عن الاستقامة
في اخلاقه الايمان وهو مشمر
في اعماله الظلم والفجور والعمل وان

اللہ اکبر اس دھوکے سے بہت سے نادان عابد اور نئے بصیرت دیندار اور ایسے
عالم جنکو دین کے حقائق کا وقوف نہین خراب ہوگئے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی اگرچہ
آخرت پر ایمان لایا ہو مگر دنیا مین ضروری چیز کی جستجو کرتا ہی ہے یعنی نفع کی حاصل
کرنے اور ضرر کے دور کرنیکی اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اسکی طلب واجب ہی یا مستحب
ہے یا مباح ہی تو اگر یہہ شخص اعتقاد کرلے کہ دین حق اور پیروی ہدایت کی اور
توحید پر جمارہنا اور سنت کا اتباع اسکی خلاف ہی اور تمام زمین والونکا دشمن
بنجاؤنگا اور ایسی باتون پر پیش ہونگا جسپر میرا بس نہین یعنی مصیبت اور محروم رہنا
محظوظ اور فوائد دنیاوی سے تو اس سے یہہ لازم آویگا کہ وہ شخص اپنے دین کے پورا
ہونیکی رغبت سے روگردان ہوا اور اللہ تعالیٰ اور اوسکی لئے خاص ہونے سے منہ پھیرے
پھر پہلے اور مقرب لوگون کے حال سے اعراض کرے بلکہ بعض اوقات میانہ رو لوگون
اصحاب یمین کے حال سے روگردانی کرے بلکہ ہوسکتا ہی کہ ظالمون مین بلکہ منافقون مین
داخل ہوجاوے اور اگر یہہ بات اصل دین مین نہوگی تو اوسکے اکثر فروع مین اور اعمال
مین ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال سے اُن فتنون سے
آگے بڑھجاؤ جو مثل اندھیری رات کے ٹکڑون کے ہین کہ آدمی صبح کو ایماندار ہوتا ہے
اور شام کو کافر ہوجاتا ہی اپنے دین کو متاع دنیا کے عوض بیچدیتا ہی اور یہ اسلئے

کہ جب اسبات کا اعتقاد کریگا کہ دین اسوقت جبھی ملیگا جب دنیا خراب ہوگی
یعنی ایسا ضرر ہوگا جو مجھہ سے برداشت نہوا ور ایسا فائدہ جاتا رہیگا جسکی ابتدا
نہین تو وہ اس ضرر کی برداشت کرنے اور اُس فائدہ کے کھونے پر جرأت نکریگا
سبحان اللہ اس فتنہ نے اکثر خلق بلکہ تمام خلق کو حقیقت دین قائم رہنے سے کتنا
روکا ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ جن دو مقدمونپر اس فتنہ کی بنا قائم ہے اُن دونو
کی اصل خدا تعالیٰ کے امر اور دین اور وعدہ اور وعید اور حقیقت اوس نعمت کو
نجاننا ہے جو نفوس کی نہایت درجہ کی مطلوب اور اُنکا کمال ہے اور اُسی سے اُنکی
خوشی اور لذت یابی ہے پس آدمی حقیقت دین پر قائم رہنے اور حقیقت نعمت
کی جستجو سے تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنے امر دین کی ناواقفیت کے باعث اعتقاد
کرلیتا ہے کہ مین دین پر قائم ہون اور ظاہر و باطن سے وہی کام کرتا ہون جسکا مجھکو
حکم ہے اور ممنوع بات کا ظاہر و باطن مین تارک ہون اور اسکی وجہ یہی ہوتی ہے
کہ وہ شخص دین حق سے اور اُس حق سے جو خدا تعالیٰ کا اُسپر ہے اور جو کچھہ اُس سے
مقصود ہے اُس سے جاہل ہوتا ہے اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ حق والے کو اللہ
تعالیٰ دنیا و آخرت مین فتح نہین دیتا بلکہ انجام کار دنیا مین کبھی کافرون اور
منافقونکی لئے ہوتا ہے تو یہہ امر بھی خدا تعالیٰ کے وعدہ اور وعید سے جاہل ہونیکے

وذلك انه اذا اعتقد ان
من الدين العاجل لا يحصل الا
بفساد دنياه ومن تحفظ
من الاجنبي ضياع وفوات
منفعة لا يجد بدا من
ان يقدم على احتمال ضرر
الضرر ولا يقوى للاقوياء المنافق
فسبحان الله كم صدت الخلق بل اكثر
عن اقتحام حقيقة الدين ولا تزال اكثر
الخلق عن اقتحام حقيقة الدين وعن
الايمان بالله ورسله ووعده ووعيده
وحقيقة النعيم الذي هو غاية المطلوب للنفوس
والكمال لها وبه ابتهاجها والتذاذها فيعرض
عن القيام بحقيقة الدين وعن طلب حقيقة
النعيم ويعتقد بجهله ان من اتى بالدين
على قانون الظاهر مع ظهور
كون الدين بجهله به
عليه وما هو الا
اذا اعتقد ان صاحب الحق
لا ينصره الله في الدنيا
فلن يبقى في الحق
في الدنيا الا الكفار والمنافقين
فمن امن جهله ووقاه الله وعيده

باعث ہوتا ہی پہلی بات کا حال یہہ ہی کہ آدمی اکثر ایسے واجبونکو چھوڑ دیتا ہی
کہ اونکو اور اونکی واجب ہونیکو بھی نہین جانتا اسصورتمین تو علم ہی مین کم
ہوتا ہی اور اکثر اونکو جانتی اور اونکی واجب ہونے کی واقفیت کی بعد چھوڑتا ہی
یا تو سستی اور ماندگی کے باعث یا کسی جھوٹی تاویل یا تقلید کے سبب یا اس
گمانپر کہ مین تو اُس سی بھی زیادہ واجب ترامر مین مشغول ہون یا اور کسی جہت
سے مثلاً دلونکی واجب باتین بدنکی واجبات کی نسبت کر بہت سخت ہین اور تاکید
بھی اُنمین بدنی واجبات سی زیادہ ہی مگر وہ اکثر لوگونکے نزدیک گویا دین کے
واجبات مین سی نہین بلکہ وہ فضائل اور مستحب چیزونمین سی ہین اسلیئے اُن لوگونکو
دیکھوگے کہ بدن کے کسی واجب ترک کرنے سی تو دق ہوتے ہین حالانکہ دل کے
واجبات سی ایسے واجب کو چھوڑی ہوئی ہین جو زیادہ تر مہم تہا اور ادنی حرام
فعل کرنے سی تنگ ہوتے ہین حالانکہ دلونکی محرمات من جو حرمت مین سخت تر
ہوتا ہی اوسکے مرتکب ہوتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایسا شخص اُس بات کی
چھوڑنیسے جو اللہ تعالی نے اوسپر واجب کی ہی خدا تعالی کی عبادت مین دم
بہرتا ہی مثلاً اچھی بات کے حکم کرنے اور بُری بات کی منع کرنے سی باوجود
قدرت علیحدہ اور جدا ہوجاتا ہی اور جانتا ہی کہ مین اس فعل سی خدا تعالی کا

تقرب کرتا ہون اور اللہ تعالیٰ کے ساتھہ جمعیت خاطر رکھتا ہون اور امر
بیقائن کا تارک ہون تو یہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن
ہے باوجودیکہ وہ یہی گمان رکھتا ہی کہ مین ایمان کی حقیقت اور اسلام کے
طریقونپر قائم ہون بلکہ اکثر اوس فعل کو جو اوسپر حرام ہوتا ہی عبادت سمجھتا ہے
اور اعتقاد کرتا ہی کہ یہ فعل طاعت ہی اور ایسا شخص اسباب مین اُس شخص
کی نسبت کرہی جو اوس فعل کا مرتکب ہوا اور اعتقاد رکھی کہ وہ کام معصیت
ہے جیسے شعوون کے راگ سننے والے کہ راگ سنے اللہ تعالیٰ کا تقرب
کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ہم خدا تعالےٰ کے دوست ہین حالانکہ
حقیقت مین وہ لوگ شیطان کے دوست ہین۔ اور بسا اوقات ایسا ہی
اتفاق ہوتا ہی کہ آدمی اپنے آپکو ظلم رسیدہ اور ہر طرحسے حق پر سمجھتا ہی
اور واقع مین ایسا نہین ہوتا بلکہ اوسکے ساتھہ ایک طرحکا تو حق ہوتا ہی
اور ایک طرحکا باطل اور ظلم اور اوسکی طرفثانی کے پاس ایک طرحکا حق
اور عدل ہوتا ہی مگر چونکہ دوستی کسی چیز کی آدمیکو اندہا اور بہرا کردیتی ہی
اور آدمیکی سرشت مین ہی کہ آپنے آپکو محبوب جانتا ہے اور اپنی مقابل کو
دشمن اسلئے وہ بجز اپنے نفس کی خوبیون کے اور کچھہ نہین دیکھتا

اور مقابل برائیون کے سوا اور کچھہ نہین تا کتا بلکہ کبھی اپنی نفس کی محبت اس درجہ
کو زور پکڑتی ہی کہ اُسکی برائیونکو خوبیان سمجھتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَنْ (بھلا ایک شخص
زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ۔ اور اللہ تعالی نے جو کفالت اپنی دین اور جماعت
(جو بھلی سوجھائی اوسکی برائی پر دیکھا اوسنے اوسکو بھلا ۱۲
اور دوستون اور غرت اور غلبہ کی کی ہی تو ایسے ایماندارون کے لئی فرمائی ہے
جسکو لیکر اوسنے اپنے رسولونکو بھیجا ہی اور اُسپر اپنی کتابون کو اُتارا ایمان کیوجہ
سے غلبہ کو خود فرماتا ہی وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ اسمصور تمین اگر
(اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۲
کسی بندہ پر مصیبت اوسکی جان یا مال مین یا دشمن کے اوسپر غالب ہونے سے
پونہچی تو وہ اوسکی گناہونکی باعث ہی یا واجب کے چھوڑنیسے یا حرام کام کرنیسے
اور اس تقریر سے وہ اعتراض کہ اکثر لوگ اللہ تعالی کے اس قول پر کرتے ہین
وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا جاتا رہتا ہے اور اکثر لوگ اس
(اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ۱۲
اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ خدا تعالی کافرون کیواسطے ایماندارون پر
آخرت مین کوئی سبیل نکریگا اور بعض لوگ یہہ جواب دیتے ہین کہ اللہ تعالے
کافرونکی لئی مومنون پر حجت مین کوئی سبیل نکریگا اور تحقیق یہی ہے کہ سبیل کا نہونا ایمان کامل والون
پر ہے اور جب ایمان مین ضعف ہوگا تو ایماندارون کے دشمن کو اُن پر
نقصان ایمان کے موافق سبیل ہوجاویگی کیونکہ انہون نے خود اپنے اوپر

دشمن کو راہ دی اسیجہت سی کہ خدا تعالی کی طاعت کو چھوڑ دیا **فصل** اور دوسری
بات کا حال یہہ ہی کہ بہت سی لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ دین حق والے دنیا مین ہمیشہ
ذلیل اور مغلوب اور دبے ہوئے رہتے ہین بخلاف اُن لوگونکی جو اُن سے علیحدہ ہون اسی
خیال سے ایسا شخص خدا تعالی کے وعدہ پر اعتماد نہین کرتا کہ وہ اپنے دین کی مدد کریگا بلکہ
اس وعدہ کو یا تو خاص ٹہراتا ہی ایک گروہ سی نہ دوسری سی یا ایکوقت سی بدون
دوسری کے یا اس وعدہ کو مشیت کی متعلق ٹہراتا ہی گو اوسکی تصریح نہین ہوئی اور یہہ
بات خدا تعالی کے وعدہ کے اوپر اعتماد نکرنے اور اوسکی کتاب کے نہ سمجھنی سی ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے خود اپنی کتاب مین بیان فرمادیا کہ ہم ایماندارونکی مدد دنیا و
آخرت مین کرینگی چنانچہ ارشاد ہی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکی اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور
وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اور فرمایا مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ
جب گواہ کھڑے ہونگے گواہ ۱۲ اور جو کوئی رفاقت پکڑیگا اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور ایمان والونکی
اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ
تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب ۱۲ جو لوگ مخالف ہوتے ہین اللہ کی اور اوسکے رسول کے وہ لوگ ہین سب سے
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور یہہ قرآن مجید مین بہت ہی اور خدا تعالی نے اوسمین
اللہ لکھدیا ہی کہ مین غالب رہونگا اور میرے رسول ۱۲
بیان فرمادیا ہی کہ بندہ کو جو کچھہ مصیبت یا چھوٹے خواہ بڑی دشمن کا غلبہ وغیرہ
پہنچتا ہی تو بندہ کے گناہون کے باعث سی ہی غرضکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب مین
دونو مقدمونکو بیان فرمایا پس اگر تم اُن دونو کو اکٹہا کرو تو تمکو حقیقت حال کی

فصل

قال تعالی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ وقال
تعالی مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ وقال تعالی اِنَّ
الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ وقد بین سبحانه
فی کتابه المقدس ان ما اصاب العبد من مصیبة صغیرا وکبیرا وغیر ذلک فبذنوبه وقد بین
سبحانه فی کتابه المقدس ان کل ما اراد الله فعله فهو لا محالة واقع

واضح ہو جاویگی اور اعتراض بالکل جاتا رہیگا ان سرد تکلفات اور تاویلات دور
از کار کی حاجت نرہیگی دیکھو خدا تعالی نے پہلی بات کی تقریر کئی طرح پر فرمائی ایک کا
تو بیان اوپر گذر چکا دوسری طرح یہہ کہ اللہ تعالی نے اُس شخص کی مذمت کی جو
مدد اور فتح ایماندارونکی سوا دوسری سے طلب کری چنانچہ ارشاد ہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اے ایمان والو
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَآءَ اس آیت تک فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ
(یہود و نصاری کو رفیق) (اب تو دیکھیگا جنکے دلمین)
مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ یہانتک کہ فرمایا وَمَنْ
(آزار سے دوڑ کر ملے جاتے ہین الایہ کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہی نہ آجاوی ہم پر گردش ۱۲) (اور جو کوئی)
یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اسمین جو شخص مدد
(رفاقت پکڑے اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور ایمان والون کی تو اللہ کی جماعت والی ہونگی غالب ۱۲)
کو اوسکی جماعت کی سوا دوسرے سے طلب کری اوسپر انکار کیا اور خبر دی کہ اسکی
جماعت ہی غالب ہی اور اسکی مانند ہی یہہ ارشاد اللہ تعالی کا بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ
(خوشی سنا منافقون کو کہ اونکو)
عَذَابًا اَلِیْمَا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ
(ہے دکھکہ کی مار) (وہ جو پکڑتے ہین کافرون کو) (رفیق) (مسلمان چھوڑکر) (کیا ڈھونڈتے ہین)
الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا اور فرمایا یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ
(اونکی پاس عزت سو عزت اللہ کی ہے ساری ۱۲) (کہتے ہین) (اگر ہم پھر گئے) (مدینہ کو تو نکالدیگا)
الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ
(جسکا زور ہی بیقیدگان کو اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والون کا لیکن منافق نہین سمجھتے)
اور فرمایا مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ
(جسکو چاہیے عزت) (تو اللہ کی ہی عزت ساری اوسکی طرف چڑہتا ہی کلام ستھرا اور کام نیک)
الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ اور اسکی سوا اور آیات ہین اور دوسری بات کی تقریر من جنگ احد
(اوسکو اوٹھا لیتا ہے)
کے قصہ مین فرمایا اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ
(کیا جسوقت تمکو پہنچی ایک تکلیف کہ تم پہنچا چکے اسکا دونا دوسرا کہنے لگے یہہ کہان سے آئی تو کہہ)

عنكم انفسكم اور فرمایا ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلهم
بہ اپنی تمکو اپنی طرف کھینچا جو لوگ تم مین سے ہٹ گئے جسدن بہرین دو فوجین سو اونکو ڈگا دیا
الشیطان ببعض ما کسبوا اور فرمایا وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و
شیطان نے کچھ اونکے کیے کی وجہ سے اور جو بڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کیا تمہارے ہاتھون نے
یعفوا عن کثیر اور فرمایا ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم
اور معاف کرتا ہی بہت سے کہل پڑی ہی خرابی جنگل مین اور دریا مین لوگون کے انہی کمائی سے جو چکھاوے
بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون اور فرمایا واذا اذقنا الناس رحمة
اونکو کچھ بدلہ انکے کار کا کہ شاید یہ پھر آوین اور جب چکھاوین ہم لوگون کو کچھ مہر
فرحوا بها وان تصبهم سیئة بما قدمت ایدیهم اذا هم یقنطون اور فرمایا او یوبقهن
اوسپر بچھ لگین اور اگر آپڑے اونپر برائی اپنے ہاتھون کے بھیجے پر جبھی نا اومید ہوجاوین اور فرمایا یا
بما کسبوا ویعف عن کثیر اور فرمایا ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من
لوگون کی کمائی سے اور معاف بھی کرتا ہی بہت سی کچھ بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے اور جو تجھکو برائی
سیئة فمن نفسک اور اسکے سوا اور آیتین ہین فصل اور پورا کلام اس مقام پر
پہنچے سو تیرے نفس کیطرف سے
چند اصلون کلی سے ظاہر ہوتا ہی پہلی اصل یہہ ہی کہ جو برائیان اور محنتین اور
ایذائین ایماندارونکو پہونچتی ہین اون سے کم ہین جو کافرونکو پہونچتی ہین اور
تجربہ اسکا شاہد ہی اسیطرح جو نیک لوگونکو اس دنیا مین پہونچتی ہین وہ اُنسے کم ہین
جو بدکارون اور فاسقون اور ظالمونکو پہنچتی ہین دوسری اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی
کے باب مین جو کچھہ ایماندارونکو مصیبت پہنچتی ہے وہ رضا اور ثواب کی طلب کی ساتھہ
جمع ہوجاتی ہی اور اگر رضا اُن سے جاتی رہتی ہی تو اُنکا اعتماد صبر اور طلب ثواب پہ
جب بھی ہوتا ہی اور یہہ امر اُن سے مصیبت کے بوجھہ کو ہلکا کر دیتا ہی تیسری اصل
یہہ ہی کہ ایماندار کو اللہ تعالی کے یہان جب بدا ہوتی ہی تو اوسکی طاعت اور اخلاص

کے موافق اُس سے اُٹھا لیجاتی ہی اور اسکی مدد کیجاتی ہی چوتھی اصل یہہ ہی کہ محبت
جسقدر دلمین جگہہ کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہی اوسیقدر عاشق کو معشوق کی رضا
مین ایذا شیرین معلوم ہوتی ہے اور عاشق اِسبات سے فخر کیا کرتے ہین جیسا کسی نے
کہا ہی ؎ گو ظلم تو جو کرتا ہی مجکو ہی ناگوار ÷ پر خوش ہون دلمین تیری مری یاد تو ہوی
پانچوین اصل یہہ ہی کہ کافر اور بدکار کو جو عزت اور فتح اور جاہ ملتا ہی وہ اُس سے
کم ہے جو ایماندار ونکو ملتا ہی بلکہ باطن کافرون اور بدکارون کی عزت کا ذلت اور
شکست ہی چنانچہ حسن بصریؒ کا قول ہی کہ اگرچہ اُن لوگونکو نچرین لئی دوڑتی پھرین اور
اُنکی جوتیان کھٹا کھٹ بولین مگر گناہ کی ذلت اونکے دلونمین ہی خدا کو منظور نہین بجز
اسکے کہ اپنی نافرمان کو ذلیل کرے چھٹی اصل یہہ ہے کہ ایماندار کا مبتلا ہونا اوسکی
دوا ہی جس سے اوسکی بیماریان نکالی جاتی ہین اور ثواب کے پورا ملنے اور مرتبہ کی
بلندی کے لئی تیار ہوجاتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایمانداروں کے حق مین اسکا ہونا نہونیکی
نسبت کر بہتر ہی اور یہی وجہ ہی کہ سب لوگون سے زیادہ سخت مصیبت مین انبیا ہوے
پھر وہ جو اُن سے قریب ترہین پھر اُن سے قریب تر غرضکہ آدمی اپنے دین کی موافق
مبتلا ہوا کرتا ہی پس اگر اوسکے دین مین سختی ہوتی ہی تو اوسپر مصیبت سخت کیجاتی ہی
اور اگر اوسکے دین مین نرمی ہوتی تو مصیبت ہلکی دیجاتی ہے اور ایماندار ہمیشہ

مصیبت مین رہتا ہی یہانتک کہ زمین پر ایسی طرح پہر ے کہ کوئی اوسکے ذمہ گناہ نہو

ساتوین اصل یہہ ہی کہ ایماندار پر بعض اوقات مین اس دنیا کے اندر دشمن کا مسلط

اور غالب ہوجانا اوسکی لئے ایک امر لازم اور ضروری ہی اور وہ مثل سخت گرمی اور

سخت جاڑی اور بیماریون اور رنجون اور غمونکی ہی کہ یہہ چیزین بھی طبیعت اور

سرشت انسانی کے لئے اس دنیا مین لازم ہین حتی کہ لڑکون اور چوپایون تک کو ہوتی ہین

کہ مقتضای حکمت احکم الحاکمین کا یہی ہی پس اگر دنیا مین خیر علیحدہ ہوجاوے شر سے تو یہہ

عالم ہی اور ہوجاوے اور پیدایش ہی یہہ نرہے اور جس حکمت کی لئے کہ خیر اور شر ملی جلی

ہوئی ہین وہی جاتی رہی بلکہ خیر کی جدائی شر سے اور اوسکا علیحدہ رہنا اس سے

اور عالم مین ہوگا جو اس دنیا کے سوا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ

مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

آٹھوین اصل یہہ ہی کہ کبھی کبھی ایماندارون کے مبتلا کرنے مین یعنی ان پر دشمن کو غالب

کرنے اور اونکو مغلوب کرنے اور کافرون کے سامنے اونکو شکستہ رکھنے مین بڑی

حکمت ہی جسکی تفصیل سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا انمین سے ایک یہہ کہ خدا تعالی

کے سامنے بندگی اور ذلت اور شکستگی اور احتیاج ظاہر کرین اور اُس سے اپنے دشمنون پر

غالب ہونیکی درخواست کرین اور اگر ہمیشہ فتح مند اور غالب رہتے تو اترا جاتے

اسواسطے کبھی اونکو غالب کیا اور کبھی مغلوب تاکہ جب مغلوب ہون تو اپنے رب کے سامنے
تضرع اور رجوع کرین اور جب غالب ہون تو اوسکے دین اور نشانون کو قائم کرین اور
اچھی بات کا حکم کرین اور بُری بات سے منع کرین اور ایک یہہ کہ اگر ہمیشہ منصور رہتے
تو انمین وہ شخص بھی داخل ہو جاتا جسکا قصد و بیداری اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نہین بلکہ جنکا غلبہ اور عزت دیکھی انمین ملگیا اور اگر ہمیشہ مغلوب رہتے تو انمین
کوئی داخل نہوتا اسلئے حکمت الہی اسباب کی مقتضی ہوئی کہ کبھی تو اُنکو غلبہ دوسرون پر
ہو کبھی دوسرونکو انکر تاکہ اس سے وہ شخص جدا ہو جاوے جو اللہ تعالی اور اوسکے رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہی اور جو شخص کہ اُسکی مراد سوا دنیا اور جاہ کے اور
کچھہ نہین وہ علیحدہ ہو جاوے اور ایک یہہ کہ اللہ تعالی اپنی بندون سے اپنی بندگی کی
تکمیل خوشی اور تکلیف اور صحت اور مرض کی حالتونمین پسند کرتا ہی پس بندون پر
دونو حالتون مین خدا تعالی کی بندگی اُس حال کے موافق واجب ہی کہ تکمیل بدون
اوسکی حاصل نہین ہوتی نہ دل بدون اوسکی سیدھا رہی جیسے بدن بدون گرمی اور
سردی اور بھوک اور پیاس اور رنج و سختی اور اونکے مقابل امور کے قائم نہین رہتے
اور ایک یہہ کہ دشمن کو غلبہ دینے سے اُنکا امتحان کرنا اونکو پاک و خالص کرنا ہے
چنانچہ احد کے روز جو کافرونکو غالب کر دیا اوسکی حکمت کی باب مین اللہ نے ارشاد فرمایا

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين اس قول تک وتسبیحہ ہی
اور سست ہو اور نہ غم کھاؤ اور تمہیں غالب ہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۲ اور اللہ
اللہ اکثر کرین اللہ تعالی نے اسمین بہت سی حکمتین ذکر فرمائین جنکے
ثواب دیکھا بھالا الخ ذالو نکو ۱۲
سبب سے کفار کو اونپر غلبہ دیا بعد اسکے کہ اونکو ثابت رکھا اور قوت دی
اور اونکو خوشخبری دی کہ تمہین جیتو گے اس نظر سے کہ ایمان تمکو عطا
کیا گیا ہے اور تسلی فرمائی کہ گو تمکو خدا تعالی کی طاعت اور اوسکے رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت مین رنج پونہچا مگر تمہارے دشمنونکو اوسکی دشمنی اور
اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی مین رنج پونہچا پہر اونکو خبر دی کہ اللہ تعا
اپنی حکمت سے دونونکو آدمیونمین نوبت بنوبت بدلتا ہے پس انمین سے ہر ایک شخص
کو اوسکا نصیب پہونچ جاتا ہے جیسے روزیان اور موت پونہچتی ہین پہر اونکو
خبر دی کہ یہ اسلئے کیا تاکہ ہم انمین سے ایمان دار ونکا حال جانین حالانکہ خدا تعا
ہر ایک چیز کو ہونیسے پہلے اور بعد جانتا ہے مگر یہہ چاہا کہ اونکو موجود اور محسوس
جانکر اونکے ایمان کو واقع جانے پہر بتایا کہ ہم ایماندارونمین سے شہید بنایا
چاہتے ہین اسلئے کہ شہادت مرتبہ بلند اور اونچا درجہ ہے وہ بدون قتل ہو جانے
ہماری راہ مین نہین ملتا پہر یہہ بتایا کہ ہمکو منظور ہے کہ ایمان والونکو توبہ کرنے
اور ہماری طرف رجوع کرنیسے گناہونسے پاک اور خالص کردین اور کافرون کو

لا یحبون الظالمین ۱۲ وسلامہم علی عبادہ الذین اصطفی ۱۲ ان اللہ یحب التوابین
ویحب المتطہرین ۱۲ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۱۲

اونکی بغاوت اور سرکشی اور انتقام کیوقت حد سے تجاوز کرنیکے باعث کہوج
مٹا دین پہر ایمانداروں کے اِس گمان کا انکار فرمایا کہ بدون جہاد اور صبر کے
جنت مین داخل ہون اور یہہ کہ ہماری حکمت اسکو نہین چاہتی نوٹ اصل یہہ ہے
کہ اللہ تعالی نے جو آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور موت اور زندگی کو بنایا
اور زمین کے اوپر کی چیزون سے اوسکو اپنے بندونکی آزمایش کیواسطے آراستہ
دی تو اسلئے ہے کہ جان لے کہ کون اللہ تعالی کو اور اوسکے پاس کی چیز کو چاہتا
ہے اور کون دنیا کو اور اسکی آرایش کو ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي
اور وہی ہے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور فرمایا
جسنے بنائے آسمان زمین چھ دنمین اور تھا تخت اوسکا پانی پر کہ تمکو آزماوے کون تم مین اچھا کرتا ہے کام ۱۲
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور اسکے سوا اور
ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اوسکی رونق تا جانچین لوگونکو کون اونمین اچھا کرتا ہے کام ۱۲
آیات ہین - اور مومن اور کافر کیواسطے امتحان کا ہونا ضروری ہے مومن
کا تو اِسلئے کہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ اپنے ایمان مین سچا ہے یا نہین اور نے ایمان
کا امتحان آخرت مین عذاب سے ہوگا اور دونو امتحانونمین سے یہہ صورت بہت
بڑی ہے اور یہہ اوسوقت ہے کہ وہ شخص دنیا کے عذاب اور مصیبتون کی امتحان سے
محفوظ رہا ہو غرضکہ اِس دنیا مین اور برزخ اور قیامت مین ہر ایک شخص کے
لئے رنج کا ہونا ضروری ہے مگر ایماندار کا رنج ہلکا اور مصیبت سہل ہوتی ہے اِسلئے کہ

اللہ تعالی ایمان کی بدولت اُس سے ٹالدیتا ہی اور صبر اور استقلال اور رضا اور تسلیم
اُسقدر نصیب کرتا ہی جس سے اُسکا رنج آسان ہوجاتا ہی اور کافر اور بدکار کی مشقت
سخت اور مصیبت کڑی ہوتی ہی اور ہمیشہ کو رہتی ہی دوسرے اصل یہہ ہی کہ انسان
اپنی طبیعت مین شہری ہی اسکو لوگون کے ساتھہ زندگی کرنی ضرور ہی اور لوگون کے
ارادی اور اعتبار ہین کہ جنپر اس سے موافقت کی خواہان ہوتے ہین اگر وہ اُن کی
موافقت نہین کرتا تب تو اوسکو ایذا اور عذاب دیتے ہین اور اگر اُنکی موافقت کرتا ہی
تو خود اوسکو ایک طرحکی ایذا اور تکلیف ہوتی ہی بہرحال آدمیونکا ہونا اور اُن سے
ملنا آدمی کو ضرور ہی اور اُن سے ملنا دو حال سے خالی نہین یا اُنکی موافقت کرکے
ملیگا یا مخالفت کرکے اول صورتمین اگر موافقت امر باطل پر ہوگی تو بھی اوسکو رنج
و عذاب ہوگا اور دوسری صورت مین اگر لوگون کی خواہشونکی مطابق نہوگا تب بھی
رنج و عذاب ہوگا اور اسمین کچھہ شک نہین کہ امر باطل مین اونکی مخالف ہونیکا رنج اُس
رنج سے سہل تر اور زیادہ آسان ہوگا جو اونکی موافقت پر مترتب ہوتا ہی اور اسکو
اُس شخص پر قیاس کر لو جس سے ظلم اور بدکاری یا جھوٹی گواہی پر موافقت کے
خواہان ہون یا حرام چیز پر مدد کرنیکے طالب تو اگر وہ اُنکی موافقت نکریگا تو اوسکو
ایذا دینگے اور ظلم و زیادتی اور عداوت کرینگے لیکن انجام نیک اور فتح اوسی کو

ترفق و من الصبر و الاستسلام و
والرضا و التسلیم لما
هون محنته و اما الکافر
و الفاجر فیشتد عجزه
و یبلبله و یذل و قد الاصل
الثانی هو ان الانسان مدنی
بالطبع لا بد له ان یعیش مع الناس
و ان یعاشرهم و اقتضت ارادات
و اعتبارات هم ان یوافقهم
فی اشیاء و ان وافقهم
فی اشیاء و ان وافقهم
فی اشیاء و ان و

ہوتی ہی بلکہ صبر اور تقوی کے ذریعہ سے اگر یہ رنج مخالفت کے بچنے کی جہت سے اونکی
موافقت کریگا تو اوسکے پیچھے اوسپر وہ رنج آویگا جو اوس رنج سے بہت زیادہ ہوگا
جس سے بچا تھا اور غالب یہی ہی کہ وہ لوگ اوسپر مسلط کردئے جاوین اور پھر اوسکو
دونا چوگنا رنج اُس لذت کا ہو جو پہلے اونکی موافقت سے ہوا تھا پس اس امر کا پہچاننا
اور رعایت رکھنی بندہ کے لئے نہایت نافع چیز ہے اسلئے کہ تھوڑا سا رنج جسکے پیچھے
بڑی لذت ہمیشہ کو آدمی اُسکا برداشت کرنا بہتر ہی تھوڑی سی لذت سے جسکی پیچھے
رنج دائمی بہت بڑا ہوگیا رہوین اصل یہہ ہی کہ جو مصیبت بندہ کو خدا تعالی کے
یہان پونہچتی ہی وہ چار قسمون سے باہر نہین یا اوسکی جان مین ہوگی یا مال مین یا
ابرو مین یا گھر والون اور دوستونمین اور جو مصیبت کہ نفس مین ہوتی ہی وہ کبھی
اوسکی ہلاک ہونیسے ہوتی ہی اور اوسکی درد مین آنے سے اور ان سب قسمونمین سے
سخت تر نفس مین مصیبت کا آنا ہی اور ظاہر ہی کہ تمام لوگ مرجاوینگے اور غایت اس
ایمان دار کی یہہ ہی کہ خدا کی راہ مین شہید ہو اور یہہ سب موتون سے اشرف اور
سہل ہی اسلئے کہ شہید کو صرف اتنا درد ہوتا ہی جتنا چٹکی کا درد ہوتا ہی تو شہید
کے مرنے مین مصیبت آدمیونکی معمولی مرنے سے بڑھکر نہین اسصورت مین جو شخص اس
قتل کی مصیبت کو بستر پر مرنیکی مصیبت سے زائد جانتا ہی وہ جاہل ہی لیکن بھاگنے والا

یہہ گمان کرتا ہی کہ بھاگنے سے میری عمر بڑہجاویگی اور اپنی زندگی سے مزہ اوڑاوگا
اور اللہ تعالی نے اوسکے اس گمان کو جھوٹا فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ
الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا اسلیئے کہ مرنا تو
تو کہہ کام نہ آویگا تکو بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی بہت تھوڑے دن
ضرور ہی مگر اس بھاگ کر مرنے سے وہ بات جاتی رہیگی جو اس سے بہتر اور مفید
تھی یعنی شہید کا زندہ رہنا اپنے پروردگار کے پاس پھر فرمایا قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ
تو کہہ کون ہی کہ تکو بچاوے
يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
اللہ سے اگر چاہی تمپر برائی یا چاہی تمپر نہر اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
وَّلَا نَصِيْرًا اور جب یہ حال نفس مین مصیبت ہونیکا ہی تو اسیطرح مال اور آبرو اور بدن
مددگار ۱۲
کی مصیبت مین ہی اور جو شخص اپنا مال خدا کی راہ مین اور اوسکی بول بالا کرنے مین
خرچ کرنیسے بخل کرتا ہی اللہ تعالی اُسکا مال اوس سے چھین لیتا ہی یا اوسپر ایسی
چیزونکی احتیاج معین کرتا ہی جو اوسکو دنیا و آخرت مین کارآمد نہوں بلکہ ایسی چیزون
کی جنکا وبال اور ضرر دنیا و آخرت مین اوسپر رجوع کرے اور اگر مال کو روک کر رکھہ
چھوڑے گا تو اللہ تعالی اوسکو اوس سے نفع لینے سے روکدیگا اور اُس مال کو کسی دوسرے
کے حوالہ کریگا تو وہ مال دوسرا لوگوں کا اور مبارک ہوگا اور اوسکی چھوڑنیوالے پر اُسکا
وبال اور گناہ رہیگا اور اسیطرح جو شخص اپنے بدنکو یا آبرو کو آرام مین رکھیگا اور اللہ
کے لئے اور اوسکی راہ مین مشقت اوٹھانے پر اپنے آرام کو پسند کریگا تو اللہ تعالی اوسکو

اُس مشقت سی دوگنی چوگنی اپنی راہ اور مرضی کے خلاف مین مشقت ڈالیگا اور یہہ
ایک ایسی بات ہی جسکو لوگ تجربون سی جانتی ہین - ابو حازم کہتی ہین کہ جو شخص اللہ
سے نہین ڈرتا اوسکو خلق کے برتاؤ سی وہ حالت حاصل ہوتی ہے جو اللہ کی ڈر رکھنے والے
کو تقوی کے برتاؤ کی حالت سی بڑھکر ہوتی ہی اور اُسکو ابلیس کے حال پر قیاس کرلو کہ
اوسنے حضرت آدم علیہ السلام کو اسبہت سی سجدہ نکیا کہ اوسکے سامنے عاجزی اور ذلت
کرنیسی بچا رہی اور اپنے نفس کی عزت کا خواہان ہوا پس اللہ تعالی نے اوسکو سب
ذلیلون سی زیادہ ذلیل کردیا اور اوسکو آدم علیہ السلام کی اولاد مین سی فسق و فجور
والونکا خادم بنا دیا تو دیکھو حضرت آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے پر تو راضی نہوا مگر اِس
امر پر راضی ہوا کہ خود اور اوسکی اولاد حضرت آدمؑ کی فاسق اولاد کی خدمت کری
اور اسیطرح بت پرستون نے اِس امر سی عزت کی کہ آدمیونمین سی ایک پیغمبر کی
اطاعت کرین اور اِس بات پر راضی ہوگئی کہ پتھر کے ایک معبود کی پرستش کرین - اور
اِسیطرح جو شخص اللہ سے ڈرکے کہ اپنے آپکو خدا کیواسطے ذلیل کری یا اپنا
مال اوسکی رضا مین خرچ کری یا اپنی نفس کو اُسکی طاعت مین مشقت مین ڈالے
اوسکی سزا قطعا یہہ ہی کہ وہ ایسی شخص کے سامنے ذلیل ہی جو اوسکی برابر کا نہوا اور
اوسکیلئے اپنا مال خرچ کری اور اپنی نفس اور بدن کو اوسکی طاعت اور رضا مین مشقت

کما قال بعض السلف من
انتهم ان یمشی عمی اخیہ
خطوات فی حاجۃ اخیہ
اللہ الا کتب لہ بکل خطوۃ
الباب فی خاتمۃ الکتاب

فصل

وجمیع ما تقدم کالوسیلۃ
وثمرۃ محبۃ اللہ سبحانہ والانس بہ
والشوق الی لقائہ والرضا بہ وعنہ
واصل اعمالہ وارادتہ کما ان معرفتہ
واصل المعارف وارادتہ واصل
اعمالہ وصفاتہ واصل
الاعمال والنیات

فصل

وفی الحدیث المتفق علیہ
انما الاعمال بالنیات
وانما لکل امرئ ما نوی
فاصل العبادۃ ومقصودہا
ومخہا ولبہا ہو النیۃ
وہی روح العمل
وقائدہ وسائقہ
وہو یسری فیہ
کسریان الروح
فی الجسد
فصل

مین ڈالے جیسا بعض سلف نے کہا ہی کہ جو شخص اسباب سی رکے کہ اپنی بہائی
کے ساتھہ چند قدم اوسکی حاجت مین چلے تو اوسکو الہ تعالی اپنی طاعت کی سوا
اور چیز مین اوس سی زیادہ پہراتا ہی **فصل** اسباب کی خاتمہ کے بیان مین جو مطلب اصلی
ہے اور سب باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ اسکی وسیلہ کیطرح ہین اور وہ یہہ ہے کہ
محبت اللہ تعالی کی اور اوس سی اُنس کرنا اور اوسکی ملاقات کا شوق اور اوس سے
اور اوسکے ساتھہ راضی رہنا دین کی اصل ہی اور آدمی کے اعمال اور ارادہ کی
اصل ہی جیسی خدا تعالی کی معرفت اور اوسکی نامون اور صفات اور افعال کو جاننا
دین کی اصل ہی اسلئی کہ اوسکی معرفت سب معرفتون سی بڑی اور اُسکی ذات کو
ارادہ کرنا سب مقصدون سے اشرف اور اوسکی عبادت سب اعمال سی عمدہ اور اوسکی
تعریف کرنی اوسکی نامون اور صفتون سی اور اوسکی مدح کرنی اور بڑائی کرنی سب
قولون سی بزرگتر ہی اور یہہ امر بنا ہی حضرت ابراہیم کی ایکطرفی ملت کی اور اللہ تعالے
نے فرمایا ہی ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
یہ حکم بھیجا ہمنے تجکو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایکطرف کا تھا اور نہ تھا شریک والون مین ۱۲
اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اصحاب رض کو صبح کیوقت یہ کہنی کا حکم فرماتے
کہ صبح کی ہمنی اسلام کی پیدایش اور اخلاص کے کلمہ اور اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے دین اور اپنی باپ حضرت ابراہیم کی ملت پر جو ایکطرفہ مسلمان تہی اور مشرک نہ تہی

غرضکہ اللہ پاک کی محبت بلکہ مطلق تمام ماسوا سے بندہ کے نزدیک اوسکا زیادہ تر
محبوب ہونا واجبات دین مین سب سے بڑا اور اوسکی اصول مین سب سے زیادہ اور اوسکے
قواعد مین سب سے بڑا ہی اور جو شخص خدا تعالی کے ساتھہ کسی مخلوق سے ایسی ہی محبت
رکھی جیسی اوس سے رکھتا ہی تو یہہ اوس شرک مین سے ہی جسکے کرنیوالے کی بخشش نہین
ہوتی نہ اوسکے ساتھہ کوئی عمل مقبول ہو اللہ تعالی فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ
اور کچھہ لوگ ہین جو پکڑتے ہین
مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ اور ازانجاکہ
اللہ کے برابر اور دونکو اوسکی محبت رکھتے ہین جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والون کو اوس سے زیادہ ہی محبت اللہ کی ۱۲
بندہ اہل ایمان سے نہین ہوتا جبتک کہ اوسکا بندہ مقبول یعنی رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اوسکے نزدیک اوسکی نفس اور اہل اور فرزند و پدر اور تمام لوگون سے
محبوب تر نہو اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع ہی خدا تعالی کی محبت کی تو اب
خدا رپاک کی محبت کو کیا خیال کرنا چاہیئے یعنی اوسکی بہی سب سے زیادہ محبوب تر نہو سچا
آدمی بطریق اولی ایمان والا نہوگا اور اللہ تعالی نے انسان اور جن کو صرف اپنی
بندگی کیواسطے پیدا فرمایا ہی اور بندگی متضمن ہی اوسکی کمال محبت اور نہایت تعظیم
اور اوسکی لئے دلیل ہونیکو اور اسکیلئے اوسنے اپنے رسولونکو بہیجا اور اپنی کتابون کو
اُتارا اور جسطرح کہ خدا رپاک کی مانند کوئی چیز نہین اسیطرح اوسکی محبت اور تعظیم اور
خوف کی مانند بہی اوسکی مخلوق مین نہ کوئی محبت ہی نہ کوئی تعظیم کوئی خوف اسلئے کہ

مخلوق سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اوس سی وحشت کروگے اور بھاگوگے اور خدائے
پاک سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اُس سی مانوس ہوگی اور اوسکی طرف کو بھاگوگے اور
مخلوق کے ظلم و تعدی سی ڈرا کرتے ہین اور الٰہ تعالی کے عدل و انصاف سے
خوف معلوم ہوا کرتا ہی اسطرح محبت کا حال ہی کہ مخلوق کی محبت اگر خدا کیواسطے
نہین ہوتی تو وہ محبت کرنیوالے کے حق مین عذاب اور اوسپر وبال ہوتی ہی اور جو
اس محبت سی محبوب کو درد حاصل ہوتا ہی وہ بہت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین مخلوق کی محبت
مین یہ بُرائی ہی کہ عاشق سی مُنہ پھیرنا اور اوسپر ستم کرنا اور بیوفائی کرنی اسوجہ سی کہ
کوئی دوسرا اوسکی محبت کا مزاحم ہو یا خود اوسکو عاشق سی نفرت اور عداوت ہو یا
اوسکو اپنی ضرورتون مین عاشق کی پروا نہو یا کوئی دوسری چیز عاشق سی زیادہ
اوسکو محبوب ہو اسلئے نے پروا ہو یا اور کسیوجہ کی آفت سی وہ عاشق کی پروا نکرتا
ہو مگر خدا تعالی کی محبت کا حال اس حال سی جدا ہی اسلئے کہ کوئی چیز دلون کے نزدیک اُنکے
خالق سے بڑھکر محبوب نہین خالق کی محبت نفسونکی آسایش اور روحون کی جان اور
آنکھونکی ٹھنڈک اور باطن کی ابادی ہی کیونکہ سلیم دلون اور پاک روحون اور
تیز عقلونکی نزدیک خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ساتھہ انس کرنی اور اوسکی ملاقات کے
شوق سی بڑھکر کوئی چیز زیادہ شیرین اور لذیذ اور ستھری اور آسان اور اچھی نہین

اور جو مزہ اپنے اندر اپنے دلمین اُس سے پاتا ہی وہ ہر مزہ سے بڑکر ہی اور جو راحت
کہ اُسکو اُس سے ملتی ہی وہ سب راحتون سے کاملتر ہی چنانچہ بعض عاشقان خدا نے
اپنے حال سے ان الفاظ سے خبر دی ہی کہ میری دلپر ایسے اوقات گذرتے ہین کہ
اُنمین مین یہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے اسی جیسی حالمین ہونگی تو البتہ وہ
بڑے عیش مین ہونگی اور دوسرے نے کہا ہی کہ میری دلپر ایسی وقت گذرتے ہین کہ
اُنمین وہ خدا کیساتھہ انس ہونے اور اوسکی محبت کی خوشی کے ماری جھومنے لگتا ہی اور
دوسرے نے کہا ہی کہ غفلت والے غریب ہین کہ دنیا سے نکلے اور جو چیز کہ اوسمین نہایت
پاکیزہ تھی اُسکا مزہ نہ چکھا اور کسی دوسرے نے کہا ہی کہ اگر بادشاہ اور شہزادے
خبر ہو کہ ہم کس عیش مین ہین تو وہ لوگ ہمسے تلوارون سے لڑین اور ان باتونکا معلوم
کرنا اور اُنکا مزہ چکھنا موافق محبت کی اور اوسکی کمی کے اور بقدر دریافت حال
محبوب کے اور اوسکی نزدیکی کے ہوتا ہی اور جسقدر محبت کا ملتر اور ادراک زیادہ پورا
اور اُسکا قرب نہایت درجہ کو ہوگا اوسیقدر حلاوت اور لذت اور خوشی اور
آسایش قوی تر ہوگی حاصل یہہ کہ دل بدون اپنے رب کی عبادت اور محبت کے
فلاح اور درستی کو نہین پہنچتا اگرچہ جتنی الفت کی چیزون سے لذت ہوا کرتی ہے
سب اُسکو ملجاوین مگر وہ اُنکی ساتھہ مطمئن نہوگا بلکہ اُسکو حاجت اور بیقراری ہی بڑہیگی

جب تک کہ جس چیز کے لئے پیدا ہوا ہی اور تیار کیا گیا ہی وہ نہ بلجاوی یعنی صرف خدا تعالیٰ اکیلا اوسکی نہایت مراد اور غایت مطلوب نہو جاوی اسلئے کہ دلمین اپنے رب کیطرف ایک احتیاج ذاتی ہی اسنظر سی کہ وہ اوسکا محبوب اور معبود ہی جسی اوسکو اوسکی طرف احتیاج ذاتی اسوجہ سی ہی کہ وہ دل کا رب اور پیدا کرنیوالا اور رزق دینیوالا اور تدبیر کرنیوالا ہی پس جسقدر دلمین محبت اللہ تعالیٰ کی جگہہ پکڑکر مضبوط ہوگی اوسیقدر دلکو خدا تعالیٰ کے سوا دوسری کی پوجا کرنی اور بندہ ہونیسی باہر گرگی ؎

پھر تو عزت مین صیانت مین وہ ہوگا آزاد	چہرہ پر اوسکی عجب نور کا عالم ہوگا

اور کوئی ایماندار ایسا نہین جسکی دلمین خدا تعالیٰ کی محبت اور اوسکی ذکر سی اطمینان ہونا اور اوسکی معرفت سی راحت پانی اور اوسکی دیدار کا شوق اور اوسکی نزدیکی سی انس پانا نہو اگرچہ اپنی دلکی غفلت کے ساتھہ مشغول ہونے اور جس امر مین دل مشغول ہی اوسکی طرف متوجہ رہنی سی اوسکو اس محبت الہی کی دلمین ہونیکی خبر نہوا اور اس محبت کی کمی زیادتی اور قوت اور ضعف بقدر ایمان کے قوی اور ضعیف ہونیکی ہوا کرتی ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ سی گناہ کرنے کیوقت اور دلکی طرف سی اپنی شہوت مین مشغول رہنی کیوقت یہہ لذت اور حلاوت ایمانی پوشیدہ اور مخفی ہوجاتی ہی یا گھٹجاتی ہے یا جاتی رہتی ہی کیونکہ اگر پوری موجود ہوتی تو بندہ اوسپر ایسی لذت

وشہوت کو مقدم نہ کرتا جسمین اور حلاوت ایمانی مین کچھ نسبت نہین بلکہ اور لذت کو اوس
لذت سے وہ نسبت بھی نہین جو رائی کے دانہ کو دنیا اور اوسکی اندر کی چیزون کے
ساتھہ نسبت ہی اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ زناکرنیوالا
جسوقت زناکرتا ہے وہ اسکا مرتکب اوس حالمین نہین ہوتا کہ ایماندار ہو اسلئے کہ ذائقہ
ایمان کی حقیقت کا اور اوسکا دلسے لگا رہنا ایماندار کو اسبات سے روکتا ہی کہ اوس
ذائقہ پر اس نکمی اولی چیز کو اختیار کرے اور اسبات سے منع کرتا ہی جو اوسکو پریشان
اور ناقص کرے اور اسیواسطے بندہ جب اپنے رب کے لئے مخلص اور اوسکی طرف
رجوع کرنیوالا اور اوسکی ذکر کے ساتھہ اطمینان رکھنے والا اور اوسکے دیدار کا
مشتاق ہوگا اپنے دل کو ان حرامون سے پرا ہوا پاویگا کہ اونکی طرف مڑکر بھی
نہ دیکھیگا نہ اوپر اعتماد کریگا اور اپنے اس حال کو اونسے بدلنا ایسا سمجھیگا جیسے جوہر
نفیس کو ناچیز مینگنی سے بدلنا اور مشک کو گوبر کے عوض فروخت کرنا **فصل**
اس امر کے بیان مین کہ شیطان نے قبل فریب دینے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کے خود
اپنے ساتھہ داو کیا پھر اسی پر اکتفا نکیا یہانتک کہ خود اپنی اولاد اور اولاد آدم کو
فریب دیا غرضکہ خود اپنے اوپر اور اپنی اولاد اور دوستون پر اور جن وانسان
مین جو اوسکی طاعت کرین سب پر نامبارک ہوا اوسکا خود اپنے ساتھہ فریب کرنا اسطرح ہی

کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کیو اسطے حکم کیا تو خدا کے
حکم ماننے اور اوسکی طاعت کرنیمین شیطان کی سعادت اور بہتری تہی مگر اوسکی
نفس نے اوسکے لئے بات بنائی کہ آدم کو سجدہ کرنیمین تیری پستی اور شکستگی ہی
اسلیئے کہ ایسکے سامنے عاجزی اور سجدہ کرنا پڑیگا جو کیچڑ سے بنا ہی اور تو آگ
سے بنا ہی اور آگ بہ نسبت کیچڑ کے اسکے نزدیک اشرف ہی اور شیطان کا حسد کرنا حضرت آدم
پر اضافہ اسکے اوپر ہوا اون باتون کے باعث جنکے ساتھہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو خاص کیا تہا یعنی اپنے ہاتھہ سے پیدا کیا اور اونمین اپنی روح پہونکی اور اپنے
فرشتون سے اونکو سجدہ کرایا اور اونکو سب چیزون کے نام بتائی اور اس امر سے اونکو
فرشتون سے ممتاز کیا اور اونکو اپنی بہشت مین رکہا اور جب حضرت آدم تہے یہہ
دشمن خدا اونکی پاس جاتا اور تعجب کرتا اور کہتا کہ یہہ ایک بڑی کام کے لئے پیدا کیا گیا
ہے اگر اسکو میرے اوپر قابو دیا جاویگا تو مین اوسکی بیشک نافرمانی کرونگا اور اگر
مین اوسپر قابو پاؤنگا تو اوسکو ہلاک کرونگا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش
سب سے بہتر اندازی اور اچہی صورت مین پوری ہوئی اور اونکی باطنی خوبیان علم
اور بردباری اور وقار سے کامل ہوئین اور اللہ تعالیٰ نے خود اونکو اپنے ہاتھہ سے بنایا
اور بہت بہتر پیدایش اور کامل صورت کے ہوگئے قد آپکا ساٹہہ ہاتھہ کا اونچا حسن جمال ہیبت رونق کا لباس پہنایا ہوا

فان اللہ سبحانہ لما امر
بالسجود لآدم کان فی امتثال
امرہ وطاعتہ سعادۃ
وفلاحہ فسولت لہ نفسہ
ان فی السجود لہ ادم غضاضۃ
علیکہ وہضما لذاتہ
وتقدیما لامر مخلوق من خلق من
طین وہو مخلوق من النار وانکار ذلک
تشریف من اختصہ اللہ بامر من انواع
الاکرام علی ما خصہ بہ بیدہ ونفخ فیہ من روحہ وامر
الملئکۃ بالسجود لہ وعلمہ اسماء کل شیء
وملکہ جنتہ وعلم
انہ خلقہ بیدہ لیس
بینہ وبینہ واسطۃ
واسکنہ جنتہ وکان عدو
اللہ یطیف
بہ وہو صالح
ویقول لامر عظیم
خلق ہذا لامر عجیب
علی لاعصینہ ولئن
سلطت علیہ لاہلکنہ
فلما رآہ خلق آدم فی احسن تقویم واجمل
صورۃ وکمال محاسن
بالعلم والحلم والوقار وفی اللہ
مجبولا علی اخلاق طاہرۃ
صورۃ طولی فی السماء سبعون
ذی اعاقل اللبس بہاء الجمال
والحسن والمہابۃ والوقار

توفرشتون نے ایسی صورت دیکھی کہ اوس سی بہتر اور خوبصورت کبھی نہ دیکھی تہی
پس اپنے رب جلشانہ کی حکم سی اونکو اُسکے سجدہ مین گری اور اُس حاسد نے اپنا گرتا پھرتا سی
پھاڑا اور حسد کی آگ اوسکے دلمین شعلہ زن ہوئی اسلئے حکم صریح کا بمقابلہ اپنے عندیہ
کے عقلی بات سی کیا جیسے اوسکے دوست باطل والے کرتے ہین اور اپنے رب کی حکمت پر
اعتراض کرنیکو لئے یہہ کہا کہ مین اوس سی بہتر ہون کہ مجکو تونے آگ سی بنایا اور اوسکو
مٹی سی پیدا کیا اور سجدہ سی باز رہا اور بہت سی باتین ایک ساتھہ کین جہالت اور
ظلم اور بڑائی اور حسد اور نافرمانی اور عقل سی نص کا مقابلہ اسلیئے اپنی نفس کو خوار کیا
بوجہ اوسکی بڑائی چاہنے کے اور اوسکو پست کیا بوجہ بلندی چاہنے کے اور اوسکو
ذلت دی بوجہ عزت چاہنے کے غرضکہ اپنی نفس سی وہ کام کیا کہ اگر اوسکا بڑا سی بڑا دشمن اوسکی ضرر دینے مین کوشش کرتا تو اِس درجہ کو نہ پونہچتا تو بھلا جو شخص
اپنی نفس کے لئے یہہ کہوٹا ہو اُس سی عاقل کیسے سنکر مانیگا اور اوسکی دوستی کریگا
اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ
اور جب کہا ہمنے فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ مین گر پڑے مگر ابلیس تہا جن کی قسم
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ
سو نکل بہاگا اپنے رب کے حکم سے سو اب تم ٹہہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو مجھہ سی سوا میرے دشمن ہین برا بدلا
لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا **فصل** اور اوسکا جواب حضرت آدم و حوا علیہم السلام کے ساتھہ
بے انصافون کو بدلا
اللہ تعالے نے اُسکا ماجرا اُن دونو کے ساتھہ سے بیان فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ

اُن دونو کو فریب دیتا رہا اور بہشت مین ہمیشہ رہنے کی آرزو دلاتا رہا یہانتک
کہ اُنکے لئے اللہ کی قسم کھاکر کہا کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون حتی کہ دونونے
اوسکے قول پر اطمینان کرکے جو کچھہ وہ اُنسے چاہتا تہا وہ قبول کیا پس اُنپر رنج
اور جنت سے نکلنا جو کچھہ ہوا سو ہوا اور الٰہ تعالی نے اُسکی داؤ کو باطل کیا اور اپنی
رحمت اور مغفرت سے اُن دونو کی تلافی کرکے اُنکو جنت مین دوبارہ داخل کیا
اور انجام اوسکے فریب کا اوسی پر رہا اور برا مکر بجز مکار کے اور کسیکو تباہ نہین
کرتا اور اُس دشمن خدا نے یہہ گمان کیا کہ غلبہ اور جیت اِس لڑائی مین میری
ہوگی یہہ بجا نا کہ لشکر ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین
کا گہات مین لگا ہی اور دولت ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی کی اونکو یاد رہے
اور اُس مردود نے اپنی جہل سے یہہ گمان کیا کہ خدای پاک ایک لقمہ کے کہانیکی باعث
اپنی برگزیدہ اور پیاری سے علیحدہ ہوجاویگا جسکو اپنی ہاتہہ سے بنایا اور اپنی روح
اوسمین پہونکی اور اپنے فرشتون سے اوسکو سجدہ کرایا اور ہر ایک چیز کے نام اوسکو
بتائی یہہ بجا نا کہ طبیب نے مرض سے پہلے ہی بیمار کو علاج بتا دیا ہی تو جب اوسنے مرض
معلوم کیا جبہی دوا کا استعمال کیا پہر اُس کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کے
دو بیٹون مین سے ایک کو فریب دیا اور اسکو پہسلاتا رہا یہانتک کہ اُسنے اپنی بہائی

کو قتل کیا اور اپنے باپ کو ناخوش اور اپنے آقای حقیقی کی نافرمانی کی اور اولاد کی لئے
قتل کا طریق نکالا اور روایت صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے
کہ جو نفس ظلم سے قتل کیا جاتا ہے اوسکے خون مین سے ایک حصہ حضرت آدم کے بیٹے
پر بھی ہوتا ہے اسلیئے کہ مارڈالنے کے طریق کو اوّل اوسنے جاری کیا - پھر معاملہ درستی
پر ہوگیا کہ امت ایک اور دین ایک ہوگیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا - سعید قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہ السلام
کے درمیان دس قرن تھے سب کے سب ہدایت پر اور حق کی شریعت پر تھے پھر مختلف ہوگئے
اور اسیکے بموجب حضرت ابن عباس سے ہے اور یہی صحیح ہے آیت مین - اور حضرت
ابن عباس سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ وہ کافر تھے اور یہ قول حسن بصری اور عطا کا ہے
اور یہ روایت حضرت ابن عباس سے منقطع ہے اور روایت صحیح اوسکے خلاف ہے اور
بت پرستون کو جو اول شیطان نے داود دیا تو قبر پر بیٹھنے اور قبر والونکی تصویرین اُنکی
یاد دہشت کے لئے بنانے سے تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا - بخاری نے اپنی صحیح مین حضرت ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیکبختون کے نام ہین جب وہ مرگئے تو شیطان نے
اوُنکی قوم سے کہا کہ جن مجلسون مین یہ لوگ بیٹھتے تھے وہان بت قائم کرو اور اونکے نام

اون لوگون کے نام پر رکھوا اونہون نے ایسا ہی کیا مگر اون بتونکی پرستش نہوئی یہانتک کہ جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تب پرستش ہونے لگی اور ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہہ لوگ بنی آدم مین سے نیکبخت تہے اور اونکی پیرو تھے جو اونکی اقتدا کرتے تہے جب وہ مرگئے تو اونکے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اونکی صورتین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلاوینگے جب ہم اونکو یاد کرینگے اس نظر سے اونکی صورتین بنائی جب یہہ تابعین مرگئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان اونکے پاس آہستہ گیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اونکی عبادت کیا کرتے تہے اور اونہین کی باعث مہینہ دئی جاتے تہی پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی اور ہشام محمد بن سائب کلبی کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی اسطرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اونکے بیٹے حضرت شیث کی اولاد نے اونکو اوس پہاڑ کی غار مین رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین مین اوتارے گئے تہے اور اوس پہاڑ کو وُد کہتے ہین وہ زمین کے سب پہاڑونمین زیادہ ارزانی رکھتا ہے ہشام کہتے ہین کہ پھر مجھکو میرے باپ نے ابو صالح سے اونہنے حضرت ابن عباس رضہ سے خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس غار مین آتے تھے اور اونکی تعظیم اور اونپر دعا رحمت کرتی تھی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہے کہ اسکی گرد گہومتے ہین اور اسکی تعظیم کرتے ہین تمہارے یہان کچھ نہین پھر اوسنے اونکی لیے ایک بت تراشا اور سب سے اول اسی شخص نے بت بنایا ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے

وسیعوثها کانوا بها اعلم فعلموا
فلم یعبدوا حتی اذا هلک اولئک
وتنسخ العلم عبدت وقال ابن
جریر عن محمد بن قیس قال کانوا
فوقها صالحین من بنی آدم
وکان لهم اتباع یعظمون امرهم
کانوا قال لو صورنا صورهم
اشوق لنا الی العبادة اذا ذکرنا
بهم فصوروا فلما ماتوا وجاء
اخرون دب الیهم ابلیس فقال انما
کانوا یعبدون الماء فعبدوهم
ابن حمید عن سلمة عن محمد بن
اسحق عن بعض اصحابه عن
ابن عباس قال کان بین آدم
ونوح من بنی آدم من کان
یعبد الاصنام ذکر لنا الذی
بلغنا ان ودا کان رجلا
صالحا محببا فی قومه
فلما هلک عکفوا علی قبره
فی الغار الذی بجبل الذی
بارض الهند ثم صوروا
صورته فوضعوها فی مجلسه
الذی کان یجلس فیه
لیذکروا به فیجتهدوا
فی العبادة ففعلوا
فلما هلکوا وجاء
اخرون ممن کان
بعدهم ولم یکن
لهم علم بما
کان یعبد
قوم نوح
وما کان
قبلهم
فقال
رجل
من
بنی
آدم
لقد
کان
آباؤنا
یعبدون
هذه
الآلهة
فعبدوها
وترکوا
عبادة
الله
فقال
رجل
من
بنی
آدم
لقد
کان
آباؤنا
یعبدون
هذه
الآلهة
فعبدوها
وترکوا
عبادة
الله

کہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیکبخت لوگ تھے وہ ایک مدت مین مرگئے
اونکی اوپر اونکی اقارب کا گشت نکلا تو ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ
تو گو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھ مین
یہہ طاقت نہین کہ اُنمین جان ڈالدون اُنہون نے کہا بہتر اوسنے اونکے لئے پانچ بت
تراشکر کھڑے کر دئے اور یہہ حال ہوا کہ آدمی اپنے بھائی اور چچا کے پاس آتا اور
اوسکی تعظیم کرتا اور اوسکو گرد و وڑتا حتی کہ یہہ قرن گذر گیا اور یہہ بت یزدبن
مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کی عہد مین بنائے گئے تھے پھر اُس قرن کے
بعد دوسرا قرن آیا جنہون نے اونکی تعظیم پہلے قرن کی نسبت کرزیادہ کی پھر دوسرے کے
بعد تیسرا قرن ہوا اونہون نے کہا کہ ہمارے پہلے لوگون نے جو انکی تعظیم کی تو صرف اسنظر
سے کہ وہ خدا تعالی کے یہان انکی سفارش کی توقع رکھتے تھے اسلئے تیسرے قرن والون
نے اونکی پرستش کی اور اُنکا کفر ٹر گیا تب اللہ تعالی نے حضرت ادریس کو اُنکی طرف
بھیجا اونہون نے اونکو دین حق کیطرف بُلایا مگر اونہون نے حضرت ادریس کو جھٹلایا
پس اللہ تعالی نے آپکو اونچے مکان مین اُٹھالیا اور لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا چنانچہ
کلبی نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس سے اسکو روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت
نوح علیہ السلام کا زمانہ ہوا اونکو اللہ تعالی نے پیغمبر کرکے بھیجا اوسوقت اُنکی عمر

چارسو اسی برسکی تہی اونہون نے اُن لوگونکو ایک سو بیس برس تک خدا تعالے
کیطرف بلایا لوگون نے اونکی نافرمانی کی اور جھٹلایا الہ تعالی نے اونکو کشتی کی
بنانیکا حکم دیا آپ کشتی کے بنانیسے فارغ ہوکر اوسمین سوار ہوئی اوسوقت آپکی
عمر چھ سو برسکی تہی اور جو ڈونے سو ڈونے بعد اسکے آپ تین سو پچاس برس
ٹھہرہی اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی درمیان دو ہزار
دو سو برسکا فاصلہ تہا پس پانی نے ان بتونکو ایک زمین سی دوسری زمین مین
اُتارا یہانتک کہ اونکو جدہ کی زمین مین پہینک دیا جب پانی زمین کے اندر چلا گیا تو یہ
بت کنارہی پر رہگئی پہر ہوا نے اُنپر یہانتک دہول اُڑائی کہ اونکو چھپا دیا — مین
کہتا ہون کہ ظاہر قرآن سی اسکی خلاف معلوم ہوتا ہی اوس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ
حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم مین ساڑہی نو سو برس رہی اور الہ تعالی نے آنکی قوم
کو ڈبا دینی سی ہلاک کیا بعد اسکی کہ حضرت نوح اونمین اسمدت ٹھہری — کلبی کہتے ہین کہ
عمرو بن لحی کاہن تہا اور جنون مین سی ایک اوسکا دوست تہا اُس جن نے اُس سے
کہا کہ تو تہامہ سی جلد سفر اور سیر خیر و سلامتی کے ساتہہ کرکے جدہ مین جا
وہان تجکو بت نیار ملینگے اونکو تہامہ مین لے آ اور تامل مت کر پہر عرب کو اُنکی
پرستش پر بلا تیرا قول مانا جاویگا عمرو جدہ مین آیا اور اُن بتونکو کہود اُنہیں اُنکو

يدل على خلاف هذا وان نوحا لبث
في قومه الف سنة الا خمسين عاما وان
الله اهلكهم بالغرق بعد ان لبث فيهم
هذا المدة ثم قال الكلبي كان عمرو بن لحي
كاهنا وله رئي من الجن فقال له الحق
والطف من يقاتلك بالسعد والاسارة
ابن بجدة تجد فيها اصناما معدة فادعها
الى عبادتها تجبك فاستشارها
فاذن له فاستشارها

اٹھا لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اونکی عبادت کیطرف
بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرۃ بن زید اللات نے مانا عمرو نے اوسکو وہ بت
حوالہ کیا جسکا نام وَد تہا عوف اوسکو اوٹھا لایا اور یہہ ودمۃ الجندل کے وادی قر
مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبدود رکہا اور وَد کے نام پر اول اُسکا نام کہا گیا اور
عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا پس اوسکی اولاد ہمیشہ
اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا کلبی نے کہا ہی
کہ مجہسے مالک بن حارثہ نے کہا کہ مینے ود کو دیکہا ہے اور میرا باپ مجہکو دودہ
لیکر ود کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہہ دودہ اپنے خدا کو پلا دے
مین اوسکو پلا دیتا تہا راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولید رضہ کو دیکہا
کہ اونہون نے اوسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خالد بن ولید رضہ کو اوسکے ڈہانے کے لئے بہیجا تہا عذرہ اور
عامر کی اولاد نے اونکو روکا آپ نے اونسے جہاد کرکے اونکو تیغ کیا
اور ود کو ڈہا ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دئے کلبی نے کہا ہے کہ مین نے
عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہسے ود کا حال اسیطرح بیان کر کہ گویا مین اوسکو
دیکہ رہا ہون اوسنے کہا کہ وہ ایک نہایت بڑے مرد کی صورت تہی

جسکا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا بنا یا گیا تہا ایک کو وہ تہد کئے تہا اور
ایک کو چادر اور اوسپر ایک تلوار تہی جسکو حائل کئے تہا اور شانہ مین کمان
ڈالے تہا اور سامنے اوسکے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش
جسمین تیر تہے - اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر اور نزار نے بہی مانا اسلئے اوسنے
سواع نامی بت ہذیل کی قوم مین سے ایک شخص کے حوالہ کیا جسکو حارث
بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر کہتے تہے اور یہہ بت
بطن نخلہ مین سے اوس جگہہ مین تہا جسکو وہاط کہتے ہین مضر کی قوم مین سے
جو اوسکے متصل تہے وہ اوسکی عبادت کیا کرتے تہے اور اسی باب مین ایک
عرب کے شخص نے یہہ مضمون باندہا ہے ؎ یون گرد اپنے قبلہ کے رہتے ہین معتکف
جسطرح ہون سواع کے چاروں طرف ہذیل اور عمرو بن لحی کا کہنا مدحج نے نانا اسلئے
اوسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کو حوالہ کیا یہہ بت یمن کے ایک ٹیلہ پر تہا مدحج
کی قوم اور جو اوسسے دوستی رکہتے تہے اوسکی پرستش کرتی تہی اور اوسکا کہنا ہمدان نے قبول کیا
تو یعوق کو مالک بن مرثد بن حیثم کے حوالہ کیا اور یہہ ایک گانو مین تہا جسکو صنوان کہتے
ہین اور ہمدان کی قوم اور اونکے موافق لوگ یمن مین سے اوسکی پرستش کرتے تہے اور اوسکا
کہنا حمیر نے مانا تو اوسنے نسر کو ذی الکلاع بن ناکور کی اس قوم کے ایک شخص کو حوالہ کیا جسکو معدیکرب کہتے تہے

اور یہہ بت سبا کی ایک جگہہ مین تہا جسکو نخلع کہا کرتے تہے اور حمیر اور اوسکی موافق
لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تہے غرضکہ یہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہے یہانتک کہ
ذو نواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتونکی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی
یہانتک کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا
اور صحیح بخاری مین حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو گہسیٹتا ہی
اور یہہ شخص وہ تہا جسنے اول سانڈ بنایا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسنے دین
ابراہیم کو بدلڈالا اور ابن اسحق کہتے ہین کہ مجہہ سے حدیث کی محمد بن ابراہیم بن حارث
تیمی نے کہ ابو صالح سمان نے اُس سے حدیث کی کہ اونہون نے حضرت ابوہریرہ رض
کو کہتے سُنا کہ وہ فرماتے تہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثم بن جون
خزاعی سے ارشاد فرماتے سُنا کہ ای اکثم مین نے عمرو بن لحی بن قمعۃ بن خندف
کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو کہینچتا ہی اور مین نے کسی مرد کو دوسرے سے
اتنا مشابہ نہین دیکہا جتنا تو اوسکی مشابہ ہی اور وہ تیری مشابہ ہی اکثم نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسکی مشابہت مجکو ضرر پونہچاویگی آپنے فرمایا کہ نہین
تو تو ایماندار ہی اور وہ کافر تہا وہ اُن لوگون مین سے اول ہی جسنے دین

ابن ابراهيم بن الحارث التيمي ان ابا صالح السمان حدثه انه سمع ابا هريرة يقول سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لاكثم بن الجون
الخزاعي يا اكثم رايت عمرو بن لحي بن قمعة بن خندف في النار فما رايت رجلا
اشبه به منك ولا به منك فقال اكثم اتخوفني يا رسول الله ان يضرني شبهه
فقال لا انك مؤمن وهو كافر انه

اسماعیلؑ کا بدلکر بتونکو کھڑا کیا اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو بنایا۔
ابن ہشام کہتے ہین کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی
طرف اپنے کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سے مارب مین آیا اور وہان اُن نونون
عمالقہ کی قوم تھی اور وہ اولاد عملاق بن لاذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی ہین اُنکو
دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہین پس اوسنے کہا کہ یہہ کیسے بت ہین جنکو تم پوجتے ہو اُنہون
نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور اگر اُنکی
ذریعہ سے نصرت چاہتے ہین تو فتح ملتی ہے اوسنے کہا کہ تم ایک بت انمین سے مجکو کیون
نہین دیتے کہ مین عرب کے ملک مین لیجاؤن اور وہ اوسکی پرستش کرین اونہون نے
اوسکو ایک بت دیا جسکا نام ہبل تہا وہ اوسکو مکہ معظمہ مین لایا اور نصب کرکے
لوگونکو اوسکی عبادت اور تعظیم کیواسطے کہا۔ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپنے
اور اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جب مکہ معظمہ مین رہے
اور آپکی اولاد اوسمین پیدا ہوئی اور بڑہگئی یہانتک کہ مکہ معظمہ اُنسے بہر گیا اور
اُنہون نے مکہ سے عمالقہ کی لوگونکو نکالدیا تو مکہ معظمہ اونپر تنگ ہوا اور اُن مین
آپسمین لڑائیان اور عداوتین ہوگئین اور بعضون نے بعضونکو نکالدیا یہہ لوگ
شہر و زمین اور معاش کی جستجو مین اِدہر اُدہر ہوگئے اور جس بات نے کہ اُنکو بتون اور

فاعبد دین من شئت فاعبد

وسبب الشائبة وهو اول الوصائل

وسمى الحامى فقال ابن هشام

حدثنى بعض اهل العلم

عن عمرو بن يحيى بن مازن

قال عمرو بن يحيى خرج من

مكة الى الشام فى بعض امور

قال مارب من ارض البلقاء وهى

يعبدون فقال لهم ما هذه

فقال هذه اصنام نستمطر بها

فنستنصر فقال افلا تعطون

فنستنصر بها فاعطوه

صنما فقال له اذهب فقم

فنصبه ثم امر الناس بعبادته

فقال هشام وحدثنى

استغيل الناس مكة

فكثروا واحتى فلا واقلا

ونقوا من كان بها من العمالق

مناقت عليهم مكة فوقعت

بينهم حروب والعداوات

فخرج بعضهم بعضا فتفرقوا فى

البلاد والتمسوا المعاش وكان

الذى جمعهم وافناهم عبادة الاوثان

پتھرونکی پرستش پر برانگیختہ کیا وہ یہہ ہی کہ جب کوئی سفر کرنیوالا مکہ معظمہ سی باہر
جاتا تھا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سی حرم شریف کا ایک پتھر اپنی ساتھ
اوٹھالیجاتا تھا اور جہان وہ لوگ ٹھہرتے تھے وہان اوس پتھر کو رکھکر اوسکے
گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق مین کیا کرتے تھے اور
باوجود اسکے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے
کعبہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے پھر اونہون نے جس
چیز کو اچھا جانا اوسکی عبادت کی اور جس بات پر وہ تھے اوسکو بھول گئے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو دوسرے دین سی بدلڈالا کہ بتونکی عبادت
کرنے لگے اور اوس طریق پر ہو گئے جس پر اونسی پہلی قومین تھی اور جن بتونکو
حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عبادت کرتی تھی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے
اونمین حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی وقت کی باتین بہی باقی تھی جنمین
اونکا تمسک تھا یعنی خانہ کعبہ کی تعظیم کرنی اور اوسکا طواف کرنا اور حج اور عمرہ
اور عرفات اور مزدلفہ مین ٹھہرنا اور اونٹونکی قربانی بھیجنی۔ اور نزار کی قوم اپنے
لبیک کہنے مین یون کہا کرتے لبیک لبیک لاشریک لک لبیک الاشریک ہو لک
تملکہ وما ملک اور سب سی پہلے جسنے دین حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلا
بن حامر ہون تیرا کوئی شریک نہین مگر ایک ساجھی جو تیرا ہی ہو اور اسکا
مالک ہی اور وہ مالک نہین ۱۲

اور بت کھڑے کئے اور سانڈ چھوڑے اور وصیلہ اور حامی خانے عمرو بن ربیعہ تھا اور
ربیعہ لحی بن حارثہ ہے اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہے اور عمرو کی مانھیرہ عامر بن
حارث کی لڑکی تھی اور یہ حارث وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تھا جب
عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے بابین جھگڑا اور اوسکے لئے کشت و
خون کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر چڑھائی کی اور آخر کو ان پر فتح پاکر کعبہ
سے اونکو جلا وطن کر دیا اور مکے کے شہرون مین سے نکالدیا اور بیت الٰہی کی
دربانی کا متولی ہوا پھر وہ سخت بیمار ہوا تو اوس سے کسی نے کہا کہ شام کی زمین بلقا
مین ایک گرم چشمہ ہے اگر تو وہان جاویگا تو اچھا ہو جاویگا وہ اُس چشمہ پر آیا اور
اُسمین نہایا اور اچھا ہو گیا اوسنے وہانکی لوگونکو دیکھا کہ بت پوجتے ہین اوسنے کہا کہ
یہہ بت کیسے ہین اونہون نے کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے مینہ کی درخواست کرتے
ہین اور دشمن پر اونکی باعث فتح چاہتے ہین پھر اُسنے اونسے سوال کیا کہ انمین سے
مجکو بھی دو انہون نے دیدیا وہ اونکو مکہ مین لے آیا اور کعبہ کے گرد اُنکو کھڑا کیا اور عرب
کے لوگون نے بت مقرر کئے اونمین سب سے پہلا بت منات تھا اور یہہ دریا کے کنارے مشلل کے
ایک طرف تھا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہے کھڑا ہوا تھا اور سب عرب
اسکی تعظیم کرتے تھے اوس اور خزرج اور جو لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین آتے تھے

فنصبت الاوثان وسیبت السوائب
ووصل ذلک الی صبیۃ
الحامی عمرو بن ربیعۃ وھما
من بنی بن حارثۃ وھو ابن
خزاعۃ وکانت امر عمرو فیھا
بنت عامر بن الظرب العدوانی
فلما بلغ عمرو بن لحی بلغ الکاھن
وکان ھو الذی یلی بیت الکعبۃ
وھو بنی البیت یعمل فیہ
الکعبۃ وفلقہ من بلاد مکۃ
ان بالبلقاء من الشام حمۃ ان
فاتاھا فاغتسل منھا فبرأ
بعبدون فرأی اھلھا
فسألھم عما
فقالوا
فقال لھم
فقالوا
واتخذت العرب الاصنام وکان
وکان

ومن یکن المشلل وھی قریۃ بین مکۃ
والمدینۃ وکانت الاوس والخزرج
تعظمہ وکانت لھم
ومن یکن

اور قریب کی جگہون کے لوگ اوسکی تعظیم کرتے تہی اور اوسکی واسطے ذبح کرتے
اور قربانیان بہیجتے تہی اور اوس اور خزرج سے زیادہ اوسکی تعظیم کوئی نکرتا تہا
ہشام کہتے ہین کہ مجہ سے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن ابی
عبیدہ سے اور اوسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ اوس اور خزرج اور
اہل یثرب وغیرہ کی عرب جو اونکی ہمسایہ تہی حج کرتے تہی اور سب ٹہرنیکی جگہہ مین وقوف
کرتے تہی مگر اپنا سر نہین منڈاتے تہی اور جب اپنی مکانونکو واپس جاتے تہی تو اوس
بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تہی اور اوسکی پاس ٹہرتے تہی اور اپنی حج کو
بدون اس فعل کے پورا نجانتی تہی اور سنات ذلیل اور خراعہ کا تہا پس آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال مین بہیجا آپ نے
اوسکو ڈہا ڈالا پہر اُن لوگون نے لات کو طائف مین بنایا اور یہہ بت منات سے نیا تہا
اور ایک مربع پتہر تہا اوسکی خادم ثقیف مین سے تہی اونہون نے اوسپر مکان بنایا
تہا اور قریش اور تمام عرب والے اوسکی تعظیم کرتے تہی اور اسیکی نام سے عرب والے
زید اللات اور تیم اللات نام رکہا کرتے تہی اور یہہ بت اوسجگہہ تہا جہان آج
مسجد طائف کا بایان مینار ہی اور یہہ اسیطرح رہا یہانتک کہ ثقیف کی لوگ
مسلمان ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بہیجا اونہون نے

اُسکو توڑکر آگ سی جلا دیا - بعدہٗ لوگون نے عُزّی کو بنایا جولات کی نسبت کرتیا تہا
اُسکو ظالم بن اسعد نے مقرر کیا تہا یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عراق کے اوپر
تہی لوگون نے اسکے اوپر مکان بنایا تہا اور اوسمین سی آواز سُنا کرتے تہی ہشام کہتے
ہین کہ میری باپ نے ابو صالح سی اور اوسنے ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ عزّی ایک
ببُول تہی بطن نخلہ مین تین درخت پر رہا کرتی تہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مکہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان
تین درخت ملینگے اونمین سی پہلے کو کاٹ ڈالنا اونہون نے تعمیل ارشاد کی اور وہان
آکر اول درخت کو کاٹ ڈالا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے
آپنے پوچہا کہ تمنے کچہہ دیکہا اونہون نے عرض کیا کہ کچہہ نہین آپنے فرمایا کہ اب دوسرے کو کاٹو
جب اُسکو بہی کاٹکر وہ واپس آئے تو آپنے پوچہا کہ تمنے کچہہ دیکہا عرض کیا کہ نہین آپنے ارشاد
فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ تشریف لیگئے اور دیکہا کہ ایک حبشن بال بکہیرے ہوئے اور ہاتہ
سونڈہی پر رکہی دانت بجاتی ہی اور اوسکی پیچہے اوسکا خادم ہی حضرت خالد بن ولیدؓ
نے فرمایا کہ مین تجکو نہین مانتا تو پاک نہین مین نے دیکہا کہ خدا تعالیٰ نے تجکو ذلیل کیا
پہر ایک ضرب ماری کہ اوسکا سر چیر دیا پہر جو دیکہا تو وہ کویلہ ہوگئی پہر درخت کو کاٹا
اور خادم کو مار ڈالا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آکر ماجرا عرض کیا

فقال تلک العزّی ولن تعبد ابدا

العزّی وہی نخلۃ کان السعد بن اسعد ظالم

بوادی نخلۃ فوق ذات عرق

وبنوا علیہا بیتا وکانوا یسمعون

منہ الصوت فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس

قال کانت العزّی بیتا بنخلۃ یہا

بطن نخلۃ فلما افتتح

وآلہ وسلم مکۃ بعث خالد بن الولید فقال

بطن نخلۃ فانک تجد ثلاث سمرات

فاقطع الاولی فاتاہا فقطعہا فاتی

فقال ما رأیت شیئا

فاقطع الثانیۃ فاتاہا فقطعہا فاتی

فقال ما رأیت شیئا

فاقطع الثالثۃ فاتاہا فقطعہا فاتی

فقال ما رأیت شیئا

فقال ما رأیت شیئا

فاقطع الثالثۃ فاتاہا فقطعہا فاتی

فقال ما رأیت شیئا

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال تلک

شیئا قال لا قال فاقطع الثالثۃ فاتاہا فاذا ہو بحبشۃ

ناشرۃ شعرہا واضعۃ یدہا

علی فاہا فقام یضربہا بالسیف

ساداہا فقال تلک

ہل لا یستنکر انی رأیت

فقال ما رأیت شیئا

فقال ما رأیت شیئا

فقال ما رأیت شیئا

آپنے فرمایا کہ یہہ عزی تھی اسکے بعد عرب والون کے لئے کوئی عزی نہین ہشام
کہتے ہین کہ قریش کے لئے کعبہ کے اندر اور اوسکے گرد اور بہت سے بت تھے اور اُن
سب مین بڑا اُنکے نزدیک ہُبل تھا اور مین نے ایسا سُنا ہی کہ وہ سرخ عقیق کا بنا ہوا
انسان کی صورت داہنا ہاتھہ ٹوٹا ہوا تھا اور عرب کو ایسا ہی ملا تھا انہون نے اوسکا
ہاتھہ سونے کا بنایا اور جسنے اوسکو اوّل کھڑا کیا تھا وہ خزیمہ بن مدرک بن الیاس
بن مضر تھا اور یہہ خانہ کعبہ کے اندر تھا اور اوسکے سامنے تیر تھے اونمین سے ایک مین
صریح لکھا ہوا تھا اور دوسرے مین ملصق لوگون کو جب کسی لڑکے مین شک
ہوتا تو ہبل کے واسطے قربانی کرتے پھر تیر مارتے اگر صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے
اور اگر ملصق نکلتا تو اوسکو ٹالدیتے اور اگر کسی کام مین جھگڑتے یا سفر کا ارادہ
کرتے تو اوسکے پاس جاتے اور تیر سے اوسکی سامنی بانٹی ڈالتے اور یہہ وہی بت تھا
جسکو احد کی لڑائی مین ابوسفیان نے کہا تھا کہ اُعلُ ہبل اور اوسکے جواب مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوسکو کہدو کہ اللہ اعلیٰ واجل — اور اونکے
بت اساف اور نائلہ تھی یہہ دونو مرد اور عورت تھی جنہون نے خانہ کعبہ مین زنا کیا تھا
اللہ تعالیٰ نے اونکو پتھر بنا دیا تھا وہ دونو بیت اللہ کے پاس اسلئے رکھی گئی تھی کہ
اونسے لوگ نصیحت پکڑین جب وہ مدت تک رہی اور دوسرے بت پوجے گئے وہ دونون بھی

پوجی گئی اور بہت سی بت دوس کے اور بنی جارث اور قضاعہ اور مزینہ اور طی اور خولان کے
تہے اور ایک بت بنی ملکان کا تہا جسکا نام سعد تہا اور بنی ملکان کے ایک شخص کے اوسکا عجیب
قصہ ہوا کہ اوس شخص نے اُسکی طرف قصد کیا اوسکا اونٹ اوسکی پاس سے ہر طرف بہاگنے لگا
اوسنے غصہ ہوکر اوس بت کے ایک پتہر مارا اور یہہ قطعہ پڑہا **قطعہ**

سعد کی پاس ہم آئی تہی کہ ہو جمعیت	کر دیا اوسنے پریشان نہ کبہی ہو وہ نیک
نہ بلاتا ہی ہدایت پہ نہ گمراہی پر	ہی تنوفہ کی زمین مین وہ فقط پتہر ایک

اور ایک بت عمرو بن جموح کا تہا جسکو اوسکی گہر مین لوگون نے رکہا تہا جب اوسکی
قوم کے کچہہ لوگ مسلمان ہوگئے تو رات کو اوس بت کو اوٹہا کر نجاست کی جگہہ مین
ڈالدیتے عمرو اوسکو ڈہونڈہتا پہر دہو کر خوشبو لگاتا جب رات ہوتی اور سوتا تو پہر لوگ
کچہہ ویسی ہی حرکت کرتے ایک رات عمرو نے اوسکی گردن مین تلوار ڈالدی اور کہا کہ اگر
تجہہ مین کچہہ خوبی ہی تو اس تلوار سے روکنا جب اندہیرا ہوا تو لوگ اوسپر دوڑ پڑے
اور تلوار اوسکی گردن مین سے نکال لی پہر ایک مرا ہوا کُتّا لیکر اوسکو اوس بت کی ساتہہ
ایک رسی مین باندہکر ایک کنوئین مین ڈالدیا جب عمرو نے بت کو دیکہا کہ اپنے آپ کو نہین
بچا سکتا تو یہی موجب اوسکے مسلمان ہونیکا ہوا اور سبا بہین اوسنے یہہ کہا
کہتا ہون مین یہہ قسم سے جو تو ہوتا معبودہ جاہ مین قرن کے ہوتا نہ تو کُتے کی سات ۔ آخر عمر تک جو اُسنے کہی ہین

فصل اور بت پرستی مین جو شیطان مشرکون سی کہیلتا ہی تو اوسکی بہت سی سبب ہین
ہر ایک قوم سی اُنکی عقل کے موافق کہیلتا ہی پس ایک جماعت کو تو مردونکی تعظیم کی
جہت سی جنکی مورتین اونکی قبرونپر بنا رکہی ہین بتونکی پرستش کیطرف بلایا اور اسی
جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگونکو جو قبرونپر مسجدین بناوین اور
چراغ جلاوین لعنت فرمائی اور قبرونپر نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور اپنی رب پاک سی
درخواست کی کہ میری قبر کو بت مت بنانا جسکی عبادت کیجاوی اور اپنی امت کو
اسبات سی منع فرمایا کہ آپکی قبر کو عید ٹہہراوین اور ارشاد فرمایا کہ سخت ہوا غصہ
الہہ تعالی کا ایسی قوم پر جنہون نے اپنی نبیونکی قبر کو مسجد بنایا اور حکم کیا قبرون کے
برابر کرنے اور تصویرون کے مٹانیکا مگر مشرکون نے یا تو جہالت سی یا توحید والونکی عناد
کے جہت سی آپکا خلاف ہی اُن سب امورمین کیا اور عوام مشرکونپر تو یہی وجہ غالب ہے
لیکن اونکی خاص لوگون نے بتونکو اسلئے مقرر کیا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ یہ بت اُن ستارونکی
صورتونپر ہین جو اُنکی عندیہ مین عالم مین تاثیر کرتے ہین اور اونکی مکان اور خادم مقرر کیے ہین
اونمین سی ایک مکان پہاڑ کی چوٹی پر اصفہان مین ہی اور تین مکان صنعا مین تہے اونکو
کسی مشرک نے زہرہ کے نام سی بنوایا تہا۔ حضرت عثمان بن عفان رض نے اونکو اجاڑ ڈالا
اور اُنمین سی ایک مکان تہا جسکو بادشاہ قابوس نے آفتاب کی نام پر شہر فرغانہ مین

بنا یا تہا اوسکو معتصم باللہ نے خراب کردیا اور اس قسم مین سب قومون سی سخت تر ہنود ہین یحیی بن بشر نے کہا ہی کہ ہنود کے طریق کو ایک شخص نے ایجاد کیا جسکو بہرمن کہتی ہین اور اونکی لئی بت بنائی اور اُن بتونکی مکانات مین سب سی بڑا مکان سندہ کے شہرونمین سی ایک شہر مین مقرر کیا اور اوسمین اُنکا سب سے بڑا بت رکہا اور یہہ لوگ کہتی ہین کہ وہ بت بڑی مہولا کیصورت پر ہی اور یہہ شہر حجاج کے عہد مین مفتوح ہوا مسلمانون نے اُس بت کا اکہاڑنا چاہا اونسی کہا گیا کہ اگر تم اوسکو چہوڑ دوگے تو جو کچہہ یہان مال جمع ہوا کرتا ہی اوسمین سی ہم تمکو نہائی مقرر کردینگے عبد الملک نے اوسکی چہوڑنیکا حکم دیا اور ہنود اوسکی زیارت کو مقدار دو ہزار فرسخ سی آتے ہین اور جو شخص اوسکی زیارت کو آتا ہی اوسکو ضرور ہی کہ اپنی ساتہہ جسقدر ہوسکی نقدی سونا سی لیکر وسہنہ ارتک لاوی اور وہان جو بڑا صندوق ہی اوسمین ڈالدی اور اِس مذہب والے مشرک صابئین ہین اور یہی لوگ ہین کہ شرک کی باطل کرنیمین اونسی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مناظرہ کیا تہا اور اپنی علم سی انکی حجت توڑدی تہی اور ہاتہہ سی اونکے بت توڑدئی تہی اور یہہ مذہب پرانا ہی اور اس مذہب کے لوگ بہت فرقے ہین ایک وہ ہین کہ آفتاب کو پوجتے ہین اور کہتی ہین کہ وہ ایک فرشتہ ہی کہ نفس اور عقل رکہتا ہی اور وہ چاند اور ستارون کے نور کی اصل ہی اور نیچے کی موجودات سب اُس سی ہین

اور اوسکے لئے ایک بت بنالیا جسکی ہاتھہ مین ایک جواہر آگ کے رنگ کا ہی اور اوسکا
ایک خاص مکان ہی جسکی واسطے بہت سی گانون اور زمینین وقف ہین اور اوسکی
بہت سی خادم اور دربان ہین لوگ اوس مکان مین آتے ہین اور عبادت کرتے
ہین اور شفا مانگتی ہین اور جب سورج نکلتا ہی تو سب کے سب اوسکو سجدہ کرتے
ہین اسیطرح جب غروب ہوتا ہی یا ٹھیک دوپہر ہوتا ہی تب سجدہ کرتے ہین اور
بہین وجہ ان وقتونمین شیطان سورج سی ملا رہتا ہی تا کہ مشرکون کی عبادت
اور سجدہ اوسکی لئی ہو اور اسیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وقتونمین
نماز پڑہنی سی منع فرمایا۔ اور ایک اور جماعت ہی جسنی چاند کیواسطی ایک بت بنایا ہی
اور کہتی ہین کہ وہ نیچے کے عالم کا تدبیر کرنیوالا ہی۔ اور بعضی اونمین سی اون بتونکی
پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنی زعم مین اونکی روحانیت کی شکل
پر بنایا ہی اور اگر تمکو اسپر اطلاع پانیکا قصد ہو تو کتاب سر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم
مین جو ابن خطیب رازی کیطرف منسوب ہی دیکھو اوس سے تمکو بتون کے پوجنی کا بہید اور
اوس عبادت کی کیفیت اور شرطین معلوم ہو جاوینگی اور بتون کی عبادت کے
اسباب مین سی یہہ بہی ہی کہ شیطان بتون کے اندر گہسکر لوگون سی گفتگو کرتی
ہین اور بعضی غائب باتین اونکو بتاتی ہین تو جاہل لوگ گمان کرتی ہین کہ خود بت بولتا ہی اور انمین سی عاقل

یہہ کہتی ہین کہ اجرام علوی کی روحانیت ہی اور یہہ لوگ زمین کے باشندون مین اکثر ہین اور
اسی نظر سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی صحت کو پہنچا ہی کہ دو زخ کی ارسال ہر ہزار
مین سی نوسو ننانوے ہین **فصل** اور بتون کی عبادت کا سبب ایک یہہ ہی کہ مخلوق کے
باہین مبالغہ کرنا اور اوسکی رتبہ سی زیادہ مرتبہ دینا یہانتک کہ اوسکی لئی ایک حصہ معبود ہونیکا
مقرر کیا جاوی اور خدا تعالی کے ساتھہ مشابہت دیجاوی اور یہہ وہی مشابہت ہی
جسکو اللہ تعالی نے باطل فرمایا اور اوسکی انکار کیواسطی اور ایسی لوگونپر رد کرنیکی لئی
اپنی رسولونکو بھیجا غرضکہ اللہ تعالی نفی کرتا ہی اور منع فرماتا ہی اس سی کہ اوسکی غیر کو
اوسکا مثل اور مشابہہ کیا جاوی نہ یہہ کہ اوسکو خود اوسکی غیر سی تشبیہ دیجاوی کیونکہ ان مشہور قومون
مین کوئی قوم ایسی نہین جسنی خدا تعالی کو اوسکی مخلوقات مین سی کسی چیز کی مثل ٹہہرایا ہو
بلکہ شرک والون کی جماعت مین مشہور مبالغہ اوس شخص کی شان مین جسکی تعظیم کرتے ہین یہہ ہی
کہ اوسکو خالق کے ساتھہ تشبیہ دیتی ہین بلکہ اوسیکو خود خدا اور معبود ٹہہرالیتی ہین جس سی خوف
رجا کیجاتی ہی اور ہر ایک مشرک اپنی خدا اور معبود کو اللہ پاک سی تشبیہ دیتا ہی گو سب جہان
سی اوسکو تشبیہ خدا سی نہین دیتا یہانتک کہ جو لوگ خدا کو نقصان اور عیبون سی موصوف کرتی ہین مثلا کہتی ہین
کہ خدا فقیر ہی اور اوسکا ہاتھہ بند ہی اور جب اوسنی عالم کی بنا سی فراغت پائی تو آرام کیا اور جو لوگ اوسکی لڑکا
اور جورو بتاتی ہین اونکا قصد یہ نہین ہوتا کہ مخلوق کو اسباب مین اصل ٹہہراوین اور اسیواسطی اللہ پاک کو ان صفات سی وصف کرنا باطل ہی

اسواسطے کہ یہہ اوصاف تو خود اپنے آپ نقصان اور عیب ہین ان اوصاف سے
خدا تعالی کے موصوف ہونیکا باطل ہونا اسوجہ سے نہین کہ یہہ امر تشبیہ اور تمثیل کے
پس خدا تعالی سے ان اوصاف کے نفی کرنے مین اِن اسبات پر توقف نہوگا کہ تشبیہ کا نہونا
ثابت کیا جاوے جیسے بعض باطل کلام والے کہتے ہین یعنی اونہون نے تصریح کی ہے کہ کوئی
دلیل عقلی خدا تعالی سے نقصان اور عیب اٹھانیکی نہین اُس سے جو نقصان اور عیب
کی نفی کرتے ہین تو صرف اسواسطے سے کہ نقصان اور عیب سے مشابہت دینی اور مثل کا
ثبوت لازم آتا ہے اور اِس تقریر والون سے جب ہم کہ خدا تعالی کو اُن اوصاف
سے موصوف بناتے ہین یہہ کہتے ہین کہ ہم اِن اوصافکو خدا تعالی مین اسیطرح ثابت
کرتے ہین کہ اوسکی مخلوق انمین اوسکی مثل نہو مثلاً ہم جو اوسکے لئے فقیری اور جہل
اور بچہ ثابت کرتے ہین تو اسطرح کہ اوسمین اوسکی مخلوق مشابہ نہو جیسے تم اُسکے لئے علم و قدرت
اور زندگی اور سننا اور دیکھنا ایسا بتاتے ہو جنمین اُسکی مخلوق مشابہ نہین پس ہمارا
کہنا اور تمہارا کہنا خدا تعالی کے لئے کوئی چیز ثابت کرنیمین برابر ہے تو اُن سے اِنکا
قول باطل نہوسکیگا اور مناظرہ مین برابر ہونگے کیونکہ کلام والون نے اون سے یہہ کہا تھا
کہ خدا تعالی سے نقصان عیب برطرف ہونیکے لئے کوئی دلیل عقلی قائم نہین ہوتی اوسکا
نہونا صرف تشبیہ اور تمثیل کے لازم آنے کی جہت سے ہے اور اوسکے لئے صفات السیطر

ثابت کئی جسمین تشبیہ نہ لازم آوی - اور طرفانی نے اُنکی جوابمین کہا کہ ہم بہی یہی
کہتی ہین تو اب اول فریق کو کوئی جواب نرہا اور جب اول فریق کے بعض لوگون نے
جانا کہ یہہ اعتراض ہمپر ضرور ہی پڑیگا تو اونہون نے دلیل اجماع کیطرف گریز کی اور کہا
کہ ہمنے تو نقصان اور عیب کو خدا تعالی سی اجماع کی دلیل سی نفی کیا ہی اور اونکے
عندیہ مین یہ ہے کہ اجماع کی دلیلین ظنی ہوتی ہین یقین کو مفید نہین ہوتی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک یقین اور علم کامل اسبات پر نہین کہ خدا تعالی نقصان اور
اور عیب سی مبرا ہی - اور اہل سنت کا یہ قول ہی کہ الہہ پاک کا نقصان اور عیب سی پاک
کرنا واجب بذات خود ہی جیسی صفات کمال اور حمد کا ثابت کرنا واجب بذاتہ ہی اور یہی
بات عقلون اور سرشتون اور تمام کتب الہی مین ہر پیغمبر سی ظاہر تر ہی اور عجیب بات یہہ ہے
کہ یہ لوگ جو بات خود بخود معلوم ہے کہ پیغمبر اوسکو لائی ہین اور الہہ تعالی کو اوس سے
موصوف کیا ہی اور عقلین اور سرشتین اور دلیلین اوسپر دلالت کرتی ہین) اُسکی طرف
جہکے اور اوسکی نفی کی اور کہا کہ اوسکا ثابت کرنا مستلزم خدا تعالی کے جسم ثابت
کرنے اور مشابہت دینے کا ہی اس سی ثابت ہوا کہ جس چیز کو وہ خدا تعالی کی لئی ثابت کرتے
ہین اور جسکو اوس سی دور کرتے ہین اُنمین انکا قدم نہین جما اور ایسی بات کیطرف جو
خود بخود اور سرشتون اور عقلون اور تمام کتب الہی سی ثابت ہی یعنی الہہ تعالا کا پاک کرنا

نقصانون اور عیوب سے اوسکی طرف آئی اور یہ کہا کہ عقلی دلیلون مین کوئی نہین جو نقصان
وعیب کو خدا تعالیٰ سے دور کرے بلکہ جن دلیلون سے تشبیہ دور ہوتی ہے اونہین سے اسکو
بھی ہم دور کرتے ہین اس سے بڑھکر رسوائی دوسری نہین - بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ عیب
اور نقصان اوسکی کمال مقدس کے خلاف ہین اور وہ ذات پاک اونکی ضدون اور
ہر طرح سے مخالف چیزون سے موصوف ہے اور ان نقصانون کا ہونا عقلون کے نزدیک
تشبیہ کی نسبت کہ ظاہر تر اور زیادہ کھلا ہوا ہے اور ہو بھی نہین سکتا کہ ان نقصانونکو
خدا تعالیٰ کے لئے ایسیطرح ثابت کیا جاوے کہ اونمین اوسکی مخلوق اوسکی مشابہ نہو -
اور مقصود یہ ہے کہ امتونمین کوئی ایسی نہین ہوئی جسنے خدا تعالیٰ کو اوسکی مخلوق کے مشابہ
کیا ہو اور مخلوق کو اصل ٹھہراکر پھر خدا تعالیٰ کو اسکی ساتھ تشبیہ دی ہو بلکہ تمثیل اور
تشبیہ اسطرح امتون مین ہوئی ہے کہ اپنے بتون اور معبودون کو خدا ہونے مین خدا تعالیٰ
کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہہ تشبیہ بتون کی پرستش مین اصل ہے اہل کلام نے
اس تشبیہ سے اور اوسکی باطل کرنیسے تورد گردانی کی اپنی توجہ کو خدا تعالیٰ کی
مشابہت خلق کے ساتھ انکار کرنیکی طرف مصروف کیا جسکی قائل کوئی امت
نہین معلوم ہوئی اور اوسمین یہانتک مبالغہ کیا کہ خدا تعالیٰ سے صفات کمال کی بھی
نفی کردی - اور یہہ مقام بہت ہی ضروری اور مفید ہے اور فرق بتاتا ہے درمیان اس چیز کے جس سے

خود اپنی ذات کو بری فرمایا اور جو لوگ مشرک مشابہت دینے والے اور خدا تعالے کے
ساتھہ اوسکی مخلوق کو برابر کرنیوالے ہین اونکو اوس سے مذمت کی اور درمیان اسباب
کے جسکو فرقہ جہمیہ جو خدا تعالی کو صفات کمال سے عاری بتاتے ہین نفی کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ قرآن اوسپر دلالت کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید اسبات سے پر ہے کہ مخلوقات
مین مشابہت اور مثل رب کی ہونا باطل ہے غرضکہ قرآن سے مقصود یہی بات ہے کہ جس
عقیدہ پر شرک کرنیوالے اور تشبیہ دینے والے خدا تعالی کے ساتھہ اوسکی غیر کو
برابر کرنیوالے ہین وہ عقیدہ باطل ہے اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَندَادًا وَّ
سورہ بقرہ اللہ کے برابر کوئی اور تم
أَنتُمْ تَعْلَمُونَ اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا یعنی ان لوگون کے
جانتے ہو
اور بعضے لوگ ہین جو کہ رہے ہین اللہ کی برابر اور اوروں کو
مخلوق کو خالق کے مثل ٹھہرایا اسلئے کہ مذ کی معنی مشابہ کی ہین یہ بولتے ہین کہ فلان شخص
فلان کا مذ اور ند ہے یعنی اوسکا مثل اور مشابہ ہے اور انہین معنونین حسان رض کے شعر مین
مذ کا لفظ آیا ہے جسکا مضمون یہہ ہے ؎ کیا اسکی بدی کرتا ہے جسکا تو نہین مثل ٭ تم دونون سے
بہتر یہہ ہو قربان جو ہو بدتر ٭ اور اسی سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد اوس شخص کو
جسنے آپ سے یہہ عرض کیا کہ جو اللہ نے چاہا اور آپنے چاہا آپنے فرمایا کہ کیا تو نے مجھکو خدا کا مذ ٹھہرایا اور جریر کے شعر مین ند
اور ند دونو انہین معنونین مین آئے ہین اور اسکا ترجمہ یہہ ہے ؎ تم بنا چاہتے ہو میرے مثل ٭ کب ہوا تم سا مثل سب لے کے
اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ اسمین اسباب سے منع کیا کہ خدا کے لئے اوسکی مخلوق سے کوئی مثل بنا دین
سورہ نحل تعالی اللہ کبیرا

ہذا ما وجدت

اِس سے منع نہین کیا کہ خود الٰہ تعالیٰ کو اوسکی مخلوق کی مثل بتاوین کیونکہ اسکا قائل
کوئی نہین سب لوگونکی نظر وہین خدا تعالیٰ اس امر سے بڑا اور اعظم اور اکبر ہی مگر تشبیہ
دینیوالے مشرک جسکی تعظیم کرتے ہین اوسکی بابہین یہ کرتے ہین کہ اوسکو خالق سے
تشبیہ دیتے ہین اور اللہ تعالیٰ تمام خلق کے سبونہین اسبات سے بڑا ہی کہ اوسکی غیر کو اصل
ٹہہراوین پہر اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دین اسلیے کہ جو شخص اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دیتا
ہے وہ حال سے خالی نہین یا تو اوسکی تعظیم کی قصد سے ہی تب تو اس تشبیہ مین اوسکی
تعظیم نہوگی کیونکہ سب بڑونکی بڑکو ایسی چیز سے تشبیہ دی جو اوس سے کمتر ہی بلکہ عظمت اور
بڑائی مین مشبہ اور مشبہ بہ مین کچھہ نسبت نہین اور کوئی عاقل ایسا نہین کیا کرتا یا تشبیہ
سے خدا تعالیٰ کو گھٹانا منظور ہی تو اوسکو ناقصون اور بُرون سے تشبیہ دی ہوتی نہ کاملون
اور قابل مدح شخصون سے اور اسی سے ہی اللہ تعالیٰ کا فرمانا وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ یعنی نہین
اوسکے جوڑ کا کوئی اور یہہ نکہا کہ نہین ہی وہ کسیکے جوڑ کا اور اسیطرح اللہ تعالےٰ کا
ارشاد لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اِس سے اسبات کی نفی مقصود ہی کہ کوئی اوسکے
نہین اوسکی مثل کا کوئی اور وہی سنتا دیکھتا ہے
ساتہہ شریک یا معبود ہو جو عبادت اور تعظیم کا مستحق ہو یہہ مقصود نہین کہ اوسکی صفات
کمال اور خلق کی اوپر بڑا ہونا اور اپنی کتابونکو ملفوظ کرنا اور رسولون سے کلام کرنا اور
ایماندارون کا اوسکو اپنی آنکہون سے علانیہ دیکہنا جیسے آفتاب و ماہتاب کہلے آسمان مین

معلوم ہوتے ہین یہہ سب باتین منفی ہون اِسلئے الٰہہ تعالی نے اس قولکو اُن
مشرکون کے رد کرنیکے مضمون مین ذکر فرمایا ہی جنہون نے اوسکے سوا اوروں
کو
ولی بنا رکھی ہین چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ اللّٰہُ
اور جنہون نے پکڑی ہین اوسکے سوای رفیق
حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِوَکِیْلٍ وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ
اور تم نہین اوسکے اوپر کارساز اور اسیطرح اوتارا ہمنے تمپر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سناوے
اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَہَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْہِ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ
بڑی آبادی کو اور اوسکے آس پاس والون کو اور خبر سناوے جمع ہونیکے دن کی جسمین شک نہین ایک فرقہ بہشت مین اور ایک فرقہ آگ مین
وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَہُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ وَالظّٰلِمُوْنَ
اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کر دیتا ایک ہی فرقہ پر وہ داخل کرتا ہی جسکو چاہی اپنی مہر مین اور گنہگار جو ہین
مَا لَہُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ فَاللّٰہُ ہُوَ الْوَلِیُّ وَہُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی
اونکا کوئی نہین رفیق اور نہ مددگار کیا اونہون نے پکڑے ہین اوسکے سوا رفیق سو اللہ جو ہی وہی کام بنانیوالا اور وہی جلاتا ہی
وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْءٍ فَحُکْمُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبِّیْ عَلَیْہِ
مردی اور وہ ہر چیز کر سکتا ہی اور جس بات مین ہو تمکو کوئی چیز ہو اوسکی چکوتی حوالہ ہی اللہ کے پاس اللہ ہی میرا رب اوسپر
تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ
بھروسا کیا اور اوسکی طرف پھرتا ہون پیدا کرنیوالا آسمانون کا اور زمین کا بنا دیا تمکو تمہی مین سے جوڑے اور چوپایون
الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یَذْرَؤُکُمْ فِیْہِ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ لَہٗ مَقَالِیْدُ
مین سے جوڑے پھیلاتا ہی تمکو اسطرح نہین اوسکی برابر کوئی اور وہی ہی سنتا دیکھتا
تامل کرو کہ اس نفی کو توحید کے ثابت کرنے اور اُس بات کے باطل کرنے
کے لئے جسپر شرک والی ہین کیسی ذکر فرمایا یعنی وہ لوگ جو اپنے معبودون اور
دوستونکو خدا تعالی کے ساتھہ تشبیہ دیتے تھے یہانتک کہ اُنکی عبادت کرتے تھے
اوسکو باطل کرنیکی لئے لیس کمثلہ شی فرمایا مگر تحریف کرنیوالون نے اوسکو بدلدیا اور
خدا تعالی کی صفات کمال کی نفی مین اور اوسکے ناموں اور افعال کی حقیقتونکی

سونے مین اوسکو اپنی سر پر بنایا **فصل** اور شیطان کے داو اور کھیل سے ہی جو آتش پرستی سے کھیلتا ہی کہ اونہون نے آگ کو اپنا خدا اور معبود ٹہرایا اور بعضے کہتے ہین کہ آتش پرستی قابیل کے حسد سے ہی کہ اوسنے جب اپنے بھائی ہابیل کو مارا اور حضرت آدم علیہ السلام اپنے باپ کی خوف سے بھاگ گیا تو ابلیس نے اوسکی پاس آکر کہا کہ ہابیل کی جو قربانی مقبول ہوئی اور اوسکو آگ کہا گئی اوسکی وجہ یہ تہی کہ ہابیل اوسکی خدمت اور عبادت کیا کرتا تہا تو بہی آگ کو قائم کر کہ تیرے لئے اور تیری بعد کے لئے مفید ہو اوسنے آگ کا ایک مکان بنایا تو اول وہی ہوا جسنے آگ کو قائم کرکے اوسکی پرستش کی اور یہہ مذہب مجوس مین چلا گیا اونہون نے آگ کیواسطے بہت سے مکانات بنائی اور وقف اور خادم اور دربان مقرر کئے اور ایک لحظہ کو اوسکو نہ بجہنے دیا چنانچہ ایک مکان اوسکی واسطے افریدون نے طوس مین بنایا اور دوسرا بخارا مین اور بہمن نے اوسکی لئے ایک مکان سجستان مین بنایا اور ابو قباد نے ایک مکان بخارا کے اطراف مین بنایا اور آتش پرست آگ کو مٹی پر فضیلت دیتے ہین اور ابلیس کی رای کو صواب کہتے ہین اور بشار بن برد نے اس مذہب کی تائید اپنے قصیدہ مین اس شعر سے کی ہی ؎ زمین نیچی ہی کالی ہی اور تاریک ہی اور آگ جب سے کہ پیدا ہوئی ہی ہے معبود — آتش پرست کہتے ہین کہ آگ سب عناصر سے زیادہ جگہہ گہیرتی ہی اور اوسکا جرم بڑا ہی مکانین وسیع تر اور جرمین اخف اور جسم مین لطیف زیادہ ہی

اور عالم مین ہونا اوسیکی وجہ سے ہی اور بڑہنا اور بڑہنا اوسیکی ملوسی ہی اور اوسمین سے
بعضون کو آتش پرستی اس درجہ کو پہنچا دیتی ہی کہ اپنی جانون کو اوسپر قربان کرتی
ہین اسطرح کہ ایک شخص خود آتا ہی یا اپنی لڑکیکو لاتا ہی اور اچہی کپڑی اور زیور پہناتا ہی
اور عمدہ سواری پر سوار کرتا ہی اور گرد اوسکی باجے اور ڈہول ہوتے ہین اور آگ کیطرف
دلہن کے سنگار سے بہی زیادہ کرکے بہیجا جاتا ہی یہانتک کہ جب وہ آگ کے سامنے پہنچتی ہے
تو اپنے آپ کو آگ مین ڈالدیتا ہی اور موجود شخص اوسکے لئے دعا کا غل مچاتے ہین اور اوسکی
فعل کا رشک کرتے ہین تہوڑی ہی دیر دور رہتا ہی کہ اتنے مین شیطان اوسکی صورت
بنکر لوگون کے سامنے آتا ہی کہ سر مو اوسمین فرق نہین دیکہتے وہ اون لوگون کو اس
دین پر مضبوط رہنے کی وصیت کرتا ہی اور کہتا ہی مجہکو آگ کی ذرا تکلیف نہین ہوئی
کہڑا جنت اور آرام مین چلا گیا **فصل** اور ایک جماعت اور ہے جو پانی کی
پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہر ایک چیز کی جڑ ہے اور
ہر ایک پیدایش اور بڑہنا اور پاکی اور آبادی اوسی سے ہے اور
کوئی کام ایسا نہین جس مین پانی کی حاجت نہو۔ اور جانورون
کی پرستش کرنیوالون سے شیطان نے بازی کی کہ بعضون نے
تو گہوڑے کو پوجا اور بعضون نے گائی کو اور بعضون نے آدمیون زندون اور مردون کو

اور بعضی قوم سی اُسنے یہہ کہیل کیا کہ اُنہون نے درخت کی پرستش کی اور ایک جماعت
کو کہیل مین لگایا تو اونہون نے جنونکی پرستش کی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ
اور جسدن اُنکو جمع کرے گا اُن سب کو پھر کہیگا فرشتون کو کیا یہہ لوگ تمکو پوجتے تھے وہ بولے پاک ذات ہی تیری
أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ - اور فرمایا
ہم تیری طرف ہین نہ اونکی طرف اُنہین پر پوجتے تھے جنون کو یہ اکثر اونہی پر یقین رکھتے ہین
أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ وَأَنِ اعْبُدُونِي
اے بنی آدم کیا تمسے عہد نہین لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہی تمہارا اور یہہ کہ پوجو مجھکو
هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ اور فرمایا وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ
یہی راہ سیدھی ہی اور جسدن اُنکو جمع کرینگے اُن سب کو اے جماعت جنونکی تمنے بہت کچھ بہکایا انسانون سے
الْإِنْسِ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي
اور بولے اونکے دوست انسان اے رب ہمارے کام نکالا ہم مین ایکنے دوسرے سے اور پہونچے ہم اپنے وعدے کو
أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ —
جو تونے ہمارا ٹھہرایا فرمادیگا آگ ہی گھر تمہارا رہا کرو اونمین مگر جو چاہی اللہ تیرا رب حکمت والا ہی خبردار ۱۲

اِس سی یہہ غرض ہی کہ تم اونکی گمراہ کرنے اور بہکانیکے باعث سی زیادہ ہو گئی
حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد اور حسنؒ فرماتے ہین کہ جنون سی کہا جاویگا کہ
تمنے بہت سی انسانونکو گمراہ کیا تو اسبات کا جواب انسانون مین جو جنون کے
دوستدار ہونگی اِس قول سی دینگی کہ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اِس سی اُنکی مراد
یہہ ہی کہ ہم مین سی ایک قسم دوسری سی نفع اُٹھاتی ہے تو جنونکا نفع لینا انسانون
سی تو یہہ ہی کہ انسان اونکی حکمونکی طاعت کرتے ہین یعنی کفر اور بدکاری اور
نافرمانی بجا لاتی ہین کہ اکثر غرض جنونکی انسانون سی یہی ہی اور انسانونکا نفع اُٹھانا

جنون سے یہہ ہے کہ جنّات آدمیونکی اعانت خدا تعالی کی نافرمانی اور اوسکے ساتھہ شرک
کرنے مین کرتے ہین اور جنّا اُنسی بن سکتا ہے ان باتونکو انسانونکی سامنے زینت
دیتے ہین اور اُنسی دعا منگواتے ہین اور انکی اکثر حاجتین پوری کرتے ہین اور
جادو اور منتر وغیرہ سے اُن سے خدمت لیتے ہین غرضکہ انسان تو جنونکی اطاعت
شرک اور بُری باتونمین کرتے ہین جو جنونکو اچھی معلوم ہوتی ہین اور جن انسانونکی
طاعت اُن امور مین کرتے ہین جو انسانونکو خوش لگین یعنی تاثیرون اور بعض غیب
کی خبرین بتا دیتے ہین پس ان دونو فریقونمین ہر ایک دوسرے سے نفع لیتا ہے اور یہہ آیت
شیطانی حال والون یعنی جھوٹے صوفیون وغیرہ کی بھی حسب حال ہے جو اپنے کشف اور
تاثیرات شیطانی ظاہر کرکے جاہلون کے عندیہ مین خدا تعالی کے ولی بنتے ہین حالانکہ
وہ شیطان کے ولی ہین جسی جاہل فریب مین اگر خدا تعالی کی دشمنون سے محبت کرتا ہے
اور جو لوگ اوسکے دوست ہین اور اوسکی طریق کے پیرواون سے عداوت کرتا ہے

فصل اور ایک لوگونکی فرشتونکی عبادت اچھی کر دکھائی اور فرقہ ثنویہ سے جو
بازی کی تو وہ نور کو عبادت کرنے لگے اور کہا کہ بنانیوالے دو ہین خیر کا بنانیوالا
تو نور ہے اور بدی کا بنانیوالا اندھیرا اور اونکی قول نہایت درجہ کو بُری اور مخالف
ہین اور ان لوگونکے لگبھگ مجوس ہین کہ نور اور آگ اور پانی اور زمین کی تعظیم کرتے ہین

ذکر کتاب عبدہ

اور وہ چند مختلف فرقے ہین صابیون سے شیطانکی بازی کا بیان یہہ قوم بہت ہی اور
انکی دو قسمین ہین ایماندار اور کافر چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ہادوا والصابئون
البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین
والنصاریٰ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر الخ اس آیت مین ان لوگون کو اون چارون
اور نصاریٰ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲
قومون مین ذکر کیا جنمین ہر ایک کی دو قسمین ہین نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے
اور نیز اون لوگون کو اون چھہ قومون مین بھی ذکر کیا جو بہیئت مجموعی دو طرح کے
ہین یعنی نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے چنانچہ فرمایا ان الذین آمنوا والذین
ہادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینہم
یوم القیامۃ اسمین ان دونو قومون کو بھی ذکر کیا جنکے پاس کتاب آسمانی نہین
اور وہ دو قسمون یعنی بدبخت اور نیکبخت مین منقسم نہین اور وہ دونو مجوس اور
مشرک ہین اس آیت فصل یعنی دوسری آیت مین بہشت کی وعدہ دینے کی یعنی پہلی
آیت مین اون کو ذکر نہین کیا اور صابیون کا ذکر دونو مین فرمایا اس سے معلوم ہوا
کہ اس فرقہ کے لوگونمین بعضے بدبخت ہین اور بعضے نیکبخت اور یہہ لوگ حضرت
ابراہیمؑ کی قوم اور اونکی دعوت والے ہین اور یہہ لوگ حران مین تہے جو صابیون کا گہر
ہے اور انکی دو قسمین تہین ایک صابی حق دوم صابی شرک والے اور مشرکونمین سے
بعضے ساتون ستارون اور بارہ برجونکی تعظیم کرتے ہین اور اپنے عبادتخانونمین اونکی تصویرین بناتے

اور اسیطرح اونکی یہان ستارون کے خاص دیول یعنی بڑے عبادت خانے ہین
جیسے نصاریٰ کے یہان گرجا اور یہود کے یہان معذر ہین اور اون ستارونکی اونکی
عندیہ مین دعائین اور عبادتین مخصوص ہین اور اون ستارونکی تصویرین اپنے
دیولون مین کھینچتے ہین اور اونکے لئے خاص موتین بناتے ہین اور قربانیان
ذبح کرتے ہین اور رات دن مین مسلمانون کی نمازونکی طرح اون ستارونکی
پانچ نمازین مقرر ہین اور کچھ گروہ اونمین سے ماہ رمضان کے روزے
رکھتے ہین اور قبلہ کی طرف کو نماز پڑہتے ہین اور مکہ معظمہ کی تعظیم کرتے
ہین اور اوسکے حج کے معتقد ہین اور مردار اور خون اور سور کے گوشت
کو حرام جانتے ہین اور شتو نمین سے نکاح کے باب مین اون کو حرام جانتے
ہین جنکو مسلمان حرام کہتے ہین اور اس مذہب پر کچھ لوگ دولت کے
اراکین مین سے بغداد مین تھے اونمین سے ہلال بن حسن الشابی
کچہری کا مالک اور بہت سے مشہور رسالون کا مولف ہے یہہ شخص
مسلمانون کے ساتھہ روزہ رکھتا اور عید کرتا اور زکوۃ دیتا اور
حرام چیزون کو حرام جانتا اور لوگ مسلمانون کے ساتھہ
اوسکے ملے رہنے سے تعجب کرتے کہ اونکے دین مین نہین اور موافق رہتا ہے

اور اُنکے دین کی اصل اونکے قول کے بموجب ہی کہ وہ دنیا کے دینون کی باتین اور مذہب لیتے ہین اور اُنمین سی جو عقیدہ لوگونکا برا ہوتا ہی خواہ قول ہو یا عمل نکالڈالتے ہین اور اِسی جہت سی اُنکا نام صابیہ ہوا یعنی نکلنے والا اِسلیے کہ وہ ہر دین کے مجموعہ اور تفصیل کے بموجب عبادت کرنے سی نکلکر اوس چیز کیطرف میل کرتے ہین جو اُس دین مین حق بات سمجھتے ہین - پھر اونمین سی بعض وہ ہین کہ مجمل ہو تونکا اقرار کرتے ہین اور تفصیل ہین توقف کرتے ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونو کے مقر ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونون کے منکر ہین - پھر اونمین سی مشرک کہتے ہین کہ ہمکو خدا تعالی کے جلال تک بدون ذریعون کے پونہچنا ممکن نہین تو واجب ہی کہ ہم اوسکی طرف اُن روحانیون سی تقرب کرین جو اوس سی قریب ہون اور وہ لوگ روحانی اور مقرب اور مواد جسمانی سی پاک ہین تو وہی ہماری رب اور معبود ہین پس ہم اپنی نفسونکو شہوات طبیعی سی پاک اور اخلاق کو خواہشون تعصب والی کے علائق سی مہذب کرتے ہین تاکہ ہم مین اور روحانیونمین مناسبت ہوجاوے اوسوقت ہم اپنی حاجت اُن سی مانگتے ہین اور تمام اپنے کامونمین اونکی طرف میل کرتے ہین تو ہماری نفسونکو لیاقت اور مدد بدون ذریعہ پیغمبرون کے حاصل ہوتی ہی بلکہ اوسی معدن سی ہم بھی لیتے ہین جہانسے رسولون نے لیا اور یہہ بھی اُنکا قول ہی کہ انبیا نوع مین ہماری مثل ہین اور مادہ

مین ہماری شریک جو ہم کہانے پیتے ہین اوسیکو انبیا بہی کہانے پیتے ہین اور وہ
ہماری ہی طرح آدمی ہین ہمسے بڑہنا چاہتے ہین اور فرقہ اتحادیہ یعنی ابن عربی اور
ابن سبعین اور عفیف تلمسانی کے پیرو اور اونکی گروہ اس اپنی جماعت کے مرشد محمد
بن عربی کے قول کے سبب اس سے بہی زیادہ بات کے قائل ہوئے کہ ولی رسول کے
درجہ سے دو درجہ بڑہکر ہی اسلئے کہ ولی اُس معدن سے لیتا ہی جہان سے وہ فرشتہ
لیتا ہی جو رسول کیطرف وحی لاتا ہی اور اُنکی بہائی مشرکون نے اپنے نفسونکو اسبات کے
سیکہنے مین انبیا کی برابر ٹہہرایا تہا یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ ہم انبیا سے اوپر ہین

فصل بیان مین شیطانکی بازی کے دہریونسے

دہریہ وہ فرقہ ہی کہ مصنوعات کو صانع سے معطل کہتے ہین یعنی اُنکا عقیدہ ہی کہ
مصنوعات کا کوئی صانع نہین وہ کہتے ہین کہ جو کچہہ خدا ہمارا حال بیان کرتا ہی وہ
یہی دنیا کی ہماری زندگی ہی کہ ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ کے سوا ہمکو کوئی
ہلاک نہین کرتا اور دہریہ دو فرقے ہین ایک تو اسبات کی قائل ہین کہ خدا پاک نے
آسمانونکو بہت بڑی حرکت سے متحرک پیدا کیا جسپر وہ گردش مین آئی اور خود اپنے
صانع کو چکرا دیا اور اُنکی ضبط کرنے اور اُنکی حرکت کے روکنے پر قادر نہوا اور ایک
فرقہ وہ ہی کہ کہتے ہین کہ چیزونکا شروع یقیناً نہین صرف پوشیدگی سے ظہور مین آتی ہین

تو جو چیز بالقوہ ہوتی ہی جب فعل مین آتی ہی تو اشیاء مرکبہ اور بسیطہ موجود ہوجاتی
ہین خود اپنی ذات سی نہ اور کسی چیز سی اور کہتی ہین کہ عالم ہمیشہ سی رہا اور ہمیشہ کو
رہیگا نہ بدلتا ہی نہ ڈہیلا ہوتا ہی اور یہہ نہین ہوسکتا کہ پیدا کرنیوالا کوئی کام
کری جو باطل اور مضمحل ہوجاوی اور وہ خود اپنی فعل کے ساتھہ باطل اور مضمحل ہو
اور یہہ عالم جتنی اجزا اسمین ہین اونکو تمامی مدتی ہی - یہہ لوگ حقیقت مین معطل یعنی
خدا تعالی کے بیکار جاننی والے ہین اور یہہ بیکار کرنا سب معطلہ فرقون مین پہیل گیا ہی
گو بیکار کرنیمین اونکی راہین مختلف ہین جسطرح کہ شرک کا مرض تمام مشرکون کے
فرقون مین باوجود اونکے مذہبون کے اختلاف کے پہیل گیا ہے اور
جسطرح کہ نبوت کا انکار اون لوگون مین پہیلا ہے جو نبوت یا اوسکی ایک صفت
کے منکر ہین یا مجمل اوسکا اقرار کرتے ہین اور اوسکی مقصود کے منکر ہین اور
اس بیماری سی سوا رسول کی پیرووں کے اور کسی نے نجات نہین پائی یہہ لوگ جس بات
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوسکی حقیقت جانتی ہین اور ظاہر و باطن مین
اوسیکو گرفت کرتی ہین نہ اوسکی سوا دوسری چیز کو غرضکہ شرکت اور تعطیل کا مرض
اور رسول کی مخالفت کا روگ اور جس چیز کو آپ لائے اوسکا یا اوسمین سی کسی چیز کا منکر
ہونا یہی منبع اور اصل ہر ایک شر اور خرابی کی جہان مین ہے اسلئے کہ کوئی فرقہ الحاد والون اور باطل والون اور بدعت والون کا

ایسا نہین جسکا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا اونکی بعض سے مشتق نہو ۵

تو اگر ان سے بچے تو بڑی مشکل سے بچے	ورنہ مجھکو ہے گمان تجھکو نہوگی نجات

فصل اور یہہ مصیبتین سب فیلسوفونکو عام نہین اسلئے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی ذات سے ایسا نہین چاہتی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کی ہین اور فیلسوف حکمت کے دوست کو کہتی ہین مگر فیلسوف بہت سے لوگون کے عرف مین اوس شخص کے لیے خاص ہو گیا ہے جو انبیا کے دین کے عقائد سے نکلکر جو بات اوسکی گمان مین صرف عقل کے بموجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے بھی خاص یہہ ہے کہ پچھلے لوگون کے عرف مین ارسطو کے پیرو ونکو فیلسوف کہتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکی طریق کو ابن سینا نے اراستہ کیا اور فلسفہ کے فرقونمین سے یہہ فرقہ علیحدہ ہے یہانتک کہ بعض کہتے ہین کہ حکما مین سے آسمانون کے قدیم ہونیکا سوا ارسطو کے اور اوسکی ساتھیون کے اور کوئی قائل نہین ہوا اور ارسطو سے پہلے منڈ آسمان کے حدوث کے اور صانع کی اثبات کی اور عالم سے اوسکی مخالف ہونیکی قائل تھے اور یہہ صانع جہان کے اور آسمانون کے اوپر ہے اپنی ذات سے جیسے ابو الولید رشید نے اپنی کتاب مناہج الادلہ مین لکھا ہے اور وہ شخص اپنے عہد مین ان لوگون کے اقوال سب سے زیادہ جانتا تھا اور اوسمین جہت کی باب مین گفتگو نقل کی ہے۔ اور اس صفت کا حال یہہ ہے کہ شریعت والے اوسکو شروع سے للہ کیونکر ثابت کرتے چلے آئے یہانتک کہ اسکی نفی معتزلہ نے کی

پہر اُس صفت کی نفی پر اونکا اتباع پہلے اشعریون نے کیا جیسا ابو المعالی اور جو اوسکے
قول پر چلنے والا ہے یہانتک کہ اوسنے کہا ہی کہ شریعتین کل اسبات پر مبنی ہین کہ
خدا تعالی آسمان مین ہی اور آسمان ہی مین سے فرشتے نبیونپر وحی لیکر اُترتے ہین
اور آسمانون ہی سے کتابین اُتری ہین اور اونہی کی طرف اُنکو معراج نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ہوئی اور حکما کا سبکا اتفاق اِسپر ہی کہ اللہ تعالی اور فرشتے آسمانمین
ہین جیسے شریعتین اِسپر متفق ہین پہر اوسنے اِسباتکی تقریر عقل کے بموجب بیانکی ہی
پہر جس شبہ کی باعث کہ جہمیہ نے اور اونکی موافقون نے جہت کا انکار کیا ہی اوسکے
باطل ہونیکو بیان کیا ہی حتی کہ کہا کہ اس تقریر سے ثمپر ہویدا ہوا کہ جہت کا ثابت کرنا
شرع اور عقل کی رو سے واجب ہی اور اوسکا باطل کرنا سب شریعتونکا باطل کرنا ہی
— اور اونکی اراکین رسولونکی اور شریعتونکی تعظیم کرتے تہے اور اِسبات کی معترف تہے
کہ جس باتکو رسول لائی ہین وہ عقل کے طور کے سوا ہے اور وہ لوگ الہیات مین کچھہ
گفتگو نکرتے تھے اور اوسکی گفتگو کو رسولونپر حوالہ کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ہمارے
علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور اونکی توابع ہین اور اصحاب مقالات
نے نقل کی ہی کہ اول جس شخص سے عالم کے قدیم ہونیکا قول مشہور ہوا وہ ارسطو ہے
اور یہہ مشرک اور بت پرست تہا اور اوسنے الہیات مین تقریر کی ہی کہ بالکل غلط ہی

فصل ١٣

فقد ظہر لک من بعض ان اثبات الجہۃ واجب بالشرع والعقل وان ابطالہ ابطال الشرائع والشرائع معظمۃ عندہم للرسل والشرائع متفقۃ فی ذلک وکانوا لا یتکلمون فی الالہیات بکلام بل یحیلون علی الرسل ویقولون انما نحن فی الریاضیات والطبیعیات وتوابعہا وحکی

اول من عرف منہ القول بقدم العالم ارسطو وکان مشرکا یعبد الاصنام وقد وقع فی الالہیات کلاما مختلطا

اوسکو مسلمانونکی بہت سی جماعتون نے رد کیا ہی یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور
قدریہ اور رافضیہ اور حکماء اسلام نے سب نے رد کیا ہی اور ارسطو نے اسبات کا انکار
کیا ہی کہ خدا تعالی موجودات مین سے کسی چیز کو جانے اور کہا ہی کہ اگر وہ کسی چیز کو
جانیگا تو اپنی معلومات سے کامل ہوگا بذات خود کامل نہوگا اور معلومات کی تصور سے
اوسکو مشقت لاحق ہوتی ہوگی اور اوسکی پیروی کی اُن لوگون نے جو اتباع رسولون
مین چھپے ہین حالانکہ وہ پیغمبرونکی لائی ہوئی تمام شریعت سے جدا ہین اور ارسطو کو
معلم اول کہتے ہین اِسلئے کہ اول اُن لوگون کا ہی جنہون نے اونکی لئے منطقی تعلیمات بنائین
اور ارسطو اور اوسکی تابعین کہتے ہین کہ منطق معانی کی ترازو ہی جیسی عروض شعرون
کی ترازو ہی اور اسلام کے نظر کرنیوالون نے اِس ترازو کی خرابی اور اوسکی کجی اور وہنون
کے خبط کرنیکو بیان فرمایا اور اوسکی رد کرنے اور ساقط ہونیکی باب مین کتابین لکھین
اور سب سے پہلے اسبابمین شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن عبد الحلیم معروف بہ ابن تیمیہ نے
تصنیف کی ہی اونہون نے منطق کے رد و ابطال مین دو کتابین لکھی ہین جنمین اوسکا
مخالف ہونا اور ساقط ہونا اور بہت وضعونکی خرابی کو بیان کیا ہی اور اسبابمین مین نے
ایک کتاب ابو سعید سیرافی کی دیکھی ہی۔ اور مقصود یہہ ہے کہ ملحد بتدریج اسی معلم ارسطو کی
قدم پر چلی گئی یہانتک کہ نوبت اونکی معلم ابو نصر فارابی کی پونہچی اوسنے اونکے لئے

فلسفہ کو عقلیات طور اعتقادات الہیات
حتی بکفنیہ والمعتزلہ والقدریہ
والرافضہ وحکماء الاسلام
وانکروا ان یعلم اللہ شیئا
من الموجودات وقال لو علم
شیئا لکان یعلمہ ناقصا ولیکن
کما ھو لا فی نفسہ ولکن
یلحقہ المشقہ والتعب من تصور المعلومات
وتبعہ علی ذلک من انتسب بالباع الرسل وھو
محال من کل الوجوہ
یسمون المعلم الاول لانہ اول من وضع
لھم المنطقیہ وانما کان المنطق میزان المعانی کما ان
العروض میزان الشعر وقد بین تھافت ھذا الاستدلال
وتناقض المیزان فی وجوہ وضبطہ الاذھان
وصنفوا فی ردہ وسقوطہ وتھافتہ والحق من صنف
فی ذلک شیخ الاسلام ابن تیمیہ الف
فی ردہ وابطالہ کتابین فیھما
تناقضہ وتھافتہ وفسادہ کثیر
من اوضاعہ وزیادات فیہ
تضیق عنہا الاذھان وتعجز عن الاحاطہ
ان المنطق الحق قد کفت علماء
معلمہم ابی نصر الفارابی فوضعوا لھم

تعلیمات مصوبہ بنائین جیسے معلم اوّل نے اونکے لئے تعلیمات حرفیہ بنائی تہین پہر اس
معلم دوم نے فن منطق مین گفتگو کو وسعت دی ہی اور ارسطو کی حکمت کی شرح کر
اوسکو آراستہ کیا ہی - اور ان لوگون کے نزدیک بموجب اوس تقریر کے جسکو
اونکے پچھلون مین سے افضل او پیشوا نے لکھا ہی اور اوسکو رسولون پر مقدم
جانتے ہین یعنی ابو علی ابن سینا کے قول کے بموجب خدا تعالی موجود مطلق بقید
اطلاق ہی اور اوسکو کوئی صفت ثبوتی جو اوسکے ساتھہ قائم ہو نہین اور وہ اپنے
اختیار سے کچھہ نہین کرتا نہ کسی چیز کو موجودات مین سے مطلق جانے نہ آسمانونکی گنتی
اور کوئی غائب چیز جانے نہ اوسکا کوئی کلام ہی جو اوسکے ساتھہ قائم ہو - اور
اور ظاہر ہی کہ یہہ ایک بات صرف خیال ذہن مین فرض کیا ہوا ہی جسکی کچھہ حقیقت نہین
یہ وہ پروردگار نہین جسکی طرف رسولون نے بلایا اور امتون نے اوسکو سچا جانا بلکہ وہ رب ہے جسکی
طرف ملحد بلاتے ہین اور اوسکو ماہیت سے علیحدہ اور ہر صفت ثبوتی اور فعل اختیاری سے
جدا بتاتے ہین اور یہہ کہ وہ نہ داخل عالم مین ہی نہ عالم سے خارج نہ اوس سے متصل نہ اوسکی
مخالف نہ اوسکی اوپر نہ اوسکی نیچے نہ اوسکے آگے نہ اوسکے پیچھے نہ اوسکی دائین اوسکی
بائین اور ملحدونکا قول اونکی معلم ارسطو کی نسبت کو بہتر ہی اسلئے کہ اُنہون نے ایک واجب کو
ثابت کیا اور ایک ممکن ٹہہرایا کہ اوسکا معلول ہی اور جسطرح معلول علت سے صادر ہوتا ہی

اوسیطرح یہہ ممکن واجب سے صادر ہوتا ہی لیکن ارسطو نے واجب کو اسی نظر سے ثابت کیا ہی کہ
فقط وہ کثرت کا مبدا عقلی اور آسمان کی حرکت کی علت غائی ہی اور تصریح کی ہی کہ وہ کچھہ نہیں کرتا
اور نہ اپنی اختیار سے کری اور وہ باتین جو اوسکی مذہب کی پچھلون کی کتابون مین پائی جاتی
ہین وہ ابن سینا کی بنائی ہوئی ہین کہ اوسنے اوسکی مذہب کو اپنی کوشش سے دین اسلام
سے قریب کردیا ہی اور جسقدر اوس سے بن سکا اوسکی غایت یہہ ہی کہ اوسکی مذہب کو فرقہ
جہمیہ عالی کے قول کی قریب کردیا۔ اور فرشتون پر ایمان کا حال یہہ ہی کہ وہ فرشتونکو
جانتے ہی نہین نہ اونپر ایمان لاوین بلکہ فرشتے اونکی نزدیک وہ نورانی شکلین ہین جنکا
تصور ہی کرلیا کرتا ہی اور وہ اونکی نزدیک عقلین ہین جنمین مادہ نہین نہ وہ عالم کے
اندر ہین نہ باہر نہ اوپر آسمانون کے ہین نہ نیچے نہ وہ ایسے وجود ہین جو حرکت کرین نہ اوپر
چڑہین نہ نیچے اوترین نہ کچھہ بولین نہ بندون کے اعمال کو لکھین نہ اونکو کچھہ حس ہی نہ حرکت
اور بعض اوقات اونمین سے کچھہ لوگ اسلام کے قریب کرنیکو کہتے ہین کہ فرشتے بندہ مین قوتین خیر کی
اور بزرگ ہین اور شیطان قوتین شر کی خراب ہین اور اسیطرح کتابونکا حال ہی کہ اونکی
نزدیک خدا تعالی کا کوئی کلام نہین جسکو فرشتہ کی ذریعہ سے اوتارا ہو اسلئے کہ اوسنے نہ کبھی
کچھہ کہا نہ کہی اور جو شخص اونمین سے مسلمانون کے قریب ہین کہتے ہین کہ کتابین اوتری ہوئی
ایک فیض ہی جو عقل کارکن سے اوس نفس پر اوترتا ہی جو مستعد اور بزرگ اور صاف ہوتا ہے

وما كان شرطوفا كتبه الامين
وحجته كونه مبدا عقليا بالكفاية
وعلة غائية لحركة الفلك
فقط وصرح بانه لا يفعل
شيئا ولا ينفعل باختياره و
هذا ما ان ثبت فهو موجب في كتب
المتاخرين من حكمائنا فانه قوبه من دين الاسلام
بجهد وما امكنه ما امكن بالبال فانه ان قوبه من قول غلاة
الجهمية واما الايمان بالملائكة عندهم فهو لا يعرفون الملائكة
ولا يؤمنون بهم وانما الملائكة عندهم هي العقول المجردات
وهي نفوس الفلك

الباب الثالث

داخل العالم ولا خارجه ولا فوق ولا تحت ولا
يمين ولا يسار ولا امام ولا خلف ولا اتصل ولا
تنزل ولا ارتفع ولا اقبض ولا انبسط بيده ولا
يكتب اعمال العباد ولا احصاها
هي الملكة وانما يقوى بعضهم على الامام فقال
هي القوى الخيرية تفاضلت في الخير والشر
بحسب ما فيها من القوى الشريرة الردية وكذلك الكتب
المنزلة
بحسب ما فيها من القوى الشريرة الردية وكذلك الكتب
المنزلة عندهم كلام انشأه الملك فانه فاض
بقول ومن تلقى فيضه فتحرك
المسلمين يقول الكتب المنزلة
فيض فاض من العقل الفعال
على النفس المستعدة الفاضلة الزكية

پس ان باتونکا تصور نفس مین جماتا ہی اور گندھ جاتا ہی اسطرح کہ اونکو آواز اور خطاب
وہم کرلیتا ہی اور کبھی وہم قوی ہوجاتا ہی یہانتک کہ اونکو نورانی شکلین اپنے آپ سے
باتین کرتے دیکھتا ہی اور بعض اوقات وہم زور کرتا ہی یہانتک کہ بعض حاضرین کے
خیالمین لاتا ہی تو وہ بھی اُن شکلونکو دیکھکر اونکی گفتگو سنتے ہین اور خارج مین انمین
کسیکی کچھہ حقیقت نہین اور اونکی نزدیک نبوت کی تین خاصیتین ہین جو اُنکو کامل
حاصل کرلیتا ہی وہ نبی ہی اول قوت حدس کی اسطرح کہ حد اوسط کو جلد معلوم کرلے
دوسری قوت خیال کرنیکی اسطرح کہ اپنی نفس مین شکلون نورانی کو اپنے آپ سے بولتی
خیال کری اور اونسے اونکی گفتگو سنے اور دوسرے کے خیالمین اونکو لاوے تیسری
قوت تاثیر کی عالم کے مادہ مین اور یہہ باتین اونکی نزدیک نفس کے خالی ہونیسے علائق سے
اور عقلون اور نفسون مجردہ سے اوسکی متصل ہونیکے باعث ہوا کرتی ہین اور یہہ
خاصیتین حاصل کرنیسے ہوجایا کرتی ہین اور اسیوجہسے جو شخص ان لوگونمین سے صوفی
ہوا اوسنے نبوت کی طلب کی جیسے ابن سبعین اور ابن ہود اور اونکی مانند اور نبوت
ان لوگونکی نزدیک ایک پیشہ ہی مثل سیاست کے اور اُنمین سے اکثر لوگ اتنی ہی پر خوش
نہین ہوتے بلکہ کہتے ہین کہ فلسفہ خاص لوگونکی نبوت ہی اور نبوت عام لوگونکی حکمت ہی اور قیامت
کے دن پر ایمان کا یہہ حال ہی کہ وہ آسمانونکی چرخی اور ستارونکی بکھرنے اور مردہ لوگونکی قیامت کا اقرار

نہین کرتے نہ اسبات کا اقرار کرین کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو
چھہ روز مین پیدا کیا اور اس عالم کو نیستی کے بعد ایجاد کیا غرضکہ اونکے
نزدیک نہ مبدا ہی نہ معاد ہی **فصل** اور فیلسوف کسی امت کی ساتھہ خاص نہین
اگرچہ لوگون نے جنکے مقالات کی نقل کرنے کی مشقت اُٹھائی ہی وہ یونان کے
حکما ہین اور وہ ایک قوم ہی کہ اونکی ایک سلطنت ہی اور اونکی علما اون کے
فیلسوف ہین اور اونکی بادشاہون مین سی سکندر مقدونیہ والا فیلقوس کا بیٹا تھا
یہہ شخص سکندر ذوالقرنین نہین جو مرد نیکبخت موحد تھا اور اوسکی خبر قرآن مین
خدا تعالی نے دی ہی ان دونو سکندرون مین بہت سی قرنونکا فاصلہ ہے یہہ
سکندر مقدونیہ والا مشرک تھا وہ خود اور اوسکی تمام رعیت بت پرستی
کرتی تھی اور اوسکی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان زمانہ بقدر سو برسکے تھا اور ارسطاطالیس اوسکا وزیر تھا اور یہہ وہی سکندر ہی جو دارا کے اپنے فارس
کے بادشاہ سی لڑا اور اوسکی تخت کو لوٹ دیا اور جماعت کو پریشان کیا پھر
وہ چین اور ہند اور ترک کی شہرون مین گیا اور اوسکی عہد مین یونانیونکو عشا اوسکی
وزیر ارسطو کے عزت اور دبدبہ تھا اور اونہین لوگون مین سقراط اکیتاگرس فیثاغورس
کا پیدا ہوا یہہ شخص اونکی عابدون اور خداپرستون مین تھا اور بت پرستی کی باتین

اوسنے علانیہ مخالفت کی اور حجتون اور برہانون سے بت پرستی کے باطل کرنیکے لئے
اونکا مقابلہ کیا اوسپر عوام کھڑی ہوگئی بادشاہ کو بمجبوری اوسکا قتل کرڈالنا پڑا
مگر اوسکو قید خانہ مین بھیجدیا تاکہ عوام کو اوس سے علحدہ رکھے پھر مشرک بدون اوسکے
قتل کے خوش نہوئے اسلیئے بادشاہ نے اوسکو زہر دلوادیا بعد اسکے کہ اوسنے اور لوگونمین
خوب تقریرین لمبی چوڑی ہونمین اسیطرح افلاطون توحید مین اور بت پرستی کے انکار
کرنے اور عالم کے حدوث ثابت کرنیمین مشہور تہا اور یہہ شخص سقراط کا شاگرد تہا جب
سقراط مرگیا تو یہہ اوسکی جگہہ ہوا مگر اپنی قوم کے سامنے کبھی اونکی بات رد کی نہ اونکے
معبود کو برا کہا اسلیئے وہ لوگ اوس سے خاموش رہے اور ملحدون کی نوبت ابن سینا پر آئی
اور یہہ شخص اپنی حال سے خود خبر دیتا ہے کہ مین اور میرا باپ دونو حاکم کی دعوت والونمیں سے
ہین غرضکہ یہہ شخص باطنی قرمطیونمین سے تہا جو مبدا اور معاد پر ایمان نہین رکہتے
اور شیعہ ہونے اور اہل بیت کیطرف منسوب ہونیسے چپ جاتے تہے اور در پردہ الحاد رکہتے
تہے اور اہل علم اور ایمان کو قتل کرڈالتے تہے اور الحاد والون کو چہوڑدیتے تہے اور
اونہین کے زمانہ مین اور اونکے خاص لوگون کے اخوان الصفا کے رسالے
ہین اور جب نوبت شرک کے مددگار طوسی پر پہنچی جو ملحدونکا وزیر تہا اوسنے
رسول کی پیروی کرنیوالون سے غرب اپنے دل کی پہپہولے پھوڑے اور اونکو تلوار پر رکہا

اور حافظون اور قاضیون اور فقہا اور محدثین کو مار ڈالا اور فیلسوفون اور نجومیون
اور جادوگرون کو باقی رکھا اور مسجدونکی خیرات اونکو دلوادی اور اپنی کتابون مین
عالم کے قدیم ہونے اور آخرت کے باطل ہونے اور رب پاک کی صفات مثل علم و قدرت
وغیرہ کے انکار کرنیکی تائید کی اور ملحدون کے واسطے مدرسے بنوائے اور ملحدون کے
پیشوا ابن سینا کی کتاب اشارات کو قرآن کی جگہ کرنا چاہا مگر اسپر قادر نہوا اور
یہ کہا کہ اشارات خاص لوگون کا قرآن ہی اور قرآن عوام کا قرآن ہی اور
نماز زکاۃ بدلنا اور روزے نمازین کر دینا چاہا مگر یہ مطلب اوسکا پورا نہوا اور انجام
کو اوسنے جادو سیکھا اور ان لوگونمین خدا تعالیٰ کو بیکار جانا فرعون کے وقت
سے چھپا ہوا تھا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کو
بھیجا آپ نے اونکے واسطے دین کو از سر نو تازہ کیا اور اوسکی نشانیان بتائین اور
اونکو خدا ر واحد کی عبادت کیطرف بلایا لوگون نے اونکے ساتھ عداوت کی
اور جھٹلایا اور اونکو اور اونکی ماکو بڑی تہمتین لگائین اور اونکی مار ڈالنے کا
قصد کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس اوٹھالیا اور اون لوگون سے آپ کو پاک
کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے انصار کو قائم کیا اور اونکا معاملہ تین سو برس کے
قریب درستی پر رہا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین نے بدلنا شروع کیا

یہانتک کہ نصاری کے ہاتھ نہین اس سی کچھہ نرہا حتی کہ اونکی مجمع اس غرض سے
ہوتے تہی کہ ایکدین پر متفق ہوجاوین مگر اختلاف پر اور ایکدوسرے کو بُرا کہنی
اور باطل اعتقادات پر علیحدہ ہوتے تہی اور حضرت عیسیٰ کے دین مین سی اُنمین
کچھہ باتین باقی تہین مثل ختنہ کرنے اور ناپاکی سی نہانے اور شنبہ کی تعظیم
کرنی اور سُور کی حرمت کی اور اون چیزونکی حرمت کی جو توریت نی حرام کی تہین
بجز اُن امور کی جنکی حلت کی اوسمین تصریح ہوگئی ہی اور بعد کو معاملہ اسیطرح رہا
یہانتک کہ لوگون نے سور کو حلال کرلیا اور شنبہ کو حلال جانا اور اسکی عوضمین
یکشنبہ کو کرلیا اور ختنہ کرنا اور ناپاکی سی نہانا چہوڑدیا اور حضرت عیسیٰ
بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہا کرتے تہی نصاری نے پورب طرف کو پڑہی اور آپنے
صلیب کی کبہی تعظیم نکی تہی جیسی انہون نے اوسکی تعظیم اور عبادت کی اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے کبہی انکا سا روزہ نرکہا اور اُنکا روزہ ایک مہینا چاند
کا پورا تہا ان لوگون نے اِس عدد پر روزی بڑہا کر اوسکو بہار کی موسم مین بدل
لیا اور اس چاند کی مہینونکو رومی مہینون سی بدلنی کی عوضمین روزونکی عدد کی
زیادتی کو ٹہرایا اور یہہ لوگ بجاستونمین بہری ہوتے ہین حالانکہ حضرت عیسیٰ
نہایت پاکی مین تہی اور اِنکا مقصود اس سی یہودیونکی مخالفت ہی اور فلسفہ والون

اور بت پرستونکی طرف نزدیکی کی اسطرح کہ بعض باتونمین اونکی موافق ہوی تاکہ یہودیونکی
اُن سے مدد لین اور حاصل اونکے عقیدہ کا جسپر اکثر دنکا اتفاق اونکے بادشاہ
قسطنطین کے جمع کرنیسے ہوا ہی وہ ہے جو عنقریب مذکور ہوتا ہی اور اس جمع
ہونیکا سبب یہ تہا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوش کو گرجا مین جانے سے
منع کیا اور بُرا کہا اریوش قسطنطین کے پاس گیا کہ بطریق کی تعدی کی اُس سے
شکایت کری اور اوسکے سامنے اوس سے بحث کری بادشاہ نے اوس سے کہا
کہ تو اپنے قول کا بیان کر اوسنے کہا کہ مین یہہ کہتا ہون کہ باپ جب تہا تب بیٹا
نہ تہا پہر بیٹا پیدا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر وہ تو پیدا ہے پہر باپ نے اوسکو
کام سپرد کر دیا تو آہ آسمانون اور زمین کا اور اونکی بیچ کی چیزونکا پیدا
کرنے والا وہی ہوا جیسا اوسنے اپنی انجیل مین فرمایا کہ بیٹے نے کہا کہ
مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اُن دونو کا پیدا کرنیوالا
ہوا اِس جہت سے کہ اوسکو یہہ امر عطا ہوا پہر کلمہ بعد کو مریم عذرا یعنی پاکیزہ
اور روح القدس سے ملکر ایک ہوگیا اور وہی ایک مسیح بنگیا تو مسیح
کے اب دو معنی ہین ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونو
مخلوق ہین بطریق سکندریہ والے نے کہا کہ

فقال ان الاب كان اذ لا ابن فكان كلمة لا الاهة
محدثة فوقع الكلام لذلك الان فكان
هو خالق السموات والارض وما بينهما
كما قال في بشارته اذ يقول وهب لي سلطانا
على السماء والارض فكان هو الخالق
لما اعطي من ذلك وهو
ملك الكلمة المحدثة بعد
من نور العذراء ومن روح
القدس فصار يقال مسيحا
واحدا فالمسيح الان معنيان
كلمة وجسد الا انهما مخلوقان فقال بطريق الاسكندرية

تیرے نزدیک اِن دونو مین سے ہمپر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہین کیا اوسکی اریوش نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہی جسنے ہمکو پیدا کیا بطریق نے کہا کہ تو بیٹی کی پرستش
جسنے ہمکو پیدا کیا اور وہ مخلوق ہے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے زیادہ
واجب ہی حالانکہ باپ پیدا کیا ہوا نہین بلکہ باپ کی عبادت جو پیدا کرنیوالا
ہے کفر گنی جاوی اور بیٹی کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووی یہہ
قول بطریق اور اوسکے ساتھیونکا بادشاہ اور حاضرون کو اچھا
معلوم ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوش کو اور جو اوسکا قول کہی اوسکو
لعنت کرین پس جب بطریق غالب ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ بطریقون اور
پادریون کو جمع کرو تاکہ ہمارا مجمع ہو اور اوسمین ہم دین کی شرح کرین
قسطنطین نے تمام اطراف سے اُنکو جمع کیا تو اوسکی پاس ایک برس اور دو مہینے کی بعد دو ہزار
اڑتالیس پادری اکٹھی ہوئی اور یہہ سب جدا جدا رائے کی اور مختلف دین مین تھے
جب اکٹھی ہوئی تو بہت شاشور ہوا تین سو اٹھارہ پادری اونمین سے ایک رائے پر
متفق ہوئی اور باقی پادریون سے مناظرہ کرکے اون پر غالب ہوئے ان
تین سو کے لئے بادشاہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی اور خود بیچ مین بیٹھا

اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھڑی لیکر اونکو دی اور اونسے کہا کہ مین نے تمکو
سلطنت پر اختیار دیا جسمین تمہاری دین کا انتظام ہو وہ بات کرو سب نے اس
باب مین اوسی پر اتفاق کیا اور اسکی تلوار اوسکے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ
دین نصرانی ہونیکو پشتی دے اور اُس سے بُرائی کو دور کرا اور جو امانت کہ سب نے
بالاتفاق ملکر بنائی تھی وہ اوسکے حوالہ کی کہ اونکے نزدیک جو اوسکا اقرار نہین
کرتا نصرانی نہین ہوتا اور نہ کوئی قربانی بدون اوسکے پوری ہو اور
وہ یہہ ہے ایمان لاتے ہین ہم الٰہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے
اور جو چیز ہم دیکھتے ہین اور نہین دیکھتے اوسکا بنانیوالا ہے اور اکیلے
رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کنوارے پر جو تمام جہانون
سے پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور بنایا ہوا نہین معبود برحق ہے معبود
برحق سے اپنے باپ کے جوہر سے اور جسکے ہاتھہ مین تمام جہان ڈرست گئے
گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ کی خاطر اور ہماری
چھٹی کے لئے آسمان سے اُترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل مین رہا
پھر مریم بتول یعنے دنیا سے منقطع سے پیدا ہوا اور الم اور درد دیا گیا
اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے دن اوٹھکر

وَاَخَذَ خَاتَمَهٗ وَسَيْفَهٗ
وَقَضِيبَهٗ وَدَفَعَهَا اِلَيْهِمْ
وَقَالَ لَهُمْ قَدْ سَلَّطْتُكُمْ
عَلَى اِلٰهِكُمْ فَاصْنَعُوا مَا فِيهِ
فَوَامُ دِينِكُمْ فَاتَّفَقَ جَمِيعُهُمْ
لِهٰذَا الْاَمْرِ عَلَيْهِ وَقَالُوا
وَدَفَعُوا الْكِتَابَ اِلَى الْمَلِكِ وَقَالَ
وَدَفَعُوا عَنْهُ وَوَضَعُوا فَلَا يَكُونُ عَنْهُمْ نَصْرَانِيٌّ
مَنْ لَمْ يُقِرَّ بِهَا وَلَا يُقَرَّبُ لَهُ
بِهٰذِهِ الْقُرْبَانَ اِلَّا بِهَا وَ
بِهٰذِهِ نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَبِ
الْمَلِكِ الْمُتَصَرِّفِ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِمَّا نَعْرِفُ وَمَا لَا نَعْرِفُ وَ
بِالرَّبِّ الْوَاحِدِ يَسُوعَ ابْنِ اللّٰهِ الْوَاحِدِ بِكْرِ
الْخَلَائِقِ كُلِّهَا الَّذِي وَلَدَ مِنْ اَبِيهِ
قَبْلَ الْعَوَالِمِ كُلِّهَا وَلَيْسَ بِمَصْنُوعٍ اِلٰهٌ
حَقٌّ مِنْ اِلٰهٍ حَقٍّ جَوْهَرُهُ مِنْ جَوْهَرِ اَبِيهِ مِنَ الَّذِي
بِيَدِهِ اُتْقِنَتِ الْعَوَالِمُ وَخُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ
وَالَّذِي مِنْ اَجْلِنَا مَعْشَرَ النَّاسِ
وَمِنْ اَجْلِ خَلَاصِنَا نَزَلَ مِنَ
السَّمَاءِ وَتَجَسَّدَ مِنْ رُوحِ
الْقُدُسِ وَصَارَ اِنْسَانًا وَ
حَمَلَ بِهٖ ثُمَّ وُلِدَ مِنْ مَرْيَمَ
الْبَتُولِ وَاَلَمُوا وَوُجِعُوا وَ
قُتِلَ وَصُلِبَ وَدُفِنَ وَقَامَ

آسمان پر چڑھگیا اور اپنے باپ کی دائین جانب بیٹھا اور وہ دوسری دفعہ آنیکا
مستعد ہے کہ زندون اور مردون مین فیصلہ کرے اور ہم ایمان لاتے ہین
روح القدس اکیلی سچی روح پر جسکی محبت کی روح اوسکے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور
ایک محمودیت پر خطاؤنکی بخشش کیواسطے اور ایک جماعت پاک جا بلمقیہ پر
اور اپنے بدنونکی قیامت پر اور دوسری زندگی پر ابدالاباد تک اور اسی
عقیدہ پر اور جو شخص اسمین اونکا مخالف ہو اوسکو برا کہنے پر سب کے سب
بادشاہ سے علحدہ ہوئے پہر اریوش جاکر اپنے قول پر لوگونکو بلاتا تہا
اور نصاری کو اُن تین سو سے نفرت دلاتا تہا پس اپنے ساتہہ ایک
بڑی جماعت اکٹھی کی اور بیت المقدس کو گیا جب اکٹھے ہوئے اریوش نے
کہا کہ ان لوگون نے مجہپر ظلم اور زیادتی کی اور جو لوگ اوس کے ساتہہ
تھے بہت نے اوسکی موافقت کی مگر لوگ اوسپر گرے اور پیٹا یہانتک
کہ قریب ہوا کہ جان سے مارا جاوے پہر مجمع اول سے اٹھارون
برس کے بعد اونکا تیسرا مجمع ہوا اوس مین وزیرون نے
اور سردارون نے جمع ہوکر بادشاہ سے کہا کہ اوگون کا
قول خراب ہوگیا اور اونپر قول اریوش کا غالب ہوگیا

فصل ۱۳

پس اوسنے نصاری کی مخالفت و مغلوبیت کی طرف دعوت کی
اور بیت المقدس کی مجمع عظیم جمع ہوا اور مباحثہ ہوا
اور اوسنے کہا کہ ہمکو بیت المقدس مین فلانیا اجتمعوا اقال اربعین
اور اوسنے کہا کہ ہمکو بیت المقدس مین فلانیا اجتمعوا اقال اربعین
وافقہ کثیر من الذین صاروا فوضعوا علیہ فوثبوا علیہ
فضربوہ حتی کاد ان یقتل نفسہ
کان لھم مجمعہم ثالث بعد
ثمان وخمسین سنۃ من
مجمعہم الاول واجتمع الوزراء
والقط الی الملک وقالوا
ان متنفانۃ الثانی قد فعل
وغلب علیہم متنفانۃ اربعین

بادشاہ نے پادریونکو جمع کیا اونمین سے ڈیڑھ سو پادری قسطنطنیہ مین
جمع ہوئی اور اریوش کے قول کو دیکھا تو اوسکی گفتگو مین سے ایک یہہ
تھی کہ روح القدس پیدا کیا ہوا بنایا ہوا ہے خدا نہین اسپر سکندریہ کے
بطریق نے کہا کہ ہمارے نزدیک روح القدس کے معنی بجز روح خدا کے
اور کچھہ نہین اور خدا تعالی کی روح بجز اوسکی زندگی کے اور کچھہ نہین پس اگر
ہم قائل ہون کہ روح القدس پیدا کی ہوئی ہی تو ہم اسکے قائل ہونگے کہ
خدا تعالی کی روح مخلوق ہے اور جب یہہ کہین گے کہ خدا کی روح
مخلوق ہے تو یہہ کہین گے کہ اوسکی زندگی مخلوق ہے اسکی یہہ معنی ہوئے
کہ ہم خدا تعالی کو زندہ نہ کہین اور جو کوئی اوسکو زندہ نہین کہتا وہ کافر ہی
اور جو کافر ہی اُسپر لعنت کرنی واجب ہے سب نے اریوش اور اوسکے مرشدون اور
چیلونکو لعنت کی پھر اس مجمع کے اکاون برس بعد اونکا ایک چوتھا مجمع
قسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہہ تھا کہ مریم علیہا السلام
خدا کی والدہ حقیقت مین نہین مگر وہان دو ہین ایک وہ معبود جو
باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم سے موجود
ہے اور یہہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتھہ متحد ہی

فنظروا فی مقالۃ اریوس
وکان من مقالتہ ان روح
القدس من مخلوق مصنوع
لیس بالٰہ فقال لہ البطریق
عندنا ما معنی روح القدس
شیئا غیر حیوٰۃ فاذا قلنا ان روح
فقد قلنا ان روح اللہ مخلوق وان قلنا
ان روح اللہ مخلوق فقد جعلنا اللہ غیر حی وہو
محال

الباب ١٣

علیہ اللعن فالعنوا ایضا جمیعہم اریوس
واشیاعہ واتباعہ ثم کان الرابع بعد الخمسین
من المجمع علی قسطوس وکان منہبہ
ان مریم لیست بوالدۃ الالٰہ
علی الحقیقۃ ولکن عمانوئیل
الالٰہ الذی ہو مسیح
من الاب والانسان
الذی ہو مسیح ہذا من مریم
ان الالٰہ المسیح ہو اثنان

اور خدا کا بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دونا مون کے ایک ہونیکے
ہے یہہ خبر تمام شہرون کے بطریقونکو پونہچی وہ سب نسطورس کی غلطی ثابت
کرنے پر متفق ہوئے اور اُنمین آپسمین اسباب مین خطوط جاری ہوئے اور
سب نے اجتماع کرکے نسطورس کے پاس مناظرہ کی لئی قاصد بہیجا اوسنے مناظرہ
سے انکار کیا اور اوسپر لعنت کرنا واجب کیا جب اوسکو لعنت کی تو اطاکیہ
کا بطریق اسبات سی غصہ ہوا اور اوسنے اُن پادریونکو جو اوسکی ساتہہ آئے تہے
جمع کیا اور اونسے مناظرہ کیا اور اونکو بند کردیا اور اُنہون نے لڑائی
کی اور اُنمین جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی اور نسطورس کے لعنت کرنیکو جاری کردیا
اور اونکی مجمع ہمیشہ اسیطرحکی باتونپر ہوتے رہی اور جب اُنکی پہلون کا یہہ حال
ہو جنکا زمانہ حضرت عیسیٰ سی قریب تہا اور حکومت بہی اونکی پاس تہی تو اب پچہلونپر
کیا گمان کرتے ہو اور یہہ امت دو بڑی خرابیونکی مرتکب ہوئی جنسی کوئی عقل والا راضی
نہوگا ایک تو مخلوق کے بابمین اتنا مبالغہ کرنا کہ اوسکو شریک خالق کا ٹہہراکر
اوسکا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوسکی ساتہہ ٹہہرانا دوسری خالق کو گہٹانا اور
اوسکو گالی دینا اور بُری باتون کی تہمت اوس کو لگانی چنانچہ
کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اوترا اور ایکعورت کی پیشابگاہ مین گیا

اور وہان نو مہینے ٹھہرا پھر بچہ دودہ پیتا نکلا یہانتک کہ یہہ نوبت ہوئی کہ
یہودیون نے اوسکے چپت لگائی اور صلیب پر چڑہایا خدا تعالی اونکی قول سے
بہت بڑا ہے اور اسباب مین انکا عذر قول کی نسبت کرنیمین بہت بڑا ہی اسلئے کہ
انکا اصل عقیدہ یہہ ہے کہ پیغمبرونکی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث
اوسوقت سے حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخمین ابلیس کے محبس مین تھین اور
یہہ دستور تہا کہ جب کوئی آدم زاد مرتا تہا تو ابلیس اوسکے باپ کی گناہ کے عوض اوسکو
پکڑکے دوزخمین قید کرتا تہا جب اللہ تعالی نے اُنکو چہوڑانا چاہا تو ابلیس پر یہہ بہانہ
کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے اُترکر مریم کے پیٹ مین چلا گیا یہانتک کہ پیدا ہوکر جوان
ہوا اور آدمی بنکر اپنے دشمنون یہود کو اپنے اوپر قادر کیا حتی کہ اونہون نے صلیب پر
چڑہاکر اوسکو مار ڈالا تو اوسنے اپنے انبیا اور رسولونکو خلاص کیا اور اُنپر اپنے نفس کو
فدا کیا بجز اُس شخص کے جو اوسکی سولی دیے جانیکا منکر ہوا اسمین شک کرے اور کہے کہ
خدا تعالی اس سے بزرگتر ہی تو وہ شخص ابلیس کے قید خانہ مین عذاب پاویگا یہانتک
کہ اسباتکا اقرار کرے تو ان باتون سے اُنہون نے رب کو عاجز اور قدرت سے بیکار کردیا
کہ انبیا کو نہین چہڑا سکا اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کی عوض مین
اُنبیا کو قید کیا اور اوس کی طرف وہ باتین نسبت کین جو مخلوق مین

سے بھی کسیکے شایان شہون خالق جلشانہ کا تو کیا ذکر ہے - اور وہ لوگ صلیب
کی تعظیم اسجہت سی کرتے ہین کہ اوسپر حضرت عیسی علیہ السلام اونکے عندیہ مین چڑہائے
گئے تھے اور اگر اونکو عقل ہوتی تو صلیب تعظیم کے قابل نہ تھی بلکہ اونکے قول کے بموجب
ہونے پر مستحق جلانے اور ذلت کی تہی **فصل** اور اونکے راہب دین سی کسی بات پر
نہین اونکے امر کا مدار اسبات پر ہی کہ جبلون کے پہندی لگا دین اور عوام کی عقلین
اونمین پہنسا دین اور اونکے مال اڑا دین ایک حیلہ اونکا وہ ہی جسکو وہ اپنی
عید مین جسکا نام عید النور ہی بیت المقدس مین کرتے ہین کہ ایک گہر مین جمع
ہوتے ہین جسمین قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشن نہین ہوتی مگر جب
اونکے عالم انجیل پڑہتے ہین اور اپنی آوازین بلند کرتے ہین اور دعا مین
گڑگڑاتے ہین یکایک گہر کی چہت مین سے ایک آگ قندیل کی بتی پر گرتی
ہے جو چمک کر جل اوٹہتی ہے اوس وقت وہ لوگ ایکبارگی چیخ مارتے
ہین اور رونے اور چلانے لگتے ہین — ابو بکر طوسی نے ذکر کیا ہے
کہ بعض برسون مین یہہ خبر بیت المقدس کے حاکم کو جو اوس سال کے لئے
مقرر تہا اور اوسکو سقمان کہتے تہی پونہچی اوسنے اونکے بطریقون کو
حکم بہیجا کہ مین تمہارے پاس اس عید کے دن تمہاری قولکی تحقیقات کیواسطے آؤنگا

اگر سچا ہوا اور مجکو کوئی لاگ اوسمین ظاہر نہوئی تو مین تمکو مانونگا اور جان
بوجھکر اوسکی تعظیم کرونگا اور اگر عوام کے بہکانے کا طریق ہوا تو تمپر
وہ بلا ڈالونگا جسکو تم بُرا جانوگے یہہ حکم اُن لوگون پر نہایت شاق
ہوا اور حاکم سے درخواست کی کہ ایسا نہ کیجئے مگر اوسنے نمانا آخر کو بہت
سا مال دیا اوسنے لیکر اوسسے چشم پوشی کی طرطوسی کہتا ہے کہ یہہ
مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوسنے مجھہ سے بیان کیا کہ یہہ لوگ
تانبے کا بہت پتلا تار لیکر اوس گہر کے برج کے بیچ مین قندیل کی
بتی کے سر تک رکھتے ہین اور اوسپر لبان کا تیل ملدیتے ہین اور
گہر مین اِتنا اندہیرا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے تانبے کا تار نہین
دیکھتے اور چونکہ اِس گہر کی تعظیم کرتے ہین تو کسی کو اوسمین
جانے نہین دیتے اور برج کی چوٹی مین ایک آدمی ہوتا ہے
جب یہہ لوگ چیختے ہین اور دعا مانگتے ہین وہ اوپر کا شخص
تار سے پر تہوڑی سی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ آگ
لبان کے تیل کے ساتھہ آکر بتی کو لگ جاتی ہے اور اُنکی
حیلون مین سے ایک یہہ ہے کہ روم کی ولایت مین متوکل کے عہد مین ایک گرجا

جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوسمین ایک بت کے
پاس جمع ہوتے اور دیکھتے کہ اوس روز اوس بت کی چھاتی مین سے دودھ نکلتا ہی اور
اس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات
کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کی پیچھے سے اس بت
کی چھاتی تک کرکے اوسمین ایک رانگ کی نلی رکھکر اینٹ سے اوسکو درست کر دیا تھا
کہ اوسکا حال مخفی رہے اور لوگ جانین کہ یہ علامت اونکی قربانی کے قبول ہونیکی
خدا تعالی کیطرف سے ہی جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کھلی تو خادم کی گردن
مارنے اور گرجاؤنمین صورتون کے مٹانیکا حکم دیا - اور عجیب باتین جو اس امت
سے واقع ہوئین اونمین سے ایک یہہ ہی کہ اونہون نے اپنے روزون کے شروع
مین ایک ہفتہ کے روزے ہرقل بادشاہ بیت المقدس کے لئے بڑہائے اور یہہ اسطرح
ہے کہ فارس والے جب بیت المقدس کے مالک ہوئے اور نصاری کو قتل کیا اور
گرجاؤن کو ڈہایا تو یہودیون نے اونکی مدد کی اور بہت سے نصاری کو اونکے
ساتہ ہوکر جان سے مارڈالا بلکہ فارسیونکی نسبت کر اونکی خرابی یہودیون نے زیادہ
کی جب ہرقل چلا تو یہودیون نے بہت سی ہدیہ لیکر اوسکا استقبال کیا اور اوس سے درخواست کی
کہ ہمارے لئے ایک عہدنامہ لکہدو چنانچہ اوسنے ویسا ہی کیا جب وہ بیت المقدس مین داخل ہوا تو جو

نصاری بیت المقدس مین تہی اونہون نے اوسکی سامنی یہودیون کی حرکت کی
شکایت کی اوسنی کہا کہ تم مجہسی کیا چاہتی ہو اونہون نے کہا کہ اونکو قتل کر
قتل نے کہا کہ مین کسطرح اونکو قتل کرون مین تو عہدنامہ اونکی لکہہ چکا ہون اور عہد کے
توڑنیکی خرابی تمکو معلوم ہی اونہون نے کہا کہ جب تونے اونسی عہد کیا تہا تجکو معلوم
تہا کہ اونہون نے نصاری کو قتل کیا اور گرجاؤن کو گرایا ہی اونکا قتل الدیگا
کے نزدیک ہوتا ہی اور اس گناہ کو ہم تیری اوپر سی اوٹہائی لیتی ہین اور مسیح علیہ السلام
سی درخواست کرینگی کہ اس گناہ مین تجکو مواخذہ نہ کری اور ہم تیری لئی ایک ہفتہ
کے روزی ان روزون کے شروع مین مقرر کئی دیتی ہین اور جب تک نصرانی ہوتا رہیگا
اون دنونمین ہم گوشت چہوڑ دینگی اور اسباب مین تمام اطراف کو ہم لکہدینگے
ہرقل نے اونکا کہنا مان لیا اور یہودیون کو بیت المقدس سے گرد اور جبل الخلیل
کے گرد اتنا مارا کہ اونکی کثرت شمار سی زائد ہی اور بیت المقدس والے
اور مصر والے اس ہفتہ کے روزی رکہتے ہین اور باقی اہل شام اور روم اوندنونمین
گوشت نہین کہاتے اور بدہ اور جمعہ کا روزہ رکہتے ہین اور شیطانکی بازی سی انمین
عیدین ہین کہ سب کی سب بنائی ہوئی اور اونکی تجویز دلسی نئی پیدا کی ہوئی ہین ایک
اونمین سی عید میکائیل ہی اوسکا سبب یہہ ہے کہ اسکندریہ مین

فتح یمین النصاری کا فعلوا
ہرقل بجمر فقال لھم ماذا
وکانت الیہود مبنی فاکرموا
قال کیف افتلھم وقد
کنت عاھدتھم وانتم
تعلمون ما فی نقض العہد
فقالوا انک حلفت لنا
لنفعلن ما فعلوا امین قتل النصاری
وھدم کنائس وقتلھم بالسیف
وکان عناق ھذا الکتاب
فی ھذا الیوم نصوصا
واقامت النصاری
بجبل الاقاف فاجا بھم
قتال بیت المقدس وجبل الخلیل
لا یحصی کثرۃ واکل بیت المقدس و
اکل مصر یصومون ثلاث الجمعۃ وبقیۃ
اکل الشام والروم یترکون
اکل اللحم فیہا ویصومون
الاربعاء والجمعۃ ومن
کلھا موضع فیہ عید میکائیل
سببہ انہ کان بالاسکندریہ

ایک بت تہا اور سب مصر اور اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے
تھے ایک بطریق نے اوسکو توڑنا چاہا لوگون نے نمانا اوسنے تب یہہ
بہانہ کیا کہ یہ بت نہ فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر تم یہہ عید اور قربانیان
میکائیل خدا کے فرشتے کیواسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس
کریگا لوگون نے اوسکی اسبات کو اور اپنے بت کے توڑنیکو مان لیا غرضکہ
اُسنے اُنکو ایک کفر سے دوسرے مین بدلدیا۔ اور اسیطرح عید صلیب ہے اور وہ
اونکی قولکے بموجب اُسوقت مین ہے جسمین عیسیٰ کی صلیب جسپر وہ چڑہائی
گئی تھے ظاہر ہوئی اور وہ پہلے پوشیدہ تہی یہودیون نے اوسکو غلیظ کی
جاہ مین رکہدیا تہا اِسنظر سے کہ نصاری اوسکی پاس آتے جاتے تھے اور اُسکو
ترک جانتی تھی اور اسباب مین وہ حکایت بیان کرتے ہین جسکی کچہہ اصل نہین
اور اوسکی خرابی پر مدت کے زیادہ ہونے کی جہت سے عقل حکم کرتی ہے
کہ لکڑی مٹی مین تین سو اٹہارہ برس نہین رہتی اس سے کمزمدت ہی مین سڑجاتی
ہے اور نیز اور بُری باتون کی جہت سے جسپر اس حکایت کی تفصیل مشتمل
ہے اور شیطان کی بازی اونکے ساتہہ نماز کے اندر چند وجہون سے
ہے اول یہہ کہ اونمین سے اکثر کی نماز نجاست اور ناپاکی کے ساتہہ ہوتی ہے

اور حضرت عیسے علیہ السلام اس نماز سے بری ہین دوسرے یہہ
کہ اونکی نماز پورب طرف کو ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسے
علیہ السلام صخرہ بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہتے تھے تیسرے یہہ
کہ نماز کے شروع کیوقت اپنی پیشانیون پر صلیب بناتے ہین **فصل**
امت غضبیہ سے شیطان کی بازی کے ذکر مین اللہ تعالی فرماتا ہے +

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ
بڑے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوے اللہ کے اتارے کلام سے اس ضد پر کہ اتارے اللہ
مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ اور فرمایا
اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندون مین سو کمالائے غصہ پر غصہ ۱۲

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ
تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کسکی بڑی جزا ہے اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اوسپر غضب
مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اور فرمایا تُرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
ہوا اور اُن مین بعضے بندر کئے اور سور ۱۲ تو دیکھے اونمین بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرونکے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ
بڑی طیاری بھیجی ہے اپنے واسطے کہ اللہ کا غضب ہوا اونپر اور ہمیشہ وہ عذاب مین ہین ۱۲

اور خدا تعالی نے ہمکو امر فرمایا کہ اپنی نماز مین اس طرح کہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
چلا ہمکو راہ
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
سیدھی راہ اونکی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے ۱۲

اور جناب رسالت مآب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے

کہ یہودیون پر غصہ ہوا ہی اور نصاری گمراہ ہین غرضکہ اول بازی شیطان کی اونسی
یہہ ہوئی کہ اونہون نے اپنی نبی کے عہد مین کہ انکی نجات پائی اور فرعون کے ڈوبنی کو
تھوڑی ہی دن ہوئے تھے جب ایک قوم کو دیکھا کہ اپنی بتون کے پاس بیٹھی تھین
یہہ کہا کہ ہماری واسطے ایک معبود بنا جیسی انکی معبود ہین پھر بچھڑے کی عبادت کرنی
باوجودیکہ جو کچھ عذاب مشرکون پر ہوا تھا اوسکو دیکھہ چکی تھی اور یہہ بھی دیکھہ لیا تھا
کہ اوس گوسالہ کا بنانیوالا اوسکو بناتا ہی اور ڈھالتا ہی اور آگ مین جلاتا ہی اور
ہتوڑی سے پیٹتا ہی اور سوہن سے اوسکو رگڑتا ہی اور اوسکو موسی علیہ السلام
کا معبود بھی ٹھہرادیا اور حضرت موسی علیہ السلام کو جانور کی عبادت کی طرف بلکہ
جانورونمین سی نہایت کم سمجھہ جانور کی عبادت کی طرف منسوب کیا اور اونکی طرف
خطا کرنے اور خدا تعالے سی بہک جانی کو منسوب کیا اور کہا کہ ہٰذا الٰھکم وَاِلٰہ موسی
فنسی حضرت ابن عباس رض فرماتی ہین کہ نسی کی معنی یہہ ہین کہ بہک گیا اور رستہ چوک گیا
اور ایک روایت مین اون سی یہہ ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی رب کی جستجو کو گئی مگر بھول
گئی اور اوسکی جگہہ بجانی اور سدی نی کہا ہی کہ اپنی معبود کو یہان چھوڑکر اوسکو ڈھونڈہنی گئی
اور محمد بن جریر کہتی ہین کہ اونکی بچھڑا بنانیکا سبب وہ روایت ہی جو ہمکو حضرت ابن عباس رض سی
پہنچی ہی اونہون نے فرمایا کہ جب فرعون دریا پر دوڑلایا تو ایک مشکی گھوڑی پر سوار تھا

ف

ایضا ونسبوا الکذب علی عبادۃ الحیوان بل کان
عبادۃ عنہ فقالوا ونسبوا الکذب علی عبادۃ الحیوان بل کان
والضلال عن ابن عباس ای ضل واخطا الطریق
فنسی قال ابن عباس ای ضل واخطا الطریق
وفی روایۃ عنہ ذھب یطلب ربہ فضل
ای زلۃ الطریق وقال السدی ترک
ربہ ھھنا وذھب
یطلب ربہ قال محمد بن جریر وکان
سبب اتخاذہ ھو العجل کما
حدثنا بہ ابن حمید قال حدثنا
حدثنا عن ابن عباس
قال لما جاوز فرعون علی فرس ادھم
وکان علی

وہ گھوڑا دریامین گھسنے سے دُرا اوسکے لئے حضرت جبریل علیہ السلام ایک گھوڑی کے
سوار کی صورت بنکر پہلے دریامین گھس گئے جب گھوڑی نے گھوڑی کو دیکھا تو
اوسکے پیچھے گھس گیا کہتے ہین کہ سامری نے جبریل علیہ السلام کو پہچانلیا
اور ایک مٹھی اونکی گھوڑی کے پاؤن کے نشان سے سُم کے نیچے کی لی اور یہہ شخص گائی کی
پوجا کرنیوالی لوگون مین سے تہا اسی لیئے گائی کی پرستش کو اپنے جیمین اچہا جانتا تہا
اور بنی اسرائیل مین اسلام ظاہر کررکہا تہا اور ایک بازی شیطان کی اوسنے اونکے نبی کی
زندگی مین وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے کہ اونہون نے
یہہ کہا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی دوبدو اور اسیطرح اپنے نبی سے کہا کہ
اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ اور بیت المقدس کے دروازہ مین
گھسنے کیوقت جس کلمہ کے کہنے کا اونکو حکم ہوا تہا اوسکو بدل ڈالنا اور سُرین کے بل
جیمین داخل ہونا حالانکہ حکم یہہ ہوا تہا کہ اوسمین سجدہ کرتے ہوئے داخل ہون اسیطرح توریت مین کے احکام کی
موجب عمل کرنا یہانتک کہ پہاڑ کو اونکے اوپر سایبان کیطرح اُٹہاکر کہڑا کردیا گیا فصل اور شیطان کی
بازی ایک اون کے ساتہہ یہہ ہی کہ وہ لوگ جنگل مین تہے اونپر ابر نے سایہ کررکہا
تہا اور من اور سلوے اون پر اوترتا تہا تو اس سے جی بہر گئے اور لہسن
اور پیاز اور مسور اور ماش اور کہیرے کے مزہ کو یاد کرکے اُنکی درخواست کی

وہ گھوڑا دریامین گھسنے سے دُرا اوسکے لئے حضرت جبریل علیہ السلام ایک گھوڑی کے
سوار کی صورت بنکر پہلے دریامین گھس گئے جب گھوڑی نے گھوڑی کو دیکہا تو
اوسکے پیچھے گھس گیا کہتے ہین کہ سامری نے جبریل علیہ السلام کو پہچانلیا
اور ایک مٹھی اونکی گھوڑی کے پاؤن کے نشان سے سُم کے نیچے کی لی اور یہہ شخص گائی کی
پوجا کرنیوالی لوگون مین سے تہا اسی لیئے گائی کی پرستش کو اپنے جیمین اچہا جانتا تہا
اور بنی اسرائیل مین اسلام ظاہر کررکہا تہا اور ایک بازی شیطان کی اوسنے اونکے نبی کی
زندگی مین وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے کہ اونہون نے
یہہ کہا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی دوبدو اور اسیطرح اپنے نبی سے کہا کہ
اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ اور بیت المقدس کے دروازہ مین
گھسنے کیوقت جس کلمہ کے کہنے کا اونکو حکم ہوا تہا اوسکو بدل ڈالنا اور سُرین کے بل
جیمین داخل ہونا حالانکہ حکم یہہ ہوا تہا کہ اوسمین سجدہ کرتے ہوئے داخل ہون اسیطرح توریت مین کے احکام کی
موجب عمل کرنا یہانتک کہ پہاڑ کو اونکے اوپر سایبان کیطرح اُٹہاکر کہڑا کردیا گیا فصل اور شیطان کی
بازی ایک اون کے ساتہہ یہہ ہی کہ وہ لوگ جنگل مین تہے اونپر ابر نے سایہ کررکہا
تہا اور من اور سلوے اون پر اوترتا تہا تو اس سے جی بہر گئے اور لہسن
اور پیاز اور مسور اور ماش اور کہیرے کے مزہ کو یاد کرکے اُنکی درخواست کی

اور یہہ امر اسبہت سے ہوا کہ اپنی نفسون کے واسطے اونکی پسند بُری تہی اور مفید
غذاؤنکا لحاظ کم کرکے مضر غذاؤنکی طرف مایل ہوئی جو بدن کا جز کمتر ہوتی ہین
اور ایک بازی اوسکی اونسے یہہ ہی کہ اُنکو یہہ سوجہا دیا کہ خدا تعالی پر شریعتون
کے نسخ کرنیمین رکاوٹ ہی اور یہہ شیطانی شبہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
کے انکار کرنیکی مسپر تہی اور اس شبہہ کی تقریرون کی کہ نسخ کرنا بدا کا مستلزم ہے
اور وہ اللہ تعالے پر محال ہی اور اللہ تعالی نے اونکو توریت کی صریح آیت
مین جھٹلایا جیساکہ قران مجید مین اُنکو جھوٹا کیا چنانچہ فرمایا کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا
سب کہانے کی چیزین
لِبَنِی اِسْرَائِیلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَائِیلُ عَلَی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَاۃُ قُلْ فَاْتُوْا
حلال تہین بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کرلی تہی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونیسے پہلے
بِالتَّوْرَاۃِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ آخر آیتون تک جنمین اونکی جھوٹ کی تصریح پائی
تو کہیلاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو ۱۲
جاتی ہی تو اسمین خبر دی کہ کہانا کل توریت کے اترنے سے پیشتر بنی اسرائیل
کیواسطے حلال تہا سوا اوسکی جو حضرت یعقوب نے اوسمین سے اپنی نفس پر حرام
کرلیا تہا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل اپنی باپ حضرت یعقوب کی شریعت اور ملت
پر تہے اور جو کچہہ اونکی لئے حلال تہا وہ خدا تعالی ہی کا حلال کیا ہوا تہا حضرت
یعقوب ع کی زبانی اور اونکی بعد اور انبیا جو توریت کی اترنے تک ہوئی اونکی زبانی
پہر توریت نے بہت سی کہانی جو بنی اسرائیل کو توریت کی اترنیسے پیشتر حلال تھے

حرام کر دیئی اور انکو یہہ بات معلوم ہی پہر اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم کہو کہ تورین
لاکر اوسکو پڑہو اگر تم سچے ہو دیکہو تو اوسمین یہ ہی کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی نفس پر وہ
چیز حرام کی جسکو توریت نے تمپر حرام کیا ہی یا حرمت اوس چیز کی ہی جسکو یعقوب نے
حرمت مین خاص کر لیا تہا یعنی صرف اونٹون کے گوشت اور اونکی دودہ اور جب
اوسمین یہہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے صرف اسیکو تنہا حرام کیا تہا اور اسکی سوا
سب چیزین اوسکی اولاد کی لئی حلال تہین اور توریت نے اونمین سی اکثر کو حرام
کر دیا تو تمہارا جہوٹ کہل گیا **فصل** امت غضبیہ یہہ کہتی ہی کہ توریت نی بہت سی
باتونکو جو پہلی مباح تہین منع کر دیا اور کسی ممنوع باتکی اوسمین اباحت مذکور نہین ہوئی
اور منسوخ ہونا جسکو ہم منع کرتے ہین وہ موجب ہوتا ہی ممنوع امر کے مباح ہونیکو
نہ پیشتر سی مباح امر کی حرمت کو اور یہہ بہی کہتی ہین کہ تمہاری شریعت مین اکثر
اُن باتونکی اباحت وردہی جنکو توریت نے حرام کیا ہی باوجودیکہ اونکی حرمت اسی
وجہ سی ہوئی تہی کہ انمین خرابی تہی پہر مباح ہونیکی کیا وجہ ہی اور اونکی اس شبہہ
کو یہہ تقریر باطل کرتی ہی کہ برارت اصلی کا دور ہونا اور حرمت سی اباحت کا آنا جانا
ثابت ہی تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جس بات پر حکم استصحابی اور شرعی تہا وہ دوسرے
حکم سی بباعث کسی مصلحت کے جو مقتضی تبدیل کے تہی بدلگیا اور اباحت کا حرمت سے

بدلنا اور حرمت کا اباحت سے متغیر ہونا دونون مین کچھہ فرق نہین اور جو شبہ کہ انکو
دونون جگہون مین سے ایک مین پیش ہوا ہی وہی بعینہ دوسری جگہہ مین ہے اسطیکہ کسی چیز کا
شریعت مین مباح کرنا اوسکی خرابیکی بہونیکا تابع ہی اسلیئے کہ اگر اوسمین کوئی خرابی غالب ہوتی
تو شریعت مین اُسکی اباحت نہ آتی پھر جب اوسکو دوسری شریعت نے حرام کردیا تو یقیناً واجب
ہی کہ اوسکی حرمت ہی اوس شریعت مین مصلحت ہو جیسے کہ اوسکا مباح ہونا ہی
پہلی شریعت مین مصلحت تہا تو اگر خدانخواستہ پہلی شریعت مین حرام چیز کا مباح
ہونا خرابیون کے مباح ہونے کا متضمن ہوگا تو ضرور ہی کہ دوسری شریعت
مین مباح کی حرمت خوبیون کی حرمت کو متضمن ہوگی اور یہہ دونو باتین باطل ہین
تو جس صورت مین کہ یہہ درست ہوا کہ کسی شریعت مین حرمت اون اشیاء کی ہو جنکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور آپکے بعد کے لوگ مباح جانین تو یہہ بہی درست ہے کہ دوسری
شریعت مین حلت بعض اشیاء کی جو توریت مین ممنوع ہین وارد ہو اور اسی شبہہ پر ہوا
سے امت غضبیہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت حضرت
عیسی علیہ السلام کی رد کی ہی اسکا جواب اونکو یہہ بہی دیسکتے ہین کہ حرام کی ہوئی چیز دو حال سے
خالی نہین یا تو اوسکی ذات حرام ہی اسطرحکہ اوسکا مباح ہونا کسی زمانہ مین ممکن نہو یا حرمت
اوسکی اس وجہ سے ہو کہ اوسمین کوئی خرابی پائی جاتی ہے پس اگر اول صورت

ہی تو لازم آتا ہی کہ جس چیز کو توریت نے حرام کیا ہی وہ تمام انبیا ہر ہر زمانہ مین اور
ہر ایک جگہہ مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سی لیکر خاتم الانبیا جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حرام ہوا ور اگر حرمت اور مباح ہونا مصلحتون کے تابع ہون تو چیز
زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سی جدا جدا ہوا کرتی ہین ایک ہی چیز ایک ہی ملت مین حرام ہوتی
ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایکوقت مین ہوتی ہی دوسرے مین نہین ہوتی اور ایک جگہہ مین
ہوتی ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایک حال مین حرام ہوتی ہی دوسرے مین

اللہ تعالے فرماتا ہی مانَنسَخ مِن آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
جو موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین تو پہنچاتے ہین بہتر اوسسی یا اوسکے برابر کیا تجھکو
آلم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض اس آیت مین اللہ پاک نی جو دی اسکی قدرت اور
کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ ہی کو سلطنت ہی آسمان اور زمین کی ۱۲
سلطنت اور اپنی ملک و مخلوق مین تصرف کرنیکا عام ہونا اسکو اسبات کا مانع نہین کہ جو چاہے منسوخ کرے اور
جو چاہے باقی رکھی اور تعجب یہ ہے کہ یہود باوجودیکہ اللہ تعالی پر حضرت موسی علیہ السلام غیر ہم کی
شریعت مین سے جو چاہے منسوخ کرنیکو رکاوٹ بتلاتے ہین مگر اگر عقاید مین اونکا تمسک اپنی علما کی شروع کی ہوئی آپ ہی
چنانچہ ایک یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ جو شخص ہماری دین پر نہوا سکے ساتھہ کھانا نہانا اور نکاح
آپسین کرنا اور اوسکے ماتھہ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ اونکے
عالم جانتے ہین کہ ہمارا دین ہمارے ذلیل رہنے کے ساتھہ اسیطرح رہ سکتا ہی
کہ ان لوگون کو تمام دینون کے لوگون کے میل جول رکھنے سی نفرت دلاوین

من عمل نوح الی نبینا
وان کان النسخ
تابعین لمصالحهم
فیکون الشئ الواحد
وفی وقت دون وقت
قال تعالی الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر
ان اللہ لہ ملک السموات والارض
ومن عمل فی ملکہ وتصرفہ
وخلقہ لا یمنعہ
ومن البین انہم مع
ما کانوا علیہ من
الکذب علی اللہ ان

اور توریت مین صرف اُن لوگونکے ساتھہ نکاح حرام ہی جو بت پرست اور مشرک
ہون اور جانور ذبح کئی ہوئی وہ حرام ہین جنسے بتون کیطرف تقرب کیا جاوے
کیونکہ وہ جانور اُن چیزونمین سے ہین جنپر نام خدا تعالی کا نہین لیا گیا اور جو
جانور قربانی کے طور پر ذبح نہین ہوئی اونکو توریت نے حرام نہین کیا پھر نہین معلوم
ان لوگونکو کیا ہوا ہی کہ مسلمانونکا ذبح کیا ہوا نہین کھاتے مسلمان تو اپنے ذبیحہ
پر خدا تعالی کا نام لیتے ہین اور اونکے علمانے دو کتابین لکھی ہین ایک کا نام مشنا
ہی اوسکا حجم آٹھہ سو ورق کے قریب ہی اور دوسرے کا نام بلمود ہی اوسکا حجم خمسہ کے
برابر ہی اور اوسکا مولف ایک شخص نہین بلکہ اوسکو ایک جماعت نے
بعد دوسرے نے بنایا ہی اور یہہ دونو کتابین مشتمل ہین اُن باتونپر جنکو ان لوگونے نیا پیدا
کیا ہی اور توریت مین نہین ہین اور ایک کتاب ذبح کے بابمین بھی تراشی ہی اوسمین وہ
سختیان اور بوجھہ رکھی ہین جنکی کچھہ اصل نہین اونمین سے ایک یہہ ہی کہ پہیپھڑا پھونکا
جاوی یہانتک کہ ہوا سی پھر جاوی اور غور سے دیکھین کہ اوسکی کسی سوراخ سے
ہوا نکلتی ہے یا نہین اگر اوسمین سے ہوا نکلتی ہی تو اوسکو حرام جانینگے اور اگر
پھیپھڑے کا کوئی کنارہ دوسرے سے لگا ہوا ہوگا جب بھی نکھاڑ دینگے۔ اور جو شخص کہ
ذبح کئی ہوئی جانورونکے حال کا جویا رہتا ہی اُس سے یہہ کہا جاتا ہی کہ ذبیحہ کی پیٹ

مین اپنا ہاتہہ ڈالے اور اپنی انگلیونسے ٹٹولے اگر دلکو میٹہہ سی یا دونوطرف
مین سے کسی جانب مین چمٹا ہوا پاوے اگرچہ چمٹنا باریک بال کی برابر رگ سی ہی ہو
تو اوسکو حرام جانتی ہین اور اسکا نام طریقہ رکہا ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ وہ نجس ہی
اور اوسکا کہانا حرام ہی اور یہہ نام رکہنا اونکی مبتلا ہونیکی اصل ہی اور یہہ اسلئی کہ
توریت نے اُنپر طریقہ کا کہانا حرام کیا اور طریقہ وہ شکار ہے جسکو شیر یا بہیڑیا
یا اور کوئی درندہ اونکی سوا شکار کری اور یہہ وہ جانور ہی کہ قران مجید مین
وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ کے لفظ سی بیان فرمایا ہی اور اسپر دلیل یہہ ہی کہ توریت مین کہا
ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑ کہایا ہوا مت کہاؤ اور اوسکو کُتے کی سامنے ڈالدو
اور لفظ طریقہ کی اصل طوارف ہی اور یہہ لفظ توریت مین حضرت یوسف علیہ السلام
کے قصہ مین مذکور ہی جسوقت اُنکی بہائی آپکے کرتہ پر جہوٹا خون لگالائی تہی اور کہا
تہا کہ بہیڑیے نے اُنکو پہاڑ ڈالا اور توریت مین بھی کہا ہی کہ گوشت جنگل مین پہاڑا
ہوا مت کہاؤ اور غالب یہی ہی کہ پہاڑا ہوا شکار جنگل ہی مین ملتا ہی اور اسحکم کے
اُنپر اُترنیکا باعث یہہ تہا کہ وہ لوگ خیمون والے تہے جنگل مین رہا کرتے تہے اسلئی کہ وہ
جنگل مین چالیس برس پہرتے رہے اور کہانا بجز من اور سلوی کے اور کچہہ نملا اور
سلوی ایک چہوٹا پرند مشابہ لوہ کے ہوتا ہی اور اُسمین یہہ خاصیت ہی کہ اوسکے

فی رجلی الذئب یجتنبہ وتبتاعہ فان وجدت القلب
بالمنصف الی الظہر او احد
بجانبین ولو کان الانتصاب
وینقی طرفا یعفی بذلک
انہ نجس واکلہ حرام وھذا
الکلب ویطرح وھی نجسۃ
الاسد والذئب وغیرھما من السباع وھو الذی عادی
القرآن بقولہ وما اکل السبع والذی یدل علی ذلک
والنعوت وقولہ فی الصید
طوارف وقد جاء
اصل اللفظۃ طرق طوارف
فی اللفظۃ والتوراۃ فی قصۃ یوسف
اخی علی قمیصہ بدم کذب وزعموا ان الذئب
افترسہ وانما قال فی التوراۃ
توبسہ لان الکلب
توبخل فی الصحف
علیہم اعم کانوا ذوی
جسکی ان البر لا
بترددون فی التیہ
سنۃ وکانوا یاکلون
لا اکلن والشلوی وھو
صغار یشبہ السمانی

۱۳

گوشت کا کھانا دل کو نرم کرتا ہی اسلیئے کہ یہہ پرند جب رعد کی آواز سُنتا ہی مرجاتا ہی اسلیئے
خدا تعالی نے اوسکو سمندر کے اون جزیرونمین رہنا بتادیا جنمین مینہ اور رعد نہین ہوتا
تو اون لوگون کا اس پرند کو کھانا گویا اونکی سختی دل کی لئے دوا کی مانند تھا
اور مقصود یہہ ہے کہ اونہون نے طریقا کے نام رکھنے مین زیادتی کی اور اسکو
بے جگہہ رکھا اس بدعت سے اونکی غرض تمام امتون سے نفرت کرنی اور یہہ وہم
دلانا ہی کہ یہہ لوگ ایسی چیزین جو اور امتین نہین جانتی کھاتے ہین - اور مقصد
اونکا کوئی عالم تکلیف مین زیادہ ہوتا ہی اوتنا ہی اونکے نزدیک وہ عالم ربانی ہوتا
ہے اور اونکی کوئی جماعت کسی شہر مین ایسی نہین ہوتی کہ جب کوئی
عالم شخص اونکے دین والون کا دور کے شہر وان سے آوے تو اونکے لئے
دین لے بامین کمہ سختی اور احتیاط مین مبالغہ بتاوے اور وہ عالم ہمیشہ
اونمین کوئی نہ کوئی بات بری جانا کرتا ہے اور اونکو دین مین پکا نمونیکی طرف
منسوب کیا کرتا ہے اور اوسکی غرض یا تو اون پر ریاست حاصل کرنیکی ہوتی ہے
یا کوئی اور مطلب حاصل کرنیکی اور جب اونمین ٹھہرنا چاہتا ہے تو
اون کے ذبح کرنیکی چھری کو خوب غور سے دیکھتا ہے
اور کہتا ہے کہ مین تو اپنے ہی ہاتھ کا ذبح کیا ہوا

کہتا ہون اور ہمیشہ اسیطرح رہتا ہی پھر جب کوئی اور مسافر اونکے پاس
آتا ہی اور پہلا مقیم کو خوف ہوتا ہی کہ کہین آنیوالا اوسپر اعتراض نکرے تو اوسکی ملاقات
کرکے اوسکی تعظیم کرتا ہی اور اوسکی موافقت اور سچا کہنے مین سعی کرتا ہی تو یہہ پہلے
شخص کا فعل دوسرے کو اچھا معلوم ہوتا ہی اور اون سے کہتا ہی کہ اللہ تعالی نے
فلان شخص یعنی اول کا ثواب بہت بڑا کیا کہ اوسنے دین کی عزت ان لوگونکی دلونمین
مضبوط کردی اور شریعت کے طریق کو اونکی نزدیک درست کیا اور جب اول
شخص سے ملتا ہی تو اوسکی تعریف اور شکر گذاری کرتا ہی اور اوسکو دعا دعا کرتا
ہی اور اگر دوسرا شخص پہلے شخص کی باتونکا یعنی تشدد اور تنگی کا منکر ہوتا ہی تو اون
لوگون کے نزدیک اوسکی قدر نہین ہوتی بلکہ بعض اوقات اوسکو جاہل اور دین
مین ڈھیلا کہنے لگتے ہین اسلئے کہ اونکو یہی اعتقاد ہی کہ تنگی کرنا اور حلال چیز کو حرام
کہنا ہی دین ہی غرضکہ وہ ہمیشہ صواب اور حق اوسی شخص کے ساتھہ اعتقاد کرتے
ہین جو تشدد کرے اور یہہ صورت اوسوقت ہی کہ آنیوالا اونکی فقہا مین سے ہو الا جس
صورتین کہ وہ اونکی عابدون اور دانا اون مین سے ہوتا ہی تو جو قواعد کہ وہ اونپر اعتماد
کرتا ہی اور جو طریقے کہ اونکو پیدا کرکے فرضونمین ملاتا ہی عجیب و غریب دیکھوگے اور لوگونکو پاؤگے
کہ اوسکی فرمانبرداری کرتے ہین حالانکہ وہ اونکا مال اور روپیہ پیسہ کھینچتا ہے

فصل اور شیطانکی ایک بازی اُن سی یہہ ہی کہ جب اوپر کوئی حکم شرعی مشکل
پڑتا ہی تو اوس سی بچنا بہت طرحکے حیلونسے ڈھونڈتی ہین پہر اگر حیلے اونکو تہکا
دیتی ہین تو کہتی ہین کہ یہہ حکم پر جب تہا جب ہمکو ملک و ریاست تہی انمین سی ایک
یہہ صورت ہی کہ اونکی شریعتونکی احکام مین سی ہی کہ جب دو بہائی کسی گانو مین ہون
اور ایک انمین مرجاوی اور کوئی لڑکا اپنی پیچہے چہوڑی تو اوسکی بیوہ غیر شخص کے
پاس نجاوی بلکہ اوسکی خسر کا لڑکا یعنی دیور اوس سی نکاح کرلے اور اول جو اوس
سے لڑکا پیدا ہووہ اُس بڑے بہائی کیطرف منسوب ہو تو اگر وہ دیور اوس
عورت سی ناراض ہو یا عورت اوس سے نکاح نکرنا چاہتی ہو تو ایک حیلہ کرتے ہین
اور وہ یہہ ہی کہ وہ عورت حاکم کے پاس جاوی اور اوسکو سکہا دیتی ہین کہ
حاکم سی کہی کہ میری دیور کو منظور نہین کہ اپنی بہائی کا مقام بنی اسرائیل مین
قائم کری اور مجہہ سی نکاح نہین چاہتا پس حاکم اوسکو وہان بُلاکر بزور کہلاتا ہی
کہ مین اس سی نکاح نہین چاہتا پہر عورت اوسکا موزہ پکڑکے اوسکے پانو مین سے
نکال لیتی ہی اور اوسکو اپنی ہاتہہ مین رکہکر مرد کے مُنہہ پر تہوکدیتی ہی اور اوسپر
منادی ہوتی ہی کہ جو شخص اپنی بہائی کا گہر نچاہے اوس سی ایسا ہی معاملہ کیا جاوے
اور اوس مرد کو بعد اسکی مخلوع کہتے ہین اور اوسکی اولاد کو مخلوع کی اولاد بولتی ہین

موزہ کا لانا جو ۱۲

فصل اور من الحیل فاذا اخذ شیء علیہم ثم نبی
اعلم ان من التکالیف طبعوا التخاص
منہ وجی بالحیل فان اقامہم
الحیل فاذا اخذ کان علینا
کما کان لنا الملک والریاسۃ
فمن ذلک ان من احکامہم
انہ اذا اقام
وقد یعفو وکل افلا تخرج امراۃ الیت
الی رجل اجنبی بل وکل
بن کہا واول وکل بنسب الی اخیہ الاکبر
فان کان مبغضا

ن ۱۲

ان یحضر عند الحاکم ویلقنوہا ان تقول
ان ابی حمی ابی ان یقیم اخیہ
فی بنی اسرائیل ویکلفہ ان یتخذہ
فیخلع نعلہ ویبصق
ویتجاوز ویبنی علیہ
لا یبنی بیت اخیہ ویسمی
ویدعی بیت

تو دیکھو کہ عورت سے زبردستی مرد پر جھوٹ بلواتے ہین اگر مرد نے نکاح چاہا تہا اور
عورت نے خود اوسکو ناپسند کیا ہوا ور جب اوسکو یہ الفاظ سکہا دیئے اور اُنکو کہدیا تو
پہر مرد کو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور شاید نکاح کرنا اوسکی خواہش اور تمنا ہی ہو
مگر اُسکو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور اسی بات پر کفایت نہین کرتے کہ مرد پر جھوٹ بلواتے
ہین اور اوسی خود کو زبردستی جھوٹ بولنا لازم کرتے ہین بلکہ عورت کو مسلط کرتے
ہین کہ مرد کے مُنہ پر تہوکے اور اوسکو رسوا کرے اور اسصورت کا نام مسئلہ الیمان والحالیوس
رکھتے ہین۔ اور اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو مباح کرنیمین انکی حیلون پر پہلے
تنبیہ گذر چکی ہے جو تم جان چکے حاصل یہکہ یہ لوگ حیلون اور فریب اور مکر اور
خباثت کی کہان ہین اور انہون ہی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ
کیا تہا کہ ایک چھت پر چڑہے اور ایک چکی کا پاٹ لیکر اوسکو آپ پر گرا دینا چاہا آپ اس
وقت ایک دیوار کے سایہ مین بیٹہے تہے آپکو یہہ بات وحی سے معلوم ہوگئی اور ان لوگون
نے آپکے دشمنونکی مدد آپکے مخالف ہوکر کی اور زہر سے آپکا مار ڈالنا چاہا مگر خدا تعالے
نے آپکو یہہ حال بتلا دیا اور اُنہون نے آپ سے دغا کی اور آپ پر جادو کر دیا یہان تک
کہ آپکو یہ خیال ہو جاتا تہا کہ کوئی کام کر لیا ہے اور کیا نہین ہوتا تہا اور ہمیشہ داؤد اور
مکر مین لگے رہے اور ایک شیطان کی بازی اوسی پر یہہ ہے کہ وہ لوگ آل داؤد علیہ السلام

فصل

مین سے ایسی شخص برپا ہونیوالے کے منتظر ہین کہ جب وہ دعا کے لیئے اپنی لب ہلائیگا
تو تمام امتین مرجاوینگی اور کہتے ہین کہ وہ شخص مسیح ہوگا جسکا اونکو وعدہ ہوا ہی حالانکہ حقیقت
مین وہ مسیح گمراہی کا انتظار کرتے ہین اور وہ دجال ہی اسلیئے وہ لوگ دجال کی تابعون
مین بہت ہونگے ورنہ مسیح رہنمائی کے تو حضرت عیسی بن مریم صلوات اللہ علیہ
ہین جو اون کو قتل کرینگے اور اون مین سے کسیکو نہ چھوڑینگا اور تینون امتین ایک
آنیوالیکا انتظار کرتے ہین جو آخر وقت مین نکلیگا اس وجہ سے کہ اون سے اسکا
وعدہ ہوا ہی اور مسلمان حضرت مسیح عیسی بن مریم علیہما السلام کے انتظار مین ہین اور امام
مہدی علیہ السلام کے نکلنے کی منتظر ہین جو اہل بیت نبوت مین سے ہونگے زمین کو عدل سے بھر دینگے
جیسی اب ظلم سے پُر ہی **فصل** اور شیطانکی بازی اس امت غضبیہ سے ایک یہہ ہے کہ یہہ لوگ ہر ایک بدعت
مین سے پہلو دہی کے مین ہین اپنی نماز مین کہتے ہین کہ امتین کہتی ہین کہ اونکا خدا کہان ہے ای رب
ہوشیار ہو جا کب تک سوویگا اپنی خواب سے جاگ اوٹھ اور اونکو ان کفر کی کلمات پر اسلیئے جرأت ہوئی
کہ ذلت اور بندگی سے نہایت درجہ کو تنگ ہوئے اور کشادگی کی منتظر ہین جو اون سے دوری ہی مین
پڑتی جاتی ہی اور گمان کرتے ہین کہ یہہ بات اللہ کی نزدیک بڑی مرتبہ مین واقع ہوگی اور ایک اونکی خرافات
سے یہہ ہی کہ اللہ تعالی کو کہتے ہین کہ اپنی فعل پر پشیمان ہوتا ہی چنانچہ جو توریت اونکی پاس موجود ہی
اوسمین یہہ قول ہی کہ اللہ تعالی آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور اوسپر نہایت

شاق گذرا اور اپنی رای مین رجوع کیا اور یہہ قول اونکے نزدیک حضرت نوح
علیہ السلام کے قصہ مین ہی کہتی ہین کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی
قوم مین فساد دیکھا اور یہہ کہ اونکا کفر اور شرارت زیادہ ہوئی تو آدمی کے پیدا
کرنے پر پشیمان ہوا اور اونمین سی اکثر کہتی ہین کہ خدا تعالے طوفان پر آمادہ ہوا کہ انکی
دہندلی ہوگئی اور فرشتون نے اسکی عیادت کی اور اسنے اپنی اونگلیان دانتون مین
اتنی کاٹین کہ خون چلا اور ان لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے سامنے
بھی اسطرح کی کفر کی باتین کی ہین چنانچہ ایک کہنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
عرض کیا کہ خدا تعالے نے آسمانون اور زمین کو چھہ روز مین پیدا کیا پھر آرام کیا یہہ قول آپکو شاق معلوم ہوا
خدا تعالے نے اونکے قول کو جھوٹا کرنیکو یہہ آیت اتاری وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ
اور ہمنے بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے چھہ دن مین
اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ **فصل** اور اسکی ایک بازی اون سے یہہ ہی کہ انبیا علیہم
اور ہمکو نہین آئی کچھ ماندگی سے پس تو شکیبا رہ جو کہتے ہین ۱۲
السلام کی باتین طعن کرتی ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی زندگی مین تکلیف دی اور ایسی چیز
کی طرف منسوب کیا جس سی خدا تعالے نے اونکو بری کیا اور مسلمانون کو اون کی سی حرکت
کرنیسی منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ
اے ایمان والو تم مت ہو ویسے جنھون نے ستایا موسی کو پھر بری کیا اسکو اللہ نے
مِمَّا قَالُوْا اور صحیحین مین حضرت ابوہریرہ کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
اونکے کہنے سے ثابت ہوا ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے اور ایکدوسرے کو دیکھتے

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہانا غسل فرماتے بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اسلئے نہیں نہاتے
کہ اونکے خصیے بڑے ہین پھر حضرت موسیٰ نہانیکو گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھدیے وہ
پتھر آپکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ اوسکے پیچھے یہہ کہتے ہوئے دوڑے کہ میرے کپڑے پتھر
لئے جاتا ہے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے آپکی برہنگی کو دیکھا اور کہا کہ بخدا موسیٰ مین تو
کوئی عیب نہین اور اس آیت کی تفسیر مین بعضون نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون
علیہما السلام پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ہارون کی وفات ہوئی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ
پر اونکے قتل کی تہمت لگائی پس اللہ تعالیٰ نے فرشتونکو حکم کیا کہ حضرت ہارون کو اٹھالائے
اور بنی اسرائیل کو اونکی وفات دکھلادی اور ان لوگون نے جناب مستطاب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عداوت مین قول اور فعل سے مبالغہ کیا اور بہت سے نبیونکی باب مین طعن کیا اور اونکی
کفریات مین سے ایک وہ ہے جسکو توریت کی نص کیطرف منسوب کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے
حضرت لوط کی قوم کو ہلاک کیا اور سوا حضرت لوط اور انکی دو بیٹیون کے اور کوئی نہ بچا
تو اونکی ایک بیٹی نے دوسری سے کہا کہ آؤ اپنے باپکو شراب پلادین اور اونسے ہم بستر ہون
تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین اور اس سے عجیب تر یہ ہے کہ جو نوریت اونکی پاس موجود ہے
اسمین ہے کہ یہود الابن یعقوب نے اپنی بڑی بیٹی کا نکاح ایکعورت سے کیا جسکو تامار کہتے تھے
اور وہ اوس سے اغلام کیا کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ اوسکی حرکت سے غصہ ہوا اور اوسکو

ہلاک کیا یہود انے اوس عورت کا نکاح اپنے دوسرے بیٹے سے کردیا یہہ لڑکا اسنظر سے کہ
پہلا بچہ بڑے بھائی کا کہلاوے گا اوسعورت سے صحبت کرکے انزال باہر کرتا تہا اللہ تعالے
کو اوسکی یہہ بات ناخوش معلوم ہوئی اوسکو بہی وفات دی یہود انے اوس عورتکو اپنے مسکی
جانیکی اجازت دی جبتک کہ اُنکا ایک چہوٹا لڑکا بڑا ہوجاوے اور عقل کامل ہوجاوے اس
خوف سے کہ کہین اوسکا بہی وہی حال نہو جو اوسکے دونو بھائیونکا ہوا وہ عورت اپنے باپ
کے یہان رہی ایکروز یہود ا اپنے مکانپر چڑہی اوسکی بہو فاحشہ عورتونکا سا لباس پہنکر
اوسکے سامنے ہوئی یہود انے اوس سے رغبت کی اور خرچی کے عوض اپنی لاٹہی اور انگوٹہی
اوسکے پاس گرو رکہکر اوس سے صحبت کی اوسکو حمل رہگیا جب یہود اکو خبر پونہچی کہ بہو کو
زنا کا حمل ہے تو اوسکے جلانے کا حکم کیا اوسنے اوسکے پاس اونکی انگوٹہی اور لاٹہی بہیجدی
پس یہود انے عذر کیا کہ مین نے اوسکو نہین پہچانا اور اوسکا دوبارہ لانا حلال
نہ سمجہا یہہ لوگ کہتے ہین کہ اس زنا سے تامار کے جو اولاد ہوئی اونکی نسل مین داؤد
پیغمبر علیہ السلام ہین اور اونکی جہوٹ باتونمین سے ایک یہہ ہے کہ خاوند اگر اپنی عورتکو طلاق
دیوے اور وہ دوسرے سے نکاح کرے اور پہلا شوہر اوس سے پہر رجوع کرے تو ان دونونکی
اولاد اولاد زنا ہوگی اور کہتے ہین کہ اس واسطے مسلمان اولاد زنا ہین اور اونکا قول ہے
کہ عبداللہ بن سلام ہین جنہون نے یہہ مسئلہ تراشا ہے اور اُنکا قصد اس سے یہہ تہا کہ

فزوجہا ہو ولدہ الاخر
فکان یغیر علیہا علانیۃ
اول موقع بہ بنت لہ
فقال اللہ منہ ذلک فاماتہ
فاخذہا ہو بالنکاح
ہا حتی یکبر ولد صغیر لہ
ما اصاب احد منہ ان یصیبہ
وصعد یوما الی منزل لہ فاقامت فی بیت ابیہا
زوجۃ ابنہ فرآہا وہی زی الغوانی وتعرضت
فاخذہا وادخلہا وواقعہا عندما عصاہ
فلما اخبر بہا ان زوجۃ ابنہ علقت
من الزنا اذن باحراقہا فبعثت الیہ
بخاتمہ وعصاہ فاعتذر بانہ
لم یعرفہا وکرہ ان یستحل ما وہبہ
قالوا ومن ولد لہا من ذلک الزنا
وذاک النبی علیہ السلام ومن اجلہ
ان الزوج اذا زنا بحلیلۃ
بعد ان طلقہا وانکحت غیرہ
ولادہا اولاد زنا فلا
والمسلمون اولاد زنا عندہ
ابن سلام ہو الذی
فہم ذا القصۃ

کہ مسلمانون کی اولاد کو اولاد زنا ٹہرادین اور کہتی ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بہت سی خواب دیکہی ہین جنسے معلوم ہوتا تہا کہ وہ صاحب دولت ہونگی پس آپنے
خدیجہ کبریٰ کی تجارت کے لئے شام کو سفر کرکے علمای یہود سی ملاقات کی اور اپنی خواب
اونسے بیان کی تو اونہون نے جانا کہ یہ صاحب دولت ہونگے سلمی عبداللہ بن سلام کو آپکے
ساتہہ کردیا آپنے علوم توریت اونسے سیکہی اور فصاحت اور معجزہ جو قرآن مین موجود ہے
اوسکو عبداللہ بن سلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہہ بات ایسے لوگون سے دور
نہین جو اپنی معبود مین طعن کرتی ہین اور اُنپر وہ باتین لگاتی ہین جو اُسکی شان بزرگ کے
لایق نہین اور اُنکی انبیا کی مذمت بڑی بڑی باتون سی کرتی ہین مثلاً حضرت عیسی علیہ السّلام کو
ولد الزنا کہتی ہین اور آپکی ماکو بدکار یکیطرف منسوب کرتے ہین اور حضرت لوط علیہ السّلام کی شان مین
کہتی ہین کہ اپنی دو بیٹیون سی نشہ کی حالت مین زنا کیا اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کیطرف
جادو لگاتے ہین کہ وہ جادوگر بادشاہ ہین اور حضرت یوسف علیہ السّلام کی شان مین
کہتے ہین کہ اونہون نے اپنی آقا کا پاجامہ کہولا اور اوسکا حسن لیا پس دیوار پہٹی اور
اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السّلام کو اونگلیان دانت سی کاٹتے دیکہا
مگر نہ اوٹھے یہان تک کہ اون پر حضرت جبریل علیہ السّلام نازل ہوئے اور
فرمایا کہ اے یوسف تم زانیون مین ہو جاؤگے حالانکہ خدا تعالی کے نزدیک

تم انبیا مین شمار ہوتے ہو مگر ضد زنا ہی سے باز رہی اور اسمین نہایت درجہ کی مذمت ہی
اور انکا یہ کہنا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بیمارونکا علاج دوا اون سی کرتی تہی اور لوگونکو دیکہ
یہہ دلاتے تہی کہ شفا آپ کی دعا سی ہوتی ہی اور تعجب یہہ ہی کہ جو توریت اونکی پاس ہی اسمین
موجود ہی کہ یہودیون سے سلطنت بنجاویگی جبتک کہ مسیح علیہ السلام نہ آوینگے اور اسکی برخلاف
مسیح علیہ السلام کی نبوت پر اونکو قائل ہونا چاہیئے اسلیئے کہ وہ لوگ اصحاب دولت تہی اور حضرت عیسے
علیہ السلام کی ظاہر حالت اونکا ملک جاتا رہا اور کہتی ہین کہ مسیح علیہ السلام یوسف زرگر کے بیٹی
بری طور سے ہین نہ اچہی طور سے مگر یہہ کہ اونکو اسم اعظم معلوم تہا اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ
حضرت موسی علیہ السلام ایک لفظ بیان جو فیر لسنی مرکب پر واقف تہی اوس سے اونہون نے دریا کو چیرا اور تمام معجزات
ظاہر ہوے اور اسی قول کو حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت مین خلل انداز نہین ٹہرایا جیسی کہ اسکو ذریعہ حضرت عیسی
علیہ السلام کی نبوت کی انکار کا کیا یہانتک کہ بعضون نے اونمین سی کہا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کو وہ کلمہ
اللہ تعالی نے سکہایا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اسکو بیت المقدس کی دیوارون سے برسکہ لیا تہا اور یہہ امر
اون کا خدا تعالی کے رسولون سے دہنیگا دہنیگی اور بہتان ہے فصل اور جو
توریت یہودیون کی پاس ہے اوس مین اختلاف ہے کہ وہ لفظون مین بدل
گئی ہے یا معنی مین تبدیل ہوئی ہے عبارت مین نہین اور اس اختلاف مین تین قول ہین
ایک جماعت تو یہہ کہتی ہی کہ تمام توریت یا اکثر بدلگئی ہی اور بعض لوگ مبالغہ اتنا کرتے ہین

کہ کہتے ہین کہ اس سے استنجا کرنا درست ہی اور ایک جماعت ائمہ حدیث اور فقہ اور کلام
کی یہہ کہتی ہے کہ تبدیل صرف معنی مین ہوئی ہے بخاری نے اپنی صحیح مین کہا ہی کہ
یحرفون کے معنی یہہ ہین کہ زائل کرتے ہین اور کوئی شخص کتاب کا لفظ الہ کی کتابون
مین سے دور نہین کرتا مگر اوسکی جو معنی ہوتے ہین اونکی سوا دوسرے معنی کر لیتے ہین
اور رازی نے بھی یہی اختیار کیا ہی اور مین نے اپنے شیخ کو کہتے سنا ہی کہ فاضلو نمین
اسبابمین جھگڑا ہوا تو امام رازی نے اس مذہب کو درست رکھا اور دوسرونکو ضعیف
کیا مگر اونپر انکار کیا گیا یعنی لوگون نے نمانا تو اُنہون نے پندرہ نسخے اوسکی ظاہر کئے۔ اور ان
لوگونکی دلیل یہہ ہے کہ توریت پورب اور پچھم اور اتر دکھن مین پھیل گئی ہی اور اوسکے
نسخونکی شمار سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا تو تبدیل اور تغیر ان سب نسخون
مین برابر ایک سا ہو جانا نہین ہو سکتا کہ کوئی نسخہ زمین مین بدون تبدیل کے نرہی اور
یہہ اُن باتونمین سے ہی جنکو عقل محال جانتی ہی اور یہہ جماعت یہہ بھی کہتی ہی کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور ایک یہہ دلیل ہے کہ
(تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچے ہو ۱۲)
یہودیونے سنگسار کرنیکے فرض کو چھوڑنے پر اتفاق کیا مگر توریت مین سے اسکو
بدل نسکے اور اسیواسطے جب یہودیونے توریت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامنے
پڑھا تو قاری نے اپنا ہاتھہ رجم کی آیت پر رکھہ لیا حضرت عبداللہ بن سلام نے اسکو فرمایا

کہ اپنا ہاتھہ اوٹھا جب اوسنے ہاتھہ اوٹھایا تو وہ آیت ہاتھہ کے نیچے سے معلوم
ہونے لگی - اور ایک جماعت ان دونو جماعتون کے درمیان ہی وہ یہہ کہتے
ہین کہ توریت مین کچھہ بڑہایا ہی گیا ہی اور کچھہ بہت ہی تہوڑی تبدیلی بہی ہوئی ہی
اور ہماری شیخ نے اِسیکو اختیار کیا ہی اوس شخص کے صحیح جواب کے لئی جسنے دین
مسیح علیہ السلام کو بدلا اور فرمایا کہ اس زیادتی کی مثال یہہ ہی کہ توریت مین اونکی
یہان یہہ ہے کہ الٰہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے پہلے یا اکلوتے
بیٹے اسحق کو ذبح کرو اسمین اسحق کا لفظ ان لوگونکا بڑہایا ہوا ہے مین کہتا ہون کہ
یہہ زیادتی دس وجہون سے باطل ہی اول یہہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا پہلا اور اکلوتا بیٹا
تینون ملت والون کے اتفاق سے اسمعیلؑ ہے دوسرے یہہ کہ الٰہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ
کو حکم فرمایا کہ ہاجر اور اونکی لڑکے اسمعیلؑ کو سارہ کے پاس سے لیجا کر مکہ معظمہ کے جنگل مین
ساکن کریں تاکہ سارہ کو رشک آوے تو جب لونڈی اور اوسکی بیٹے کو دور رکہنے کا حکم
کر دیا ہو تو اسکی بعد سارہ کے لڑکے کی ذبح کرنیکا اور لونڈی کے لڑکے کی باقی رکہنے کا
کب حکم فرماویگا یہہ بات تو ایسی ہے کہ اسکو حکمت نہین چاہتی تیسرے یہہ کہ ذبح کا معاملہ
یقینا مکہ معظمہ مین ہوا ہی اور اسی لئی خدا تعالی نے مکہ معظمہ مین قربانیون اور ہدیون
کا ذبح کرنا مقرر فرمایا کہ امت کو معاملہ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے لڑکے کے ساتہہ

مرفوعہ بان او فوقہا فاذا ہی
فقالوا اختہا و توسطت کانفہ
اشیاء کیسہ الاجبال او اختارہ
شیخنا فی الجواب الصحیح
من بدل دین المسیح
وہذا احکام فی الجواب الصحیح
ان اللہ سبحانہ قال لابراہیم خذ
ابنک بکرک او وحیدک
والزیادۃ کاطلۃ من وجوہ
ان ہاجر و اسمعیل باتفاق الملل
ان اسحق وحید ابراہیم
ان اللہ سبحانہ امر ابراہیم
بالفراق بین سارۃ و ہاجر
وکیف یامر بالفراق بین سارۃ
فلم یبق الا بقاء النسرۃ
ان سارۃ و ابقاء ابن النسرۃ
مما لا یقتضیہ الحکمۃ
والثالث ان قصۃ الذبح
کانت بمکۃ قطعا
ولان اہل الکتاب
جمیعہم قائلون
من ابراہیم الی موسی
بمکۃ ثم بکر الامۃ
ولان اہل الکتاب

جو کچھ وہان ہوا ہی یاد رہی چوتھی یہہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ماسارہ کو
اسحٰق کی خبر خوش دی اور اسحٰق علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی پس یعقوب
اسکی اسحٰق علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم کیسے دیگا پہلی تو اونکی ماباپ کو بیٹے کے بیٹا ہونیکی بشارت د
پانچوین یہہ کہ اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت اسمٰعیل کے ذبح ہونیکا اور اپنے آپکو خدا کی لئے تسلیم کرنیکا اور ذبح
حضرت ابراہیم کی جرأت کرنیکا مذکور فرمایا اور حضرت اسمٰعیل کے قصے سے فارغ ہوکر بعد کو ارشاد
فرمایا وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی تسلیم و انقیاد کی
اور اسکی لئے اپنے لڑکے کی فدیہ دینے کی شکر گزاری کی اور اسپر اپنی علامات دین سے یہہ کیا
کہ اسحٰق کو دیا یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح سے بچایا اور اون پر اسحٰق کو زیادہ فرمایا چھٹی یہہ کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست بیٹے کی کی تھی پس اللہ تعالیٰ نے اونکی دعا مقبول کی
اور بیٹے کی بشارت اونکو دی جب لڑکا اونکی ساتھہ دوڑنے لگا تو اسکے ذبح کرنیکا حکم کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ تو اس سے
اور بولا میں جاتا ہون اپنے رب کیطرف وہ مجھکو راہ دیگا اے رب بخش مجھکو کوئی بیٹا نیکوں میں سے تو خوشخبری دی ہم نے اسکو ایک لڑکے
معلوم ہوتا ہی کہ اس لڑکے کی بشارت آپکو بعد آپ کی دعا اور درخواست لڑکا دینے کی اپنے رب
ہوئی تھی اور جس لڑکے کی بشارت ہوئی اسکے ذبح کرنے کا نص قرآن سے قطعاً حکم ہوا
تھا اور حضرت اسحٰق کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بدون آپ کی دعا کے بلکہ
بوڑھاپے میں کہ جس وقت انکی عمر کے لوگون کے لڑکا نہوتا تھا ہوئی اور حضرت

اسحق کی بشارت حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ ہی کو ہوئی اور اسیواسطے سارہ نے
اپنی پیٹ سے لڑکا ہونے کا تعجب کیا اور دونون بشارتون کے مضمون کو دیکھو کہ
اول مین تو ارشاد ہے اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ
فبشرناہ بغلام حلیم اور دوسری مین وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا
اور اگلے مین ہماری بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری لیکر بولے سلام
قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ
وہ بولا سلام ہی پھر دیر نہ کی کہے لایا بچھڑا تلا ہوا پھر جب دیکھا اونکے ہاتھ نہین پہنچتے اسپر اور کھٹکا اسکا
مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا
اور دل مین ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین طرف قوم لوط کے اور اسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہمنے
بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ
خوشخبری دی اسکو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی بولی ای خرابی کیا مین جنونگی اور مین بوڑھیا ہون اور یہ میرا
شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اور ان دونون
بوڑھا یہ تو ایک عجیب چیز ہی وہ بولے کیا تعجب کرتی ہی اللہ کے حکم سے ۱۲
بشارتون مین سے ایک کا مخرج دوسری کے خلاف ہونے کو دیکھو اور
اور پہلی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تہی اور دوسری سارہ کو اور
پہلی ہی بشارت ہے جس مین حکم اُس لڑکے کے ذبح کا دیا ہی جس کی خوشخبری
دی ہے دوسری بشارت ایسی نہین ساتوین یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
حضرت اسحق کو لے کر یقیناً مکے مین نہین تشریف لائے اور نہ اون کو اونکی
ماسے جدا کیا اور اللہ تعالے کس طرح حکم کریگا کہ اپنی بی بی کے لڑکے کو جہان
اسکی سوت رہتی ہو اُس شہر مین ذبح کرے اور سوت کے لڑکے کو چھوڑ دی

آٹھوین یہہ کہ الہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تہا اور خلت اسبا کو شامل ہے کہ خلیل کا دل ہمہ تن اپنے آپ سے متعلق ہو اسطرح کہ اوسمین سب کے غیر کی گنجایش نہو اور جب اونہون نے درخواست لڑکے کی کی تو انکو حضرت اسمعیل عطا ہوئی تو آپکے دلکی ایک شاخ اونسے متعلق ہوگئی آپکے خلیل نے چاہا کہ یہہ شاخ بھی خالص ہمارے لئے ہو اسلئے آپکے لڑکے کے ذبح کرنیسے آپکا امتحان لیا جب آپنے حکم الہی کی اطاعت کی تو وہ خلت خاص الہ تعالی کیواسطے ہوگئی اور حکم اونکے ذبح کرنیکا منسوخ ہوا اسنظر سے کہ غرض حاصل ہوگئی یعنی یکا ارادہ کرنا اور نفس فرمانبرداری کو ٹھان لینا اور ظاہر ہے کہ تعلق خاطر اول ہی اولاد کے ساتہہ ہوتا ہے نہ آخر کے تو جب مقصود پہلے ہی لڑکے سے حاصل ہوگیا تو دوسرے کے سانہہ اس جیسے معاملہ کی حاجت نرہی اسلئے کہ اگر دوسرے لڑکے کی محبت خلت کی مزاحم ہوتی تو اوسکے ذبح کرنیکا بہی حکم دیا جاتا اسمعین اگر حکم دوسرے لڑکے کے ذبح کا ہوتا تو یہہ معنی ہوتے کہ حضرت ابراہیمؑ کو خلت کی مزاحمت پر بہت مدت تک قائم رکہا پہر اونکو مزاحم کے دور کرنیکی بات کا حکم کیا اور یہہ بات مقتضای حکمت کے خلاف ہے نویں یہہ کہ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحق تو بڑہاپے مین مرحمت ہوئی اور حضرت اسمعیل عین شروع جوانی مین اور عادت یون ہے کہ دل پہلے لڑکے سے زیادہ متعلق ہوا کرتا ہے دسوین یہہ کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرماتے تھے کہ مین دو ذبیح کئے ہوؤنکا بیٹا ہون یہہ اشارہ تہا
اپنے باپ عبداللہ اور اپنے دادا حضرت اسمعیل کیطرف حاصل یہہ کہ یہودیون نے نام حضرت
اسحق ع کا توریت مین بڑہا دیا اور اسکا سبب یہ تہا کہ حضرت موسیٰ نے توریت کو بنی
اسرائیل سے بچایا اس ڈر سے کہ کہین یہہ لوگ آپکے بعد اوسکی معنی مین مختلف ہوکر بہت سے
فرقے نہو جاوین اور توریت کو آپنے بنی لیوی کے امامونکو دیا سوا ایک سورت کے
جو اُن لوگونکی طبیعتونکی مذمت پر مشتمل تہی اور یہہ کہ وہ لوگ عنقریب توریت کی شریعت
کے خلاف کرینگے اور اسکی بعد اونپر عذاب آویگا اور یہہ سورت اسوجہ سے ندی تہی کہ
اونپر شاہد ہو اور توریت کا یاد کرنا اونپر نہ فرض تہا نہ سنت بلکہ ایک آدمی اسکی ایک
فصل یاد کرتا تہا اور دوسرا دوسری جب بخت نصر نے ہارونی امامون سے اُن
لوگونکو مارڈالا جو اکثر توریت کی حافظ تہے اور اونکی عبادتخانے پھونک دئے تو عزیر نے
اپنی یادداشت کو اکٹہا کیا جس سے یہہ توریت بنی جو یہودیون کے پاس ہے اور اوسنے
غیب کیطرح توریت اُنہین لکہوائی اور بہین جہت اوسکی تعظیم مین اُن لوگونکے مبالغہ
کیا یہانتک کہ حد سے زیادہ بڑہگئی غرضکہ یہہ توریت جو یہودیون کے پاس موجود ہے وہ عزیر
کی لکہائی ہوئی ہے اوسمین توریت مین سے بہت ہی پہرا دیا اوسکو اُس قوم نے نوبت بنوبت لیا
جسکو اللہ تعالیٰ نے متفرق کردیا تہا پس توریت مین تین باتین ملگئین اول کچہہ کمی بیشی

دوسرے ترجمہ کا اختلاف تیسرے معنی کا اختلاف اور ان مین سے کچھ مثالین ذکر کیجاتی ہین پہلی
مثال وہ ہی جو پہلے گذری کہ توریت مین ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑا ہوا مت کہاؤ اور اسکو
کتے کو ڈالدو اور جو کچھ تحریف اونہون نے اسمین کی ہی اوسکا بیان بھی اوپر گذرا دوسری مثال
توریت مین فرمایا ہی کہ مین ایک نبی کو اونکی بھائیونکی بیچ مین سے قائم کرونگا اونہون نے اسکے یہ معنی
بدلے کہ یہ بشارت ایک نبی کی بنی اسرائیل مین سے ہی حالانکہ یہ کئی وجہون سے باطل ہی اول یہ کہ اگر
خدا تعالی کی یہی مراد ہوتی تو فرماتا کہ خود اونکی نفسونمین سے قائم کرونگا دوم یہ کہ بھائیون سے توریت
مین اونکی قوم کے خلاف معلوم ہوتی ہی چنانچہ پانچوین جلد کی پہلے پارہ مین ہے کہ تم عدلیس یعنی بیت
المقدس کو سیعیر مین اپنے بھائیون بنی العیص کی سرحد وغیرہ مین بساتے ہو تو خبردار ایسا نکرنا کہ تم اونکی
کسی چیز مین طمع کرو تو جب بنی العیص اس روایت کی بموجب بنی اسرائیل کے بھائی ہین تو اسیطرح بنی اسمٰعیل
بھی ہین تیسرے یہہ کہ بشارت اگر حضرت شموئیل یا دوسرے نبی کی کسی بنی اسرائیل مین سے ہو تو یہہ کیونکر درست
ہوگا کہ بنی اسرائیل بھائی بنی اسمٰعیل کے ہین چوتھے یہہ کہ توریت مین فرمایا کہ مین اونکے لئے نبی تیری مثل قائم کرونگا اور
دوسری جگہہ مین فرمایا کہ اُنپر توریت مثل موسے کی توریت کے نازل کرونگا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل مین کوئی
نبی ایسا نہین ہوا جسپر توریت مثل توریت حضرت موسی علیہ السلام کے اُتری ہو بجز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام کے کہ حضرت عیسی خود بنی اسرائیل
مین سے ہین تیسری مثال یہہ ہے کہ توریت مین فرمایا کہ خدا تعالے طور سیناسے

اور اسنی اپنی کتاب سے چمکایا اور فاران کے پہاڑون مین سے ظاہر ہوا اور اسکی ساہات
پاک لوگون کا دیوان ہی اور یہودی جانتے ہین کہ جبل سعیر پہاڑ سراۃ ہی جس مین عیص
علیہ السلام کی اولاد رہتی ہے اور جو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہہ
پہاڑ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام تہا اور سینا جبل طور ہی مگر فاران کے پہاڑون کو
تحریف کی راہ سے وہ شام کے پہاڑون پر محمول کرتے ہین ورنہ وہ مکہ معظمہ کے
پہاڑ ہین اور فاران مکہ معظمہ کا ایک نام ہے اور اسپر توریت مین نص ہے کہ
اسمعیل جب اپنے باپ سے جدا ہوئے تو فاران کے جنگل مین رہے
اور اونکی مانے اونکی شادی ایک مصر کی عورت سے کردی تو دیکھو کہ توریت کی نص سے
ثابت ہوا کہ فاران کے پہاڑ اولاد اسمعیل کے رہنے کی جگہ ہین اور جب توریت نے اشارہ کیا ایک نبوت
کیطرف جو فارانکے پہاڑونپر اُترگی تو اس سے لازم آیا کہ وہ حضرت اسمعیل کی اولاد پر اوترگی کہ
وہی لوگ دلمان کے شہندے ہین اور ظاہر ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سوا اور کسی پر نہین اُترى تو یہہ مختصر فصلین ہین شیطان کے مکرمین اور اُمتون
سے اسکی بازی کرنیکے بیان مین تاکہ مسلمان ان سے اللہ تعالے کی
نعمت کی قدر اپنے اوپر معلوم کرے اور جو تحفہ علم وایمان سے
اوسنے اسکو عطا فرمایا ہے اسکو پہچانے والحمد للہ اولا وآخرا

خاتمہ

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب مفید جامع اتباع سنت و [illegible] مؤلفہ
ہشام بن یحیی شامی ؒ بتاریخ ۲۳ ماہ رجب المرجب ۱۲۸۳ [illegible] اختتام کو پہنچی +

قطعہ تاریخ طبع از [illegible]

[illegible] ہر کہ بعد از آنکہ دید آنکے جب چھپ بحکم [illegible] تاریخ دیوانہ قلب
[illegible] ابراہیم خود راوفت غیب نے دی آ [illegible] لہ لکھدی کذ کری لمن کان قلب
۱۲۸۳

ب تہذیب الایمان

۱۳	[illegible]	مجھیا	۲	۳۶۸	نوبان بن محمد اور اوسنے محمد
۲۱۸	۱۰	امام جعفر ۱۲	جعفر طیار ۱۲	۳۸۵ ۱۳ حاشیہ	انکرہ
۲۷۲	۱۰	پہر آیا	پہرایا	۵۷۸	۱۱ اعلی

اور سوا اسکے اور جگہہ اگر غلطی اعراب و نقطونکی ناظرین ملاحظہ فرماوینگے تو
کرم درست فرمالین

واسطے سند اثبات کے کہ یہ کتاب مطبع صدیقی کی چھپی ہوئی ہے سطر
عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی